دعوت اسلام

ترجمہ ۱۵۹۳

دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہٗ

ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ سابق پروفیسر
محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی۔ اے

سابق طالبعلم محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایماے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی غفرلہ
اُردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ء

دعوت اسلام

۱۵۹۳

ترجمہ

دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ سابق پروفیسر
محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی۔ اے

سابق طالبعلم محمدن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایماے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی غفرلہ
اُردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مترجم

آخر سنہ ۱۸۹۶ء مین جسوقت مسٹر ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈہ
کی یہ کتاب پریچنگ آف اسلام انگریزی زبان مین انگلستان سے چہپکر آئی تو جناب ڈاکٹر
سر سید احمد خان بہادر مرحوم و مغفور نے اوسکے اردو ترجمہ کے لیے مجہسے فرمایا مین
زمانہ طالب العلمی مین بہی جبکہ علی گڈہ کالج مین رہتا تہا اس کتاب کے چند حصے مصنف ممدوح
کے قلمی مسودہ سے محمدن ایڈوکیشنل کانفرنس کے لیے ترجمہ کرچکا تہا۔ غالبًا یہی وجہ
ہوی کہ اب پوری کتاب کا مترجم بہی مجہی کو مقرر کرنا پسند کیا گیا۔ شروع جنوری سنہ ۱۸۹۷ء
مین مین نے اس ترجمہ کو شروع کیا اور گذشتہ ماہ نومبر مین بجز ضمیمون اور دیباچہ کے کل
کتاب کو ختم کردیا جسقدر ترجمہ ختم کر کے صاف کرلیتا تہا سید صاحب کی خدمت مین روانہ
کرتا جاتا تہا۔ چنانچہ اس وقت مین اس بات کو اپنی بڑی خوش قسمتی سمجہتا ہون کہ بجز چند اوراق
کے یہ کل ترجمہ جناب سید صاحب مرحوم مغفور کی نظر سے ایک دفعہ گذر چکا ہے۔

انگلستان اور یورپ کے بعض مشہور و معروف مصنفون اور مضمون نگارون نے
پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر عالمانہ ریویو لکہے ہین اور خود جناب سید صاحب مرحوم و مغفور نے
اس کتاب کے مضامین کی نسبت علی گڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ذریعہ سے اس قسم کی اشتہار
اطلاعین ملک مین بار بار شائع کی تہین کہ اگر اسوقت مترجم اونکی طرف اشارہ کرکے خاموش
ہورہے تو دیباچہ لکہنے کا فرض ادا ہوسکتا ہے۔ لیکن یہہ عذر کافی نہین معلوم ہوتا کیونکہ
جناب سید صاحب کا آخری والا نامہ جو میرے پاس آیا اوسمین ارشاد تہا کہ جب یہ ترجمہ ختم

کرلو تو ایک دیباچہ اپنی طرف سے ضرور لکھنا اور اوسکو دیکھنے کے لیے میرے پاس بھیج دینا" اس خط کے تقریباً دو ہفتے کے بعد آن جناب نے اس دارفانی سے رحلت فرمائی اور مین اونکی حیات مین اس ارشاد کی تعمیل نہ کرسکا جسکا اس وقت مجھکو نہایت افسوس ہے۔ سید صاحب کا قصد تہا کہ اس کتاب پر جب اوسکا ترجمہ ختم ہو جاوے تو ریویو لکھین اور پروفیسر آرنلڈ کی اس بےمثیل تصنیف کے ترجمہ کو بہت دھوم دہام سے ملک مین شائع کرین۔ لیکن افسوس ہے موت نے ان سب منصوبون کو غارت کردیا۔

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر کوئی تقریظ لکھنی مجھہ جیسے کم استعداد شخص کا کام نہین ہے یہ کام اُن عالمون کو شایان ہے جو قدیم علوم مگر نئے سکول کی عالم اور اسلامی تاریخ کے ماہر ہین۔ مین صرف اُن چند باتون کو سرسری طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہون جو ایک عرصہ تک اس کتاب کو مطالعہ کرنیکے بعد میرے ذہن مین رہ گئی ہین۔

پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مضمون بالکل اچھوتا ہے جس پر اس سے پہلے کسی عالم نے خواہ مسلمان ہو یا عیسائی ایسی وضاحت و ترتیب سے قلم نہین اوٹھایا مضمون یہہ ہے کہ تمام دنیا مین جہان جہان مواعظ حسنہ کے ذریعے سے اسلام پہیلا اوسکی تاریخ لکھی جاوے زمانہ حال کے علماے یورپ نے دنیا کے بڑے بڑے مذہبون کا دو قسمون مین تقسیم ہونا تسلیم کیا ہے۔ ایک مشنری اور دوسرا نان مشنری۔ نان مشنری مذہب وہ ہین جنکے ماننے والے غیر مذہب والون کو اپنے دین مین شامل نہین کرسکتے۔ مشنری مذہب وہ ہین جنکے ماننے والے غیرون کو اپنے مذہب پر لانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہین۔ اب جو مذہب مشنری ہین اونکی اشاعت کے دو طریقے ہین۔ ایک یہ کہ مواعظ۔ ہدایت اخلاق اور نیکی کے بہترین نمونے دکھاکر غیرون کو اپنے مذہب مین داخل کیا جاوے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب حکومت اور قوت حاصل ہو تو تلوار کے زور سے جبر و تعدی سے غیرون کو زبردستی اپنے مذہب کا معتقد بنایا جاوے۔ دنیا کے بڑے مذہبون

ہین صرف تین مذہب مشنری ہین - ایک بدھ مذہب جس سے ہمکو بحث نہین - دوسرا
عیسائی مذہب تیسرا اسلام - صرف اسلام کی اشاعت کے حالات اور واقعات کو لکھنا
پروفیسر آرنلڈ کی کتاب کا مقصد ہے - لیکن مقابلہ کی غرض سے اور اس لیے کہ مصنف اپنی
کتاب مین زیادہ تر کرسچین یورپ سے مخاطب ہے کہین کہین عیسوی مذہب کی تاریخ کا ذکر بھی پایا جاتا
ہے - اسلام اور عیسوی مذہب کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی اشاعت مین دونون
طریقے جو اوپر بیان ہوے برتے گیئے - یعنی عیسوی مذہب اور اسلام دونون کبھی تلوار
کے زور سے اور کبھی مواعظ اور ہدایت کے ذریعہ سے دنیا مین پھیلائے گیے - مذہب
کے پھیلانے والے ہمیشہ انسان رہے ہین اور انسان کی طبائع مختلف ہین ایک وہ
ہین جنہون نے مذہب کے احکام سے سرمو تجاوز کرنا جائز نہ سمجھا اور اپنے مذہب کو
فی الحقیقت ترقی دی - دوسرے وہ ہین جنہون نے مذہب کے غلط جوش یا حکومت
اور قوت کے پندار مین مذہبی احکام کا خیال نہ کیا اور ایسے کام کیے جنسے خود ان ہی پر
حرف نہ آیا بلکہ مذہب کے پاک چہرہ پر بھی اُنھون نے سیاہ داغ لگا دیے - مذہب کے
پھیلانے مین زور و زبردستی سے کام لینا ہر مذہب کی شان سے خلاف سمجھا گیا ہے
اور خاص کر اس زمانہ تہذیب مین تو وہ بالکل وحشیانہ حرکت سمجھی جاتی ہے - عیسائیون مین
یہ بات زبان زد خاص و عام ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے دنیا مین پھیلایا گیا -
اور احکام قرآن کی رو سے غیر مذہب والون کو بزور شمشیر مسلمان کرنا مسلمانون پر فرض
ہوا - اسلام کی نسبت یہ دونون خیال بالکل غلط ہین - اگر عیسائیون کا اعتراض صرف
اس حد تک ہوتا کہ بعض مسلمان بادشاہون یا لڑنیوالون نے اسلام کی بجبر اشاعت کی تو یہہ
اعتراض چندان سخت نہ تھا کیونکہ جب فریقین پر ایک ہی سا اعتراض عائد ہو تو وہ ہی اعتراض
ایک کے منہہ سے دوسرے کے حق مین زیادہ کارگر نہین ہوتا - لیکن عیسائیون کا سب سے
سخت اعتراض جو اسلام کی نسبت ہمیشہ سے اون مین چلا آتا ہے یہہ ہے کہ غیر مذہب والونکو

زبردستی مسلمان کرنا ازروی قرآن مسلمانون کا فرض ہے - پروفیسر آرنلڈ نے پہلا کام
یہہ کیا ہے کہ اس سخت اعتراض پر جو واقعات کے خلاف تہا کئی پہلو سے حملہ کیا اور قرآن
شریف کی متعدد آیات اور احادیث نقل کر کے اور تاریخی مثالین پیش کر کے اوسکو بالکل
غلط اور لغو ثابت کر دیا چنانچہ اس مسئلہ کے بہترین مبصر سمجہہ سکتے ہین کہ مصنف ممدوح کو اس بحث
مین کسقدر اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہوی -

پروفیسر آرنلڈ نے مذہب اسلام کی تاریخ اشاعت صرف اوس حد تک لکہی ہے جسمین
اسلام مواعظ و نصائح کے ذریعہ سے دنیا کے مختلف ملکون اور جزیرون مین شائع ہوا -
اُنہون نے ایسے واقعات کے لکہنے سے پرہیز کیا ہے جن مین بعض مسلمان بادشاہون
یا لڑنیوالون نے عیسائی بادشاہون یا لڑنے والون کی طرح اپنے مذہب کی بجبر اشاعت
کی ہو کیونکہ جن لوگون نے ایسا کیا یہ اونکا ذاتی فعل تہا - اسلام کی تاریخ اشاعت کو جو
اشاعت ازروی اسلام جائز طریقون سے ہوی ہو ایسے لوگون کے ذاتی افعال سے بحث
نہین ہو سکتی مصنف ممدوح نے صرف ایسے واقعات کو قلمبند کیا ہے جنمین وعظ و نصیحت اسلامی عمدہ
اخلاق اور حسن معاشرت سے تبلیغ اسلام کے لیے مسلمانون نے تمام دنیا مین جہان
کہین اونکا قدم پہنچا کوشش کی -

یہ کہا گیا ہے کہ آغاز اسلام سے لیکر اسوقت تک جو تیرہ سو برس کا زمانہ ہے کوئی کتاب
پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پریچنگ آف اسلام سے پہلے اسلامی تاریخ مین ایسی نہین لکہی گئی جس سے
بطریق مواعظ اسلام کی اشاعت کا حال ہر ملک قوم اور زمانہ کی ترتیب سے معلوم ہو - اسکا
حال فہرست مضامین کی تفصیل و ترتیب کو دیکہکر بخوبی کُہلتا ہے - مصنف نے اس
کتاب کو تیرہ باب اور چار ضمیمون مین تقسیم کیا ہے - باب اول مشنری مذہب کی تعریف
اور وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت ہونے اور ایسی آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ کے
نقل کرنے مین کہ ہمیشہ مواعظ و نصائح سے اسلام کی تبلیغ کا حکم ملا اور بجبر اسلام کو شائع کرنے

کی ہمیشہ سے مسلمانون کو ممانعت رہی اور مذہب اسلام ابتداہی سے کافہ انام کی ہدایت
کے لیے تہا لکہا گیا ہے۔ دوسرے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی
جہانتک کہ انکو تبلیغ اسلام سے تعلق تہا بیان کیے گیے ہین۔ اسکے بعد چار باب ایسے
ہین جن مین یورپ افریقیہ اور مغربی ایشیا کی صرف عیسائی قومون اور فرقون کے مسلمان
ہونیکے واقعات نہایت تلاش اور تحقیق سے لکہے گیے ہین۔ اسکے بعد ایران مین
زردشتیون اور آتش پرستون وغیرہ کے اسلام لانے کا ذکر ہے۔ پہر ہندوستان چین
افریقیہ مجمع الجزائر کی بدہ مذہب اور بت پرست قومون کے اسلام لانے کے متعلق ایک
ایک باب ہے جو نہایت بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے۔ اخیر مین خاتمہ کا باب ہے
جسمین عیسوی اور اسلامی مشن کے طریقون کا فرق اور دیگر مضامین متعلقہ پر بحث کی
گئی ہے۔ پہر چار ضمیمہ ہین جنکی تفصیل فہرست مضامین سے معلوم ہو سکتی ہے۔ پروفیسر
آرنلڈ کی کتاب کے مضامین کو اسطرح مختصر لفظون مین بیان کر دینا بے انصافی ہے
کیونکہ جو چیز اس کتاب کے پڑہنے والے کو حیرت زدہ کر دیتی ہے وہ وسعت مضمون
ہے۔ تیرہ صدیون مین دنیا کے تین براعظمون اور متعدد جزیرون پر جو کچہہ
اسلام کی ترقی اشاعت کے لیے مسلمانون نے کوششین صرف کین وہ نظر کے سامنے
لائی گئی ہین۔ اسوقت دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے ہے اور تیرہ سو برس کا زمانہ ذہن
مین۔ دنیا کے تین براعظم اور انکے جزیرے ہین جن پر ہم قلم دوڑا رہے ہین کہ اسلام یہان
پہیلا اور وہان پہیلا۔ براعظم ایشیا مین عرب۔ شام۔ فلسطین۔ آرمینیا۔
کاکیشیا۔ جرجان۔ طبرستان۔ ایران۔ خراسان۔ افغانستان۔ ہندوستان
کشمیر۔ تبت۔ ترکستان۔ سائبیریا۔ چین۔ اور چینی تاتار۔ براعظم یورپ
مین اسپین اور یورپین روم کے ملک ترکی۔ البانیا۔ بلغاریا۔ سرویا۔ بوسنیا۔
مانٹی نیگرو۔ اور یورپین روس کے بعض حصے براعظم افریقیہ مین مصر۔ نوبیا۔

حبش - شمالی ساحل افریقہ کے ملک طرابلس - ٹیونس - الجزیرہ - موراکو - مغربی ساحل اور مشرقی ساحل کے ملک - وسط افریقہ کے صحرا اور جنوبی حصہ میں کیپ کوسٹ کولونی وغیرہ - جزیروں میں مالدیپ - سمطرہ (سماٹرہ) جاوا - ملوکا - بورنیو - سلیبیز - فلیپائن - ترولو - نیوگنی - کریٹ - امریکہ کے بعض جزیرے - ملایا اور ملاکا کی جزیرہ نما دنیا کے وہ مقامات ہین جہان گذشتہ تیرہ صدیون مین سے کسی نہ کسی زمانہ مین اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اور اب تک اونکے آسمان پر چمک رہا ہے - یہہ صرف ملکون کے نام تھے جنکو یہان آسانی سے لکھدیا گیا - اگر اُن قومون اور مذہبون کا شمار کیا جاوے جنکے لوگون مین اسلام کی اشاعت ہوی تو اونکی فہرست بنانی سخت دشوار ہوگی - علم اتھنولوجی کے عالمون نے بنی نوع انسان کو السنہ کے اصول تقسیم پر چہہ نسلون مین تقسیم کیا ہے یعنی ایرین - سریو عربیک - منگولین - امریکن - نیگرو اور نیگرائٹ اب یہہ نسلین جدا جدا متعدد حصون مین تقسیم کی گئی ہین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین مختصر یہہ سمجہنا چاہیے کہ ایرین نسل کی یورپین اور ایشیائی شاخون مین غالبًا سوای کیلٹک قومون کے ٹیوٹانک - سلوانک - اٹالک - الریک - ہیلنک - ایرانی اور برہمنی اقوام مین کہین کم اور کہین زیادہ اسلام کا چرچا ہوا - اسیطرح سریو عربیک نسل مین ایرامک - عبری اور عربی قومون پر اسلام کا تسلط ہوا - اور منگولین نسل کی تورانی شاخون مین مغل - تاتار - ترک - تبتی اور ملایا وغیرہ کی قومون مین کروڑون مسلمان موجود ہوگیے - اسیطرح نیگرو نسل کی صدہا قومون مین اسلام کی ترقی ہوی اور نیگرائٹ کی نسل جو نیگرو نسل سے کسی قدر مشابہ ہے اور مشرقی مجمع الجزائر ایشیا کے جزیرون مین زیادہ تر آباد ہے اسلام پہیلا - یہہ نسلین وہ ہین جو تقریبًا کل بنی نوع انسان پر محیط ہین اس سے ہم سمجہہ سکتے ہین کہ دنیا کی ہزارون قومون مین گنتی کی قومین باقی ہونگی جن مین اسلام کا چرچا نہ ہوا ہو - یہی حال اُن مذہبون کا ہے جنکو چہوڑکر لوگون نے اسلام قبول کیا - برہمنی اور بدہ مذہب - موسوی - زردشتی اور عیسوی مذہب کے صدہا فرقون

مین سے لاکھون آدمیون نے وقتاً فوقتاً اسلام قبول کیا۔ لیکن سب سے زیادہ شامل
بت پرستی کے مذہبون سے ملتی ہین جنکے شمار مین گھانس پہونس۔ درخت۔ پتھر۔ دریا
پہاڑ۔ کواکب۔ روحون اور مورتون کے پوجنے والون سے لیکر مناظر قدرت کے
پرستش کرنیوالے اور فلسفیانہ بت پرست بھی شامل ہین۔ غرض یہ وسعت مضمون ہے
جسکی وقعت ہمیشہ کے لیے دل پر نقش ہوجاتی ہے اور اوسکو دیکھکر پڑہنے والا
کھویا جاتا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف مین مصنف کو جو محنت و جانکاہی کرنی پڑی ہے اوسکا
اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ایک ادنی بات یہہ ہے کہ فقط اُن قلمی یا مطبوعہ کتابون کے
نام جنکے حوالے متعدد جگہہ دیے گیے ہین اصل انگریزی نسخہ مین بڑی تقطیع کے بارہ
صفحون پر باریک ٹائپ مین چھپے ہوے ہین۔ گریک۔ لیٹن۔ جرمن۔ انگریزی
اٹالین۔ اسپینش۔ پرتگیزی۔ عربی۔ فارسی اور اُردو زبانون کی یہہ کتابین ہین۔
اول تو ان کتابون کی تلاش اور جمع کرنے مین یورپ اور ہندوستان کے تمام کتبخانے
چہاننے مین کسقدر صرف وقت و زر کرنا پڑا ہوگا پھر اونسے استنباط اور التقاط مین کیسی دماغ سوزی
کی ہوگی اور خون جگر پیا ہوگا۔ ہمکو معلوم ہے کہ پروفیسر آرنلڈ نے اپنی نہایت
فیاض نیک اور عزیز زندگی کے نو یا دس برس اس تصنیف کی نذر کیے ہین اور ابھی بس
نہین کی۔ کیونکہ آیندہ بھی اس مضمون پر وقت صرف کرنیکا انھون نے وعدہ فرمایا ہی۔
اسلام کی تاریخ اشاعت کے مضمون پر پروفیسر آرنلڈ کی کوششونکی کوئی حد نہین رہی ہی۔ تاریخ اسلام
کی وسیع سرزمین پر جسکے آثار تیرہ سو برس کی مسافت مین تاریخ کے صفحون پر پھیلے پڑے
ہین مصنف نے دہ وہ کٹھن منزلین طی کی ہین اور ایسے ایسے پر و بحر کو چہانا ہے کہ مصنف ہی
کا دل و دماغ خوب جانتا ہوگا۔ دنیا کے پردے پر شاید ہی کہین مسلمانون کی کوئی قوم
آباد ہو گی جسکی تاریخ اوسکی تیز و دقیق نظر سے بچی ہو۔ فی الحقیقت یہ کتاب لکھکر پروفیسر آرنلڈ

نے تمام دنیا کے مسلمانون اور عیسائیون پر ایسا احسان کیا ہے کہ جسقدر اس کتاب
کی قدر اور مصنف کی شکرگزاری کیجاوے کم ہے۔ مسلمانون پر تو مصنف کا یہ احسان
ہے کہ مصنف کے علم وفضل ور انصاف پسندی اور سچے مسیحی دل نے اسلام کی نسبت
ایک اعتراض کو جو خاصکر عیسائیون کی طرف سے ہوتا رہا ہے غلط ثابت کر کے ایک
ایسی بیش قیمت اور بے نظیر تصنیف مسلمانون کو لکھہ کر دی جسکا لکھنا علمای اسلام کا
فرض تھا اور عیسائیون پر مصنف کا یہ احسان ہے کہ اپنے ہم مذہبون کے دل سے ایک
غلط خیال کو جو واقعات سے بطور صحیح نتیجہ کے نہ نکل سکتا تھا رفع کرنیکی کوشش کی
یہان اسبات کا ذکر کرنا بہی ضروری ہے کہ مصنف نے اس کتاب کی تحریر مین
طرفداری سے مطلق کام نہین لیا ہے۔ اعلی درجہ کی مورخانہ قابلیت کے ساتھہ
جسقدر واقعات اس مضمون کے متعلق مل سکے انکو ترتیب سے جمع کیا ہے اور جو نتائج
اونسے پیدا ہو سکے انکو ایسی عبارت مین لکھا ہے جسکے ادنی سے ادنی لفظ کو بہی بدلنا
یا گھٹانا بڑہانا مشکل ہے اکثر ملکون کے حالات فرنگستانی اور عیسائی مصنفون کی کتابون
اور تحریرون کے استناد و استشہاد پر مبنی کیے گیے ہین۔ کیونکہ مشرقی زبانون کی کتابون
سے زیادہ مدد نہین مل سکی۔ خاصکر عیسائیون کے مسلمان ہونے کا جہان جہان ذکر
ہے وہان بڑے بڑے پادریون اور عیسائی عالمون کی عبارتین نقل کی گئی ہین اور
اونسے نتائج استخراج کیے گیے ہین۔ ان عیسائی عالمون سے جیسا کہ مصنف نے خود
بار بار لکھا ہے اس بات کا متوقع ہونا کہ انہون نے کسی غیر مذہب کی نسبت اور غیر مذہب
بہی وہ جسنے لاکھون عیسائیون کو اپنا حلقہ بگوش بنایا ہو بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ
نہ لکھے ہونگے فضول ہے۔ ان عبارتون مین گو اکثر جگہہ اسلام یا بانی اسلام کی نسبت نعوذ باللہ
سخت و سست الفاظ استعمال کیے گیے ہین لیکن نفس مضمون پر ضرور اونسے عمدہ معلومات
حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً کسی پادری نے اس رنج اور غصہ مین کہ صدہا عیسائیون نے

عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کرلیا اسلام کی نسبت سخت وسست لکہا مگر اسکے ساتھہ ہی
بیان کیا کہ مسلمانون نے عیسائیون کو مذہب ترک کرنے پر مجبور نہین کیا تو ظاہر ہے کہ
ایسی عبارتون کا نقل کرنا مصنف کو مورخ کی حیثیت سے ضروری ہوا کیونکہ مسلمانون
کی مذہبی مسالمت اور طریق صلحکل پر ایسی شہادت بستیاب ہوی گو اُسکے ساتھہ مسلمانون کو چند تلخ
باتین بہی سننی پڑین اس قسم کی عبارتین کتاب مین اکثر جگہہ نقل ہین لیکن انکو غور سے پڑہنے کے بعد
معلوم ہوگا کہ وہ ضرور کسی نہ کسی پہلو سے مسلمانون کی نسبت عیسائیون کے کسی اعتراض کو جو
غلط واقعات کی بنیاد پر قائم ہے دور کرتی ہین - ناظرین کو اس کتاب کے مطالعہ کے
وقت ہمیشہ اس بات کا خیال رکہنا چاہیے کہ جو عبارتین نقل کی گئی ہین اُنکو مصنف کی عبارت
سے خلط ملط نہ کردین - مصنف کے قلم سے کوئی بات جو خلاف انصاف ہو اور واقعات
سے بطور نتیجہ کے نہ نکلتی ہو یا جسمین ذاتی خیالات کا رنگ پایا جاتا ہو نہین نکلی ہے -

اس کتاب مین علاوہ انگریزی زبان کے اور بہت سی یورو پین زبانون کے نام
اور عبارتین درج ہین - مصنفون اور کتابون کے نام ٹرانس لٹریشن کے قواعد کے مطابق
اردو مین لکھے گیے ہین - اگر یہ نہ کیا جاتا تو ان نامون کو چہوڑ دینا پڑتا اور اس طرح نوٹ
بہی جن مین مصنفون اور تصنیفون کے نام بکثرت ہین نہین لکھے جا سکتے تہے جنکے
بغیر کتاب کی اصل قیمت اور مصنف کی محنت اور جانکاہی کا ثبوت نہ مل سکتا - ان تمام نامونکو
خود پروفیسر آرنلڈ نے اردو مین اپنے قلم سے لکھہ کر میرے پاس بہیجا جسکا مین نہایت
مشکور ہون - مین خود ان غیر زبانون کا تلفظ نہ جاننے کی وجہ سے ان نامون کو کسی
باقاعدہ طریقہ سے اردو مین نہین لکھہ سکتا تہا - کتاب مین نوٹ بکثرت ہین اور ان
نوٹون کی عبارتین انگریزی کے علاوہ اکثر یورو پین زبانون مین ہین جنکا انگریزی ترجمہ
بہی صاحب ممدوح نے خود لکھہ کر جسکے سو یا ڈیڑہ سو صفحے میرے پاس موجود ہین بہیجا
اور مین نے ان عبارتون کو اردو مین ترجمہ کرکے نوٹون مین درج کیا - اس لیے

پریچنگ آف اسلام کا اُردو ترجمہ اُن صاحبونکو لئے بہی مفید ہی جنکے پاس انگریزی کا اصل نسخہ موجود ہو۔ کیونکہ انگریزی نسخہ مین جو عبارتین انگریزی کے علاوہ یوروپین زبانون سے لی گئی ہین وہ بجنسہ انہین زبانون مین لکھی گئی ہین۔ انگریزی مین اُنکا ترجمہ موجود نہین ہے۔

مین نے اس کتاب کے ترجمہ مین جسقدر مجہہ سے ممکن تہا محنت کی ہے اور برابر میری یہ کوشش رہی کہ جہانتک ممکن ہو ترجمہ صحیح اور صاف ہو لیکن پہر بہی ضرور ہے کہ غلطیان رہ گئی ہونگی۔ مجکو ناظرین کتاب سے امید ہے کہ ترجمہ کی دقتون پر نظر کرکے سہواً جو غلطیان ہوئی ہونگی اونکو معاف فرما دینگے۔

یہان اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اگر خود پروفیسر آرنلڈ اس کتاب کے ترجمہ مین میری مدد نہ فرماتے تو اس ترجمہ کا ختم ہونا مجہہ سے غیر ممکن تہا۔ جہان کہین جس قسم کی مشکلات مجہکو درپیش ہوئین اور وہ مشکلین کچہہ کم نہ تہین پروفیسر موصوف نے اپنا نہایت بیش قیمت وقت صرف کرکے ہمیشہ میری مدد کی۔ مین مدرستہ العلوم کے اُن خوش قسمت طالبعلمون مین سے ہون جنکو پروفیسر آرنلڈ کی شاگردی کی عزت حاصل ہے۔ بس جس چیز نے اس مشکل کتاب کے ترجمہ مین میری ہمت کو قاصر نہ ہونے دیا وہ صرف یہ خیال تہا کہ اپنے نہایت شفیق اور مہربان اُستاد سے جو کچہہ مشکل پیش آئیگی جب چاہونگا پوچہہ لونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مین اسوقت اُن تمام تکلیفون کی معافی چاہتا ہون جو مسٹر آرنلڈ کو اس ترجمہ کے متعلق مین وقتاً فوقتاً دیتا رہا ہون اور تہ دل سے اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔

مین اپنے پرنسپل جناب مسٹر تہیوڈور بک کا بہی نہایت مشکور ہون کہ سید صاحب کے انتقال کے بعد یہہ صرف صاحب ممدوح کی توجہہ تہی کہ اس ترجمہ کا جو کچہہ مسودہ باقی رہ گیا تہا وہ مطبع کو روانہ کیا گیا۔ اگر پرنسپل صاحب اسطرف توجہ نہ فرماتے تو یہ ترجمہ کتاب کی صورت مین ظاہر نہ ہو سکتا۔

مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کا شکریہ ادا کرنا بہی مجہہ کو اس وقت ضروری ہے

مولوی صاحب نے باوجود عدیم الفرصت ہونیکے جب کبہی مجہکو اونسے مدد لینے کی ضرورت ہوی نہایت فیاضی سے میری مدد کی۔

آخر مین مین چاہتا تہا کہ جناب سر سید مرحوم و مغفور کی جو کچہہ مہربانیان اور عنایات مترجم کے حال پر مبذول رہین انکو ظاہر کرتا اور جو تعلق جناب مرحوم کو ہر ایک اسلامی مضمون سے تہا اور جو دلچسپی خاص پروفیسر آرنلڈ کی اس کتاب کے ساتہہ اونکو تہی اوسکا ذکر کرتا۔ لیکن اس خیال ہی سے بے اختیار دل بہر آتا ہے اور سوا اسکے کچہہ بن نہین پڑتا کہ اس دیباچہ کو جناب مرحوم کی دعای مغفرت پر ختم کر دون۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

سید اندر قوم نقد سے بود اندر کیسہ
کیسہ خالی ماندہ و نقد از میان انداختند

اہل دین سے بے یار و دین بیکس و بی یار ماند
ہر کہہ این آوازہ در ہندوستان انداختند

رفت و باخود در و فن بزم مسلمانی بسر
ملت از مرگش بپژمرد و مسلمانی بسر

محمد عنایت اللہ

دہلی ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۸ع

پریچنگ آف اسلام

کے اصل انگریزی نسخہ کو پروفیسر آرنلڈ صاحب نے
اپنی اہلیہ مسز آرنلڈ صاحبہ کے نام حسب ذیل عربی اشعار
کے ساتھ معنون فرمایا ہے۔

لَكَ الحُكمُ فِي اَمرِي فَمَا شِئتِ فَاصنَعِي	فَلَم تَكُ اِلّا فِيكِ لَا عَنكِ رَغبَتِي
وَمُحكَمِ حُبٍّ لَم تُخَامِرهُ بَينَنَا	تَخَيُّلُ نَسخٍ وَهُوَ خَيرُ اَلِيَّةِ

دیباچہ مصنف

مین اس کتاب کو نہایت تذبذب کی حالت مین چھپوا کر شائع کرتا ہون جس مضمون سے
اس کتاب کو تعلق ہے وہ ایسا وسیع مضمون ہے اور ایسی بے سروسامانی کی حالت مین
مین نے اوسکو لکھا ہے کہ کامیابی کی امید کم ہے - لیکن جسوقت مجھہ کو زیادہ مطالعہ کا
موقع ملیگا اور ایسا سامان میسر ہوگا کہ جو حالات اس وقت چھوٹ گئے ہین اونکو آیندہ
لکھہ سکون تو امید ہے کہ اسلامی تاریخ کی اس شق مین (کہ مسلمانون کا مذہب دنیا مین کس
طرح پھیلا) جسکی طرف کسی نے توجہ نہین کی ہے یہہ کتاب ایک بہتر قسم کا اضافہ ہو سکیگی
اور اسی خیال سے مین اون شائقین علم کا دل سے شکرگزار ہونگا جنکو اس کتاب کی طرف
توجہ ہو اور وہ اوسپر تقریظ لکھین یا جو غلطیان ہون اونکی تصحیح فرماوین - میرے اکثر
احباب نے مجھہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مین اس مسئلہ کی تردید مین کہ اسلام کی اشاعت
صرف بزور شمشیر ہوی ہے کوئی مضمون تحریر کرون تو وہ میری مدد کرینگے - اس لیے
مین نے نمونہ کے طور پر یہہ کتاب لکھی ہے کہ اسکو پڑھکر وہ اس امر کا فیصلہ کرین کہ مین
اس کام مین کامیاب ہوا یا نہین - اور مجھے ایسے وسائل بہم پہونچ سکتے ہین یا نہین کہ
مجھہ سے اس کلام کا خاتمہ بخوبی ہو جائیگا - مین اون فارسی عربی اردو تواریخ سے
مستفید ہو سکتا ہون جنکا ترجمہ کسی فرنگستانی زبان مین موجود ہو مگر انکے سوا اور کتب
تواریخ کے مطالعہ مین دقت ہے - اشاعت اسلام کا بڑا حصہ اولیای کبار اور فقرای
بزرگوار سے متعلق ہے - پس جن کتابون مین اونکا ذکر ہو وہ مجھے دستیاب نہین ہوئین -

اگر ہندوستان ہی کے ملک پر غور کیا جاوے تو یہان بہت سے خاندان ایسے گذرے ہونگے جنکی تاریخ اور حالات سے اشاعت اسلام کے واقعات پر علم حاصل ہو سکتا ہے پس جن ارباب علم کی نظر کتب سیر و تواریخ پر ہو اور اونکو اس قسم کے واقعات پر علم ہو جنسے کہ مین لاعلم ہون وہ مجھے عنایت فرما کر اطلاع دین اور مین اونکا بدل ممنون ہونگا مجھے خاص ہندوستان کے متعلق ان امور کی تفتیش زیادہ مد نظر ہے۔

اول شیخ بہاء الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فرید الدین شکر گنج پاک پٹنی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ فرید الدین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کام اسلام کی اشاعت کے لیے کیے ہون اور غیر مذہب والون کی ہدایت اور رہنمائی مین جو سعی کی ہو

دوم۔ ان بزرگون کے سوا جو فقرای کامل نے اشاعت اسلام مین کوشش کی ہو

سوم پہلے اس سے کہ خاص ہندوستان مین اسلام کا علم سلطنت قائم ہو اسلام کی اشاعت کے لیے اہل اسلام نے کیا کام کیے؟

چہارم زمانہ حال مین غیر مذہب کے لوگون کو مسلمان کرنے کے لیے جو واقعات پیش آتے ہین۔

اب اون ارباب علم کی خدمت مین جنکو امور مذکورہ بالا پر علم ہو یہ التماس ہے کہ وہ مجھے اون سے محروم نہ رکھین اور مجھے یقین ہے کہ جو صاحب اشاعت اسلام کا شوق رکھتے ہین وہ مجھے ضرور اس قسم کے حالات سے اطلاع دینگے۔

چونکہ اس کتاب مین ایسے تاریخی واقعات درج ہین جو اکثر زیر بحث رہ چکے ہین اور مجھہ کو خود مؤرخ ہونے کا دعویٰ نہین اور نہ جس تاریخ سے اس کتاب کو تعلق ہے اوسکے کسی خاص عہد یا زمانہ کا مین محقق ہون اسلیے جن کتابون سے اسطرح کے واقعات لکھے گیے ہین اونکا ہر جگہہ پورے طور پر حوالہ دیا گیا ہے۔ مجھہ کو یہ خیال ہوا کہ کتابون کا مفصل حوالہ دینے مین زیادتی کرنا اس غلطی سے بہتر ہے کہ جن ماخذون سے مضامین

لگی گئی ہون اونکے نام و نشان لکھنے مین کمی کیجاوے چونکہ مین نے خود اکثر کتابون کا مجمل حوالہ دیکھکر اونکی تلاش
مین سخت پریشانی اوٹھائی ہی اور وقت ضایع کیا ہے اسلیے مین اپنے ناظرین کو اس پریشانی و تضیع اوقات
سے بچانا چاہتا ہون شاید وہ لوگ جو سرسری نظر سے کتابون کو پڑہتے ہین اس طرح بہ کثرت حوالہ
دینے کو بیہودہ سمجھینگے لیکن کیا عجب ہے کہ کوئی علم کا شایق ایسا ہو کہ اس کتاب کے
کسی مضمون کو تصدیق کرنا چاہے یا کسی مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑہنے کے
لیے اصل کتابون کی طرف رجوع کرے اور مین اوسکو کتاب تلاش کرنے کی زحمت اور
پریشانی سے بچا دون —

اس کتاب کے لکھنے مین مین نے اس بات کی احتیاط کی ہے کہ جن مذہبون کا
ذکر اوسمین ہے اونکے ماننے والون کے خیالات کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے
اسلیے مودب زبان مین اونکا ذکر کیا گیا ہے - کسی مذہب کی نسبت ادب کے ساتھہ
خیالات ظاہر کرنیکا طریقہ انگریزی اور اردو زبان مین مختلف ہے اسلیے اس کتاب کے
اردو ترجمہ مین مشرقی آداب کے موافق بزرگان دین اور انبیاء کے نامون کے
ساتھہ تعظیمی جملے لکھے گئے ہین جو اصل انگریزی کتاب مین موجود نہین ہین -

مین اس موقع پر چاہتا ہون کہ شہزادی ہر اکسلنسی پرنسس بیٹریس اور ہز اکسلنسی
پرنس کرسچن اور موسٹ ریورنڈ ڈاکٹر پال گوتھالز آرچ بشپ آف کلکتہ اور دی رائٹ
ریورنڈ فرانسس پیتھی بشپ آف الہ آباد اور ریورنڈ ایس - ایس آلنٹ آف کیمبرج مشن دہلی
اور کتبخانہ ڈاکٹر ولیم (گورڈن اسکوائر لندن) کے ٹرسٹیون کا شکریہ ادا کرون کہ ان
تمام صاحبون نے مہربانی فرماکر اپنے کتبخانون سے کتابین دیکھنے کی مجھہ کو
اجازت دی -

مین سر سید احمد خان بہادر کے - سی - ایس - آئی - ایل ایل - ڈی کی مہربانی اور
ہمدردی کا نہایت مشکور ہون جو اونہون نے اس کتاب کے ساتھہ ہمیشہ ظاہر فرمائی - بغیر اونکی

توجہ کے یہ کتاب طبع نہین ہوسکتی تھی اور جو تکلیف اس بارے مین جناب سید صاحب نے گوارا فرمائی اوسکا مین کافی شکریہ ادا نہین کرسکتا۔ مین اپنے بڑے پیارے دوست شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی کا خاص طور پر احسانمند ہون جنہون نے اپنے قدیم اسلامی تاریخ کے خزانہ علم سے متواتر مہربانیون کے ساتھہ ہمیشہ میری مدد فرمائی۔ اگر وہ اپنے اس وسیع علم سے فیاضی کے ساتھہ میری مدد نہ کرتے تو اس کتاب کے اکثر حصون مین جو بیش قیمت واقعات درج ہین اونسے مین لاعلم رہ جاتا۔ مین چاہتا ہون کہ اپنے شاگرد سابق مولوی بہادر علی ایم اے کا بھی شکریہ ظاہر کرون جنہون نے عربی ترجمون سے میری مدد کی۔ اس کتاب کے مترجم اور اپنے پرانے شاگرد محمد عنایت اللہ بی اے کا بھی مین دل سے شکر گذار ہون کہ انہون نے نہایت شوق محنت اور احتیاط سے اس کتاب کا ترجمہ کیا۔

اخیر مین سب سے زیادہ مجھہ کو اپنی پیاری بیوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ نہ ہوتین تو واقعات غیر مسلسل کا یہ پریشان دفتر کبھی ترتیب پاکر کتاب کی صورت مین ظاہر نہ ہوتا۔ اونکی ہمدردی اور اس کتاب کو اونکا پسند کرنا میری محنت کا بہترین صلہ ہے۔

ٹی ڈبلیو آرنلڈ

فہرست مضامین

باب اول

دیباچہ	صفحہ

باب دوم

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

باب چہارم

افریقیہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

کے عہد حکومت میں قبطی عیسائیون کی حالت - پادریون اور قسیسونکی غفلت سے عیسائی مسلمان ہوگئے - نوبہ - اہل نوبیہ کے مسلمانونسی تعلقات - نوبیون کو مسلمان ہونے سے پہلے ملکی آزادی حاصل رہی - اور وہ بجبر مسلمان نہین کیے گیے بلکہ عیسائی مذہب کے زوال اور مسلمان تاجرون کے اثر سے مسلمان ہوگئی - حبش ساحل افریقہ کے عرب - چودہوین صدی عیسوی مین اسلام کی اشاعت کی کوشش کی گئی - احمد گراگنی کی لشکر کشی - لوگون کا اسلام قبول کرنا موجودہ صدی مین اسلام کی ترقی - مسلمانون پر عیسائیون کا ظلم - شمالی افریقہ - ساتوین صدی عیسوی مین شمالی افریقہ مین عیسائی مذہب کس حدتک شائع تہا - کہا جاتا ہی کہ شمالی افریقہ کے عیسائی زبردستی مسلمان کیے گیے - دلائل جنسے یہ بیان غلط خیال ہوسکتا ہے عیسائیون کو مذہبی آزادی حاصل رہی - شمالی افریقہ سے مسیحی کلیسا کا رفتہ رفتہ معدوم ہوجانا ۱۱۵

باب پنجم

ہسپانیہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

مسلمانون کی فتح سے پہلے ہسپانیہ کا عیسائی مذہب - یہودیون اور غلامون کی سخت مصیبت کی حالت - ابتدا مین کن لوگون نے اسلام قبول کیا - پادریون کی خراب حالت - عربون نے عیسائیون کو مذہبی آزادی بخشی - ایسے عیسائیون پر مسلمانون کی تہذیب کا اثر جو عربی زبان پڑہتے تہے اور عربی لباس اور طرز اختیار کرتے تہے - اسلام قبول کرنے کے اسباب - قرطبہ کے عیسائی شہید جو جان بوجہہ کر ہلاک ہوتے تہے - کس حدتک اسلام کی اشاعت ہوی ۱۴۵

صفحہ

باب ششم

یورپ کی عیسائی قوموں مین ترکوں کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

حکومت ترک کے آغاز سے دوسو برس تک عیسائی رعایا کے ساتھ ترکون
کے تعلقات سلطان محمد ثانی نے یونانی کلیسا کو مذہبی آزادی دی۔ ترکی
حکومت کے فوائد اور اوسکے نقصان۔ عیسائیون کے بچے جو خراج مین لیے
جاتے تھے۔ جزیہ۔ خاص خاص لوگون کے ظلم۔ جبراً مسلمان کرنیکی مثالین
بہت کم ہین۔ دعوت اسلام مین ترکونکی کوشش۔ حالات جنہون نے اسلام کی
اشاعت مین مدد پہونچائی۔ یونان کی کلیسا کی ذلیل حالت۔ یونانی پادریون
کا ظلم۔ ترکون کا اخلاقی تفوق۔ فتوحات ترک کا باعث اثر۔ عیسائی غلامون
کا اسلام قبول کرنا۔ البانیا مین اسلام کی اشاعت۔ البانیا کی فتح۔ اہل البانیا
ملکی آزادی پسند کرتے تہے۔ عیسائی مذہب کا رفتہ رفتہ زوال ہوا۔ اور اس
زوال کے اسباب۔ سرویا مین اسلام کی اشاعت۔ اہل سرویا کا ترکون سے
اتفاق کرنا۔ قدیم سرویا کے علاوہ سرویا خاص مین خاصکر شرفا ورؤسا کا
اسلام لانا۔ مانٹ نیگرو (جبل الاسود) مین اسلام کی اشاعت۔ بوسینا مین
اسلام کی اشاعت۔ فرقہ بگومائل۔ فرقہ بگومائل کے عقائد مین جو عیسائیون کا
بدعتی فرقہ تہا اور مسلمانون کے عقائد مین مشابہت۔ جزیرہ کریٹ مین اسلام
کی اشاعت۔ نوین صدی عیسوی مین اہل کریٹ کا اسلام قبول کرنا۔ وینس کی
سلطنت کا ظلم۔ ترکون نے کریٹ کو فتح کیا۔ اہل کریٹ مسلمان ہوے۔ ۱۶۱

باب سیزدہم

خاتمہ

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت اسلام

باب اول

پروفیسر مکس مولر نے مسیحی مشنون کی دعا کے جلسہ مین جو دسمبر ۱۸۷۳ء مین وسٹ منسٹر ابی مین منعقد ہوا اپنا لکچر دیا جب سے یہ ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ دنیا کے چھہ بڑے مذاہب تبلیغی اور غیر تبلیغی مذہبون مین تقسیم کیے جا سکتے ہین۔ قسم آخر مین یہودی - برہمنی - اور زردشتی مذہب داخل ہین اور قسم اول مین بودہ مت - عیسائی مذہب اور اسلام شامل ہین - پروفیسر مذکور نے تبلیغی مذہب کی تعریف کہ اس سے کیا مراد لینی چاہیے نہایت خوبی سے یہہ کی ہے کہ "تبلیغی مذہب وہ ہے جس مین سچائی کا پھیلانا اور غیر مذہب والونکو اپنے مذہب مین لانا بانی مذہب یا اوسکے جانشینون نے بعد اوسکے قریب زمانہ مین ہوے مذہبی فرض تک پہونچا دیا ہو . . . . . یہہ ایمان والون کے دل کی سچائی کا جوش ہوتا ہے جو چین سے نہین رہتا تاوقتیکہ وہ خیال سے کلام سے عمل سے اپنے تئین ظاہر نہ کرے اور اوسکو اوس وقت تک چین نہین آتا جبتک کہ وہ اپنے پیغام کو ہر انسانی روح تک نہ پہونچا وے اور جس چیز کو وہ برحق یقین کرتا ہے اوسکو بنی نوع انسان کا ہر شخص برحق نہ تسلیم کرنے لگے"[۱]

مذہب کی سچائی کا ایسا ہی جوش ہے جسنے مسلمانون مین روح پھونک دی کہ اسلام کی خبر کو

[۱] مسٹر لایل کے آرٹیکل موسومہ "مشنری ریلیجنز" پر ایک نوٹ فورٹ نائٹلی ریویو جولائی ۱۸۸۱ء

جس سرزمین مین داخل ہوئے اسکے باشندون کے پاس پہونچائین اوریہی جوش ہے جسنے مستحق کیا کہ انکا مذہب ٹہیک ٹہیک اون مذہبون مین شمار ہو جنکو ہم تبلیغی یا مشنری مذہب کہتے ہین اسی تبلیغی سرگرمی کے پیدا ہونیکی تاریخ اور اوسکے برانگیختہ کرنیوالی طاقتون کا حال اور اوسکے عمل کے طریقون کا بیان ہے جن سے اس کتاب کا مضمون مرتب ہوتا ہے ستره کرور تیس لاکہہ مسلمان جو آج دنیا کے پردہ پر موجود ہین وہ اسی مذہبی حمیت سے کامونکی شہادت ہین جو بارہ صدیون کے زمانہ مین سرانجام ہوے -

وہ سرمدی اور حیات بخشنے والی صداقت یعنی خدائے احد کی خبر اہل عرب کو ساتوین صدی عیسوی مین اس نبی نے پہونچائی جسکے علم کے نیچے عرب کے منتشر قبائل جمع ہوکر ایک قوم بنگئے اور اس نئی قومی حیات کی جنبشون سے پرہو کر اور دینی حمیت اور گرمجوشی کے ساتہہ جسنے انکی لشکرون کو قریب قریب وہ طاقت بخشی جو مغلوب ہونا جانتی تہی دنیا کے تین عظیم ملکون پر سیلاب کی طرح پہیل گئے تاکہ فتح کرین اور محکوم بنائین - شام فلسطین مصر شمالی افریقہ - فارس پہلے ملک تہے جنہون نے اسلامیون کے سامنے سر تسلیم جہکایا - مغرب مین ہسپانیہ کی طرف بڑہکر اور مشرق مین دریاے سندہ عبور کرکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے دیکہا کہ آپ کی وفات کے سو برس بعد وہ ایسی سلطنت کی مالک ہے جو رومۃ الکبری کی شہنشاہی سے بہی جبکہ اسکی سطوت کا آفتاب نصف النہار پر تہا وسیع تر ہے -

اگرچہ اسکے بعد اس بڑی اسلامی سلطنت کے حصے ہوگئے اور اسلام کی پولیٹکل قوت کم ہوگئی تاہم اسکی دینی فتوحات ویسی ہی بے روک ٹوک جاری ہین - جب مغل کے وحشی گروہون نے بغداد کو تاراج کیا (۱۲۵۸ء) اور خاندان عباسیہ کی پژمردہ شوکت کو خون مین غرق کردیا - جبکہ فرونند لیونی وقسطیلی نے مسلمانون کو قرطبہ سے نکالدیا (۱۲۳۶ء) اور غرناطہ نے جو اخیر مستحکم جاے پناہ اسلام کے لیئے ہسپانیہ مین رہ گیا تہا عیسائی بادشاہ کو خراج دیا تو اسلام نے اوسی زمانہ مین جزیرہ سماٹرا مین اپنا قدم جمایا اور مجمع الجزائر ملایا کے جزیرون

مین وہ اپنی زبردست قوت جاری کرنیوالا ہوگیا۔ ملکی تنزل کی ساعتون مین اسلام نے بعض عظیم الشان کامیابیان حاصل کین۔ دو بڑے تاریخی موقعون پر وحشی کفار نے مسلمانونکو پامال کیا یعنی سلجوقی ترکون نے گیارہوین صدی عیسوی مین اور مغلون نے تیرہوین صدی عیسوی مین۔ لیکن دونون صورتون مین فتح کرنیوالون نے جنکو فتح کیا تھا اونہی کا مذہب اختیار کرلیا۔ دنیوی طاقت سے محروم اور ملکی اغراض سے بے لگاؤ دعاۃ اسلام نے اپنے مذہب کو وسط افریقہ اور ملک چین اور مشرقی جزائر ہند مین پہونچایا۔

آج کے دن اسلام مراکو سے لیکر زنجبار تک اور سار الیون سے سایبیریا اور چین تک اور بوسینیا سے لیکر نیوگنی تک پہیلا ہے۔ ایسی ملکون کی حدود سے باہر جنکو تخمیناً کے ساتھ اسلامی کہہ سکتے ہین اور ایسی سرزمینون سے باہر جیسے ممالک چین روس ہین جہان مسلمان کثیر تعداد مین موجود ہین مسلمانون کے چند چہوٹے چہوٹے گروہ ایسے بہی ہین جو منکرین کی کثرت مین اسلام کے شاہد ہین۔ ان مین پولش زبان بولنے والے مسلمان ہین جو تاتاری النسل ہین اور لتھوانیا مین آباد ہین اور جو کوتو۔ دلنوا اور گروڈنو کے ضلاع مین رہتے ہین۔ اور کیپ کولونی کے ڈچ بولنے والے مسلمان ہین اور ہندوستان کے قلی ہین جنہون نے اسلام کو مغربی جزائر ہند اور برٹش گائنا اور ڈچ گائنا مین پہونچایا ہے۔ قریب ہی کے زمانہ مین چند لوگ انگلستان مین (جہان نو مسلمون کی تعداد ۱۸۹۴ء مین ۳۷ تک بڑہ گئی ہے) اور امریکا اور اسٹریلیا مین مسلمان ہوئے ہین۔

کرہ ارض کے اسقدر وسیع حصہ پر اسلام کی اشاعت بہت سے اسباب مثلاً سوشل۔ ملکی اور مذہبی کا نتیجہ ہے مگر سب سے قوی سبب اس مہتم بالشان نتیجہ کا ان دعاۃ اسلام کی متواتر محنتین ہین جنہون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام مین افضل مثال مانکر منکرین کی دعوت مین اپنے تئین صرف کردیا۔

۱؎ ارکلو۔ جلد ۵ صفحہ ۳۳۴

تاریخ اسلام مین دعوت مذہب کا فرض ایسا خیال نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ اوسکی ہدایت ابتدا ہی سے مسلمانون کو ہوئی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی مفصلۂ ذیل آیات سے مستنبط ہوتا ہے - یہہ آیات اوقات نزول کی ترتیب سے بیان درج کی جاتی ہین -

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

سورة النحل آیت ۱۲۶ یعنی لوگون کو دانائی اور نیک نصیحت سے سے اپنے پرور دگار کے رستہ پر بلا اور ان سے جھگڑ اکر مگر ایسے طریقہ سے کہ وہ اچھا ہے -

وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ سورة الشوریٰ آیت ۱۳ یعنی جن لوگون نے انبیا کے بعد ورثہ مین کتاب پائی ہے وہ اوس کتاب کے مطلب مین بہت شبہہ کرتے ہین -

فَلِذٰلِکَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ کِتٰبٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ اللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ - سورة الشوریٰ آیت ۱۴

یعنی اس لیئے تو اونکو بلا اور جو تجکو حکم دیا گیا ہے اوسپر مضبوط رہ اور اونکی خواہشون کی پیروی مت کر - اور کہہ دے کہ مین اس کتاب پر ایمان لایا ہون جو خدا نے اُتاری ہے اور مجکو حکم ہوا ہے کہ مین تم مین ٹہیک بات کہون کہ اللہ ہمارا بہی پروردگار ہے اور تمہارا بہی - ہمارے لیئے ہمارے عمل ہین اور تمہارے لیئے تمہارے عمل - ہم مین اور تم مین کچہہ جہگڑا نہین ہے - اللہ ہمکو اور تمکو اکٹہا کریگا اور اوسی کے پاس جانا ہے -

ایسی ہی احکام اون سورتون مین پایے جاتے ہین جو مدینہ مین ایسے وقت مین نازل ہوئین جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت مین ایک بڑا لشکر تہا اور آپ کو سب قوتون سے زیادہ قوت حاصل تہی - اور وہ یہہ ہین -

وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ - سورہ آل عمران - آیت ۱۹ - یعنی وہ جنکے پاس کتاب ہے اور جو ان پڑہ ہین یعنی عرب کے رہنے والے اون سے پوچھہ کہ کیا تم میری بات مانتے ہو - ؟ پہر اگر اونہون نے مانی تو بیشک ہدایت پر ہین اور اگر اونہون نے نہ مانی تو تیرا کام حکم کا پہونچا ہی دینا ہے اور اللہ اپنے بندون کو خوب پہچانتا ہے -

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ - سورہ آل عمران آیت ۹۹ - یعنی اسیطرح اللہ تمہارے لیے اپنے حکم کہولکر بیان کردیتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ -

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - سورۃ آل عمران آیت ۱۰۰ - یعنی اور چاہیے کہ تم مین کچہہ لوگ ہون جو لوگون کو بہلائی کی طرف بلاوین اور اچہی باتون کے کرنے کا حکم دین اور بری باتون کے کرنے سے منع کرین اور وہی لوگ ہین فلاح پانیوالے -

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ - سورۃ الحج - آیت ۶۶ - یعنی ہر گروہ کے لیے ہمنے حج کرنے کا طریقہ ٹھہرا دیا ہے اور وہ اوسی طریقہ سے حج کرتے ہین پہر اس کام مین تو اون سے جہگڑا مت کر اور اونکو اپنے پروردگار کی طرف بلا بیشک تو سیدہے رستہ پر ہے -

وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - سورۃ الحج آیت ۶۷ یعنی اور اگر وہ تجہہ سے جہگڑا کرین تو کہہ دے کہ جو تم کرتے ہو اوسکو اللہ جانتا ہے -

مندرجۂ ذیل آیات سورۂ توبہ سے نقل کی جاتی ہین جسکی نسبت خیال ہے کہ وہ اخیر سورۃ ہے جو نازل ہوئی ہے -

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ - سورۃ التوبہ آیت ۶ - یعنی اگر کوئی مشرک لڑائی مین تجہہ سے پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دے تاکہ وہ خدا کا کلام سنے پہر اوسکو اوسکی امن کی جگہہ پہونچا دے -

ان منکروں کی نسبت جنہوں نے اپنے عہد توڑے تھے اور جنہوں نے "اللہ کی نشانیوں کے بدلے تھوڑا مول لیا اور دوسروں کو اوسکے رستہ سے روکا،" اور وہ جنہوں نے "کسی مسلمان کے حق میں قرابت مندی اور عہد کی رعایت نہ کی،" انکی نسبت کہا گیا۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ - سورۃ التوبہ آیت ۱۱ - یعنی پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھتے رہیں اور زکوۃ دیتے رہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم تفصیل سے تمام احکام ان لوگوں کو بتاتے ہیں جو سمجھتے ہیں۔

پس اسلام اپنے آغاز ہی سے کیا اصول میں اور کیا عمل میں تبلیغی مذہب ہا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود اسی تعلیم و تلقین کی مثال ہے اور آپ دعاۃ اسلام کے اوس طویل سلسلہ کے افسر ہیں جسنے منکروں کے دلوں میں اپنے دین کے لیے رستہ کھولدیا اسکے علاوہ جابر کے ظلم کے اور متعصب کے قہر و غضب میں تبلیغ اسلام کی شہادتوں کو تلاش کرنا ایسا ہی فضول کام ہے جیسے کہ ایک خیالی شخص کے کاموں میں جسکی نسبت خیال ہو کہ (نعوذ باللہ) ایک اسلامی جنگجو تھا کہ ایک ہاتھ میں قرآن کہتا تھا اور دوسرے میں تلوار اس بات کو ڈھونڈھنا عبث فعل ہوگا۔ بلکہ اشاعت اسلام کی تحریک کا نشان دعاۃ اسلام اور تجار کی خاموش کوششوں میں ملتا ہے۔ جنہوں نے اسلام کو دنیا کے ہر گوشہ میں شائع کیا۔ وعظ اور دعوت اسلام میں یہ امن کے طریقے اوس وقت ہی نہیں اختیار کیے گئے جبکہ ملکی حالات نے جبر و اکراہ کو ناممکن یا خلاف مصلحت ٹھہرایا جیسا کہ بعض لوگ ہمکو یقین دلاتے ہیں بلکہ قرآن کی آیات میں نہایت تاکید سے انکا حکم ہر حال میں دیا گیا ہے جیسا کہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا - سورۃ المزمل آیت ۱۰ یعنی جو کچھہ وہ کہتے ہیں یعنی تجکو جھوٹا بتاتے ہیں اوسپر صبر کر اور نیکدلی کے ساتھہ اونسے الگ تھلگ ہوجا۔

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا - سورۃ المزمل آیت ۱۱ یعنی

اور چھوڑ دے مجکو اور اون دولتمند جھٹلانیوالون کو اور اونکو تھوڑی سی مہلت دے ۔

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ... إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ

سورة الجن آیت ۲۱ و ۲۳ یعنی کہہ دے کہ نہ میرے اختیار مین تمکو نقصان پہونچانا ہے نہ فائدہ

... مین تو خدا کی طرف سے خبر لاتا ہون اور اوسکا پیغام پہونچا دیتا ہون ۔

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۔ سورة الجاثية آیت ۱۳ ۔ یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہین اونسے کہہ دے کہ اون لوگون سے درگذر کرین جو خدا کے عذاب کی امید نہین رکھتے تاکہ جو کچھہ وہ کماتے تھے خدا اونکو اوسکی سزا دے ۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۔ سورة النحل آیت ۳۷ ۔ یعنی جو لوگ کہ شرک کرتے ہین اونھون نے کہا کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اوسکے سوا کسی چیز کو پوجتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم خدا کے حکم بغیر کسی چیز کو حرام جانتے ۔ ان سے پہلون نے بھی یہی کیا ہے پھر کیا پیغمبرون پر اور کچھہ ہے بجز نہایت صاف پیغام پہونچانے کے ۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۔ سورة النحل آیت ۸۴ ۔ یعنی پھر اگر وہ نہ مانین تو صرف تیرا کام صاف صاف حکم پہونچا دینا ہے ۔

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۔ سورة العنكبوت آیت ۴۵ یعنی اور اہل کتاب سے بجز اون لوگون کو کے جنھون نے اون مین سے زیادتی کی بے جھگڑا مت کرو مگر ایسے طریقے سے جو اچھا ہو اور کہو کہ ہم اوسپر جو ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اور جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ایمان رکھتے

ہین اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اوسی کو مانتے ہین ۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۔ سورۃ الشوری آیت ۴۸ ۔ یعنی پہر اگر وہ نہ مانین تو ہمنے تجکو اون پر نگہبان بنا کر نہین بہیجا ۔ تیرے ذمہ سواے حکم پہونچا دینے کے کچہہ نہین ہے ۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۔ سورہ الر یونس آیت ۹۹ ۔ یعنی اگر تیرا خدا چاہتا تو سب لوگ ایک ساتہہ ایمان لے آتے ۔ کیا تو لوگون پر دباو ڈالتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جاوین ؟

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔ سورۃ السبا آیت ۲۷ ۔ یعنی اور ہمنے تجکو نہین بہیجا مگر اس لیئے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو ۔

یہہ آیتین مکی سورتون ہی مین نہین بلکہ کثرت سے اون سورتون مین بہی پائی جاتی ہین جو مدینہ مین اُترین ۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۔ سورہ الم البقر آیت ۲۵۷ ۔ یعنی دین مین لانے کے لیے جبر کرنا نہین ہے ۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔ سورۃ التغابن آیت ۱۲ ۔ یعنی خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پہر اگر نہ مانو تو ہمارے رسول کا کام صرف صاف صاف حکم پہونچا دینا ہے ۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔ سورۃ النور آیت ۵۳ ۔ یعنی کہہ دے کہ خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پہر اگر تم نے نمانا تو اوس کا کام وہ ہے جو اوسکے ذمہ ڈالا گیا ہے اور تمہارا کام وہ ہے جو تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے اور اگر تم اوسکا حکم مانوگے تو ہدایت پاوٴ گے اور رسول کے ذمہ سواے صاف صاف حکم پہونچا دینے

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ۔ سورۃ الحج آیت ۴۸۔ یعنی کہدے
کہ اے لوگو مین تو تمکو علانیہ ڈرانے والا ہون۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا۔ سورۃ الفتح آیت ۸۔ یعنی ہمنے
تجہکو بہیجا ہے خدا کو برحق بتانیوالا اور لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا۔

لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا۔
سورۃ الفتح آیت ۹۔ یعنی تاکہ تم خدا پر اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اوسکی مدد کرو اور اوسکی
تعظیم کرو اور صبح شام اوسکو یاد کرو۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ
اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ سورۃ المائدہ آیت ۱۶۔ یعنی اور تو ہمیشہ اون مین سے چند لوگون
کے سوا اون لوگونکی دغابازیوں کی خبر پاتا ہے۔ تو اونکو معاف کر اور اونسے درگذر کر۔ خدا
نیکی کرنیوالون کو پسند کرتا ہے۔

ذیل کے صفحون کا مقصد یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ تبلیغ مذہب کے اس اعلی خیال کو تاریخ
نے عملی صورت مین کس طرح دیکہا اور تبلیغ کے اصولون کو دعاۃ اسلام کیونکر عمل مین لائے۔
ناظرین کو پہلے ہی سے سمجہہ لینا چاہیئے کہ اس کتاب کا مقصد یہہ نہین ہے کہ مسلمانون کے
جبر و تعدی کا حال تحریر کرے بلکہ غرض فقط یہہ ہے کہ وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت
کا حال لکہا جاوے۔ یعنی اس کتاب کا یہہ مقصد نہین ہے کہ جو مثالین جبرا تبدیل مذہب
کی ہین اور اسلامی کتب تواریخ مین جابجا بیان ہین اونکو لکہے۔ یورپ کے مصنفون
نے ایسی مثالون پر زور دینے مین وہ عرق ریزی کی ہے کہ اونکو بہول جانیکا
خوف پیدا نہین ہو سکتا۔ لیکن وہ دعوت اسلام کے تاریخی دائرہ مین نہین آتین مسیحی مشنون کے
حالات مین ہم قدرتی طور پر سینٹ لڈگر اور سینٹ ولیبرڈ کی کوششون کی طرف جو اونہون
نے بت پرست قوم سیکسن کے لیئے کین زیادہ متوجہ ہوتے ہین بجائے اون اصطباغون کے

جو بادشاہ نار لمین نے عیسائی بنانے کے لیئے تلوار کے زور سے اس قوم کو دئیے[۵۱] - ملک
ڈنمارک کے سچے مشنری سینٹ انسگر اور اوسکے جانشین تہے نہ کہ بادشاہ نٹ[۵۲] جس نے
بت پرستی کو جبر اپنے ملک سے نکالا[۵۲] - ایبٹ گوڈفرائڈ اور بشپ کرسچن - اگرچہ بت پرست
پروشن لوگون کو عیسائی کرنے مین کم کامیاب ہوے لیکن وہ مسیحی مشن کے کام کے بہتر ظاہر
کرنیوالے بہ نسبت "برادران شمشیر" اور اوصلیبی مجاہدون کے تہے - جنہون نے اپنے
کام کو آگ اور تلوار سے ختم کیا - " فرقہ سپاہ مسیح کے بہادرون نے " لو دنیا کے باشندون
کو زبردستی عیسائی کیا - لیکن یہ جنگجو مذہب کے پہیلانے والے نہین بلکہ منک مائن ہڈ اور
تہیوڈورک وہ لوگ ہین جنکی طرف ہم اشارہ کرسکتے ہین کہ وہ اپنے ملک مین مسیحی مذہب کے سچے
مشنری تہے - فرقہ جیسویٹ کے مشنریون[۵۳] نے بعض دفعہ جو سخت ظلم کے طریقے اختیار کیے او
سینٹ فرانسس زیویرا اور واعظین مذہب عیسوی کی عزت جسکے وہ مستحق ہین کم نہین ہوسکتی
اور نہ ولن ٹائن جزیرہ امبونا مین اس وجہ سے کم درجہ کا مسیحی سوال ٹھہرسکتا ہے کہ ۱۶۹۹ء مین
ایک حکم اس جزیرہ کے راجاؤن کے نام جاری ہوا تہا کہ بت پرستون کی ایک تعداد اصطباغ
پانے کے لیئے اوس وقت موجود رہا کرے جبکہ پاسٹر پادری اپنے دورہ مین اونکے پاس پہونچے[۵۴] -
اسیطرح سے یہہ نہین ہوسکتا کہ المتوکل - الحاکم - ٹیپو سلطان کو ایسا داعی اسلام مانا جاوے
جس سے مثال قائم ہو اور مولانا ابراہیم کو جو جزیرہ جاوا مین ولی ہوئے ہین اور خواجہ معین الدین
چشتی علیہ الرحمۃ کو جو ہندوستان مین بڑے ولی اللہ گزرے ہین اور اور بیشمار لوگون کو جنہون
نے امن کے طریقون سے لوگون کو مسلمان کیا مستثنے کردیا جاوے -

[۵۱] دیکہو تہارو فلدیہ کی تاریخ ۱۸۳۸ء - "بہت سی لڑائیون اور قتل عام سے سیکسن لوگ برباد ہوئے اور آخرکار انکو عیسائی بنایا گیا اور وہ فرنگ کی حکومت کی محکوم ہوگئی" - پیز امنوسٹ گرہانی ہسٹری کا - جلد یکم صفحہ (۳۴۹) (صفحہ ۱۵۶ - ۵۹ تک بہی دیکہو)
[۵۲] مذہب کی اشاعت کے جوش سے مشتعل ہوکر غیر ذکی سلطنت پر جہاد کیا اور مفتوح اور محکوم قومون پر عیسائی مذہب کا جوا رکہہ دیا - بریلیا رٹوم جیون ۱۹ -)
[۵۳] ماترن دیسیئیر دی لاکروز - ہسٹوریہ دوکرسٹینا النسم ویزا ند صفحہ ۵۲۹ - ۵۳۱ (دی ہیگ ۱۷۲۴ء)
[۵۴] دوڈوی لسنوپردی انجیون جلد یازدہم صفحہ ۸۹ -

باب دوم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی پر واعظ اسلام کی حیثیت سے توجہ

اس باب مین یہہ تجویز نہین ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی مین جو متعدد تصانیف لکھی گئی ہین اسی قسم کی کوئی تصنیف اضافہ کی جاوے - بلکہ مقصد یہ ہے کہ آپکی زندگی مبارک کی مختلف حالتون مین سے فقط ایک حالت کو مطالعہ کیا جاوے یعنی وہ حالت جس مین آپ اسلام کے واعظ اور لوگون مین مذہب جدید کے رسول مبعوث ہوکر ظاہر ہوئے[1] - بانی اسلام اور اشاعت اسلام کے شروع کرنے والے کی زندگی سے قدرتی طور پر توقع ہوسکتی ہے کہ اسلام کی تبلیغی کوششون کی اصلی کیفیت اس سے ظاہر ہوگی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی معمولی مسلمان کے حق مین اسکے چلن کے لیئے نمونہ اور مثال ہوسکتی ہے تو داعی اسلام کے لیئے اسکا مرتبہ اس سے بھی زیادہ ہوگا یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلی مثال سے اوس جوش اور حمیت مذہب پر کسی قدر علم حاصل ہونے کی امید ہوسکتی ہے جس نے اون لوگون مین تحریک پیدا کی ہوگی جو اس مثال کی پیروی کے

---

[1] سوائے ان مقامات کے جہان خاص طور پر کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہو اس باب مین جسقدر واقعات بیان ہین وہ بیرسوال - میور - سپرنگر - کریل وغیرہ وغیرہ کی تصانیف مین جو آنحضرت صلعم کی سیرت پر لکھی گئی ہین مل سکتی ہین - جہان کہین کلام مجید کی آیات (یا آیات کے حصے) نقل ہین وہ اوقات نزول کی ترتیب سے ہین -

ہمیشہ جو یار ہے ہونگے - اوران طریقون کے تحقیق ہونیکی بھی امید ہوسکتی ہے جنکی نسبت متوقع ہونا
چاہیئے کہ دعاۃ اسلام نے مذہب کی اشاعت کے لیئے اختیار کیئے ہونگے - کیونکہ تبلیغ اسلام کا
جوش اسلامی تاریخ مین ایسا خیال نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوا ہو بلکہ وہ مذہب مین مذہب کی ابتدا ہی
سے شامل ہے اور ذیل کے بیان کا منشا یہی اظہار کرنا ہے - پس رسول اللہ صلعم کی ابتدا ے
تاریخ کو بیان کرنا یا اُن واقعات کو لکھنا جنمین آپ بعثت کی عمر کو پہونچے یا مدبر ملک اور سالار فوج ہونے
کی حیثیت سے آپ کے حالات پر غور کرنا ہمارے مقصد سے زائد ہوگا - ہماری توجہ آپ کے
حالات زندگی پر فقط داعئ اسلام ہونے کی حیثیت سے ہے -

جبکہ مدت کے اندرونی اضطراب اور بیچینی اور غار حرا مین شب و روز کے استغراق اور
دعا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر کار اپنی رسالت کا یقین ہوگیا اور وحی نے یاس
وبیم کی حالت سے آپ کو بیدار کیا اور حکم دیا کہ آدمیون مین اس حق کی منادی کرین جو روز بروز
آپ کے دل پر قوت کے ساتھہ منکشف ہو رہا تھا تو آپ کی ابتدائی کوشش یہ ہوئی کہ اول اپنے
ہی خاندان کے لوگون کی طرف رجوع ہوئین تا کہ نئے دین کے حق ہونے پر انکو ترغیب و تحریص
فرماوین - خدا کی وحدانیت کا یقین اور بت پرستی سے نفرت اور انسان کا فرض کہ خالق کی مرضی پر
توکل کرے یہہ حقائق تھے جنکا آپ تسلیم ہونا چاہتے تھے - سب سے پہلے جس نے دعوت
اسلام کو قبول کیا وہ رسول اللہ صلعم کی ثابت قدم اور رفیق بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھین جنکو پندرہ
برس ہوے تھے کہ اپنے غریب رشتہ دار کے ساتھہ جسنے مضاربت کے طریقہ پر انکے مال کی
اچھی تجارت کی تھی شادی کر چکی تھین اور یہہ کلمے کہتے تھے "اے میرے قرابتمند مین قرابت
کے سبب سے جو ہم مین ہے اور تیری اُس توقیر کے باعث جس سے لوگ تجھکو دیکھتے ہین اور
تیری دیانت اور حسن سیرت اور صداقت کلام کے باعث تجھہ سے اُلفت رکھتی ہون" حضرت
خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت افلاس سے نکالا اور اس قابل کیا کہ آپ اس درجہ اور
مرتبہ سے ہین جسکے بسبب عالی نسب ہونے کے آپ مستحق تھے - لیکن یہ باتین اوس فدائیت

اور محبت برتنے کے مقابلہ مین جن سے حضرت خدیجہؓ اپنے شوہر کے تردد ات کو بانٹ لیتی تھین اور اون ہمدردی اور تقویت کے سامنے جن سے یاس و نا امیدی کی ساعت مین وہ آپ کی معاونت کرتی تھین کچھ حقیقت نہین رکھتین - جبکہ ایک دفعہ ایک رویا دیکھنے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب اور پریشان خدیجہؓ کے پاس تسلی کے لیئے گئے تو اونھون نے آپ کی پریشانی طبیعت کو اسطرح بحال کیا " خوف نہ کر - کیونکہ تو خوشخبری لایا ہے - مین اب سے تجھہ کو اپنی قوم کا رسول مانونگی - خوش ہو - اللہ تجھہ کو شرمندہ نہ کریگا - کیا تو اپنے عزیزون سے الفت نہ رکھتا تھا - اپنے ہمسایون پر مہربان محتاجون پر فیاض - کلام کا سچا اور ہمیشہ حق کا حامی تھا " اس طرح حضرت خدیجہؓ اپنی وفات تک جو تزوج کی پچیس برس بعد (۶۱۹ عیسوی مین) ہوی جب کبھی رسول اللہ صلعم دشمنون کے ظلم سے ستائے گئے یا انکار سے پریشان ہوئے ہمیشہ ہمدردی کرنے تسلی و تقویت دینے کے لیئے تیار اور مستعد رہین - آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کا لکھنے والا لکھتا ہے " اسطرح حضرت خدیجہ اوس سچائی پر ایمان رکھتی اور گواہی دیتی تھین جو خدا کی طرف سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اسطرح خدا نے پسند کیا کہ اپنے رسول کے بوجھہ کو کم کر دے - کیونکہ انھون نے کوئی بات قوم کے انکار کی جو انکے رنج کا سبب ہوی ہو ایسی نہین سنی جسکو حضرت خدیجہؓ سے نہ کہا ہو اور حضرت خدیجہ پیغمبر خدا صلعم کو تسلی دیتین پھر یقین دلاتین اور اونکی مدد کرتین " سچ یہ ہے کہ زمانہ تاہل کی حسین اور کامل تصویرون مین سے یہ ایک تصویر ہے جو تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے -

ابتدائی مسلمانون مین رسول اللہ صلعم کے متبنیٰ زید بن حارثہ اور حضرت علی ابن ابی طالب اور آپکے رفیق دوست حضرت ابوبکرؓ تھے جنکی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد کو اکثر فرمایا کہ " مین نے کسی سے اسلام کے لیئے نہین کہا جسنے تردد اور پریشانی ظاہر نہ کی ہو مگر ابوبکرؓ نے جسنے نہ توقف کیا اور نہ پریشان ہوا جب اسلام کی مین نے اسکو خبر دی " حضرت ابوبکرؓ دولتمند سوداگر تھے جنکی متدین خصائل اور ذہانت اور لیاقت کی وجہ سے شہر کے لوگ بہت عزت کرتے

تھے۔ اسلام قبول کرنیکے بعد انہون نے اپنی دولت کا بڑا حصہ مسلمان غلامون کے خریدنے مین صرف کیا جنپر اونکے آقا اس وجہ سے ظلم کرتے تھے کہ انہون نے رسول اللہ صلعم کی تلقین کو تسلیم کرلیا تھا۔ غالباً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے پانچ بڑے شخص جو ابتدائے زمانے ہی مین مسلمان ہوے تھے اہل اسلام کی تعداد مین اضافہ ہوے۔ ان بزرگ شخصون کے نام یہہ ہین۔ سعد ابن ابی وقاص جو آیندہ زمانہ مین عجمیون کے فاتح ہوے۔ زبیر ابن العوام جو رسول اللہ صلعم اور بی بی خدیجہ دونون کے رشتہ دار تھے۔ طلحہ جو بعد کو بڑے نامی شجاع ہوے عبدالرحمن بن عوف جو دولتمند سوداگر تھے۔ اور عثمان بن عفان جو خلیفہ ثالث ہوے۔ حضرت عثمان کو شروع زمانہ مین بہت ایذائین اوٹھانی پڑین۔ انکے چچا نے انکو پکڑا اور باندھا اور کہا "کیا تو نئے مذہب کو اپنے آبائی دین پر ترجیح دیتا ہے۔ مین قسم کھاتا ہون کہ جبتک تو اس نئے دین کو جسکی تو پیروی کرتا ہے ترک نہ کردیگا مین تجھکو نہ چھوڑونگا" حضرت عثمان نے جواب دیا "خدا کی قسم مین کبھی اسکو ترک نہ کرونگا" حضرت عثمان کے چچا نے جب یہ دیکھا کہ اونکو اپنے مذہب کے تعلق مین کیسا استحکام ہے تو انکو چھوڑ دیا۔

اور اضافون کے ساتھہ جو خاصکر غلامون اور مفلسون مین سے ہوے مسلمانونکی تعداد ابتدا سے تین برس کے اندر چالیس کے قریب پہونچ گئی۔ جب ان آپس کی کوششون مین کامیابی ہونے سے ہمت ہوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام مین زیادہ عملی طریقون کے برتنے کا قصد فرمایا۔ آپ نے اپنے قبیلے کے لوگون کو جمع کیا اور اونسے اسلام قبول کرنے کے لیے فرمایا اور ارشاد ہوا کہ "کسی عرب نے اپنی قوم کو ایسے بیش بہا فوائد پیش نہین کیے جیسے کہ مین تمہارے لیے لایا ہون۔ مین تمکو خوشی اس دنیا مین اور اوس زندگی مین جو آنے والی ہے دیتا ہون۔ کون تم مین سے اس کام مین میری مدد کریگا۔؟" سب خاموش رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لڑکپن کے جوش مین بلند آواز سے کہا "ای اللہ کے رسول مین تیری مدد کرونگا" اسپر کل مجمع ہنستا ہوا برخاست ہوا۔

اس وعظ کی ناکامی پر بغیر مایوس ہوے آنحضرت نے بار باران لوگون کو آیندہ موقعون پر جمع کیا لیکن پیغام اور ہدایت کے عوض مین سواے طعن اور استہزا کے اونھون نے کچھ نہ کیا۔ فی الحقیقت یہان ہی لوگون کی مخالفت کا زور تھا جو اس بات کا سبب ہوا کہ رسالت کے چوتھے برس مین آپ ارقم کے گھر مین جا رہے جو شروع زمانہ مین مشرف باسلام ہوے تھے۔ ارقم کا گھر خانہ کعبہ کے سامنے بیچ کے موقع پر ایسی جگہہ تھا جہان آمد و رفت زیادہ رہتی تھی اور یہان حالت امن مین بغیر ہرج کے پیغمبر خدا صلعم ان تمام لوگون کو تلقین فرماتے اور قرآن سناتے تھے جو تحقیق کے لیئے آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ اس طرح مسلمانون کی تعداد بڑہتی گئی اور دو برس کے اندر پچاس تک پہونچ گئی۔ قریش نے نیئے مذہب کی اس ترقی کو بہت بدظنی اور عداوت کی نظر سے دیکھا۔ انھون نے ہر طرح کے طریقے اختیار کیئے۔ دہمکیان دین وعدہ کیئے بڑا کہا دنیا کی عزت اور اختیار کا لالچ دلایا تاکہ رسول اللہ صلعم اس کام کو ترک کردین جو آپنے اختیار کیا تھا۔

قریش مکہ نے ایک ہی مرتبہ نہین بلکہ کئی بار کوشش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کو اس خیال سے کہ وہ بنو ہاشم کے سردار تھے اور اوسی قبیلہ سے آنحضرت صلعم بھی تھے اس بات کی ترغیب دین کہ آپ کو قریش کے آبائی مذہب پر سخت حملہ کرنے سے منع کرین۔ اور قریش نے دہمکی دی کہ اگر ایسا نہ کروگے تو زیادہ سخت طریقے آپ کے خلاف اختیار کیئے جاوینگے۔ ابو طالب نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ اپنے اوپر اور اپنے خاندان کے سر آفت نہ لاوین مگر آپ نے فرمایا ”اگر سورج اترکر میرے داہنے ہاتھہ پر آجاوے اور چاند بائین ہاتھہ پر اور مجھہ سے کہا جاوے کہ اس کام کو ترک کردے یا اسکے حاصل کرنے مین ہلاک ہوجا تو بھی مین اسکو نہ چھوڑونگا“ ابو طالب یہ جواب سنکر حیران ہو گئے اور آنحضرت سے کہا ”وعظ کرجو تیری مرضی ہو۔ مین قسم کہاتا ہون کہ کبھی تجھہ کو تیرے دشمنون کے ہاتھہ مین نہ چھوڑونگا۔“

جب اسلام کی ممانعت کے لیئے ایسے امن کے طریقے ناکام رہے تو قریش کا غیظ

وغضب وگنی تیزی کے ساتھہ بھڑکا۔ وہ سمجھہ گئے کہ اس نئے مذہب کی کامیابی سے
اُنکے قومی مذہب اور قومی پرستش کی بربادی اور خانہ کعبہ کے متولیون کی دولت واقتدار کا
نقصان مراد ہے۔ رسول اللہ صلعم خود ابوطالب کی حفاظت مین امن سے تھے اور بنی ہاشم
اگرچہ کچھہ موافقت اوس مذہب سے نہ رکھتے تھے جو انکے قبیلہ کا شخص سکہاتا تھا مگر ایک ہی
قبیلہ سے ہونیکا مستحکم خیال جو اہل عرب کے ساتھہ مخصوص تھا اسنے آپ کو ایسے حملون سے
محفوظ رکھا جو آپ کی جان لینے کے واسطے ہوتے گو مخالفین کی طعنہ زنی اور ایذا رسانی سے
آپکو برابر سابقہ تھا۔ لیکن اُن غریبون کو جنکا کوئی محافظ نہ تھا اور غلامون کو سب سے زیادہ
تکلیفین اوٹھانی پڑتی تھین۔ انکو قید کیا جاتا تھا اور سخت اذیت دی جاتی تھی کہ اسلام کو
ترک کرنے پر مجبور ہو جاوین۔ یہی موقع تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کو جو حبشی غلام تھے خریدکر
آزاد کیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو "حبشہ کا پہلا ثمر کہا"۔ بلالؓ کو نہایت بیدردی سے
روز روز اذیت اس طرح اذیت دی جاتی تھی کہ جلتی دہوپ مین لٹا کر پیٹ پر بڑا پتھر رکھہ دیا
جاتا اور کہا جاتا کہ یا تو یہان پڑے پڑے مرجاؤ یا محمد کا دین چھوڑکر بتون کو پوجو۔ بلالؓ اسکا
ہمیشہ جواب دیتے "احد احد۔ نہین ہے خدا مگر ایک نہین ہے مگر ایک"۔ دو شخص ان
تکلیفون کو سہتے سہتے مرگئے۔ چونکہ رسول اللہ صلعم مظلوم مسلمانون کو دشمنون کی ایذا سے
رہانہ کرسکتے تھے اس لیئے آپ نے انکو صلاح دی کہ حبشہ مین جاکر پناہ لین اور رسالت
کے پانچوین برس مین (۶۱۵ء) گیارہ مرد اور چار عورتون نے سمندر پار کرکے حبشہ کو ہجرت
کی۔ حبشہ کی عیسائی بادشاہ نے مہاجرین کا خیر مقدم کیا۔ ان مین ایک شخص مُصعب ابن عمیرؓ
تھے جنکے سب حالات قابل غور ہین۔ کیونکہ انکو وہ خاص اذیت اٹھانی پڑی جو مذہب تبدیل
کرنے والے کی سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یعنی ان لوگون کی عداوت کا سامنا ہونا
جو اسکو پیارے تھے اور جنکو یہہ کبھی پیارا تھا۔ مُصعب نے ارقم کے گھر مین اسلام کی تلقین

ل بلالؓ کل اسلامی دنیا مین پہلے موذن مشہور ہین

کو سنکر اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ اپنے مسلمان ہونے کی خبر کو عام کرنے سے خائف تھے کیونکہ اونکی ماں اور قبیلے کے لوگ جو اونکے ساتھہ خاص الفت رکھتے تھے اسلام کے سخت مخالف تھے۔ چنانچہ جب ان لوگون کو مُصعب کا مسلمان ہونا دریافت ہوا تو انہون نے انکو گرفتار کرکے قید مین ڈال دیا۔ لیکن مُصعبؓ حبشہ کو ہجرت کرنے مین کامیاب ہوے۔

قریش کی عداوت نے مہاجرین کا تعاقب حبشہ تک نچھوڑا اور ایک سفارت بھیجی جسکا مطلب یہہ تھا کہ حبشہ کا بادشاہ مہاجرون کو اپنے ملک سے نکالکر ہمارے پاس روانہ کرے۔ لیکن جب حبشہ کے بادشاہ نے خود مہاجرون کی زبان سے اونکا حال سُنا تو اوسنے انکار کردیا کہ مسلمانون کو وہ اپنی حفاظت سے علیحدہ نہ کریگا۔ کیونکہ مہاجرین نے بادشاہ سے یہ کہا تھا کہ "ہم جہالت کے اندھیرے مین گھرے ہوے تھے اور بتون کو پوجتے تھے خبیث خواہشون مین مبتلا ہم کوئی قانون زبردست کے قانون کے سوا نہ جانتے تھے جبکہ خدا نے ہماری ہی قوم مین سے ایک شخص کو اُٹھایا جو نسب کا اونچا تہا اور جسکی نیکیون کی وجہ سے ہم مدت سے اوسکی عزت کرتے تھے۔ اس رسولؐ نے ہم سے کہا کہ توحید کا اقرار کرو اور صرف اللہ ہی کی بندگی کرو اور اپنے آبائی توہمات سے پرہیز کرو اور لکڑی اور پتہر کے خداؤن سے نفرت کرو۔ اوسنے ہمکو حکم دیا کہ بُرائی سے بھاگو۔ بات کے سچے وعدے کے پورے ہو ماں باپ سے محبت رکھو اور ہمسایہ پر مہربانی کرو۔ عورتون کو بعزت اور یتیمون کو لوٹنے سے اوسنے ہمکو منع کیا۔ نماز روزہ اور زکوۃ کا حکم دیا۔ ہم اوسکی رسالت پر ایمان لائے اور ہم نے اون احکام کو تسلیم کیا جو وہ ہمارے پاس خدا کے پاس سے لایا۔ لیکن ہمارے ملک والے ہمارے خلاف اوٹھہ کھڑے ہوے اور ہمپر ظلم کیے کہ ہم اسلام چھوڑکر بتون کی پرستش کرین۔ پس اپنے ملک مین امن نپاکر ہمنے تمہارے ملک مین پناہ ڈھونڈھی ہے۔ تمہارے انصاف پر بہروسا کرکے ہم امید کرتے ہین کہ تم ہمکو ہمارے دشمنون کے ظلم سے رہا کروگے"۔ بادشاہ نے مہاجرون کی درخواست کو سنا اور قریش کی سفارت نامراد واپس ہوئی۔ اسی اثنا مین

مکہ مین ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ دولت اور اختیار کی طمع دلاکر رسول اللہ صلعم کو ترغیب دین کہ آپ اسلام کی تعلیم وتلقین سے کنارہ کرین۔ لیکن یہ کوشش بھی عبث تھی۔

جبکہ مکہ مین سفارت کے نتیجہ کو دریافت کرنے کا جو حبشہ بھیجی گئی تھی بہت انتظار تھا تو اس وقت ایک ایسے شخص نے اسلام قبول کیا جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمنون مین سے تھے۔ اور جنہون نے سخت تعصب اور اصرار کے ساتھہ رسول اللہ صلعم کی ہمیشہ مخالفت کی تھی۔ یہ وہ شخص تھے جنکو مسلمان ہر وجہ سے اپنا نہایت سخت اور تھر اگین دشمن یقین کرتے تھے۔ لیکن جب وہ ایمان لائے تو اسلامی تاریخ مین اسلام کے سب سے زیادہ زینت دینے والون مین سے ہوے۔ یہہ شخص عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے مسلمان ہونے سے پہلے ایک دن پیغمبر خدا صلعم پر غضبناک ہوکر ہاتھہ مین تلوار لیے آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے۔ راستہ مین ایک عزیز ملا۔ اسنے پوچھا کہان جاتے ہو۔ عمرؓ نے جواب دیا "محمد کو ڈھونڈھتا ہون تاکہ اوسکو قتل کرون۔ وہ اپنے شہر کے لوگون پر مصیبت اور فساد لایا ہے اور ہمارے خداؤن کو اوسنے دشنام دی ہین اور ہمارے باپ دادا کی یادگار کو بے عزت کیا ہے" اوس عزیز نے کہا "اپنے ہی خاندان کے لوگون کو کیون سزا نہین دیتا جنہون نے تیری لاعلمی مین اپنے آبائی مذہب کو ترک کردیا ہے" عمرؓ نے پوچھا "میرے کنبہ مین ایسے کون لوگ ہین" رشتہ دار نے جواب دیا "تیرا بہنوئی سعید اور تیری بہن فاطمہؓ" عمر ابن الخطاب یہہ سنتے ہی بہن کے گھر دوڑے گئے۔ فاطمہ گھر مین بیٹھی اپنے شوہر سعید اور خباب بن الارت کے ساتھہ جو صحابہ مین سے تھے اور دونون کو اسلام کی تلقین کرتے تھے قرآن تلاوت کررہی تھین۔ عمر مکان مین گھس گئے اور پوچھا "یہہ کیا آواز تھی جو مین سنتا تھا" انہون نے جواب دیا "کچھہ نہین" عمرؓ نے کہا۔ "نہین تم کچھہ پڑھ رہے تھے اور مین نے سنا ہے تم محمدؐ کے دین مین شامل ہوگئے ہو" یہ کہکر عمرؓ سعید پر دوڑے اور اونکو مارا۔ فاطمہ بیچ مین آگئین تاکہ شوہر کو بچادین اور بھائی سے کہا ہان ہم مسلمان ہین اور اللہ اور اللہ کے رسول پر

ایمان رکھتے ہین - مار ڈالو اگر تمہاری یہہ ہی مرضی ہے " اس کشمکش مین عمرؓ کی بہن زخمی ہوئین اور جب عمرؓ ابن الخطاب نے فاطمہ کے چہرے پر خون دیکھا تو نرم ہوے اور وہ کاغذ مانگا جسکو وہ پڑہتے تھے - کچھہ تامل کے بعد فاطمہ نے کاغذ دیدیا - اسمین قرآن کی بیسوین سورہ (سورہ طٰہٰ) لکھی تھی - جب عمرؓ نے اسکو پڑہا تو آواز سے کہا - " کیسا حسین کلام ہے اور کیسا گرامی خطاب ہے " جون جون پڑہتے گئے ایمان سے دل مغلوب ہوا یہانتک کہ بولے " مجھہ کو محمدؐ کی خدمت مین لے چلو تاکہ اسلام کا اقرار کرون "

قریب قریب اسی زمانہ مین ایک اور بڑے شخص نے اسلام قبول کیا یعنی حمزہؓ ابن عبدالمطلبؓ نے جو رسول اللہ صلعم کے چچا اور دونون آپس مین دودھ بھائی بھی تھے - حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب ایک واقعہ کا حال سنا جسمین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے ایذا پہونچائی تھی اور آپؐ نے صبر فرمایا تھا تو انکے دل پر ایسا نشتر لگا کہ رسول اللہ صلعم کی نصرت اور معاونت کا فوراً خیال پیدا ہوا اور دشمن سے پکے دوست بن گئے - حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کی مثال ایسی نہ تھی جنکو مسلمانون کی تکلیفین دیکھکر انکے ساتھہ ہمدردی پیدا ہوئی ہو بلکہ اور بہت سی مثالین اسی قسم کی تھین اور بلاشبہہ بہت لوگ نیے مذہب کے خفیہ طور پر طرفدار تھے جنہون نے اپنا مسلمان ہونا اسوقت تک ظاہر نہ کیا جبتک کہ اسلام کو علانیہ کامیابی نہ ہوئی -

حضرت عمرؓ کا ایمان لانا اسلام کی تاریخ مین ایسا واقعہ ہے جو اوسکی صورت کو بالکل بدل دیتا ہے - مسلمان اب اس قابل ہوگئے کہ زیادہ جرأت اختیار کرین - رسول اللہ صلعم نے ارقم کا گھر چھوڑ دیا اور اہل اسلام نے کعبہ کے سامنے علانیہ ملکر نماز پڑہنی شروع کردی -

لیکن اسطرح کی حفاظت تھوڑے عرصہ تک رہی - قریش کی سفارت حبشہ سے ناکام واپس آئی - کیونکہ وہان کے بادشاہ نے قطعی انکار کردیا کہ مہاجرون کو اپنی حفاظت سے علٰحدہ نہ کریگا - یہہ حالت ایسی تھی کہ رؤسای مکہ کو اس سے خوف پیدا ہونا واجبی تھا - آپ نے دیکھا کہ اب انکا ایسے لوگون سے مقابلہ نہ رہا جو مظلوم اور قوم سے خارج ضعف و آلام کی زندگی

کی کشمکش مین رہتے ہون بلکہ اب مسلمان ایک قوی فریق بن گئے تھے جو شہر کی بارسوخ لوگونکے شامل ہونے سے اپنی قوت کو بڑہاے تھے اور مکہ کی عملداری کے استحکام کو ایک بردست غیر ملک کے بادشاہ کی دوستی سے خطرہ مین ڈال رہے تھے۔

قریش نے یہہ حالت دیکھکر مستقل کوشش کی کہ اپنی عملداری سے اس خطرناک عنصر کو نکال کر نیست و نابود کردین۔ انہون نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف جو قرابت کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کی حفاظت کرتے تھے ایک عہدنامہ جاری کیا جسمین قریش نے اتفاق کیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کی عورتون کو نکاح مین نہ لینگے اور نہ اپنی عورتون کو انکے نکاح مین دینگے۔ نہ انکے ساتھہ بیع کرینگے نہ شرا اور یہہ کہ اونسے ہر طرح کے معاملات بند رہینگے۔

اس ظلم کے تشدد نے اور ان خطرون نے جو اس تشدد مین شامل ہوے مجبور کیا کہ مسلمان پہر حبشہ کو ہجرت کرین اور اس دفعہ تراسی مردون اور اٹھارہ عورتون نے حبشہ کو ہجرت کی تین برس تک بنی ہاشم شہر کے ایک حصہ مین محصور رہے۔ اور اس عرصہ مین برابر قریش کے عہدنامے کی سختی کے ساتھہ پابندی رہی کسی کی جرات نہ ہوی کہ موسم حج کے مہینون کے سوا کہین باہر نکلتا کیونکہ ان مہینون مین عرب مین ہر جگہہ لڑائیان بند ہوجاتی تھین اور یہہ چند روزہ امن اس لیے ہوتا تھا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جو قومی مذہب کا مرکز تھا زائر آسکین۔

رسول اللہ صلعم کو موسم حج مین مفید موقع ملتا تھا کہ مختلف قبائل عرب کو جو کعبہ معظمہ کی زیارت کے لیے جوق جوق آتے اور قریب کے میلون مین جمع ہوتے تھے تلقین اسلام فرماوین۔ لیکن کچھہ کامیابی نہوتی تھی۔ کیونکہ ابولہب رسول اللہ صلعم کے پیچھے پیچھے چلا چلاتا کہ "یہہ جھوٹا ہے اور چاہتا ہے کہ تمکو تمہارے آبائی دین سے نکالکر اپنے جھوٹے عقائد کی طرف جنکو وہ لایا ہے لاوے۔ اس لیے اس سے علیحدہ ہوجاؤ اور اسکی بات نہ سنو" لوگ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے طعن کرکے کہتے "تیرے قبیلہ اور خاندان

کے لوگ تجھکو سب سے بہتر جانتے ہین پھر وہ کیون تیرا یقین اور پیروی نہین کرتے؟"

آخرکار رسول اللہ صلعم اور آپ کے اقارب نے جو سختیان اور تکلیفین اوٹھائین اُن پر قبیلۂ قریش کے ایک حصہ کو ہمدردی پیدا ہوئی اور اُنھون نے جو عہدنامہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کی خلاف جاری کیا تھا اُسکو اُٹھا دیا۔

اسی سال مین جبکہ عہدنامہ منسوخ ہوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نے جو پچیس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشیر اور ہمدرد رہی تھین آپکو اندوہ و الم مین مبتلا کیا اور اس واقعہ کے بعد ہی ابوطالب کی موت نے آپ کو ایسے معاون سے محروم کردیا جو ہمیشہ آپکے قوی محافظ رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم کو پھر کفار کے طعن اور تنفر کا سامنا ہوا۔

اہل مکہ کی عداوت اور انکار کے بعد جن کو دس برس تک بغیر زیادہ کامیابی کے اسلام کی خبر سنائی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد فرمایا کہ دیکھین اور لوگ بھی ایسے ہین جو آپ کی بات کو سنین اور جن کے دل مین تخم دین کے لیئے زیادہ قابل اور بارآور زمین ملے اس امید مین آپ طائف تشریف لے گئے جو مکہ سے ساٹھہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ عمائد شہر کی ایک بڑی مجلس کے سامنے توحید و تبلیغ اسلام کا جو پیغمبر خدا ہونے کی وجہ سے آپکو پہونچی تھی ذکر فرمایا۔ اور طائف کے لوگون سے کہا کہ مکہ کے دشمنون سے آپکی حفاظت کرین۔ آپکی تعلیم اور رسالت کے اعلی حقوق (جنکو طائف کے صنم پرست باشندے سمجھہ بھی نہ سکے) اور پھر آپ کی بیکسی کی حالت ایسی غیر متناسب معلوم ہوئی کہ اہل طائف نے مضحکہ کیا اور تحقیر کی اور پتھر مار کر شہر سے نکال دیا۔

طائف سے واپس آکر کامیابی کی تمام صورتون مین سب سے زیادہ مایوسی ہوگئی اور آپ کے روحانی حزن و ملال نے اس کلام مین اپنی تئین ظاہر کیا جو نوح علیہ السلام کی زبانی بیان ہوا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا

وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُہُمْ لِتَغْفِرَ لَہُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَہُمْ فِیْٓ اٰذَانِہِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَہُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا ○ (سورہ نوح - ۵-۶) یعنی نوح نے کہا اے خدا مین دن رات اپنی قوم کو بُلاتا رہا پھر میرے بُلانے سے بجز اسکے کہ وہ بھاگتے رہین اور کچھہ نہوا اور جب مین نے اونکو بُلایا تاکہ تو اونکو معاف کرے اونھون نے اپنے کانون مین اُنگلیان دے لین اور اپنے کپڑے سمیٹ لیئے اور ضد کی اور نہایت سرکشی کی۔

لیکن اس اندوہ و ملال کی حالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشفی ایسی صورت سے ہوی جسکا پہلے خیال تک نہ تھا۔ موسم حج مین آپکی نظر چھہ یا سات آدمیون کے ایک گروہ پر پڑی جنکو آپ نے پہچانا کہ مدینہ سے آئے ہین جسکو اوس زمانہ مین یثرب کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آدمیون سے مخاطب ہوکر پوچھا۔ "تم کس قبیلہ سے ہو" انھون جواب دیا۔ "قبیلہ خزرج سے ہین" آپ نے فرمایا "کیا یہود کے ساتھیون مین سے ہو" خزرجیون نے جواب دیا "ہان" رسول اللہ صلعم نے فرمایا "کیا تم تھوڑی دیر بیٹھہ نہ جاوٴگے تاکہ مین تم سے بات کرون" خزرجی بولے "ضرور" اور یہہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بیٹھہ گئے اور آپ نے انکو خدای برحق کی خبر دی اور اسلام کی تلقین فرمائی اور قرآن انکے سامنے پڑھا۔ "پس ایسا ہوا کہ اللہ نے اسلام کیلیے عجیب کام کیا کہ انکے ملک مین یہود پائے گئے جو توریت رکھتے تھے اور عقل رکھتے تھے جبکہ وہ خود خزرجی مشرک اور صنم پرست تھے۔ یہود نے انکے ہاتھہ سے اکثر ظلم اوٹھائے تھے اور جبکہ اُنکے آپس مین لڑائی ہوتی تو یہود ہمیشہ کہتے تھے کہ "جلد تم مین ایک رسول پیدا ہوگا اور اوسکا وقت قریب ہے اور اوسکی ہم پیروی کرینگے اور اوسکے ساتھہ ہوکر تمکو قتل کرینگے عاد اور ارم کا سا قتل"۔ اب جبکہ رسول اللہ صلعم نے ان لوگون سے باتین کین اور خدای برحق کی انکو تلقین کی تو انھون نے آپس مین کہا۔ "یقین جانو کہ یہہ ہی رسول ہے جسکی نسبت یہود نے ہمکو ڈرایا تھا۔ آوٴ جلدی کرو اور اسکے ساتھہ شریک ہونے مین اول رہو"۔ پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلقین فرمائی اسیر یہہ خزرجی ایمان لائے اور اسلام قبول کیا اور آپ سے نے عرض کیا کہ "ہمارے ملک والے ایک سخت اور مہلک لڑائی مین مصروف ہین لیکن اب خدا نے برحق تیرے طفیل اور تعلیم سے انکو متفق کر دیگا۔ پس ہم اسلام پر انکی دعوت کرینگے اور اوس دین سے انکو آگاہ کرینگے جو ہمکو تجہہ سے ملا ہے"۔

یہہ واقعہ جسکا اوپر ذکر ہوا روایت سے اسی طرح بیان ہوا ہے اور وہ پیغمبر خدا صلعم کی رسالت مین ایسا واقعہ ہے جسپر بہت سے واقعات کو حصر ہوتا ہے۔ اب آپ ایک ایسی قوم سے مل لیئے جنکے حالات سابقہ تو ایسے تہے کہ انکی طبیعتین آپ کی تعلیم قبول کرنی پر آمادہ تہین اور انکی موجودہ حالت ایسی تہی جیسا آگے چلکر ظاہر ہوا کہ وہ آپ کی کام مین ممد ہوئی

یثرب کا شہر مدت سے یہود کے قبضے مین تہا یہہ یہودی کسی قومی تباہی کے سبب سے جو غالبًا بادشاہ ہیدرین کے جور و ظلم سے برپا ہوئی تہی اپنے ملک سے نکل گیے تہے۔ سنہ ۳۰۰ عیسوی کے قریب خانہ بدوش عرب کا ایک گروہ جسمین خزرج اور اوس کے دو قبیلے تہے یثرب مین آیا اور صلاح کے بعد یہود کی عملداری سے انکو حصہ دیا گیا۔ خزرج اور اوس کے قبیلون مین جب آدمی بڑہتے گئے تو یثرب کے یہودی فرمانرواؤن سے وہ ملکی اختیارات بھی چہیننے لگے۔ یہان تک کہ پانچوین صدی عیسوی کے ختم کے قریب یثرب کی عملداری خزرج اور اوس کے قبضہ مین آگئی۔

بعض عربون نے یہودیون کا مذہب اختیار کر لیا تہا اور بہت سے یہودی جو پہلے یثرب کے مالک تہے وہ عرب فاتحین کی ملازمت مین ابتک رہتے تہے۔ پس رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین یثرب مین یہودی غالبًا کثرت سے رہتی تہی۔ اس طرح یثرب کے لوگ ایک مسیح موعود کا خیال رکہتے تہے اور اس وجہ سے بت پرست اہل مکہ کے مقابلہ مین وہ پیغمبر خدا کی رسالت کو کہ آپ اللہ کے رسول ہین سمجہنے کی زیادہ قابلیت رکہتے تہے اہل مکہ کے لیئے رسالت کا خیال بالکل اجنبی تہا اور قریش کے لیئے تو وہ بہت ہی بے لطف تہا

کیونکہ قبائل عرب پر قریش کی افسری اور اُنکا دنیوی اقتدار صرف اس وجہ سے تہا کہ کعبہ کے
مقدس حاطہ مین جو قومی مجموعہ اصنام کا رہتا تہا اُسکے وہ موروثی متولی چلے آتے تہے۔
یثرب کا شہر مدت کے مفسدہ سے جو خزرج اور اوس مین زمانہ دراز سے چلا آتا تہا اور
جسکے سبب سے ہمیشہ خانہ جنگی رہتی تہی تباہ حالت مین تہا۔ شہر کے لوگ غیر مطمئن اور شبہہ
کی حالت مین رہتے تہے اور کوئی چیز جو ان دونون مخالف قبیلون کو کسی مشترکہ مقصد کے
لیے متحد کردیتی وہ شہر کے حق مین نعمت تصور ہوتی۔ شمالی ملک اطلی مین زمانہ وسط کی جمہوری
عملداریان ایک اجنبی آدمی کو اپنے شہرون مین اعلی ترین منصب کے لیے منتخب کرلیتی تہین
تاکہ مخالف فریقین کی قوت مین ہموزنی قائم رہے اور اگر ممکن ہو تو یہ انتظام خانہ جنگی کو روکے
جو تجارت و امن خلائق کی بربادی کا باعث ہوتی تہی۔ اسی طرح اہل یثرب نے اپنے شہر مین
ایک غیر شخص کے آنے کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکہا خواہ منصب حکومت کو جو خالی پڑا تہا
وہ زبردستی لیتا یا اُنکی اجازت سے حاصل کرتا۔ آپس کے رشک نے جو شہر مین تہا ایسے
رشک کو مٹا دیا جو باہر والون کے آنے سے ہوتا۔

اوپر کے واقعات بہت کچھہ ظاہر کرتے ہین کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت
کے آٹھہ برس بعد دس ہزار مسلمانون کے ہمراہ مکہ کے شہر مین داخل ہوے جس مین دس
برس تک بہت کم نتیجہ پیدا ہوا جبکہ آپ نے تبلیغ اسلام مین کوشش فرمائی تہی۔

لیکن یہ بات لکھنی ابھی قبل از وقت ہوگی۔ رسول اللہ صلعم نے قصد فرمایا تہا کہ
خزرج کے ساتھہ خود یثرب کو تشریف لیجاوین لیکن خزرج نے آپ کو اس ارادہ سے اوسوقت
تک باز رکہا کہ اون مین اور اوس مین مصالحت نہ ہوجاوے۔ خزرج نے رسول اللہ صلعم
سے عرض کیا "ہم تجہہ سے استدعا کرتے ہین کہ ہمکو اپنے لوگون مین واپس جانے دے
اگر خدا نے ہم مین امن پیدا کردیا تو ہم تیرے پاس پہر آوینگے اور حج کے موسم کو آیندہ برس
مین مقررہ وقت پر ہونے دے"۔ اس طرح خزرجی اپنے گہرون کو واپس چلے گئے

اور اپنی قوم کی اسلام پر دعوت کی - اور بہت لوگ ایمان لائے یہانتک کہ کوئی کنبہ مشکل سے ایسا تہا جسمین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہوتا ہو -

جب حج کا زمانہ پہر آیا تو ایک جماعت جسمین دس آدمی خزرج اور دو آدمی اوس کے تھے رسول صلعم کی خدمت مین عہد کے موافق بعیت کی غرض سے جای مقررہ پر حاضر ہوے - اور آپ پر بعیت کی - اس اول بعیت کا مضمون جسکا نام بعیت عقبۃ الاولی مقام عقبہ کی وجہ سے ہوا جو ملنے کی جگہہ تہی یہہ تہا کہ ""ہم کسی کی بندگی سوائے ایک خدا کے نہ کرینگے - ہم چوری نہ کرینگے اور نہ زنا کرینگے اور نہ اپنے بچون کو قتل کرینگے اور برا کہنے اور غیبت سے پرہیز کرینگے ہم اللہ کے رسول کی ہدایت کو جو راست ہوگی تسلیم کرینگے - اور اوسی کے تابع رہینگے خوشی اور رنج مین"" یہہ بارہ آدمی دعاۃ اسلام بنکر یثرب کو واپس چلے گئے - یثربیون کی حالت اسلام قبول کرنے کے لیئے اسقدر آمادہ اور یہہ دعاۃ اسلام نے اپنے کام مین ایسی سرگرمی دکھلائی کہ اسلام بہت جلد ایک گہر سے دوسرے گہر اور ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ مین شائع ہوگیا -

یثرب کو واپسی کے وقت یثربیون کے ساتھہ مُصعب ابن عمیرؓ بھی ہوگئے - دوسری روایت یہہ ہے کہ ایک تحریر کے بموجب جو یثرب سے آئی رسول اللہ صلعم نے انکو یثرب روانہ کیا - یہہ نوجوان شخص شروع زمانہ مین مشرف باسلام ہوے تہے اور تہوڑا عرصہ ہوا تہا کہ حبشہ سے واپس آئے تہے - اسوجہ سے انکو بہت تجربہ حاصل تہا اور ظلم کے مکتب مین ایذا کی تربیت پاچکے تہے - جسنے انکے جوش مذہب مین متانت ہی نہ پیدا کردی تہی بلکہ یہہ بہی سکہا دیا کہ ظلم کا کس طرح سامنا کیا جاتا ہے اور ان لوگون سے کس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے جو اسلام کی تعلیم کو بغیر سنے اسلام کو مطعون کرتے ہین پس رسول اللہ صلعم نے نہایت بہروسا فرما کر نومسلمون کی تعلیم و تربیت کے مشکل کام کو اور جوش اور ریاضت اسلام کے تخم کی حفاظت کو جو ڈال دیا گیا تہا اور اسکی پرورش کو کہ وہ پروان چڑہے مُصعب ابن عمیر

کے سپرد فرمایا۔ یثرب پہونچکر مصعبؓ اسعد ابن زرارہ کے گھر مین ٹھہرے اور مسلمانون کو
نماز اور تلاوت قرآن کے لیئے کبھی تو اسعد اور کبھی بنی ظفر کے گھر مین جمع کیا کرتے۔ بنی ظفر
کا گھر شہر کے ایسے محلے مین تھا جس مین ظفر کا خاندان اور عبدالاشہل کا خاندان ملکر رہتا تھا
اس زمانہ مین عبدالاشہل کے خاندان کے سردار سعد ابن معاذ اور اسید ابن حضیر تھے
ایک دن یہہ ہوا کہ مُصعب اسعد کے ساتھہ بنی ظفر کے گھر مین بیٹھے چند نومسلمون کی
تعلیم مین مصروف تھے کہ سعد ابن معاذ نے انکی ٹھہرنے کی جگہہ کا نشان لیکر اسید ابن حضیر
سے کہا۔ "اس داعی اسلام اور اسکے ساتھی کو اپنے محلے سے نکال دے مین
تجکو اس بات کی تکلیف نہ دیتا اگر صلہ رحم جو مجھہ مین اور بنی زرارہ مین ہے اس شخص کو نقصان
پہونچانے کا مانع نہوتا (سعد ابن معاذ اسعد ابن زرارہ کا خالزاد تھا)۔ یہہ سنکر اسید نے
نیزہ اُٹھایا اسعد اور مُصعب کے پاس پہونچا اور چلا کر کہا۔ "تم کیا کرتے ہو۔ ضعیف
رائے والون کو گمراہ کرتے ہو۔ اگر تم کو اپنی جانین عزیز ہین تو ابھی یہان سے چلے جاؤ"
مُصعب نے آہستہ سے جواب دیا۔ "بیٹھہ جا اور ہماری بات سُن اگر تو نے ہم سے ایسی
بات سنی جو تجکو ناخوش کرے تو ہم چلے جائینگے۔" اسید نیزہ زمین مین گاڑ کر بیٹھہ گیا اور
مصعب نے اسلام کے ضروری عقائد بیان کیئے اور قرآن شریف کی چند آیہ کریمہ کو پڑھا
تھوڑی ہی دیر مین اسید بیتاب ہو کر بولا۔ "کیا کرون جو اس دین مین شامل ہون" مُصعب
نے جواب دیا۔ "پانی سے اپنے تئین پاک کر اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر" اسید نے فوراً
اس ہدایت پر عمل کیا اور کلمہ پڑھا اور کہا۔ "میرے بعد ایک اور شخص ہے جسکو تمہین ایمان
پر لانا ہوگا (سعد ابن معاذ سے مراد تھی) اگر وہ ایمان لایا تو بنی اشہل کا کل قبیلہ اسکی مثال کی
پیروی کریگا۔ مین اوسکو تمہارے پاس بھیجتا ہون"۔

اسید ابن حضیرؓ یہہ باتین کر کے چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد سعد ابن معاذ اسعد پر غصہ
کھاتا آیا اور کہا "اگر تو میرا خالہ زاد نہوتا تو تیری جرأت پر مین تجھکو نادم کرتا۔ کس بات سے

تیری ہمت ہوی کہ اپنے دین کے عقائد کو جو ہمارے مذہب کے خلاف ہین ہم مین لایا"
مصعب نے سعد سے درخواست کی کہ اسلام کو بغیر اسکی تعلیم کے سننے برا نہ کہے۔ اسپر سعد
نے اسلام کی باتون کو سننا منظور کیا۔ اور مصعب کے کلام نے جلد سعد پر اثر کیا اور ایمان
اوسکے دل مین پیدا کیا اور اسلام قبول کرکے سعد ابن معاذ مسلمان ہو گئے سعد جوش
اسلام مین بھرے ہوے اپنے قبیلہ کے لوگون مین پہونچے اور اونسے کہا۔ "اے
بنی اشہل بتاؤ مین تمہارا کون ہون" انہون نے کہا۔ "تو ہمارا سردار ہے اور ہم سب سے
زیادہ عاقل اور عالی نسب ہے" سعدؓ نے کہا۔ "مین قسم کھاتا ہون کہ مین کبھی تم مین
سے کسی سے بات نہ کرونگا جبتک کہ تم اللہ اور اللہ کے رسول محمد پر ایمان نہ لاؤ گے"
اوس دن سے عبدالاشہل کی کل اولاد نے اسلام قبول کیا[۵۱]

ایسے جوش اور حمیت کے ساتھہ تعلیم اسلام کو ترقی دی جاتی تھی کہ ایک سال کے
اندر مدینہ کے عربون مین کوئی گھرانا ایسا نہ رہا جس مین چند آدمیون نے مسلمان ہو کر
مسلمانون کی تعداد نہ بڑہائی ہو سوا ے قبیلہ اوس کے ایک حصہ کے جو ابو قیس شاعر
کی وجہ سے اسلام سے علیحدہ رہا۔

دوسرے برس جب حج کا زمانہ آیا تو مسلمانون کا ایک گروہ جسمین تہتر شخص تھے
ہم وطن مشرکین کے ساتھہ یثرب سے مکہ مین آیا۔ یہہ مسلمان مکہ کو اس لیے بھیجے گئے
تھے کہ ایک تو رسول اللہ صلعم سے یثرب چلنے کے لیئے عرض کرین کہ دشمنون کے ضرر سے
آپ پناہ لین اور دوسرے اس لیئے کہ آپکو اللہ کا رسول اور اپنا سردار مانکر آپ سے بیعت
کرین۔ وہ تمام لوگ بھی جو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور آنحضرت صلعم سے گذشتہ
دو حجون مین ملے تھے اس موقع پر مکہ کو واپس آئے اور مصعب بھی جو انکے معلم دین تھے
ہمراہ تھے۔ مصعب ابن عمیر مکہ مین پہونچتے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

---

[۵۱] کاسن دہ پیرسوال۔ جلد سوم صفحہ ۳۔۵

مین حاضر ہوے اور اوس کامیابی کا حال عرض کیا جو دعوت اسلام مین اونکو حاصل ہوی تھی - یہہ روایت ہے کہ جب مصعب رضؓ کی مان نے بیٹے کے آنے کی خبر سُنی تو یہہ کہلا بھیجا کہ "اے نافرمان فرزند کیا تو ایسے شہر مین داخل ہوگا جس مین تیری مان رہتی ہو اور اوس سے تو پہلے ملنے نہ آئے"۔ مُصعَب نے جواب دیا۔ "نہین مین کسی کے گھر مین رسول خدا سے پہلے ملنے نہ جاؤنگا"۔ جب مصعب رسول خدا صلعم سے ملازمت حاصل کر چکے تو اپنی مان کے پاس گئے جسنے کہا "مین سمجھتی ہون کہ تو ابھی تک ہمارے دین سے بھاگا ہوا ہے"۔ مصعب نے جواب دیا۔ "مین خدا کے رسول و ربرحق ملت اسلام کا پیرو ہون"۔ مان نے کہا "کیا تو اون مصیبتون سے خوش ہے جو حبشہ کی زمین مین تجھہ کو اوٹھانی پڑین اور اب یثرب مین سہنی پڑتی ہین"۔ مُصعب رضؓ سمجھہ گئے کہ مان پھر مجھکو قید کرنے کی فکر مین ہے - اُنھون نے بلند آواز سے کہا۔ "کیا تو جبراً کسی کو اسکے مذہب سے علٰحدہ کریگی - اگر تیرا منشا یہہ ہے کہ پھر مجھہ کو قید کرے تو پہلا شخص جو مجھپر ہاتہہ چھوڑیگا اُسکو یقینی قتل کردونگا"۔ مصعب کی مان نے یہہ سنکر کہا - "بس تو میرے سامنے سے چلا جا" اور یہہ کہکر رونے لگی - مصعبؓ اس کیفیت سے متاثر ہوے اور کہنے لگے - "اے میری مان - مین تجھہ کو محبت کی مشورت دیتا ہون کہ گواہی دے کہ کوئی خدا نہین بجز اللہ کے اور محمدؐ اوسکا بندہ اور رسول ہے" لیکن مصعب رضی اللہ عنہ کی مان نے جواب دیا - "چمکتے تارون کی قسم مین تیرے مذہب مین شامل ہوکر اپنے تئین احمق نہ بناؤنگی - مین تجھہ سے اور تیری باتون سے ہاتہہ دھوتی ہون اور اپنے دین سے وابستہ ہون"

اس خیال سے کہ قریش کی بدظنی اور عداوت کو تحریک نہو عقبہ مین پوشیدہ ملاقات کی تجویز ہوی جہان پہلے بھی وہ مسلمان جمع ہوے تھے جنہون نے اول بیعت عقبہ سے پہلے برس مین اسلام قبول کیا تھا رسول اللہ صلعم حضرت عباس کے ساتھہ جو آپ کے

بہ حیات تھے عقبہ میں تشریف لا سے حضرت عباس اگرچہ ابھی تک بت پرست تھے مگر وہ اس راز میں شریک کر لیے گئے تھے۔ انہوں نے اس پوشیدہ جلسے میں آغاز سخن اس طریقہ سے کیا کہ بیلے اپنے برادرزادہ کی نسبت کہا کہ وہ اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ شریف خاندان کے فرزند ہیں۔ اس قبیلہ نے ہمیشہ آپ کو دشمنوں سے محفوظ و مصون رکھا گو آپکی تعلیم سے انکار کیا۔ چونکہ اب آپ یثرب کے لوگون مین پناہ لینی چاہتے ہین تو تمہیں چاہیئے کہ حفاظت کی ذمہ داری کو وہ اچھی طرح سونچ لین کیونکہ جب ایک دفعہ انہوں نے اس کام کو اپنے ذمہ لے لیا تو پھر اپنے عہد سے انکو نہ ہٹنا ہوگا۔ تب براء ابن معرور نے جو قبیلہ خزرج مین سے تھے اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ارادہ مین مضبوط ہین۔ پھر انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ جو کچھ آپ ہم سے چاہتے ہین وہ مفصل بیان فرما دین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آیات کلام مجید کی پڑھکر انسے گفتگو شروع کی اور انکو نصیحت فرمائی کہ وہ ہمیشہ اس دین کی تصدیق کرین جسمین وہ اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہین۔ اسکے بعد فرمایا کہ تم میری اور میرے ساتھیون کی حفاظت دشمنون سے اسی طرح کرو جیسے تم اپنے اہل عیال کی کرتے ہو۔ تب براء ابن معرور نے رسول اللہ صلعم کا ہاتھ پکڑکر کہا "قسم ہے اوسکی جسنے تجھہ کو رسول کرکے ہمارے پاس بھیجا اور تیرے ذریعہ سے دین برحق کو ہمپر ظاہر کیا کہ ہم تیری حفاظت اسطرح کرینگے جیسے اپنے جسمون کی اور ہم تجھکو اپنا سردار مانکر تجھسے بیعت کرتے ہین۔ ہم میدان کے مرد اور ہتھیارون کے آدمی ہین جو ہم نے لائق باپون سے لائق بیٹون کی طرح ورثہ مین پایا ہے" اس طرح سب نے باری باری رسول اللہ صلعم کا ہاتھ پکڑکر بیعت کی۔

جسوقت قریش کو ان پوشیدہ کامون کی خبر لگی تو مسلمانون پر اور زیادہ ظلم ٹوٹنے شروع ہوے یہانتک کہ آنحضرت نے اونکو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا۔ "یثرب کو چلے جاؤ

کیونکہ اللہ نے تمکو اوس شہر مین بہائی دیے ہین اور گھر دیا ہے جسمین تمکو پناہ ملے" پس
مسلمان چپکے چپکے دو دو اور تین تین کرکے یثرب کو ہجرت کرنے لگے جہان انکا سچے
دل سے خیر مقدم ہوا اور یثربیون نے مہاجرین کی مدارات کی اور اس مدارات مین ایک نے
دوسرے پر فضیلت حاصل کرنی چاہی اور تمام ضروری اشیا مہاجرین کے لیے مہیا کین
دو برس کے عرصہ مین تقریبا کل مسلمانون نے سواے انکے جنکو گرفتار کر لیا تہا اور قید مین
ڈال دیا تہا یا جو بحالت اسیری سے بہاگ نہ سکتے تہے مکہ سے یثرب کو ہجرت کی۔ اونکی
تعداد ایک سو پچاس تھی۔ ان مسلمانون مین ایک شخص صہیب رض تھے جنکو رسول اللہ صلعم نے
"یونان کا پہلا ثمر" کہا تہا۔ یہہ شخص یونانی غلام تہے اور آزاد ہونے کے بعد تجارت
کرکے بہت دولت جمع کرلی تہی۔ غرض اونکا حال یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب صہیب مکہ سے
ہجرت کرنے کو ہوے تو اہل مکہ نے اونسے کہا۔ "تو یہان اوسوقت آیا تہا جبکہ حاجتمند
اور مفلس تہا۔ لیکن ہمارے ساتہہ تیری دولت بڑہی یہان تک کہ تو موجودہ ثروت کو پہونچا
اور اب تو ہم سے جدا ہوتا ہے فقط اپنے ہی ساتہہ نہین بلکہ اپنے مال کے ساتہہ بھی۔
قسم ہے رب کی ایسا نہ ہوگا" اسپر صہیب رض نے کہا۔ "اگر مین اپنے مال کو چہوڑ جاؤن تو
بھی تم مجھکو جانے دوگے" اہل مکہ نے اس بات کو منظور کر لیا اور صہیب رض نے اپنا سب
مال چہوڑ دیا۔ جب یہہ حال رسول اللہ صلعم سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "سچ ہے
صہیب رض نے نفع سے معاملہ کیا"

پیغمبر خدا صلعم نے اپنی روانگی مین توقف فرمایا (بلا شبہہ اس خیال سے کہ مسلمانون کی
طرف سے لوگون کا دہیان ہٹا دین) یہانتک کہ ایک مشورت نے جو آپکی جان لینے کے
واسطے ہوی آگاہ کیا کہ زیادہ توقف باعث ہلاکت ہوگا اور آپ نے ایک تدبیر سے یثرب
کو ہجرت فرمائی۔

یثرب یا مدینہ مین آکر جسکو اس زمانہ سے مدینۃ النبی کا لقب ملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

پہلا فکر اسکا ہوا کہ ایک مسجد تعمیر کرائی جاوے تاکہ نماز پڑہنے اور اہل اسلام کے جمع ہونے کے لیے ایک جگہہ ہو جاوے - کیونکہ اس وقت تک انصار مین سے ایک شخص کا رہنے کا گھر تہا جو ان کامون کے لیئے استعمال ہوتا تہا - پہلے نمازی بیت المقدس کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑہتے تہے[۵۱] اور یہہ انتظام غالبًا اس امید سے ہوا تہا کہ یہود دائرۂ اسلام مین شامل کر لیے جاوینگے - اور رسول اللہ صلعم نے بہت سے طریقون سے مثلًا توریت مقدس کے حوالون سے اور ادائے رسوم مذہب مین آزادی اور اختیارات ملکی مین مساوی حقوق دیکر یہود کو اپنی طرف لانا چاہا - لیکن انہون نے ان سب مہربانیون کا نفرت اور عداوت سی جواب دیا - جبکہ یہود سے مواصلت کی تمام امیدین لاحاصل ثابت ہوئین اور یہہ صاف ظاہر ہو گیا کہ آپ کی رسالت پر وہ ایمان نہ لاوینگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نماز مین کعبہ معظمہ کی طرف منہ رکہین (سورہ الم البقرہ ۱۴۴)[۵۲]

نماز مین سمت قبلہ کی تبدیلی کے معنی جو بادی النظر مین معلوم ہون اوس سے زیادہ عمیق تھے - یہہ بات فی الحقیقت اسلام کی قومی زندگی کی ابتدا ہوی - اس حکم نے مکہ مین کعبہ معظمہ کو اہل اسلام کے لیئے اسلامی مرکز بنادیا جیسا کہ مدت دراز سے وہ قبائل عرب کی زیارتگاہ چلا آتا تہا ایسا ہی قابل وقعت امر اہل عرب کی قدیم رسم حج کو فرائض اسلام مین شامل کرنیکا تہا جس سے ہر مسلمان پر عمر بہر مین کم سے کم ایک دفعہ حج فرض ہوا -

قرآن شریف مین بہت سی آیات ایسی ہین جو اسی قومی خیال کے آغاز کی طرف متوجہ

---

[۵۱] یہ ثابت نہین ہی کہ حضرت ابراہیم یا اونکی اولاد نے کعبہ کو سمت قبلہ قرار دیا ہو - مگر یہودیون نے بیت المقدس کو سمت قبلہ ٹھہرا لیا تہا جب آنحضرت صلعم مدینہ مین تشریف لائے تب بیت المقدس ہی کو سمت قبلہ کہا اسلیے کہ وہ اہل کتاب کا سمت قبلہ تہا اور مشرکین مدینہ مین مسلمانون کا مابہ الامتیاز ہوتا تہا چنانچہ قرآن شریف مین اسکا ذکر ہی "جس قبلہ پر پہلے تو تہا وہ اسلیئے تہا کہ ہم جان لین کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہی اور کون پہر جاتا ہی" (سورہ البقر - ۱۳۸) مگر جب بعض یہودی بہی ایمان لے آئے تو مسلمانون اور یہودیون مین علانیہ امتیاز ہونیکے لیے تحویل قبلہ مکہ کی طرف ہوی مگر اوسکے ساتہہ خدا نے یہہ بھی فرمادیا "جس طرف منہ کرکے نماز پڑہو وہی طرف خدا کی ذات ہی" اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ سمت قبلہ کا قرار دینا جماعت کی انتظام کے لیئے تہا (مترجم)

[۵۲] ماہ رمضان کے روزونکا حکم (سورۃ البقرہ ۱۷۹ - آیات ۱۸۱) دوسری علامت یہود سے علیحدگی اختیار ہونیکی ہی اسطرح سے صوم عاشورہ ترک کیا گیا -

کرتی ہین اور اہل عرب کو اس استحقاق کے سمجھنے پر تاکید کرتی ہین جو انکو اسطرح بخشا گیا کہ انہی کی زبان مین وحی نازل ہوی اور اُن ہی کے ملک کے ایک آدمی کی زبان سے اوسکو ادا کیا گیا۔

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ سورۃ الزخرف - ۲ یعنی ہمنے اس کتاب کو عربی زبان مین اُتارا تاکہ تم سمجھو۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا۔ (سورہ شوری ۵) یعنی اور اسیطرح ہم نے تیرے دل مین عربی کلام ڈالا تاکہ تو مکے والون کو اور اوس کے آس پاس کے لوگون کو ڈراوے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ (حم السجدہ - ۴۴) یعنی اور اگر ہم اس کتاب کو عربی زبان کے سوا دوسری زبان مین اتارتے تو وہ کہتے کہ اوسکے احکام اچھی طرح کیون نہین سمجھائے گئے یہہ تو عربی زبان نہین ہے وہ ہم عربی ہین۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ سورۃ الزمر - ۲۸ - ۲۹ یعنی اور ہم نے لوگون کے لیئے اس کلام مین ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ وہ نصیحت پائین اور یہ کلام عربی زبان کا بغیر پیچ کے ہے تاکہ وہ خدا سے ڈرین۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ...... بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۃ الشعرا ۱۹۲ - ۱۹۵) - یعنی اور بیشک قرآن دو جہان کے پروردگار کا بھیجا ہوا ہے ...... صاف صاف عربی زبان مین۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ (سورہ مریم ۹۷-) یعنی ہمنے قرآن کو تیری زبان مین ہونے سے آسان کر دیا ہے تاکہ تو اس سے خدا سے ڈرنیوالون کو خوشخبری دے - اور ہٹ دھرمون کو ڈراوے۔

لیکن اسلام کا پیغام صرف ملک عرب ہی کے لیئے نہ تھا بلکہ کل دنیا کو اس سے حصہ لینا تھا

چونکہ خدا واحد تھا اس لیئے مذہب بھی واحد تھا جسمین شرکت کے لیئے سب آدمی بُلائے جاوین اسلام کا یہہ استحقاق کہ وہ کل دنیا کے لیئے ہے اور سب آدمیون اور قومون پر حاوی ہے اسکی عملی مثال اُن مکتوبات مین ملتی ہے جو رسول اللہ صلعم نے ۶ھ ہجری (۶۲۸ عیسوی) مین اوس زمانہ کے بڑے بڑے بادشاہون کے نام بھیجے۔ اسی سال مین شہنشاہ ہرقل شاہ فارس حاکم مین حاکم مصر اور بادشاہ حبش کے پاس ایک ایک نامہ اسلام قبول کرنے کی ہدایت سے بھیجا گیا۔ ہرقل قیصر روم کے نامہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہہ تھا۔ "خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان۔ محمد جو اللہ کا بندہ ہے اور رسول۔ ہرقل قیصر روم کے نام اوسپر سلامتی ہو جو سیدھے رستہ پر چلا۔ اسکے بعد مین کہتا ہون کہ ہان مین تجھکو اسلام پر بلاتا ہون۔ اسلام قبول کر اور اللہ تجھکو دوگنا صلہ دیگا۔ اگر تو اسلام لینے سے پھر یگا تو تجھپر تیری قوم کے گناہ ہونگے۔ اے اہل کتاب اُس کلام کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے دونون کے لائق ہو۔ اور وہ یہہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہ کرو اور کسی شئے کو اللہ کے ساتھہ شریک نہ کرو اور اورون کو معبود نہ پکارو۔ پس اے اہل کتاب اگر تم انکار کرتے ہو تو خبردار رہو۔ ہم مسلمان ہین اور ہمارا دین اسلام ہے" یہہ نامہ اون لوگون کو جنکے پاس بھیجا گیا خواہ کیسا ہی بےمعنی معلوم ہوا ہو لیکن زمانہ نے آگے چلکر ثابت کردیا کہ وہ ایسے جوش سے نہین لکھا گیا تھا جو خالی خولی ہوتا۔ یہہ مکتوبات جو بادشاہون کے نام بھیجے گئے اسلام کے اس استحقاق کو کہ وہ کل دنیا کی قبول کے لیئے ہے اور جسکا ذکر بار بار قرآن مین ہوا ہے کسی قدر زیادہ توضیح اور اعلان سے بیان کرتے ہین۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ (سورہ ص - ۸۷-۸۸-) یعنی یہہ تو صرف ایک نصیحت ہے تمام دنیا کے لوگون کے لیئے اور تم ایک زمانہ کے بعد اسکی سچائی جانوگے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ○ لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورہ یٰس - ۶۹ - ۷۰) یعنی یہ تو صرف ایک نصیحت اور صاف صاف
کلام ہے تا کہ پیغمبر اون لوگون کو ڈراوے جو سمجھ رکھتے ہین اور کافرون پر حجت پوری ہو۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا - (سورۃ السبا - ۲۷) یعنی
اور ہمنے تجکو نہین بھیجا مگر اس لیے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو۔
هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ
كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ سورۃ الصف - ۹) یعنی وہی ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور
سچا دین دیکر بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینون پر غالب کردے اگرچہ مشرک برا جانین۔

سب سے زیادہ مایوسی کی حالت مین جبکہ اہل مکہ پیغمبر خدا صلعم کی بات کے ماننے
سے انکار کرتے تھے جب
(سورۃ النحل - ۲۳ - ۴۴ - ۱۱۱ وغیرہ وغیرہ) جبکہ اُن لوگون کو جنہین مسلمان کیا تہا ایسی اذیت
دی جاتی تہی کہ وہ اسلام سے پہر جاتے تہے (سورۃ النحل - ۱۰۸) اور مجبور ہوتے تھے کہ
ملک چہوڑ کر بہاگین تا کہ اپنے ظالمون کے ظلم سے بچین (سورۃ النحل - ۴۳ - ۱۱۱) تو اسوقت
یہہ وعدہ کیا گیا وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا - ایک دن ہم دنیا کی ہر امت سے
ایک گواہ (سورۃ النحل - ۸۹) سلہ -

اسلام کا یہہ استحقاق کہ کافۂ خلائق کے قبول کے لیے ہے جسکو رسول اللہ صلعم نے وحی
کے ذریعہ سے اوپر کی آیات مین ذکر کیا منصب رسالت سے بھی اسطرح ظاہر ہوا کہ آپنے بلال کو

سلہ یہہ تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود قرآن شریف کی اون آیتون کے جو اوپر نقل ہوئین بعض لوگون نے
اس بات سے انکار کیا ہے کہ بانی اسلام کا ابتدا ہی سے یہ منشا تہا کہ اسلام کافۂ خلائق کا مذہب ہو۔ سر ولیم میور لکہتے ہین کہ "یہہ
خیال کہ اسلام کی میراث ساری دنیا ہے بعد کا خیال ہے - اس خیال کو باوجود کثرت احادیث کے خود پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)
نے اگر بالکل نہین تو غیر واضح طور پر سمجھا - آنحضرت صلعم کی دنیا عرب کا ملک تہا اور اسی ملک کے لیے یہ جدید قانون (یعنی
اسلام) نافذ ہوا تہا - اول سے اخیر تک اہل عرب ہی کی اسلام پر دعوت کی جاتی تہی کسی کو نہین ...... ایسے مذہب کا تخم
جو تمام دنیا کے لیے ہو ڈال دیا گیا تہا لیکن اُس کا جڑ پکڑنا حالات پر منحصر ہوا نہ کہ کسی ارادہ پر" (کتاب خلافت
مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۴۳ - ۴۴) -

حبشہ کا پہلا ثمر اور صہیب رض کو یونان کا پہلا ثمر“ فرمایا - فارس کا پہلا شخص جو مسلمان ہوا وہ مدینہ
مین ایک عیسائی غلام تہا اور ہجرت کے پہلے برس مین اوسنے اسلام قبول کیا تہا - علاوہ
اسکے ایک حدیث ہے جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک چین کو تبلیغ رسالت مین
شامل فرمایا[۵۱] - غرض بہت پہلے اس سے کہ ملک گیری کا خواب تک نظر آیا ہو رسول اللہ صلعم
نے صاف ظاہر کردیا کہ اسلام قوم عرب ہی مین محدود نہ رہیگا - ذیل کا بیان دعاة اسلام کے
بہیجنے کا جو اسلام کی اشاعت کے لیئے سب قومون مین بھیجے گئے اسلام کے اسی قبول عام کے
استحقاق کی طرف اشارہ کرتا ہے - ”رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے
فرمایا کہ تم سب صبح کو میرے پاس آؤ - اور آنحضرت جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو کچھ
دیر تک جای نماز پر تسبیح اور دعا مین مصروف رہتے تھے پھر آپ اصحاب کی طرف متوجہ ہوے
اور آپ نے چند صحابیون کو ایک طرف بھیجا اور چند کو ایک طرف اور اونسے کہا - کہ تم
بندگان خدا کے حق مین خدا کا فرض ادا کرنے مین سچے رہو - کیونکہ جس شخص کو لوگون کا کام
سپرد کیا جاتا ہے اور پہر وہ اوس فرض کو سچائی سے ادا نہین کرتا تو خدا اوس پر بہشت کو حرام کردیتا
ہے - جاؤ اور حضرت عیسی ابن مریم کے رسولون نے جیسا کیا ویسا مت کرو - کیونکہ وہ
پاس رہنے والون تک پہونچے اور دور رہنے والون کو اونہون نے چھوڑ دیا - پہر جن
لوگون کی طرف بہیجے گئے تھے اونکی زبان بولنے لگے - جب اسکا ذکر آنحضرت سے کیا گیا
تو آپ نے فرمایا خدا کے حقوق جو بندون کے ذمہ بندون کے متعلق ہین اون مین یہہ حق
سب سے بڑا ہے[۵۲]“

اسلام کے عام ہونے کا ثبوت اور اوسکے اس استحقاق کا ثبوت کہ وہ کافہ خلائق کی

---

۵۱ شپفر صفحہ ۱۴ - ۵۲ ابن سعد - فقرہ - . یہ قصہ شاید غیر معتبر ہو لیکن کم از کم اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے تبلیغی اوصاف ابتداہی مین سمجہ لیے گئے تھے +

+ زید ابن ثابت کو آپ نے فرمایا تہا کہ سریانی اور عبرانی زبان سکھین - اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ جن صحابہ کو جن لوگون کے پاس بھیجنے کے لیئے تجویز کیا تہا انہون نے اون لوگون کی زبان سیکھ لی تھی -

قبول کیلئے ہے یہ ہے کہ اسلام ابتدا سے کل بنی نوع انسان کے لیئے خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا
اور اب از سر نو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو خاتم النبیین ہین (سورۃ الاحزاب
۴۰) اس طرح ظاہر کیا گیا جیسے اُن سے پہلی نسلون مین انکے پیغمبرون سے ظاہر ہوا تھا۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ (سورہ الر۔ یونس ۔ ۲۰) یعنی اور سب
آدمی ایک ہی گروہ تھے پھر اُن مین اختلاف ہوا اور اگر پہلے سے تیرے پروردگار کا حکم نہ ہوچکا
ہوتا تو جس مین وہ اختلاف کرتے ہین اسکا فیصلہ اُن مین کر دیا جاتا۔

قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (سورۃ الاحقاف ۔ ۸) یعنی کہدے کہ مین
پیغمبرون مین پہلا نیا نہین ہون۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ
وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ
فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيمٍ ۝ (سورۃ البقرۃ ۔ ۲۰۹) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تھے پھر اللہ نے
نبیون کو بھیجا جو خوشخبری دیتے اور ڈراتے تھے اور اُنکے ساتھ سچی کتاب اُتاری تاکہ جس مین
انھون نے اختلاف کیا اوسکا فیصلہ وہ کردے اور کسی نے بجز اُنکے جنکو کتاب دی
گئی تھی آپس کی ضد سے بعد اسکے کہ اُنکے پاس صاف صاف حکم پہونچ گئے تھے اختلاف
نہین کیا۔ پھر اللہ نے اپنی مہربانی سے ایمان والون کو وہ ٹھیک راہ بتادی جسمین وہ اختلاف کرتے تھے
اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝
(سورۃ النحل ۔ ۱۲۴) یعنی پھر ہمنے تجکو وحی کی کہ پیروی کر ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا

ہو رہا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا

(سورۃ الانعام - ۱۶۲) یعنی کہہ دے اے پیغمبر کہ بیشک مجکو ہدایت کی ہے میرے پروردگار نے سیدھے رستہ کی جو مضبوط دین ہی دین ابراہیم کا جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (سورہ الم البقرہ

۱۲۹) یعنی یہود اور نصاریٰ سے کہہ دے کہ تم ٹھیک نہین کہتے ہو بلکہ ہم پیروی کرتے ہین ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

(سورہ الم آل عمران ۸۹) یعنی کہہ دے اے پیغمبر کہ سچ کہا اللہ نے پھر پیروی کرو ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ۝ (سورۃ النساء - ۱۲۴) یعنی اور کون اچھے دین کا ہے اوس شخص سے جسنے جھکا دیا اپنا مونھ اللہ کے لیئے اور وہ اچھے کام کرنیوالا ہے اور پیروی کی ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورۃ حج - ۷۷) یعنی خدا نے تمکو چنا اور تمپر دین مین کچھہ دقت نہین ڈالی پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی خدا نے تمہارا نام رکھا ہے مسلمان۔

اب اون حالات کی طرف متوجہہ ہونا چاہیے جبکہ رسول اللہ صلعم مدینہ طیبہ مین تشریف رکھتے تھے ہجرت کے بعد جو درجہ آپ کو حاصل ہوا اوسکے سمجھنے کے لیے یہہ ضروری ہے کہ عربون کی خاص تمدنی حالت کو جو اوس وقت مین کم سے کم جزیرہ نمای عرب کے اس حصہ مین تھی یاد کیا جاوے۔ کوئی باقاعدہ صیغہ نظم و نسق ملکی جسکے بغیر کسی طرح کے طرز حکومت کا آج

کل خیال تک نہین پیدا ہو سکتا موجود نہ تہا - ہر قوم اور قبیلہ ایک دوسرے سے جدا اور بذات خود مختار رہتا اور یہہ مطلق العنانی قبیلہ ہی مین نہ تھی بلکہ قبیلہ کے ہر متنفس مین بہی موجود تہی قبیلہ کا ہر ایک شخص اپنے سردار کے اختیارات اور افسری کو تسلیم کرتا تہا مگر فقط اس حد تک کہ سردار ایک عام رای کا ظاہر کرنیوالا ہے جسمین یہہ بھی شریک ہو - مگر وہ آزاد تہا کہ اہل قبیلہ کی رای سے بھی جو رای سب نے ملکر دی ہو اتفاق کرنے سے انکار کرے - علاوہ ان باتون کے کوئی طریقہ عہدہ سرداری کے انتقال کا باقاعدہ نہ تھا - سرداری کے لیئے عموماً وہ شخص پسند کر لیا جاتا تہا جو قبیلہ مین سب سے زیادہ دولتمند اور بااختیار خاندان کا سب سے زیادہ معمر شخص ہوتا - اور جو اپنی ذات مین یہہ صفت رکہتا کہ سب لوگ اسکی عزت کرنے پر مجبور ہوتے - اگر کوئی قبیلہ بڑہ جاتا تو کئی حصون مین وہ تقسیم ہوتا تھا جنمین سے ہر حصہ اورون سے علحدہ اور بااختیار زندگی بسر کرتا - ان حالات سے ہم سمجہہ سکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کس طرح مدینہ مین اہل اسلام کی بڑہی اور بڑہنے والی جماعت کے سردار ہو گئے جسنے آپکو اپنا سردار اور ہادی مانکر اور کسی کی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور یہہ سب باتین اس طرح پیش آئین کہ جو لوگ بااختیار تھے اور انکے اختیارات عام طور پر تسلیم بھی ہوتے تھے انکو کسی طرح کی مضرت کا اندیشہ یا اس بات کا خدشہ جیسا کہ قدیم یونان کے کسی شہر مین یا کسی اور باقاعدہ حکومت رکہنے والی قوم مین پیدا ہو جاتا کہ اوسکے اختیارات چہین جائینگے پیدا نہ ہوا - رسول اللہ صلعم دنیوی اختیارات اپنے لوگون پر اسی طرح رکہتے تہے جیسے کوئی اور خود مختار سردار رکہتا - فرق دونون سردارون مین فقط یہہ تہا کہ خاندان اور نسلی تعلقات کی جگہہ مسلمانون مین دینی رشتہ قائم تہا -

مورخ فون کریمر لکھتا ہی کہ آنحضرت کی یہ خواہش تھی کہ ایک نیے مذہب کی بناڈالین اور اوسمین وہ کامیاب ہوے - لیکن اسکے ساتہہ ہی ایک ملکی انتظام بھی انہون نے پیدا کر دیا جو بالکل جدید اور خاص صورت رکھتا تہا - پہلے اونکی صرف یہ خواہش تھی کہ اپنے ملک والون کو ایک خدا یعنی اللہ کے ایمان پر لائین - لیکن اسکے ساتہہ ہی انہون نے اپنے وطن کی قدیم طرز حکومت

کو بدل دیا۔ اور ایسی عملداری کی جگہہ جسمین قبیلون کے امیر در سردار حکومت کا کام کرین اور
با اختیار خاندان پبلک کے کامون مین حصہ لین انہون نے ایک خالص خود مختار بادشاہی کو
قائم کر دیا اور خود اوسکے بادشاہ بطور زمین پر خدا کے نائب کے ہوگئے،،

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی تقریباً کل ملک عرب نے انکی اطاعت
قبول کر لی۔ عرب کا ملک جسنے کبھی پہلے ایک بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کی تھی اب اوسنے
دفعتاً تمدنی اتحاد ظاہر کیا اور ایک حاکم مطلق کی مرضی پر بیعت کی۔ متعدد چہوٹے اور بڑے
اور سینکڑون مختلف اقسام کے قبیلون کو جو ابتدا سے آپس مین لڑتے رہتے تہے آنحضرت صلعم
کے کلام نے ایک قوم بنا دیا۔ ایک ہی مذہب کے خیال نے جو ایک ہی افسر کے تحت مین تہا
عرب کے قبیلون کو ایک ایسے انتظام مین منسلک کر دیا جسنے عجیب و صاف تعجب خیز عجائبات
کے ساتہ اپنے مین پیدا کر لیئے۔ صرف ایک زبردست اصول تہا جو یہہ نتیجہ پیدا کر سکتا تہا اور وہ
ملک عرب مین قومی زندگی کا اصول تھا۔ قبائل کا سلسلہ اسطرح پہلی دفعہ اگر بالکل مٹ نہ سکا (کیونکہ
یہہ ناممکن تہا) تو تنازعہ دور ہوا کہ مذہبی اتحاد کے تحت میں آ گیا۔ اس عظیم الشان کام مین کامیابی
ہوئی اور جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو ملک عرب کے بہت بڑے حصے پر خدا کا وہ امن چہایا
ہوا تہا جسکو عرب کی قومون نے جنکو اوٹنے اور انتقام لینے سے عشق تہا کبھی جانا تک نہ تھا
یہہ اسلام ہی تہا جسنے ایسا ملاپ پیدا کرا دیا،، (انتہی قولہ)[ا]

مدینہ پہونچتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوئی کہ کس طرح اس اعلی تمدنی خیال کو عملی
صورت بخشین آپ نے مکہ کے مہاجرون اور مدینہ کے انصار مین رشتہ اخوت قائم کیا اور اس
رشتہ سے تمام قبیلون کے اختلافات معدوم ہوگئے اور ایک مشترک مذہبی زندگی نسلی رشتون
کی جگہہ قائم ہوگئی۔ موت کی صورت مین بہی رشتہ داری کے حقوق علیحدہ کر دیے جاتے تہے
اور اسلامی بھائی میت کے کل مال کا وارث ہو جاتا تھا۔ لیکن جنگ بدر کے بعد جبکہ ایسے مصنوعی

[ا] اسے فون کریمر (۲) صفحہ ۳۰۹ - ۳۱۰

رشتہ کی ضرورت مسلمانون کے اتفاق کے لیئے نہ رہی تو یہہ قاعدہ منسوخ کردیا گیا۔ ایسا قاعدہ
صرف اوس وقت تک ضروری تہا کہ مسلمانون کی تعداد کم تہی اور اسلام کی متحدہ زندگی انوکہی بات
خیال کی جاتی تہی۔ اسکے علاوہ رسول اللہ صلعم کو مدینہ مین گیے ہوے کم عرصہ ہوا تہا کہ اہل
اسلام کی تعداد مین جلد افزونی ہوتی گئی یہانتک کہ یہہ برادرانہ سوشل انتظام ناقابل عمل ہو گیا
یہہ پہلے ہی خیال ہو سکتا تہا کہ ایسی جماعت کی ترقی کا انجام جو مہاجرین سے بنی ہو اور
مخالفون کے شہر مین بستی ہو یہہ ہوگا کہ اخیر مین لڑائیان برپا ہو جائینگی۔ چنانچہ سب کو معلوم ہے
کہ تمام کتب سیر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی بیان ہین انکا بڑا حصہ دو باتون
مین صرف ہوا ہے ایک تو غزوات اور خونریز لڑائیون کے ذکر مین جو قریش مکہ اور اہل اسلام کے
درمیان جاری ہین اور جنکا سلسلہ سنہ ۶۳۰ع مین جبکہ رسول اللہ صلعم فتحیاب ہو کر مکہ مین داخل ہوے
ختم ہوا۔ اور دوسرے اُن مخالفت کے تعلقات کو بیان کرنے مین جو آپکی وفات کے زمانہ
تک آپ مین اور بہت سے قبائل عرب مین ہے۔

ان لڑائیون کا حال لکہنا اس کتاب کی حد سے باہر ہوگا۔ لیکن یہہ بات تحقیق کرنی ضروری
ہے کہ تبلیغ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے یہہ لڑائیان کیا تعلق اور واسطہ رکہتی تہین یورپ کے
مصنفون نے اس بات کو اکثر لکہا ہے کہ ہجرت کے وقت سے جبکہ رسول صلعم مدینہ مین پہونچے
تو واقعات زندگی کے متغیر ہونے سے آپ بالکل جداگانہ صورت مین ظاہر ہوے۔ اب آپ
اسلام کے واعظ او ناصح اور آدمیون مین خدا کے بہیجے ہوئے رسول جنکو آپ اپنے دین کے
حق پر ترغیب دیتے جو وحی سے آپ پر نازل ہوا تہا نہ رہے بلکہ نعوذ باللہ ایسے غیر محتاط اور
متعصب شخص ثابت ہوے جو قوت کے طریقون اور مدبرانہ تدبیرون کو جہانتک میسر آئین اپنے
واسطے اور اپنی راے کی ترجیح کے لیئے استعمال کرنے لگے۔ (نعوذ باللہ)

لیکن یہ فرض کرلینا بالکل جہوٹ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو آپ
واعظ اور داعی اسلام نہ رہے یا یہہ کہ جب ایک بڑا لشکر آپ کی سرکردگی مین تہا تو آپ نے

منکرین کی دعوت اسلام سے کنارہ کیا ابن سعد نے چند مکتوبات اپنی کتاب مین درج کیے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے قبائل عرب کے سردارون کے نام اور لوگون کے نام علاوہ اون سلاطین کے جو ملک عرب سے باہر سلطنتین رکہتے تہے دعوت اسلام پر لکہوائے اس کتاب مین آگے چلکر وہ واقعات معلوم ہونگے جنمین آنحضرت نے دعاۃ اسلام کو اُنہی کے قبیلے کے ایسے لوگون کے پاس جنہون نے اسلام قبول نہین کیا تہا تلقین اسلام کے لیے روانہ کیا اور بعض صورتون مین ان دعاۃ کی ناکامی ہی انکی سچی داعیانہ کوششون پر اور اس بات پر کہ کسی طرح کا جبر استعمال نہین کیا گیا دلالت کریگی۔

پس مدینہ کے زمانہ قیام مین رسول اللہ صلعم کی حالت کو بخوبی سمجھنے کے لیے مفصلہ ذیل سوالات کے درست جواب ملنے چاہئین۔ (سوالات یہہ ہین) رسول اللہ صلعم خود کس حد تک لڑائیون کے برپا ہوجانے کے ذمہ دار تہے؟ آپ خود پہلے حملہ کرتے تہے یا آپ پر پہلے حملہ کیا جاتا تہا؟[۱] جب لڑائیان شروع ہوگئین تو فتح کی صورت مین مسلمان مذہب قبول کرنے کے لیے مفتوحین پر جبر استعمال کرتے تہے یا نہین یا جیسا بہت لوگون کو یقین ہے کہ لوگون کو جبر سے مسلمان کرنا ہی وہ مقصد تہا جسکے لیے مسلمانون نے ہتھیار اُٹھائے تہے؟

یہہ کل قضیہ اُن حالات سے شروع ہوتا ہی جسکا نتیجہ جنگ بدر ہوا جو اسلامی تاریخ مین پہلی باقاعدہ لڑائی تہی

اب ان حالات کے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک شخص ترک وطن کیے ہوے تہا جسنے چند جان نثار رفقا کے ساتہ ایک اجنبی شہر مین دشمنون سے پناہ لی تہی۔ برسون تک کوشش کی کہ وطن یعنی مکے کے لوگ اوس دین کو قبول کرین جسپر یقین تہا کہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کوئی شخصی غرض نہ تہا بجز دین برحق کے جسکو وہ سکہاتا تہا اور خدا کے کہے سے کہتا تہا۔۔

---

[۱] مدینہ کے زمانہ قیام مین جو لڑائیان ہوئین انسے یہہ مراد ہوئی کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے تہین اس مضمون پر خرغرنتے کی کتاب "وہ اسلام" پڑہنی چاہیے (دی گدز۔ جون ۱۸۸۶ء صفحہ ۴۶۴)

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

(سورۃ الکہف ۱۱۰) یعنی ای پیغمبر کہدی کہ مین بہی تم جیسا ایک آدمی ہون مجہہ کو یہ وحی دیگئی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے - پہر جو کوئی خدا سے ملنے کی توقع رکہتا ہے تو اوسکو چاہییے کہ نیک عمل کرے -

اول خاموش حقارت اور پہر علانیہ عداوت سے لوگون نے برتاو کیا - ہر طرح کے تہتک اور گستاخیون کو برداشت کیا لیکن اس سخت برتاو کا تشدد بڑہتا گیا یہانتک کہ ایذارسانون نے جان لینے کا قصد کیا - اول صحابہ اور اور مسلمان تہے جنپر ظلم کا زور پہلے صرف ہوا - دو دفعہ مسلمان مجبور ہوے کہ حفاظت کے لیے سمندر پار چلے جاوین - وہان بہی دشمنون کی عداوت نے پیچہا کیا - بہت سے مسلمانون کو سخت سے سخت اذیت پہونچائی جاتی تہی یہانتک کہ بعض مر جاتے اور وہ اوس دین کے شہیدون مین شمار ہوتے جسکو انہون نے کسی حالت مین ترک نہ کیا - جب ظالمون کے ظلم برداشت کے قابل نہ رہے اور ایک شہر ایسا ملا جس نے پناہ دینے کا وعدہ کیا تو مسلمانون نے مدینہ کو ہجرت کی - اور انکے بعد رسول اللہ صلعم ایک تدبیر سے جان سلامت لیکر مدینہ تشریف لے گئے -

مدینہ مین بہی مسلمانون کی حالت خطرہ سے خالی نہ تہی - اہل مکہ کی خصومت سے یہان بہی پناہ نہ ملی جنہون نے مدینہ کے نومسلمون کے تعاقب مین تذبذب نہ کیا اور انمین سے ایک شخص کو گرفتار کرکے بہت تکلیفین دین[1] - خود شہر مین یہہ نہ تہا کہ مسلمان بالکل دوستون مین رہتے ہون - یہودی جو مدینہ مین کثرت سے رہتے تہے رسول اللہ صلعم سے خفیہ عداوت رکہتے تہے اور شہر والون مین بہی بہت لوگ ایسے تہے جو اسوقت تو بے پروا تہے لیکن اگر غیرون کے آنے سے انکے شہر پر قریش کے حملہ کا اور اسکی بربادی اور تباہی کا خوف پیدا ہوتا تو قدرتی طور پر وہ مہاجرون کے دشمن ہو جاتے - اس لیے مہاجرین کے لئے یہ ضروری تہا کہ قریش کے حملہ سے وہ ہمیشہ خبردار رہین - مہاجرین اپنے عزیزونکو جنکو مکہ مین مجبور ہوکر چہوڑنا پڑا تہا بہول نہ سکتے تہے جیسا کہ اس آیت مین ہے -

---

[1] ایک قریشی سردار نے جسکا نام کرز ابن جابر تہا چند اونٹ اور بکریوں پر جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر چرتے تہے ڈاکا مارا -

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا۔ (سورۃ النساء ۔ ۱۰۰) یعنی مگر جو مرد اور عورتین اور بچے اسقدر بے بس ہین کہ کوئی تدبیر نہین کرسکتے اور نہ کوئی رستہ پاتے ہین جن کو ظالم ایذا رسانون کے رحم پر چھوڑ دیا تہا۔

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا۔ (سورۃ النساء ۔ ۷۷) یعنی اے ہمارے پروردگار ہمکو اس شہر سے نکال جسکے لوگ ظالم ہین اور ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بھیج۔ اور ہمارے لیئے اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج۔

پس اکثر کتابون مین پڑہتے ہین کہ بہت سے چہوٹے فوجی گروہ جنہین بہت کم جمعیت ہوتی تہی قریش کی نقل وحرکت کی خبر لگانے کے لیئے نکلتے تہے۔ ان مین سے کوئی مہم سوای ایک کے ایسی نہ تہی جسمین کشت وخون ہوا ہو اور فریقین ایک دوسرے کی مذمت اور اپنی تعریف کرکے جو عرب کی قدیم رسم تہی علیحدہ نہ ہوگئے ہون۔ لیکن ایک موقع پر ۲ھ ہجری مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن جحش کو آٹھ آدمیون کی جمعیت کے ساتھہ روانہ کیا کہ قریش کی نقل وحرکت کی خبر لا دین۔ آپکا تحریری حکم یہہ تہا کہ "جب تم اس نامہ کو پڑھو تو بطن نخلہ کیطرف کوچ کرو جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے اور وہان پہونچکر قریش کے منتظر رہو اور اونکی خبر ہمکو دو۔" ابن جحش نے رسول اللہ صلعم کے حکم کو سمجھنے مین اپنی سپاہیانہ طبیعت کی دلیری سے بھی کام لیا اور جب مدینہ کو واپس آئے تو دو قیدی اور ایک کاروان کی غنیمت بھی ساتھہ تہی یہہ فعل ایسا تہا جس مین ابن جحش نے پیغمبر خدا صلعم کے حکم ہی کے خلاف نہ کیا تہا بلکہ اوس عہد کو بھی توڑا تہا جسکی پابندی حج کے مہینون مین رسم عرب کے مطابق سب لوگ کرتے تہے۔

جب ابن جحش رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ خفگی سے ملے اور کہا "مین نے تمہکو ماہ حرام مین لڑنے کا حکم نہین دیا تہا۔" آپ نے قیدیون کو رہا کیا اور مکہ کے ایک آدمی کے

لیئے جو لڑائی مین مارا گیا تہا اپنے پاس سے خونبہا دیا۔

اوپر کے واقعے سے صاف ظاہر ہے کہ عرب کے مسلمانون کی تیزی اور جنگجوئی کو روکنے مین جنکہ لوٹ مار سے پیدا ہتی عشق تہا رسول اللہ صلعم کو کیسی دشواری ہوتی تہی۔ عربون کی قدیم اور جدید معاشرت کا مقابلہ جو آگے بیان ہوگا اس کام کی دشواری کا کافی ثبوت ہے اور قرآن مین جو احکام (سورۃ النساء۔ ۹۶۔ سورۃ النحل۔ ۹۳۔ ۹۶۔ وغیرہ وغیرہ) اسکے متعلق ہین وہ بہی اس کام کی دشواری کے شاہد ہین۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دقت اسمین پیدا ہوتی تہی کہ عرب کے مسلمانون کو لوٹ مار سے روکین اس دقت کو لوگ نہین سمجہ سکے اور یہی وجہ ہوی کہ انہون نے آپ پر کاروان ابوسفیان کو قصداً لوٹنے اور قریش مکہ کو جنگ بدر پر مجبوراً آمادہ کرنے کا الزام لگایا۔ مسلمان مورخون نے گو خلاف شہادت دی ہے لیکن قرآن سے جسکو یورپ[۵۱] اور ایشیا کے عالم دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین سچی کتاب سمجہتے ہین ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین اور آپکے صحابہ مین اختلاف تہا کہ قریش کے حملے کے بارے مین کیا کرنا چاہیئے۔

(۵) كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ (۶) يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ (۷) وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ

(سورۃ الانفال۔ ۵۔ ۶۔ ۷) یعنی جیسا کہ تجکو تیرے پروردگار نے تیرے گہر سے سچائی پر نکالا اور بیشک مسلمانون کا ایک گروہ ناخوش تہا۔ وہ تجہسے سچی بات پر جہگڑتے تہے بعد اسکے کہ سچی بات ظاہر ہو گئی تہی۔ گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور وہ اوسکو دیکہ رہے ہین۔ اور جبکہ خدا نے دو قافلون مین سے ایک قافلہ کا تم سے وعدہ کیا تہا کہ وہ تمہارے لیئے ہے اور تم چاہتے تہے کہ وہ قافلہ تمہارے لیئے ہو جسمین کچہہ اہل شوکت نہین ہے اور اللہ چاہتا

[۵۱] اسے ہپر نگر۔ جلد یکم صفحہ ۱۵ محمدؐ کی سیرت کا سرچشمہ قرآن ہی ہے۔ گرگنٹ محمڈاین کا رکنز اباد۔ (ابرل ۱۸۸۶ء) صفحہ ۲

تہا کہ اپنے حکم سے سچی بات کو قائم کرے اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔
ان دونون گروہون مین جنکا اوپر ذکر ہے ایک گروہ تو ایک کاروان تہا جو مال اسباب سے بہرا ہوا تیس یا چالیس آدمیون کی جمعیت سے ابوسفیان کی سرکردگی مین شام سے آتا تہا اور دوسرا گروہ ایک لشکر ہزار آدمیون کا تہا جسکو قریش مکہ نے اس ظاہری مقصد سے فراہم کیا تہا کہ کاروان ابوسفیان کی محافظت کریگا جسکی نسبت انکو خبر پہونچی تہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر حملہ کرنے کا قصد رکہتے ہین۔ مورخون نے عموماً اس افواہی خبر کو سچ مانا ہے لیکن قطع نظر اس بات سے کہ افواہین جنکو فریق مخالف دوسرے فریق کے منصوبون کی نسبت مشہور کرتا ہے سب سے ادنی قسم کے بیانات ہین جو شہادت مین داخل ہو سکتے ہین جسوقت ہم ان آیات کے معنی پر غور کرتے ہین تو اس فرضی بات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

۱۔ پانچوین آیت کے الفاظ سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جب اختلاف شروع ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی مین تہے۔ اور اسوقت تک کاروان کو راہ مین روکنے کے لیے کوچ نہین کیا تہا۔ جیسا کہ بہت سے مورخون نے تسلیم کیا ہے۔ اور یہہ کہ بعض صحابہ رضی اللہ نہ تھے کہ حملہ قریش کے روکنے کے لیے جو کوچ کرنا تجویز ہوا تہا اسمین آنحضرت کا ساتہہ دیتے۔

۲۔ رسول اللہ صلعم کے حکم سے صحابہ کو مخالفت کی وجہہ یہہ تھی کہ صحابہ سمجہتے تہے ""گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور اپنے مارے جانے کو دیکہتے ہین۔ (سورۃ الانفال آیت ۶) وہ چند لوگ جو ابوسفیان کے قافلہ کے ساتہہ تہے انکی وجہہ سے کبھی ایسا خوف پیدا نہ ہو سکتا تہا۔ پس ضرور ہے کہ آنحضرت نے لشکر قریش کے مقابلہ کا جو حملہ کرنیوالا تہا حکم دیا ہوگا۔

۳۔ اگر رسول اللہ صلعم کاروان پر حملہ کرنے کا قصد رکہتے تو ضرور مدینہ سے شمال کی سمت مین کوچ کرتے تاکہ کاروان کو شام کے رستہ مین روکین نہ کہ جنوب کی سمت مین بدر کی طرف جاتے جو مکہ اور مدینہ کے رستے پر واقع تہا اور بالکل اوسی سمت مین تہا جسمین آپ کو حملہ قریش کی مدافعت کے لیے جو آپکے محافظون کے شہر پر ہونیوالا تہا کوچ کرنا ضروری ہوا۔

۴ - اگر قریش کی غرض فقط یہی ہوتی کہ کاروان ابوسفیان کی مدد کرین تو جب اُنہون نے رستے مین سنا تہا کہ کاروان مکہ مین سلامت پہونچ گیا تو اسوقت قریش کو واپس چلا جانا چاہیئے تہا - مگر بجاے اسکے قریش نے مدینہ کی طرف بڑہکر اپنا اصلی مقصد ظاہر کر دیا -

مذکورۂ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لیئے کافی ہین کہ مکہ مین جو خبر آنحضرت صلعم کی نسبت مشہور ہوئی تہی کہ کاروان ابوسفیان پر حملہ کرنے کے لیئے آپ تیاری کرتے ہین وہ بالکل بے بنیاد تہی - رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ نے شاید ایسا خوف پیدا ہو جانے کا موقع دیا ہو لیکن آنحضرت کو اس بات سے کہ آپ نے قریش کے ناگزیر حملہ سے مسلمانون کا جلد مقابلہ کرا دیا بالکل بری کرنا چاہیئے - اگر یہ تسلیم ہی کر لیا جاوے کہ مکہ سے لشکرکشی کا سبب یہہ ہی خبر ہوئی تہی تو بہی لشکر قریش مین اس کثرت سے آدمیون کا ہونا صاف ظاہر کرتا تہا کہ کاروان کی حفاظت اصلی مقصود نہ تہا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تہی - پس پیغمبر خدا صلعم پر اس بات کا الزام نہین لگایا جا سکتا کہ قریش کے مقابلہ مین آپ نے ایسے شہر کی محافظت کے لیئے جسنے آپ کو اور مہاجرین کو پناہ دی تہی کوچ کیا اور اسکو محاصرہ کی سخت بلاؤن سے بچانا چاہا جنمین وہ اپنے موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان اُٹہاتا[۵۱]-

اگر یہہ اعتراض کیا جاوے کہ معاملات جنگ مین دخل دینا ہی شان رسالت کے خلاف تہا تو یاد رکہنا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کی تلقین مین یہ قول شامل نہ تہا کہ ‘‘میری بادشاہی اس دنیا کی نہین ہے’’

یہہ اس کتاب کی حد سے زائد ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کی تمام لڑائیون کا ذکر اسمین کیا جاوے اور یہہ دکہلایا جاوے کہ کسی صورت مین جبرًا مذہب تبدیل کرانا ان لڑائیون مین سے کسی لڑائی کا مقصد نہ تہا - یہ مضمون بہت تفصیل و بسط سے اوس تصنیف مین بیان ہے جس سے مین نے

---

(۵۱) دیکہو ڈلیہوسن ‘‘مدینہ کا شہر کہلیانون اور گاؤن اور مکانات کا جنکے گرد فصیلین ہوتی تہین مجموعہ تہا (جنمین سے بعض قریب اور بعض دور دور واقع تہے -) اور یہہ سب موقعے کہجور کے درختون اور باغون اور کہیتون مین اس طرح واقع تہے کہ کچہہ یہان مین اور کچہہ وہان ’’ (سکنطن اندفرا ہتین - جلد چہارم صفحہ ۴)

مذکورہ بالا دلائل کو اخذ کیا ہے اگر کوئی صاحب اس مضمون کو زیادہ تفصیل سے پڑہنا چاہین تو مین انکو اپنی تصنیف کا حوالہ دیتا ہون[1]۔

یہان یہ ظاہر کردینا کافی تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ایسی اسلامی جماعت کے سردار ہوگئے جو مسلح تہی تو آپ مین کسی طرح کی تبدیلی نہین ہوئی اور جیسا کہ بعض لوگون نے یقین کیا ہی آپ ایسے متعصب شخص نہین ہوگئے کہ ہاتہہ مین تلوار لیکر جو ملتا اوس سے اپنا دین قبول کرواتے[2] بلکہ اسکے برخلاف ہجرت کے بعد بھی دعوت اسلام مین کہ بت پرست اہل عرب اسلام قبول کرین بالکل اوسی طرح کی کوششین جاری ہین جیسے مکی ضعف کے زمانہ مین صرف ہوتی تہین۔ اور اس کتاب مین اس قسم کی تحریک اشاعت کی مثالین کثرت سے جمع کی گئی ہین۔

لڑائیون کے زمانہ مین جبکہ قریش کی عداوت نے رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کو مقابلہ پرمجبور کیا تو دعوت اسلام کا بہت کم موقع ملا۔ البتہ مدینہ کے باشندون اور مکہ کے چند لوگون مین جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے اشاعت کی کوششین جاری ہین۔ مکہ کے ایک شخص عمیر ابن وہب جو جنگ بدر کے بعد پیغمبر خدا صلعم کو قتل کرنیکے قصد سے مدینہ مین آئے تہے مسلمان کرلیئے گئے اور وہ شخص جو اسوقت تک مسلمانون کے حق مین سخت ظالم رہے تہے اسلام قبول کرکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابہ مین سے ہوے۔ ہجرت کے چوتھے برس مین (سنہ ۶۲۵ع) کوشش کی گئی کہ بنو عامر ابن صعصعہ کو اسلام کی تلقین کیجاوے۔ چنانچہ جب بنی صعصعہ کے سردار نے مسلمانون کو بلایا تو چالیس مسلمان نجد کو روانہ کیئے گئے مگر سب کو دہوکا دیکر قتل کیا گیا۔ صرف دو شخص جانین سلامت لیکر بہاگ سکے۔

لڑائیون مین مسلمانون کی فتوحات نے روز بروز مختلف قبائل کے لوگون کو خاص کر انکو جو مدینہ کے قریب رہتے تہے اسطرف رجوع کیا کہ مسلمان ہوکر اہل اسلام کی تعداد کو ترقی دین

---

[1] سید احمد خان تفسیر القرآن جلد چہارم (تصانیف احمدیہ حصہ اول جلد ششم) علی گڈہ ۱۸۸۵ع) [2] معلوم ہوتا ہی کہ اس بات کو تو میور نے بہی جہان بنو قریظہ (سنہ ۵ ہجری) کی قتل کا حال لکہا ہی تسلیم کیا ہی۔ وہ لکہتا ہی کہ "دد جو ظاہر وجوہ تہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کیا وہ صاف بیان ملکی وجوہ تہین کیونکہ ابہی تک انہون نے اسلام کو بجبر قبول کروانا یا لوگون کو اسلام قبول نہ کرنے پر سزا دینی اپنا کام نہ ٹہرایا تہا"۔ میور (۲) جلد سوم صفحہ ۲۸۲۔

سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ آنحضرت "جس حُسن اخلاق سے قبائل عرب کے وفود سے برتاو کرتے اور جس توجہ سے اونکی شکایتون کو سنتے اور جس فہم و فراست سے اونکے باہمی نزاع کو فیصل کرتے اور جس تدبیر سے انتظام ملکی اونکو تفویض فرماتے جو اس بات کا صلہ تھا کہ جلد اسلام کا اقرار کرین ان سب باتون سے آپ کا نام ہر شخص کو عزیز ہو گیا اور آپ کی شہرت کہ بڑا فیاض بادشاہ ہے کل جزیرہ نمائے عرب مین پھیل گئی (انتہی قولہ)

ایسے واقعے شاذ نہ تھے کہ کسی قبیلہ کا آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ مین خانہ ہو کر مسلمان ہوا اور پھر داعی اسلام بنکر وطن کو واپس چلا گیا تاکہ اپنے قبیلے والون کو بھی اسلام پر لائے ۔ ذیل کا واقعہ ۵ھ ہجری مین اسی طرح ایک عرب کے اسلام قبول کرنے کا ہے اس واقعہ کو ایک شخص نے جو چشم دید اسطرح بیان کیا ہے ۔ "ایک روز جب ہم سب مسجد مین بیٹھے تھے تو ایک بدو اونٹ پر سوار آیا ۔ مسجد کے صحن مین اسنے اونٹ کو بٹھایا اور باندھ دیا ۔ تب وہ ہمارے قریب آیا اور پوچھا ۔ "کیا محمد تم مین ہین؟" ہمنے جواب دیا ۔ "وہ ہین جو کہنیون کو تکیہ پر ٹیکے ہوے ہین" بدو نے رسول اللہ سے پوچھا ۔ "کیا تم عبدالمطلب کے بیٹے ہو" رسول اللہ صلعم نے جواب دیا "ہان" ۔ بدو نے کہا "مجھے یقین ہے کہ چند سوالات پوچھنے سے تم ناراض نہ ہوگے" رسول اللہ صلعم نے فرمایا ۔ "جو تیری مرضی ہو پوچھ" ۔ بدو نے پوچھا مین تمکو خدا کی قسم اور انکے خداؤن کی جو تم سے پہلے تھے قسم دلاتا ہون کہ مجھکو بتاؤ کیا اللہ نے تمکو سب آدمیون کے لیے بھیجا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا ۔ "ہان قسم ہے اللہ کی" ۔ بدو نے پھر پوچھا ۔ "مین تمکو اللہ کی قسم دلاتا ہون کیا اللہ نے تمکو حکم دیا ہے کہ دولتمندون کا دسوان حصہ لو تاکہ مسکینون مین تقسیم کرو" رسول اللہ صلعم نے جواب دیا "ہان قسم ہے اللہ کی" تب بدو نے کہا ۔ "مین اس وحی پر جو تمہارے پاس آئی یقین کرتا ہون اور مین ضمام ابن ثعلبہ ہون اور اپنے قبیلہ کا فرستادہ ہون" ۔ اسکے بعد ضمام اپنے قبیلہ کو واپس

لہ میور (۲) جلد چہارم صفحہ ۱۰۷ ۔ ۱۰۹ ۔

گیا اور قبیلہ کے سب لوگون کو مسلمان کیا[۵۱]۔ ایسے ہی داعی اسلام عمر ابن مرہ تھے جو بنو جہینہ کے قبیلہ سے تھے اور یہ قبیلہ بحیرۂ احمر کے ساحل اور مدینہ کے درمیان رہتا تھا۔ عمر ابن مرّہ کے اسلام لانے کا زمانہ ہجرت سے پہلے تھا اور اپنے مسلمان ہونے کا حال انہون نے اس طرح بیان کیا ہے "ہمارے ہان ایک بت تھا اور ہم اوسکو پوجتے تھے اور مین اوسکا مجاور تھا۔ جب مین نے رسول خدا کی خبر سنی تو اوس بت کو مین نے توڑ ڈالا۔ اور مدینہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا اور کلمہ شہادت پڑہا اور حلال اور حرام کے جو احکام آنحضرت پر نازل ہوے تھے اُن پر ایمان لایا اور اوسوقت مین یہہ اشعار پڑہتا تھا ؎

شهدت بان الله حق واننی	لآلهة الاحجار اول تارك
وشمرت عن ساقی الازار مهاجرا	الیك اجوب الوعث بعد الدكادك
لاصحب خیر الناس نفسا و والدا	رسول ملیك الناس فوق الحبائك

(ترجمہ۔ مین نے گواہی دی اس بات کی کہ اللہ برحق ہے اور مین پتھر کے خداؤن کو پہلا ترک کرنیوالا ہون۔ اور مین نے اپنے وطن سے جدا ہونے پر کمر باندھی تاکہ مین پتیلی و پٹپڑ میدانون کو طے کرکے آپ پاس پہونچون اور اوس شخص سے جا ملون جو اپنی ذات اور بزرگون کے لحاظ سے سب لوگون سے افضل ہے اور وہ اوس خدا کا رسول ہے جو تمام انسانون کا بادشاہ آسمانون پر ہے۔)

رسول اللہ صلعم نے عمر ابن مُرّہ کو مسلمان ہونے کے بعد اونکے قبیلہ مین دعوت اسلام کے لیئے روانہ فرمایا اور آخرکار وہ اپنی کوششون مین اسقدر کامیاب ہوے کہ صرف ایک شخص ایسا تھا جس نے عمر ابن مُرّہ کی تلقین کو نہ سنا[۵۲]۔

صلح حدیبیہ (سنہ ۶ ہجری) کے بعد جب اہل مکہ سے دوستانہ تعلقات ممکن ہوئے تو مکہ کے بہت لوگ جنکو موقع نہ ملا تھا کہ شروع زمانۂ رسالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تلقین

[۵۱] سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۰۲-۲۰۳ — [۵۲] ابن سعد فقرہ (۱۱۸)

سے بہرہ مند ہوتے اب مدینہ مین اس غرض سے آئے کہ اسلام قبول کرین اور اون مین سے بعض لوگ بہت رسوخ والے تھے -

اہل مکہ سے متواتر لڑائیان رہنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جو قبیلہ مکہ سے جنوب کی طرف رہتے تھے وہ ابتک اسلام سے بالکل ناواقف اور اوسکے اثر سے محروم تھے - لیکن صلح حدیبیہ کے بعد جنوبی عرب سے مراسلت ممکن ہوگئی اور قبیلہ بنو دوس کے چند لوگ پہاڑون سے اُتر کر جو یمن کی شمالی سرحد قائم کرتے ہین پیغمبر خدا صلعم کی خدمت مین حدیبیہ مین حاضر ہوے - آپ سے پہلے بنی دوس مین چند لوگ ایسے تھے جنہون نے ایک ایسے مذہب کی جھلک دیکھی تھی جو بت پرستی کی مذہب سی جسمین وہ بستا تھی کسی قدر اعلی تھا اور انہون نی استدلال کیا تھا کہ دنیا ضرور کوئی خالق رکھتی ہے - گو اُنکو یہہ معلوم نہ تھا کہ یہہ خالق کون ہے - اور جب آنحضرت صلعم اس خالق کے رسول ہوے تو اون مین سے ایک شخص جسکا نام طفیل تھا آپ کی خدمت مین یہ تحقیق کرنیکے لیے آئے کہ اس دنیا کا خالق کون ہے - رسول اللہ صلعم کے سامنے انہون نے اپنی تصنیف سے چند نظمین پڑہین اور آپ نے قرآن کی تین اخیر سورتین طفیل کو سنائین - اور انکو مسلمان کرلیا - رسول اللہ صلعم نے یہ کام اونکے سپرد فرمایا کہ اپنے لوگون مین جاوین اور اسلام کا وعظ کرین شروع مین طفیل کو کچھ کامیابی نہوئی اور سواے باپ اور بیوی اور چند دوستون کے جو تحقیق حق مین اُنکے ساتھی تھے کم لوگ مسلمان ہوے - اشاعت کی ناکامی پر مایوس ہوکر طفیل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا ”بنی دوس سخت گردن کے لوگ ہین اونکے حق مین بددعا کیجیے“ لیکن رسول اللہ صلعم نے دعا کی ”یارب بنو دوس کو سیدھے راستے پر ہدایت کر“ آپ نے طفیل کو واپس بھیجا کہ تبلیغ اسلام مین ازسرنو کوشش شروع کرین اس مرتبہ طفیل کے ایک دوست نے بھی انکی مدد کی اور یہہ دونون گھر گھر وعظ کرتے رہے اور سنہ ۶ ہجری مین قبیلہ دوس کے بڑے حصہ کو مسلمان کرنے مین کامیاب ہوے - دو برس کے بعد کل قبیلہ نے بت پرستی کے عقائد کو بالکل ترک کردیا اور سب لوگ مسلمان ہوگئے

طفیلؓ نے اوس لکڑی کے ٹکڑے مین آگ لگادی جس کی پرستش اس وجہ سے ہوتی تہی کہ وہ قبیلہ کا بُت تہا۔ [ا]

بہ سنہ ہجری مین پندرہ اور قبیلون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی۔ اور سنہ ہجری مین فتح مکہ کے بعد اسلام کا عروج یقینی ہوگیا۔ اور وہ عرب جو یہہ کہکر علیحدہ رہے تہے کہ "محمدؐ اور اوسکے قبیلے کے لوگون کو لڑکر فیصلہ کرلینے دو اگر اوسکو فتح ہوئی تو بیشک وہ سچا رسول ہوگا،، اب اسلام قبول کرنے کے لیئے دوڑے آئیے۔ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان ہوے اُن مین بعض شخص وہ تہے جو شروع زمانہ رسالت مین رسول اللہ صلعم کے سخت دشمن اور ایذا پہونچانے والے تہے مگر آپ نے تحمل و عفو سے کام لیکر اخوت اسلام مین انکو شامل فرمایا۔ اسی سال مین عروہ ابن مسعود جو اہل طائف کے سرداروں مین سے تھے شہید ہوے۔ اہل اسلام نے طائف کو فتح کرنیکی کوشش کی تہی مگر ناکام رہے تہے عروہ ابن مسعود اوس زمانہ مین یمن گئے ہوے تہے اور طائف کا محاصرہ اُٹھنے کے تہوڑے عرصہ بعد وہ اس سفر سے مدینہ مین واپس آئیے۔ دو برس پہلے حدیبیہ مین وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملازمت حاصل کرچکے تھے اور آپکی عظمت اونکے دل مین بیٹھہ چکی تہی اب مدینہ مین وہ اس غرض سے آئیے تہے کہ اسلام قبول کرین۔ مسلمان ہونے کے بعد اسلام کا جوش اونکے دل مین ایسا موجزن ہوا کہ طائف جانیکا قصد کرلیا تاکہ اہل وطن کو اسلام کی ہدایت کرین اور باوجود رسول اللہ صلعم کی کوشش کے کہ انکو ایسے خطرناک کام سے باز رکہین عروہ ابن مسعود اپنے وطن طائف کو واپس چلے گئے اور وہان پہونچکر علانیہ ظاہر کیا کہ بت پرستی مین نے ترک کردی ہے اور لوگون سے کہا کہ تم بھی میری مثال کی پیروی کرو۔ جسوقت اسلام کا وعظ کرتے تھے تو ایک تیر اونکے لگا جسنے کاری زخم پہونچایا اور خدا کا شکر کرکے کہ اُسنے شہادت کا رتبہ بخشا عروہ ابن مسعود شہید ہوگئے۔ غالباً ایک برس کے بعد رسول اللہ صلعم

[ا] سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ صحیح البخاری جسکو اے فون کریمر نے نقل کیا۔ (۳۱) صفحہ ۲۱۵۔

کے ایک اور صحابی نے تبلیغ اسلام کے لیے یمن مین کوشش کی اور اوسمین اچھی کامیابی
ہوی - اس واقعہ کا ذکر اسطرح ہوا ہے - "رسول اللہ نے الحرث اور مسرح اور نعیم ابن
عبد کلال حمیری کو لکہا " تم پر سلامتی ہو جبتک کہ تم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان رکہتے
ہو - خدا ایک خدا ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین اوسنے موسی کو اپنی نشانیون کے ساتہہ
بھیجا اور عیسی کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا - یہودی کہتے ہین کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہین کہ
خدا تین مین سے ایک ہے - اور عیسی خدا کا بیٹا ہے " رسول اللہ صلعم نے عیاش ابن ربیعۃ
المخزومی کے ہاتہہ یہ نامہ روانہ کیا اور فرمایا " جب تم اونکے شہر مین پہونچو تو رات کو نہ جانا الکہ صبح
تک انتظار کرنا - تب وضو کر کے دو رکعت نماز پڑہنا اور اللہ سے دعا مانگنا کہ تم کو کامیابی
بخشے اور تمہارا خیر مقدم ہو اور تم ضرر سے امان مین ہو - تب میرا خط اپنے داہنے ہاتہہ مین
لینا اور اپنے داہنے ہاتہہ سے انکے داہنے ہاتہہ مین دینا اور وہ اوسکو لینگے اور اونکے سامنے
سورۃ البینۃ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتّٰى
تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝
وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ وَمَا
أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۙ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ
وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ أُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ أُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا
عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝ ع ترجمہ نہ تہے وہ لوگ جو منکر ہین کتاب والے اور شریک
والے باز آتے جبتک کہ پہونچے اُن کو کہلی بات ایک رسول اللہ کا پڑہتا ورق پاک
اون مین لکھی کتابین مضبوط اور پہوٹ ڈالی جو تہے جنکو ملی ہے کتاب سو جب آچکی اون کو

کھلی بات اور اون کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کرین اللہ کی نری کر کے اوسکے واسطے بندگی ابراہیم
کی راہ پر اور کھڑی کوین نماز اور دین زکوۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگون کی وہ جو ہوے منکر
کتاب والے اور شریک والے دوزخ کی آگ مین سدا رہین اوسمین وہ لوگ ہین بدتر سب
خلق کے وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ ہین بہتر سب خلق کے بدلا
اونکا اونکے رب کے ہان باغ ہین بسنے کے نیچے بہتی اونکے نہرین سدا رہین اون مین ہمیشہ
اللہ اون سے راضی اور وہ اوس سے راضی یہ ملتا ہے اوسے جو ڈرا اپنے رب سے ۔
اور جب ختم کر چکو تو کہنا ۔ "محمد اسپر یقین کرتا ہے اور مین اسپر ایمان لانیوالون مین پہلا ہون
اور جو اعتراض وہ تمہارے خلاف کرینگے تم اُسکا جواب دے سکو گے اور جو چمکیلی کتاب وے تمہارے
سامنے پڑہین گے اُسکی چمک جاتی رہیگی اور جب وہ غیر زبان مین بولین تو کہنا" ترجمہ کرو" اور
اون سے کہو کہ "خدا میرے لیئے کافی ہے ۔ مین بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان کہتا ہون اور
مجھکو حکم ہے کہ تم مین انصاف کرون ۔ خدا ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ۔ ہمارے کام ہمارے
ہین اور تمہارے کام تمہارے ۔ کوئی جھگڑا ہم مین اور تم مین نہین ۔ خدا ہم سب کو ملاویگا اور ہم
سب کو اوسی کے پاس جانا ہے ۔" اگر اس کہنے پر وہ اسلام قبول کرین تو اُنسے تین لکڑیون
کی نسبت پوچھو جنکے سامنے وہ جمع ہو کر بندگی کرتے ہین ۔ ان لکڑیون مین سے ایک لکڑی
اثل یعنی جھاؤ کی ہے جسپر سفید اور زرد داغ ہین اور ایک بید کی طرح مڑی ہوی ہے اور دوسری
آبنوس کے مانند سیاہ ہے ۔ ان لکڑیون کو باہر لانا اور اونکے بازار مین جلا دینا" عیاش نے
بیان کیا ۔ "پس مین روانہ ہوا تا کہ رسول اللہ صلعم نے جو حکم دیا تھا اوسکی تعمیل کرون ۔ جب مین
پہونچا تو دیکھا کہ سب لوگون نے کسی میلے کے لیئے آراستگی کی ہے ۔ مین اونکے دیکھنے کو
آگے بڑھا اور آخرکار تین بڑے پردون کے قریب آیا جو تین دروازون پر لٹکے ہوے تھے ۔
مین نے پردہ اُٹھایا اور بیچ کے دروازہ سے داخل ہوا اور دیکھا کہ مکان کے صحن مین لوگ
جمع ہین ۔ مین نے اونسے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہون ۔ اور مین نے

وہ ہی کیا جو رسول اللہ صلعم نے مجھہ کو بتایا تہا - اور ان لوگون نے میرے بات کا خیال کیا اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ رسول نے کہا تھا"۵۰

سنہ ۹ ہجری مین واثلہ ابن الاسقع نے جو نئے مسلمان ہوے تہے یہ کوشش کی کہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی ترغیب دین جسکو انہون نے رسول اللہ صلعم سے ملنے کے بعد قبول کیا تہا - مگر اس کوشش مین کامیابی کم ہوی - واثلہ رض کے باپ نے یہہ کہکر انکو علیحدہ کردیا "خدا کی قسم مین تجہسے کبہی بات نہ کرونگا" اور کوئی شخص سواے اونکی بہن کے ایسا نہ ملا جو واثلہ رض کی ہدایت پر یقین کرتا - اونکی بہن نے اونکے لیئے سامان مہیا کردیا کہ وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین واپس چلے جاوین۵۱ - یہہ ہجرت کا نوان سال سنۃ الوفود کہا گیا ہے کیونکہ عرب کے بہت سے قبیلون اور شہرون نے اپنے آدمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ کی خدمت مین روانہ کیے تاکہ آپکی اطاعت قبول کرین - اہل عرب مین سوشل اتحاد کے نئے اصول یعنی اسلامی اخوت کے اجراء نے قبیلون کی بندشون کے زور کو جسنے سوسایٹی کی عمارت کو نسلی رشتونکی بنیاد پر قائم کیا تہا ضعیف کرنا شروع کردیا - کسی شخص کا مسلمان ہونا اور اسلامی سوسایٹی مین داخل ہونا اہل عرب کی اصول معاشرت کے ایک ضروری قاعدہ کو توڑنا تہا اور چونکہ ایسی مثالین کثرت سے پیش آئین اس لیئے یہہ مثالین قبیلون کے انتظام کی تمامی کا قوی سبب ہوگئین - اور قبائل کا سلسلہ و سررشتہ اہل اسلام کی قومی زندگی کے سامنے جسنے مسلمانون کو مضبوطی کے ساتہہ متفق اور متحد کردیا تہا کمزور ہوگیا - اسلیے عرب کے قبیلون کو شوق پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلعم کی اطاعت قبول کرین صرف اس خیال سے نہین کہ آپ ملک عرب مین سب سے بڑے فوجی قوت کے سرگروہ ہین بلکہ اس خیال سے کہ آپ ایسے اصول معاشرت کے معلم ہین جس نے ہر ایک طرح کے سوشل انتظام کو ضعیف و بے تاثیر کردیا۵۲ - اس طریقہ سے اسلام نے مختلف قبائل کو جو اس وقت تک برابر لڑائیون مین مصروف تہے متحد کرنا شروع کردیا اور جون جون یہہ متحدہ جماعت ترقی پاتی گئی کمزور قبیلے اوسمین شریک ہوتے

۵۱ ابن سعد - نوٹ ۵۶ - ۵۲ ابن سعد - میور ... ۵۳ ... جلد ... ۲۶۱ - ۲۶۲ -

گئے۔ قبائل عرب کے مسلمان ہونیکے حال مین رسول اللہ صلعم کے اس وعدہ کا بار بار ذکر
ہوا ہے کہ اسلام قبول کرنے پر دشمنون سے انکی حفاظت کیجاوے گی۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی وفات کی خبر ایک عرب نے سنی تو چلا کر بولا "افسوس ہے مجہپر محمد کی وفات کا جبتک
وہ زندہ تہا مین اپنے دشمنون سے حفاظت و امن مین تھا" اور یہی آواز تمام عرب مین گونج گئی ہوگی
یہہ بات کہ بہت سے قبائل عرب کا اسلام کے ساتہہ تعلق کیسا اوپری تہا اس بات
سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوتے ہی اُن قبیلون مین عام طور پر اسلام سے
انحراف پیدا ہو گیا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ان قبیلون کا اسلام قبول کرنا بجاے اسکے
کہ روحانی روشنی یا کسی جوش کا نتیجہ ہو اکثر ملکی ضرورت سے یا ظلم کے خوف سے پیش آیا۔
ان قبیلون نے اپنے تئین اس منجدہار مین ڈال دیا جو ایک عظیم الشان قومی تحریک کا دریا ہو گیا
تہا۔ اور فتح مکہ کے بعد جو لوگ سرد دلی اور نفع کے سوچ بچار سے مسلمان ہوے اُن مین بہ وہ
جوش اور حمیت ہم نہین دیکہتے جو ابتدائی زمانہ کے مسلمانون مین تہی لیکن اُن مین بہی بہت لوگ
ایسے ضرور ہونگے جنہون نے سچے دل اور جوش اسلام سے متاثر ہو کر اور جیسا ہم نے دیکہا ہے
مستعد ہو کر کہ اگر ضرورت پڑے تو بہائیون کی تعلیم و تلقین مین جانین تک فدا کر دین سچے دیندار
مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا ہوگا۔ اگر ایسے دیندار پر جوش مسلمان نہوتے تو اسلام کی
وسیع تحریک کبہی سالم نہ رہتی اور یہہ تو ہرگز نہ ہوتا کہ بانی اسلام کی وفات کے صدمہ سے نکل کر وہ
کبہی بحال ہو سکتی۔ کیونکہ یہہ کبہی نہ بہولنا چاہیے کہ عرب کے بت پوجنے والے ملک مین
اسلام کس قدر صاف طور پر ایک جدید تحریک تہا اور قدیم اور جدید طرز معاشرت کے نمونے
کیسے برعکس واقع ہوے تہے[1] اور ملک عرب مین تبلیغ اسلام سے یہ مراد نہ تہی کہ چند وحشی سوم
اور ظلم کی عادتون کو مٹا دیا جاوے بلکہ قدیم طرز معاشرت کا قطعاً قلب ماہیت کر دینا مقصود تہا

[1] یہہ بات کسی کتاب مین اسقدر تفصیل اور عمدگی سے بیان نہین ہوئی ہے جیسے کہ پروفیسر اگناز گولڈزیہر کی
تصنیف مین اسکا ذکر ہوا ہے۔ مین نے یہ مضمون اسی تصنیف سے اخذ کیا ہے (محمدانشی ستودیئن۔ جلد ا۔)

جو باتین اوپر بیان کی گئین اُنمین کامل ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی تلقین و تعلیم مین جو ملت اسلام اور اسپر عمل کرنے کی ہدایت کے لیئے ظاہر ہوئے تبلیغی مذہب کے خالص اوصاف موجود ہین۔ اگستی کونت فلسفی نے دو باتون مین فرق بیان کیا ہے اول تو وہ عالی طبع شخص جو ایک تحریک کو ایجاد کرتا ہے اور اپنی ہی طبیعت کی قوت سے اس تحریک کو زندہ کہتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے وقت کے لوگون کے خیالات اور اغراض کی محض زبان ہوتا ہے۔ یہہ فلسفی لکھتا ہے ”بعض اوقات عالی طبع شخص پہلے پیدا ہوتا ہے اور اپنی طبیعت کو خاص مقصد پر جماتا ہے اور یہہ تمام حزبی قوا۔ کو فراہم کرتا ہے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہون۔ سوشل تحریکون کی صورت مین اکثر یہہ ہوتا ہے کہ بہت سی مخصوص اغراض کا باہمی میلان خود بخود شروع ہو جاتا ہے یہانتک کہ ایک شخص ایسا پیدا ہوتا ہے جو اس باہمی میلان کے لیے ایک مرکز قائم کر دیتا ہے اور انکو جمع کرکے ایک کر دیتا ہے“[1] اس مسئلہ پر اکثر بحث ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخیر قسم کے لوگون مین تھے۔ اور جس طرح فلسفہ پوزیٹوزم نے کوشش کی کہ پولُس رسول کو بجائے عیسی علیہ السلام کے عیسوی مذہب کا بانی قرار دے اسی طرح بعض لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو اسی نظر سے دیکھتے ہین کہ ابتداے تاریخ اسلام مین اسلام کو توانائی بخشنے والی روح وہ ہی تھے۔ اور آنحضرت صرف ایک عام تحریک کی زبان تھے لیکن یہ بات صرف ایسی حالت مین صحیح ہو سکتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی تمدنی حالت کو آپکی تعلیم و تلقین قبول کرنے پر آمادہ پاتے اور انکو فقط اس آواز کا منتظر دیکھتے جو انکے دلون کی غیر ملفوظ آرزوون کو الفاظ مین بیان کر دیتی۔ لیکن یہہ ہی شوق انتظار تھا جو عربون مین معدوم تھا۔ خاص کر وسط عرب کے لوگون مین جہان رسول صلعم کی ابتدائی کوششین صرف ہوئین۔ عرب کے لوگ کسی طرح تیار نہ تھے کہ نیئے واعظ کے وعظ کو سنین اور خاص کر

---

[1] ایڈورڈ کئیرڈ۔ دی سوشل فلاسفی آف کونت۔ صفحہ ۲۴۔ ۲۴ (گلاسکو ۱۸۸۵)

اس شخص کی تعلیم کو جو پیغمبر خدا ہو کر آیا ہو جسکا کوئی مفہوم ہی انکی سمجھ مین نہ آتا تھا۔ علاوہ اسکے مسلمانون کو آپس مین درجہ بمساوات حاصل ہونا اور انکی عام اخوت جسنے عرب اور غیر عرب۔ آزاد اور غلام کا فرق اسلامیون کے لیے نہ رکھا ہو ایسی بات تھی جو عربی قبیلون کے مغرورانہ خیال کے خلاف پڑتی تھی۔ وہ اپنی ذاتی فضیلت کے حقوق کو باپ دادا کی شہرت پر قائم کرتے تھے اور اسی زعم مین وہ خونریز لڑائیان شروع کردیتے تھے جو ختم ہونا ہی نہ جانتی تھین اور جو انکی روح کو خوشی دیتی تھین۔ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مین ضروری اصول یہہ ہی تھے کہ جو چیزین عربون کو سب سے زیادہ عزیز تھین اونپر معترض رہین۔ نومسلم کو وہ باتین نیکیان بتا کر سکھائی جاتی تھین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے وہ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

بت پرست عربون کے نزدیک دوستی اور دشمنی ایک طرح کا قرضہ تھا جسکو وہ مع سود کے ادا کرنا چاہتے تھے اور برائی کا برائی سے عوض کرنے پر فخر کرتے تھے۔ اور اوس شخص کو بہت ذلیل سمجھا جاتا تھا جو ایسا نہ کرے۔ گویا کمال انسانیت اوسی شخص مین ہے جو دیر سویر ہمیشہ دوستے مہربانی اور دشمن کے ساتھہ برائی کی فکر مین رہے۔ ایسے آدمیون کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ (سورۃ المؤمنین ۹۸) یعنی بری بات کو دور کردے ایسی بات سے کہ وہ اچھی ہے۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ النور ۲۲) یعنی اور چاہیے کہ معاف کرین اور درگذر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ (سورۃ آل عمران ۱۲۷-۱۲۸) یعنی اور تم اپنے پروردگار کی طرف اور ایسی بہشت کی طرف دوڑو جسکی چوڑائی آسمانون اور زمین کی برابر ہے اور

نیک آدمیون کے لیے تیار کی گئی ہے جو کہ خوشی اور تکلیف مین خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین اور غصہ کو پی جاتے ہین اور لوگون کو معاف کرتے ہین اور اللہ نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے ۔

وہ عرب جنکو رسول اللہ صلعم نے شروع زمانہ رسالت مین اسلام کی خبر دی اُنکا حال یہ تھا کہ نماز کے احکام کا بھی ضحکہ کرتے تھے اور سب سے زیادہ دشوار کام جو آپ کو کرنا پڑا وہ یہہ تھا کہ عربون کی طبیعت مین خدا کی تعظیم اور خدا پرستی کا جوش پیدا کر دین اور اس حالت کی تعلیم اسلام اس طرح کرتا تھا جیسے یہودی اور عیسوی مذہب کرتے ہین لیکن عرب کے بت پرست اس حالت سے بالکل ناآشنا تھے غرض خود بینی کی عادت اور جوش مذہب کا نہ ہونا جس مین قومی تکبر بھی شامل تھا ایسی حالت تھی جس نے اونکی طبیعتون کو ایسے نبی کی تعلیم سننے کے لائق بہت کم بنا دیا تھا جو کہتا تھا ۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورۃ الحجرات ۱۳) یعنی بیشک جو تم مین سب سے زیادہ نیک ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا ہے ۔ اہل عرب وان قیدون سے زیادہ برداشت نہ کر سکے جو اسلام نے اونکی زندگی کے روزانہ مشاغل پر لگائین ۔ شراب و عورتین اور راگ وہ چیزین تھین جو اہل عرب کے دل کو سب سے بڑھ کر مرغوب اور عزیز تھین اور رسول اللہ صلعم نے ان چیزون مین سے ہر چیز کی نسبت جو احکام جاری فرمائے اون مین نہایت سختی برتی ۔

پس شروع ہی سے اسلام تبلیغی مذہب ہونے کی سند رکھتا ہے ۔ اوسکا کام یہہ ہے کہ لوگون کے دلون کو تسخیر کرے تا کہ وہ مسلمان ہو کر ایماندارون کی اخوت مین شامل ہون اور جیسا کہ اسلام کا ابتدا مین حال تھا وہی آج کے دن تک جاری ہے اور اسی بات کو آگے چلکر ظاہر کرنا اس کتاب کا مقصد ہے ۔

باب سوم

مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس لشکر کو آپ نے شام کے لیے مخصص فرمایا تھا
اوسکا امیرالمومنین ابوبکرؓ نے باوجود چند لوگون کی تعرض کے جو اس نظر سے تھا کہ ملک عرب کی حالت اس
زمانہ مین بدنظمی کی تھی حدود شام کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے معترضین کی شکایتون کو سنکر یہ جواب
سے خاموش کردیا کہ "مین رسول اللہ صلعم کی کسی حکم کو رد نہ کرونگا۔ مدینہ چاہے درندون کا
شکار ہو جاوے لیکن لشکر اسلام آنحضرت صلعم کے ارشاد کی ضرور تعمیل کریگا" یہہ پہلی لڑائی اُس
حیرت خیز سلسلہ محاربات کی تھی جس مین عربون نے شام۔ فارس اور شمالی افریقہ کو فتح کیا اور سلطنت
عجم کا قلع وقمع کرکے روما کی شہنشاہی کو اوسکے بہترین ممالک سے محروم کردیا۔ ان مختلف لڑائیون
کا حال لکھنا اس کتاب کی حد سے خارج ہے لیکن اس اعتبار سے کہ عرب کی فتوحات سے تبلیغ
اسلام مین کامیابی ہوئی ان تمام حالات پر غور کرنا ضروری ہے جن سے ان فتوحات کا ہونا ممکن ہوا۔
ایک بڑے مورخ ڈلنگر[۱] نے اسی مسئلہ کو جو اسوقت ہمین پیش ہے اس طرح بیان کیا ہے وہ
کہتا ہے کہ "کیا یہہ خالص دینی جوش تھا یعنی ایک جدید مذہب کی تازہ قوت تھی جس مین
پہلی ہی دفعہ یہہ پاکیزہ پہول کھلا کہ سپاہ عرب کو ہر معرکہ مین فتح حاصل ہوئی اور ایسے قلیل عرصہ
مین جسکا یقین نہین آتا اہل عرب نے وہ عظیم الشان سلطنت قائم کردی جسکو دنیا نے شاذ دیکھا
تھا؟ لیکن اس بات کے ثبوت مین شہادت موجود نہین۔ ایسے لوگون کا شمار کم تھا جنہون نے

[۱] ڈلنگر۔ صفحہ ۵-۶۔

آزادی اور خالص ایمان سے پیغمبر خدا کی تعلیم و اطاعت قبول کی اور اسکے برعکس اُن آدمیون کی تعداد کثیر تھی جو دباؤ یا دنیا کے نفع کی امید مین مسلمان ہوے - خالد نے جو خدا کی تلوارون مین سے ایک تلوار تھا زور و تحریص کی ترکیب مرکب کو جس سے وہ خود اور اور قریشی مسلمان ہوے تھے یہہ کہکر بخوبی ظاہر کردیا کہ خدا نے انکو تسخیر کیا اس طرح کہ اُنکے دلون کو بھی پکڑا اور اونکے بالون کو بھی اور مجبور کیا کہ رسول خدا کی پیروی کرین - قومیت کے مغرورانہ خیال نے بھی بنا اثر خوب دکھایا - یہہ خیال وہ تھا جو اس زمانہ مین (شاید) اہل عرب مین بہ نسبت دیگر اقوام کے سب سے زیادہ قوی تھا اور یہہ ہی خیال تھا جس نے ہزارون آدمیون سے اس بات کا فیصلہ کرا دیا کہ اپنے ہی ملک والے کو اور اپنے ہی ملک والے کے دین کو غیر معلمون پر ترجیح دین گے - مگر اس سے بھی زیادہ پُر زور کشش اس یقین کی تھی کہ نیے دین کے لیے لڑنے مین کثرت سے غنیمت ہاتھ لگے گی - اور موقع ملیگا کہ اپنے اُجاڑ اور پتھریلے جنگلون کو جن مین گذارے کے لیے ادنی پیداوار ہوتی تھی شام و عجم اور مصر کے پھولے پھلے شاداب ملکون سے بدل لین گے " (انتہی قولہ)

لیکن تاریخ مین اور قومون کی بھی مثالین ہین (مثلاً ہن اور وندل کی) جو طمع اور قومی ہمدردی ہی کے باعث سے نہین بلکہ وطن مین قحط کے رہنے اور حوائج زندگی کی نایابی ہی سے تاخت و تاراج کے شوق مین مشرق سے اُٹھکر دوسرے ملکون پر آن ٹوٹین - مگر ان مین سے کونسی قوم تھی جسنے وہ عظیم الشان سلطنت جو دنیا کی برابری کرے عربون کی مثل قائم کی اور جسنے قومون کو فتح کرکے انکو متفق و متحد کرنے مین عربون کی طرح کامیابی ظاہر کی؟ کیا اسلامی فتوحات پر غور کرنے کے بعد بھی ان فتوحات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ اونکی کامیابی کس بڑی حد تک اس تعجب انگیز جوش کا نتیجہ تھی جسکی جڑ مسلمانون کے مذہب اور صرف اوس مذہب مین تھی جس مین اسکی صداقت پر بھروسا تھا جس مین دنیا اور آخرت کے اجر پر جسکا وعدہ کیا گیا تھا انکو یقین تھا اور جس مین اخوت المومنین کی تعلیم پاکر اوسکے عملی نتائج سے بھی وہ مستفید ہو چکے تھے - شاید ایسے لوگ بھی بہت ہون جن مین دنیا کی غرضون نے ان بلند روشن خیالات کو سیاہ کردیا ہو لیکن سوسائٹی

کی سرشت یا مزاج کو قائم کرنا جسپر کُل کا اطلاق ہو اُن ہی چند لوگون کا کام تہا جو سچے مومن تہے۔ ڈبلن کے سابق آرچبیشپ[٥١] نے اپنی فصیح تقریر مین بیان کیا کہ "خالد ہی صرف نہین بلکہ درحقیقت ہر مسلمان لڑنیوالے نے اپنے تئین سیف اللہ سمجہا - جب مسلمانون نے مقابلہ کیا کہ اب وہ کیا ہین اور پہلے وہ کیا تہے جب مردہ بتون کو پوجتے تہے تو محسوس ہوا کہ ایک نئی روحانی فضا مین انکو کوئی لے آیا ہے - آخرکار وہ سمجہے کہ انسان کی شان اور انسان کا جلال کیا ہے یعنی ایک خدا کا بندہ ہونا جو سب کا خالق اور حاکم ہے - اور ایسے بندے مسلمان بنے جنکا کام تہا خدا کی قوت کا اعلان کرنا وہ خود مطیع ہوے اور اورون کو مجبور کیا کہ خدا کی مرضی کے مطیع بنین - یہہ کیسی سچائی تہی جسنے ہزارون کے دلون کو تسخیر کیا - کچہہ عجب نہین کہ اسی سچائی کے بل پر بیشمار قبیلے جنہون نے ہمیشہ اسکے سوا کچہہ نہ کیا تہا کہ ایک دوسرے کو کاٹے اور نگل جاوے ایک قوم مین منتظم ہو گئے اور ہزارون طرح کے بےجوڑ جہوٹ کے پوجنے والے ایسی سوسائٹی مین ترتیب پاگئے جو کلیسیا[٥٢] سے ایک طرح کی مشابہت رکہتی ہے[٥٣] -

پس یہہ تحقیق ہونا محل تعجب نہین کہ بہت سے عیسائی بدولت تحریک اعظم کی پر زور لہر مین بہ نکلا اور عرب کے وہ قبیلے جو صدیون سے مسیحی مذہب کے پیرو چلے آتے تہے انہون نے اسلام قبول کرنے کے لیے اپنا مذہب ترک کیا - ان قبائل مین بنو غسان کا قبیلہ تہا جو فلسطین کے صحرای مشرق اور جنوبی شام پر مسلط تہا اور اس قبیلہ کے لوگونکی نسبت کہا گیا تہا کہ "وہ جاہلیت کے وقت مین سردار تہے اور اسلام کے زمانہ مین ستارے[٥٤]"

---

٥١ گرجا کے ایک بڑے عہدہ دار کا نام ہے ٥٢ چرچ جسکا ترجمہ کلیسا کیا گیا ہے دو معنی رکہتا ہے (١) مکان جس مین عیسائی عبادت کرتے ہین - (٢) جماعت کل عیسائیون کی - یا چند عیسائیون کی جو عیسوی مذہب مین علیحدہ فرقہ قائم کرتے ہون - عیسائیون مین جو علیحدہ علیحدہ فرقے ہین وہ اپنی جماعت کو خاص چرچ یا کلیسا کے نام سے تعبیر کرتے ہین مثلاً چرچ یونان یا چرچ روما وغیرہ وغیرہ یہان دوسرے معنی ہی مراد ہے ١٢ مترجم ٥٣ لکچرز آن میڈیول چرچ ہسٹری - مصنفہ ٹرنچ صفحہ ٥٢ مطبوعہ لنڈن ١٨٧٩ عیسوی

٥٤ مسعودی - چوتہی جلد صفحہ ٢٢٨

حرب قادسیہ (سنہ ۱۴ ہجری) کے بعد جسمین عجمیون کے لشکر نے جو رستم[۵۱] کے زیر حکم تھا فاش شکست کھائی تو بہت عیسائی بدوی قبیلون نے جو دریاے فرات کے دونون کنارون پر آباد تھے لشکر اسلام کے امیر کے پاس آئے اور کہا کہ "جن قبیلون نے پہلے اسلام قبول کیا وہ ہم سے زیادہ عقل والے تھے۔ اب جو کہ رستم مارا گیا ہے ہم نیا دین قبول کرتے ہین[۵۲]"۔ اسی طرح شمالی ملک شام کی فتح کے بعد بہت سے بدوی قبیلون نے کسی قدر تامل کے بعد اسلام قبول کر لیا[۵۳]۔

اس بات کا فیصلہ کہ جبر وہ شے نہ تھی جسکی وجہ سے عیسائی مسلمان ہوئے ان آشتی کے تعلقات سے ہو سکتا ہے جو مسیحی عربون اور مسلمان عربون مین موجود تھے۔ خود رسول اللہ صلعم نے چند مسیحی قبائل سے عہدنامے کیئے تھے جن مین آپ نے عیسائیون کی حفاظت کا اور پابندی مذہب مین انکے آزاد رہنے کا ذمہ اور انکے قسوس کے دیرینہ حقوق و اختیارات کے بحال رہنے کا وعدہ فرمایا تھا[۵۴]۔ اسی طرح کی ایک معاہدہ نے ایک امت کو بھی اپنے ملک والون کے ساتھ جو زیادہ قدیم مذہب کے پیرو تھے متفق رکھا اور عیسائیون مین سے بہت لوگون نے فوجی معرکون مین اہل اسلام کو اپنی خوشی و رضامندی سے مدد دی۔

معرکہ جسر (سنہ ۱۳ ہجری) مین جبکہ شکست ہونی نمایان ظاہر تھی اور جبکہ وہ عرب دریاے فرات اور لشکر عجم کے بیچ مین گھر گئے تھے تو اوس وقت قبیلہ طے کا مسیحی سردار اسلامی سالار مثنّی بن حارثہ کے قریب دوڑا آیا کہ کشتیون کے پل کی حفاظت مین امیر لشکر کی مدد کرے کیونکہ اس پل سے اتر کر فوج عرب بسہولت اس معرکہ سے علیحدہ ہو سکتی تھی۔ اس لڑائی مین شکست کھانے کے بعد جب اسکی یاداشت مین نئی فوجین بھرتی ہونے لگین تو کمک کے لیئے جو گروہ بہ کثرت آئے ان مین بنو نمر کا عیسائی قبیلہ بھی تھا جو (بائزنٹائن) رومی سلطنت کی حدود مین آباد تھا۔ جسر کی لڑائی کے بعد حرب بویب (سنہ ۱۳ ہجری) مین جسوقت عرب کی فوج دشمن پر دھاوا کرنے کو ہوئی تو امیر لشکر مثنّی گھوڑے پر سوار نمر کے مسیحی سردار کے پاس آیا اور کہا۔

۵۱ یہ ایک ایرانی جنرل تھا جسنے یزدجرد سوم کو فارس کے تخت پر بٹھانے کی کوشش کی تھی اور قادسیہ کی لڑائی مین سنہ ۶۳۶ع مین مارا گیا تھا۔ مترجم ۵۲ میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۱۱۲ و ۱۲۲ ۵۳ میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۱۳۹ ۵۴ میور (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۲

"ہم تم ایک خون رکھتے ہین - چلو - مین دھاوا کرتا ہون تم بھی ساتھہ دھاوا کرو"، غرض دونون کے طوفانی یلغار نے عجمیون کو میدان سے ہٹا دیا اور اسلامی فتوحات کی پرشوکت فہرست مین یہہ ایک اور فتح لکھی گئی - اس معرکے کے دن جو جو شجاعت کے کام ہوے ان مین سب سے بڑھ کر ایک مسیحی نوجوان کی جسارت تھی جو صحرا کے ایک دوسرے قبیلہ کا آدمی تہا اور اپنے اسپ فروش بدوون کی قلیل جمعیت کو لیکر اسلامی لشکر مین اسوقت داخل ہوا تہا کہ وہ لڑائی کے لیے صف آرائی کرتا تہا - مسیحی بدو افواج عرب کے طرفدار ہوکر جنگ مین مصروف ہوے اور جب گھمسان کی لڑائی جمی تو یہہ مسیحی جوان جھپٹ کر عجمی سپاہ کے منھہ مین جا پونچا اور یہہ بہی پہنچتے ہی عجم کے سردار کو قتل کر کے اپنے زر آراستہ گھوڑے کی پیٹھہ پر آیا اور گھوڑے کو تیز بھگا کر مسلمانون کی صفون مین یہہ پکارتا ہوا داخل ہوا کہ "مین بنی تغلب کا آدمی ہون - مین وہ ہون جس نے سردار کو قتل کیا"[1]

یہہ نوجوان عیسائی جس قبیلے سے ہونے پر فخر کرتا تہا وہ قبیلہ اُن قبائل مین سے تہا جنہون نے عیسائی رہنا پسند کیا تہا لیکن عراق عرب کے اور مسیحی بدوون نے جیسے بنو نمر اور بنی قضاعہ کے قبیلے تہے اسلام قبول کر لیا -

جب بنو تغلب نے اپنے قدیم مذہب کو ترک کرنے کی نیت ظاہر نہ کی تو حضرت عمر رض نے حکم دیدیا کہ انپر کسی طرح کا دباو نہ ڈالا جاوے اور وہ اپنے مذہب کی پیروی مین بالکل آزاد ہین البتہ اُن مین سے اگر کسی نے اسلام قبول کرنا چاہا تو کوئی شخص مزاحمت کا مجاز نہ ہوگا - اور نہ وہ ایسے لوگون کے بچون کو جو لوگ مسلمان ہوگئے ہون اصطباغ دے سکینگے[2] - انکو حکم ہوا کہ جزیہ یعنی عیسائی رعایا پر جو محصول تہا دیا کرین - لیکن جزیہ دینے مین جو جان و مال کی حفاظت کے عوض مین تہا بنی تغلب نے اپنے غرور کو انکسار مین بدلتے پایا اور امیر المومنین کو عرضی دی کہ جس قسم کا محصول مسلمان دیتے ہین اوسی طرح کا محصول ہمکو بہی ادا کرنیکی

[1] میور کی کتاب خلافت، صفحہ ۹۰ - ۹۴ [2] طبری - پہلا سیریز صفحہ ۲۴۸۲ -

اجازت ہو۔ پس بنو تغلب جزیہ کی جگہہ دوگنا صدقہ دیتے تھے جو خیراتی محصول تہا اور مسلمانون کے کہیتون اور مویشیون وغیرہ وغیرہ پر لگایا گیا تہا۔[۱]

اسی طرح حیرہ کے لوگون نے اون تمام کوششون کو رد کیا جو خالد نے اس بارے مین صرف کین کہ انکو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت ہو۔ حیرہ کا شہر تواریخ عرب مین سب سے نامور شہرون مین تہا۔ اسلام کے بہادر ہیرو خالد ابن الولید نے یہہ سمجہا تہا کہ شہر کے باشندون کو فقط اس بات کے جتا دینے سے کہ وہ عرب کا خون اپنی رگون مین رکہتے ہین پیغمبر عرب صلعم کی اُمت مین شامل ہونے کی تحریص ہو جاویگی۔ جب شہر کے قلعہ بند باشندون نے اسلامی سالار کے پاس سفارت بہیجی کہ شرائط تجویز ہوکر شہر اوسکے حوالہ کیا جاوے تو خالد نے سفیرون سے پوچہا "تم کون ہو۔ عرب ہو یا عجم؟" عدی نے جو سفارت کا خطیب تہا جواب دیا "نہین۔ ہم عرب العاریہ (یعنی اصلی قدیم عرب) ہین اور باقی ہم مین عرب المستعربہ (یعنی نوآباد پردیسی) ہین۔" خالد نے کہا "اگر تم وہ ہوتے جسکا دعوی کرتے ہو تو تم کبہی ہماری مخالفت اور ہمارے مقصد کی تحقیر نہ کرتے" عدی بولا۔ "ہماری صاف عربی زبان میرے قول کا ثبوت ہے" خالد نے کہا "یہہ تم سچ کہتے ہو۔ اب ان تین باتون مین سے کسی ایک بات کو پسند کرلو۔ اول ہمارا دین قبول کرو اور جو کچہہ ہمارا ہے وہ خوشی اور رنج مین تمہارا ہوگا خواہ تم دوسرے ملک مین جانا چاہو خواہ اپنے ملک مین رہو۔ دوسرے جزیہ دو۔ تیسرے لڑو۔ کیونکہ قسم ہے خدا کی مین اُن لوگون کے ساتہہ تمہارے پاس آیا ہون جو مرنے کی ایسی آرزو رکہتے ہین کہ تم جینے کی نہین رکہتے" عدی بولا۔ "نہین ہم جزیہ دینگے" خالد نے کہا "تمہاری بدقسمت ہو۔ کفر بے رستہ کا جنگل ہے اور وہ عرب احمق ہے جسکو دو راہ بتانیوالے جنگل مین ملین ایک اُن مین عرب ہو اور دوسرا عرب نہ ہو اور وہ

[۱] قبیلہ بنو تغلب کا مختصر حال بزبان جہان دو زبان عرب کی تصانیف مین ملا اسکو پیر ہنری لامنس نے اپنی تصنیف مین خوبی و اختصار سے جمع کیا ہے ... شائع کردہ عمیلہ ... اے ... توم ۱ صفحہ ۹۲ - ۹۹ و ۳۲۸ - ۳۵۹

پہلے راہ بتانے والے کو چھوڑ دے اور غیر کی راہ نمائی کو قبول کرے[ف۱]۔

نومسلمون کی تعلیم و تربیت کے لیے مناسب انتظام کیا گیا کیونکہ تمام قبیلے جلد اسلام قبول کرتے جاتے تھے۔ اور اس بات کی احتیاط ضروری تھی کہ اصل مذہب یا فروعات مذہب کے سمجھنے میں ایسی غلطی نہ ہو جسکا اندیشہ ناقص التعلیم نومسلمون کی حالت مین ہو سکتا تھا۔ چنانچہ دریافت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے معلمان دین ہر ملک مین مقرر کیے جنکا یہ کام تھا کہ نومسلمون کو قرآن اور فرائض اسلام کا درس دین۔ قضات کو بھی نگرانی کا حکم تھا کہ آیا سب مسلمان خواہ جوان ہون یا بڈھے نماز کے لیے اور خاص کر نماز جمعہ اور ماہ رمضان مین حاضر ہوتے ہین۔ تعلیم دین کی بزرگی اس بات سے ثابت ہے کہ کوفہ کے شہر مین جس معزز عہدہ دار کے سپرد بیت المال تھا اُسکی نگرانی مین مسلمانون کی دینی تربیت و تعلیم بھی تھی[ف۲]۔

جو مثالین اس بات کی اوپر بیان ہوئین کہ پہلی صدی ہجری کے مسلمان فاتحون اور اونکی نسلون نے عیسائی عربون کے ساتھ کیسی بے تعصبی اور دینی مسالمت برتی اُن سے یقینی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جن مسیحی قبائل نے اسلام قبول کیا انھون نے اپنی مرضی اور آزادارادہ سے ایسا کیا۔ آج کل کے عیسائی عرب جو مسلمانون مین رہتے ہین اسی مذہبی آزادی اور صلح کل طریق اسلام کی زندہ شہادت ہین۔ لیئرڈ نے لکھا ہے کہ کرک کے قریب بحیرہ مردہ کے مشرق مین ایک خیمہ گاہ سے اُسکا گذر ہوا جو عیسائی عربون کا تھا اور یہ مسیحی عرب لباس اور آداب معاشرت مین مسلمان عربون سے کسی بات کا فرق نہ رکھتے تھے[ف۳]۔ برخارت کو کوہ سینا کے راہبون نے بتایا کہ اخیر صدی تک مسیحی بدوون کے کئی خاندان جنھون نے اسلام قبول نہ کیا تھا باقی تھے اور اون مین سے اخیر خاندان کی ایک بڑھیا ۱۷۵۰ء مین مری اور مسیحی خانقاہ کے باغ مین دفن کی گئی[ف۴]۔ قریتین کے گاؤن مین جو صحرا مین واقع اور تلبیا پرا سے جنوب مغرب مین جو بیس

ف۱ طبری پہلا سیری صفحہ ۲۰۴۱ ف۲ مسعودی - توم ۴ صفحہ ۲۵۶ ف۳ سر ہنری لیئرڈ "ابتدائی سیر سیاحت ملک فارس - ساسان اور بابلیونیا مین" پہلی جلد صفحہ ۱۰۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۷ء) ف۴ برخارت (۲) صفحہ ۵۶۴ -

گھنٹے کی پیادہ مسافت پر ہے۔ اُس مین بارہ سو آدمی رہتے ہین جنمین سے نصف شامی عیسائی ہین جو اپنے مسلمان ہمسایون کے ساتھہ غایت درجہ کے ملاپ سے رہتے ہین اور مسلمانون کی شکل بدوی لباس ایسا پہنتے ہین کہ عیسائی اور مسلمان مین کوئی ظاہر تمیز نہین ہو سکتی[51] مشہور قبیلہ بنو غسان کے بہت سے آدمی جنمین عرب کا خالص خون ہے اور جنھون نے مسیحی دین چوتھی صدی عیسوی کے قریب ختم اختیار کیا تھا ابتک مسیحی المذہب ہین۔ اور دو صدیون کا زمانہ ہوا جبسے اُنھون نے روما کے کلیسہ کی اطاعت قبول کی ہے عبادات مین عربی زبان استعمال کرتے ہین[52]۔

اگر اب ہم بدوؤن کا حال چھوڑ کر اسلام کے متعلق اُن لوگون کی حالت کا اندازہ کرین جو شہرون اور قصبون مین مستقل طور پر رہتے تھے تو دریافت ہوتا ہے کہ فتوحات عرب کے بعد ہی لوگون نے جلد جلد اسلام قبول ائین کر لیا۔ (بائزنٹائن) رومی سلطنت کے مشرقی صوبجات کے بڑے شہرون مین جو عیسائی رہتے تھے اون مین سے اکثر لوگ اپنے آبائی مذہب کے ساتھہ وفادار رہے اور ابتک ان مین کے بہت لوگ عیسائی مذہب کے پیرو چلے جاتے ہین۔

ان عیسائیون کی حالت کو سمجھنے کے لیے کہ اسلامی عملداری مین انکا کیا حال رہا اور ایسے حالات کی تحقیق کے لیئے جو کبھی کبھی انکے تبدیل مذہب کا سبب ہوے مختصر طریق پر یہہ بیان کرنا مناسب ہوگا کہ سلطنت روم (بائزنتیم) کے عیسوی دور حکومت مین جو افواج عرب سے مغلوب ہوی ان عیسائیونکی کیا کیفیت تھی۔

سو برس پہلے جستینین قیصر روم اس بات مین کامیاب ہوا تھا کہ سلطنت روما مین ظاہری اتفاق و اتحاد پیدا کر دے۔ لیکن اوسکی موت کے بعد ہی سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے اور اب پایہ تخت اور صوبجات مین کوی مشترکہ قومی خیال باقی نہ رہا۔ جب قیصر ہرقل کا زمانہ آیا تو وسنے

[51] فون کریمر (۲) صفحہ ۱۹۔ [52] پالگریو۔ دو مشرقی سوالات پر جواب مضمون ۱۱ صفحہ ۲۰۶-۲۰۸ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۲ع)

ملک شام کو پایہ تخت مین شامل کرنے کی کوشش کی اور اس مین کسی قدر کامیابی بہی ہوی -
لیکن بدقسمتی سے جو مصالحت کے عام طریقے قیصر نے اختیار کیے انہون نے رفع اختلاف
کی جگہہ اور مخالفت پیدا کردی - قومی خیال کے زندہ قائم مقام فقط مذہبی جذبات رہ گیے
تھے - ہرقل نے یہہ بہی چاہا کہ عیسوی دین کی تفسیر و توجیہ کرکے تمام مناقشات کو جو مخالف
فرقون مین تھے بند کردیا جاوے - اور جو لوگ کلیسہ قدیم (آرتہودوکس) سے برگشتہ ہین
انکو کلیسہ اور پایہ تخت کا مطیع کرلے - کیلسیدون کی مسیحی مجلس (سنہ ۴۵۱ع) نے اپنا عقیدہ
یہہ ظاہر کیا تہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو اقنوموں مین بغیر خلط ملط اور تبدیلی اور تقسیم اور علیحدگی
کے تسلیم کرنا چاہیے - دونوں اقنوموں کا فرق انکے اجتماع سے دور نہ ہوگا - بلکہ ہر اقنوم
کے خواص برقرار ہین اور ایک ذات اور ایک جوہر مین شامل ہین مگر اس طرح نہین کہ گویا دو
ذاتون مین یہہ خواص تقسیم اور جدا ہوسکتے ہین بلکہ وہ ہی ایک بیٹا ہے اکلوتا مولود کلمۃ اللہ"
اس مجلس کو فرقہ مونوفزائٹ نے تسلیم نہ کیا - کیونکہ یہہ فرقہ مسیح کی ذات مین ایک اقنوم
کو مانتا تہا اور کہا جاتا تہا کہ مسیح مرکب ذات ہے جسمین تمام ربانی اور انسانی صفات موجود
ہین لیکن جوہر جسکی یہہ صفات ہین کہ اوس مین دوئی نہین ہے بلکہ مرکب وحدت ہے -
اس مسئلہ پر کلیسہ قدیم (آرتہودوکس) کے فرقہ مین اور فرقہ مونوفزائٹ مین جو مصر و شام
اور روم کی عیسائی سلطنت کی حدود سے باہر کے ملکون مین آباد تہا دو صدیون تک سخت
مناظرہ رہا - یہانتک کہ اب ہرقل نے مونوتھیلیتزم کے مسئلہ سے فریقین مقابل مین مصالحت
پیدا کرنی چاہی - اس مسئلہ کا مضمون یہہ تہا کہ اقانیم کی دوئی کو مانکر مسیح کی واقعی زندگی مین
ذات کی وحدت کو قائم کیا جاوے اور یہہ اس طرح کہ اس ایک ذات مین دو قسم کی تحریکون
سے انکار کیا جاوے - ایک مسیح اور خدا کا بیٹا نتیجہ پیدا کرتا ہے اوسکا جو انسانی ہے اور جو

۵۱ آرتہودوکس کے لغوی معنی ہین دین مین درست - آرتہودوکس کلیسہ سے مراد ہر ایک عیسائی جماعت سے ہوسکتی ہے
جو جدا فرقہ ہو - لیکن کسی ملک مین جو خاص فرقہ سلطنت کی وجہ سے یا قدامت یا اور کسی وجہ سے ممتاز ہو وہ آرتہودوکس کہلاتا
ہے اور جو فرقے اسکے خلاف یا اس سے منحرف ہوتے ہین انکو ہیریٹک کہتے ہین - مترجم

ربانی ہے ایک بانی انسانی ذریعہ سے یعنی صرف ایک ارادہ ہے مجسم کلام یعنی مسیح میں[۵۱]۔

لیکن ہرقل کی قسمت کا فیصلہ بھی اونہیں لوگون کے ساتھہ ہوا جو آیندہ زمانہ میں ان مخالف فرقون کے اتفاق کے درپے ہوے۔ کیونکہ اسکا نتیجہ یہہ ہی نہ ہوا کہ مناظرون کی آگ اور جل اوٹھی بلکہ ہرقل پر بددینی کا داغ لگا اور دونون فرقون کا مورد عتاب بننا پڑا۔

فی الواقع ہرقل نے رعایا کے دل مین اپنی طرف سے سخت ناراضی پیدا کر لی اور قوی دلیل اس بات کے یقین کی ملتی ہے کہ سلطنت روما کی آرتہوڈوکس رعایا کا بڑا حصہ جو قیصر کے مفتوحہ صوبجات مین آباد تہا عربون کا دوست بن گیا۔ قیصر کو بے دین سمجہہ کر رعایا نے دشمنی کی نظر سے اپنے بادشاہ کو دیکہا اور یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین اپنے مونوتہیلیٹک عقائد کو زبردستی جاری کرنے مین ہم پر ظلم نہ کرنے لگے[۵۲]۔ پس عیسائی رعایا نے بلا تامل بلکہ شوق سے اپنے نیے حاکمون کا خیر مقدم کیا جنہون نے اونکے دین کے سلامت رکہنے کا وعدہ کیا اور راضی ہو گئے کہ عیسائیون کے مذہبی مراتب اور قومی آزادی مین مناسب اندازہ قائم کر دین گے بشرطیکہ موجودہ خطرے سے وہ اپنے تئین بچا لین۔ چنانچہ جب ہرقل کی فوج حمص کے شہر کے قریب آئی تو شہر والون نے فصیل کے دروازے بند کر لیے اور مسلمانون سے کہا کہ تمہاری حکومت اور تمہارے انصاف کو یونانیون کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلے مین بہتر جانتے ہین[۵۳]۔

۶۳۳ء سے ۶۳۹ء تک کے معرکون مین جن مین عربون نے روما کے لشکر کا حدود شام سے رفتہ رفتہ استیصال کیا شامی عیسائیون کے خیالات اسطرح کے تہے جیسے اوپر بیان ہوے۔ اور ۶۳۷ عیسوی مین جب دمشق کے باشندون نے عربون سے شرائط منظور کرانے کی مثال قائم کی اور لوٹ سے حفاظت کا ذمہ لیا اور مفید مطلب عہد و پیمان

---

[۵۱] آئی۔ اے۔ ڈورنر۔ اے سسٹم آف کرسچن ڈوکٹرن (جلد سوم صفحہ ۲۱۵ – ۲۱۶ مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء) جے۔ سی۔ ابرٹسن دی ہسٹری آف دی کرسچن چرچ (دوسری جلد صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ لندن ۱۸۷۵ء) [۵۲] اس طرح کا خوف کچہہ بیجا نہ تہا کیونکہ ۶۲۷ء مین جب ہرقل ایرانیون کو شکست دیکر ملک شام مین سے گذرا تو فرقہ مونوفزائٹ کے ساتہہ اسنے تعصب کا برتاو کیا۔ (دیکہو میکل دی گرینڈ صفحہ ۱۲) [۵۳] بلاذری صفحہ ۱۳۷

حاصل کیئے تو ملک شام کے باقی شہر اس مثال کی پیروی مین سست قدم نہ رہے حمص۔ شیزر۔ منبج
کے شہرون نے بہی عہدنامے لکھوا دیئے اور عربون کے ماتحت بن گیئے۔ اسی طرح کی شرائط
حفظ و امن کے ساتہہ بطریق بیت المقدس نے بہی شہر کو مسلمانون کے حوالے کیا۔ بے دین قیصر
کے خوف سے کہ مذہب مین جبر و اکراہ استعمال کریگا اور مسلمانون کے اس وعدہ سے کہ دین کی باتون
مین سلامتی اور صلح کل کا طریق برتا جاویگا عیسائیون کو بہ نسبت رومانی مسیحی حکومت کے اہل اسلام
کی طرف زیادہ کشش محسوس ہوی۔ علاوہ اسکے لڑائیون کے زمانہ مین اسلامی فاتحون کا ضبط طبیعت
اور رحم ایسا تہا جسنے لوگون مین اہل اسلام کا نہایت وقار پیدا کیا ہوگا[51] اور اونپر فرض کردیا ہوگا کہ لشکر
اسلام کے استقبال کے لیئے بڑہین۔ یہہ لشکر اُن انصاف و اعتدال کے صولون کا پابند تہا جنکو
حضرت ابوبکر رضہ نے اول معرکہ شام مین پابندی کے لیئے اسطرح ہدایت فرمایا تہا کہ ”انصاف
کرنا۔ جو وعدہ کرو اُسکو نہ توڑنا۔ کسی کے اعضا نہ کاٹنا۔ بچون بڈہون اور عورتون کو نہ قتل
کرنا۔ کھجور کے درختون کو نقصان نہ پہونچانا اور نہ آگ سے انکو جلانا۔ جن درختون مین پہل لگے ہون
اون کو نہ کاٹنا۔ ریوڑون گاون اور اونٹون کو کہانے کی ضرورت سے سوا نہ مارنا۔ اگر اتفاق
سے اون لوگون پر گذر ہو جو کنیسون مین گوشہ نشین ہین تو اُنسے اور اُنکے کامون سے پرہیز
کرنا۔ زمین کے رہنے والے جو کہانا اپنے برتنون مین لائین خدا کا نام اُسپر لیکر اُسمین سے
کہانا۔ اور تمہارا گذر اُن لوگون پر ہوگا جنکے سر منڈے ہونگے اور تم انکو چہونا تلوار کے چپٹے
رخ سے[52]۔ خدا کے نام سے اب جاؤ اور لڑائی اور وبا مین خدا تمہارا محافظ ہو[53]“۔ روم کی
عیسائی سلطنت کے صوبجات مین جنکو مسلمانون کی قوت نے جلد محکوم کرلیا عیسائیون کو
اس نظر سے کہ وہ نسطوری اور مونوفیزائٹ عقائد کے پابند تہے اسلامی حکومت مین

---

۵۱ برخلاف اسکے بازنطائن سلطنت کے سپاہیون نے کیا دوسیا مین قسطانس دوم کے عہد حکومت (۶۴۲-۶۶۸ء) مین اپنے ہم مذہب عیسائیون پر سخت جور و ظلم کیا۔ دیکھو مکل بے گرینڈ صفحہ ۲۲۴۔
۵۲ فاخفقوہم بالسیف ”خفقا“ کے لفظی معنی ہین کہ ”میوہ دار انکو ایک چہونا تلوار سے“ اس عبارت کا غلط ترجمہ اکثر یہ بیان ہوا کہ ”وہ انکو مار ڈالو“ لیکن لفظ خفق کے لغوی معنی ہین ”وہ اسطرح مارنا کہ ہلکی آواز ہو“ جب تلوار کے ساتہہ یہ لفظ آئے تو اسکے معنی ہوتے ہین چپٹے رخ سے تلوار مارنا اور یہہ اس بات کی علامت تہی کہ اسکے بعد مسلمان ان پر حکومت کرینگے (مترجم)۔ جو نوٹ کہ مصنف نے لکھا ہے ہم اوسپر کچہہ اور زیادہ کرنا چاہتے ہین۔ طبری اور کامل ابن اثیر مین یہ الفاظ ہین فاخفقوہم بالسیف خفقا“

ایسی مذہبی آزادی ہوئی کہ جسکا تجربہ پہلے اُن کو صدیون مین بہی نہ ہوا تہا - اونکو اجازت تہی کہ قطعی آزادی کے ساتہہ اور بغیر کسیکی مزاحمت کے اپنے مذہب کی پیروی کرین - صرف چند قیدین البتہ اونپر لگائی گئی تہین جنکا منشا فقط یہ تہا کہ ادیانِ مقابل کے معتقدون مین اگر کوئی نزاع اوٹہہ کہڑا ہو تو اسکا انسداد ہو سکے یا مذہبی نشانات کی عام نمایش سے جو مسلمانون کو سخت ناگوار تہی کوئی تعصب کا ہنگامہ نہ برپا ہو سکے - مسلمانون کی بے تعصبی اور مذہبی آزادی کی وسعت جو ساتوین صدی عیسوی کی تاریخ مین نہایت بین ہے اُن شرائط سے پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے جنکو اہل اسلام نے بلاد محروسہ کے حق مین منظور کیا - اور جس مین جان و مال کی حفاظت اور عقائد مذہب کی پیروی مین آزادی کو صرف اطاعت اور جزیہ قبول کرنے کے عوض مین دیا[a] -

دمشق کی نسبت لکہا ہے کہ ایک حصہ اوسکا حملہ کرکے فتح ہوا اور دوسرے حصہ نے خود اپنے تئین مسلمانون کے حوالہ کر دیا یعنی ایک اسلامی سردار تو شہر کے شرقی دروازہ سے بزور شمشیر داخل ہوا اور دوسرا سردار مغربی دروازہ سے شہر مین گیا کہ حاکم دمشق اوسکے سامنے اقبال اطاعت کرے - چونکہ دمشق پران دو طریقون سے قبضہ ہوا اسلیے جسقدر گرجا شہر مین تہے وہ عیسائیون اور مسلمانون مین برابر تقسیم ہو گئے - سینٹ یوحنا کا کلیسہ بہی آدہا آدہا تقسیم ہوا اور اسّی برس تک عیسائیون اور مسلمانون نے ایک چہت کے نیچے خدا کی عبادت کی - خلیفہ عبدالملک نے

(بقیہ صفحہ ۶۹) - جسکا مصنف نے انگریزی مین جو ترجمہ کیا ہے اوسکے معنی یہہ ہین کہ تم اونکو چہوٹا تلوار کے چیٹے رخ سے ،، مگر فتوح الشام ازدی مین فاخفقوہم کی جگہ فانہ بوہم ماخصوا من وجوہم بالسیف کا لفظ ہے جسکے معنی مین کہ تم مار دو اونکے منڈے ہوے سرون کو تلوار سے - اور فتوح الشام واقدی مین یہ الفاظ ہین فاعلو بسیوفکم اوساطہم - یعنی تم اونچی کر دو اپنی تلوارین اونکی چندیا پر - اسکے بعد فتوح الشام ازدی مین یہ فقرہ بہی ہے حتی ینیبوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون یعنی یہانتک کہ وہ اسلام کیطرف رجوع کرین یا عاجز ہوکر جزیہ دینا قبول کرین اور فتوح الشام واقدی مین الفاظ ہین حتی یرجعوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون - یعنی یہان تک کہ وہ اسلام کیطرف رجوع کرین یا عاجز ہوکر جزیہ دینا قبول کرین - مگر طبری اور ابن اثیر مین یہ اخیر فقرہ جو فتوح الشام ازدی اور واقدی مین ہے نہین ہے - پس اس اختلاف الفاظ کی سبب جو طبری اور ابن اثیر مین فاخفقوہم ہے اور فتوح الشام ازدی مین فاضربوہم بالسیف کا لفظ ہے اور فتوح الشام واقدی مین فاعلوا بسیوفکم اوساطہم ہے انگریزی مؤرخون نے فاخفقوہم کے معنی فاقتلوہم یعنی اونکو مار ڈالو لیے ہین مگر ان تینون لفظون مین سے کسی لفظ کو اختیار کرو وہ سب فاقتلوہم کے معنی یعنی ونکو قتل کر ڈالو نہین نکلتے بلکہ سب کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ اگر وہ لڑین تو تم بہی اونکو مارو اور ان سے لڑو - اور فتوح الشام واقدی اور ازدی مین جو یہ الفاظ ہین کہ جبتک کہ وہ مسلمان ہون یا جزیہ دین صاف اسپر دلالت کرتے ہین کہ اونکو قتل کرنیپر - انگریزی مؤرخون نے جو فاخفقوہم یا فاضربوہم یا فاعلوا بسیوفکم کا ترجمہ اس طرح کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو قتل ہی کرنیکا حکم تہا یہہ ترجمہ صحیح نہین ہے -

[a] بلاذری صفحہ ۷۳ - ۱۲۴ -

نے چاہا کہ کل گرجا کو مسجد بنا لے لیکن عہدنامہ کے شرائط کو دیکھکر اس قصد سے باز رہا چونکہ گرجا
مین عیسائی بلند آواز سے گایا کرتے تھے جس سے مسلمانون کو بہت پریشانی ہوتی تھی اس لیے
اور خلفا نے بھی کثیر رقوم معاوضہ مین پیش کر کے کل گرجا پر قبضہ کرنا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوی۔
مگر سنہ ۹۰ ہجری مین خلیفہ ولید نے وہ بات جبر سے حاصل کر لی جسکو وہ خلفا راستی سے
حاصل نہین کر سکتے تھے۔ چند سال کے بعد ہی خلیفہ عمر ثانی نے عیسائیون کی فریاد کو سن کر
اُنکے ساتھہ کیسی بے انصافی ہوی ہے دمشق کے تمام گرجاؤن کو جو لڑائی کے زمانہ مین ضبط
ہوے تھے عیسائیون کے لیے واگذاشت کر دیا۔

جب بیت المقدس امیر المومنین عمرؓ ابن الخطاب کا فرمان پذیر ہوا تو ذیل کی شرائط منظور ہوئین۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم صلحنامہ کی یہ شرائط ہین جنکو مین عمر خدا کا بندہ اور مومنون کا
امیر بیت المقدس کے باشندون کے لیئے منظور کرتا ہون۔ مین حفاظت دیتا ہون اونکی
جان و مال اور انکی اولاد کو۔ اُنکے گرجاؤن اور صلیبون کو اور جو کچھہ انکے ساتھہ پیوستہ ہے۔
مین حفاظت دیتا ہون اونکی زمینون کو اور سب باشندون کو انکے مذہب پر۔ انکے گرجا جو
بیت المقدس مین ہونگے اونکا مال نہ لیا جاویگا اور نہ وہ مسمار کیے جاوینگے اور نہ انمین سے
کسی گرجا کو اور اونکی جایداد کو اور نہ انکے مرتبہ کو اور نہ انکے مال کی کسی چیز کو نقصان پہونچایا
جاویگا۔ اور نہ بیت المقدس کے باشندون پر مذہب کی پیروی مین جبر ہوگا اور نہ اونمین سے
کسی کو مضرت دیجاویگی"[1]۔ بیت المقدس کے باشندون پر محصول اس شرح سے لگایا گیا کہ
پانچ دینار دولتمندون پر اور چار دینار متوسط الحال لوگون پر اور تین دینار کم استطاعت لوگون پر
مقرر ہوے۔ بطریق بیت المقدس کے ہمراہ حضرت عمرؓ نے آثار مقدسہ کی زیارت کی اور یہہ
کہا گیا ہے کہ جسوقت بطریق اور امیر المومنین کنیستہ القیامتہ مین تھے تو نماز کا وقت ہوا۔
بطریق نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ کنیسہ ہی مین نماز پڑہ لین لیکن امیر المومنین نے دور اندیشی سے

[1] "دیر بیت المقدس کی تاریخ کا عربی سے ترجمہ۔ جے نیلڈز۔ صفحہ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۳۶ع)

انکار کیا اور کہا اگر مین نے ایسا کیا تو اہل اسلام اس گرجا پر آیندہ دعوی کرینگے کہ وہ اسلامی معبد ہے -

ایسی دوراندیشی کی مثال جیسی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوی عیسائیونکی تاریخ مین جو اسلامی دور حکومت مین گذری دریافت ہونی مشکل ہے - اور نہ امیر معاویہ (سنہ ۶۶۱-۶۸۰ع) کی فیاضی کی نظیر مل سکتی ہے جنہون نے الرہا کے گرجا کو عیسائی رعایا کی درخواست پر دوبارہ تعمیر کرادیا[۵] - لیکن پہر بھی عام قاعدہ یہہ ہی تہا کہ خلفا نے عیسائیون کے ساتھہ بے تعصبی اور آزادی مذہب کے اصول کو اپنا ضابطہ کہا (اور اگر ہم ایسے وقتون کو مستثنی کردین جن مین عیسائیون پر ظلم ہوے جیسے خلیفہ متوکل کا زمانہ تہا تو) عیسائیون پر جو کچھہ قیود تہین انکا نشان صرف اوس "امان" مین ملتا ہے جسکو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے -

یہہ بات مشہور ہے کہ جس کسی عیسائی شہر نے مسلمانون کی اطاعت قبول کی اوسنے امان عمرؓ کے مضمون کو اختیار کیا - لیکن زمانہ قدیم کے مؤرخون نے اسکا کچھہ ذکر نہین کیا ہے اور سرولیم میور[۵۲] نے بھی اوسکی صحت مین شبہہ ظاہر کیا ہے اور سمجہا ہے کہ امان حضرت عمرؓ مین جو سخت شرائط ہین جو حضرت عمرؓ کے بے تعصب عہد خلافت کی نہین معلوم ہوتین بلکہ زمانہ مابعد کی خصوصیتین اون مین پائی جاتی ہین - امان کا مضمون یہہ تہا "بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ مکتوب ہے فلان فلان شہر کے عیسائیونکی طرف سے عمر ابن الخطابؓ کے نام جب تمنے ہمارے خلاف کوچ کیا تو ہم نے تم سے اپنے لیے اور اپنے کنبون کے لیے اور اپنے مال اور اپنے ہم مذہبون کے لیے حفاظت چاہی اور ہم نے تمسے یہہ شرط کی کہ ہم اپنے شہر یا حوالی شہر مین کوئی

---

[۵] منتخب ... ملر صفحہ ۱۹۸ [۵۲] امان عمرؓ کا ذکر جسکا بموجب کل قلمرو اسلامیہ مین عیسائی قومون کی حالت قائم ہوتی تہی اخیر زمانہ مین دیکھنے مین آتا ہے - لیکن حضرت عمر جیسے صلح کل فرمانروا کے ساتھہ "امان" کی شرائط مین سے اکثر کی پابندی کو منسوب کرنا اس فرمانروا پر بہتان باندھنا ہے - اس سخت امان مین جو شرائط ایسی ہین کہ سب سے زیادہ مخل آزادی عیسائیون کے حق مین ہوئین ان پر عملدرآمد صرف اخیر وقت مین ہوا - (خلافت "، صفحہ ۱۴۶-۱۴۷) - آٹھوین صدی ہجری سے پہلے اس "امان" کا ذکر کسی مستند ذریعہ سے بیان نہین ہوا - (ستینسٹنیڈ صفحہ ۱۶۵-۱۸۷)

نیا کنیسہ گرجا۔ حجرہ یا خانقاہ تعمیر نہ کرینگے[۵۱] - اور ایسے مکانات مین سے اگر کوئی گر جائیگا تو اوسکی مرمت نہ کرینگے اور اُن کو جو مسلمانون کے محلون مین ہونگے تو تعمیر نکرینگے - ہم مسلمانون کو دن کے وقت یا رات کے وقت اپنے گرجاؤن مین داخل ہونے سے منع نہین کرین گے اور ہم گرجاؤن کے دروازون کو غریبون اور مسافرون کے لیئے چوپٹ کھلا رکھین گے - ہم مسلمان مسافر کو خواہ وہ کوئی ہو اپنے گھرون مین آنے دینگے اور تین راتون تک اوسکو روٹی اور ٹھکانا دین گے - ہم کسی مخبر کو اپنے گرجاؤن یا گھرون مین نہین رہنے دینگے اور نہ مسلمانون کے کسی دشمن کو چھپا رکھین گے - ہم اپنے بچون کو قرآن نہین پڑہوائین گے[۵۲] - ہم عیسائی مذہب کی نمایش نہ کرینگے اور نہ کسی کو اپنا مذہب قبول کرنے پر بلائینگے - ہم اپنے کسی عزیز کو اگر وہ خواہش کریگا اسلام قبول کرنے سے نہ روکین گے - ہم مسلمانون کی عزت کرینگے اور جب کبھی وہ ہمارے جلسون مین بیٹھنا چاہینگے تو اُنکے لیے کھڑے ہو جایا کرینگے - ہم اپنے لباس مین اُنکی نقل نہین کرینگے - نہ ٹوپی مین نہ عمامہ مین نہ جوتی مین اور نہ مانگ نکالنے مین ہم اُنکی زبان کے جملون کو استعمال نکرینگے[۵۳] اور نہ انکا لقب اختیار کرینگے ہم - زین پر سوار نہونگے اور نہ تلوارین کرین مین باندھینگے اور نہ ہتیار رکھینگے اور نہ انکو لگائینگے اور نہ اپنی انگوٹھیون پر عربی عبارت کندہ کرینگے - ہم شراب نہ بیچینگے - ہم اپنے سرون کے سامنے کا حصہ مونڈا کرینگے - ہم اپنا ہی طرز لباس برقرار رکھینگے جہان کہین ہم ہون ہم پیٹیان اپنی کمر مین

---

۵۱ بعض مستند فقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ یہ قاعدہ گاؤن اور بستیون مین جاری نہتا کیونکہ وہان گرجاؤن کی تعمیر کی ممانعت جائز نہتی (ہدایہ دوسری جلد صفحہ ۲۱۶)

۵۲ "درمنکرون کی) "تعلیم قرآن کے مسئلہ مین علما مین اختلاف ہے - فرقہ مالکیہ نے اسکو ممنوع رکھا ہے - لیکن فرقہ حنفیہ نے اسکی اجازت دی ہے اور امام شافعی نے اس مسئلہ کے متعلق دو رائین ظاہر کین ہین - پہلی رائے مین تعلیم قرآن کے وہ موافق ہین کہ اس سے اسلام کی طرف میلان ظاہر ہوتا ہے - دوسری رائے مین تعلیم قرآن کو انہون نے ممنوع قرار دیا ہے اس خوف سے کہ منکر جو قرآن پڑہتا ہے ابھی تک ناپاک ہوتا ہے اور شاید اسکا مقصد قرآن پڑہنے سے صرف مضحکہ ہو کیونکہ وہ اللہ اور رسول کا جسنے کتاب لکھی ہے دشمن ہے چونکہ یہ دونون رائین متناقض ہین پس امام شافعی نے کوئی قطعی رائے اس مسئلہ پر قائم نہین کی" (رجلین صفحہ ۵۰)
چونکہ ان بزرگ اماموں کا جو تین بڑے فرقون کے مجتہد ہین اس مسئلہ مین اتفاق نہین ہے تو اسی عدم اتفاق سے شبہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ امان کی شرائط ایسے قدیم زمانہ کی نہین ہین جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تہا -

۵۳ جیسے سلام وغیرہ کے جملے ہوتے ہین جو صرف اہل اسلام کے لیے مخصوص ہین -

لگائینگے ہم اپنی گرجاؤن پر صلیب ظاہر نہ کرین گے اور نہ اپنی صلیبون اور مقدس صحیفون کو مسلمانون کے محلون یا بازارون مین دکہائینگے[۵۱]۔ ہم اپنے گرجاؤن کے ناقوس[۵۲] ہلکے ہلکے بجائین گے۔ جب کوئی مسلمان موجود ہوگا تو ہم بلند آواز سے اپنی نمازنہ پڑہین گے ہم کہجور کے پتون اور مورتون کو قطار سے بازارون مین نہ نکالینگے۔ اپنے مُردون کی تدفین کے وقت ہم زور سے نہ گائین گے اور نہ روشن شمعین مسلمانون کے محلون اور بازارون سے لیکر گذرین گے۔ ہم ایسے غلامون کو نہ لین گے جو مسلمانون کے قبضہ مین ہونگے اور نہ اُنکے گہرون مین مخبری کرینگے ہم کسی مسلمان کو نہ مارین گے۔ ان سب باتون کی پابندی کا ہم اپنی طرف سے اور اپنے ہمدینون کی طرف سے اقرار کرتے ہین اور اسکے عوض مین تم سے حفاظت حاصل کرتے ہین اور اگر ہم اس امان کی کسی شرط کو توڑین تو تم اپنی حفاظت کو ضبط کرلینا۔ اور یہ تمکو اختیار ہوگا کہ ہم کو دشمن اور باغی سمجہکر ہمارے ساتہہ برتاؤ کرو[۵۳]"۔

لباس غیرہ کا فرق جسکو مشرق کی اقوام مختلفہ قدرتاً اور از خود اختیار کرتی ہین ایسا فرق ہے جسے ہمارے یورپین ناظرین بمقتضای عادت سمجہ نہ سکین گے۔ اور مذکورہ بالا احکام کو اس نظر سے دیکہین گے کہ وہ کسی شخص کی شخصی آزادی مین ناجائز خلل ڈالتے ہین۔ لیکن اخوت المومنین جس کو آج کل کے بعض مصنف بڑے شوق سے اسلام کی فریمیسنری[۵۴] کہتے ہین اگر فی الواقع کوئی اخوت ہونیوالی تہی تو اسکو خارج مین بہی ایک ظاہری طرز کی ضرورت ہوئی اور یہ لازم آیا کہ جن لوگون نے حلقۂ اسلام مین شامل ہونے سے انکار کیا انکو عربون کی وضع اور لباس اور زبان کی تقلید سے جسکی طرف نو مسلمون کو بہت میلان خاطر تہا باز رکہا جائے[۵۵]۔ جو قیود مذہبی نشانات یا رسوم کی عام

---

[۵۱] ابو یوسف لکہتے ہین کہ شہر کے اندر جہان مساجد ہوتی تہین وہان تو نہین لیکن شہر کے باہر ان مین ایک تہوار عیسائیون کو اجازت تہی کہ صلیبون کو تہوار مین نکالا کرین لیکن علم نکالنے کی اجازت نہ تہی۔ [۵۲] ناقوس لکڑی کا ایک مستطیل ٹکڑا ہوتا تہا جسکو موٹے لٹہ سے بجاتے تہے۔ [۵۳] مارکیز انکرتی او کتورس لیبزر ٹیکسید گنا تیو ڈی موبدل پیما الکسانڈرینی صفحہ ۵۲۶ و ۵۲۷ (الگیئی بادرم ۱۸۲۵ء) فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۰۲-۱۰۴- جورنال ایشیاتیق سیریز ۴- تو دوم ۱ ین صفحہ ۴۹۵- ۴۹۹- [۵۴] فری میسنری کے معنی مین فری میسنون کی جماعت۔ فری میسن وہی لفظ ہے جسکو محاورۂ عام مین فرامشن کہتے ہین۔ مترجم [۵۵] گولڈزیہر- پہلی جلد صفحہ ۱۰۹- ۱۳۳-

نمایش کے بارے مین تہین وہ انتظام اور امن خلائق کے لیئے ضروری اور ایسے تعصبی فتنون کے انسداد کے لیے ضروری تہین جو اسلامی عایا مین برپا ہوجاتے کیونکہ کوئی بات جس مین بت پرستی کی بو تک آتی ہو مسلمانون کو خاصکر شاق گذرتی تہی - اگر ان احکام کی ہمیشہ پابندی ہوتی رہتی تو بہت سے ایسے فتنے اور ہنگامے بند رہتے جن مین عیسائیونکی جان اور مال کا نقصان ہوا - فی الواقع پابندی کے ساتھہ انکی تعمیل نہین ہوی بلکہ انکے اعادہ کے لیے ہمیشہ اسکی ضرورت ہوتی تہی کہ تعصب کا کوئی نیا فساد اُٹھے -

یہہ بات کافی طور پر بیان کردی گیی کہ اسلامی فتوحات کے ابتدائی زمانہ مین عیسائیون کو اس بات کی شکایت کا موقع نہ تہا کہ مذہب مین آزادی اُنہین حاصل نہ تہی - یہہ سچ ہے کہ اپنے قدیم مذہب سے وابستہ رہنے کی حالت مین جزیہ دینا انکو سخت ناگوار تہا لیکن اس محصول کی رقم ایسی قلیل تہی کہ اسکو بار نہین تصور کیا جاسکتا - خاصکر ایسی صورت مین جبکہ جزیہ دینا عیسائیون کو فوجی خدمات سے جو اہل اسلام پر لازمی تہین بری کردیتا تہا - اسلام قبول کرنے مین کسی قدر زر کا فائدہ یقینی ہوتا تہا - لیکن اگر کسی عیسائی نے صرف جزیہ سے بچنے کے لیے اپنا دین چہوڑا تو دین کا بہت ہی کم قابو اسپر ہوگا - خاص خاص صورتون مین خراج یعنی محصول اراضی کے عوض مین پیداوار مین سے دسوان حصہ دینے کی ایسے عیسائی کو جو مسلمان ہوجاتا اجازت مل جاتی تہی لیکن باقی صورتون مین اسلام قبول کرنے کے بعد بہی خراج لگایا جاتا تہا[۵۱] - مگر جزیہ کی جگہہ نومسلم کو زکوۃ ادا کرنی ہوتی تہی جو بہت قسم کے مال منقولہ اور غیر منقولہ پر سالانہ شرح سے لگائی جاتی تہی[۵۲] جزیہ کی شرحین جو قدیم فاتحون نے مقرر کین وہ یکسان نہ رہین - چنانچہ اسلام کے بڑے فقیہ

---

۵۱ فون کریمر - پہلی جلد صفحہ ۳۴ - ۳۸ و ۱۷۷ - دو اسلام قبول کرنیکے بعد چاہیے تہا کہ جزیہ کی موقوفی کا حکم ہوجاتا لیکن چونکہ سلطنت کی آمدنی کا دارمدار خراج اور جزیہ پر تہا جنکو منکر ادا کرتے تہے اس لیے مسلمان ہوجانیکی حالت مین بہی یہ محصول جاری رہے آخرکار جب یہ پرانا قاعدہ متروک ہوا کہ کوئی مسلمان اراضی یا اور طرح کی جایداد غیر منقولہ پیدا نہین کرسکتا تو صحیح النسل عرب اور ان لوگون مین جو مسلمان نہ تہی تمیز قائم کیگئی اور جو لوگ مسلمان نہ تہے وہ اگر اسلام قبول بہی کرلیتے تہے تو بہی خراج اور ایک عدت تک جزیہ انکو ادا کرنا ہوتا تہا لیکن عربونکو صرف عشر کی تکمیل قم دینی پڑتی تہی "

۵۲ گولڈزیہر - پہلی جلد صفحہ ۵۰ - ۵۷ و ۴۲۷ و ۴۳۰ -

امام ابو حنیفہ اور امام مالک مضمون جزیہ کی فروعات[۱] مین متفق نہین ہین۔ ذیل کی شرحین کتاب الخراج سے
نقل کی جاتی ہین جسکو قاضی ابو یوسف نے خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶–۸۰۹ء) کی درخواست پر تیار
کیا۔ اس کتاب کی نسبت خیال ہے کہ دور خلافت مین محصولات کے متعلق وہ اسلامی ضابطہ ہوگا۔
دولتمندون کو ۴۸ درہم[۲] سالانہ اور متوسط الحال لوگون کو ۲۴ درہم سالانہ ادا کرنے ہوتے تھے۔
لیکن مفلسون سے جیسے کہیتون کے مزدور اور دستکار ہوتے ہین ۱۲ درہم سالانہ لیے جاتے
تھے۔ یہہ محصول یعنی جزیہ اگر خواہش کی جاتی تہی تو جنس مین بہی ادا ہوسکتا تہا۔ مویشی تجارت
کا مال۔ گہر کا اسباب یہانتک کہ سوئیان بہی روپیہ کے عوض مین قبول ہوسکتی تہین لیکن سؤر
شراب اور مردہ جانور نہین لیے جاتے تھے۔ جزیہ فقط صحیح الجثہ مردون پر جاری تہا نہ کہ عورتون
اور بچون پر۔ ایسے تنگدست جنکی گذر ہی خیرات پر تہی اور ایسے مفلس جو زیادہ عمر کے ہوتے
اور کام نہ کرسکتے خاص طور پر جزیہ سے مستثنے تھے۔ اسی طرح اندہے۔ لنگڑے لولے لاعلاج
مریض اور دیوانے اگر وہ دولتمند نہ ہوتے تو وہ بہی اس محصول سے بری رہتے۔ یہہ ہی شرط
قسیسون اور عیسائی عالمون کے ساتھہ تہی کہ اگر امیرون کی خیرات پر اونکا گذر ہوا تو جزیہ سے
مستثنے رہے لیکن اگر مقدور والے ہوے تو اُنسے جزیہ وصول کیا جاتا تہا۔ عمال جو جزیہ وصول
کرتے تھے اونکو خاص ہدایت تہی کہ رعایت کرین اور وصول نہونے کی حالت مین سختی یا جسمانی
سزا سے بالکل پرہیز کرین[۳]۔

بعض لوگ ہمارے دل مین یہ خیال پیدا کرتے ہین کہ جزیہ عیسائیون پر اس جرم کی سزا مین تھا
کہ اُنہون نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تہا۔ لیکن یہ درست نہین ہے۔ جہان اور
ذمی اپنے مذہب کے باعث فوجی خدمات سے مستثنیٰ ہوکر جزیہ دیتے تھے اسیطرح عیسائیون
کو بہی اپنی حفاظت کے معاوضہ مین جو اسلامی سپاہ کرتی تہی جزیہ دینا ہوتا تہا۔ جب حیرہ کے
باشندون نے جزیہ کی رقم قرار داد ادا کی تو خاص طور پر بیان کردیا کہ جزیہ کی یہ رقم ہمنے اس شرط

[۱] دیکھو سیل کا ترجمہ قرآن مجید سورۃ التوبہ آیت ... لوٹ اور دیگر مؤرخین (۱) پہلی جلد صفحہ ۲۶ و ۳۴ [۲] ایک درہم
تقریب پانچ پینس کے ہوتا ہے یعنی تین آنے چار پائی کے برابر [۳] ابو یوسف صفحہ ۶۱–۷۰

دی ہے کہ "مسلمان اور مسلمانون کا سردار ہماری حفاظت اُن لوگون سے کرے جو ہمکو ستائین خواہ
وہ مسلمان ہون یا کوئی اور"[۵۱]۔ جب حیرہ کے متصل شہرون سے خالد ابن الولید نے عہدنامہ کیا تو لکہا
"اگر ہم تمہاری حفاظت کرین تو جزیہ تمپر واجب الادا ہوگا اگر ایسا نہ کرین تو وہ واجب الادا نہین ہے"[۵۲]
یہہ امر کہ جزیہ کے ساتہہ شرط حفاظت کو مسلمان کس قدر واضح طریق پر سمجہے ہوے تھے اسکی تصدیق
ذیل کے واقعہ سے ہوسکتی ہے جو حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین پیش آیا۔ ہرقل قیصر روم نے ایک
بڑا لشکر فراہم کیا تاکہ حملہ آور عساکر اسلام کی مدافعت کرے۔ مسلمانون نے بھی اپنی تمام قوتین اس
محاربہ عظیم کے لیے جمع کین۔ امیر لشکر ابو عبیدہ نے شام کے بلاد مفتوحہ کے حاکمون کے نام
مکتوب روانہ کیئے کہ جزیہ کی کل رقوم جو شہرون سے وصول کی گئی تہین واپس کر دی جاوین اور
اون شہرون کے باشندون کو لکہہ بھیجا کہ "جو روپیہ ہم نے تم سے لیا تہا اسکو واپس کرتے ہین
کیونکہ ہمکو خبر پہونچی ہے کہ ایک جری لشکر ہمارے مقابلہ کے لیے کوچ پر ہے۔ ہم مین اور تم مین
یہ وعدہ تہا کہ ہم تمہاری حفاظت کرینگے۔ چونکہ یہ بات اب ہماری قدرت مین نہین ہے اسلیے
جو کچہہ ہمنے تمسے لیا تہا تمکو واپس کرتے ہین۔ لیکن اگر ہم فتحیاب ہوے تو ہم اُن ہی قدیم
شرائط کا اپنے تئین پابند سمجہین گے جو از روی عہدنامہ ہمارے مابین ہین" اس حکم کے بموجب
بیت المال سے بڑی بڑی رقمین عیسائیون مین واپس تقسیم کی گئین اور عیسائیون نے مسلمانونکو
دعائین دین کہ "خدا تمکو پہر ہمپر حکومت دے اور رومیون پر تمکو فتحیاب کرے۔ رومی ہوتے
تو وہ ہمکو کچہہ واپس نہ دیتے بلکہ جو کچہہ ہمارے پاس ہوتا اوسکو بھی لے لیتے"[۵۳]

جیسا کہ اوپر بیان ہوا جزیہ صحیح الجثہ مردون پر فوجی خدمتون کی عوض مین جو مسلمان ہونے
کی صورت مین لازمی ہوتی تہین جاری کیا گیا تہا۔ یہہ امر نہایت درجہ قابل وقعت ہے کہ جب
کوئی عیسائی گروہ اسلامی فوج مین داخل ہوتا تو وہ جزیہ سے بری کر دیا جاتا۔ چنانچہ قبیلہ جراجمہ
کے ساتہہ جو ایک مسیحی قبیلہ انطاکیہ کے قرب جوار مین آباد تہا ایسا ہی واقعہ گذرا۔ جراجمہ کے

---

۵۱ طبری۔ پہلا سیری۔ صفحہ ۲۰۵۵ ۵۲ طبری۔ پہلا سیری۔ صفحہ ۲۰۵۰ ۵۳ ابو یوسف صفحہ ۸۱۔

لوگون نے مسلمانون سے صلح کر لی اور وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ مسلمانون کے دوست رہین گے اور لڑائی مین اُنکے طرفدار بنکر لڑینگے مگر اس شرط سے کہ اونکو جزیہ نہ دینا پڑے اور اموال غنیمت مین سے مناسب حصہ ملا کرے[۱] ۲۲ سنہ ہجری مین جس وقت عرب کے معرکے فارس کے شمال مین بڑہے تو اسی قسم کا عہدنامہ ایک سرحدی قبیلہ سے ہوا جسنے فوجی خدمات قبول کین اور اوسکے صلہ مین جزیہ سے بری ہوا[۲]۔

جزیہ کی منسوخی کی مثالین جو ایسی صورتون مین پیش آئین کہ عیسائیون نے مسلمانونکی فوجی اور بحری خدمات قبول کر لین سلطنت ٹرکی مین بہی گذر چکی ہین۔ مثلاً مگارس کے باشندے جو البینی عیسائیون کے گروہ سے متہے جزیہ سے اس شرط پر بری ہوے کہ مسلح آدمیون کی ایک جمعیت کوہ ستہران اور کوہ گرانیا کی حفاظت کے لیئے جن سے خاکنائے کورنتہہ مین داخل ہوتے ہین مہیا کرین۔ اسی طرح ہائیڈرا کے عیسائی باشندون نے سلطان ٹرکی کو فی نفسہ کوئی محصول نہین دیا بلکہ اسکے عوض مین دوسو پچاس صحیح الجثہ بحری سپاہیون کی ایک کنٹنجنٹ ٹرکی بیڑے کے لیے مہیا کر دی جسکو مقامی خزانہ سے اخراجات ملتے تہے[۳]۔ فرقہ مردت جو رومن کیتہولک البینی لوگون مین سے تہا اور سقطرائی سے شمال کے پہاڑون مین آباد تہا جزیہ سے اس شرط پر مستثنیٰ ہوا کہ لڑائی کے وقت ایک مسلح کنٹنجنٹ دیا کرے[۴]۔ اور یہہ ہی معنی تہے کہ جو خدمات سلطنت کی ادا کی گئین انکے معاوضہ مین یونانی عیسائیون کو جزیہ کی رقم قرار داد سے معاف کر دیا گیا کیونکہ یہہ لوگ اُن حوضون کے نگران رہے جن سے قسطنطنیہ مین پینے کا پانی مہیا ہوتا تہا[۵]۔ اور ان مثالون کے برعکس یہہ ہے کہ جب مصری کاشتکار فوجی خدمتون سے مستثنیٰ ہوے تو اُن پر اسیطرح کا محصول لگا دیا گیا جیسا عیسائیون پر تہا[۶]۔

پس اس طرح جان و مال کی حفاظت اور مذہبی آزادی کے ساتھہ رہ کر عیسائی قومون نے اور خاص کر اُن عیسائی قومون نے جو شہرونمین آباد تہین ابتدائی دور خلافت مین نہایت آسایش و ترقی

[۱] بلاذری صفحہ ۱۹۵ [۲] طبری جلد اول صفحہ ۲۶۶۵ [۳] فن کریمر جلد صفحہ ۳۳۲ [۴] ڈی جونقیر صفحہ ۱۴۱ [۵] تامس سمتہ صفحہ ۳۲۴
[۶] ڈی جونقیر صفحہ ۲۶۵

سے زندگی بسر کی۔ خلفاء کے دربار میں اکثر عیسائی مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے۔ چنانچہ ایک مسیحی عرب جسکا نام اخطل تھا دربار کا شاعر تھا۔ اور سینٹ یوحنا دمشقی کا باپ خلیفہ عبدالملک (۶۸۵-۷۰۵ء) کا مشیر گذرا ہے۔ خلیفہ معتصم (۸۳۳-۸۴۲ء) کی خدمت میں دو عیسائی بھائی رہتے تھے جو خلیفہ کے سب سے زیادہ معتمد تھے۔ ان میں سے ایک کا نام سلمویہ تھا۔ دریافت ہوتا ہے کہ اسکو تقریباً وہی منصب حاصل تھا جو آج کل سکرٹری آف سٹیٹ کا ہوتا ہے۔ کوئی شاہی مکتوب اُس وقت تک مستند تصور نہ ہوتا تھا جبتک کہ سلمویہ کے بھی دستخط اُسپر نہ ہوتے۔ دوسرے بھائی ابراہیم کے سپرد مہر خلافت تھی اور صیغہ بیت المال بھی اُسی کی نگرانی میں تھا۔ یہہ عہدہ بیت المال کے روپیہ اور صرف کے لحاظ سے ایسا تھا جسکی نسبت توقع ہوسکتی تھی کہ اسپر ہمیشہ مسلمان مقرر ہوتا (لیکن ایسا نہ تھا) معتصم کو ابراہیم کے ساتھ ایسا اُنس تھا کہ جب ابراہیم بیمار پڑا تو خلیفہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی موت پر سخت رنج کیا۔ ابراہیم کی تدفین کے دن حکم دیا کہ جنازہ قصر شاہی میں لایا جاوے اور تمام مسیحی رسوم میت نہایت ادب سے وہان ادا کی گئین[۵۱]۔ نصر ابن ہارون جو عضدالدولہ بویہ خاندان عجم کے بادشاہ کا وزیر اعظم تھا عیسائی مذہب رکھتا تھا اور بہت کلیسا اور خانقاہین تعمیر کر چکا تھا[۵۲]۔ مدت تک سلطنت کے عہدے خاص کر صیغہ بیت المال کے عیسائیوں اور مجوسیوں سے معمور ہوتے رہے[۵۳]۔ اور اس زمانہ کے بعد مصر مین بھی یہہ ہی حال ہوا کہ بعض اوقات ان ممتاز عہدوں پر عیسائی کلیتاً متصرف ہوگئے[۵۴]۔ خاصکر پیشہ طبابت میں عیسائیوں نے اکثر دولت جمع کر لی اور امیروں رئیسوں کے گھر میں انکی عزت ہونے لگی۔ خلیفہ ہارون الرشید کا طبیب خاص جسکا نام جبریل تھا نسطوری عیسائی تھا اور علاوہ ذاتی جایداد کے جسکی آمدنی آٹھ لاکھ درہم سالانہ تھی دو لاکھ اسی ہزار درہم سالانہ خلیفہ کی ملازمت کے صلہ میں ملتے تھے۔ دوسرا عیسائی طبیب بھی بائیس ہزار درہم سالانہ

---

[۵۱] ابن ابی اصیبعہ۔ طبقات الاطبا۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۴ (مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری) [۵۲] ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۲۰۸ [۵۳] فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۶۷-۱۶۸ [۵۴] رنودو صفحہ ۳۴۳-۳۴۰-

تنخواہ پاتا تہا[51]- تجارت اور سوداگری سے بہی عیسائیون نے بڑی ثروت پیدا کی- اور فی الواقع یہی دولت اکثر اس بات کا سبب ہوئی کہ عام لوگون کی طمع زر کو اس سے اشتعال ک ہوئی اور موقع متعصب لوگون کو ملا کہ عیسائیون پر ظلم کرین اور اُن کو گزند پہونچائین - علاوہ اس کے جو قومین مسلمان نہ تہین وہ اپنے انتظام مین خودمختار تہین جس کی وجہ یہ تہی کہ جو معاملات ان کے باہمی ہوتے انکے انصرام کا قطعی اختیار سلطنت بالا کی طرف سے انکو حاصل تہا- اور انکے مذہبی پیشوا ایسی صورت مین جبکہ کسی معاملہ مین فریقین انکے ہم مذہب ہون مالی مقدمات کے فیصلہ کرنے مین پورے اختیارات رکہتے تہے[52]- انکے گرجاؤن اور خانقاہون مین کسی کو دخل نہ تہا- البتہ ایسے گرجا اور خانقاہین جو بڑے شہرون مین تہین انمین سے بعض کو مسجد بنالیا تہا- مگر یہہ انتظام ایسا تہا جسپر اعتراض اس خیال سے نہین ہوسکتا کہ جس قدر مسلمانون کی تعداد مین ترقی ہوی تہی اوسی قدر عیسائیون کے شمار مین کمی ہوی تہی- عیسائیون کو نئے کلیسا اور خانقاہین بنانے کی اجازت بہی تہی- پہلی صدی ہجری کے ختم پر اگر خلیفہ عمر ثانی (سنہ ۷۱۷-۷۲۰ء) کو نو تعمیر گرجاؤن کی مسماری کا حکم دینا پڑا اور ایک صدی بعد متعصب خلیفہ متوکل نے (سنہ ۸۴۷-۸۶۱ء) اس حکم کا اعادہ کیا تو ان ہی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نئے گرجاؤن کی تعمیر کے امتناعی حکم کی کسقدر کم پابندی ہوتی تہی[53]- متعدد واقعات عیسائی اور مسلمان مورخون سے دریافت ہوتے ہین کہ نئے گرجا تعمیر ہوے - چنانچہ خلیفہ عبدالملک (سنہ ۶۸۵-۷۰۵ء) کے عہد خلافت مین الرہا کے شہر مین ایک نیا گرجا بنا اور دو اور گرجا مصر کے شہر الفسطاط مین تعمیر ہوے- ایک[54] گرجا جو سینٹ جارج کے نام سے بنایا گیا حلوان مین جو الفسطاط کے قریب گاؤن ہے تعمیر ہوا[55]- سنہ ۷۱۱ء مین ایک یعقوبی کلیسا انطاکیہ مین خلیفہ ولید (سنہ ۷۰۵-۷۱۵ء) کے حکم

---

[51] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۸۰-۱۸۱- [52] فون کریمر پہلی جلد صفحہ ۱۸۲- [53] جورنال ایشیٹیق سیری ۴- توم ۱۸ (۱۸۵۱) صفحہ ۴۳۳-۴۵۰- [54] میکل لے گرینڈ صفحہ ۲۴۴- رنودو صفحہ ۱۸۹ [55] اوتکیوس توم ۲ صفحہ ۳۶۹-

سے تعمیر ہوا[1]۔ اس زمانہ کے بعد خالد القسری نے جو عیسائی تھا اور سنہ ۷۲۴ عیسوی سے سنہ ۷۳۸ء تک عراق عرب و عراق عجم کا حاکم رہا تھا اپنی ماں کے لیئے ایک کلیسہ تیار کیا[2]۔ سنہ ۷۵۹ء مین نصیبین مین ایک گرجا کی تعمیر ختم ہوی جسپر مطران نے چھہ ہزار دینار کی رقم صرف کی[3]۔ آٹھوین صدی عیسوی ہی مین ابو سرجہ کے کلیسہ کی تعمیر کو شمار کرنا چاہیے جو قدیم قاہرہ کے رومی قلعہ مین بنایا گیا[4]۔ خلیفہ مہدی (سنہ ۷۷۵-۸۵ء) کے عہد حکومت مین ایک گرجا عیسائی قیدیون کے لیے بغداد مین تعمیر ہوا۔ یہ قیدی اسوقت مین قید ہوے تھے کہ اہل اسلام کی لڑائیان روم کی عیسائی سلطنت سے ہو رہی تھین[5]۔ بغداد مین دوسرا کلیسہ خلیفہ ہارون الرشید (سنہ ۷۸۶-۸۰۹ء) کے زمانہ خلافت مین تعمیر ہوا اور اوسکو سمالو کے باشندون نے بنایا جنہون نے خلیفہ کی اطاعت اور خلیفہ نے انکی سرپرستی منظور کی تھی[6]۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ مین ایک بڑا عالیشان گرجا بابل مین تیار ہوا جسمین دانیال رسول اور حزقیل رسول کے تابوت رکھے گئے[7]۔ جب خلیفہ مامون الرشید (سنہ ۸۱۳-۳۳ء) مصر مین تھا تو اوسنے دو معززین دربار کو اجازت دی کہ مقطم کی پہاڑی پر جو قاہرہ کے قریب تھی گرجا بنائین اور اسی خلیفہ کی اجازت سے ایک دولتمند عیسائی نے جسکا نام بکام تھا ایک خوبصورت گرجا بورہ مین تعمیر کرایا[8]۔ نسطوری بطریق تموتیس نے جو سنہ ۸۲۰ء مین مرا ایک گرجا تکریت مین اور ایک خانقاہ بغداد مین بنوائی[9]۔ دسوین صدی عیسوی مین ابو سیفین کا خوشنما قبطی گرجا الفسطاط مین تعمیر ہوا[10]۔ اور اسی صدی مین جبکہ عضد الدولہ بویہ (سنہ ۹۴۹-۸۲ء) جنوبی فارس اور عراق پر مسلط تھا تو اوسکے مسیحی المذہب وزیر اعظم نصر ابن ہارون نے متعدد گرجا اور خانقاہین تعمیر کین[11]۔ فاطمی خاندان مصر کے ساتوین خلیفہ الظاہر (سنہ ۱۰۲۰-۳۵ء) کے عہد مین ایک نیا گرجا تیار ہوا[12]۔ نئے گرجا

---

[1] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵ [2] ابن خلکان۔ پہلی جلد صفحہ ۴۸۵ [3] الیاس نصیبی صفحہ ۱۲۸ [4] بٹلر ۔ مصر کے قدیم مصری کلیسا" پہلی جلد صفحہ ۱۸۱ (مطبوعہ آکسفورڈ ۱۸۸۴ء) [5] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۶۲ [6] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۷۰ [7] کرونیق دے میکل لے گرینڈ صفحہ ۲۶۶ [8] اوتکیوس صفحہ ۴۳۲-۴۳۳ [9] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵-۶ [10] بٹلر ۔ مصر کے قدیم قبطی گرجا" پہلی جلد صفحہ ۷۶ [11] ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۵۱۸ [12] رنودو صفحہ ۳۹۹۔

اور خانقاہین عباسی خلیفہ مستکفی (سنہ ۱۰۷۰-۸۰ع) کے زمانہ مین بہی تعمیر ہوئین[۵۱]۔ سنہ ۱۱۸۷ع مین الفسطاط کے شہر مین ایک گرجا تعمیر ہوا اور "اور لیڈی دی ہیون[۵۲] ورجن[۵۳]" کے نام سے موسوم ہوا[۵۴]۔

اسلامی سلطنت کے قیام سے بجاے اسکے کہ مسیحی کلیسہ کی ترقی مین نقصان پیدا ہوتا نسطوری عیسائیون کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب سے وہ مسلمانون کی رعایا بنے اون مین مذہبی زندگی اور دینی جوش دفعتاً زور شور سے پیدا ہو گیا[۵۵]۔ اسلامی حکومت سے پہلے نسطوریون کی یہہ حالت تہی کہ ملک عجم مین جہان اس فرقہ کے لوگ کثرت سے رہتے تہے عجمی بادشاہون کے گاہے لطف گاہے غضب سے انکی زندگی بڑی دقت مین بسر ہوتی تہی اور جب عجمیون اور رومیون مین لڑائیان برپا ہوتین تو اونکو سخت آزار اس بدگمانی سے پہونچتا تہا کہ وہ مسیحی غنیم سے سازش رکہتے ہین۔ لیکن خلفا کے دور حکومت مین انکو اپنے وطن اور ملک مین ایسی حفاظت میسر آئی کہ مسیحی مشن کے کامون کو بہی بڑی دہوم دہام سے بیرونی ممالک مین اونہون نے جاری کیا۔ چین اور ہندوستان کو اپنی مشنری روانہ کیے اور آٹہوین صدی عیسوی مین ان دونون ملکون مین مطران کے علاقے قائم کر دیے اوسی صدی مین نسطوریون نے مصر مین اپنا قدم جمایا اور اسکے بعد بر اعظم ایشیا کے دوسرے سرے پر اپنے مذہب کو شائع کرنے لگے اور گیارہوین صدی عیسوی مین تاتاریون مین سے بہت لوگون کو عیسائی کر لیا۔

اگر اور مسیحی فرقون سے ایسی سرگرم کوششین ظاہر نہین ہوئین تو اسمین مسلمانون کا کچہہ قصور نہ تہا سلطنت اسلامیہ نے سب فرقون کو مذہبی آزادی دی تہی اور اس سے بڑہ کر یہہ کیا تہا کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر ظلم نہ کر سکتا تہا۔ پانچوین صدی عیسوی مین برسمس نے جو نسطوری

---

۵۱ ہیکل لے گرینڈ صفحہ ۳۴۲-۳۴۳ ۵۲ اسکے معنی ہین "ہماری خاتون جو پاک ہے اور کنواری ہے" حضرت مریم سے مراد ہے۔ ۵۳ ابو صالح صفحہ ۹۲۔ ۵۴ ملک فارس کے ایک ڈومینیکین راہب نے جسکا نام رکولدس منٹی کروسس تہا تیرہوین صدی عیسوی کے ختم اور چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین مشرق کی سیر کی۔ اس راہب نے لکہا ہے کہ پیروی مذہب مین جو آزادی نسطوریون کو اسلامی حکومت مین حاصل ہوی وہ اوسکے زمانہ سفر تک قائم اور برقرار تہی۔ راہب لکھتا ہے "اور مین نے سارسین کی قدیم اور مستند تواریخ سے

بشپ تہا مجوسی بادشاہ فارس کے سامنے یہہ ظاہر کر کے کہ نسطورس کے عقائد جو فرقہ نسطوری کا بانی تہا مجوسیون کے دین سے قریب کا واسطہ رکہتے ہین بادشاہ کو ترغیب دی کہ ارتہودوکس کلیسہ کے عیسائیون پر سخت ہنگامہ کیا جاوے - چنانچہ نتیجہ یہہ ہوا کہ ساٹہہ ہزار آٹہہ سو تیس اور اونکے ساتہہ متعدد عیسائی اس ہنگامہ مین قتل ہوے[۵۱] - اس واقعہ کے ایک سو پچاس برس بعد اسی طرح کا ایک ظلم فارس کے مجوسی بادشاہ نے ارتہودوکس عیسائیون پر اپنے عیسائی طبیب کے اشارے سے کیا - یہہ طبیب یعقوبی مسیحی تہا اور بادشاہ کو اُسنے بہکا دیا تہا کہ ارتہودوکس فرقہ ہمیشہ رومی عیسائیون کی طرفداری کریگا[۵۲] - لیکن اہل اسلام مین جو اصول مذہبی آزادی کے تہے وہ ایسی بے انصافیون کو روا نہ رکہہ سکتے تہے - بلکہ دریافت ہوتا ہے کہ مسلمانون کی یہہ ہی کوشش رہی کہ اپنی تمام عیسائی رعایا کے ساتہہ ایمانداری سے پیش آئین - چنانچہ اسکی مثال موجود ہے - فتح مصر کے بعد یعقوبی فرقہ کے عیسائیون نے رومی حکام کی برطرفی کے وقت موقع پایا کہ ارتہودوکس عیسائیون کے گرجاؤن پر قبضہ کر لین - لیکن کچہہ عرصے کے بعد جب ان گرجاؤن کے حقدار پیدا ہوے اور انہون نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مسلمانون نے یہہ گرجا انکو دلوا دیے[۵۳]

جب اس طرح کی مذہبی آزادی عیسائیون کو مسلمانون سے اُنکے ابتدائی دور حکومت مین ملی تو یہہ عام دعوی کہ تلوار تبدیل مذہب کا باعث ہوی مشکل سے قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ جبر واکراہ نہین بلکہ اور اسباب کو جو تبدیل مذہب کا موجب ہوے تلاش کرین - لیکن بدقسمتی سے یہہ مضمون تفصیل کہین دیکہنے مین نہین آتا - اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ قیاس سے کام لین[۵۴] - بہت سے مسیحی علما[۵۵] نے فرض کیا ہے کہ زمانہ عروج اسلام مین مشرقی

(بقیہ صفحہ ۸۲) دریافت کیا کہ نسطوری محمدؐ کے دوست تہے اور وہ محمد کا ساتہہ دیتے تہے اور خود محمد صلعم نے اپنے خلفا کو حکم دیا کہ نسطوریون کی سب سے زیادہ توقیر کرین اور اس حکم کی آنکے ان تک سارا سین بہت پابندی کرتے ہین (لارنٹ صفحہ ۱۲۸)

۵۱ میکل لے گرینڈ صفحہ ۲۲۶ - ۲۳۰ ۵۲ اسلمین صفحہ ۱۰۱ - ۵۳ رنودو صفحہ ۱۶۹ - ۵۴ فون کریمر نے خوب لکہا ہے کہ ابتدائی زمانہ کے مورخان عرب کی محنت شاقہ کے مشکور ہین کہ انہون نے قدیم زمانہ اسلام کی ملکی و جنگی معلومات کے ذخیرے ہمارے علم کے لیے جمع کر دیے جو باوجود صدیون کے گذرنے کے بعد بہی ایسے مکمل ہین جیسا مکمل ہونا ممکن تہا لیکن اس حیرت خیز زمانہ کی اندرونی تاریخ یا اس بات کا حال کہ ایک نیا اور سخت مذہب کا دوسرے قدیم شائستہ بلکہ حد سے زیادہ شائستہ دین سے کیونکر مقابلہ ہوا اتنا ہی یافت نہین ہوتا کہ اسکا سرسری نقشہ ہی معلوم ہو سکے

کلیسہ کی خلاقی اور روحانی ذلیل حالت نے بہت لوگون کے دلون کو مسیحی مذہب سے اُچاٹ کردیا اور انکو مائل کیا کہ ایسے دین کی زیادہ صحت آور روحانی آب وہوا کو تلاش کرین جو اپنے نوخیز جوش اور طاقت سے ان تک پہونچا تہا۔ چنانچہ ڈین ملمین ؔ نے سوال کیا ہے کہ وہ اُن ملکون مین مسیحی دنیا کی کیا حالت تہی جنکو اسلام کے پہلے حملون کا سامنا ہوا؟ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مخالفت مین اور ایک مسیحی عالم دوسرے عالم سے دینی مسائل کے ادق فلسفی نکات پر مباحثہ اور مناظرہ مین مصروف تہا۔ ارتہودوکس نسطوری ۔ ایٹکلوسی ۔ اور یعقوبی فرقے ایک دوسرے پر اسقدر دشمنی سے ظلم کرتے تھے ۔ مذہبی مناظرون کی نسبت یہہ فیصلہ کرنا زیادہ قبیح تصور نہین ہوسکتا کہ بہت لوگون نے اس بات کی جگہہ کہ کل مسیحی دین کو سب کے لیے مقصد دو حد وار دیکر اوسکی حمایت کرتے حریف مقابل کی ذلیل کو جب وہ کافرون کے جوے کے نیچے آگیا ہوگا خوشی کی نظر سے دیکہا ہوگا ۔ اسقدر لوگون مین ان متواتر مباحثون نے دین کی بنیاد کو ہلا ڈالا ہوگا ۔ تعجب تو اس بات پر ہوتا اگر ان ہمیشہ کے مناظرون اور پریشان رکہنے والے جھگڑون سے بیزار اور پریشان ہو کر ہزارون آدمی توحید کے سیدہے اور صاف سمجھہ مین آنیوالے کلمہ حق کی پناہ نہ ڈہونڈتے گو اس چیز کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرکے خریدنا ہوتا تہا ۔ اسی طرح کنان ٹیلر کہتا ہےؔ ۔ "اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ کیون یہہ اصلاح شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اسقدر جلد افریقہ اور ایشیا مین شایع ہوگیا ۔ افریقی اور شامی علمانے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہہ شور فلسفی مسائل پیدا کردیے ۔ اپنے زمانہ کی بدکاری کا مقابلہ انہون نے اسطرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیون کو اور کوارپنے کے ملکی وصف

بقیہ صفحہ ۸۳ ۔ (قرآن کریم (۲) صفحہ ۱-۲) ۵۵ علاوہ ان عبارتون کے جوآگے بیان کی گئی ہین مصنف ذیل کی تصانیف کی عبارتون سے بہی مقابلہ کرو ۔ کلنتوش اور ہٹرونگ کی سائیکلوپیڈیا اب آرٹ مذہب جلد ششم صفحہ ۲۴۴ مسٹر فریمین کلارک کی کتاب "دس بڑے مذہب" دوسرا حصہ صفحہ ۶۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء) ۵۱ مورخ ڈیبرہی نے ہرقل قیصر روم کو اسلام کی نسبت یہہ کہتے ہوے ظاہر کیا ہے کہ "انکا دین نیا دین ہے جو انکو نیا جوش دیتا ہے" صفحہ ۲۱۳ ۵۲ ہسٹری آف لیٹن کرسچینیٹی دوسری جلد صفحہ ۱۰۱-۲۰۷ ۵۳ ایک مضمون جو چرچ کانگرس بمقام ولورہمپٹن ۷ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو پڑہا گیا۔

کوشش کیا۔ ترک دنیا تقدس کی راہ تھی اور میل مٹی رہنا پاکیزگی کا خاصہ۔ سب لوگ مشرک
تھے۔ شہیدون اور ولیون کو پوجتے اور ملائکہ کی پرستش کرتے تھے۔ بڑے درجہ کے
لوگ عیش پرست اور بدراہ تھے اور اوسط درجہ کے آدمی محصولون کے بوجھہ مین دبے تھے[۵۱]
غلام ایسے تھے جنکو حال اور استقبال دونون سے مایوسی تھی۔ گویا خدا کی جھاڑو سے اسلام
نے ان مزخرفات اور اوہام کے کوڑے کو جھاڑ دیا۔ اسلام ان خالی خولی مناظرون کے خلاف
ایک ہنگامہ تھا۔ اسلام تجرد کے پُرزور دعوے کے مقابلہ مین کہ وہ تقدس کا تاج ہے ایک مردانہ
اعتراض تھا۔ اسلام نے دین کے لازمی اصولون کو یعنی توحید اور خدا کی بزرگی کو اسکے رحم
اور انصاف کو اور اس بات کو کہ وہ اپنی مرضی پر سب کی اطاعت یعنی توکل اور ایمان چاہتا ہے
سب کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے انسان کی ذمہ داری کا اعلان کیا۔ آنیوالی زندگی کو
اور انصاف کے دن کو اور سخت عذاب کو جو گنہگارون پر ہوگا پکار کر بتا دیا۔ نماز روزے اور زکوۃ
اور سخاوت کے فرائض کا فرمان جاری کیا۔ بناوٹ کی نیکیون اور دینی فریبون اور منقلب خلاقی
خیالات کو اور کٹھہ حجتیون کی باریک لفظی حجتون کو اسلام نے دھکے دیکر نکال دیا۔ رہبانیت
کی جگہہ مردانہ روش پیدا کر دی۔ غلام کو امید بخشی۔ بنی نوع انسان کو اخوت دی اور انسانی فطرت
کے اصلی شرائط کو پہچانا"

اسلام کی نسبت یہہ بھی بیان ہوا ہے کہ جو تعلیم بازنطینہ یعنی محکمہ مسیحی عالمون اور ملاؤن
وغیرہ کا تھا اسلام اسکا رد کرنیوالا تھا۔ یہہ محکمہ قیصر کے دربار کو خدا کے آسمانی دربار کی نقل سمجھتا تھا
اور قیصر کو عیسوی دنیا کا سب سے بڑا دنیوی سردار ہی نہین بلکہ مذہب کا سب سے بڑا پیشوا مانتا تھا۔[۵۲]

---

۵۱ محصولی انتظام کی سختیون کا حال پڑھنا ہو جو بازنطاین حکومت مین تھا تو بیزنتنشئے گشیختن مصنفہ فرور کو دیکھو۔
۵۲.. مذہب اسلام جستینین کی اس بدسلوکی کی مکافات تھا جو قیصر نے بنی نوع انسان کے ساتھہ اور بالخصوص عیسوی مذہب کے ساتھہ کی
جسکی روحانی اور دنیوی سرداری کا وہ اپنے تئین مستحق جانتا تھا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو عیسوی سنہ کے پانچسو اکہتر سال مین پیدا
ہوئے۔ انکو اپنے دین مین جو مثل کامیابی ہوئی اسکا زیادہ تر یہہ سبب تھا کہ جو قومین روم کی عیسائی سلطنت کی حدود یا قرب جوار مین رہتی تھین انکو
قیصر کے جور و عقوبت پر جو اس نے شروع زمانہ حکومت مین کیے سخت نفرت پیدا ہو گئی تھی" فرور۔ بیزانتشئے گشیختن۔ جلد دوم
صفحہ ۲۲۴۔ ۵۳ ایضاً صفحہ ۲۹۶ - ۳۰۶

جستینین کے عہد حکومت مین اس محکمہ نے وہ زور پکڑا کہ مطلق العنانی کے درجہ کو پہونچ گیا اور جہل
لوہے کی طرح سب کو دبایا۔ ۵۳۲ء مین جو عام ناراضی قسطنطنیہ مین کلیسہ اور سلطنت کیطرف سے
پیدا ہوئی وہ جستینین کی حکومت کے خلاف بغاوت مین پھٹ پڑی۔ چنانچہ پینتیس ہزار آدمیون کے
قتل کے بعد یہہ بغاوت فرو ہوسکی۔ باغیون نے جنکو گرین کہتے تھے تماشا گاہ مین جاکر قیصر کے
ظلم وستم پر سختی کے ساتھہ علانیہ اعتراض کیا اور پکار کر کہا کہ انصاف دنیا سے اُٹھہ گیا اور اب وہ نہین
مل سکتا۔ مگر ہم یہودی ہوجائینگے یا یہہ ہوگا کہ پھر یونان کی بت پرستی اختیار کرین[۵۱]۔ ایک صدی
کے زمانہ مین بھی جو اس واقعہ کے بعد گذرا ناراضی کے اسباب مین سے جس ناراضی نے اسقدر
سختی کے ساتھہ اپنا اعلان کیا تھا کوئی سبب دور نہ ہوسکا۔ البتہ (بائزنٹائن) رومی حکومت کے زبردست
ہاتھہ نے دوبارہ ایسی بغاوت کے برپا ہونیکا انسداد کردیا جیسے کہ ۵۳۲ء عیسوی مین ہوئی تھی۔
اور باغیون کو مجبور کیا کہ اپنی ناخوشی کا اخفا کرین۔ اگرچہ ۵۶۲ء مین بعض لوگ جو خفیہ بت پرست
تھے قسطنطنیہ مین گرفتار ہوئے اور انکو سزا دی گئی[۵۲]۔ بہرکیف دارالخلافہ قسطنطنیہ سے دور
سلطنت کی سرحد پر ان باغیون کو زیادہ حفاظت میسر آئی اور مظلوم (ہیریٹک یعنی بدعتی) فرقون اور
اور عیسائیون نے جو روم کے شاہی کلیسہ سے ناراض تھے مشرق مین پناہ لی۔ اور یہان اُن عیسائیون
کی اولاد نے عساکر اسلامیہ کے خیر مقدم کا انتظار کیا ہوگا جنہون نے سو برس پہلے اپنے مسیحی
دین کو دوسرے مذہب سے تبدیل کرنیکی خواہش ظاہر کی تھی۔ علاوہ ان باتون کے جو اوپر بیان ہوئین
کل قلمرو خلافت مین خصوصاً بڑے شہرون اور ایسے مقامات مین جہان عرب آبادی کثرت سے بستی
تھی عربی زبان کا عموماً رواج پانا اور عربی اطوار و مراسم کا بتدریج قبول ہوجانا جسکی وجہ سے تقریباً
دو صدی کے عرصہ مین اکثر اقوام محکومہ کی معاشرت فاتحین کی قومی زندگی مین شیر و شکر ہوگئی ایسے
واقعات ہین جن سے اکثر ذمیون کی دینی اور علمی زندگی مین بھی اسلامی حربے اوتارے گئے
ہونگے۔ اس تحریک نے بھی کہ از روے عقل عقائد دین کو تسلیم کیا جاوے دوسری صدی سے

[۵۱] دیکھو حاشیہ صفحہ ۸۵ نوٹ نمبر ۱ [۵۲] بیزانتینشے گشیختن۔ دوسری جلد صفحہ ۴۴۵۔

پانچوین صدی عیسوی تک اسلام پر اسقدر قوت سے اثر پہونچا یا کہ مسیحی علما کا بھی اس سے متاثر ہونا اور ایسے دین سے انحراف کرنا ممکن ہے جسکی دینیات کا مروجہ اصول اس وقت مین یہہ ہی تحقیق ہوتا ہے کہ ناممکن بات کو اس لیئے کہ ناممکن ہے موجب یقین سمجھا جاوے چوتھی صدی کے ایک مسلمان مؤرخ نے ایک مصری عیسائی کی تقریر ہمارے لیے ابتک محفوظ رکھی ہے اور یہہ تقریر ایسی ہے جسکی نسبت بلاعذر یہہ خیال ہوسکتا ہے کہ اُس زمانہ مین باقی مشرقی کلیسا وُن کا خیال بہی دین کی طرف سے ایسا ہی ہوگا جیسا اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ تقریر حسب ذیل ہے

عیسائی مذہب کے صحیح ہونے کی میرے پاس یہہ دلیل ہے کہ مین اوسمین پورا تناقض پاتا ہون جسکو عقل تسلیم نہین کرسکتی اور اوسکے باہم متناقض ہونے سے لوگون کے دل اوس سے نفرت کرتے ہین اور اگر عقل و حواس کے ذریعہ سے اوسپر غور کرین اور اوسکی تحقیق کرین تو نہ مقدمات کی کسی ترتیب سے اوسکو مدد پہونچتی ہے نہ کوئی دلیل اوسکی تائید کرتی ہے اور نہ کوئی طریقہ بحث اسکو صحیح ثابت کرسکتا ہے باوجود اسکے مین دیکھتا ہون کہ دنیا کی بہت سی قومین اور بڑے بڑے صاحب علم اور صاحب رای بادشاہ اس مذہب کے مطیع ہین اور اوسکی پیروی کرتے ہین۔ اسلیے میرے نزدیک باوجود اوس عقلی تناقض کے جو اس مذہب مین پایا جاتا ہے اوسکا مین نے ذکر کیا ضرور خاص دلائل ہونگے جنکو اس مذہب کے قبول کرنیوالون نے پالیا ہوگا اور خاص نشانیان ہونگی جنکو وہ جانتے ہونگے اور خاص معجزے ہونگے جنکو وہ دیکھہ چکے ہونگے اور وہ اسی سبب سے عیسائی مذہب کے قبول کرنے پر مجبور ہوے ہونگے [1]

برخلاف اسکے یہہ بہی یاد رکھنا چاہیئے کہ زمانہ کے رشنلاسٹک رنگ سے یعنی ایسے عام میلان طبیعت سے متاثر ہوکر جو مذہب کو از روی عقل تسلیم کرنے کا تہا جن عیسائیون نے اپنا مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کیا انکو اسلامی دینیات کے معتزلی مسائل مین قریب قریب وہی جھگڑے دریافت ہوے جو دونون مذہبون مین مشترک تھے۔ پس جس حد تک دینی مسائل

---

[1] مسعودی۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۳۸۷۔

بحث اور دینیات کے اکثر مضامین کے متعلق عام ذہنی کیفیت کہ تھی عیسائی سے مسلمان ہوجانے مین کوئی ایسی تبدیلی جسکو سخت فرض کیا جاوے پیش نہ آئی ہوگی۔ اگر ایسے متعدد ضروری مسائل اسلام کو نظرانداز کیا جاوے جنکو وہ لوگ بھی خیال کرسکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کی تعلیم سے قلیل آگاہی رکھتے ہین تو بھی اور بہت سے مسائل مشترکہ ایسے موجود تھے جو خلفای بنی امیہ کے عہد مین اور اسکے بعد دمشق کے مسیحی اور اسلامی علما کے باہمی تعلقات کا صحیح نتیجہ تھے کیونکہ اس امر کا اعتراف کیا گیا ہی کہ مسلمانون کے علم کلام کی تدریجی اور باقاعدہ ترقی پر سلطنت روم کے مسیحی عالمون کا اثر پڑا۔ یہان تک کہ عربی زبان مین فقہ کی سب سے قدیم کتاب فقہ اکبر جس صورت اور ترتیب مین ہے اسکو سینٹ یوحنا دمشقی اور دیگر مسیحی آبا کی ایسی ہی تحریرات سے مقابلہ کرنیکا خیال پیدا ہوتا ہے[۵۲] مذہب کا سب سے قدیم تصوف جسکا میلان محض رہبانی زندگی کی طرف تھا (اور جو بعد کے تصوف سے جسکی ترقی ہندوستان کے خیالات سے ہوئی جداگانہ تھا) زیادہ تر مسیحی خیالات کے اثر سے پیدا ہوا[۵۳]۔ اور اس اثر کا پتہ بعض معتزلی فرقون کے مسائل سے لگایا جاسکتا ہے جو روم کے عیسائی عالمون کی طرح ربانی فطرت کے دقائق کی تحقیق و تدقیق مین مصروف ہوگئے۔ فرقہ قدریہ نے قدر کے مسئلہ کو براہ راست مسیحی مذہب سے اختیار کیا۔ فرقہ مرجیہ کا مسئلہ جس مین ہمیشہ کے عذاب سے انکار کیا گیا اور جو مسلمانون کے[۵۴] عام عقیدہ کے خلاف تھا مشرقی کلیسہ کی تعلیم سے اتفاق رکھتا تھا۔ برخلاف ان منکرون کے تبدیل مذہب مین برگزیدہ مبلغین اسلام نے اپنا جو اثر دکھلایا اسکی شہادت روایت سے اس طرح ملتی ہے کہ جب امام ابن حنبل کا انتقال ہوا تو بیس ہزار عیسائی اور یہودی اور مجوسی انکی ہدایت سے مسلمان ہوچکے تھے[۵۵] حنبلی فرقہ کے بڑے فقیہ ابوالفرج ابن الجوزی (۱۱۱۵–۱۲۰۰ع) جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور واعظ اور صاحب تصنیف تھے

۵۱ فون کریمر (۱) صفحہ ۸ - ۵۲ فون کریمر صفحہ ۵۴ وغیرہ وغیرہ (۳) صفحہ ۲ - ۵۳ محمد ابن الہذیل کی نسبت جو علمای معتزلہ مین سے تھا اور مامون الرشید کا استاد تھا کہا گیا ہی کہ اسنے تین ہزار آدمیونکو مسلمان کیا المرتضی ۵۴ فون کریمر (۲) صفحہ ۷ - ۸ ۵۵ ابن خلکان پہلی جلد صفحہ ۴۵۔

اُنکی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ فخر کیا کرتے تھے کہ اسیقدر لوگون (بیس ہزار) نے انکی کوشش سے بھی اسلام قبول کیا۵۱۔

علاوہ اسکے افواج اسلام کی وسیع اور بے مثل کامیابی نے اُن مسیحی قومون مین مذہب کو متزلزل کر دیا جو اہل اسلام کی محکوم تھین اور جنہون نے اسلامی فتوحات مین خدا کے ہاتھ کو دیکھا۵۲۔ دنیا کی اقبالمندی کو خدا کی مہربانی کا نتیجہ جانا اور لڑائی کے خدا کو سمجھے کہ جن بندون پر اپنا لطف ظاہر کیا ہے اُن ہی کو لڑائی مین بھی فتح دیگا۔ پس مسلمانونکی کامیابی ہی وہ شے نظر آئی جس نے اونکے مذہب کی سچائی کو ثابت کیا۔

مومنین کی اخوت جسمین سب مسلمان شامل ہون ایسا افضل خیال دین اسلام کا تھا کہ اسنے سب کو اپنی طرف کھینچا اور گو عربون کے پندار نسب نے کئی نسلوں تک کوشش کی کہ نومسلمون کو فرمانروا قوم کے اختیارات نہ ملنے پاوین مگر کچھ زمانہ کے بعد قبائل عرب کے "موالی" ہوکر جنمین وہ پہلی شامل کرلیے جاتے تھے ان نومسلمون کو قوم مین کم رتبہ دیا گیا اور پہلی صدی ہجری کے خاتمہ پر ان مسلمانون نے اخوت اسلام کو دینیات مین ممتاز رتبہ دیا اور اسکی صورت ایسی کردی کہ سلطنت اسلامیہ نے بھی اسکو کم از کم اصول مین تسلیم کیا۵۳۔

عیسائیون کی حالت ہمیشہ ایسی ہی آزادی کی نہ رہی جیسی قدیم خلفاء کے عہد مین تھی۔ بعض اوقات مسلمانون کو فائدہ پہونچانے کی نظر سے رعایا پر (جنکو ذمی اس وجہ سے کہتے تھے کہ انکی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا تھا) مضر شرائط لگائی گئین تاکہ مسلمانون کو زیادہ سوشل فوائد میسر رہین۔ کئی خلفاء نے کوشش کی کہ ذمیون کو ملکی عہدون سے محروم کردین لیکن کامیابی نہوئی خلیفہ متوکل (۸۴۷-۸۶۱ء) اور مقتدر (۹۰۸-۹۳۲ء) اور مصر مین فاطمی خلیفہ امیر (۱۱۰۱-۱۱۳۰ء) نے اور چودھوین صدی عیسوی مین مملوکی سلاطین نے اسی بارے مین فرامین جاری کیے۵۴ لیکن

۵۱ دوستنفلڈ صفحہ ۱۰۲ ۵۲ سیکل کے آئیندہ صفحہ ۳۱۲ ۵۳ گولڈزیہر پہلی جلد باب ۳-۴ ۵۴ اخیر کوشش عیسائیون کو ملکی عہدون سے محروم کرنیکی اسوقت ہوی جبکہ عیسائیون کا یہ منصوبہ کھل گیا کہ وہ قاہرہ کے شہر کو جلانا چاہتے تھے۔ (دسے گوین چوتھی جلد صفحہ ۲۰۴-۲۰۵) (جورنال ایشیاتیق- چوتھا سیری- توم ۱۸ (۱۸۵۱ء) صفحہ ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۸ و ۴۹۱

ان احکام کا اسطرح بار بار نافذ ہونا ہی ایسے غیر صلح کل انتظام کے اجرا اور مسلسل تعمیل کے عدم کی علامت
تہا۔ درحقیقت ان احکام کا سبب عموماً یہہ ہی دریافت ہوتا ہے کہ عیسائی عہدہ دار سختی اور گستاخانہ
برتاؤ سے عام ناراضی پیدا کر دیتے تہے[۱]۔ یا تعصب کے نزاع برپا ہو جاتے جو سلطنت کو تشدد پر
مجبور کرتے لیکن چونکہ یہ تشدد اسلامی حکومت کے اصول کے خلاف تہا اسلیے جسقدر جلد ممکن ہوتا
اُسپر عملدرآمد بہی بند ہو جاتا۔

دیسی عیسائیون کے ساتہہ سخت برتاؤ کا ہونا ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کے عہد خلافت
سے شروع ہوتا ہے۔ اس خلیفہ نے عیسائیون کو حکم دیا کہ خاص لباس پہنا کرین اور جن ملکی عہدون پر
وہ مامور ہون مسلمانون کے لیے خالی کر دین۔ پہلے حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ امان حضرت عمرؓ کے
احکام مین سے کم از کم ایک حکم کی کسقدر کم پابندی ہوی۔ ہارون الرشید کے احکام محض مذہبی خیال کا
اسقدر نتیجہ نہ تہے جسقدر کہ ملکی حالات کا نتیجہ تہے۔ اسلامی حکومت مین عیسائیون نے اسوجہ سے
اکثر نقصان اُٹہایا کہ غیر ملکون کی عیسائی عملداریان اسلامی سلاطین سے تعلقات مین بے ایمانی
کرتی تہین۔ اور اس موقع پر قیصر روم نیکفورس کی دغابازی تہی جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ عیسائی کے
نام تک سے ہارون الرشید مکدر ہو جاتا تہا[۲]۔ اکثر ظلم جو عیسائیون پر اسلامی ملکون مین ہوے اُنکا سبب
یہی دریافت ہوتا ہے کہ غیر ملکون کے عیسائی اور اسلام کے دشمن فتنے ڈالکر اور سازشین پہیلا کر
یا تو عیسائیون کی خیرخواہی کی طرف سے بے اعتباری پیدا کرا دیتے یا مسلمانون کے ساتہہ دغابازی
کرکے اور اپنی جلادی دکہا کر عیسائیون کی طرف سے مسلمانون کے دل مین دشمنی ڈال دیتے تہے
لیکن مذہبی تعصب بہی ان ظلمون مین سے اکثر کا ذمہ دار ہے جیسے خلیفہ متوکل (۸۴۷-۸۶۱ء) کے
دور خلافت مین ہوے جن مین عیسائیون پر سختی اختیار کی گئی۔ متوکل کے عہد خلافت مین مذہب
مین آزاد خیالی اور اعتزال سے جو خلفای سابقہ کے زمانہ مین اسلام مین خوب رائج ہو گئے تہے مسلمانون
کو نفرت پیدا ہوی۔ اور خلیفۂ وقت نے موقع حاصل کیا کہ فرقۂ سنت و جماعت کا حامی بنکر

[۱] آسمانی توم ۳ فقرہ - پادری سی - رنوڈ صفحہ ۲۳۴ و ۲۰۳ - ۲۰۷ [۲] سر ولیم میور د خلافت ۵۰۱، ۵۴ صفحہ

میدان مین آئے جس مین طبقہ اعلی کے لوگون[۱] کے سوا سب مسلمان شامل تھے - یہہ مسلمان خود ان ایذاؤن کے انتقام کے منتظر تھے جو پہلے دو خلفاء کے زمانہ مین اُن کو پہونچین تہین[۱]
متوکل نے اہل سنت و جماعت کو اس طرح خوش کرنا چاہا کہ معتزلیون پر ظلم کیے - حدوث قرآن کے مسئلہ کو کفر بتا کر قرآن پر زیادہ بحث کی ممانعت کر دی شیعون کو قید کیا اور مارا حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ کو جو کربلای معلی مین تہا مسمار کیا اور ممانعت کر دی کہ زائرین کربلا اس جگہہ کی زیارت کو بہی نہ جاوین - جب اسلامی فرقون پر یہہ ظلم ہوے تو عیسائیون کو بہی اس سے حصہ ملا - جو احکام ذمی اور مسلمان کے فرق لباس کے جاری ہوے تھے خلیفہ نے سختی سے انکی پابندی کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ آیندہ ملکی عہدون پر عیسائی مقرر نہ ہون - جزیہ کی رقم کو دو گنا کر دیا اور ذمیون کو ممانعت کی کہ مسلمان غلام نہ رکہہ سکین اور اُن حمامون مین غسل نہ کرین جنمین مسلمان نہاتے تھے - اور ایسی ہی اور سخت شرطون سے عیسائیون کو ستایا
متوکل کے بعد مقتدر (۹۰۸ء-۳۲۰ھ) نے ان ہی احکام کو از سر نو جاری کیا لیکن نصف صدی کے بعد انکی پابندی بہی جاتی رہی - فی الواقع یہہ سخت احکام فوراً کسی موقع پر اختیار کر لیے جاتے تھے اور اُنپر ہمیشہ پابندی سے عمل نہ ہوتا تہا - اسکا ثبوت یہہ ہے کہ آیندہ جو خلفا آئے انکو بار بار ان حکمون کا اعادہ کرنا پڑا - علاوہ اسکے ایسا ظلم صلح کل طریق اسلام اور پیغمبر خدا صلعم کی تعلیم و شعار کے خلاف تہا - کیونکہ آپ نے فرمایا تہا "جو ذمیون کو تکلیف دیتا ہے وہ مجہہ کو تکلیف دیتا ہے[۲]" یہ متعصب لوگونکی خواہش تھی کہ ان سخت احکام کی پابندی اہل ذمہ کی تذلیل کے لیے برابر جاری رہے - چنانچہ لکہا ہے "علما اس حالت پر غور کرتے ہین - وہ جب تجا روتے اور کراہتے ہین اور بادشاہ جنمین ان مجرمانہ افعال کو بند کرنے کی قدرت ہے اپنی آنکہین انکی طرف سے بند کیے ہین[۳]" قوانین جو کسی مذہب کے متعصب ملا غیر مذہب والون کی

[۱] فون کریمر (۳) صفحہ ۲۴۴ - [۲] میور (۱) صفحہ ۵۰۰ و ۵۰۶ - ۵۱۷ [۳] الکین صفحہ ۱۱۱ - [۴] جورنال ایشیاتیق جوتہا سیری توم ۱۹ صفحہ ۱۰۹ (مطبوعہ پیرس ۱۸۵۲ء)

سرزنش کے لیے تیار کرین وہ ہمیشہ ایسے نہین ہوتے کہ سول گورنمنٹ مین عمل درآمد کے
لیئے انکو معیار قرار دیا جاوے اور یہہ ہی بات ہے جسکو لوگ سمجھہ نہ سکے اور اسلامی حکومت
مین عیسائیون پر ظلم ہونیکی شوخ رنگ تصویرین اُن مصنفون نے تیار کردین جنہون نے فرض
کرلیا کہ دو چار ملاؤن نے جو قانون گھڑ دیا وہ گویا عمل درآمد کیلیے دوامی ضابطہ ہوگیا بعض دفعہ
ان ظلمون کے ہنگامونکی اس وجہ سے اشتعالک ہوتی تھی کہ سلطنت اسلامیہ مین جو عیسائی جلیل القدر
مناصب پر ممتاز ہوتے تھے وہ جیسا کہ دعوی کیا جاتا تھا اپنے اختیارات کا ناروا استعمال کرتے
تھے - اور مسلمانون پر ظلم کرکے سخت مخاصمانہ خیالات اپنی طرف پیدا کرلیتے تھے - اور یہہ کہا
گیا ہے کہ بڑے عہدون پر مامور ہی کی حالت مین مسلمانون کو لوٹکر اور آزار پہونچا کر اور انکے
ساتھہ سخت اور وحشیانہ برتاؤ کرکے اور انکی زمینون اور دولت کو برباد کرکے یہہ عیسائی اپنا ذاتی
نفع مرتب کرتے تھے - خلیفہ منصور (754-775ء) - خلیفہ مہدی (775-785ء) مامون الرشید
(813-833ء) المتوکل (847-861ء) اور مقتدر (908-932ء) اور دیگر خلفاء کے سامنے
جو انکے بعد سریر خلافت پر بیٹھے عیسائیون کی ایسی ہی شکایتین پیش ہوئین [51] - عیسائیون نے
اس وجہ سے اور مسلمانون کو اپنی طرف سے بدظن کرلیا کہ وہ خلفای عباسیہ کے مخبر تھے اور خاندان
اُمیہ کے طرفدارون کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار کرتے تھے - اس زمانہ کے بعد یہہ ہوا کہ جنگہای
صلیب کے زمانہ مین صلیبی مجاہدون [53] سے باغیانہ خط و کتابت رکھنے کے الزام مین عیسائی
مبتلا ہوے اور انکے خلاف ایسی سخت قیود جاری ہوئین جن کو مذہب کی وجہ سے کسی طرح
کا ظلم نہین کہا جا سکتا -

محکوم رعایا کی زندگی جس نسبت سے دشوار ہوتی گئی اسی نسبت سے یہہ شوق بھی بڑھتا گیا
کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھہ کر سب مصیبتون سے چھٹکارا لے لین - جب سلطنت اسلامیہ

---

[51] بلین - صفحہ ۴۳۵ - ۴۴۰ و ۴۴۲ و ۴۴۴ و ۴۵۶ و ۴۵۹ - ۴۶۱ و ۴۷۹ و ۴۸۰

[52] ایضاً صفحہ ۴۳۵ نوٹ ۲

[53] ایضاً صفحہ ۴۷۸

کو روپیہ کی ضرورت ہوتی اور یہہ ضرورت بڑہتی ہی جاتی تہی تو محکوم رعایا پر محصول کا بوجہہ
اور ترقی پکڑ جاتا تہا یہانتک کہ ذمیون کی حالت ناقابل برداشت ہوتی گئی اور اسی نسبت
سے تبدیل مذہب کی مثالین بہی زیادہ وقوع مین آتی گئین۔ عیسائی رعایا کی کمی کا دوسرا سبب
یہہ ہوا کہ جو عورتین لڑائیون مین گرفتار ہوتی تہین وہ مسلمانون کی حرم سراؤن مین لائی جاتی تہین
اور جو اولاد اون سے پیدا ہوتی تہی وہ اپنے باپ کے مذہب پر اُٹہائی جاتی تہی۔ ایک اور
سبب یہہ تہا کہ عیسائی غلامون کو انکے مہربان آقاؤن سے ہمیشہ اس بات کی ترغیب ہوتی تہی کہ
اسلام قبول کر کے آزاد ہو جاوین۔ مگر کوئی باقاعدہ کوشش اس بات کی کہ لوگون کو بجبر مسلمان کیا
جاوے یا کوئی ظلم و تعدی کا ایسا مستقل محکمہ دریافت نہین ہوتا جو عیسوی مذہب کے استیصال کے
لیے ہوتا۔ اگر ان دونون باتون مین سے ایک بات کو بہی خلفای اسلام جی مین ٹہان لیتے
تو اپنی قلمرو سے مسیحی دین کو اسطرح سے ملیا میٹ کر دیتے جیسے بادشاہ فرڈننڈ اور ملکہ ازبلہ نے
اسلام کو ہسپانیہ سے نکالا تہا یا لوئی چہاردہم بادشاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ مذہب کو اپنے
ملک مین قانونی جرم قرار دیا تہا یا جسطرح ساڑہے تین سو برس تک سلطنت انگلستان نے یہودیون کو
اپنے ملک مین داخل نہین ہونے دیا تہا۔ مشرقی کلیسا جسقدر ایشیا مین تہے انکو باقی مسیحی
دنیا سے بالکل قطع تعلق ہو گیا تہا اور اس مین کوئی شخص ایسا نہ ملتا جو اونکی طرفداری مین اُنگلی
تک اُٹہاتا کیونکہ مشرقی کلیساؤن کو اصل دین سے منحرف سمجہا جاتا تہا۔ پس ان کلیساون کا آج
کے دن تک زندہ رہنا ہی پکا ثبوت اس بات کا ہے کہ اسلامی حکومتون نے عموماً مذہبی آزادی
کا طریق انسے برتا[۱]

---

[۱] الحاکم خلیفہ مصر (۹۹۶-۱۰۲۱ء) نے درحقیقت تمام یہودیون اور عیسائیون کو حکم دیدیا تہا کہ مصر سے نکل کر روم کی عیسائی
سلطنت مین چلے جاوین۔ لیکن جب عیسائیون نے منت سماجت کی تو خلیفہ نے یہ حکم منسوخ کر دیا۔ (مقریزی (۱) صفحہ ۹)
خلیفہ الحاکم کے نزدیک بالکل ممکن تہا کہ اس حکم کو سلیم اول کی طرح چلاتا۔ ظالم سلیم (۱۵۱۲-۲۰ء) نے یہ تجویز کی کہ اپنی قلمرو
سے مذہبی تفرقات کو قطعاً نیست و نابود کر دیا جاوے۔ چنانچہ اس خیال سے چالیس ہزار شیعون کو اسنے اپنی سلطنت
مین قتل کیا۔ اگر یہ خلیفہ اپنی تجویز کی بالکل ہی تکمیل چاہتا تو سب عیسائیون کو بہی کالعدم کر سکتا تہا لیکن ایسے فعل سے
باز رہنے مین سلیم نے فی الواقع اس عام اصول کی پابندی کی جسکو مسلمان سلاطین نے اپنی عیسائی رعایا کیلیے اختیار کیا تہا۔ فنلی پانچوین جلد صفحہ ۲۹-۳۰

سنہ ۸۸۹ عیسوی مین انطاکیہ کی بطریقی مین اسی ہزار عیسائی اور فلسطین کی بطریقی مین پچاس ہزار
اور مغربی شام کے یعقوبی کلیسہ مین چار لاکھہ اور مشرقی شام کے اسیرین کلیسہ مین دو لاکھہ عیسائی
موجود تھے۔ انکے علاوہ مارونی کلیسہ لبنان کا ہے اور یونیئٹ کلیسہ مشرق مین ہین جنہون نے
روما کے کلیسہ کی عبادت قبول کر لی ہے[۵۱]۔ بڑا تعجب اس بات کا ہے کہ لڑائیون اور وباؤن
اور قحطوں[۵۲] کے غارتگر حملون کے بعد اور ایسے ملک کی بود و باش مین جو صدیون تک میدان کارزار
بنا رہا ہو جسپر ترک و مغل اور صلیبی مجاہد[۵۳] مسلط رہ چکے ہون یہ علیحدہ علیحدہ منتشر مسیحی گروہ کیونکر
ابھی تک زندہ و سلامت ہین۔ ماسوا ان امور کے یہ بھی یاد رکھنا ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے
عیسائیون کو ممانعت تھی کہ اپنی تعداد کو ترویج مذہب سے پورا نہ کر سکین لیکن عیسائیون کو
اس بات کی پرواہ ہی نہ ہوئی ہوگی کیونکہ دریافت ہوتا ہے کہ اسلامی فتوحات سے پہلے ہی سوائے
(نسطوریون) کے مشرقی عیسائیون مین سے اشاعت مذہب کا جوش مفقود ہو چکا تھا۔
جسکے بغیر تواریخ سے ثابت ہے کہ کوئی کلیسہ صحت کی زندگی نہین جی سکتا۔ یہہ خیال بھی ظاہر
کیا گیا ہے کہ ترک دنیا کا رہبانی خیال جو مشرق مین بہت شائع تھا اور عیسائیون مین ایک بیوی
کرنے کا دستور اور پھر بے حفاظتی اور محکومی کی حالت کا خیال ایسے اسباب تھے جنہون نے
عیسائی رعایا کی تعداد کو بڑھنے نہ دیا[۵۴]۔

مشرق مین عیسوی مردم شماری کا انحطاط ایسے ہی کچھہ اسباب سے تھا جو اوپر بیان ہوئے
اور جنمین ایک سبب یہہ بھی شمار ہونا چاہیے کہ عیسائی برابر اسلام قبول کرتے رہتے تھے لیکن مذہب
کی وجہ سے ظلم جو مسلمان فرمانرواؤن کیطرف سے ہوا اس کمی کا موجب نہ تھا۔
تبدیل مذہب کے واقعات جنکے سبب سے اسلام قبول کیا گیا ہو اور جنکو تفصیل بیان ہون نہین

۵۱ اسٹیلسن - ر- ل - ‘‘دسائکوپیس آف اورنٹل چرچیز’’ (دی گارڈین - ۲۷ جون ۱۸۸۹ء) ۵۲ دیکھو ایےفون کریمر (ا) دوسری
جلد صفحہ ۴۸۹ - ۴۹۲ ۵۳ جو برتاؤ رومن کیتھولک مذہب والے مشرقی عیسائیون کے ساتھہ کرتے تھے اسکی مثال ۱۲۰۴ء کی واقعہ سے
معلوم ہوتی ہے جبکہ صلیبی مجاہدون نے قسطنطنیہ کو تاراج کیا۔ ابو الفرج نے شکایت کی ہے کہ ونس کو سکین نے جو الرہا کا سردار تھا دیر جوران پر
پر اسطرح حملہ کیا اور اسکو لوٹا کہ گویا یہ سردار سارا سین یا ترک تھا۔ ابو الفرج (ا) جلد دوم صفحہ ۵۰۶ - ۵۰۸ ۵۴ ملین دوسری جلد صفحہ ۲۱۸

دریافت ہوتے ہیں جسوقت پہلی ہی دفعہ عربون کا تسلط عیسائیون کے ملک پر ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول کیا[۵۱]- ملک عراق مین جو لوگ مسلمان ہوئے اونکی تعداد کا کسی قدر اندازہ اسطرح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین جزیہ کی آمدنی دس کرور سے لیکر بارہ کروڑ درہم کی تہی- اور تقریباً پچاس برس بعد خلیفہ عبدالملک کے زمانہ مین صرف چار کرور رہ گئی حاصل ملک مین یہہ کمی گو زیادہ تر اس سبب سے ہوئی کہ لڑائیون اور بغاوتون سے بربادی ہوئی تہی لیکن خاص وجہ یہہ تہی کہ نہایت کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کرلیا اور اونپر جزیہ واجب الادا نہ رہا[۵۲] اسی زمانہ مین ملک خراسان مین عیسائیون کا کثرت سے مسلمان ہونا یعقوبی بطریق عیسو عیب سوم کی تحریر سے جو سائمن کے نام اوسی زمانہ مین لکہی گئی دریافت ہوتا ہے- سائمن فارس کا پرائمیٹ[۵۳] اور ریورشر کا مطران تہا- چونکہ پہلی صدی ہجری کے مسیحی مکتوبات بہت کم موجود ہین اور یسوعیب کی تحریر سے واضح شہادت اس امر کی ملتی ہے کہ اسلام کس کے طریقون سے خراسان مین شائع ہوا اور چونکہ زمانۂ حال کے مؤرخون نے اس تحریر کی طرف کم توجہ کی ہے اس لیئے اوسکو یہان تمامتر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے- یسوعیب لکہتا ہے "کہان ہین تیرے بیٹے اے باپ" "جو بیٹون سے محروم ہوگیا- کہان ہین مرو کے برگزیدہ باشندے جنہون نے گو تلوار اور آگ اور اذیت کو نہ دیکہا" "مگر نصف مال کی محبت مین احمقون کی طرح سچے رستے سے بہٹک کر بے دینی کے غار مین جہان ہمیشہ کا عذاب ہے وہ سر کے بل جا کودے اور بالکل نیست کردیئے گئے- صرف دو قسیس (جو نام کو قسیس کہلاتے تہے) کفر کے غارتگر شعلون سے اس طرح بہاگ سکے جیسے جلتی آگ سے دو جلتی لکڑیان نکالی جاوین- حیف حیف اتنے ہزارون مین سے جو مسیحی کا نام رکہتے تہے ایک گنہگار بہی سچے دین کے لیے اپنا خون بہا کر خدا کی راہ مین پاک نہ بنا- کہان ہین کرمان اور تمام فارس کے عبادتخانے

---

۵۱ جے- بی- بری- "سلطنت روما کے اخیر عہد کی تاریخ"- دوسری جلد صفحہ ۲۶۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۹ء)

۵۲ اے فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۷۲ ۵۳ کلیسہ کا بڑا عہدہ ہے- مترجم

یہہ شیطان کا دنیا مین آنا نہ تہا - یہہ یمن کے بادشاہون کے ایلچیون کا آنا نہ تہا - یہہ صوبون کے حاکمون کے فرامین کا آنا نہ تہا جسنے انکو برباد کیا اور کہنڈر بنا دیا یہہ کمزور سانس ایک حقیر جہوٹے بہوت کا (نعوذ باللہ) آنا تہا جسکو بہوت سے کی عزت کے قابل بہی اُن بہوتون نے نہ سمجہا (نعوذ باللہ) جنہون نے اوسکو اسکے پیغام کے ساتہہ بہیجا - جسکو شیطان بہکانیوالے نے اپنا شیطانی فریب بھی نہ دیا (نعوذ باللہ) لیکن اوسنے اپنے حکم کے اشارے سے تمہارے فارس کے تمام کلیساؤن کو ڈہا دیا ...... اور عرب جنکو خدا نے اس وقت دنیا کی سلطنت دے رکہی ہے - دیکہو وہ تم مین ہین جیسا کہ تم بہی جانتے ہو - لیکن وہ مسیحی دین پر حملہ نہین کرتے بلکہ وہ ہمارے مذہب پر مہربانی کرتے ہین اور گرجاؤن اور خانقاہون کو فائدہ پہونچاتے ہین - پہر کیون تمہارے مرو کے باشندون نے ان عربون کی خاطر اپنا مذہب جہوڑ دیا؟ اور مذہب بہی ایسی حالت مین جہوڑتے ہین اور مرو کے باشندے خود بہی اس بات کو کہتے ہین کہ عربون نے انکو اپنا دین جہوڑنے پر مجبور نہین کیا - اگر اپنے مال کا نصف حصہ عربون کو دیدین تو عرب انکو اجازت دیتے ہین کہ اپنے دین کو امن سے اور بغیر ناپاک ہوے رہنے دین - لیکن مرو کے لوگ اپنے دین کو جہوڑ کر جو انکو ہمیشہ کی نجات دیتا ہے اپنے مال کے آدہے حصے سے چمٹے رہتے ہین جو گذرنیوالی دنیا کا مال ہے وہ دین جسکو تمام قومون نے اپنا خون بہا کر خریدا اور جسکو آج کے دن تک اپنا خون بہا کر خریدا جاتا ہے اور حیات جاوید اس سے حاصل کی جاتی ہے تمہارے مرو کے باشندے راضی ہوگئے کہ اسکو مال کی آدہے یا اس سے کم مول پر بیچ ڈالدین [1]

خلیفہ عمر ثانی یعنی خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز (سنہ ۷۱۷-۷۲۰ء) کا زمانہ خلافت تبلیغ اسلام کی وسعت کے اعتبار سے بالخصوص ممتاز تہا - خلیفہ وقت نے اشاعت اسلام کیلیے باقاعدہ تحریک شروع کی - اور اقوام محکومہ کو ہر طرح کی ترغیب دی کہ اسلام قبول کرین - سنہ ۷۱۷ء عیسوی مین

---

[1] آسمانی - توم ۳ - پہلا حصہ - صفحہ ۱۳۰ - ۱۳۱ -

جو احکام اس نظر سے جاری ہوے تھے کہ بیت المال مین روپیہ کی قلت نہ ہونے پاوے اور جنکے بموجب نومسلم جزیہ سے بری نہ ہوتا تھا بلکہ بدستور ادا کرتا رہتا تھا ان احکام کو خلیفہ نے منسوخ کیا - جو مالکان اراضی مسلمان ہوتے تھے اُن سے خراج لینا بند کردیا اور اُنپر عشر لگا دیا جو خفیف محصول تھا - یہ انتظام مالی اعتبار سے گو نہایت مضر تھا لیکن جس نیت سے نیک نفس خلیفہ نے اسکو جاری کیا اسمین کامیابی ہوی اور کثرت سے لوگ مسلمان ہو گئے[۵۰]

بہرکیف یہ فرض نہ کرلینا چاہیے کہ فقط دنیا کا نفع اُس اثر کو مرتب کرتا تھا جس نے عیسائیون نے اسلام قبول کیا - پہلی صدی ہجری مین سینٹ یوحنا دمشقی کی مناظرانہ تصانیف[۵۱] سے پتہ چلتا ہے کہ پرجوش مسلمان دلائل پیش کرکے مسیحی دین کی بیخکنی مین کیسے ساعی تھے مکالمات کی صورت مین ان تصانیف کے لکھے جانے سے اور ایسے جملون کی تکرار سے کہ اگر تمھارا سارسین یون پوچھے - اگر سارسین کہے .... تو بتانا - ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ اصلی مکالمے تھے اور انکا مقصد یہ تھا کہ عیسائی ایسی کتابون سے مہیا رہین جنمین عیسوی مذہب پر مسلمانون کے اعتراضات کا جواب فوراً مل سکے[۵۲] - ان مکالمات مین اسلامی حریف مقابل کو ایسا دکھایا ہے جو بحث مین پہلے اعتراض اُٹھاتا ہے - اور یہہ ہی بات ہونی قرین قیاس بہی تہی - کیونکہ مسیحی عالم یوحنا کا مقصد یہ نہ تھا کہ اسلام سے مغارت کرے اور اس مغارت کو اپنی تصانیف مین محفوظ کرجاوے - یوحنا دمشقی کے شاگرد بشپ تھیوڈور ابو قرہ نے بھی کئی مکالمے اہل اسلام کے ساتھ لکھے ہین[۵۳] اور ان مین بھی دونون مذہبون کی بحث طلب باتون پر مناظرہ کے لیے مخالف فریق قائم کیے ہین - اور مسلمان بدستور سابق ان مین کبھی حملے اور اعتراض کے لیے پہلے عمداً اُٹھاتے ہین - ان باتون سے کسقدر اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین اسلام کی برتری کے لیے کیسے جوش اور صرف ہمت سے کام لیا جاتا تھا -

---

۵۰ اوراقِ مولر - پہلی جلد صفحہ ۴۴۴ - ۵۲ مین توم ۹۴ - صفحہ ۱۳۳۶ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۸ - ۵۳ مین توم ۹۷ - صفحہ ۱۵۲۸ - ۱۵۲۹ و ۱۵۴۸ - ۱۵۶۱ -

بشپ ابوقرہ لکھتا ہے۔ وہ ہاجرین کے خیالات اور جوش اس طرف رجوع ہین کہ کلمۃ اللہ
یعنی حضرت عیسیٰ کی اُلوہیت سے انکار کرین اور وہ اپنی تمام ہمتین اسی مقصد مین صرف کرتی ہین[۵۱]
مذکورہ بالا واقعات جو ہجرت کی پہلی دو صدیون سے بیان ہوے بہت قلیل ہین۔ انسے
فقط اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام مین کوشش کی جاتی تھی لیکن کوئی معین واقعہ ترویج
اسلام کے بارے مین انسے تحقیق نہین ہوتا۔ ایسے واقعہ کی پہلی دستاویز جو بین طور پر تبلیغی
حیثیت رکھتی ہے اسکا زمانہ مامون الرشید (۸۳۳–۸۱۳ع) کے عہد خلافت مین دریافت ہوتا
ہے۔ یہہ دستاویز خط کی شکل مین ہے[۵۲] جسکو مامون کے ایک عزیز (الہاشمی) نے اپنے
عیسائی دوست کے نام لکھا جو شریف النسب عرب تھا اور دربار مامونی مین بڑا اعزاز رکھتا
تھا اور خود خلیفہ اسکی بڑی توقیر کرتا تھا۔ اس خط مین الہاشمی نے نہایت محبت سے اور
ایسے الفاظ مین جو شاہد ہین کہ مسلمانون کا مسیحی کلیسہ کے ساتھہ کیسا مذہبی آزادی کا طریق
تھا اپنے دوست سے درخواست کی کہ اسلام قبول کرے۔ اشاعت اسلام کی ابتدائی تاریخ مین
اس خط کو ممتاز رتبہ حاصل ہے اور اس لیے اس کتاب کے ضمیمہ مین اسکو تمام تر نقل کیا گیا ہے[۵۳]
اسی نامہ مین ایک تقریر نقل ہے جو خلیفہ مامون الرشید نے اہل دربار کے سامنے کی۔ اور جس
مین ان لوگون کا سخت تحقیر سے ذکر کیا جنہون نے دنیا کی نفع اور خود غرضی سے اسلام قبول کیا اور انکی
مثال ان منافقین سے قائم کی جنہون نے یہہ ظاہر کر کے کہ پیغمبر خدا صلعم کے دوست ہین آپکی
ہلاکت کے لیے سازش کی لیکن جس طرح خدا کے رسول نے برائی کا بدلا نیکی سے کیا اسی طرح
خلیفہ نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ ان لوگون کے ساتھہ خلق و تحمل سے پیش آئیگا جبتک کہ خدا
ان مین انصاف کرے[۵۴]۔ خلیفہ وقت کی زبان سے ایسی حکایت کا بیان ہونا قابل وقعت ہے
کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نو مسلمونکی نسبت یہہ خیال تھا اور سمجھتے تھے کہ بے لوث و ر

---

[۵۱] مین جلد دوم، صفحہ ۵۰ – ۵۱ [۵۲] رسالہ عبداللہ بن اسمٰعیل الہاشمی الی عبدالمسیح بن اسحاق الکندی، مطبوعہ لندن ۱۸۸۵ع [۵۳] ضمیمہ نمبر ۳ مسلمانونکی مناظرانہ تحریرونکا دیکھنا ہو تو ضمیمہ نمبر ۲ دیکھو [۵۴] الکندی صفحہ ۱۱۱ – ۱۱۲۔

خالص ایمان سے اسلام قبول کرین۔ اگر یہ دریافت ہوجاتا تہا کہ جب دنیایا نازیبا اغراض سے وہ مسلمان ہوے ہین تو انپر سخت ملامت ہوتی تہی۔

مامون الرشید خود اسلام کی اشاعت مین بہت سرگرم تہا اور قلمرو خلافت کے دور دراز صوبجات ماوراالنہر اور فرغانہ مین ان لوگون کو جو مسلمان نہ تہے مراحم خسروانہ سے اسلام پر مدعو کیا[۵۱]۔ لیکن اپنی شاہانہ سطوت کا ناجائز استعمال اس طرح نہین کیا کہ لوگون کو زبردستی مسلمان کرتا جبکہ یزدان بخت فرقہ مانویہ کا سردار بغداد مین آیا[۵۲] اور علمار سے مناظرہ قرار دیا جس مین وہ بالکل خاموش کردیا گیا تو مامون نے کوشش کی کہ یزدان بخت مسلمان ہوجاوے۔ مگر یزدان بخت نے یہ کہکر انکار کیا کہ ‹‹ امیر المومنین تمہاری نصیحت گوش گذار ہوی اور تمہاری بات سنی لیکن تم اُن مین نہین ہو جو لوگون کو اپنا دین چہوڑنے پر مجبور کرتے ہین ›› خلیفہ مامون نے بجای اسکے کہ اپنی ناکامی پر غصہ کرتا یزدان بخت کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتہہ کردی تاکہ رعایا مین جو لوگ متعصب ہون انکی گزند سے برابر محفوظ رہے[۵۳]۔ تیرہوین صدی ہجری کے اوائل حصہ مین بیت جاثلیق کے نسطوری بشپ تہیوڈور نے اسلام قبول کیا اور اسکے لیے کسی طرح کا جبر و تشدد اسپر نہوا تہا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عیسائی مورخ[۵۴] جسنے بشپ کے مسلمان ہونیکا حال لکہا ہے جبر و اکراہ کا ذکر بھی ضرور کرتا۔ اس واقعہ کے سو برس بعد سنہ ۱۰۱۶ عیسوی مین اگناتیس[۵۵] تکریت کا یعقوبی المذہب مطران جو اس عہدہ پر پچیس برس تک مامور رہا تہا بغداد کو روانہ ہوا۔ اور خلیفہ قادر باللہ کے سامنے اسلام قبول کیا اور ابو مسلم[۵۶] اپنا نام رکہا۔ فی الواقع یہ بڑی

---

[۵۱] البلاذری صفحہ ۴۲۰-۴۳۱۔ [۵۲] بغداد مین یزدان بخت کے آنیکا عمل غالباً منفصلہ ذیل تہا جب خلیفہ مامون نے سنا کہ دشمنان اسلام کہتے ہین کہ اسلام کو دلیل سے نہین بلکہ تلوار سے کامیابی ہوی تو جسقدر مذہبی فرقہ اس زمانہ مین موجود تہے انکے سردارون کو خلیفہ نے طلب کیا اور ایک مجلس مناظرہ قائم کی جسمین علمای اسلام نے اپنے مذہب پر سے اس اتہام کو دور کیا اور کہا جاتا ہے کہ جو غیر مذہب والے وہان موجود تہے انہون نے تسلیم کیا کہ اہل اسلام نے اپنے دعوی کو اچہی طرح ثابت کردیا (المرتضی۔ المامون) [۵۳] کتاب الفہرست۔ پہلی جلد صفحہ ۳۳۸۔ [۵۴] ابو الفرج (۱) جلد سوم صفحہ ۲۲۴۔ [۵۵] تمام یعقوبی بطریق اگناتیس کا لقب اختیار کرتے تہے مسلمان ہونے سے پہلے اس بطریق کا نام مارک برقیقی تہا۔ [۵۶] ابو الفرج (۱) تیسری جلد صفحہ ۲۸۰-۲۹۰ الیاس نصیبی صفحہ ۲۵۰ ۱۳۲۱ مارک برقیقی (ابو مسلم) مرنے سے چوبیس برس پہلے پہر عیسائی ہوگیا انطاکیہ کے یعقوبی بطریقون کی تاریخ مرتبہ والیسے ہی ادر ادبھی درج

[۵۲] مانویہ مذہب فارس کے ایک شخص مانی نامی نے نکالا تہا نور و ظلمت کو دو اصل مانتے تہے جو شخص عیسائی ہولیا نمبر ۵ نوٹ نمبر ۲۔ مترجم

دلچسپ بات ہوتی اگر ان لوگون کی کوئی تحریر جسمین وہ اپنی زندگی کا تذکرہ لکھہ جاتے ہم تک
باقی ہوتی اور اوس سے ہمکو دریافت ہوتا کہ ان دونون شخصون کی طبیعت مین اسلام کا نشو و نما
کس طرح ہوا عیسائی مورخ نے ان دونون صورتون مین بدکاری کو تبدیل مذہب کا سبب
قرار دیا ہے لیکن یہ الزام جسکے ثبوت مین کوئی اور شہادت موجود نہین ہے مشتبہ ہے[۵۰] - اور اوسپر
اشتباہ بھی اسطرح کا ہو سکتا ہے جیسے کوئی رومن کیتھولک اپنے ہم مذہب پادری کا حال لکھے
کہ اوسنے پروٹسٹنٹ دین قبول کیا اور پھر اوسپر بہتان بندی کرے - اسمین شبہہ نہین کہ ان
دونون بڑے عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ذکر جو دو مخالف کلیساؤن مین معزز منصب
رکھتے تھے ہم تک اسوجہ سے پہونچا کہ وہ بڑے عہدہ دار تھے - لیکن جو لوگ کم درجے کے
تھے انکا حال لکھا ہی نہ گیا - مگر تبدیل مذہب کی ایسی مثالین شاذ نہ تھین کیونکہ جاق دی ویٹری
سے جو عکا کا بشپ (۱۲۱۶-۲۵ء) تھا اس امر کے متعلق قیمتی شہادت پہونچتی ہے -
اس بشپ نے ایشیا مین بود و باش کے بعد ذاتی تجربہ سے مشرقی کلیسا کا حال لکھا ہے -
وہ لکھتا ہے "جھوٹے نعوذ باللہ پیغمبر کی جھوٹی (نعوذ باللہ) ترغیب سے کمزور ہوکر اور
بُری طرح دام مین گرفتار بلکہ زخمی ہوکر اور نفسانی لذتون کی طمع سے مشرقی کلیسا غرق ہو گیا اور
وہ جسنے سرخ لباس مین پرورش پائی تھی نجاست کے تودے سے گلے ملا (نعوذ باللہ)"[۵۱]

مسیحی کلیسا جو ابتک بیان ہوئے اور جن پر اسلام کا اثر پڑا ان مین مشرق کا ارتھوڈوکس
کلیسہ تھا اور دیگر منحرف فرقے تھے جو اوس سے پیدا ہوئے تھے - لیکن گیارھوین صدی
عیسوی کے اخیر مین شام اور فلسطین کی مسیحی رعایا مین صلیبی مجاہدون کے گروہ کے گروہ جو مومن

(بقیہ صفحہ ۹۹) - ہین - ایک ان مین سے یہ ہے کہ ایک شخص جسکا نام نشایا تھا سنہ ۱۵۱۱ء مین مسلمان ہو گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد اسلام ترک کرکے
قبرص کو بھاگ گیا (جو اس زمانہ مین وینس والون کے قبضہ مین تھا) یہان یہ شخص توبہ کی لئے ایک ذلیل ہیئت سے گرجا کے دروازہ کے سامنے اوندھا لیٹ
گیا اور سب لوگ اسپر سے چلکر گرجا کے اندر اور باہر آتے جاتے تھے - دوسرا شخص نعمت اللہ تھا (سنہ ۱۵۶۰ء) مین جسنے عیسائی مذہب
کو ترک کرکے اسلام قبول کیا تھا لیکن اسنے بھی روما کے شہر مین جاکر پاپا گرگری سیزدہم کے سامنے توبہ چاہی (اور عیسائی ہو گیا) -
(ابو الفرج (۱) دوسری جلد صفحہ ۸۴۳ - ۸۴۸) [۵۱] فی الواقع الیاس نصیبی نے جو بہت بڑا مورخ تھا الیعقوبی البطریق سے اسطرح کی کوئی غلطی
منسوب نہین کی ہے - [۵۲] ہسٹوریا اوریئنٹالس - باب ۱۵ - (صفحہ ۴۵)

کیتہولک مذہب رکہتے تہے شامل ہوگئے - یہہ لوگ بیت المقدس کی عملداری اور ریاستون
مین جنکو انہون نے خود قائم کیا تہا اور جنکی زندگی دو صدیون تک تذبذب کی حالت مین ہی تہی
آباد ہوگئے - اس دو سو برس مین ان نوآباد عیسائیون مین سے کبہی کبہی کچہہ لوگ اسلام قبول
کرتے رہے - مثلاً جرمن اور لمبارڈیون کا ایک گروہ جو مسیحی سردار رینالڈ کی سرکردگی مین
تہا اصل لشکر سے علحدہ ہوگیا اور سلجوقی سلطان ارسلان نے اسکو ایک قلعہ مین محصور کردیا
رینالڈ اور اسکے ملازمون نے یہہ دہوکا دیکر کہ ہم فصیل سے نکلکر غنیم پر حملہ کرتے ہین باقی گروہ کو
چہوڑ دیا اور ترکون سے جا ملے اور اون مین پہونچکر اسلام قبول کیا۔[۱]

دوسری جنگ صلیب کی بدقسمت تاریخ مین ایک واقعہ اسی طرح کا اور پیش آیا - اودو ڈیل
نے جو سینٹ ڈینس کا منک اور بادشاہ لوئی ہفتم کا چیپلن تہا اس واقعہ کو لکہا ہے - اودو بادشاہ
لوئی کے ساتہہ اس صلیبی لڑائی مین گیا تہا اور اس قصہ کو اس طرح عمدہ عبارت مین اسنے لکہا ہے
جب صلیبی مجاہدون کا لشکر بری راستہ سے ایشیا کوچک مین ہوتا ہوا بیت المقدس کو جانے
کی کوشش کرتا تہا تو فرجیا کے پہاڑی درون مین ترکون کے ہاتہہ سے اسکو سخت شکست پہونچی
(۱۱۴۸ء) شکستہ لشکر اطالیہ کے شہر تک جو بندرگاہ بہی تہا مشکل سے پہونچ سکا - یہان
جنکے پاس اتنا روپیہ تہا کہ یونانی تاجرون کو منہہ مانگی قیمتین دیسکے وہ تو جہاز پر سوار ہوکر انطاکیہ کو
چلے گئے - لیکن بیمار اور زخمی آدمی اور زائرون کا انبوہ کثیر اطالیہ مین رہ گیا - اور یہہ سب یونانیون
کے رحم اور ترس پر جو انکے دغاباز دوست تہے چہوڑ دیے گئے - چلتے وقت بادشاہ لوئی نے
پانچ سو[۲] مارک یونانیون کو اس شرط پر دئے تہے کہ زائرین کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتہہ کردین
اور بیمارون کی اوس وقت تک نگرانی کرین کہ وہ روانگی کے قابل ہون - لیکن جسوقت لشکر
روانہ ہوا تو یونانیون نے زائرون کی بیکس حالت سے ترکون کو خبر کردی اور خود چپ بیٹہہ کر
انکی مصیبتون کا تماشا دیکہنے لگے - قحط اور وبا اور دشمنون کے تیرون نے ان غریبون کی

[۱] دے گوین - توم ۲ - (دوسرا حصہ) صفحہ ۱۵ - [۲] ایک قدیم چاندی کا سکہ تہا جو ساڑہے چہہ روپیہ کے قریب قیمت مین ہوتا تہا - مترجم

چھاؤنی مین ہلاکت اور بربادی پہیلادی - جب ان مصائب کی تاب نہ رہی تو ان مین سے تین یا چار ہزار آدمیون نے بہاگنے کا قصد کیا - مگر ترکون نے انکو حلقہ مین لے لیا اور قتل کرتے ہوے انکی چہاؤنی کی طرف بڑہے تاکہ فتح ناتمام نرہے جو لوگ مرنے سے بچ گئے اونکی حالت قطعی مایوسی کی رہ جاتی اگر ان آلام کو دیکھکر مسلمانون کے دل نرم نہ پڑ جاتے اور انکو ترس نہ آتا - مسلمان فوراً عیسائیون کی تیمارداری مین مصروف ہوے مفلسون اور فاقہ کشون کے ساتھہ کھلے ہاتھہ سے فیاضی کی - بعض مسلمانون نے یہ کیا کہ یونانیون مین گئے اور جو فرانسیسی سکہ کا روپیہ زائرون سے انہون نے زبردستی یا فریب دیکر لیا تہا اوسکو چہین لائے اور محتاجون مین تقسیم کردیا - غیر دین والون کے التفات اور ہم مذہب یونانیون کے ظلم نے جو انسے بیگار لیتے تھے اور انکو مارتے تھے اور جو کچھہ تھوڑا سرمایہ انکے پاس بچا تہا اسکو بہی چہین چکے تھے مسیحی زائرون پر ایسا اثر کیا کہ انہون نے خوشی و رضامندی سے اپنے بچانے والون کا مذہب اختیار کرلیا - مورخ اودو لکھتا ہے "ہم مذہب یونانیون سے بچکر عیسائی زائر کافرون مین جو انپر ترس کہاتے تھے پناہ لیتے - اور سنا جاتا ہے کہ جب ترک کوچ کرنے کو ہوے تو تین ہزار سے زیادہ عیسائی ترکون کے شریک ہوگئے - او اتلطف تو فریب سے بھی بڑہکر ظالم ہے! مسلمانون نے عیسائیون کو روٹی دی لیکن انکا مذہب چہین لیا - گو یقینی بات ہے کہ عیسائیون کی خدمت سے رضامند رہکر ترکون نے ان مین سے کسی کو بہی اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہین کیا[۱]"

عیسائیون اور مسلمانون مین میل جول کا بڑہنا اور صلیبی مجاہدون کا روز روز اپنے مخالفون یعنی مسلمانون کی نیکیون کی قدر کرتے جانا جس سے جنگہای صلیب کے پہلے اور پچھلے مورخون مین تمیز ہوتی ہے[۲] - اور مشرقی آداب و طرز معاشرت کی تقلید جو فرنیک لوگون نے ایشیا مین آباد ہوکر کی - یہہ سب باتین وہ تھین جو مذہبی خیالات پر بہی بنا اثر ڈالے بغیر نہ رہین - اس اثر کا بڑا نتیجہ

[۱] اودو دے دیوگلو (بادشاہ لوئی ہفتم کا سفر) مین یتوم ۱۹۵ صفحہ ۱۲۴۴۳ - [۲] گیزو "یورپ کی تاریخ تمدن" صفحہ ۲۲۳ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۲ع)

یہہ پیدا ہوا کہ بہت سے عیسائی نائٹون کے دل مین بھی اسلام کی طرف صلح کل کا خیال پیدا ہوا
اور یہہ خیال وہ تہا جسپر کلیسیہ نے شدت سے جرو توبیخ کی۔ جسوقت ابن منقذ جو بارہوین صدی
عیسوی مین شام کا ایک امیر گذرا ہے زمانہ صلح مین بیت المقدس مین آیا تو صلیبی مجاہدین جنکو نائٹس
ٹمپلر[۵۱] کہتے تہے اور وہ مسجد اقصی مین رہتے تہے انہون نے شامی امیر کو مسجد کے قریب ہی گرجا کا
ایک حصہ نماز پڑہنے کے لیئے دیدیا۔ اسی اثنا مین ایک نووارد صلیبی نے اسطرح کی مذہبی آزادی
کو خلاف مشرب سمجہہ کر نہایت قبیح فعل تصور کیا لیکن جب ابن منقذ کی نماز مین اسنے مخل
ہونا چاہا تو باقی مجاہدون نے نہایت غصہ سے اسکو روکا کہ مہمان کی عبادت مین خلل نہ ڈالے[۵۲]
صلح کے زمانہ مین جو اکثر آتا رہتا تہا صلیبی مجاہد اور مسلمان دوستانہ طریق سے ملتے تہے اور کیا عجب
ہے اگر ان موقعون پر مذہبی سوالات تقریر کا موضوع قرار پاتے ہون کیونکہ مذہب ہی وہ شے تہا
جو صلیبیون کو ایلیا مین لایا اور جسنے انکو متواتر لڑائیون مین مصروف کیا۔ جب خود مسیحی
عالمون کا یہہ حال تہا کہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اپنے دین کا بہتر اندازہ کرنیکے
قابل ہوتے تہے اور نیئے طرز خیال نے لوگون کی طبیعتون کو ڈگمگا دیا تہا جس سے طرح
طرح کے مذہبی شوشے پیدا ہو چلے تہے تو یہہ تعجب کی بات نہین کہ اکثر عیسائی مسلمان
ہو گئے ہون[۵۳]۔ بارہوین صدی عیسوی مین جو صلیبی عیسائی مسلمان ہوئے اونکی تعداد
صلیبیون کی کتب آئین مین جنکو بیت المقدس کا ضابطہ قوانین کہا جاتا تہا درج ہے۔
(اس ضابطہ کے بموجب خاص صورتون مین ضمانت نہ لی جاتی تہی)[۵۴]۔

اگر اون مسلمانون کا حال دریافت ہوتا جنہون نے ان عیسائیون کے مسلمان کرنے مین
صرف ہمت کی تو خالی از لطف نہ تہا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے اپنے کارنامون
کی کوئی یادگار نہ چہوڑی۔ البتہ صرف اس قدر ہم جانتے ہین کہ سلطان صلاح الدین اعظم کو یہہ

[۵۱] یہ فوجی خصائل کے لوگ تہے جنکی جماعت بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین اس غرض سے قائم ہوئی تہی کہ زائرین ایلیا اور آثار بیت المقدس کی حفاظت کرین ۲۱ ترجمہ [۵۲] ابن منقذ۔ پہلا حصہ صفحہ ۱۸۷-۱۸۸۔ [۵۳] پرظ۔ صفحہ ۲۶۶-۲۶۰۔ [۵۴] اسٹبردسے کوردی لوچیوس
ڈرکوی دیرہستورین دسے کروسیاد۔ توم ۲۔ صفحہ ۳۲۵۔

مسلمان اپنا افسر کہتے تہے - جس مصنف نے اس سلطان کا تذکرہ لکہا ہے وہ لکہتا ہے
کہ سلطان اپنے مسیحی مہمانون کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرتا تہا اور انکو اسلام قبول
کرنے کی ترغیب دیتا تہا[۵۱]-

سلطان صلاح الدین کی نامور زندگی اور دلیرانہ خصائل نے اوسکے ہمعصر عیسائیون کے
دلون پر عجب افسون کیا تہا - بعض مسیحی نائٹون کو بہی سلطان کی طرف ایسا میلان خاطر ہوا کہ اپنی
ملت اور قوم کو چہوڑ کر مسلمان ہو گئے - چنانچہ اس طرح کی مثال ایک انگریزی ٹمپلر کی ہے جسکا نام
رابرٹ آف سینٹ البنز تہا - اس مسیحی نائٹ نے ۱۱۸۵ء مین مسیحی دین ترک کیا اور شاہی
خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی[۵۲] - ۱۱۸۷ عیسوی مین صلاح الدین اعظم نے فلسطین
پر چڑہائی کر کے مسیحی لشکر کو معرکہ ہوتین مین فاش شکست دی - جو لوگ قید ہوے ان مین مسمی
گئی بیت المقدس کا بادشاہ بہی تہا - لڑائی سے ایک رات پہلے چہہ مسیحی نائٹ ""چونکہ انپر
شیطانی روح سوار ہوی نعوذ باللہ"" اپنے بادشاہ کو چہوڑ کر سلطان کے لشکر مین بہاگ
آئے اور یہان اپنی مرضی سے وہ سارے مین ""مسلمان ہو گئے[۵۳]"" سلطان صلاح الدین اور ریمنڈ
سوم امیر طرابلس مین یہہ صلاح ہو گئی تہی کہ ریمنڈ اپنے ماتحتون کو مسیحی دین چہوڑنے اور اسلام
قبول کرنے کی ترغیب دے لیکن ریمنڈ کی دفعتاً موت نے اس تجویز پر عمل نہ ہونے دیا[۵۴]-

بیت المقدس کی ہزیمت اور ایلیا مین سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے یورپ کو برانگیختہ
کیا کہ تیسری جنگ صلیب برپا کی جاوے جسمین عکا کا حصار سب سے بڑا واقعہ ہے (۱۱۸۹-۹۱ء)
مسیحی فوج نے اس لڑائی مین قحط اور وبا سے وہ دردناک مصیبتین اٹہائین کہ بہت عیسائی اپنا لشکر
چہوڑ کر فاقے توڑنے کے لیے مسلمانون کے لشکر گاہ مین چلے آئے - کچہہ عرصہ کے بعد ان مفرور
عیسائیون مین سے بہت لوگ تو مسیحی لشکر مین واپس آ گئے اور بہت نے اپنی قسمت کا پانسا

---

۵۱ بہاء الدین صفحہ ۲۰۵ - ۵۲ روجر ہوودن - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۷ - ۵۳ بینیڈکٹ آف پیٹر بارو - دوسری جلد
صفحہ ۱۱-۱۲ - ۵۴ بینیڈکٹ آف پیٹر بارو - دوسری جلد صفحہ ۱۲-۲۱ - اور روجر ہوودن جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ - ۳۴۲ -

مسلمانون کے ساتھہ پہینکا - ان عیسائیون مین سے بعض نے اپنے مذہب پر قائم رہکر
ان لوگون کی خدمت اختیار کی جو پہلے دشمن تھے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نئے آقاؤن
یعنی مسلمانون سے یہہ عیسائی خوش رہے اور باقی مفرور عیسائی اسلام قبول کر کے دیندار مسلمان
بن گئے [۱] - ان مفرور عیسائیون کے تبدیل مذہب کا حال ایک مؤرخ نے لکھا ہے جو رچرڈ اول
بادشاہ انگلستان کے ساتھہ تیسری جنگ صلیب مین گیا تہا - یہ مؤرخ لکھتا ہے ”ہمارے
بعض آدمی (جنکے مقسوم کا حال بغیر تاسف کے نہ کہا جا سکتا ہے اور نہ سنا جا سکتا ہے) قحط
کی سختی سے تنگ آ گئے اور اُنہون نے جسم کی نجات مین اپنی روح پر عذاب لیا - کیونکہ جب
قحط کی مصیبت کا بڑا حصہ ختم ہو گیا تو وہ ہمکو چھوڑ کر ترکون مین بھاگ گئے - اور دین سے برگشتہ
ہونے مین انہون نے تذبذب نہ کیا - دنیا کی زندگی کچھہ دن اور آرام سے بسر کرنے کے لیئے
کفر کے سخت کلمے کہکر ہمیشہ کی موت کو خریدا - اور غارتگر تجارت اور شرمناک فعل جو عذاب
کی حد سے بھی بڑہ گیا - اور احمق آدمی مثل بیوقوف حیوان کے تو اوس موت سے بھاگا جسکا
آنا ناگزیر ہے - اور اوس موت سے نہ بچا جو کبھی ختم نہ ہوگی [۲]“

اس زمانہ سے لیکر آئندہ زمانہ تک جو عیسائی اپنا دین چھوڑ کر مسلمان ہوئے اُنکا ذکر
سیاحون کی تحریرون مین جنہون نے ایلیا اور اور مشرقی ملکون مین سفر کیا ملتا ہے - جن مسلمانون
نے بادشاہ سینٹ لوئی کو گرفتار کیا تہا جب انہون نے زر مخلصی کے لیئے بادشاہ کو حلف
دیا (سنہ ۱۲۵۰ء) تو شرائط حلف کے مجوزہ لوگ تھے جو پہلے قسیسون کا رتبہ رکھتے تھے
لیکن اب وہ مسلمان تھے [۳] - جسوقت اس بادشاہ کی رہائی کے لیئے روپیہ دیا جاتا تہا تو ایک اور
نومسلم جو پہلے عیسائی تہا بادشاہ کے لیئے ایک تحفہ لیکر آیا - یہ شخص فرانس کا باشندہ تہا اور
پرونس مین پیدا ہوا تہا - سنہ ۱۲۱۹ عیسوی مین بادشاہ جان برینی کے ساتھہ دمیاط کی مہم مین
وہ آیا تہا - لیکن مصر مین رہ پڑا اور ایک مسلمان عورت سے شادی کر کے مصر مین بڑا آدمی بن گیا [۴] -

[۱] ابوشامہ صفحہ ۱۵ - [۲] زائرون کا سفرنامہ اور بادشاہ رچرڈ اول کی کارنامی“ (مؤلفہ ولیم سٹبز) (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۴ء) [۳] جوئنول صفحہ ۲۴۳

[۴] جوئنول صفحہ ۲۶۲ -

ایلیا مین آکر مسیحی زائرین کے مسلمان ہوجانے کا خوف اسقدر بڑھ گیا تہا اور یہہ بات ایسی ظاہر ہوگئی تہی کہ ۱۲۶۶ء عیسوی کے قریب اموئی ڈی ویسے لاردش نے جو فرانس کے نائٹ ٹمپلرون کا سردار تہا ایک "یادداشت" الکہی اور روما کے پوپ اور فرانس اور جزیرہ سسلی کے افسران کلیسہ (الگیٹ) سے درخواست کی کہ محتاجون اور ضعیفون اور ایسے لوگون کو جو ہتہیار لگانے کے قابل نہون ممانعت کیجاوے کہ سمندر پار کرکے فلسطین مین داخل نہون کیونکہ ایسے لوگ یا تو قتل ہوجاتے ہین یا سارسین اُن کو قید کرلیتے ہین یا وہ مسیحی دین چہوڑکر مسلمان ہوجاتے ہین[۵۱]۔ ۱۳۵۰ء عیسوی مین جب لودلف ڈی سوخم نے ایلیا مین سفر کیا تو لکھا ہے کہ تین نومسلم جو پہلے عیسائی تہے حبرون مین اسکو ملے۔ یہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلے مندن کے کلیسہ سے آئے تہے اور نائٹ وسٹفالن کے ملازم تہے جسکی توقیر سلطان صلاح الدین اور اور اسلامی بادشاہ کرتے تہے[۵۲]۔ سرجان ماندویل جسنے چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین فلسطین مین اپنا سفر کرنا لکھا ہے اُن عیسائیون کا حال لکھتا ہے جو مسلمان ہوگئے تہے۔ مگر یہہ صاف نہین بیان کرتا کہ جو خیال اسنے ظاہر کیا ہے وہ مشرقی کلیسہ کی نسبت ہے یا مغربی کلیسہ کی۔ وہ لکھتا ہے "نیز بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کے لوگ یا تو افلاس کی وجہ سے یا حُمق سے یا محض شرارت سے سارسین (مسلمان) ہوجاتے ہین[۵۳]" ماندویل نے یہہ بہی لکھا ہے کہ سلطان مصر نے جسکی خدمت مین یہ کئی برس تک حاضر رہا تہا اس بات کی کوشش کی کہ ماندویل اپنا "آئین و اعتقاد" ترک کرکے مسلمان ہوجاوے[۵۴]۔

بلاشبہہ ان منتشر واقعات سے جنکو ارباب تصانیف نے لکھا ہے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ زیادہ کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا ہوگا جسکی کوئی تاریخ ہم تک نہ پہونچی مثلاً کہا گیا ہے

---

[۵۱] ماس لاتری (۱) دوسری جلد صفحہ ۲۔ [۵۲] لودلف ڈی سوخم۔ صفحہ ۱۔ [۵۳] مانڈویل۔ صفحہ ۱۴۱۔

[۵۴] مانڈویل۔ صفحہ ۳۵۔

کہ پندرہوین صدی عیسوی کے ختم کے قریب پچیس ہزار عیسائی جو اب مسلمان ہوگئے تھے قاہرہ کے شہر مین موجود تھے[۱]۔ اور اسی طرح ضرور ہے کہ لیٹن کی عیسائی عملداریون کے زوال کے بعد ایلیا مین اور نومسلم بھی ہونگے جو پہلے عیسائی تھے۔ لیکن اس زمانہ کے مسلمان مؤرخون کو سلاطین کے کارہائے عظیم اور شاہی خاندانون کے عزل ونصب کی سرگذشت لکھنے مین ایسی مصروفیت تھی کہ ادنی درجہ کے لوگون مین جو مذہبی انقلاب ہوا اوسکی طرف توجہ نہ کرسکے اور (جہان تک مجھکو پتہ چلا ہے) انہون نے عیسائیون کے مسلمان ہونے کا بھی ایسا ہی کم خیال کیا ہے جیسے اپنے ہم مذہب مسلمانون کے عیسائی ہونیکی طرف سے بے توجہی ظاہر کی ہے۔ پس ہم مجبور ہین کہ ان دونون قسم کے واقعات کی نسبت علم حاصل کرنیکے لیئے عیسائی مصنفون پر بھروسا کرین۔ مگر ان عیسائیون کا یہ حال ہے کہ اگر مسلمان عیسائی ہوا تو اسکا حال تو بہت تفصیل اور دلسوزی سے لکھا۔ لیکن اگر عیسائی مسلمان ہوا تو ایسے واقعات کی شہادت بہت اکراہ سے دی اور اوسکی اغراض کو نہایت برُے رنگ مین دکھایا۔ یہہ امکان کہ کسی عیسائی نے خالص ایمان سے اسلام قبول کیا ان عیسائی مصنفین کے دل مین اسکا خیال بھی کبھی نہی گذرا اور اگر گذرا بھی ہو تو اتنی جرات کسکو ہوتی کہ اسکا علانیہ اعتراف کرکے مسیحی علماء کے قہر وغضب کی کڑک بجلیان اپنے اوپر گرواتا۔ سر جان ماندویل بھی جسنے اپنی آدہی عمر اسلامی ملکون مین بسر کی اور اسلام پر رائے ظاہر کرنے مین تعصب کو دخل نہ دیا اسکو بھی یہہ ہی کہتے بن پڑا کہ جن عیسائیون نے اسلام قبول کیا اگر اُنکی اغراض بُری نہ تہین تو اُنکے بیوقوف ہونے مین تو کلام نہین۔ اگر وہ بدمعاش اور بہوکے نہ تھے تو احمق تو ضرور تھے۔ اس قسم کے بیانات کو ٹھیک جانچنے مین کہ انکی اصلی قیمت کیا ہے ہم کو یہہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ جن عیسائی مصنفون نے انکو لکھا ہے انکا میلانِ خاطر ایسا ہی کچھہ تھا۔

عیسائیون کی تعداد کی نسبت جو مسلمان ہوے مذکورۂ بالا تاریخی ماخذون سے کم اطلاع

---

[۱] لیونارڈ وڈسکو بالدی جسکو کتاب بطوطہ کے دیباچہ مین ڈفریمری اور سنگنوینتی نے نقل کیا۔

ملتی ہے بلکہ تعداد کا پتہ بھی اتنا ہی کم چلتا ہے جتنا تبلیغی کوششون کا حال نہین کھلتا جو تبدیل
مذہب مین انکی تحریص کا باعث ہوئین۔ منک بورکارڈ نے ۱۲۸۳ء[1] کے قریب لکھا ہے کہ
صلیبی مجاہد اپنے قلعون سے نکالے گئے اور رُوما کی قوت کا مشرق مین خاتمہ ہوا تو ان واقعات
سے چند سال پیشتر عیسائیون کا شمار کل اسلامی دنیا مین مسلمانون کی تعداد سے بہت زیادہ تھا
کل رعایا مین (سوائے مصر و عرب کے) مسلمانون کی تعداد تین یا چار فیصدی سے زیادہ
نہ تھی۔ یہ عبارت بلا شبہہ مبالغہ آمیز ہے اور نیک نفس بورکارڈ نے جلدی سے نتیجہ نکال لیا کہ جو
حال صلیبی مجاہدون کے شہرون اور آرمینیا کو چک مین تھا ایسا ہی مشرق مین اور مقامات پر
ہوگا۔ مگر اسکی عبارت سے لتناضر و ترشح ہوتا ہے کہ جنگہاے صلیب کے زمانہ مین کثرت سے
لوگ مسلمان نہین ہوے۔ اور یہہ کہ جب ایلیا پر مسلمانون کی حکومت دوبارہ ہوی تو انہون نے
عیسائیون کو مذہب مین ایسی ہی آزادی دی جیسے پہلے انکو حاصل تھی۔ صرف جزیہ دیکر انہون
نے ''امن و عافیت'' کو خریدا۔ اس بیان مین فرض یہہ کیا گیا ہے کہ تبدیل مذہب کی مثالین
جو وقوع مین آئین وہ خاص خاص لوگون کی تھین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام کا خیال
ہوا اور مسلمان ہونے کیلیے انپر جبر نہ ہوا۔ ایسی مثالین بیان کردی گئی ہین کہ عیسائیون نے
مسلمانون کی خدمت اختیار کی اور اپنے دین پر قائم اور اوسکی پیروی مین آزاد رہے۔ چنانچہ
بیت المقدس کی عدالتون نے دو طرح کے لوگون مین تمیز قائم کی تھی۔ ایک وہ ''جنہون نے

---

[1] بورکارڈ لکھتا ہے ''لیکن فی الواقع یہ امر غور طلب ہے اگرچہ بعض لوگ جو کسی بات کو بن دیکھے بیان کرتے ہین اسکے خلاف
ہین کہ مشرق کا تمام ملک جو سمندر پار ہی مسیح کا نام لیوا ہی اور اسی کی نام کا وعظ کرتا ہی۔ البتہ ساراسین (مسلمان) اور بعض کمان جو
کپادوسیا مین رہتی ہین اس سی مستثنیٰ ہین پس مین اسکو یہی بات سمجھتا ہون (جیسا کہ مین نے خود دیکھا ہی) اور جو لوگ جانتی ہین انسی سنا ہی)
کہ یہہ ایک مقام اور عملداری مین (سوای مصر و عرب کے) جہان کثرت سی ساراسین اور دیگر پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم آباد ہین تمکو ہر ساراسین
کے پیچھے تیس یا اس سی زیادہ عیسائی ملینگے۔ چونکہ تمام عیسائی جو سمندر پار رہتے ہین مشرقی ہین (گو وہ عیسائی ہون) اور چونکہ وہ ہتیار نہین استعمال
کرتے کیونکہ ساراسین اور تاتاریون کی حملون سی ڈر کر انکی رعایا بنگئے ہین اور امن و عافیت کو خراج دیکر خریدتی ہین اور ساراسین اور اور لوگ جنسے
تعرض نہ ہو اپنی عمال اور محصول جمع کرنیوالون کو انکی ملکون مین مقرر کرتے ہین اسلیے یہ ہوتا ہی کہ عملداری کو ساراسین کی عملداری کہا جاتا ہے
حالانکہ درحقیقت عمال اور محصول جمع کرنیوالون اور انکے کنبون کی سوی باقی تمام لوگ عیسائی ہین اور یہہ مین اپنی آنکھون سی سلیسیا اور
آرمینیا کوچک مین دیکھا ہی جو تاتاریون کی حکومت مین ہین'' (بورکارڈی دے منتی سیون ڈیسکرپتیو تیرے سانگتے۔ صفحہ ۹۰)

خدا سے انکار کیا اور دوسرے قانون کی پیروی کی" اور دوسرے وہ "جنھون نے عیسائیون کے خلاف سارا سین کی اور اور کافرون کی فوجی خدمات ایک برس اور برس پر ایک دن سے زیادہ کین [۵۱]"

ویسی عیسائی مسلمانون کی حکومت کو صلیبی مجاہدون [۵۲] کی حکومت پر یقینی ترجیح دیتے تھے۔ اور جب بیت المقدس اسوقت (سنہ ۱۲۴۴ع) اور ہمیشہ کے لیئے مسلمانون کے قبضہ مین آگیا تو معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کی عیسائی رعایا نے اپنے آقاؤن یعنی مسلمانون کا خیر مقدم کیا اور امن و رضامندی سے انکی حکومت کے مطیع ہو گئے [۵۳]۔

حکومت اسلامیہ مین عیسائیون کو جو مذہبی آزادی میسر آئی تو ایشیای کوچک کے عیسائیون کو بھی ویسی زمانہ مین اسکا خیال پیدا ہوا اور سلجوقی ترکون کے آنے کو یہ سمجھکر عیسائیون نے اپنے حق مین مفید جانا کہ عیسائی حکومت سے وہ ہمکو رہا کرین گے یعنی محصول ہی کی سختیون سے نہین بلکہ کلیسہ یونان کی عقوبت پسند خصلتون سے بھی نجات ملیگی جسنے منحرف فرقہ پالیسین اور ائیکانوکلاسٹ پر سخت ظلم کیے تھے۔ چنانچہ میکائیل ہشتم (سنہ ۱۲۶۱-۸۲ع) کے زمانہ مین وسط ایشیای کوچک کے باشندون نے ترکون سے درخواست کی کہ چھوٹے شہرون پر قبضہ کرلین تاکہ رعایا کو عیسائی سلطنت کے ظلم سے نجات ملے اکثر امیر غریب وطن ترک کرکے ترکون کی عملداری مین چلے آتے تھے [۵۴]۔

اب صرف مغربی ایشیا کے دو کلیساؤن کا یعنی ارمنی اور جرجانی کلیسہ کا ذکر کرنا باقی رہ گیا ہے۔ ارمنی کلیسہ کی نسبت یہہ کہہ سکتے ہین کہ تمام شرقی کلیسہ جو حکومت اسلامیہ کے فرمان پذیر ہو

---

۵۱ اسیز دے جروسلم۔ توم ۲۔ صفحہ ۳۲۵ ۵۲ پرظ۔ صفحہ ۱۴۶۔ ۱۴۷ و ۱۵۰۔

۵۳ سنہ ۱۲۲۱عیسوی مین آلیا کے پریلیتون نے فریل کا مضمون خوارزمیون کے حملے کے بارے مین لکھا سلطان ایوب نے خوارزمیون کو کمک کیلیے بلایا تھا تاکہ ملک سے صلیبیون کا استیصال ہو پریلیتون نے لکھا ہے کہ "(خوارزمی) تمام ملک مین نصارت سے لیکر جافت تک پھر تے ہین کوئی انکا مزاحم نہین وہ ملک پر قبضہ کرتے ہین اور اسکو تقسیم کرتے ہین گویا کہ ملک ان ہی کا ہے اور اپنی حاکمون اور عمال کو مشرقی عیسائیون کی شہرون اور قصبون مین مقرر کرتی ہین اور عیسائی زمیندارون سے ٹھیک اسیطرح کا محصول اور خراج لیتی ہین جیسا کہ دستور کی موافق انپر لگایا جاتا تھا مشرقی عیسائی جو اب صلیبیون کے دشمن ہوگئے ہین وہ انسے باغی ہین خوارزمیون سے جا ملے ہین" میتھیو پارسی لیبنس کرانیک یور مولفہ لیوارڈ چوتھی جلد صفحہ ۳۴۳ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۷۷ع ۵۴ فنلے جلد تیسری صفحہ ۳۵۸۔ ۳۵۹ اکروسی دی بیزنٹیز دیس متلا لترز صفحہ ۲۷۶)

ہوسے ارمنین یہہ ہی کلیسہ ایسا تہا جسنے (تعداد کی نسبت کے اعتبار سے) اپنے معتقدین کو نو مسلمون کے ازدیاد شمار کے لیے سب سے کم پیش کیا۔ بہادر قوم ارمنی کے حالات دلچسپ ہین کہ مخالفون کے مقابلہ مین جنکی تعداد ہی مغلوب کرنیوالی تہی وہ کسطرح کشمکش مین ہی اور صدیون کی جنگ و پیکار ظلم و ستم اور جلاوطنی کے بعد کس حسن عقیدت سے وہ اپنے مسیحی دین سے وابستہ رہی مگر باوجود اس دلچسپی کے ہماری کتاب مین گنجایش نہین کہ سوای مختصر حال کے کہ اسکو اسلامی تاریخ سے کیا واسطہ رہا کچہہ زیادہ لکہا جاوے۔ آرمینیا کی عملداری حملہ عرب کے بعد بہی زندہ رہی اور نوین صدی عیسوی مین عروج پاکر قابل وقعت عملداری ہوگئی خلافت بغداد کے زمانہ انحطاط مین اسکو ترقی رہی لیکن گیارہوین صدی عیسوی مین ترکان سلجوق نے اسکو غارت کیا۔ کچہہ لوگ بہاگے اور آرمینیا کوچک کی ریاست قائم کی لیکن چودہوین صدی مین یہہ بہی مٹ گئی۔ آرمینیا کے لوگون کی قومی زندگی باوجود اسکے کہ خودمختاری انکے ہاتہہ سے جا چکی تہی برقرار رہی اور جیسا کہ ترکونکی حکومت مین یونان والون کا حال تہا آرمینیون کا مذہب اور قومی کلیسہ بہی انکی حمیت اور آرزؤون کا مرجع عام بن گیا۔ چنانچہ تاوَرنیئر[۵۱] نے گو اوسکے قول مین غمخواری نہین پائی جاتی آرمینیون کی نسبت لکہا ہے کہ۔ "شاید بہت کم ارمنی ایسے ہون جو نفع دنیا کے خیال سے اسلام قبول کرتے ہون۔ لیکن عموماً وہ دنیا کے سب سے زیادہ ہٹیلے اور سرکش لوگون مین ہین اور تعصب کے اصولون مین سب سے بڑہکر مضبوط ہین"

جرجانی کلیسہ (جو چوتھی صدی عیسوی کے شروع مین قائم ہوا) یونان کے کلیسہ کی شاخ تہا چہٹی صدی عیسوی کے وسط سے جرجان کے بطریق نے خودمختاری حاصل کی لیکن جرجانی اور یونانی کلیسہ مین ہمیشہ تعلق رہا۔

خانہ جنگیون سے برباد ہوکر اور یونانیون۔ عجمیون عربون اور ترک مغل کی متواتر یورشون کو سہکر جرجان کے بہادر باشندون کی تاریخ ایسی ہے جسمین بیرونی دشمنون سے معرکون کا تانتا

[۵۱] تاورنیئر (۱) صفحہ ۱۷۴۔

اور ملکی سرداروں کے نہایت سخت باہمی ہنگاموں کا سلسلہ مشکل سے ختم ہوتا ہے۔ البتہ دو
ایک شاہان ذی قدر ان میں ایسے گذرے جنہوں نے اپنے عہد میں رعایا کے لیے چند روزہ
امن پیدا کر دیا اور ملک کی بدرجہ اوسط بدنظمی ہمیشہ کے آشوب کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوئی
جرجانیوں کا شوق خودمختاری جو غیر کی حکومت کا متحمل نہ تھا بلا کی وحشت رکھتا تھا۔ چنانچہ جب
مسلمان جو جرجان کے قریب رہتے تھے جرجانیوں پر حکومت قائم کرنے میں یا انکو اپنے
دین پر لانے میں ناکام رہے تو اکثر اوقات مسلمانوں کا غصہ جرجان والوں پر ایسا ایسا تیز ہوا
کہ دیوانگی کو پہونچ گیا۔ تبدیل مذہب کے معنی تھے ملکی آزادی سے محروم ہونا اور یہہ ہی
خیال جرجانیوں میں تھا جو اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ جرجانی کلیسہ نے جسقدر مسیحی شہیدوں
کے نام اپنی تاریخ میں درج کیے ہمعصر کلیسہ یونان ایسے ہی معزز ناموں کی کوئی فہرست ہمارے
سامنے پیش نہیں کرتا۔

جس وقت تک جرجان پر غارتگر افواج مغل کا گذر نہ ہوا مسیحی دین بدستور قائم رہا۔ لیکن جب انکا
خونخوار لشکر گرجاؤں اور خانقاہوں کو مسمار کرتا اور آدمیوں کی کھوپڑیوں کے منارے چنتا ہوا
آگے بڑھا تاکہ اسکے کوچ کے نشان جا بجا نظر آویں تو اسوقت البتہ مسیحی دین بازی ہارنے لگا
کیونکہ جرجانی مدت سے دینی ضروریات سے مہیا نہ رہے تھے اور قسیس کی تعداد اور لیاقت میں
کمی ہو گئی تھی[51] ان واقعات کے بعد جو لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے انہوں نے قسیسوں
کی تکلیفوں کو اسطرح اور بڑھا دیا کہ گرجاؤں اور خانقاہوں کی آمدنیوں کو اپنے نفع کے لیے
استعمال کیا اور اسطرح مسیحی دین کے زوال میں اور عجلت پیدا کر دی[52]۔

سنہ ۱۳۸۶ عیسوی میں تیمور کا حملہ جرجان کی مصیبتوں پر دوسرا قہر تھا جو سب سے بڑھ گیا۔
سکندر اول بادشاہ جرجان (۱۴۱۲ سے ۱۴۴۲ع) نے اپنے عہد حکومت میں ملک کو غیروں کے

---

۵۱ یوسلین۔ صفحہ ۱۲۵۔ اس زمانہ میں جرجانی قوموں الفاظ۔ جی ختہ۔ اوسیتہ۔ کباردس۔ اور کستھیفز
مسیحی دین چھوڑ بیٹھیں۔ ۵۲ یوسلین صفحہ ۱۲۷۔

تسلط سے آزاد کیا اور مسلمانون کو جرجان سے نکال دیا۔ لیکن سکندر کے مرنے کی بعد جرجان کی سلطنت حصہ ہو کر چھوٹی چھوٹی عملداریون مین تقسیم ہو گئی۔ اور جسقدر ملکی آزادی انکے پاس رہ گئی اوسکو بھی ذرا ذرا کر کے ترکون اور عجمیون نے چھین لیا۔ مسلمانون نے جرجان کو ہمیشہ اپنے مقبوضات کا سرکش اور باغی حصہ سمجھا تھا جو ہمیشہ خفیف موقع پر بھی بغاوت اوٹھانے سے نہ چوکتا تھا۔ ترک و عجم دونون چاہتے تھے کہ جرجان کی رعایا کو مسلمان کر کے اپنا مطیع بنایا جاوے۔ قسطنطنیہ مین جب عیسوی سلطنت کا زوال ہوا۔ اور ایشیا کوچک مین ترکی قوت کو عروج ہوا تو اخل زیخی اور دیگر اضلاع کے باشندون نے جو اخل زیخی سے مغرب کی سمت مین آباد تھے اسلام قبول کیا[51]۔ سنہ ۱۵۷۹ء عیسوی مین دو جرجانی شہزادے جو بھائی بھائی تھے سفیر بنکر دو سو ملازمون کے ساتھ قسطنطنیہ مین آئے اور چھوٹے بھائی نے مع اپنے ساتھیون کے اسلام قبول کیا جسکی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے منصب پر تصرف کرنا چاہتا تھا[52]۔ عرصہ کے بعد چند اضلاع جو جرجان کے وسط مین تھے فتح ہونے کے بعد ترکون کے قبضہ مین آ گئے اور وہان کے باشندون نے اپنے فاتحون یعنی مسلمانون کا دین قبول کیا[53]۔ اسی زمانہ سے سمزخی نے جو جرجان کا بالکل مغربی حصہ تھا سلطنت ٹرکی کو اپنا حاکم بالادست تسلیم کیا۔ والیان جرجان اور اوسکے باشندون کو ترکون نے مسیحی دین کی پیروی مین کامل آزادی دی۔ لیکن سنہ ۱۶۲۵ء مین جرجان کا فرمانروا خاندان مسلمان ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس ملک کے سردارون اور امیرون نے بھی شاہی خاندان کی مثال کا اتباع کیا۔

عیسائی مذہب نے کسانون پر مدت تک اپنا قبضہ رکھا۔ لیکن جب سمزخی کے قسوس نے کاتلی کے بطریق کی اطاعت سے انکار کیا تو باشندون کی دینی ضروریات کے لیے جو سامان مہیا کیا جاتا تھا بند کر دیا گیا۔ جرجان کے بڑے لوگون نے مسلمان ہونے سے پہلے ہی گرجاؤن کے اوقاف کو لوٹنا شروع کر دیا اور مسلمان ہونے کے بعد قدرتی طور

۵۱ یوسلینین۔ صفحہ ۱۴۳۔ ۵۲ کتریوس۔ صفحہ ۴۹۔ ۵۳ یوسلینین۔ صفحہ ۱۷۵۔

پر انہون نے گرجاؤن مین نذرین چڑہانی چہوڑدین - جب گرجا اور کنائس بوسیدہ ہوے
تو انکی جگہہ مسجدین تعمیر ہوگئین[۵۱]-

جرجان کا جو حصہ ترکون کے قبضہ سے بچا اُسنے فارس کی اطاعت قبول کی اور جسوقت
تاورنیئر نے جرجان کے اس حصہ کو دیکہا تو اسکو معلوم ہوا کہ وہ دو عملداریون مین منقسم ہے
جو سلطنت فارس کے مطیع ہین اور وہ دو جرجانی شہزادے فرمانروا ہین جنکو منصب حکومت
کے لیے پہلے اسلام قبول کرنا پڑا[۵۲]- ان شہزادون مین سے پہلا شہزادہ طاریوج قسطنطین تہا
جو سکندر دوم بادشاہ خیت کا بیٹا تہا - قسطنطین نے شاہ فارس کے دربار مین پرورش پائی
تہی اور سترہوین صدی کے شروع مین وہ اسلام قبول کیا تہا[۵۳]- پہلا مسلمان بادشاہ کارتلی کا
طاریوج رستم (۱۶۳۴ تا ۱۶۵۸ء) تہا - اسنے بہی فارس مین پرورش پائی تہی اور وہ خود اور اسکے
جانشین سترہوین صدی کے اختتام تک مسلمان تہے[۵۴]-

تاورنیئر نے بیان کیا ہے کہ مسیحی دین کی باتون سے جرجان کے لوگ بالکل ناواقف ہین
اور انکے قسیس جاہل اور شریر ہین - بعض افسران کلیسہ نے فی الواقع عیسائی لڑکون اور لڑکیون
کو ترکون اور عجمیون کے ہاتہہ غلامی مین فروخت کر دیا[۵۵]- اس زمانہ سے جرجان مین مذہب
عیسوی سے برگشتگی عام ہوگئی خاص کر ادنیٰ لوگون مین جو دربار فارس مین رسوخ پیدا کرنا
چاہتے تہے[۵۶]- ۱۷۰۳ء مین کارتلی کا بادشاہ وختنگ پنجم مسیحی المذہب تہا - اوائل دور حکومت
مین سات برس تک اصفہان مین قید رہا جہان بہت کوشش کی گئی کہ وہ مسلمان ہوجاوے
مگر وختنگ نے کہہ دیا کہ تخت و تاج کو کفر کے بدلے مین خریدنے سے وہ حکومت سے محروم
ہوجانا بہتر جانتا ہے - یہہ کہا جاتا ہے کہ اسکا چہوٹا بہائی اگرچہ جرجان کا وہ بطریق تہا لیکن

---

۵۱ بروسے - حصہ ۲ - لوریزین صفحہ ۲۲۲ - ۲۲۵ - (ڈیسکرپسیون جیوگرافیق دے لا جورجی پارسے طاریوج وکہوخ صفحہ ۷ مطبوعہ
سینٹ پٹرزبرگ ۱۸۴۲ء) ۵۲ دی سکس ایوئیجز صفحہ ۱۲۰ - ۵۳ یوسلیئن صفحہ ۱۴۹ - ۵۴ یوسلیئن صفحہ ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۵۵ تاورنیئر
صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۶ - تاورنیئر نے مسلمانون کی تعداد کا تخمینہ قریب بارہ ہزار کے کیا ہے - ۵۶ بروسے حصہ
۲ - لوریزان ا صفحہ ۱۸۵ - ۱۸۱ -

اسنے عیسائی مذہب ترک کرکے اسلام اس شرط پر قبول کیا کہ کارتلی کا تخت اسکو مل جاوے۔ اہل عجم نے اسکو شاہانہ اختیارات دیدیے لیکن جرجانیون نے اسکو اپنا حاکم ماننے سے انکار کیا اور عملداری سے اسکو باہر نکال دیا[۵۷]

اٹھارہوین صدی کے ختم کے قریب جرجان کے بادشاہ نے اپنی رعایا کو سلطنت روس کی حفاظت مین دیدیا۔ جس وقت تک جرجانیون پر مسلمان حملہ اور یورش کرتے تھے اُسوقت تک اہل جرجان کے جوش حمیت نے مسیحی دین کو اپنے مین زندہ وسلامت رکھا لیکن اب چونکہ بیرونی سلطنت جسنے انکی آزادی کو چھیننا چاہا عیسائی مذہب رکھتی تھی تو کوہ قاف کے بعض شمالی اضلاع مین یہہ ہی جوش اس طرح صرف ہوا جس سے اسلام کا نفع مرتب ہوگیا۔ داغستان مین ایک درویش منصور نامی نے کوشش کی کہ قاف کی مختلف قومون کو روسیون کے مقابلہ کے لیے متحد کردے۔ منصور نے اسلام کا وعظ شروع کیا اور بوچیستان اور داغستان کے عیسائی شہزادون اور رئیسون کو مسلمان کرلیا جو آجتک مسلمان ہین۔ سرکیشیا کے بہت سے لوگون نے بھی منصور کا وعظ سنکر اسلام قبول کیا اور عیسائیونکی ماتحتی سے جلاوطنی کو بہتر جانا[۵۸] لیکن سنہ ۱۷۹۱ء مین منصور قید کیا گیا اور سنہ ۱۸۰۰ء مین آخرکار جرجان سلطنت روس مین شامل کرلیا گیا۔

---

۵۷ اصلی دستاویزات متعلق امور ڈپلومیتک مابین جرجان و فرانس۔ بادشاہ لوئی چہاردہم کے عہد سلطنت کے ختم کے قریب جنکو مسٹر بروسے خرد نے جمع کیا۔ قوم ۹ صفحہ ۱۹۷ - ۱۵۱ - ۲۴۔ ۵۸ کزنی صفحہ ۷۔ نگار نے صفحہ ۱۹۴ سنہ ۱۸۶۴ء مین تقریبًا پچاس لاکھ سرکیشی مسلمان سلطنت عثمانیہ مین چلے آئے۔

باب چہارم

افریقیہ کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

افریقہ مین اسلام کا آغاز سنہ ۶۴۰ عیسوی سے ہوا جب کہ عمرو ابن العاص کی سرکردگی مین سپاہ عرب نے مصر پر چڑہائی کی - تین برس کے بعد روم کی عیسائی فوجین مصر سے ایسی بُلالی گئین اور انکی علیحدگی نے عیسائیون کی کثیر آبادی کو اسلامی فاتحون کے حوالے کر دیا - مبارزان عرب کی جلد کامیابی زیادہ تر اس بات کا نتیجہ تھی کہ مصر کے عیسائیون نے اہل عرب کا خیر مقدم کیا تہا کیونکہ روم کی سلطنت سے انکو منافرت تہی نہ صرف اس باعث سے کہ انصرام عدالت مین سختی تہی بلکہ مذہبی عناد کی درشتی بہی اس نفرت کا خاص سبب تہا - مصر کے عیسائیون مین زیادہ تر یعقوبی مسیحی تہے اور انپر کلیسۂ یونان کے عیسائیون نے جو قیصر روم کے دربار مین رسوخ رکہتے تہے ایسا ظلم کیا اور انکی توہین و تحقیر اس درجہ ہوی کہ آج تک انکی اولاد نے بہی ان بدسلوکیون کو فراموش نہین کیا ہے[1] ان یعقوبیون مین سے کسی کو تو سخت اذیتین دی گئین اور کسی کو سمندر مین غرق کیا گیا - بہت لوگون نے اپنے بطریق کے ساتہہ جلاوطنی اختیار کی تاکہ ایذا رسانون کے پنجۂ عذاب سے چہوٹ جاوین اکثرون نے اپنے اصلی عقائد کا اخفا اس غلط بیانی سے کیا کہ مجلس کیلسیدون کے عقیدے کو گویا انہون نے تسلیم کر لیا ہے[2] - غرض مصر کے یعقوبی عیسائیون کو جنکا دوسرا نام قبطی ہے اسلامی فتوحات نے مذہب کی پیروی مین وہ آزادی بخشی جسکا تجربہ انکو ایک صدی سے نہین ہوا تہا - جس وقت انہون نے

---

[1] امیلینو صفحہ ۳ - قیصر جستینین کی نسبت کہا گیا ہے کہ اُسنے دو لاکہہ قبطیون کو اسکندریہ مین قتل کرایا اور قیصر کے جانشینون نے جو ظلم کیے انکی وجہ سے اکثر قبطیون نے صحرا مین پناہ لی - وانسلیبن "مصر کی موجودہ حالت" صفحہ ۱۱ مطبوعہ لندن سنہ ۱۶۷۸ء [2] رنودو صفحہ ۱۶۱ -

جزیہ دیدیا تو عمرو ابن العاص نے گرجاؤن پر قطعاً مالکرہنے کی انکو اجازت دی اور امور صیغہ دینیہ
مین انکو خودمختار کردیا۔ اور اسطرح عمرو نے یعقوبی عیسائیون کو حکومت سابقہ کی دست اندازی سے
جو انپر سخت بار تھا نجات دی۔ اسلامی سالار لشکر نے کسی گرجا کے مال پر ہاتھہ نہ ڈالا اور نہ کوئی
کام غارتگری یا لوٹ کا کیا[۵۲]۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کے ابتدائی زمانہ مین قبطیون کی حالت
خاصی امن کی تھی[۵۳]۔ اور کوئی شہادت اس بات کی نہین ملتی کہ مسیحی دین سے برگشتہ ہوکر قبطیون
کا کثرت سے مسلمان ہوجانا اسلامی حاکمون کے جور و عقوبت کا نتیجہ تہا مسلمانون کی فتح ابھی تکمیل
کو نہ پہونچی تھی اور دارالحکومت سکندریہ ابھی تک مقابلہ پر تہا کہ قبطیون نے اسلام قبول کرلیا۔
اور جو مثال ان لوگون[۱] نے قائم کی چند سال کے بعد دوسرون نے اسکی تقلید کی[۵۴]۔ حضرت عثمان رض
(۲۳-۳۵ھ = ۶۴۳-۶۵۵ع) کے دورِ خلافت مین جو محصول آتا تہا اسکی رقم ایک کرور بیس لاکہہ کی تھی۔ چند
سال کے بعد یہہ آمدنی پچاس لاکہہ کی رہگئی جسکا سبب یہہ ہوا کہ کثرت سے عیسائی مسلمان ہوگئے
تہے۔ عمر ثانی یعنی عمر ابن عبدالعزیز (۹۹-۱۰۱ھ = ۷۱۷-۷۲۰ع) کے زمانہ مین اس آمدنی مین اور تخفیف ہوئی۔
یہانتک کہ گورنر مصر نے تجویز کی کہ آیندہ جو لوگ مسلمان ہون وہ جزیہ سے مستثنیٰ نہ کیے جاوین
لیکن صاحب الخلیفہ نے اس تجویز کی منظوری سے انکار کیا اور کہا " اگر کل عیسائی مسلمان
ہوجاوین تو بھی مین خوش ہونگا۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو آدمیون مین رسول کرکے بھیجا تہا نہ کہ
محصولون کا جمع کرنیوالا[۵۵]"۔ پس فی الحقیقت مصر کے بہت عیسائیون نے مسیحی دین کو ایسی ہی بے پروائی
اور عجلت سے ترک کیا جیسے چوتھی صدی عیسوی مین اسکو اختیار کیا تہا۔ چوتھی صدی عیسوی سے

---

[۱] یعنی قبطیون کا یعقوبی بطارق (زمانہ ساتوین صدی عیسوی کا اخیر نصف حصہ)۔ صفحہ ۴۸۵ [۵۲] علامہ مقریزی کے قول
کے مطابق فتح مصر کے تقریباً ستر برس بعد جو سختیان اور مالی نقصان قبطیون کو اٹھانے پڑے وہ ایسے ہین کہ گورنر بالا زمانہ امن
کو مورخ فون رانکے کی طرح زیادہ مدت دینے کے ہم مجاز نہین۔ فون انکے لکہتا ہے " مصر کی نسبت ہمکو صاف شہادت ملتی ہے
کہ حکومت عرب کے زمانہ مین صدیون تک جو فتح مصر کے بعد گذرین مصر کے باشندے بہت امن کی حالت مین تھے " (دیلتگشیختے یعنی تاریخ عالم
جلد پنجم صفحہ ۱۵۲۔ چوتھی ایڈیشن) [۵۳] یعنی انٹوس صفحہ ۵۶ [۵۴] یعنی نکیوس صفحہ ۵۶۱ " اور اب بہت سے جو جہوٹے عیسائی تہے انکے مذہب
عیسوی کو اور زندگی بخش اصطباغ کو ترک کیا اور مسلمانون کا مذہب جو خدا کا دشمن ہے اختیار کیا اور ۔۔۔۔ محمد کو قابل نفرین کو قبول کیا۔
انہون نے ان بت پرستون (یعنی مسلمانون) کی غلطیون مین حصہ لیا اور عیسائیون کے خلاف ہتہیار اٹھائے " [۵۵] ذوزی (۲) توم اول صفحہ ۲۲۵

پہلے وادی نیل کی آبادی کا مختصر حصہ مسیحی المذہب تہا لیکن قیصر روم ڈیوکلیتین کے ظلم سے مسیحی شہداکو جو آزار پہونچے اور انکے معجزات کے قصون کا چرچا ہوا اور قومی حمیت جو حکومت غیر[۵۱] کے احکام سے مخالفت کا نتیجہ تہی پیدا ہوی اور انکو یقین ہوا کہ عیش و انبساط کی جنت اُن شہیدان مذہب کے لیے کُھلی ہے جنہون نے موذیون کے ہاتہون کے نیچے اپنی جانین کہوئین تو ایسا جوشش پیدا ہوا کہ عیسائی مذہب بہت جلد ان مین رواج پا گیا۔ ایک مورخ لکہتا ہے ‘‘ بجاے اسکے کہ وعظ و ہدایت سے جیسا کہ شرق کے اور ملکون مین ہوا تہا مصر کے لوگ عیسائی کیے جاتے انہون نے عیسائی مذہب کو بیتابانہ جوش و خروش کی حالت مین بغیر وعظ سنے اور بغیر عیسوی دین مین تعلیم پائے اختیار کر لیا۔ نیے مذہب کا سوا اسکے انکو کچہہ علم نہ تہا کہ یسوع مسیح کا نام جانتے تہے جو ہمیشہ کی خوشی اپنے معتقدین کو بخشتا ہے[۵۲]’’

عیسائی مذہب کی نسبت خیال ہے کہ ساتوین صدی عیسوی مین وہ مصر کی عامہ خلائق پر کم قدرت رکہتا تہا۔ دینیات کی اصطلاحین جنکو عیسائیان مصر کے سرگروہ حکومت روم کے خلاف نفرت و عناد کے ہیجان کے لیے استعمال کرتے تہے انکا مفہوم چند ہی لوگون کو معلوم تہا۔ اور احتمال ہے کہ اہل عرب کے شروع زمانہ تسلط مین اسلام کے جلد شائع ہونے کی وجہ مسلمانون کی جانب سے ایسی مخصوص کوششین نہ تہین جو مصر کے عیسائیون کو اس طرف متوجہ کرتین کہ انکے مذہب مین زیادہ موثر رہنے کی قدرت باقی نہین ہے۔ مذہبًا جس بنا پر یعقوبی عیسائی علحدہ فرقہ کی حیثیت رکہتے تہے یعنی انکے مسائل دین جن پر ثابت قدمی کے لیے اسقدر مدت تک ونقصان کے ساتہہ انہون نے جدوجہد کی تہی ایسے مسائل پر مشتمل تہے جن مین علم حکمت کے نشو و خواص موجود تہے۔ اور کچہہ شبہہ نہین کہ ان نا مختتم مباحثون سے جو اُن کے چارون طرف برپا تہے حیران اور پریشان ہو کر عیسائیون نے ایسا مذہب اختیار کر لیا ہو جسکو توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے سادے و سریع الفہم کلمہ پر جو مین مختصراً بیان کر دیا گیا تہا۔ زمانہ مابعد مین خود قبطی کلیسہ مین ایسی تحریک کے آثار دریافت ہوتے ہین

---

۵۱ کچہہ شک نہین کہ شہیدون کی کثرت سے کل قوم کا حکومت غیر کے خلاف ایک طرح کے مقابلہ مین مصروف ہونا ظاہر ہوتا تہا۔ امیلینو صفحہ ۵۵۔ ۵۲ امیلینو صفحہ ۵۷۔ ۵۸۔

ہین جو قطعاً اسلامی نہ تہے تو اسلام سے اونکو قریب کا واسطہ ضرور تہا۔ اور ایسی صورت مین جب کوئی
اور مسیحی تدارک جسمین اس تحریک کا اظہار ہوتا موجود نہ تہا تو احتمال ہے کہ اس تحریک نے نومسلمون
کی تعداد مین زیادتی پیدا کی۔ بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین سینٹ انتہونی کی خانقاہ مین
(جو اطفیہ کے قریب دریای نیل پر تہی) ایک راہب گذرا جسکا نام بلوطس تہا۔ یہہ شخص مسیحی عقائد کا
عالم تہا اور خانقاہی مشرب کے فرائض مین اور کلیسہ کے آئین پر عبور رکہتا تہا۔ لیکن شیطان نے
اپنے جالون مین سے ایک جال مین اسکو پہانسا نعوذ باللہ اور اوسکے عقائد ان عقیدون سے
مختلف ہوگئے جنکو تین سو اٹہارہ (یعنی مجلس نارسیا کے قسیسون) نے ہدایت کیا تہا۔ اس
راہب نے ایسے لوگون مین سے جو ارتہودوکس مسیحی دین کا علم اور تعلیم نہ رکہتے تہے اکثر کی طبیعتون
کو بگاڑ دیا۔ اوسنے کفر کی تقریرون مین اپنے ناپاک منہ سے یہہ کہا کہ ہمارا خداوند مسیح جسکو جلال
ہو مثل اور انبیا کے ایک نبی تہا۔ جب اس سے پوچہا گیا کہ تیرا کیا دین ہے تو اسنے توحید کا معتقد
اپنے تئین بتایا۔ بلوطس کے عقائد ایک زمانہ تک جو سنہ ۱۱۲۳ عیسوی مین ختم ہوا شائع رہے۔
اسکے بعد بلوطس مرگیا اور اسکی یاد ہمیشہ کے لیے قطع ہوگئی[۵۱]۔

مسیحی زندگی کا اصول جسکا اعلی سے اعلی ظہور نہایت مذموم قسم کی رہبانیت مین ہوا[۵۲] ایسا
نہین تہا کہ اسلام کے فائق تر انسانی اخلاق کی موجودگی مین لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتا[۵۳]۔
قبطیون کی نسبت جنہون نے وقتاً فوقتاً کثرت سے اسلام قبول کیا اہل اسلام کا خیال ہے
کہ انکو اور عیسائی قومون کے مقابلہ مین اسلام کیطرف زیادہ میلان ہے۔ اگرچہ اکثر دفعہ قبطیون پر
سخت ظلم و ستم ہوے لیکن کہا جاتا ہے کہ جو قبطی جبر کے طریقون سے مسلمان کئے گئے انکی تعداد
ایسے لوگون کے مقابلہ مین کم تہی جنہون نے برضا و رغبت مذہب تبدیل کیا اور اس زمانہ مین

---

[۵۱] ابو صالح (عیسائی) صفحہ ۱۶۳–۱۶۴۔ [۵۲] امیلینو صفحہ ۵۲–۵۴ و ۶۹–۷۰۔ [۵۳] ابو صالح نے چند راہبون کا ذکر کیا ہے جو مسلمان ہوے۔ یہہ راہبان غالباً ان بہت سے راہبون مین سے ہونگے جو مسلمان ہوے اور ابو صالح نے جنکا حال کچہہ نہین لکہا۔ جن راہبون نے دیار کو نقصان نہین پہونچایا یا جو مسلمان ہوکر پہر عیسائی نہین ہوگئے انکا ذکر اس عیسائی مورخ نے نظرانداز کیا۔ (ابو صالح نے راہبان کے مسلمان ہونیکا ذکر ضمنی طور پر کیا ہے کیونکہ اسکا موضوع تحریر کنائس اور دیار کا حال ہے) صفحہ ۱۴۲–۱۴۳ [۵۴] لین[۵۴]

بہی جبکہ اسلامی ملکونمین مصر کو سب سے زیادہ صلح کل ملک کہا جاتا ہے ہر سال قبطیون مین سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہین[۵۱]۔ مگر اسمین شبہہ نہین کہ قبطی عیسائیون کی تعداد کو کم کرنے مین ظلم اور سختیون نے بڑا حصہ لیا۔ اور یعقوبی کلیسہ مصر کی داستان الم کہ خود عیسائیون[۵۲] اور مسلمانون نے اوسپر کیا کیا ظلم کیے بہت دردناک ہے۔ اکثر عیسائیون نے بہاری محصولون اور ناقابل برداشت ذلتون سے بچنے کے لیئے اپنا مذہب چہوڑا۔ ان مصائب کے لحاظ سے جو فرق قبطیون اور شام اور فلسطین و اندلس کے ہمعصر عیسائیون مین تہا اسکی تصریح خود قبطیون کی قوم کے سرکش خصائل سے ہوتی ہے۔ سلطنت روم کی خودمختاری اور امور دینیہ مین اسکی مطلق العنانی نے قبطیون کے حامیون کو مضبوط فریق بنا دیا تہا جسکو اہل عرب کی غیر حکومت کا مطیع بننا بھی رومی عیسائیون کی اطاعت کی طرح ناگوار تہا۔ ۶۴۶ء عیسوی مین قبطیون نے اسلامی حکومت سے بغاوت کی اور کچہہ عرصہ کے بعد عربون کو اسکندریہ سے نکال دیا۔ اور شہر کے دروازے روم کی عیسائی سپاہ کے لیئے کہول دیئے مگر اس حال مین بہی رومیون نے بدقسمت قبطیون کو اپنا دشمن تصور کیا۔ کیونکہ وہ اس بات کو نہین بہولے تہے کہ پہلے قبطیون نے مسلمان لشکر کشون کا خیر مقدم کیا تہا۔ غرض یہہ پہلی بغاوت تہا اُن مفسدون اور ہنگامون کے سلسلہ کی تہی جو قبطیون نے برپا کیئے[۵۳]۔ ان ہنگامون کو محصول کی سختی سے اکثر اشتعال ہوا جنکی پاداش مین خوفناک سزائین انکو اُٹہانی پڑین اور مصر کے یعقوبی عیسائیون کی حالت ایسی شوار سبر ہوگئی کہ قلمرو اسلامیہ کے کسی ملک مین کسی مسیحی قوم کی نہ تہی۔ لیکن ایسے واقعات کا بیان مسلمانون کے ظلم و تعصب کی تاریخ سے واسطہ رکہتا ہے نہ کہ اس کتاب سے۔ بہرنہج یہہ فرض نہین کرنا چاہیئے کہ قبطیون

[۵۱] لو تکیے (۱) پہلی جلد صفحہ ۳۰۵-۳۰۷ [۵۲] قبطیون کو محصول کی زیادتی کی شکایت پہلی دفعہ اُسوقت ہوی جبکہ شمالی مصر کے عیسائی حاکم میناس نے شہر اسکندریہ سے بجای بائیس ہزار طلائی سکون کے جنکو عمرو ابن العاص نے محصول قرار دیا تہا تیس ہزار چہہ طلائی سکے وصول کیے (دیکہو نکیوی صفحہ ۵۰۸۔ ۵) رینودو صفحہ ۱۶۸) لکہتا ہے کہ ارتہوذوکس فرقہ کے قسوس کا جب بہر دور دورہ ہوا تو اسلامی فتوحات مصر کے ستر برس بعد قبطیون نے ان عیسائیون کے ہاتہون بہی وہی ظلم اُٹہائے جو مسلمانون نے کیئے [۵۳] مقریزی نے قبطیون کے پانچ اور ہنگامون کا ذکر کیا ہے جو سپاہ کی مدد سے فرو ہو سکے اور حکومت عرب کی پہلی صدی مین گذرے۔ مقریزی (۲) صفحہ ۷۶-۸۲۔

کی قوم کی حیثیت ہمیشہ مظلوم قوم کی رہی - بلکہ اسکے خلاف ایسے زمانے آئے کہ انکو ثروت
ہوی اور سلطنت کے مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوے - سرکاری دفترون[۵۱] مین معتمد اور محرر مقرر ہوے
ملک کے محصول کا ٹھیکہ انکو دیا گیا[۵۲] - اور بعض صورتون مین انہون نے دولت خوب جمع
کرلی[۵۳] - قبطی کلیسہ کی تاریخ سے اکثر مثالین مسیحی علما کی دریافت ہوتی ہین جنپر سلاطین مصر نے
اپنے وقت مین بہت التفات ظاہر کیا - اور ان سلاطین مین سے اکثر کے دور حکومت مین عیسائیون
کو نہایت درجہ امن میسر رہا[۵۴] - مصر کے کلیسہ کا یہہ زمانہ امن تہا کہ ایک واقعہ جس سے بہت عیسائی
مسلمان ہوگئے پیش آیا -

سلطان صلاح الدین (۶۹-۹۳ء ۱۱۶ء) کے عہد حکومت مصر مین اس صلح کل بادشاہ کے ظل حمایت مین
عیسائی بہت خوش حال تہے - ان پر جو محصول جاری ہوے تہے وہ کم کردیے گئے - اور
بعض بالکل موقوف ہوے - سرکاری دفترون مین عیسائی ہجوم کر آئے اور معتمد - محاسب وزر جسٹرار
کے عہدون پر کثرت سے مقرر ہوے - تقریباً ایک صدی تک سلطان صلاح الدین کے
جانشینون کے زمانہ مین عیسائیون کو مذہبی آزادی اور سلاطین کا لطف ایسا میسر رہا کہ خدام کلیسہ
کی خواری اور رشوت ستانی کے سوا انکو کسی بات کی شکایت نہ تھی - کلیسہ مین منصب فروشی کا دستور
بہت ترقی پاگیا تہا - اور قسیس کا عہدہ جاہل اور شریر لوگون کے ہاتہہ بیچا جاتا تہا - اس منصب کے
امیدوار باوجود لیاقت اور قابلیت کے اس وجہ سے علٰحدہ رکھے جاتے تہے کہ قسیس کو اپنی
تقرری کے وقت جو روپیہ دینا ہوتا تہا اسکو وہ ادا نہ کرسکتے تہے - نتیجہ یہہ ہوا کہ عیسائیون کی
دینی اور اخلاقی تعلیم کیطرف سے بالکل غفلت ہونے لگی - اور مسیحی زندگی مین قابل افسوس تنزل ہوا[۵۵]
کلیسہ کی تخریب اس درجہ ہوی کہ جب یحیی یعقوبیون کا چوہتروان بطریق مرا اور سنہ ۱۲۱۶ عیسوی
مین اسکی جگہہ دوسرے آدمی کو منتخب کرنے کی ضرورت ہوی تو اس موقع پر فریقان مقابل نے اپنے

۵۱ رنودو صفحہ ۱۸۹ و ۲۷۴ و ۳۰۲ و ۳۴۳ و ۳۴۵ - ۵۲ رنودو صفحہ ۶۰۳ - ۵۳ رنودو صفحہ ۳۴۲ و ۶۰۷ - سفرنامہ ناصر خسرو بحوالہ
شیفر صفحہ ۱۵۵-۱۵۶ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۱ء) ۵۴ رنودو صفحہ ۲۱۲ و ۲۲۵ و ۲۴۰ و ۲۶۷ و ۳۴۴ و ۳۴۹ - ۵۵ رنودو صفحہ ۳۸۹ -

اپنے امیدوار کی فضیلت حقوق مین تقریبًا بیس برس تک سخت مجادلہ و مباحثہ رکھا اور اس رنج افزا فضیحت کا اور اپنے شرمناک مناقشون کے مضر نتائج کا خیال نہ کیا بلکہ بیس برس تک سینہ زوری اور سنگ طینتی سے اس حریفانہ شور و شغب کو قائم رہنے دیا۔ اکثر موقعون پر سلطان وقت نے کوشش کی کہ فریقین مین کسی طرح مصالحت ہو جاوے۔ عیسائیون نے تین ہزار اور پانچ ہزار اور دس ہزار اشرفیون تک بادشاہ کو رشوت مین دینی چاہین تاکہ رعب حکومت سے اُنکے امیدوار کا انتخاب ہو جاوے۔ لیکن سلطان نے انکار کیا بلکہ اس غرض سے کہ وہ اپنے جھگڑون کو کسی طرح طے کر لین اور آپس مین رضامند ہو جاوین سلطان نے وہ روپیہ بھی معاف کر دیا جو نئے منتخب بطریق کو حسب دستور ادا کرنا ہوتا تھا۔ مگر یہہ سب کوششین عبث تھین۔ اس بیس برس کے عرصہ مین اسقف (بشپ) کے اکثر علاقے خالی ہوے۔ لیکن جو اساقف اور قسیس مر گئے انکی جگہہ دوسرا آدمی مقرر نہ ہو سکا۔ سینٹ مکاریوس کی خانقاہ مین فقط چار قسیس رہ گئے تھے حالانکہ اخیر بطریق کی زندگی مین اسّی قسیس سے زیادہ موجود تھے[۱۵۱]۔ مغربی علاقہ مطراہ کے عیسائیون کی طرف سے ایسی غفلت ہوی کہ وہ سب مسلمان ہو گئے[۱۵۲]۔ مذکورہ بالا حالات کے سوای جنکو قبطی کلیسہ کے ایک مورخ نے تحریر کیا ہے ہمارے پاس اور کوئی ذخیرہ معلومات ایسا نہین جس سے خود اہل اسلام کے مساعی دریافت ہون جو انہون نے عیسائیون کو مسلمان کرنے مین صرف کیے۔ اسمین بہت کم شبہہ ہے کہ مسلمانون کی جانب سے اس قسم کی کوششین عمل مین آئین کیونکہ مذہبی مناظرون اور ادیان متقابل کے محاسن پر تحریری بحثون مین عیسائیون کا مصروف ہونا تحقیق ہوتا ہے[۱۵۳]۔ اِن عیسائیون کا مذہب تبدیل کرنا جبر و اکراہ کی وجہ سے نہ تھا۔ کیونکہ

---

۱۵۱ رنودو صفحہ ۵۷۶، ۵۷۱ و ۵۷۳۔ ۵۷۵۔ ۱۵۲ ڈانسلیبن صفحہ ۳۔ ڈانسلیبن نے مختلف صورت حال مین ایک اور مثال جزیرۂ قبرس مین قبطی کلیسے کے تنزل کی بیان کی ہے۔ یہہ کلیسہ پہلے یعقوبی بطریق (اسکندریہ) کے علاقہ مین تھا۔ ارتھوڈوکس مسیحی جو قیصران روم کی امان مین تھے انہون نے یعقوبیون پر قبرس مین ایسے ظلم کیئے کہ یعقوبی بطریق اپنے فرقہ کے قسوس کو اس بات پر آمادہ نہ کر سکا کہ وہ قبرس مین جاوین پس جسقدر قبطا اس جزیرہ مین تھے انہون نے یا تو اسلام قبول کر لیا یا ملکی سیدون کے عقیدہ کو (یعنی ارتھوڈوکس مسیحی مذہب کو) تسلیم کیا اور قبطیون کے یعقوبی گرجا جزیرہ قبرس مین بند کر دیے گئے۔ ڈانسلیبن صفحہ ۱۴۔ ۱۵۳ رنودو صفحہ ۲۷۔

صحیح تاریخی شہادت ملتی ہے کہ جس زمانہ مین بطریق کا منصب خالی پڑا تہا تو عیسائیون کو اپنے
مذہب کی علانیہ پیروی مین تمام و کمال آزادی تھی۔ اور انکو اجازت تھی کہ گرجاؤن کی مرمت کرین
بلکہ نیے گرجا بھی تعمیر کرین۔ جو قیدین اُنپر ایسی تہین کہ گہوڑون اور خچرون پر سوار نہون اُن سے
بھی اُن کو آزاد کر دیا تہا۔ رہبان و قسیس جزیہ سے بری ہوے اور خاص اختیارات بھی انکو ملے[۵۱]
یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ مذکورۂ بالا واقعہ (جس مین منصب بطریق خالی رہا) کس حد تک
قبطی عیسائیون کے مسلمان ہونیکا باعث ہوا مسیحی دین کیطرف سے ایسی غفلت کی مثال
دو کیاچی مشنریون نے بیان کی ہے جنہون نے سترہوین صدی عیسوی مین دریای نیل سے
کنارے لکسر تک سفر کیا۔ ان مشنریون کو دریافت ہوا کہ لکسر کے قبطیون مین کوئی قسیس موجود
نہین ہے اور اُن مین سے بعض لوگون کو پچاس برس ہونے آئے ہین کہ انہون نے رسم قربانی
نہین ادا کی اور مسیحی عشا مین شریک نہین ہوئے[۵۲] پس ایسی حالت مین قبطی عیسائیونکی تعداد مین
کمی کا پیدا ہونا آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے۔

اسی طرح کی غفلت سے ملک نوبیہ کا کلیسۂ مسیحی مذہب مین نہ رہا۔ یہہ کلیسہ اسکندریہ کے
بطریق کو اپنا افسر کہتا تہا جیسا کہ حبش کے باشندے آج تک اس بطریق کو اپنا سردار مانتے
ہین۔ چھٹی صدی عیسوی کے وسط مین نوبیہ کے لوگون نے عیسائی مذہب اختیار
کیا تہا۔ جب عربون نے مصر فتح کیا تو یہہ ملک خود مختار رہا۔ نوبیہ کے لوگون اور عربون مین
ایک عہدنامہ ہو گیا تہا جسکے بموجب ہر سال تین سو کالے غلام دس بندر اور ایک زرافہ نوبیہ
کے لوگ عربون کو بھیجتے تہے اور عرب اسکے معاوضہ مین غلہ روغن اور کپڑے روانہ کرتے
تہے۔ خلیفہ معتصم (۸۳۳ء – ۸۴۲ء) نے اپنے عہد حکومت مین نوبیہ کو سفارت روانہ کی تاکہ
اس عہدنامہ کی تجدید ہو۔ نوبیہ کا بادشاہ دارالخلافہ مصر مین آیا۔ بہت تزک و احتشام سے

[۵۱] نوو... صفحہ ۵۰۷۔ [۵۲] رلاسیون دو ویاژ دو سعید فیت این ۱۶۶۸ یار یردتے اے چال فرانصوئی دورلیان صفحہ ۳۔ (تیونو۔ دوسری جلد)

اوسکا استقبال ہوا اور بیشبہا تحائف دیکر رخصت کیا گیا[۵۱] بارہوین صدی عیسوی مین نوبیہ کے کل باشندے عیسائی مذہب رکہتے تہے[۵۲]- اور باوجود متعدد عزیمتون کے جو مصر سے روانہ کی گئین وہ بدستور خود مختار رہے[۵۳]۔ ۱۲۷۵ء مین بادشاہ نوبیہ کے بہتیجے نے سلطان مصر سے کچہہ سپاہ طلب کی تاکہ چچا سے بغاوت کرنے مین مدد ملے - چنانچہ اس سپاہ کی مدد سے بہتیجے نے چچا کو تخت سے اوتار دیا اور کمک کے معاوضہ مین ملک نوبیہ کے دو شمالی صوبجات سلطان مصر کے نذر کرنے پڑے - چونکہ ان صوبون کے باشندون نے اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہا اس لیے فی کس ایک دینار کا سالانہ محصول اُنپر جاری ہوا[۵۴]- لیکن مسلمانون کی یہہ حکومت عارضی تہی کیونکہ صوبجات مفوضہ کے لوگ پہر جلد خود مختار ہو گیے[۵۵]-

چودہوین صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ مین ابن بطوطہ[۵۶] نے لکہا ہے کہ نوبیہ کے باشندے اسکے زمانہ تک عیسائی تہے - سلطان ناصر کے عہد مین (جس سے غالباً ناصر ابن قلاون سے مراد ہے جو مصر کے سلاطین مملوک مین سے تہا اور جس نے ۱۳۴۱ء مین انتقال کیا) نوبیہ کے خاص شہر ڈنگولہ[۵۷] کا بادشاہ مسلمان ہو گیا تہا مسلمانون نے نوبیہ پر پندرہوین صدی تک اکثر معرکے کیئے - لیکن دریای نیل کے پہلے آبشار سے آگے جہان انکا اخیر قلعہ تہا وہ اپنی فتوحات کو ترقی نہ دے سکے[۵۸]- حالانکہ عیسائی مذہب کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیل کے کنارے جنوب مین سنار تک شائع ہو گیا تہا - لیکن احتمال یہ ہے کہ نوبیہ مین اسلام کی ترقی مسلمان تاجرون اور اَور لوگون سے جو وہان آمد و رفت رکہتے تہے

---

۵۱ کرونیین دے مکل لے گراند صفحہ ۲۷۲ - ۲۷۳ ۵۲ ادریسی صفحہ ۲۳ ۵۳ مقریزی (۲) توم دوسرا حصہ صفحہ ۱۳۱ ۵۴ مقریزی صفحہ ۱۲۸ - ۱۳۰ ۵۵ برخارت (۱) صفحہ ۴۹۴ ۵۶ برخارت - چوتہی جلد صفحہ ۳۹۶ ۵۷ سلاتین پاشانے ایک واقعہ بیان کیا ہے جو ڈنگولہ عجوبو مین مشہور ہے - اور وہ یہہ ہے کہ ان عجوبو کے کسی رگ نے اس شہر کو بنایا تہا اور اسکا نام بہی اپنے نام پر رکہا تہا - لیکن یہہ بات ناممکن ہے کیونکہ قدیم مصر کے زمانہ مین یہہ شہر موجود تہا چنانچہ مصر کی قدیم کتبون مین اسکا ذکر ہے - (دیکہو دونین دی سن رتن دوسری جلد صفحہ ۸۵) ان عجوبو کی قول کے مطابق انکا مورث اعلیٰ بنجل اگرچہ ابتدا مین غلام تہا لیکن ترقی کرکے وہ نوبیہ کا بادشاہ ہوا مگر بادشاہ نیسا قبطی البطریق کا باجگزار تہا اس البطریق کا علاقہ سنار اس اور دیلکے موجودہ شہرون کے بیچ مین واقع تہا - (سوڈان مین آگ اور تلوار صفحہ ۱۰۲) مطبوعہ لندن ۱۸۹۶ء عیسوی -

۵۸ ابن سلیم الاسوانی - منقولہ مقریزی - کتاب الخطط - پہلی جلد صفحہ ۱۹۰ -

ہوتی رہی۔ (پندرہوین صدی عیسوی کے شروع زمانہ مین) علامہ مقریزی نے اشاعت مذہب کے
لطیف واقعات مین سے جنکو مصنفین عرب شاذ لکھتے ہین ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اس واقعہ
کا راوی ابن سلیم الاسوانی ہے اور واقعہ دلچسپ ہے کیونکہ اوسمین ایک داعی اسلام کا نقشہ
جبکہ وہ تبلیغ مین مصروف تھا ہوبہو دکھایا گیا ہے۔ جس نومسلم کا ذکر اس قصہ مین ہے اگرچہ
پہلے وہ عیسائی نہ تھا اور نہ نوبیا کا رہنے والا تھا تاہم اوس سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ
پندرہوین صدی مین اسلام قبول کرنیکا واقعہ نوبیہ مین پیش آیا۔ ابن سلیم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ
نوبی سردار مقرہ سے اسنے ملاقات کی۔ مقرہ نے کہا کہ وہ ایک ایسے ملک سے آتا ہے
جو دریای نیل سے تین مہینے کی مسافت پر ہے جب اوسکے مذہب کی نسبت سوال کیا گیا تو
اوسنے جواب دیا کہ میرا خالق اور تیرا خالق خدا ہے۔ موجودات عالم کا اور انسان کا پیدا کرنیوالا
ایک ہے اور اوسکے رہنے کی جگہہ آسمان پر ہے۔ جب کبھی مینہ نہین برستا یا ہم مین یا
ہمارے مویشیون مین وبا پھیلتی ہے تو ہمارے ملک والے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ جاتے
ہین اور وہان خدا سے دعا مانگتے ہین۔ خدا ہماری دعاون کو قبول کرتا ہے اور ہم پہاڑ سے اترنے
نہین پاتے کہ ہماری ضروریات مہیا ہو جاتی ہین۔ جب مقرہ نے تسلیم کیا کہ خدا نے کبھی کوئی
نبی اون پاس نہین بھیجا تو ابن سلیم نے اسکے سامنے حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ کس طرح خدا کی مدد سے وہ معجزات کے قابل ہوے
مقرہ نے جواب دیا۔ "انہون نے جب یہ معجزات کیے تو ضرور سچائی انکے ساتھہ تھی۔ اگر
انہون ایسا کیا تو اونپر مین یقین کرتا ہون۔"[۵۱]

نوبیہ کے لوگ بہت عرصہ مین اور بتدریج عیسائی مذہب سے اسلام کی طرف آگئے۔
انکے کلیسہ کی روحانی زندگی نہایت ادنی ہو گئی تھی اور چونکہ اصلاح مذہب کی کوئی تحریک
ان مین پیدا نہین ہوی اور اپنے ملک کی حدود سے باہر تمام کلیساؤن سے انکا تعلق قطع ہو گیا

---

[۵۱] مقریزی کتاب الخطط پہلی جلد صفحہ ۱۹۳۔

اس لیے یہ مقتضای قدرت تہا کہ روحانی شوق کی تسکین کے لیے وہ اسلام کو تلاش کرتے جسکے پیرو مدت سے شاہد چلے آتے تہے کہ اسلام اُن مین زندہ قوت ہے اور ایسا دین ہے جس سے نوبیہ کے باشندون مین سے بھی بعض کو اپنا معتقد کیا ہے - سنہ ۱۵۲۰ء سے سنہ ۱۵۲۷ء تک ایک پرتگیزی پادری نے حبشہ مین سفر کیا اور ہمارے علم کے لیے ایک کیفیت اُس وقت کی لکھہ گیا جس مین نوبیہ کے لوگ انقلاب مذہب کی حالت مین تھے - اس شخص نے لکھا ہے کہ نوبیہ کے رہنے والے نہ عیسائی تہے نہ یہودی نہ مسلمان - یہہ لوگ بغیر دین و آئین کے رہ گئے تہے مگر اس حال مین بہی "انکو عیسائی بننے کی آرزو تہی" اپنے قسیس کی غلطیون سے وہ جہالت مین ڈوب گئے تہے - اور اب اُن مین اسقف اور قسیس کوئی باقی نہ تہا - پس انہون ایک سفارت جس مین چہہ آدمی تہے حبش کے بادشاہ کے پاس روانہ کی اور درخواست کی کہ رہبان اور قسیس انکی تعلیم دین کے لیے بھیجے جاوین - لیکن بادشاہ نے یہ درخواست اس بنا پر منظور کی کہ بطریق اسکندریہ کی بلا اجازت وہ ایسا نہین کر سکتا - اور چونکہ اس سے اجازت حاصل نہ ہوسکی اس لیے بدقسمت سفیر اپنے ملک کو نامراد واپس آئے[۵۱] - اسی پرتگیزی کو ایک عیسائی سے جسنے نوبیہ مین سفر کیا تہا یہ خبر ملی کہ اسکے زمانہ سفر مین ڈیڑہ سو گرجا اس ملک مین موجود تہے - اور ہر گرجا مین مسیح مصلوب اور مریم عذرا اور اَور مسیحی اولیا کی تصویرین دیوارون پر نظر آتی تہین تمام قلعجات مین جو ملک مین جابجا تہے گرجا موجود تھے[۵۲] - سترہوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے عیسائی مذہب نوبیہ سے بالکل مفقود ہوگیا جسکی وجہ تہی کہ "قسیس نہ تہی" لیکن گرجا جو بند پڑے تہے ابہی تک ملک مین موجود تہے[۵۳] - نوبیہ کے لوگ اسلام کے قوی اثر سے مغلوب ہوکر مسلمان ہوگئے اور بلا شبہہ ایسے مسلمانون کی داعیانہ کوششون نے

---

[۵۱] الدرلی کے لارڈ سٹینلی نے الوارز کی ترجمہ مین جسکو پرتگیزی زبان سے لارڈ موصوف نے کیا بادشاہ حبش کا جواب اسطرح بیان ہے اُسنے سفیرون سے کہا کہ خود میری ملک مین ابونا اسلامی ملک سے آتے ہین یعنی بطریق اسکندریہ انکو روانہ کرتا ہے...... پس ایسی حالت مین جبکہ یہ لوگ اورون کے بھیجے ہوے اس ملک مین آتے ہین تو وہ دوسرون کو پاس رہبان اور قسیس کیسے بھیج سکتا ہے - صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ لندن

[۵۲] "پریسٹر جیمس کی خدمت مین حبشہ کا سفر" مصنفہ فرانسیسکو الوارز (سنہ ۱۵۲۰ سے سنہ ۱۵۲۷ء) راموسیو - توم ۱ صفحہ ۲۵۰

[۵۳] وانسلیبن صفحہ ۳۰ -

بھی جو صدیون پہلے سے اس ملک مین سیر و سفر کیا کرتے تھے اس نتیجہ کو زیادہ تر پیدا کیا۔ نوبیہ کے شمال مین مصر تھا جہان سے اہل عرب نے منبع نیل کیطرف بڑھ کر دریا کے کنارون پر حکومت قائم کی تھی[۱]۔ جنوب مین بلیو قوم کی اسلامی عملداری تھی جو نوبیہ کو حبش کے ملک سے جدا کرتی تھی۔ سولھوین صدی کے شروع مین بلیو کی قوم باوجود مسلمان ہونے کے حبش کے عیسائی بادشاہ کی معاون و باجگذار تھی[۲]۔ اور اگر یہ قوم وہی ہے جسکو بلیون لکھا گیا ہے اور جسکا حال بارہوین صدی عیسوی مین مؤرخ ادریسی نے لکھا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ قوم باجا کے ساتھ (جسکو جزیرہ میرو کا باشندہ کہا گیا ہے) یعقوبی مذہب رکھتی تھی[۳] تو احتمال ہے کہ قوم بلیون باجا کی قوم سے صرف چند سال پہلے مسلمان ہوی۔ باجا کے لوگ فنج کی اسلامی عملداری مین اسوقت شامل کر لیے گئے جب سنہ ۱۴۹۹ اور سنہ ۱۵۰۳ عیسوی مین اس عملداری نے جنوب سے لیکر نوبیہ اور حبشہ کی سرحد تک اپنی فتوحات کو ترقی دی اور سنار کی زبردست ریاست قائم کی۔ جسوقت احمد گرانگنی کے لشکر نے حبشہ پر چڑھائی کی اور جنوب سے شمال کی طرف ملک کے بیچ سے رستہ کرتا ہوا نکلا تو سنہ ۱۵۳۴ء مین احمد کا لشکر اور سلطان ماسیگا یا مازاگا کی سپاہ ایک جگہ مل گئی۔ مازاگا کے ملک مین بھی جو حبشہ اور سنار کے وسط مین واقع تھا اسلامی عملداری تھی لیکن وہ حبشہ کی باجگذار تھی سلطان مازاگا کے لشکر مین پندرہ ہزار نوبی سپاہی تھے اور جو کیفیت انکی بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھے[۴]۔ نوبیون کے تبدیل مذہب کا حال جو اوپر بیان ہوا شکستہ ہے اور کافی نہین لیکن جسقدر حالات انکی خود مختارانہ خصلت و جبلت اور استحکام مذہب کے متعلق تحقیق ہوتے ہین کہ جبتک عیسوی مذہب اُن مین زندہ رہا وہ اوسکے کیسے پابند رہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انکا مذہب تبدیل کرنا اپنی رضا و رغبت سے عمل مین آیا۔ جبر و اکراہ سے وہ کبھی اسلام قبول نہ کرتے۔

اب ہم حبش کے باشندون مین اسلام کی تاریخ بیان کرتے ہین۔ حبش کے لوگون نے نوبیون سے دو صدی پہلے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ اور نوبیون کی طرح یعقوبی کلیسہ کے

[۱] بخارت (۱) صفحہ ۱۳۲ [۲] الوانز کنفوبہ [۳] ادریسی صفحہ ۳۳ [۴] زطینی۔ صفحہ ۱۵ و غیرہ وغیرہ۔

پیرو تھے۔

بحیرۂ احمر کی سمت سے جسکے مغربی ہو احل حبش کی سلطنت مین شامل تھے اہل عرب کے گروہ وطن چھوڑکر حبشہ مین داخل نہین ہوے بلکہ جب ملک عرب مین اسلام شایع ہوگیا تو صدیون کے بعد یہ واقعہ پیش آیا دسوین صدی عیسوی تک صرف چند اسلامی خاندان تھے جو حبش کے ساحلی شہرون مین آباد ہوے۔ لیکن بارہوین صدی عیسوی کے خاتمے پر ایک مسلطائی خاندان کے قائم ہونے سے سلطنت حبش کے چند حصہ جو ساحل بحراحمر پر تھے اسکے قبضہ سے نکل گیئے۔ ۱۳۰۰ عیسوی مین ایک داعی اسلام جسکا نام ابو عبداللہ محمد تھا حبشہ مین پہنچا اور لوگون کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ دوسرے برس ولاکھہ آدمیون کی سپاہ سے حاکم امہرہ پر کئی دفعہ حملہ کیا[۵۱]۔ چودہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر خانہ جنگیون کی وجہ سے ملک پرآشوب ہوا۔ چنانچہ عربون کی بستیان جو بحیرۂ احمر کے مغربی کنارون پر تھین کل ساحل کی مالک بن گیئن اور حبش والون کو ملک کے وسط مین ہٹا دیا۔ سولہوین صدی کے شروع زمانہ مین آدل کی زبردست اسلامی عملداری جو حبش کی حدود اور بحیرۂ احمر کی جنوبی حد کے درمیان واقع تھی اور اَور کئی ریاستین عیسوی سلطنت حبشہ کی سخت دشمن تھین لیکن ایسی صلح پسند ریاستین بھی موجود تھین جو بر پستر یحیی النعی یعنی حبش کے بادشاہ کی معاون اور باجگزار تھین۔ مثلاً ماسوہ مین ایسے عرب تھے جو حبشی سردارون کے گلون کو چراتے تھے۔ یہہ حبشی سردار تیس تیس چالیس چالیس کے غول مین مع اہل وعیال کے خانہ بدوش رہتے تھے۔ اور ہر غول کا ایک عیسائی ''سالار'' ہوتا تھا[۵۲]۔ بعض مسلمانون کا ذکر ہوا ہے کہ بادشاہ حبش کی ملازمت مین تھے اور بادشاہ نے انکو بڑے عہدون پر مقرر کیا تھا[۵۳]۔ ان مسلمانون مین سے بعض تو اسلام پر ثابت قدم رہے اور بعض نے ملک کے دین مروجہ (یعنی عیسائی مذہب) کو اختیار کرلیا۔ یہہ بات معلوم کرنی دشوار ہے کہ یہہ اسلامی گروہ کس مراد سے سلطنت حبش کے باجگزار رہتے۔

---

۵۱ مقریزی - (۲) توم ۲ - دوسرا حصہ صفحہ ۱۸۲ ۵۲ الوارز (رہوسئو - توم ۱ صفحہ ۲۱۸: ۲۳۲ و ۲۴۹) ۵۳ زطینی صفحہ ۲۳۲ و ۸۲

ادیا کے مسلمان علاوہ خراج کے بادشاہ حبش کو ہر سال ایک بن بیاہی جوان عورت بھیجتے تھے
جو عیسائی کر لی جاتی تھی - یہہ رسم ایک قدیم عہدنامہ کے بموجب جاری تھی اور بادشاہ نے
ہمیشہ خیال رکہا کہ مسلمان اس رسم کے پابند رہین کیونکہ بادشاہ "اُن سے زبردست تہا" علاوہ
اسکے مسلمانون کو ہتیار رکہنے اور لباس جنگ پہننے کی ممانعت تہی اور حکم تہا کہ اگر گہوڑون
پر سوار ہون تو زین نہ لگائین - مسلمان کہتے تہے کہ ان احکام کی ہمنے ہمیشہ پابندی کی ہے
تاکہ بادشاہ ہمکو قتل نہ کرے اور ہماری مسجدون کو جلا نہ دے - ہر برس حبشہ کا بادشاہ
جوان عورت کے لیے اپنے آدمی بہیجتا ہے - ہم اس عورت کو لیجاتے ہین اور غسل دیتے
ہین اور بستر پر لٹا کر اسکو چادر سے ڈہک دیتے ہین - تب ہم دعائین پڑہتے ہوے جو میت کی ہوتی ہین
اسکو گہر کی دراز تک لیجاتے ہین اور پہر بادشاہ کے آدمیون کے حوالے کر دیتے ہین اور یہی
کیا ہمارے آبا نے اور ہمارے اجداد نے ہم سے پہلے[۵۱] -

مسلمانون کی باجگزار ریاستین خاصکر نشیبی ملک مین تہین اور یہہ نشیبی ملک سلطنت حبش
کی شمالی سرحد بحیرۂ احمر سے مغرب کی سمت مین سنار تک قائم کرتا تہا[۵۲] اور جنوبی سمت مین
حبش کے جنوب مشرق تک پہیلا ہوا تہا[۵۳] - اس بات کا فیصلہ قیاس پر مبنی ہے کہ ان باشندون
کے مسلمانون نے جو عیسائیون سے ملاپ رکہتے تہے عیسائیون پر کیا اثر پہونچایا اور اوس
زمانہ مین بہی موجودہ صدی کی طرح انہون نے عیسائیون کو مسلمان کیا یا نہین - مگر یہ بات
یقینی ہے کہ جب ۱۵۲۸ء سے ۱۵۴۳ء تک ادل کے خودمختار بادشاہ احمد گرانی نے
(جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ آنجو کے قسیس کا بیٹا تہا اور اس قسیس نے ترک وطن کرکے آدل
کے ملک مین اسلام قبول کیا)[۵۴] ملک حبش پر چڑہائیان کین تو اکثر حبشی سردار اپنے متعلقین سمیت
احمد کے فتحمند لشکر کے ساتہہ ہو کر مسلمان ہو گئے - اور گو بعض اضلاع کے عیسائیون نے

---

۵۱ زظینی - صفحہ ۱۲۷ - ۵۲ زظینی صفحہ ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۵۳ زظینی - صفحہ ۱۱ و ۱۴ و ۵۲ و ۱۲۷ -

۵۴ پلاوڈن - صفحہ ۳۶ -

جزیہ دینا مناسب سمجہا۔ مگر اور عیسائیون نے فاتحون کا دین قبول کر لیا۔ ایک ہمعصر مؤرخ لکھتا ہے کہ بعض صورتون مین یہ تبدیل مذہب خوف کا نتیجہ تہا۔ اور اونکی طرف سے شبہہ تہا کہ وہ سچے دل سے مسلمان ہوے ہین یا نہین۔ لیکن بظاہر یہ کیفیت عام نہ تہی بلکہ اکثر اضلاع مین عیسائی اس کثرت سے مسلمان ہوے کہ اسلام قبول کرنا ملک مین عام تحریک نظر آئی۔ مسیحی سردار جو مسلمان ہوے انہون نے بلاشبہہ اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ اور اس غرض سے کہ انکے ماتحتین بہی انکی تقلید کرین انہون نے صرف اپنے ذاتی رسوخ اور ترغیب کی تدبیرون سے کام لیا ہوگا۔ یہہ کہا گیا ہے کہ بعض مسیحی سردار اپنے مذہب سے بہت ناواقف تہے اور اس لیے تبدیل مذہب انکے لیئے زیادہ دشوار کام نہ تہا۔ اس طرح کے تبدیل مذہب مین وہ مسلمان سردار زیادہ ممد و معاون ہوے جو بادشاہ حبش کی ملازمت مین داخل ہو چکے تہے اور ایسے عیسائیون نے بہی جو سابق مین مسلمان تہے اس کام مین مدد دی۔ اور مسلمانون کی لشکرکشی کے وقت موقع پایا کہ عیسائی مذہب اور عیسائی بادشاہ کی اطاعت کو فوراً ترک کرکے پہر مسلمان ہو جاوین۔

اس قسم کے لوگون مین سے ایک سردار نے سنہ ۱۵۳۱ عیسوی مین احمد گرانگنی کے نام مفصلۂ ذیل خط لکہا ؎ "مین پہلے مسلمان تہا۔ لوگ مجہہ کو قید کرکے لیگئے اور زبردستی عیسائی کر لیا۔ لیکن ہمیشہ مین دل سے اسلام کا پیرو رہا اور اب مین تیرے اور دین محمدی کے قدمون مین اپنے تئین ڈالتا ہون۔ میرے اقرار کو تسلیم کر اور جو کچہہ گذرا اسکو فراموش کر کیونکہ اب مین تجہہ پر اور اپنے خدا پر لوٹتا ہون۔ جو سپاہی میرے تحت مین ہین وہ بادشاہ حبش کے ہین لیکن مین احتیاط سے اور رفتہ رفتہ انکو مسلمان ہونے کی ترغیب دونگا" غرض جو سپاہ اس سردار کی ماتحت تہی اُسکے بڑے حصہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اور کہا گیا ہے کہ یہہ لوگ

۵۱ زطینی صفحہ ۱۵۵-۱۲۶ و ۲۰۷ ۔ ۵۲ زطینی - باسم ۵۳ زطینی صفحہ ۳۷ و ۴۸ و ۸۵ و ۱۳۳ ۔ ۵۴ زطینی صفحہ ۴۸ ۔ ۵۵ زطینی صفحہ ۱۰ و ۴۹ و ۷۷ و ۱۱۱ و ۱۶۰

عورتون اور بچون سمیت بیس ہزار تھے[۵۱]

حبش کے لوگون نے پرتگیزون کی مدد سے اسلامی فاتحون کے جوئے کو اوتار پھینکا اور ۱۵۴۳ء عیسوی مین احمد گرا گنی بھی مارا گیا۔ بہر حال ملک حبش مین اسلام کے قدم جم گئے تھے اور سولھوین صدی کے باقی حصہ اور سترھوین صدی مین ملکی معاملات کی برہم حالت نے موقع دیا کہ اسلام ملک مین قائم رہے مسیحی کلیسہ آپس کی لڑائیون مین مصروف تھے اور ایسے مذہب کی طرف جو دونون کا دشمن تھا توجہ نہ کر سکے۔ فرقہ یسوعی اور جاتلیق کے مشنریون کی کامیابی نے جو حبش والون کو اپنے مذہب مین شامل کرتے جاتے تھے اور معاملات نظم و نسق ملکی مین پرتگیزون کے دخل نے حبش کے عیسائیون مین ان لوگون کی مخالفت کا سخت جوش پیدا کر دیا۔ اور فی الواقع باہمی عناد کو اسقدر ترقی ہوی کہ بعض حبشی سردارون نے صاف کہہ دیا کہ پرتگیزون سے اتحاد رکھنے کی جگہہ وہ کسی مسلمان بادشاہ کی اطاعت قبول کر لین گے[۵۲] مذہب کے بچاؤ اور ملک کی حمایت مین یہ تحریک پیدا ہو کر ایسی عالمگیر ہوئی کہ ۱۶۳۲ء کے قریب حبش کے لوگون نے پرتگیزون اور غیر ملک کے عیسائیون کو اپنے ملک سے خارج کیا۔ اس واقعہ کے بعد حبش کی حالت بہت جلد ایسی خطرناک برہمی اور بدنظمی کی ہوگئی کہ قوم گالا کے چند گروہون نے اوس سے نفع اوٹھایا اور حبش کے بالکل وسط مین پہنچ گئے جہان انکی بستیان اب تک موجود ہین۔

مذکورہ بالا زمانہ مین جو ترقی اسلام کو ہوی اسکا اندازہ سترھوین صدی کے ایک سایح کی تحریر سے ہوتا ہے۔ یہ شخص لکھتا ہے کہ اوسکے وقت مین پیروان اسلام حبش کے کل ملک مین موجود تھے اور انکی تعداد کل آبادی کا تہائی حصہ تھی[۵۳]۔ اٹھارھوین صدی مین دریافت ہوتا ہے کہ اسلام نے اس طریقہ سے برابر ترقی کی کہ خاص خاص لوگون نے جا بجا اسلام

---

[۵۱] ترطینی صفحہ ۷۶، ۷۷ [۵۲] لوبی لودلفی داسوم ہٹوریا ایتھیوپکا کمینتاریوس صفحہ ۲۴۷ سطبوعہ فرینکفرٹ سنہ ۱۶۹۱ء [۵۳] ہستوریہ دے لا وت ایتھیوپیے بارمانوئل دالمیدا صفحہ ۰ (تیواو دوسری جلد)

قبول کیا۔ چونکہ ملک مین مضبوط ملکی نظم باقی نہ رہا تھا اس لیے چھوٹے چھوٹے خودمختار سردارون کو قوت ہوگئی اور باوجود اس امر کے کہ والیان حبش کو آئین سلطنت کی رو سے عیسائی مذہب کا پیرو ہونا لازم تھا ان سردارون مین سے اکثر کو مسلمانون کے ساتھ بہت ہمدردی تھی مسلمانون نے بھی اس شوق مین کہ خودمختاری کا درجہ حاصل کرین اپنے مذہب کو جسمین پیدا ہوے تھے ترک کیا اور ظاہر کیا کہ وہ عیسائی ہوگئے ہین تاکہ اعیان ملک کے طبقہ مین شمار ہون اور حبش کے صوبجات پر حاکم مقرر ہوکر انہون نے اپنا رسوخ تبلیغ اسلام مین صرف کیا لیکن اسلام کی اشاعت مین کامیابی کا خاص سبب یہہ تھا کہ حبشی عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمان اخلاقی برتری رکھتے تھے۔ رویل لکھتا ہے کہ حبش کے سفر مین اسنے اکثر یہ بات دیکھی کہ جب کوئی منصب ایسا خالی ہوا کہ جسکے لیے معتمد و متدین شخص کے انتخاب کی ضرورت ہوی تو ہمیشہ مسلمان منتخب ہوکر مقرر ہوا۔ عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمان زیادہ چست اور محنتی تھے۔ ہر ایک مسلمان اپنے بیٹون کو پڑھنا لکھنا سکھاتا تھا لیکن عیسائیون کے بچے اُسی وقت تعلیم پاتے تھے جبکہ ان کو قسیس بنانے کی خواہش ہوتی تھی[۵۲]۔ مسلمانان حبش کا اخلاقی حیثیت سے عیسائی رعایا پر فوق رکھنا اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ کس طرح مسلسل لیکن دیر مین موجودہ اور گذشتہ صدی مین اسلام نے حبش کے ملک مین ترقی کی حبش کے قسیسون کی خرابی و جہالت نے اور سرداران ملک کے دائمی فسادون نے اسلامی آثار کو بلا مزاحمت ملک مین اپنا کام کرنے دیا۔ مسٹر پلاوڈن نے جو ۱۸۴۴ء سے ۱۸۶۰ء تک حبش مین انگلش سفیر رہے ہین جہان قوم ہبب کا ذکر کیا ہے جو کاشتکار قوم ہے اور ۱۶ درجہ

[۵۱] ماسایا۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۲۰۵-۲۰۶۔ ۵۵ ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ جب مسیحی دین قبول کرنیمین ان لوگونکی غرض حکومت کا حاصل کرنا تھا تو وہ اس مذہب کے صرف ظاہر مین پابند ہونگے۔ نومسلم البتہ دل سے و رسوم مین پکے مسلمان تھے اس وجہ سے یہ ہوا کہ جب ایسے بڑے لوگ جنہون نے حکومت کی غرض سے عیسائی مذہب اختیار کیا اس کے رتبہ کو پہنچے تو انہون نے مسلمانونکو اپنے گرد و پیش رکھا اور ملکی عہدون مین سے زیادہ تر عہدے مسلمانونکو دیے اور انکو خطاب دیے اور انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا اس طرح حبش کی عیسوی ملک پر تو مومنین سے اسنے بدترین قسم مرذحملہ کیا اور ملک مین آباد ہوگئے اور کچھ زمانہ کی بعد ملک اسلام کے جو دکی ہی گیا [illegible]

[۵۲] رویل پہلی جلد صفحہ ۳۲۸ و ۳۶۶

اور ۱۷ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان ماسوواہ سے شمال و مغرب کی طرف آباد ہے وہان
لکھا ہے کہ یہہ قوم گذشتہ سو برس کے اندر مسلمان ہوی ہے - اور سب آدمی سوای اخیر نسل
کے لوگون کے عیسائی نام رکھتے ہین - ہبب کی قوم مسلمانون سے تجارت کرتی ہے
اور انکے اثر صحبت سے مسلمان ہوی - دوسری وجہ اوسکی مسلمان ہونے کی یہ ہوی کہ حبش
سردارون نے ہمسایہ قومون سے متواتر لڑائیون مین اکثر مصروف رہ کر اپنا ملک قطعی چھوڑ دیا
تھا[۵۰] - ان ہی سو برس کے اندر شمالی اضلاع کی آبادی مین سے بعض گروہون نے مذکورۂ
بالا وجوہ سے اور اس باعث سے کہ قسیسیون نے اُن مین رہنا ترک کر دیا تھا اور گرجا بوسیدہ
ہو کر گر پڑے تہے اسلام اختیار کیا - ان باتون کا ظاہر سبب صرف قسیسون کی غفلت تھا
کیونکہ ان اضلاع کے مسلمان ہرگز متعصب نہ تہے اور کوئی خاص خصومت انکو عیسوی مذہب
سے نہ تھی[۵۱] - ترقی اسلام کے متعلق اسی قسم کی شہادت موجودہ صدی کے شروع زمانہ مین اور
سیاحون[۵۲] کی تحریر سے ملتی ہے جنہون نے دیکھا کہ حبش کے اکثر عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر
مسلمان ہو جاتے ہین - حبش کے نائبان سلطنت مین سے ایک نائب رس الائی نے
جو بادشاہ تھیوڈور کی تخت نشینی (سنہ ۱۸۵۳ع) سے پہلے کل ملک کا عملاً مالک تھا مسلمانون
پر بہت التفات کیا اگرچہ وہ عیسائی مذہب رکھتا تھا لیکن اُسنے ملکی عہدے یہانتک کہ
گرجاؤن کا مال مسلمانون مین تقسیم کیا اور اُسکے زمانہ نیابت مین حبش کے ضلاع متوسطہ
کی نصف آبادی مسلمان ہو گئی[۵۳] - حبش مین مسلمانون نے ایسی گہری جڑ پکڑی ہے کہ غیر ملکون
کی تجارت اور خاص دیس کی تجارت انکے قبضے مین ہے - بڑی بڑی جایدادین رکھتے
ہین اور بڑے شہرون اور منڈیون کے مالک ہین - اور ملک کی رعایا پر قدرت رکھتے ہین
ایک عیسائی مشنری جو بتیس برس تک حبش مین مقیم رہا اُسنے دعاۃ اسلام کی کامیابی اور جوش تبلیغ

[۵۰] پلاوڈن - صفحہ ۱۵ [۵۱] پلاوڈن صفحہ ۸ و ۹ [۵۲] بیک صفحہ ۱۵ - ۵۲ الیمبرگ صفحہ ۳۶ [۵۳] رکلو دسوین
جلد صفحہ ۲۴۲ - ماسایا گیارہوین جلد - ۱۲۵ -

کا نہایت اعلیٰ قسم کا اندازہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ اگر ایک احمد گرا گنی اور پیدا ہو جاوے اور
اسلام کا جھنڈا بلند کرے تو حبش کا تمام ملک مسلمان ہو جاوے[51] ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۲ء تک
سلطنت مصر حبش کی حکومت کے ساتھہ لڑائی مین مصروف رہی۔ اس جنگ و جدال نے ملک
حبش مین مسلمانون کی طرف سے بری خیالات پیدا کر دیے۔ جب غیر ملک کی اسلامی سلطنت دشمن
ہو گئی اور آپس مین منافرت ہوی تو اسکا اثر حبش کے مسلمانون پر پڑا ۱۸۷۸ء مین اس ملک
کے بادشاہ یحییٰ ثانی نے حبشی قسیسون کی ایک مجلس منعقد کی اور اس مجلس نے بادشاہ کو امور
دینیہ مین سرپنچ مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ کل سلطنت مین صرف ایک مذہب پر عمل درآمد رہیگا۔ تمام
مسیحی فرقون کو سوای فرقہ یعقوبی کے دو برس کی مہلت دی گئی کہ اس زمانہ مین وہ قومی کلیسہ
مین شامل ہو جاوین۔ مسلمانون کو تین برس اور بت پرستون کو پانچ برس دیے گئے کہ اس
عرصہ مین وہ عیسائی ہو جاوین۔ کچھہ عرصہ کے بعد بادشاہ یحییٰ نے فرمان جاری کیا جس سے
ظاہر ہے کہ تین برس کی مہلت کو مسلمانون نے کیسا بے وقعت سمجھا۔ اس فرمان کے بموجب
بادشاہ نے مسلمانون کو یہی حکم نہین دیا کہ جہان ضرورت ہو مسلمان اپنے روپیہ سے گرجا بنوائین
اور آمدنی کا دسوان حصہ پادریون کو جو اُنکے علاقہ مین رہتے ہون دین بلکہ یہ اشتہار بھی جاری کیا
کہ تین مہینے کے اندر تمام مسلمان عہدہ دار یا تو اصطباغ لین نہین تو استعفا داخل کرین اسطرح
زبردستی عیسائی بنانا (جسمین فقط اصطباغ کی رسم ادا کرنا ہوتا تھا) قدرتی طور پر بے تاثیر
ثابت ہوا۔ کیونکہ ظاہرا اس حکم کی تعمیل کر کے مسلمان اپنے مذہب کے دل سے پابند رہے۔ ماسایا
نے چشم دید لکھا ہے کہ مسلمان گرجا سے نکلکر جس مین انکو اصطباغ ملا سیدھے مسجد مین گئے
اور کسی باخدا مسلمان سے اس جبریہ اصطباغ کے اثر کو دور کرا دیا[52] عیسائی بنانے کا یہ طریقہ
اس وجہ سے اور فضول ثابت ہوا کہ فقط مردون کے لیے اُسکا حکم جاری ہوا تھا اور عورتون
کے مذہب سے کسی طرح کا تعرض نہ تھا۔ یہ بات ایسی تھی جو حبش کی آیندہ تاریخ اسلام

[51] ماسایا گیارہوین جلد صفحہ ۱۲۴۔ [52] ماسایا گیارہوین جلد صفحہ ۷۷۔۷۸۔

مین نجاشیا اپنے تئین قابل وقعت ثابت کریگی کیونکہ ماسایا نے قوی شہادت پیش کی ہے کہ حبش کے ملک مین مسلمان عورتون نے تبلیغ اسلام مین مہتمم بالشان کوششین صرف کین [51] بادشاہ یحیی کی نسبت کہاجاتا ہے کہ سنہ ۱۸۸۰ء مین اسنے پچاس ہزار مسلمانون کو اور بت پرستون مین سے ایک قوم کے بیس ہزار آدمیون کو اور گالا کی قوم سے پانچ لاکھ لوگون کو اصطباغ دیا [52] غرض جب ان لوگون کا عیسائی مذہب اختیار کرنا اصطباغ اور عشر کی رسمون سے آگے نہ بڑھ سکا تو ان سختیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون اور بت پرست حبشیون کو عیسائی مذہب سے خصومت اور زیادہ ہوگئی [53] سنہ ۱۸۸۹ء مین شووا کا بادشاہ منیلک یحیی کی موت پر کل حبش کا فرمانروا ہوا۔ منیلک کی نسبت کہاجاتا ہے کہ وہ یحیی کی طرح متعصب عیسائی نہین ہے بلکہ دوسرے مذہب کی توقیر کرتا ہے اور انکو امان دیتا ہے اور ایماندار رہیے لوگون پر بلا امتیاز دین و ملت مہربانی کرتا ہے [54]۔ اس لیے احتمال ہے کہ حبش مین اسلام کی ترقی کو خفیف صدمہ پہنچے ——

اب افریقہ کی تاریخ کی طرف جو ساتوین صدی عیسوی مین گذری ہم کو توجہ کرنی چاہیے۔ اس زمانہ مین اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر مشرق سے مغرب کی سمت مین اپنی فتوحات کو ترقی دے رہے تھے۔ جس طرح اہل مصر کی مدد سے جو سلطنت روما کا خاتمہ چاہتے تھے عربون کو مصر مین آسانی سے فتح حاصل ہوگئی تھی شمالی ساحل افریقہ پر ایسی سہولت سے کامیابی نہین ہوئی۔ یہان خونریز لڑائیون اور مدت دراز کے مقابلون نے انکی ترقی کو کچھ زمانہ تک مسدود رکہا۔ اور جبتک نصف صدی ان محاربات مین نہ گذرلی اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر مصر سے بحیرہ اطلانطک تک مسلط نہوسکے۔ سنہ ۶۹۸ عیسوی مین کارتیج کی ہزیمت سے افریقہ مین حکومت روما کا خاتمہ ہوا اور جب قوم بربر مطیع ہوگئی تو اہل عرب شمالی ممالک افریقہ کے قطعی مالک بن گئے۔

ان لڑائیون کا مفصل حال لکہنا ہمارا کام نہین ہے۔ ہماری کوشش فقط ان مراتب کو تحقیق

[51] ماسایا۔ صفحہ ۱۴۴۔ ۱۲۵ [52] اوپل۔ صفحہ ۳۰۷۔ رکلو۔ توم ۱۰۔ صفحہ ۲۴۷ [53] ماسایا گیارہوین جلد صفحہ ۷۹۔ ۸۱۔ [54] ماسایا نوین جلد صفحہ ۲۰۶۔ ۶۱۔ دسوین جلد صفحہ ۱۲۔ گیارہوین جلد صفحہ ۸۴۔

اکرناہی جتنی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت ہوئی لیکن اس تحقیق کے لیے جو ذخیرہ معلومات
دستیاب ہوتا ہے وہ قلیل اور ناکافی ہے - افریقہ کا کلیسہ جس سے بڑے بڑے سینٹ (اولیا)
اور عالم دنیا مین پیدا ہوے وہ کیا ہوا؟ ترتلیان اور سینٹ سیریان اور اوگستین کے کلیسا جو سخت
ظلم وستم کے بعد بھی فتح نصیب رہے تھے اور جنہون نے ارتہودوکس مسیحی دین کی حمایت نہایت
اولوالعزمی سے کی تہی معلوم ہوتا ہے یہہ سب کلیسا غبار کی طرح مضمحل ہوکر غائب ہوگئے -

لوگون کا یہ معمول رہا ہے کہ جب کوئی سبب دریافت نہوا تو عیسائی رعایا کے الوپ ہوجانے
کو مسلمانون کے تعصب اور ظلم پر محمول کیا - اور اس بات کا نتیجہ سمجھا کہ مسلمان فاتحون نے
جبر سے انکو مسلمان کرڈالا - لیکن بہت سی غور طلب باتین ایسی ہوتی ہین جو اس مسئلہ کو ایسے سرسری
اور نا ملائم طریق پر فیصلہ کرنے کے خلاف پیدا ہوجاتی ہین - سب سے اول یہہ کہ اس دعوے
کے ثبوت مین کوئی خاص شہادت موجود نہین - قتل وغارت اور ردت کی خونریز محاربات کے او
علائق شدومد سے موجود تھے لیکن اختلاف مذہب کی بنا پر ظلم کا ذکر نہین ہے - اور عربون
کی فتوحات کے بعد خاص افریقہ کے مسیحی کلیسہ کا آٹھہ صدیون سے زیادہ سلامت رہنا اہل
اسلام کیطرف سے مذہبی آزادی ملنے کا ثبوت ہے جسکے بغیر کلیسہ کی سلامتی ناممکن تہی -

شمالی افریقہ مین جن اسباب سے عیسائی مذہب کا زوال ہوا انکو اسلامی فرمانرواؤن کے
تعصب مین نہین بلکہ کہین اور تلاش کرنا چاہیے - لیکن ان اسباب کو بیان کرنیسے پہلے یہہ سمجھہ
لینا بہتر ہوگا کہ ساتوین عیسوی صدی کے اخیر مین عیسائیون کی تعداد شمالی افریقہ مین کم تہی -
ان تہوڑے سے عیسائیون کا اسلامی عہد حکومت مین برقرار رہنا مذہبی جبر کے نہونے پر
دلالت کرتا ہے - ہان - اگر کوئی کثیر الآباد کلیسہ عربون کو شمالی افریقہ مین ملتا تو پہر اس دعوے کا
ثابت کرنا دشوار رہتا کہ انہون نے عیسائیون کو بجبر مسلمان نہین کیا -

افریقہ کے صرف دو ہی صوبجات مین عیسائی آباد تھے اور یہ صوبے جنوب کی سمت مین جہان
صحرای اعظم سے انکی حد قائم ہوتی تہی زیادہ دور تک نہ تھے - پس ساحل کا عرض اتنی یا نسو میل سے

زیادہ شاذ تھا[۵۱]۔ اگرچہ قوم واندل کی فتح سے پہلے اُسا قف کے پانچ سو علاقے اس ساحل

پر تھے لیکن یہہ تعداد عیسائیون کے شمار کے لیے معیار نہین ہوسکتی۔ وجہ یہہ ہے کہ فریقی

کلیسہ مین دستور تہا کہ کم آباد شہرون اور اکثر گمنام دیہات مین اُسقف (بشپ) مقرر کردیے جاتے

تھے[۵۲]۔ اور یہہ بات مشتبہ ہے کہ عیسائی مذہب جنوب مین قوم بربر کے گروہون مین کبھی شائع

ہوا تہا[۵۳]۔ پانچوین عیسوی صدی مین جب سلطنت روما کی قوت کو زوال ہوا تو وسیع قوم بربر

کے مختلف گروہ جنکو روما کے لوگ مور۔ نمدین لبیان وغیرہ وغیرہ کے نامون سے پکارتے

تھے قتل و غارت کی غرض سے ساحل کے دولتمند شہرون پر اُمنڈ آئے۔ یہہ فاتح گروہ یعنی

بت پرست تھے لبیان کے گروہ نے جسکی غارتگری کو سیرینی کا سائنیسیس بہت رویا ہے

گرجاؤن کو لوٹا اور پھونک دیا۔ اور گرجا کے متبرک ظروف اپنی بت پرستی کی رسمون کے

لیے لے گئے[۵۴]۔ اور صوبہ سیرینیکا گروہ لبیان کی تاخت و تاراج سے پھر نہ پنپا۔ اور اغلب

یہہ ہے کہ عیسوی مذہب مسلمانون کی لشکرکشی سے پہلے ہی اس صوبہ سے مفقود ہوچکا

تہا۔ قوم مور کا ایک سردار طرابلس کے قریب رہتا تہا واندل کے بادشاہ ہونرمند (۴۸۴-۴۷۷ع)

سے برسر جنگ تہا۔ لیکن وہ اتہے وہ کس کے گرجاؤن کی وقعت اور تسیس کی توقیر کرتا تہا جنکی

ساتہہ واندلون نے سخت برتاؤ کیا تہا۔ اس سردار نے اس قول سے اپنی بت پرستی ظاہر کردی

کہ "مین نہین جانتا عیسائیون کا خدا کون ہے۔ اگر وہ ایسا قوی ہے جیسا کہ اسکو ظاہر

کیا جاتا ہے تو وہ اُن لوگون سے انتقام لیگا جو اوسکی توہین کرتے ہین اور اونکی مدد کریگا جو

اوسکی عزت کرتے ہین[۵۵]"۔ کسی قدر احتمال ہے کہ مورتانیا کے لوگ بھی کثرت بت پرست تھے۔

بہرحال افریقی کلیسا کی کیسی ہی وسعت ہو مگر قوم واندل کے ظلم سے اسکو ایسا صدمہ پہونچا کہ

جانبر نہو سکا۔ تقریباً ایک صدی تک قوم واندل کے ایک حصہ نے جو آرین[۵۶] مذہب رکھتا تہا

---

[۵۱] گبن پہلی جلد صفحہ ۱۶۱ [۵۲] گبن دوسری صفحہ ۱۱۳ [۵۳] کاستیلیونی پرشیرش دے بربیر تا انتیق صفحہ ۹۶ - ۹۷ (مطبوعہ میلان ۱۸۲۶ع)

[۵۴] سنیسیئی کتاستیس - (مین - توم ۶۶ - صفحہ ۱۵۶۹) [۵۵] نیاندر (۲) صفحہ ۲۰۳ [۵۶] یہ مذہب عیسوی مذہب کی شاخ تہا

اسکا بانی آریوس نامی ایک شخص تہا اور مذہب یہ تہا کہ مسیح علیہ السلام خدا سے کم درجہ رکھتے ہین اور روح القدس خدا نہین ہے۔ ۱۲ مترجم

اریتھودوکس فرقہ پر نہایت سنگدلی سے ظلم کیے۔ اُنکے اسقفون کو جلاوطن کیا اور مذہب کی عملانیہ پیروی کی ممانعت کردی اور جن لوگون نے آرین مذہب مین شامل ہونے سے انکار کیا انکو بڑی بیرحمی سے اذیت پہونچائی^{۵۱} ۵۳۴ء عیسوی مین جب سلطنت روما کے سالار بلی ساریوس نے واندلون کی طاقت کو کچل ڈالا اور شمالی افریقہ کو پھر روما کے قبضہ مین شامل کردیا تو صرف (۲۱۷) اسقف کارتیج کی مجلس مین جمع ہوے تاکہ کلیسہ کا انتظام پھر شروع کرین۔ یہہ سخت و متواتر صعوبتین جو عیسائیون کو اُٹھانی پڑین اُنہون نے انکی تعداد کو بہت کم کردیا ہوگا۔ عربون کے حملہ سے ایک صدی پہلے موری وحشیون نے عیسائیون کو شہرون مین مقید کر کے پہاڑون اور صحراؤن اور کشادہ ملکون پر قبضہ کیا اور یورشین شروع کردین^{۵۲}۔ آشوب اور بدنظمی ہر طرف تھی اور ان سب سے بڑھکر سخت وبائین آئین جنہون نے چھٹی عیسوی صدی کو اپنی یادگار بنایا۔ غرض ان سب آفتون نے ملک شمالی افریقہ کی تباہی کو پورا کیا۔ کہا گیا ہے کہ پچاس لاکھ افریقی قیصر روم جسٹینین کی حکومت اور لڑائیون سے ضائع ہوے۔ دولتمند لوگون نے ایسے ملک کا رہنا چھوڑ دیا جسکی زراعت و تجارت جو کسی زمانہ مین ایسے عروج پر تھی ہمیشہ کو غارت ہوی۔ "غرض افریقہ کی بربادی اس درجہ ہوی کہ ملک کے اکثر حصون مین آدمی دن دن بھر پھرے اور نہ کسی دشمن کی صورت نظر آئی نہ کسی دوست کی۔ واندل کی قوم بھی غائب ہوگئی۔ ایک زمانہ مین عورتون بچون اور غلامون کو چھوڑ کر اس قوم کی ایک لاکھ ستر ہزار تعداد تھی۔ اور اس تعداد سے کہین زیادہ موری خاندانون کا شمار تھا جو لڑائیون مین مر کھپ گئے۔ اسی طرح روما کے عیسائیون اور اونکے معاونون پر بھی موسم کی سختی اور آپس کی لڑائیون اور وحشیون کے قہر سے تباہی آئی^{۵۴}"

۶۴۶ء عیسوی مین جسکے ایک برس بعد عربون کا فتحیاب لشکر مصر سے اوٹھکر مغربی ممالک

۵۱ گبن جلد ۴ ۔ صفحہ ۴۳۱ ۔ ۴۳۳ ۔ ۴۳۴ ۔ ۵۲ گبن پانچوین جلد صفحہ ۱۱۵ ۵۳ التیجانی ۔ صفحہ ۱۰ ۔ گبن پانچوین جلد صفحہ ۱۲۲

۵۴ گبن پانچوین جلد صفحہ ۲۱۴ ۔

افریقہ کو مطیع کرنے کے لیئے بڑہا تو افریقہ کا کلیسہ جو متعدد موقعوں پر مسیحی عقائد کی پاکیزگی کا حامی بنا تہا مسئلہ مونو تہیلیٹزم کے مناظرون سے تہ و بالا ہو رہا تہا۔ لیکن جسوقت کارتہیج کی قلمرو مطران کے چار علاقجات دینیہ (یعنی موریطانیہ۔ نومدیا بیزکینا اور افریقہ پروکنسولارس) کے اسقف نے مسئلہ مونو تہیلیٹزم کی تردید مین مجلسین قرار دین اور قیصر روم اور پوپ کو ان مجالس کیطرف سے خطوط روانہ کیے تو اُسوقت صرف ارسٹھ اسقف علاقہ افریقہ پروکنسولارس سے اور بیالیس اساقف بیزکینا کے علاقہ سے وکیل ہو کر کارتہیج مین جمع ہوے۔ علاقجات مورتانیا اور نومدیا کے اسقفون کی تعداد بیان نہین ہے۔ بلاشبہہ مسیحی آبادی کو ان دو علاقون مین بہ نسبت باقی علاقجات کے جو دار الحکومت کے قریب تہے سخت نقصان پہونچا تہا[۵]۔ یہہ بات نہایت درجہ خلاف قیاس ہے کہ کوئی اسقف ان مجالس مین غیر حاضر ہوا ہو کیونکہ بہت جوش پہیلا ہوا تہا اور مسیحی عقائد کی حمایت اور ملکی معاملات مین دربار بائزنتیم (روم) سے رعایا کی خصومت نے اس تحریک کو اور قوت دے رکہی تہی۔ مخالفت کے اشتعال مین سب سے زیادہ حصہ افریقہ نے لیا تہا جسکا نتیجہ آخرکار ۶۴۸ء عیسوی مین مسیحی مجلس لاتیران کا انعقاد ہوا۔ اہل افریقی اسقفون کی تخفیف تعداد یقینی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مسیحی رعایا کے شمار مین شدت سے کمی واقع ہوی۔ عیسائیون کی قلت تعداد کے اسباب پر غور کرتے وقت اسقفون کے شمار پر زیادہ زور بہی نہ ڈالنا چاہیئے کیونکہ علاقہ اسقف کے بے حقیقت ہو جانے کے بعد بہی اسقف بدستور مقرر ہوتے تہے۔

مذکورہ بالا دلائل سے فی الواقع یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانون کے حملہ کے وقت عیسائیون کی تعداد کسی طرح زیادہ نہ تہی۔ پچاس برس کی لڑائیون مین جنکے بعد اہل عرب کو اپنی فتح

---

[۵] نیاندر (۱) پانچوین جلد صفحہ ۳۵۴-۳۵۵۔ دلتش۔ کلیسہ کے جغرافیہ اور کیفیات کی کتاب ۱، (مطبوعہ لندن ۱۸۵۵ء) پہلی جلد صفحہ ۳۴ و ۲۳۴ میورزیشن لنوازیون مسلمان این افریق۔ صفحہ ۳۲-۳۳ (تورس ۱۸۹۰ء)

کا یقین ہوگیا - عیسائی رعایا اور تباہ و برباد ہوگئی - افریقی طرابلس کا شہر چھہ مہینے کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا اور شہر کے لوگ قتل کیے گیے - جو لوگ باقی رہے اُنکو قید کر کے مصر و عرب روانہ کیا[۵۱] - ایک شہر کو جو نومیدیا کے صحرا کے کنارے پر واقع تھا رومہ کے ایک رئیس نے کثیر سپاہ کی مدد سے جو شہر کے اندر تھی بچانا چاہا - اس محصور سپاہ نے سال بھر کا محاصرہ بڑی جوانمردی سے برداشت کیا - لیکن اسکے بعد شہر فتح ہوگیا اور تمام مرد قتل کیے گیے[۵۲] - عورتون اور بچون کو قید کیا - جو لوگ اسطرح قید ہوئے اُنکی تعداد کی نسبت لکھا گیا ہے کہ کئی لاکھ کی تھی[۵۳] - اکثر عیسائی پناہ کے لیے بھاگے - کچھہ اٹلی[۵۴] مین کچھہ ہسپانیہ[۵۵] مین چلے گیے - پوپ گریگوری ثانی[۵۶] کے خط سے جو علاقہ سینٹ بونیفیس کو روانہ ہوا دریافت ہوتا ہے کہ بعض عیسائی بھاگتے بھاگتے جرمنی تک پہونچے - رومی صوبجات افریقہ کے بعض شہر فی الحقیقت آدمیون سے خالی ہوکر مدت تک غیر آباد رہنے کی وجہ سے کھنڈر ہوگئے[۵۷] بعض صورتون مین مسلمان فاتحون نے بالکل نیے موقعے اپنے خاص شہرونکی تعمیر کیلیے منتخب کیے[۵۸] کلیسۂ افریقہ کے منتشر حصے جو تک مین ساتوین صدی عیسوی تک باقی رہے تو آخر الامر اُنکے نابود ہوجانے کی نسبت یہ فرض نہین کیا جاسکتا کہ مسلمانون کا ظلم اُنکے مٹ جانیکا ذمہ دار ہے خاص کر ایسی صورت مین جبکہ سولھوین صدی تک ایک مسیحی گروہ کا جو افریقہ کا متوطن تھا پتہ چلتا ہے - ادریس جو مورا کو کے مسلط خاندان ادریسی کا بانی ہوا اُسکی نسبت کہا گیا ہے

---

۵۱ لیوافریکانوس - (راموسیو - توم ۱ - صفحہ ۷) ۵۲ D یہ شہر دیسین نامی تھا جو رومہ کی باشندونکا بنایا ہوا قدیم شہر تھا اور ریاست بگیا اور نومیدی صحرا کی حدود پر واقع تھا (راموسیو - صفحہ ۵۷) ۵۳ (F) پادری - پہلی جلد - ۵۴ جن لوگون نے اسلام قبول نہین کیا اور اپنے مذہب پر قائم رہکر جزیہ دینا بھی نہین چاہا تو انکو اسلامی سپاہ کے خوف سے بھاگنا پڑا - التجانی - صفحہ ۱۰۲ - ۵۵ لیوافریکانوس - (راموسیو - توم ۱ - صفحہ ۷) ۵۶ ”بونیفیس کو نہین چاہیئے کہ کسی صورت مین ان افریقیون کا جو دینی مراتب کا اپنے تئین مستحق جانتے ہین استقبال کرے - کیونکہ ان افریقیون مین سے بعض مانیقی مذہب رکھتے ہین اور بعض ایسے ہین جنھون نے دوبارہ اصطباغ پایا ہے“ چوتھا خط - (مین - توم ۸۹ صفحہ ۵۰۲) ۵۷ لیوافریکانس - (راموسیو صفحہ ۶۵ - ۶۶ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۶) ۵۸ قیروان - سنہ ۵۰ ہجری - فز سنہ ۱۸۵ ہجری - المہدیہ - سنہ ۳۰۳ ہجری - سیلہ سنہ ۳۱۵ ہجری - موراکو سنہ ۴۲۴ (ابو الفدا - توم ۲ - صفحہ ۱۹۸ و ۱۸۶ - ۱۹۱ و ۱۸۷)

کہ جب تلوار کے زور[۵۱] سے وہ اپنے لیئے ایک سلطنت قائم کرتا تہا تو ۱۱۵۹ء عیسوی مین اُسنے عیسائیون اور یہودیون کو زبردستی مسلمان کیا۔ لیکن جہانتک مجھکو تحقیق ہوا شمالی افریقیہ کے ملکی کلیسہ مین اوریس کی مثال کسی اور شخص مین نہین پائی جاتی[۵۲]۔

افریقیہ کے کلیسہ مین جس طرح آہستہ آہستہ سے زوال آیا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانون نے اسکے ساتھہ مذہبی آزادی برتی۔ اسلامی فتح کے تین سو برس بعد اسقفون کے چالیس علاقے باقی تہے[۵۳] اور ۱۰۵۳ء عیسوی مین جب پوپ لیو نہم نے تاسف ظاہر کیا کہ افریقیہ کے کلیسہ سے جو کبھی ایسی رونق پر تہا صرف پانچ اُسقف وکیل بنکر آیے[۵۴] تو اس کمی کا سبب غالباً یہہ تہا کہ چند سال پہلے عربون کے چند گروہ ملک مین گہس آیے تہے اور سخت خونریزی کر کے تمام ملک مین فساد اور بدنظمی پہیلادی تہی[۵۵]۔ ۱۰۷۶ء عیسوی مین افریقیہ کا کلیسہ اس قابل نہ رہا کہ تین اسقف اس مین موجود ہوتے جنکی ضرورت آئین کلیسہ کے بموجب ایک جدید اسقف کی تقرری کے وقت ہوتی تہی۔ جب یہ اسقف نہ مل سکے تو پوپ گریگری ہفتم نے دو نیے اُسقف کارتیج

---

[۵۱] صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۱۶۔ [۵۲] بجبر مسلمان کرنیکا ایک مشتبہ واقعہ عبدالمومن کیطرف منسوب کیا جاتا ہی جسنے تونس کو ۱۱۵۹ء مین فتح کیا (دیکہو دے ماس لاٹری (۲) صفحہ ۷۷۔ ۸۰۔ ۹۰) دو عربی مورخ جنمین ایک ابن الاثیر ہے (جو اس واقعہ کا ہمعصر تہا اور دمشق مین اُس زمانہ مین تہا کہ سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے مذہبی جوش بہت پیدا کر رکہا تہا) اور دوسرا مورخ التجانی ہی (جسنے چودہوین صدی عیسوی مین مشرقی افریقیہ کا سفر کیا) ان دونون مورخون نے لکہا ہی کہ سلطان صلاح الدین جس زمانہ مین تونس کا مالک ہوا تو اُسنے عیسائیون اور یہودیون پر جبر کیا کہ وہ اسلام قبول کرین۔ جن لوگون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا وہ بیرحمی سے قتل کیئے گئے۔ ہمکو اس بیان مین شبہہ ہی۔ اگر یہ جابرانہ حکم فتح کی خوشی یا اور کسی فوری ضرورت کی غرض سے فی الواقع نافذ ہوا تو اسکو ضرور ترک یا منسوخ کر دیا ہوگا کیونکہ یہ حکم آزادی مذہب کے اصول کے خلاف تہا اور اس مذہبی آزادی کے اصول کا مغرب کے کل فرمانروا بہت لحاظ کرتے تہے۔ یہ امر یقینی ہی کہ عیسائی اور یہودی تونس مین پہر جلد نظر آنے لگے اور تحقیق ہوتا ہی کہ عہد حکومت عبدالمومن کی خاتمہ سے پہلے عیسائی تونس مین آباد ہو چکے تہے اور انکو آزادی اور تجارت اور حقوق مذہب کی سلامتی حسب دستور سابق حاصل تہی۔ ایک قدیم مغربی مصنف نے لکہا ہی۔ "وجبکہ خدا خود ساتھہ تہا تو اُسنے (یعنی سلطان نے) نصرت کی ساتھہ زاب اور افریقیہ کی سرزمین کو طی کر کے ملکون اور شہرون کو فتح کیا۔ جن لوگون نے امان چاہا انکو امان دیا اور جو منافق ہوئے انکو قتل کیا"۔ اس اخیر کی عبارت سے ہماری اس رای کی جو سلطان کی حکمت عملی کی نسبت عیسائیون کے متعلق ہی جنہون نے اپنی مقسوم کو برداشت کیا پختہ ہو جاتی ہی۔ [۵۳] دی ماس لاٹری۔ (۲) صفحہ ۲۰۔ ۲۱۔ [۵۴] لیو نہم کا خط نمبر ۸۳ (رمین توم ۱۴۳ صفحہ ۷۲۸) اس خط مین گومی اور کارتیج کے اساقف کی نزاع کا بیان ہی کہ دونون مین کسکو سبقت حاصل تہی۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ افریقیہ کی پرآشوب حالت نے افریقی اساقفہ کو اپنے اور اپنے قریب کی علاقون کی علاوہ دیگر اسقفی علاقیجات کے حال سے لاعلم رکہا ہو اور یہان جلسی رومانے گرما یا کہ جو اطلاع روانہ کی اُسمین اساقف کی تعداد اصلی تعداد سے کم ظاہر ہوئی۔ [۵۵] مولر دوسری جلد صفحہ ۶۲۸۔ ۶۲۹

کے مطران کی معاونت کے لیے مقرر کیے تاکہ رسوم تقررادا ہوجاوین - لیکن عیسائیون کی
تعداد ابھی تک اسقدر تہی کہ نیے استقفون کے مقرر کرنے کی ضرورت ہوی تاکہ کام ہلکا ہوجاوے
کیونکہ تین آدمی دینی معاملات کا انصرام بغیر مدد کے نہ کرسکتے تہے[۵۱] - دو صدیون مین جو اس زمانہ
کے بعد گذرین مسیحی کلیسہ اور ابتر ہوتا گیا - ۱۰۷۶ء عیسوی مین صرف مورا کو کا اسقف کل عیسائیون
کا دینی افسر رہ گیا[۵۲] - اسی زمانہ تک الجزائر کی قوم کبل مین کچھہ نشانات عیسائی مذہب کے دریافت
ہوتے ہین[۵۳] - اس قوم کے گروہون کو زمانہ سابق مین کسی قدر اسلام کی تعلیم ملی تہی لیکن یہ
مذہب اُن پر زیادہ قابو نہ پا سکا - اور جون جون زمانہ گذرا انکو اسلام کا اتنا علم بہی نہ رہا جسقدر
پہلے تہا یہانتک کہ نماز پڑہنی بہی بہول گئے - پہاڑی قلعون اور حصارون مین بند اور اپنی
خودمختاری پر نازان انہون نے عرب کے عنصر کو اپنے مین شامل نہ ہونے دیا اور کامیابی کے
ساتہ اُسکا مقابلہ کیا - پس ان لوگون کو مسلمان کرنے مین سخت دشواریان تہین - خانقاہ سجیت الحمرا
کے لوگون نے جو فرقہ قدریہ سے تہے چندبار کوشش کی قوم کبل مین تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری
کرین - لیکن کامیابی نہ ہوی - اس کام کی عزت کے لیئے کہ ان مین اسلام کی بنیاد پڑے چند
مورش مسلمان نامزد ہوے تہے - جو ۱۴۹۲ء عیسوی مین جبکہ غرناطہ کو عیسائیون نے فتح کرلیا
تہا اندلس سے نکالے گئے تہے - اور سجیت الحمرا مین انہون نے پناہ لی تہی شیخ خانقاہ نے
سمجھہ لیا کہ یہ اندلس کے مسلمان اُس دشوار کام کو کرلینگے جس مین خود شیخ کے مریدون کی کوششین مطلقاً
بے سود ثابت ہوی تہین - غرض اس کار حسنہ کے لیئے روانہ کرنے سے پہلے شیخ نے اندلسیون
سے کہا دیہ یہہ ہمارا فرض ہے کہ اسلام کی مشعل ان ملکون مین لیجاوین جنہون نے مذہب
کی دولت سے اپنا ورثہ گم کردیا ہے - کیونکہ ان بدقسمت کبل مین نہ مدارس ہین اور نہ کوئی شیخ ہی
جو اُنکے بچون کو آئین اخلاق و محاسن اسلام کی تعلیم دے - پس یہ لوگ جانورون کی طرح بغیر
خدا اور دین کے رہتے ہین - اس ناشاد حالت کو دور کرنے کے لیے مین نے مصمم ارادہ کیا ہے

[۵۱] غریگوری ہفتم انیسون خط این یتمم ۱۴۰ صفحہ ۴۴۹ [۵۲] دی ماس لاتری صفحہ ۲۲۶ [۵۳] ترومل سین دی اسلام (مطبوعہ پیرس) صفحہ ۳۴۳

کہ تمہاری حمیت اور تہذیب کو حرکت دون - پس ان پہاڑون کے بسنے والون کو ہمارے دین کے حقائق سے اب زیادہ لاعلم نہ رہنے دو - جاؤ اور اونکے مذہب کی بجھتی آگ کو پھونکو اور اسکی دبی چنگاریون کو بھڑکا دو عیسائی مذہب رکھنے کی وجہ سے جو غلطیان اُن مین پہلے سے ابتک چلی آتی ہین انکو رفع کرو اور انکو سمجھادو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین میل کچیل کو خدا کی نظرون مین وہ نہین کہا جاتا مین تمسے یہہ بات پوشیدہ نہ رکھونگا کہ تمہارے کام مین سخت دشواریان پیش آئینگی لیکن تمہاری حمیت اور تمہارا شوق مذہب خدا کے لطف کے ساتھہ شامل ہوکر کل مشکلات پر غالب آئیگا میرے بچو جاؤ اور خدا اور رسول پر پھیر لاؤ ان لوگون کو جو جہالت اور انکار کی غلاظت مین آلودہ ہین میرے بچو نجات کا پیغام اُن مین لیجاؤ اور خدا تمہارے ساتھہ ہو اور تمہاری مدد کرے "

غرض یہ اندلسی مسلمان پانچ پانچ چھہ چھہ کی جمعیت سے مختلف سمتون مین روانہ ہوگئے - پھٹے پرانے کپڑے پہن عصا ہاتھہ مین لے یہ دعاۃ اسلام کوہستان مین نکل گئے غیر آباد اور پریشان منظر موقع تلاش کرکے پہاڑون کے غارون اور کھوون مین رہنے لگے - انکی پرہیزگاری اور کثرت زہد سے کبل کے لوگون کو شوق پیدا ہوا کہ انکو چلکر دیکھین - زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ انہون نے مسلمانون سے رسم دوستی پیدا کی - علم طب فنون صناعت اور دیگر فوائد تمدن کی مدد سے کبل کی قوم پر ان دعاۃ نے حسب مراد اثر پہونچایا - انکے حجرے اسلامی تعلیم گاہ بن گئے - اور طالب علم انکے علم کا شہرہ سنکر جمع ہوگئے - آخرالامر یہ طلبا اپنی قوم کے لئے داعی اسلام بنے اور کبل کے تمام ملک مین اور الجزائر کے صحرائی دیہات مین اسلام شائع ہوگیا[۲]-

مذکورہ بالا واقعہ بلاشبہ اس بات کی مثال ہے کہ اندرونی ملک کی خودمختار اقوام کے ایسے حصون مین اسلام کی ابتدا کیونکر ہوی جنکو کسی زمانہ مین عیسائی مذہب کی تعلیم ملی تھی لیکن یہ مذہب

---

[۱] مادرد (دارالحکومت اسپین مین) جو مجلس ۱۵۶۶ء مین مورسکی لوگون کی اصلاح کے لیے قائم ہوی اُسکے مضامین کا اوپر کی عبارت سے مقابلہ کرو منجملہ اون کے ایک مضمون حسب ذیل ہے - "یہہ کہ نہ اونکو اور نہ اونکی عورتون کو اور نہ کسی آدمی کو گہر یا گہر سے باہر کہین نہانے اور دھونے کی اجازت ہوگی اور یہہ کہ اونکے کل حمام یا غسل خانے ڈہاکر منہدم کردیے جاوینگے" (جے مورگان - دوسری جلد صفحہ ۲۵۶) [۲] تروملے - لے سپین دے اسلام صفحہ ۲۶ - ۳۶ -

صرف چند وہمی رسمونکی شکل مین باقی رہ گیا تہا[50]۔ چونکہ ان مسیحی اقوام کا تعلق عیسوی دنیا سے قطع ہوگیا تہا اور مسیحی دین کے معلم اُن مین موجود نہ تہے اس لیے ایسے مسلّم الثبوت عیسوی مسائل سے وہ واقف نہ تہے جن سے اعیان اسلام کی تعلیم کا جواب دیسکتے۔

شمالی افریقہ مین کلیسہ کے تنزل کی نسبت جو منتشر واقعات بیان ہوئے ان مین اب کچہہ اضافہ کرنا باقی نہین ہے۔ چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین ایک مسلمان سیاح[51] نے تونس کے ضلع الجرید کا سفر کیا۔ اس سیاح نے لکہا ہے کہ مسیحی کلیسہ اگرچہ برباد پڑے ہین لیکن ابہی تک موجود ہین۔ عرب فاتحون نے انکو برباد نہین کیا کیونکہ انہون نے صرف یہ کافی سمجہا کہ ہر گرجا کے سامنے ایک مسجد بنا دین۔ پندرہوین صدی کے خاتمہ تک تونس مین افریقی عیسائیون کا ایک گروہ موجود تہا جو ہوالی شہر مین ایک جگہہ آباد تہا اور یہہ جگہہ غیر ملک کے عیسائی تاجرون کی آبادی سے علٰحدہ تہی۔ جبر اور ظلم کا تو کیا ذکر ہے یہ عیسائی گروہ سلطان تونس کا باڈی گارڈ تہا[53] اور یہ وہی عیسائی تہے جنکو ۱۵۳۵ء مین فتح تونس کے بعد بادشاہ چارلس پنجم نے عیسائی مذہب پر قائم رہنے کی مبارکبادی دی تہی[54]۔

یہہ اخیر واقعہ تہا جو شمالی افریقہ کے دیسی کلیسہ کی نسبت سنا گیا۔ شمالی افریقہ مین جو اسلامی سلطنتین تہین انکے عربی سلاطین کے طریق صلح کل کی نسبت اگر متعدد شہادتین موجود نہی ہوتین کہ کسطرح عیسائیونکو اُنہون نے سپاہ مین مقرر کیا[55] اور متعدد عہدنامون سے نو آباد عیسائیون[56] اور عیسائی تاجرونکو پوری مذہبی آزادی اور سامان آسائش اور کنیسہ روما کا پوپ[57] افریقہ کی عیسائی رعایا کو انکی امان مین سونپتا تہا اور خود عیسائیونکو اسلامی بادشاہونکی خیرخواہی کی ہدایت کرتا تہا تو بہی فقط یہ بات[58] کہ افریقہ کا کلیسہ کسقدر مدت دراز تک قرار رہا بجبر تبدیل مذہب کے دعوے کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

---

[50] لیو افریکانس نے لکہا ہے کہ پندرہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر الجزیرہ اور بجایہ کی پہاڑی دمی اگرچہ مسلمان تہے مگر اپنے رخسارون پر صلیب کا نشان کندہ کرتے تہے (راموسیو ۔ ا صفحہ ۱۰) اسیطرح جنوب مغرب کے لوگ آج تک مذہب سے خارج کرنے اور اقرار کی رسوم میں عیسوی رسوم سے مشابہ ہین کہتے ہین (ادیل صفحہ ۲۹۹) صحرای اعظم کے بعض خانہ بدوش گروہ اصطباغ کی مثل ایک رسم کے پابند ہین اور صلیب کا نشان ہتیارون اور کپڑون اور زیبایش کی چیزون پر بناتے ہین (دی ماس لاتری (۲) صفحہ ۸)

[51] التجانی صفحہ ۲۰۳ [52] لیو افریکانس (راموسیو ۔ توم ا صفحہ ۶۷) [53] پادری ہیلی جلد صفحہ [54] دی ماس لاتری (۲) صفحہ ۶۱ ۔ ۶۲ ۔ ۲۶۶ و ۲۶۷ ۔ ایل ۔ دل مارمول کاراوجل دیلا افریق ۔ توم ۲ صفحہ ۵۴ (مطبوعہ پیرس ۱۶۶۷ء) [55] دی ماس لاتری ۔ (۲) صفحہ ۱۹۲ [56] مثلاً پاپا انوسینٹ سوم ۔ پاپا غریغوری ہفتم ۔ پاپا غریغوری نہم ۔ پاپا انوسینٹ چہارم [58] دی ماس لاتری ۔ (۲) صفحہ ۲۰۳ ۔

باب پنجم

ہسپانیہ یا اندلس کے عیسائیون مین اسلام کی اشاعت

سنہ ۷۱۱ عیسوی مین اہل عرب نے ہسپانیہ (یا اندلس) مین اسلام کی ابتدا کی اور سنہ ۱۵۰۲ء مین بادشاہ فردنند اور ملکہ ازابلہ کا فرمان جاری ہوا کہ تمام ملک مین کوئی شخص اسلام کی پیروی نہ کر سکے ان دو سنون کے درمیان جو صدیان گذرین اُن مین اسلامی اندلس نے یورپ کے زمانہ وسطی کی تاریخ مین تابندہ ترین ورق لکھا۔ اسلامی ہسپانیہ نے جیولری کا عہد شروع کیا اور اپنا اثر ملک پرونس مین پہونچایا اور وہان سے یورپ کے دیگر امصار و اقطار مین اسی اثر سے نئی شاعری اور جدید ترقی علم کا بانی ہوا۔ اور زمانہ رنیسانس سے پہلے مسیحی شایقین علم نے یونان کے علم و حکمت کو قوت عقل کے لیے جسقدر سیکھنا چاہا اوسی سے سیکھا۔ لیکن تہذیب و تمدن کے ان کارنامون کو یعنی علم و فن شاعری و حکمت کو ہم یہین چھوڑتے ہین اور ہسپانیہ کے مذہبی حالات کی طرف توجہ کرتے ہین جبکہ یہ ملک مسلمانون کی حکومت مین تھا۔

پہلی ہی مرتبہ جب مسلمان اپنے مذہب کو ہسپانیہ مین لائے تو جاثلیقی عیسائیت آرین عیسائیت پر غالب آ کر کل ملک پر مسلط تھی۔ طلیطلہ کی چھٹی مجلس نے قانون وضع کر دیا تھا کہ کل شاہان ہسپانیہ اس بات پر حلف لیا کرینگے کہ جاثلیقی مذہب کے سوا کسی دین کی پیروی ملک مین جائز نہ ہوگی اور تمام فریقان منحرف کے خلاف قانون سختی سے جاری کیا جائیگا۔ اسکے بعد دوسرا قانون وضع ہوا اور وہ یہہ تھا کہ کوئی شخص جو رسولی کلیسہ یا انجیلی قواعد یا آبا کی تعریف یا کلیسا کے فتاوے اور مقدس سکرامنٹ کو معرض بحث مین لائیگا اُسکی جایداد ضبط ہوگی اور

حبس دوام کی سزا ملیگی - ملکی معاملات مین قسوس نے اپنے طبقہ کے لیے بہت قوت حاصل کرلی
تھی[۵۱] - اساقف اور خاص خدام کلیسہ قومی مجالس مین جو انتظام سلطنت کی غرض سے تعین شریک
ہوتے تھے - بادشاہ کے انتخاب کو منظور کرتے تھے اور انکو دعویٰ تھا کہ اگر بادشاہ نے
ہمارے احکام کی تعمیل نہ کی تو ہم اُسکو تخت سے معزول کرسکتے ہین مسیحی قسوس نے اِن اختیارات
کے زور پر موقع پایا کہ یہودیون پر جنکی ایک کثیر جماعت ہسپانیہ مین آباد تھی ظلم کرین - اور نہایت
جابرانہ قوانین اُن یہودیون کے خلاف جاری کیے جو اصطباغ لینے سے انکار کرین[۵۲] - چنانچہ
ان سختیون کا نتیجہ ہوا کہ یہودیون نے عیسائیون کے جور و عقوبت سے اہل عرب کو اپنا شفیع
جانکر مسلمانون کا خیر مقدم کیا - اور جن شہرون کو اہل اسلام نے تسخیر کرلیا تھا انکی حفاظت کے
لیئے سپاہ کا کام دیا اور جن مقامات کا مسلمان محاصرہ کیے تھے اُنکے دروازے کھول دیئے[۵۳] -

اسیطرح ہسپانیہ کے غلامون نے عربون کے آنے کو اپنے حق مین مبارک
جانا کیونکہ گاتھہ کی حکومت مین انکی حالت مظلومی کی تھی اور مسیحی دین کا علم اُن مین ایسا ادنیٰ تھا
کہ اسلام لانے کی صورت مین جو آزادی اور اور فائدے ان کو میسر آسکتے تھے ان کے
مقابلہ مین یہ علم کچھہ وقعت نہ رکھتا تھا -

ہسپانیہ کے یہ درماندہ غلام پہلے لوگ تھے جنہون نے اسلام قبول کیا - اور ملک
کے بت پرستون نے بھی جنکے کچھہ لوگون کا باقی رہنا ۶۹۳؁ عیسوی تک بیان کیا گیا ہے
غلامون کی مثال کا اتباع کیا[۵۴] - اکثر عیسائی شرفا خواہ دلی اعتقاد سے خواہ کسی اور غرض سے
مسلمان ہوگئے ادنیٰ[۵۵] اور متوسط درجے کے عیسائیون مین سے اکثر لوگ ظاہرداری نہین
بلکہ سچے دل سے اپنے مذہب کو ترک کرکے اسلام لائے جسکے پیشواؤن نے علم دین
انکو جاہل رکھہ کر دینی باتون مین انکی غور پرداخت نہ کی تھی اور خود دنیا کمانے مین مصروف ہوکر

---

[۵۱] بودس صفحہ ۲ - [۵۲] المقری صفحہ ۶۸ - [۵۳] المکاری پہلی جلد صفحہ ۲۸۰ - ۲۸۱ - [۵۴] بودس
صفحہ ۷ - [۵۵] دوزی … صفحہ ۴۴ - ۴۶ -

اپنی امت کو لوٹنا اور ستایا تہا[۵۱]- جب یہہ عیسائی مسلمان ہوے تو اسلام کے سچے معتقد اور پرجوش حامی بنے - اور خود انکو اور انکی اولاد کو علمای اسلام کے اُس حلقہ سے ارادت ہوی جو شریعت کا نہایت پابند تہا اور امرای عرب کی طرح اسپرانہ اور آزاد مشرب نہ رکہتا تہا[۵۲]- فتوحات اسلامیہ کے وقت قدیم نسل گاتہہ کے عمدہ اوصاف ہسپانیہ کے عیسائیون مین باقی نہ رہے تہے - بلکہ انکی جگہہ ایسی عیش پرستی اور بداعمالی پیدا ہوگئی تہی کہ اسلامی دور حکومت کو علمای مسیحی نے گمراہ عیسائیون کے حق مین قہر خدا سمجہا[۵۳]-

وقت گذرنے پر بہی عیسائیون کی حالت بہتر نہ ہوی اور جب مسیحی اساقف مسلمان امیرون کی رنگ رلیون مین شریک ہونے لگے اور اُنکے علاقون کا نیلام ہوا اور عیسائیون کے پیشوایان دین منکرین خدا مقرر ہونے لگے اور انہون نے اپنی طرف سے قسیس کے عہدے نااہل اور ذلیل لوگون کو دینے شروع کیے[۵۴] تو ایسی حالت مین فرض کیا جا سکتا ہے کہ صوبہ اندلوسیا کے علاوہ اور صوبجات ہسپانیہ مین بہی عیسائیون نے ایسے مذہب سے کنارہ کش ہوکر جسکے مقتدا اپنی بدکاریون سے اس مذہب پر حرف لائے تہے[۵۵] اسلام کی روح پرور فضا کو تلاش کیا ہوگا ۔

اگر عیسائی مصنفین نے ان باتون کو قلمبند کرنے کا خیال کیا ہوتا تو بلاشبہہ ہسپانیہ مین

---

[۵۱] اسمولر - دوسری جلد - صفحہ ۴۶۳ [۵۲] دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۴۴ - ۴۶ [۵۳] سینٹ بونیفیس نے ۷۴۵ عیسوی مین اپنے خط نمبر ۶۲ مین ایسا ہی تحریر کیا ہے - وہ لکہتا ہے "پس ایسا ہی ہوا ہسپانیہ اور پروونس اور برگنڈی کے باشندون کے حق مین جنہون نے خدا کی اطاعت سے گردن پہیری - یہانتک کہ خدای قادر نے جو انکے گناہون کو دیکہتا تہا انپر عذاب بہیجا اور یہہ عذاب مین الہی سے لاعلمی کی صورت اور سارا سین کی شکل مین نازل ہوا تا کہ انکو نیست کردے" (مین توم ۸۹ صفحہ ۷۶۱) الوارس [illegible] اپنی کتاب - فقرہ ۳ مین لکہتا ہے "ہماری گنہگاری کا نتیجہ ہے کہ ہسپانیہ کی حکومت سارا سین کے قبضے مین آگئی" اسی طرح [illegible] فقرہ ۸ مین تحریر کیا ہے "مین یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہون کہ یہ عذاب ہمپر ہمارے ہی قصور سے نازل ہوا ہے - ہان ہان یہ ہماری ہی بدعملی ہماری ہی بدکاری - ہماری ہی ناپاکی - ہمارا ہی لہو و لعب اور ہمارے ہی اخلاق کی خرابی ہے جسنے ہمکو ان مصیبتون تک پہونچایا ہے ..... پس خدا نے جو انصاف کو عزیز رکہتا ہے اور جسکا چہرہ عدل کہلاتا ہے ہمین جانورون کے حوالے کر دیا ([illegible] صفحہ ۵۱۳ - ۵۲۲) [۵۴] سامسن صفحہ ۳۷۷ - ۳۸۷ و ۴۰۳ - [۵۵] دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۱۰۳ [۵۶] شیخ [illegible] نویں صدی کے آخر مین پوپ ہادرین اول نے جنوبی ہسپانیہ مین اس مقصد سے روانہ کیا کہ اسلامی خیالات سے جو [illegible] مین پیدا ہو رہا تہا اُسکا انسداد کرے ہسپانیہ کے قسوس پر الزام لگایا ہے کہ وہ بیاہی عورتون سے آشنائیان کرتے ہین (بلنح صفحہ ۳۰۸)

اکثر مثالین یہود کی سی دریافت ہوتین جو بادشاہ فرانس لوئی دے بائیس کے عہد مین دربار کا پادری تہا اور ۱۳۸۸ء مین عیسائی مذہب چہوڑکر یہودی ہوگیا تہا تاکہ اپنے قول کے مطابق اس گنہگار زندگی کو ترک کرکے "خدا کے آئین کا پابند ہوجاوے"۔[۵۱]

یہہ بہی ممکن ہے کہ قوم گاتہہ کی آرین عیسائیت کا جو کچہہ بقیہ رہ گیا تہا اور اہل عرب کی فتح[۵۲] سے کچہہ پہلی جسکی طرف ہسپانی کلیسہ کو پہر کسی قدر توجہ ہوی تہی اس نے عیسائیون کو پہلے ہی اسلام لانے پر آمادہ کر رکہا ہو جس مین مسیح علیہ السلام کے حالات آرین اعتقادات سے بہت مشابہہ[۵۳] ہین

زبردستی مسلمان بنانے یا تبدیل مذہب کی غرض سے سختی کرنے کا حال شروع زمانہ مین جبکہ اہل عرب نے ہسپانیہ فتح کیا کہین مذکور نہین۔ بلکہ احتمال یہہ ہے کہ عیسوی مذہب کی طرف سے مسلمانون کی بے تعصبی ہی وہ شے تہی جس نے ملک پر جلد قبضہ ہونے مین انکے لیے آسانی پیدا کردی۔ اگر نیے حاکمون سے عیسائیون کو کوئی شکایت اس بات کی تہی کہ مسلمانون کی طرح ان سے برتاؤ نہین کیا جاتا تو وہ یہ تہی کہ عیسائیون کو جزیہ دینا پڑتا تہا جسکی شرح امیرون سے ۴۸ درہم۔ متوسط الحال لوگون سے ۲۴ درہم اور پیشہ ورون سے ۱۲ درہم کی تہی۔ چونکہ جزیہ فوجی خدمات سے بری رہنے کی عوض مین لیا جاتا تہا اس لیے صحیح الجثہ مردون پر وہ جاری ہوا تہا عورتین اور بچے۔ رہبان اور فقیر اندہے۔ لنگڑے۔ بیمار اور غلام اس سے مستثنے تہے[۵۴] عیسائیون کو جزیے کے ادا کرنے مین اس وجہ سے اور کم سختی معلوم ہوی ہوگی کہ عیسائی حکام اوسکی تحصیل کے لیے مقرر کیے جاتے تہے[۵۵]

بجز ایسے جرائم کے جو شریعت اسلام کے خلاف سرزد ہون عیسائیون کے کل مقدمات

---

۵۱ الواری کورڈوبینس "لیمنوسان خطوط" چونکہ وہ ہمیشہ کے عذاب کا مستوجب تہا تو بین نے اقرار کیا کہ "خدا کے آئین کا ہمیشہ پابند رہونگا"۔ ۵۲ بلفرغ صفحہ ۷۵۔ ۸۰۔ ۵۳ اگر ہم اس بات پر غور کرین کہ جرمنی مذہب آرین مین مسیح علیہ السلام کے متعلق وہ خیال جو توریت کی متکلم یادگار ہے جبتک باقی تہا اور قوم [illegible] کے عقائد مین باوجود اسکے کہ اوسنے حقیقی عیسائیت اختیار کرلی تہی بہت سا نبوت کو کیسا دخل تہا تو یہ بات سمجہنی آسان ہو جائیگی کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت جو ہسپانیہ خیالات اسلام کی آمد ہونے کے تسلط کی بعد ہی ہسپانیہ کی رعایا مین کیونکر ظاہر ہوی (بلفرغ صفحہ ۸۲) ۵۴ دوزی۔ (۲) توم ۲ صفحہ ۴۴ ۵۵ دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۳۹۔

اُنہی کے ججون کے سامنے اور اُنہی کے قانون کے مطابق فیصلہ پاتے تھے[۵۰] - مذہب کی پیروی مین عیسائیون کا کوئی مزاحم نہ تہا[۵۱] - قربانی کی سکرامنٹ بخور و ناقوس اور دیگر رسوم حسب طریقہ سے ادا ہوتی تہی - کوائر مین مسیحی سرود گایا جاتا تہا مسیحی واعظین لوگون کو وعظ سناتے تہے اور گرجا کے سب تہوار حسب معمول منائے جاتے تہے - ہسپانیہ کے عیسائیون کی نسبت یہ دریافت نہین ہوتا کہ وہ شام و مصر کے عیسائیون کی طرح مخصوص لباس پہننے پر جو اُنکی ذلت کی علامت قرار دیا گیا ہو مجبور تہے - بلکہ نوین صدی عیسوی مین عام عیسائی (جنکو کلیسہ مین خدمت حاصل نہ تہی) بالکل عربی لباس پہنتے تہے[۵۲] - ایک مرتبہ انکو نیئے گرجا بنانے کی بہی اجازت ہوئی تہی[۵۳] اور یہ بات اُن شرائط کے خلاف تہی جو کسی عیسائی شہر کی فتح کے وقت بالعموم منظور ہوتی تہین -

عیسوی معابد کے علاوہ جن مین عورتین اور مرد رہبانیت کی زندگی بغیر اسلامی حکام کی دست اندازی کے بسر کرتے تہے چند جدید مسیحی خانقاہون کی تعمیر کا ذکر بہی دیکھنے مین آتا ہے[۵۴] - رہبان اپنے ادنی لباس کو جو اونکی جماعت کے لیئے مخصوص تہا علانیہ پہنتے تہے اور قسوس کو کوئی ضرورت نہ تہی کہ اپنے منصب کے نشان کو لوگون سے پوشیدہ رکہین[۵۵] - اور نہ مذہبی مراتب سلطنت کے ممتاز عہدون سے عیسائیون کو محروم کرتے تہے[۵۶] -

---

[۵۰] بودسن صفحہ ۱۱-۱۲ و ۱۹۶ - [۵۱] الوگیوس پہلی کتاب فقرہ ۳۰ وہ مذہبی معاملات مین بغیر کسی کی دست اندازی کے ہم اُمین (یعنی مسلمانون مین) آباد ہین" (صفحہ ۱۶۷) ایضاً ایضاً فقرہ ۱۸ اسلامی گورنمنٹ کیطرف کسی طرح کی سختی ایسی نہ تہی کہ عیسائی اپنے مذہب سے انکار کرتے یا اپنے مقدس دین کی پیروی سے علیحدہ کیے جاتے - (صفحہ ۱۷۵) یحیی گورزی (جسنے دسوین صدی عیسوی کے وسط مین ہسپانیہ کا سفر کیا اپنی کتاب کے فقرہ ۱۲۲ مین لکہتا ہے "اُسکی حکومت مین عیسائی آزادی سے اپنے مذہب کے پابند ہیتے اور اپنے مال سے نفع اٹہاتے رہتے تہے" ایک ہسپانی اسقف نے یحیی گورزی سے عیسائیون کی حالت اسطرح بیان کی "ہم اپنے گناہون سے اس درجہ کو پہونچے کہ اب کفار کی حکومت ہم پر ہے ہمکو پولوس رسول کے حکم سے حاکم وقت کا مقابلہ کرنا منع کیا گیا ہے لیکن صرف ایک بات تسکین کی ہے جو ہمارے لیے باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام مصیبتون مین بہی ہمکو ہمارے دین کی پیروی سے مسلمان منع نہین کرتے بلکہ وہ ایسے عیسائیون پر جو اپنے مذہب کے سخت پابند ہین مہربانی کرتے ہین اور اُن سے رسم دوستی پیدا کرتے ہین اور ملکر خوش ہوتے ہین - پس جبتک یہ وقت ہمپر ہے ہمنے اس بات کو مصلحت جانا ہی کہ جب مسلمانون نے ہمارے دین کو کچہہ نقصان نہین پہونچایا تو باقی باتون مین ہم بہی اُنکی فرمانبرداری کرین اور انکی احکام کی جہانتک وہ ہمارے مذہب مین مخل نہون تعمیل کرین" فقرہ ۱۲۲ (صفحہ ۳۰۲) [۵۲] بودسن صفحہ ۱۶-۱۷ - [۵۳] الوگیوس نے گرجاؤن کا حال لکہا ہے جو نئے تعمیر ہوے تہے ایک تاریخ مین جو غلطی سے لٹ پراندسی منسوب ہی لکہا ہے کہ ۹۹۶ء مین قرطبہ مین نیا گرجا تعمیر ہوا - (صفحہ ۱۱۳)

[۵۵] الوگیوس تیسری کتاب باب ۱۱ صفحہ ۲۱۰ [۵۶] بودسن صفحہ ۱۹ [۵۷] بودسن نسخہ ۱۰ و یحیی گورزی فقرہ ۱۲۰ صفحہ ۳۰۶

جن عیسائیون نے اس نقصان کو برداشت کرلیا کہ عیسوی سلطنت کے زوال سے اب انکو ملکی قوت
حاصل نہین ہوسکتی توانکو کوئی بات شکایت کی باقی نہ رہی - اور یہہ امر قابل وقعت ہے کہ آٹھوین
صدی عیسوی کے کل زمانہ مین صرف ایک بغاوت کا حال دیکھا جاتا ہے جو عیسائیون کی طرف سے
بیجاے کے شہر مین ہوی - اور اس بغاوت مین بھی ایک عرب سردار نے اشتعال پیدا کیا تھا -
عیسائی جو فرانس کی حکومت مین اس غرض سے چلے گئے تھے کہ عیسوی حکومت کی پناہ مین
رہین گے تو انکی حالت بھی اپنے ہم مذہب بھائیون سے جنکو ہسپانیہ مین چھوڑ کر وہ بے وطن ہوے
تھے بہتر ثابت نہ ہوی - سنہ ۸۱۲ عیسوی مین بادشاہ شارل مین نے اہلکاران شاہی کے ظلم سے
ان عیسائیون کی حمایت مین کوشش کی جو ہسپانیہ سے بادشاہ کی واپسی کے وقت بادشاہ کے
ساتھہ ہو گئے تھے - تین برس کے بعد فرانس کے بادشاہ لوی دے پائیس نے ایک اور
حکم ان عیسائیون کی حفاظت کے لیئے جاری کیا لیکن باوجود اسکے امراے فرانس سے ان کو
جلد شکایت پیدا ہوی کیونکہ جو زمینین ان غریب الوطن عیسائیون کو ملی تھین ان پر یہہ میر قابض ہو گئے
تھے - یہہ مصیبت تھوڑے دن کو بند ہوی تھی کہ پھر عود کر آئی اور کل فرامین جو دولت فرانس
نے ان عیسائیونکی سرپرستی کے لئے جاری کیئے ان مین سے ایک نے بھی ان بدنصیبون کی
حالت کو بہتر نہ کیا - قوم کاگٹ کے متعلق جو زمانہ مابعد مین ایک مظلوم اور افتادہ قوم ظاہر ہوی
دریافت ہوتا ہے کہ یہہ قوم انھی نوآباد عیسائیون کی تھی جو ہسپانیہ کی اسلامی حکومت سے بھاگ کر
فرانس مین چلے آئے تھے کہ ہم مذہب عیسائیون کو انکی حالت پر رحم آئیگا -
ہسپانیہ مین عیسوی علما کی جانب سے سلطنت اسلامیہ کی بہ نسبت تعصب بھی مسلمانون و عیسائیون
کے ربط و اختلاط نے دونون قومون مین کسی قدر یگانگت پیدا کردی تھی مسلمانون اور عیسائیون
مین کہ شادیان ہونے لگین [illegible] کے آئیسو دوسرے جو مسلمانون پر بہتان [illegible] لگاتا ہے بادشاہ

[illegible] قوم [illegible] ہسپانی [illegible] علاوہ [illegible]
[illegible] بہت لوگ جو حقیق مذہب [illegible] پابند [illegible] ہین وہ یہودیون اور [illegible] طباعی کفار (مسلمان)

رازرق (روڈرک) کی بیوہ سے موسیٰ کے فرزند عبدالعزیز کی شادی کا حال لکھا ہے اور
ایک لفظ بھی اعتراض کا تحریر نہین کیا[۱۵۰]- اکثر عیسائی عربی نام رکھتے تھے[۱۵۱] اور ظاہرا رسوم مین
بھی ایک حد تک مسلمانون کی تقلید کرتے تھے - مثلاً بہت عیسائی ختنہ کراتے تھے[۱۵۲] اور کھانے
پینے مین "بے اصطباغی کافرون"[۱۵۳] کا مشرب انہون نے اختیار کیا تھا[۱۵۴]-

مستعربین کا لفظ جو حکومت عرب کے محکوم ہسپانی عیسائیون سے مراد رکھتا تھا اس بات
کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عیسائیون کا میلان خاطر کیا تھا- عربی زبان سیکھنے کے شوق نے
ایسی ترقی کی کہ بہت جلد تمام ملک مین وہ لیٹن زبان کی جانشین بن گئی[۱۵۵]- اور جس زبان مین مسیحی
دینیات مدون تہین اوسکو عیسائی رفتہ رفتہ بہولنے اور اوسکی طرف سے غفلت کرنے لگے عیسوی مذہب
کے بعض بلند رتبہ قسوس نے صحیح لیٹن زبان کی لاعلمی سے اپنا مضحکہ کیا- اور جب پیشوایان
مذہب عیسوی کا یہ حال ہو تو عوام الناس کی نسبت یہ خیال کرنا دشوار ہے کہ لیٹن زبان سیکھنے
مین انکو قسوس سے بھی زیادہ شوق ہوتا- ۸۵۴ع عیسوی مین ہسپانیہ کے ایک عیسائی مصنف نے
اپنے ملک کے عیسائیون کی شکایت ذیل کی عبارت مین کی ہے "جبکہ ہم انکی (یعنی مسلمانون
کی) پاک شریعت کو امتحان کرتے ہین اور جمع ہوتے ہین کہ انکے حکما بلکہ حمقا کی مسائل کو عیب
چینی کی نظر سے نہین بلکہ انکی زبان کی لطافت و فصاحت کو امتحان کرنے کے لیے تحقیق کرین
اور اناجیل کا پڑہنا چھوڑ دیتے ہین تو اس کام مین ہم حیوان کے عدد کو پرستش کے لیے
اپنا بت بناتے ہین - (عہد جدید مکاشفات باب ۱۳ ورس ۱۸) عیسائیون مین ایسا ذی علم
کہان پیدا ہے جو انجیل پڑہنے مین مصروف ہو کر لیٹن آبا کی تصانیف کی پروا کرے؟ کون ہے جسکو انجیلیون

(بقیہ صفحہ ۱۵۰) کی صحبت مین رہتی ہین اور انکے ہمسایہ اور ہم خوابہ ہین - اور انکی اکثر غلطیون مین حصہ لیتی ہین اور یہ بھی عیسائی کہتے ہین کہ ان
باتون سے وہ ہم ناپاک نہین ہوتے اب ہا دوسرا ممنوع فعل یعنی کافر سے شادی کرنا تو اسکے متعلق یہ حالت ہے کہ خود عیسائی اپنی بیٹیون کو مسلمانون
سے بیاہ دیتے ہین اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی کافر ہو جاتی ہین - (مین - توم ۹۸ صفحہ ۳۰۵) [۱۵۰] ایسڈوری پاسس کرونکن - فقرہ ۴۴ صفحہ ۲۶۶
[۱۵۱] الو فقرہ ۳۵ صفحہ ۳۵۲ - یحیی گورزی فقرہ (۱۲۳) صفحہ ۳۰۲ [۱۵۳] ہیڈرین اول کا خط صفحہ ۸۰ - یحیی گورزی فقرہ (۱۲۳) صفحہ ۳۰۲ -
[۱۵۴] گیارہوین صدی عیسوی کے ایک عیسائی شاعر کے عربی اشعار ابتک مشہور ہین جنسے زبان عربی پر اوسکو دستگاہ ہونی ثابت ہوتی ہے (دوزی ... ۲-۹۵)

اور نبیون اور رسولون کی تصانیف کو دیکھنے کا شوق باقی رہا ہو۔ آج کل کے عیسائی نوجوان جو تکلف اور شایستگی کے انداز رکھتے ہین اور خوش تقریر بنتے ہین وہ لباس اور وضع مین بڑے نمودیے ہین۔ وہ اسلامی علوم کی تحصیل مین شہرت رکھتے ہین۔ فصاحت کے نشہ مین سرشار وہ بدنیت بن کر ہر چیز اوٹھا لیتے ہین اور شوق سے پڑہا جاتے ہین اور اسی ذہن مین کلدانیون (یعنی مسلمانون) کی کتابون پر بحث کرتے ہین اور صنائع بدائع آمیز تحریرون سے اُنکو شہرت دیتے ہین۔ ان عیسائیون کو کلیسہ کے علم ادب کا حسن کچھ نہین معلوم اور کلیسہ کے چشمون کو جو بہشت سے بہتے ہین وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ افسوس عیسائی اپنے دین آئین سے ایسے ناواقف ہین اور لیٹن کے لوگ اپنی زبان کی طرف سے ایسے بے پروا ہین کہ تمام عیسائی آبادی مین ہزار عیسائیون مین سے ایک شخص بہی ایسا نہ ملیگا جو لیٹن زبان مین اپنے دوست کو مزاج پرسی کا خط لکھہ سکے۔ لیکن ایسے عیسائی بیشمار اور ہر قسم کے ہین جو کلدانی (عربی) زبان کی رنگین عبارتین بڑی طمطراق سے پڑہنے کو موجود ہو جاتے ہین۔ اور نظم بہی لکھہ سکتے ہین جسمین ہر مصرعہ ایکہی حرف پر ختم ہوتا ہے اور جسمین یہ عیسائی مسلمانون سے بہی زیادہ خیال کی رفعت اور عروض پر قدرت رکھتے ہین[۵۱]۔

فی الواقع لیٹن زبان کے علم کو ہسپانیہ کے ایک حصہ مین اس قدر تنزل ہوا کہ ہسپانی کلیسہ کے قدیم آئین و انجیل کو عیسائیون کے لیئے عربی زبان مین ترجمہ کرنا پڑا[۵۲]۔

عربون کے ادب نے تو عیسائیون پر یہ جادو کر رکہا تہا اور عربی زبان بڑے شوق سے سیکہی جاتی تہی۔ مگر جو لوگ عیسوی علم ادب کی تحصیل چاہتے تہے اُنکے لیئے تعلیم کا سامان اس سے زیادہ موجود نہ تہا جو وحشی قوم گاتہہ کی تعلیم کے لیئے استعمال ہوتا تہا۔ اور اس ادنی تعلیم کے درجہ تک پہونچانے کے لیئے بہی پڑہانے والے مشکل سے ملتے تہے۔ جون جون وقت گذرا عیسوی تعلیم کم ہوتی گئی ۱۱۲۵ء مین مستعربین نے الفانسو بادشاہ ایرگن کو لکہا کہ ہم نے

۵۱ الورفقرہ ۳۵ (صفحہ ۵۵۲-۵۵۶) ۵۲ فون شاک دوسری جلد صفحہ ۹۶۔

اور ہمارے آبا نے اس وقت تک مسلمانون مین بود و باش رکھی ہے - ہمکو اصطباغ ملا تہا اور مسیحی شریعت کے آزادی سے پابند ہین - لیکن یہہ بات ہماری قدرت مین کبہی نہین ہی کہ اپنے پاک مذہب مین کامل طریق پر تعلیم و تربیت پاتے - اور وجہ یہہ ہے کہ کافرون کے محکوم تو ہم چلے ہی آتے ہین جنہون نے ہم پر بارت تک سختیان کین ہمکو اس بات کی بہی ہمت نہ پڑی کہ روما یا فرانس سے معلمان دین طلب کرتے اور خود یہ لوگ ہمارے پاس کفار کے ظلم سے جنکے ہم مطیع ہین آ نہین سکتے ہین[۵۱]"

جب عیسائیون کو اہل اسلام کے ساتہہ ایسا ربط تہا اور عربی کا علم ادب عیسائی اسقدر شوق و محنت سے سیکہتے تہے کہ اسلام کے متعصب دشمن الور[۵۲] کو بہی قرآن کی فصیح عبارت کی نسبت یہی کہتے بن پڑا کہ عیسائی بہی اسکو بغیر پڑہے اور تعریف کیے نہین رہ سکتے تو قدرتاً خیال ہوسکتا ہے کہ اسلامی آثار نے عیسائیون مین سرایت کی ہوگی - اور فی الحقیقت یہی حال تہا بہی - الیاندوس جو طلیطلہ کا اسقف تہا اور عیسائی مذہب مین مسئلہ تبنی کا بانی ہوا ہے جسکے بموجب انسان مسیح فطرتاً نہین بلکہ محض بیٹا بنا لینے سے خدا کا فرزند ہوا - اس اسقف کی نسبت صاف صاف کہا گیا ہے کہ یہہ مسئلہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اسکے ذہن مین پیدا ہوا[۵۳] - اور تحقیق ہوتا ہے کہ یہ مذہب ہسپانیہ کے بڑے حصہ پر جلد شائع ہوگیا اور سپٹمانیہ مین جو حکومت فرانس کی حفاظت مین تہا اور رگل کے اسقف فیلکس نامی کی وجہ سے کامیابی کے ساتہہ رائج ہوا - اور رگل صوبہ کاتیلونیہ[۵۴] مین واقع تہا - پیشوایان دین عیسوی کی مجلس کے سامنے فیلکس حاضر کیا گیا جس مین شہنشاہ شارلیمین صدر انجمن تہا - فیلکس سے کہا گیا کہ اس مسئلہ کفر کو ترک کرے - لیکن فیلکس جب ہسپانیہ کو واپس آیا تو پہر اپنے مذہب کو اوسنے اختیار کیا اور اسکا سبب (جیسا کہ پوپ لیو سوم نے خیال ظاہر کیا ہے) بلاشبہہ یہہ تہا کہ فیلکس کا فرون

---

[۵۱] اور دریکی دتالس صفحہ ۹۲ [۵۲] الور فقرہ (۲۹) "ہر ذرہ ہم اپنی آنکہون سے انکی لطافت بیان د ... ماری جمیعون کے حسن کو بلاغت و فصاحت کی خوبیون کے لیے پڑہتے ہین اور انکی تحسین کرتے ہین لیکن تو م ا / صفحہ ۲۴۶ [۵۳] اینہو تینیہ فقرہ (۲۶) صفحہ ۳۵۲ - [۵۴] الفرخ صفحہ ۵۸ -

(یعنی مسلمانون) سے جو مسیح علیہ السلام کی نسبت اسی قسم کا خیال رکھتے تھے خلوص کرتا تھا[۵۱]۔
جب مسیحی مذہب کے ذی قوت پیشوا مسلمانون کی صحبت سے اسقدر متاثر ہوے تو ہم فیصلہ
کر سکتے ہین کہ ہسپانیہ کے عام عیسائیون پر اسلام کا اثر اس سے کہین زیادہ ہوا ہوگا۔ چنانچہ
سنہ ۹۳۶ء مین طلیطلہ مین ایک مسیحی مجلس قرار پائی تاکہ بہترین تدابیر اس امر کے متعلق سوچے کہ
مسلمانون کے میل سے عیسوی دین کی پاکیزگی مین جو فرق آجاتا ہے وہ کسی طرح رفع ہو[۵۲]۔
اب یہ بات سمجھنی آسان ہو جاویگی کہ ظاہر طریقون مین تو عیسائی مسلمانون کے مشابہ ہوتے
ہی جاتے تھے جس وقت اہل اسلام نے تبلیغی کوششین ان پر صرف کی ہونگی[۵۳] تو عیسائی کثرت سے
اسلام لا کر نومسلمون کی افزایش تعداد کا باعث ہوے ہونگے چنانچہ انکی اولاد جسکو مولدین
اس مراد سے کہتے تھے کہ وہ عربی النسل نہ تھے ایک قومی فریق کی صورت مین ظاہر ہوی
جسکی تعداد ہسپانیہ کی باقی آبادی سے زیادہ تھی[۵۴]۔ اور نوین صدی عیسوی مین اسی فریق نے
اہل عرب کی حکومت کو غارت کرنے کی کوشش کی۔ اور زمانہ مابعد مین کئی موقعون پر یہ گروہ
مسلمانان ہسپانیہ کا قومی فریق بنکر ظاہر ہوا۔
ان نومسلمون کے تفصیلی حالات کہ کسطرح وہ اسلام لائے یا تو نہایت قلیل ہین یا بالکل ہی موجود نہین بعض عیسائیون نے
سزاؤن سے بچنے کیلیے جو عدالت سے انکو ملی تھین اسلام قبول کیا[۵۵] لیکن اکثر عیسائی خود مذہب اسلام کی بارعب
اثر سے متاثر ہوے جبکہ وہ تہذیب و تمدن کی روشنی سے چمکتا تھا۔ اور شاعری و حکمت اور ایسے علم سے معمور تھا جو

---

۵۱ اسکے بعد خدا کی شریعت کو توڑ کر وہ کفار سے جا ملا اور انہون نے اس سے اتفاق کیا اور اسنے روح القدس کی (فقرہ ۲۴ مین توم (۵۱) صفحہ ۳۱۲۔
۵۲ سیو ڈولت بہ اینڈی کرڈنکس فقرہ (۱۴ م) صفحہ ۱۱۱۵ "پاسلیوس نے طلیطلہ مین ایک مجلس قرار دی اور اس مجلس نے قواعد
مرتب کیے کہ مسلمانون کے اثر صحبت سے عیسائی آیندہ نقصان نہ اوٹھانے پاوین" ۵۳ تبلیغی کوششون کا ذکر کہین نہین ہے
لیکن یولوگیوس کے مندرجہ ذیل فقرون سے جو اوسنے محمد صلعم کی نسبت لکھے ہین دعوت اسلام کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے "کوئی عیسائی جو
اسکی غلطیون کے جنون اور اسکے جنون کے حمق کو اور اسکی نامقدس بدعت کو دریافت کرنا چاہیے تو اسکے فرقہ کی کسی
ایک آدمی سے دو قدح کر کے ان سب باتون پر اسکو علم ہو سکتا ہے کیونکہ مسلمان یہ یقین کر کے کہ جو کچھ انکا اعتقاد تعین
ہی وہ مقدس اور متبرک ہے وہ اپنی پیغمبر کی دین کا پوشیدہ ہی نہین بلکہ علانیہ وعظ کرتی ہین۔ ۵۴ دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۵۲ ۵۵ صفحہ ۲۷۹

عقل کو اپنی طرف کھینچے اور تصور کو چکا چوند مین رکھے۔ عرب کی فن سپہگری مین دلیری و شجاعت اور سپاہیانہ نیکیون کا میدان کھلا تہا۔ لیکن یہ نعمتین ہسپانیہ کے ادن باشندون کو میسر نہ تہین جو عیسائی مذہب پر ثابت قدم رہے تھے۔ اسکے سوا عیسائیون کے علوم مسلمانون کے علوم و فنون کے مقابلہ مین کم اور ادنی نظر آئے ہونگے اور انکا سیکھنا ہی اسلام لانے کا باعث ہوا ہوگا علاوہ ازین ہسپانیہ کی ایماندار طبیعتون کے لیئے اسلام یہی کشش رکھتا تہا جیسے کوئی پاک فرقہ ہو کہ جسکے پیشوا شریعت اسلام کے سخت پابند ہون اور ان عالمون کو بعض وقتون مین بہت قوت اور رسوخ سلطنت مین پیدا ہوتا تہا اور وہ بصدق دل سے ساعی ہوے تھے کہ مذہب و اخلاق کی تہذیب و اصلاح کرین۔

اس بات پر غور کرکے کہ مذہب کے پرجوش خیالات نے ہسپانی مسلمانون مین بالعموم کیسی روح پہونک دی تہی اور اس لحاظ سے کہ عیسائیون نے جو ہسپانیہ مین اسلامی حکومت کے محکوم تھے اپنے ہم مذہب عیسائیون سے ملکر جو سرحد ہسپانیہ پر آباد ہو گئے تھے سلطنت اسلامیہ کے ساتھ کیسی کیسی دغابازی سے سازشین کین مسلمانون کے دور حکومت مین ہسپانیہ کی تاریخ ظلم سے پاک ہے۔ تین یا چار عیسائیون نے جنہون نے فی الحقیقت مذہب کے لیئے اپنی جانین فدا کین اور سوای اُن سخت قوانین کے جسکو اسلامی گورنمنٹ نے اس غرض سے اختیار کیا تہا کہ نوین صدی عیسوی مین قرطبہ مین جو جان کہوکر شہید بننے کا جنون عیسائیون کو اوٹہا تہا اسکا انسداد ہو اہل عرب کے کل زمانہ حکومت مین کوئی بات جو ظلم کیطرف مائل تک ہو نظر نہین آتی۔ نوین صدی عیسوی مین عیسائیون کا ایک نہایت متعصب فریق قرطبہ مین پیدا ہوا (جسکے ساتھ دیگر صوبجات ہسپانیہ کے عیسائیون کو ظاہر طریق پر کسی طرح کی ہمدردی نہ تہی) اس متعصب فریق نے اپنا یہ مسلک ٹھہرایا کہ مسلمانون کے مذہب کی بلا اشتعال اور علانیہ توہین کرے اور پیغمبر خدا صلعم کی شان مین سخت کلامی کرے۔ اس فریق کے لوگ شروع ہی سے یہ نیت رکھتے تھے کہ اس عیسوی تعصب سے جو بیجا صرف کیا جاتا تہا سزای

موت کا اپنے کو مستوجب بنائین۔

سنہ ۸۵۰ء سے لیکر سنہ ۸۶۰ء تک قسیس اور رہبان مین ضمین عورتین بھی شامل تھین مذہب پر سے جان قربان کرنے کا یہہ عجب جوش قائم رہا معابد اور کنائس مین بند پڑے پڑے عیسوی دین کے زوال اور دینی حمیت کے تنزل پر دل ہی دل مین پیچ و تاب کھا کر یہہ قسیس و رہبان عالم حزن سے اوٹھے اور اسلام اور بانی اسلام پر سختی سے معترض ہوے تا کہ شہادت کا تاج حاصل کرین۔ جس سے مسلمانون کی بے تعصبی اونکو محروم کیے دیتی تھی۔ ان لوگون مین سے ایک شخص کا حال ہم بیان کرتے ہین۔ اسحاق نامی ایک راہب تھا جو قاضی کے پاس آیا اور دہوکا دیکر کہا کہ وہ تعلیم اسلام سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے۔ جسوقت قاضی نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایتین اسکے سامنے بیان کین تو اسحاق دفعتًا یہہ کلمے زبان پر لایا "اوسنے تم سے جھوٹ کہا۔ خدا کی لعنت اسکو تلف کرے۔ وہ کفر سے بہرا تہا اور اتنے لوگون کو اوسنے عذاب کی رہنمائی کی۔ اور اپنے ساتہہ اونکو بھی قعر جہنم کا سزاوار کیا۔ شیطان سے پر ہوکر اور شیطانی شعبدے دکہا کر اوسنے مہلک شراب کا پیالہ تمکو دیا کہ تم مین مرض پیدا کردے اور اپنے گناہ کا بدل ہمیشہ کے عذاب سے وہ کرے گا۔ جب تمکو سمجھہ دی گئی ہے تو کیون نہین تم ان خطرون سے اپنے تئین نجات دیتے۔ کیون نہین تم اسکے وبائی عقیدون کے پہوڑے کو اپنے سے علٰحدہ کرتے اور دین مسیح کی انجیل سے اخروی نجات تلاش کرتے (نعوذ باللہ)" ایک اور موقع پر دو عیسائی زبردستی مسجد مین چلے گئے اور وہان اسلام کی بے ادبی کی اور کہا کہ اسلام بہت جلد اپنے معتقدون پر نار جہنم کی تباہی لائیگا۔ اگرچہ ایسے متعصب لوگونکی تعداد زیادہ نہ تہی لیکن اسلامی گورنمنٹ پریشان ہوی اور اُسنے خوف کیا کہ حکام وقت کی یہہ توہین اور آداب مذہب کے قانون سے یہہ بے پروائی اسبات کی دلیل ہے کہ رعایا مین عام ناراضگی ہے اور وہ بغاوت پر آمادہ ہے۔

[۱] الوگیوس نقرہ ۱۲ (رہین توم ۶۵ صفحہ ۷۴۲) [۲] الوگیوس باب ۱۴ صفحہ ۱۸ ۴۹ ۵۳ عیسائی شہیدونکی تعداد پچاس سے زیادہ نہ تہی (پریسکوٹ تاریخ عہد فرڈننڈ و ازبلہ پہلی جلد صفحہ ۲۴۳) (لندن سنہ ۱۸۵۱ء)

چنانچہ ۸۵۳ء مین محمد اول نے طلیطلہ کے عیسائیون کی سرکوبی کے لیئے فوج روانہ کی یہہ عیسائی الوگیوس کے اشتعال سے جو ان شہیدہی عیسائیون کا افسر تہا اپنے ہم مذہب عیسائیون کی ایذاؤن کا حال سنکر بغاوت کر بیٹھے تھے[51] ملک محمد اول کی نسبت بیان ہے کہ اسنے عیسائیون کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ مگر جب اُس سے کہا گیا کہ عیسائیون سے کسی شخص نے جو کچھہ بہی عقل اور مرتبہ رکھتا تہا ان کامون مین حصہ نہین لیا[52] چنانچہ خود الور نے شکایت کی ہے کہ مسیحی قسوس مین سے اکثر لوگ شہیدون کو مجرم قرار دیتے تھے[53] تو بادشاہ نے اسپر اکتفا کیا کہ توہین مذہب کے بارے مین جو قوانین تہے اون پر سختی کے ساتھہ تعمیل کا حکم نافذ کیا عیسائیون کو اس گروہ نے جو حاکم و محکوم مین منافرت پیدا کرنا چاہتا تہا گورنمنٹ اسلامیہ کی کوششون مین اعانت کی اور اساقف نے اون متعصب عیسائیون کو جنکو شہادت کا شوق ہوا تہا کلیسا سے خارج کیا ۸۵۲ء مین عیسائیون ایک مجلس قرار پائی تاکہ اس تعصبی تحریک کی تدابیر انسداد پر غور کرین[54]۔ چنانچہ اس مجلس نے جو کچھہ انتظام کیا اُس سے یہہ تحریک مٹ گئی ایک یا دو شہادت کے واقعات جو زمانہ مابعد مین پیش آئے اور بیان ہین۔ اخیر واقعہ ۹۸۳ء مین ہوا اور اُسکے بعد جبتک اہل عرب کی حکومت ہسپانیہ مین رہی کوئی مسیحی شہید نہین ہوا[55]۔

البتہ بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین المرابطین مین سے خاندان بربر کے عہد حکومت مین

---

[51] دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ [52] الوگیوس باب ۷ صفحہ ۸۰۵ اس بات پر غور کرکے کہ نہ کسی ذی فہم اور ذی علم اور نہ عیسوی فرقون مین سے کسی فرقہ کے پیشوای مذہب نے ان کامون مین حصہ لیا وہ یقین کرتے ہین کہ سبکو ہلاک کرنا نہین چاہیے کیونکہ انکا کوئی سرغنہ تہا جو انہین لڑائی پر لیجاتا [53] الور فقرہ ۱۴ "جن لوگون کو کلیسا کا پہاڑ اور ستون سمجھا جاتا تہا اور منتخب لوگون مین وہ شمار کیے جاتے تہے کیا خود یہہ لوگ بغیر جبر اور طلبی کے قاضی کے پاس نہین گئے کہ خداوند کے شہیدون کو ان شریر و بلکہ نفس پرور مسلمانون کے سامنے متہم کرین۔ کیا مسیح کے گلہ بانون اور کلیسا کے عالمون نے اساقف آبا اور قسوس نے اور سربرآوردہ عیسائی امیرون نے ان شایقین شہادت کو برگشتہ مذہب نہین قرار دیا" (مین لیوم ۱۲ صفحہ ۵۲۹) [54] الور فقرہ ۱۴ "ہم ان لوگون کے سامنے کیا عذر پیش کرسکتے ہین جنکو ہمنے کلیسا سے خارج کیا اور قسم لی کہ وہ کبھی شہادت کی عزت حاصل نہ کرین؟ جنکو ہمنے منع کردیا کہ کافرون کی غلطیون پر معترض نہون اور بلعنت کہکر ملعون شی کو برا کہین۔ ہمنے گناہ کیا کہ انجیل و صلیب لیکر انکو زبردستی حلف دیا اور گناہ ہی نہین کیا بلکہ وحشیانہ جنگجوئی سی اور ایسی سزاؤن کا انکو خوف دلایا جو کبھی سنی تہین۔ ہاتھہ پیر کٹنے اور کوڑے لگنے کی سخت اور ہولناک تکلیفون سے ڈرا کر ہم نے ان کو مجبور کیا (مین توم ۱۱ صفحہ ۵۳) [55] بودسین صفحہ ۱۹۹۔

علماے اسلام مین تعصب کا جوش پیدا ہوا اور عیسائیون اور یہودیون اور آزاد خیال مسلمانون نے جنمین حکیم شاعر اور
عالم شامل تہے یکسان تکلیفین اوٹہائین لیکن ایسے اوقات سلاطین اسلامیہ کا طریق صلح کل مین جس کا پاس
عیسوی رعایا کے ساتہ ان کو ہمیشہ تہا مستثنیات سے تہے۔

ہسپانیہ کے ایک مسلمان نے جو سنہ ۱۶۱۰ع مین مسلمان قوم مورسکو کے استیصال کیوقت اپنے وطن ہسپانیہ سے
نکالا گیا تہا محکمہ انکیوزیشن (احتساب مذہب) کی سختیون پر اعتراض کیا ہے اور مسلمانونکی بے تعصبی اور صلح کل طریق
کی حمایت اس عبارت سے کی ہے کیا ہمارے بزرگان نے جبکہ انکو کمال قوت حاصل تہی کبہی اس بات کی کوشش کی کہ
وہ عیسوی مذہب کو ہسپانیہ کی ملک سے قطعاً نیست و نابود کردین کیا تمہارے باپ دادا کو جبکہ ہمارے بزرگون کی زنجیرون
مین جکڑے ہوے تہے اس بات کی تکلیف نہین دیگئی کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کے پابند ہین۔ کیا ہمارے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم نہین ہے کہ مسلمانونکی تلوار جس قوم کو فتح کرے وہ ایک قلیل سالانہ محصول دیکر اپنے مذہب
پر سلامت رہنے کی مجاز ہو خواہ وہ مذہب کیسا ہی مہمل ہو اور جو مذہب اسکو پسند ہو وہ اختیار کرے۔ اگر زبردستی
مسلمان کرنے کی بہی چند مثالین ہین تو وہ اسقدر کم ہین کہ بیان کی ضرورت نہین۔ اور اس
فعل کے مرتکب وہ لوگ تہے جنکو خدا اور رسول کا ڈر نہین تہا۔ اور جنہون نے ارکان مین اسلام کی
مقدس ہدایتون اور احکام کے بالکل خلاف اور برعکس عمل کیا۔ اور یہہ ہدایتین اور احکام ایسے
ہین جنکے خلاف بغیر توہین اسلام کے کوئی شخص جو مسلمان کہلائے جانے کا شایان ہے
نہین کرسکتا۔ عیسائیو تم کوئی ایسی خون کی پیاسی عدالت جو مختلف فرقون کا ایمان پرکہنے
کے لیے بنائی گئی ہو اور جو تمہاری ظالم عدالت انکیوزیشن کی مانند ہو یا اوس سے ذرا بہی
مشابہ ہو ہم مسلمانون کے ہان نہین بتاسکتے۔ یہہ سچ ہے کہ ہم ہر شخص سے جو ہمارا دین قبول
کرے ہاتہہ پہیلا کر گلے ملنے کو تیار ہین۔ لیکن قرآن پاک ہمکو اجازت نہین دیتا کہ لوگون کے
کانشنس (ایمان) پر ظلم و تعدی کرین۔ ہم جن لوگون کو مسلمان کرتے ہین انکو ہر طرح کی ہمت
دلاتے ہین ہماری بیٹیون سے وہ نکاح کرتے ہین اور اعتماد اور عزت کے منصبون پر وہ مقرر
کیے جاتے ہین۔ ہم انکو صرف اپنا سا لباس پہننے پر مجبور کرتے ہین تاکہ وہ ظاہر مین بہی سچے

مومن نظر آوین - اگر وہ علانیہ ہمارے مذہب کی توہین اور بے ادبی نہ کرین تو ہم اُنکے کانشنس کا امتحان نہین کرتے - البتہ اگر ایسا قصور اُنسے ہو تو ہم اُنکو اُنکے لائق سزا دیتے ہین - کیونکہ اُنکا مذہب تبدیل کرنا خود اُنکی مرضی سے تہا نہ کہ جبر سے [۵۱]

مسلمانون کی یہہ ہی بے تعصبی ایک عرضداشت کا مضمون قرار پائی جسکو سنہ ۱۶۰۲ع مین بلنسیہ کے مطران نے بادشاہ فلپ سوم کی خدمت مین اس غرض سے روانہ کیا کہ مسلمان قوم مورسکی کو ہسپانیہ سے خارج کرنیکی صلاح دے - عرضداشت کا عنوان "قوم مورسکی کا کفر اور بغاوت" تہا - اور مسلمانون کی بے تعصبی کی نسبت یہ فقرہ تہا کہ "مسلمان کسی بات کو ایسا روا نہین جانتے جیسا کہ کانشنس کی آزادی کو وہ جائز رکہتے ہین اور سب ترک اور اور مسلمان اپنی رعایا کو بہی آزادی دیتے ہین [۵۲]-

مسلمانان ہسپانیہ کے دلون مین اسلام کی بنیاد کا پختہ ہونا اس واقعہ سے ثابت ہے کہ سنہ ۱۶۱۰ع مین جب مورسکی قوم کے لوگ جو وطن ترک کرنے سے باقی رہ گئے تہے ہسپانیہ سے نکالے گئے تو باوجود اس بات کے کہ ایک صدی تک ان پر جبر ہوا تہا کہ ظاہر مین عیسوی مذہب کے پابند رہین وہ اپنے آبائی دین اسلام پر ثابت قدم رہے - سنہ ۱۶۱۰ع مین تقریباً دس لاکہہ مورسکی مسلمان وطن سے بیوطن کیے گئے جو مورخین کہ اس تعداد کا کم اندازہ کرتے ہین وہ بہی چہہ لاکہہ لکہتے ہین - غرض اس طرح ایک قوم کو ملک سے نکال دینا ایسے ملک کے لیے سخت صدمہ اور نقصان کا باعث تہا جس مین پہلے ہی ملک کے اصلی باشندے زیادہ نہ تہے شہر کے شہر اور گانون کے گانون آدمیون سے خالی ہو گئے - گہر بوسیدہ ہو کر کہنڈر ہو گئے کیونکہ انکا کوئی بنانیوالا نہ تہا [۵۳] - یہہ مورسکی مسلمان اصلی باشندگان ہسپانیہ کی اولاد تہے جن مین عربون کا خون کم یا بالکل نہ تہا - اس دعوے کے ثبوت مین کہ اُن مین عربون کا

[۵۱] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۳۴۵ [۵۲] مورگن دوسری جلد صفحہ ۱۳۱ - [۵۳] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۲۷ - [۵۴] مورگن دوسری جلد صفحہ ۳۳۲ -

میں کم یا بالکل نہ تہا جو دلائل ہین وہ طویل ہین اور یہان انکو درج کرنے کی ضرورت نہین
صرف ایک بات بیان کرتے ہین جسکی شہادت ایک مکتوب سے ملتی ہے جو سنہ ۱۳۱۱ء
مین تحریر ہوا تہا - اُس مین لکہا ہے کہ دو لاکہہ مسلمانون مین سے جو اُس وقت غرناطہ کے
شہر مین آباد تہے پانچ سو سے زیادہ مسلمان عربی النسل نہ تہے - باقی کل مسلمان ہسپانیہ
کے خاص نومسلم باشندون کی اولاد تہے[۱] - یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ہسپانیہ مین جبکہ
اسلامی قوت کا اخیر زمانہ تہا تو ایسے وقت مین بہی عیسائی اسلام قبول کرتے رہے - اسلامی
سلطنت غرناطہ کے زوال کے سات برس بعد سنہ ۱۴۹۹ء مین جو واقعات پیش آئے -
اون کے لکہنے مین ایک مؤرخ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوم مور کے چند
عیسائیون نے پیغمبر عرب کا دین قبول کر لیا[۲] -

---

[۱] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۸۹ - [۲] سٹرلنگ مکس ول پہلی جلد صفحہ ۱۱۵ -
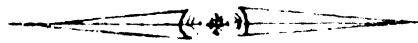
باب ششم

یورپ کی عیسائی قومون مین ترکونکے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت

عثمانی ترکون کا حال تیرہوین صدی عیسوی کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے یہ زمانہ وہ تہا کہ تقریباً پچاس ہزار ترکون کا ایک گروہ مغلون سے بہاگ کر سلطانِ قونیہ کی مدد کو آیا اور یونانیون اور مغلون کے مقابلہ مین جو خدمات اس ترکی گروہ نے کین اُنکے صلہ مین سلطان قونیہ نے ایشیا کوچک کے شمال مغربی ملک کا ایک حصہ اُسکو دیدیا۔ اور یہہ ہی سلطنت عثمانیہ کی ابتدا ہوئی جسکی ترقی اول سلجوقیون کی سلطنت کو جسکے ٹکڑے ہو گئے تہے شامل کرنے سے ہوئی اور پہر جب سمندر عبور کرکے یہہ ترک یورپ مین پہونچے تو عیسائیون کی سلطنتون پر قابض ہوتے گئے یہانتک کہ سنہ ۱۶۸۳ء مین شہر وائنا کے دروازون کے سامنے اُنکی ترقی مسدود ہوئی۔[1]

عیسائیون پر ترکون کی حکومت تو اوسی وقت سے ہو گئی تہی جبکہ ایشیا کوچک مین اُنکی

[1] یہان ترکون کی ملکی فتوحات کو تفصیل سے بیان کرنیکا موقع نہین ہے لیکن مختصر حال یہہ ہے کہ سنہ ۱۳۵۳ء مین ترک یورپ مین داخل ہوئے اور چند سال کے بعد ایڈریانوپل فرنگستان مین انکا دار الحکومت قرار پایا۔ سلطان بایزید (سنہ ۱۳۸۹-۱۴۰۲ء) کے دورِ حکومت مین سوای چلکی ڈونائیک اور اُن اضلاع کے جو قسطنطنیہ کے گرد تہے ترکونکی عملداری بحر اجیبین سے دریای ڈینیوب تک ہو گئی جس مین بلغاریا۔ مقدونیا۔ تہسلی۔ اور تہریس شامل تہے۔ سلطان مراد (سنہ ۱۴۲۱-۱۴۵۱ء) نے چلکی وائیک پر قبضہ کیا اور بحیرا دریاٹک کی طرف فتوحات کو ترقی دی۔ سلطان مراد ثانی (سنہ ۱۴۵۱-۱۴۸۱ء) قسطنطنیہ۔ البانیا۔ بوسینا۔ اور سرویا کو فتح کرکے جنوب مشرقی جزیرہ نما کا مالک ہو گیا۔ ساحل کی طرف ملک کے ایسے حصے جو وینس اور مانٹینیگرو کی ریاستون کے قبضہ مین تہے چہوٹ گئے۔ سلطان سلیمان ثانی (سنہ ۱۵۲۰-۱۵۶۶ء) نے ہنگری کو قلمروِ عثمانیہ مین شامل کیا اور بحر اجیبین کو ترکون کا سمندر بنا لیا۔ سترہوین صدی مین جزیرہ کریٹ فتح ہوا اور پادولیا پولینڈ کی سلطنت نے ترکون کو دیدیا۔

سلطنت کو وسعت حاصل ہوی تہی لیکن جبتک مشرقی سلطنت روما کا دار الحکومت یعنی قسطنطنیہ
اونکے تصرف مین نہ آگیا اسلامی گورنمنٹ اور عیسوی کلیسا مین تعلقات پختہ بنیاد پر قائم ہو سکے
سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے اور شہر مین امن ہونے کے بعد پہلا انتظام یہ
کیا کہ یونانی کلیسا کا حامی اور سرپرست بنا تاکہ عیسائی اُسکی اطاعت قبول کرین۔ عیسائیون
پر سختی ہونے کی ممانعت کر دی اور ایک فرمان جاری کیا جسکے بموجب قسطنطنیہ کے نیے بطریق
کو اور اُسکے جانشینون اور ماتحت اسقفون کو قدیم اختیارات جو حکومت سابقہ مین اُنکو حاصل تھے
دیے گئے اور جو ذریعے اونکی آمدنی کے تہے وہ بحال ہوے اور جن قواعد سے وہ مستثنےٰ تہے
اون سے بدستور مستثنےٰ کیے گئے۔ گنادوس کو جو ترکون کی فتح کے بعد قسطنطنیہ کا پہلا بطریق
ہوا سلطان نے اپنے ہاتھہ سے وہ عصا عنایت فرمایا جو اُسکے منصب کا نشان تہا اور ایک
خریطہ جسمین ایک ہزار اشرفیان تہین اور ایک گہوڑا جسپر بہت تکلف کا سامان تہا اُسکو دیا اور
اجازت دی کہ وہ اپنے قدیم سامان جلوس کے ساتھہ شہر مین سوار ہوکر دورہ کرے۔ ترکون
نے صرف یہی نہین کیا کہ کلیسا کے سب سے بڑے افسر کی وہی عزت اور وقعت قائم رکہی جو اُسکو
عیسائی شہنشاہان روم کے وقت مین حاصل تہی بلکہ عدالت کے وسیع اختیارات بہی اوسکو دیے
بطریق قسطنطنیہ کی عدالت ایسے کل مقدمات کو جس مین فریقین مسیحی المذہب ہون فیصلہ کرتی تہی
جرمانہ کرنے اور مجرمون کو قید کی سزا دینے کے اختیارات جسکے لیے علاحدہ قید خانے بنے
ہوے تہے اور خاص صورتون مین سزای موت کے حکم دینے کا اختیار بہی اسکو حاصل تہا
وزرای سلطنت اور ترکی حکام کو ہدایت تہی کہ اس عدالت کے فیصلون کی تعمیل کرین سابق
کی عیسوی سلطنت ذی رعایا کی مذہبی امور مین طرح طرح کی دست اندازیان کی تہین لیکن ترکون نے اُنمین کچھہ دخل نہین دیا
بطریق اور اُسکی مذہبی مجلس کو پوری اختیارات مذہب اور مذہبی انتظام کے بارہ مین حاصل ہوی بطریق مجاز رہتا کہ مذہبی مشورونکی
مجلس کو جب چاہی جمع کری اور اُسکے ذریعہ سے عیسوی فقہ اور اصول کی تمام مسائل کو بغیر سلطنت کی مداخلت کے طی کری

۵۷ فرانظیس صفحہ ۳۰۵ - ۳۰۶ -

اورچونکہ ایک حیثیت سے وہ سلطانی عہدہ دار بھی تھا اس سبب سے اُسکے اختیار مین تھا کہ مصیبت زدہ عیسائیون کی حالت کی اصلاح اسطرح کرے کہ نامنصف ترکی گورنرون کے کامون سے سلطان کو اطلاع کرے - یونانی اُسقف جو اضلاع مین تھے اُنکی بھی بہت عزت تھی اور عدالت کے اختیارات اُنکو بقدر دیے گئے تھے کہ موجودہ زمانہ تک اُنھون نے اپنے علاقون مین عیسائیون پر ترکی حاکمون کی طرح حکومت رکھی - گویا اُنکو وہ درجہ اور مرتبہ حاصل تھا جو عیسوی سلطنت سابقہ مین عیسائی اُمرا کو تھا لیکن ان اُمرا کو ترکون نے قطعاً نیست و نابود کردیا تھا - دریافت ہوتا ہے کہ طبقہ اعلیٰ کے قسیس بجاے اسکے کہ عیسائیون کے پیشواے مذہب ہون زیادہ تر ترکون کے اہلکار ہوتے تھے - اور عیسائیون کو ہمیشہ اس بات کا سبق پڑہاتے تھے کہ سلطان کو خدا کی طرف سے کلیساے یونان کی حفاظت سپرد ہوی ہے - چنانچہ کچھہ زمانہ کے بعد سلطان کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ کلیساے یونان کے معتقد عیسائی گرجاؤن کو اپنے صرف مین لائین جنکو مساجد کے لیئے ضبط نہین کیا گیا تھا اور عیسائیون کو اختیار دیا گیا کہ مذہبی رسوم اپنے اپنے دستور کے مطابق علی الاعلان[۱۵] ادا کرین -

باوجودیکہ دولت عثمانیہ کے اُن صوبجات مین جو یورپ مین واقع تھے عیسائیون کی تعداد ترکون سے بہت زیادہ تھی لیکن مذہبی آزادی اور جان و مال کی حفاظت نے جو اُنکو بخوبی حاصل ہوی عیسائیون کو نیے حاکمون کا بالکل مطیع بنا دیا - اور اُنھون نے سلطان کی حکومت کو ہر ایک عیسائی حکومت پر ترجیح دی - فی الحقیقت ملک کے بہت سے حصون مین یونانی عیسائیون نے فرینک اور وینس کی طامع اور ظالم حکومت سے جس نے روم کی عیسائی سلطنت سے یونان کے جنوبی ملک پلاپی نیس اور اور حصون پر قبضہ کرنے کے لیے مدت تک تنازع رکھا تھا ترکون کو اپنا نجات دینے والا تصور کیا - فرینک اور وینس والون نے یونان مین فیوڈل سسٹم جاری کیا تھا یعنی رعایا کو گورنمنٹ اس شرط پر زمین دیتی تھی

۱۵ فنلے - تیسری جلد صفحہ ۲۲۵ - زنطیبیوس - دوسرا حصہ صفحہ ۷۵ - ایم ہوسن تیسری جلد صفحہ ۵۲ - ۵۴ -

کہ ضرورت کے وقت اس عطیہ کا معاوضہ فوجی خدمات سے کیا جاوے) اس انتظام سے رعایا کی حالت غلامی کی حالت سے بہی بدتر ہو گئی تہی - اور چونکہ یہ حاکم زبان اور قوم اور مذہب مین رعایا سے اختلاف رکہتے تہے اس لیے رعایا اون سے سخت نفرت کرتی تہی - [۵۱] وہ جانتی تہی کہ اگر کوئی اور قوم اوس پر مسلط ہوئی تو اُسکی حالت کچہہ بہتر ہو جاویگی کیونکہ جیسی ابتر حالت اسوقت تہی اس سے زیادہ بدتر ہونی ناممکن تہی - اگرچہ ترک بہی غیر تہے جنہون نے وینس کی ظالم حکومت سے اُنکو نجات دی تہی لیکن رومن کیتہولک عیسائیون کے مقابلہ مین جو وینس والون کا مذہب تہا کافر ترک کو انہون نے ترجیح کے قابل سمجہا - [۵۲] یونانی عیسائی جنکو روم کی عیسوی سلطنت سے بہت تعلقات تہے وہ بہی عیسوی سلطنت پر غیر کی حکومت ہونے کو بُری نظر سے نہین دیکہتے تہے - پالیولوگی کے شاہی خاندان نے اپنے عہد مین جو ظلم اور سختیان کین اونکے خیال تک سے خوف آتا ہے "امیر فرنگی خیانت اور بداعمالی - قسیسون کا غلبہ اور ظلم - قانون کی تخریب - رعایا پر تشدد - گورنمنٹ کا لالچ - تجارت کے انتظامات - مالی انتظام اور محصول جمع کرنے والون کا لشکر - غرض ان سب چیزون نے مظلوم رعایا کے تمام حقوق تلف کر دیئے تہے اور اسکو ترقی یا تلافی کی امید باقی نہین رہی تہی" - [۵۳] شاید لوگ خیال کرین کہ طرفداری کے جوش سے ایسا تحریر ہوا ہے اس لیے ایک عہد نویس مؤرخ کے قول سے اس عبارت کی تصدیق کرتے ہین - وہی مؤرخ جسنے عیسوی

---

[۵۱] ایک سیاح جسنے ۱۵۵۳ء مین جزیرہ قبرص کا سفر کیا وینس والون کے ظلم کا حال لکہتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مقبوضہ ملکون پر کس طرح جور و ستم کرتے تہے قبرص کے ذکر مین لکہا ہے "قبرص کے تمام باشندے وینس والون کے غلام ہین - زمین کی پیداوار اناج شراب - تیل مویشی غرض جس چیز سے رعایا کو آمدنی ہو یا جسقدر پیداوار بڑہے اُسکا تہائی حصہ وینس کی گورنمنٹ رعایا سے وصول کرتی تہی - رعایا مین سے ہر شخص مجبور تہا کہ ہفتہ مین دو دن تک بیگار مین جہان اُسکو بتا دیا جاوے کام کرے - اگر کوئی شخص اپنے کام کی وجہ سے یا بیماری سے معذور ہو کر ایسا نہ کر سکا تو جسقدر دن تک غیر حاضر رہا ہو اسکے حساب سے جرمانہ دینا ہوتا تہا علاوہ اسکے کوئی نہ کوئی سالانہ محصول بہی اونپر جاری رہتا تہا اور اسکی وجہ سے غریب رعایا اسقدر مظلوم اور پریشان رہتی تہی کہ جسم اور جان دونون کو وصل رکہنا بہی اُنکو دشوار تہا" (مارٹن ہیوم گارٹن کا سفرنامہ صفحہ ۳۷۳) [۵۲] فنلے - تیسری جلد صفحہ ۵۰۱ [۵۳] اور کوہارٹ منقولہ کلارک "یورپین ٹرکی کی تبہین" صفحہ ۹۲ -

قسطنطنیہ کے زوال کا حال لکھا ہے وہ بھی اسیطرح کا الزام گورنمنٹ پر عائد کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ "بغیر قانون کے خوف کے ہر ایک سلطنت ایسی ہے جیسے بے لگام گھوڑا شہنشاہ قسطنطین اور اُسکے جانشینون نے اپنے امیرون کو اجازت دی کہ رعایا پر ظلم کرین اُنکی عدالتون سے انصاف اُٹھہ گیا اور اُنکے دلون مین ہمت باقی نہ رہی۔ ججون نے بیگناہون کے آنسوؤن اور خون سے خزانے جمع کر لیئے۔ یونانی سپاہی اپنے زرق برق لباس پر ناز کرتے تھے۔ رعایا کو سلطنت سے بغاوت کر کے ندامت نہ ہوتی تھی اور سپاہی کو لڑائی سے بھاگنے مین غیرت نہ آتی تہی۔ آخر کار خدا نے ان نالائق حاکمون پر اپنی بجلی گرائی اور سلطان محمد فاتح کو پیدا کیا جسکے لڑنے والے لڑائی سے خوش ہوتے ہین اور جسکے جج امانت مین خیانت نہین کرتے"[۱] اس تعریف[۲] کا اخیر جملہ موجودہ نسل کے کانون کو کھٹکیگا جنکو پچاس برس سے اس بات کی ضرورت پیش آئی ہے کہ ترکون کی بے انصافیون کے شاکی رہین۔ لیکن ترکون کے انصاف اور عدالت کی صاف صاف شہادت قدیم زمانہ کے متعدد مورخون سے دستیاب ہوتی ہے۔ بازنتیم کا مؤرخ جسنے قسطنطنیہ کی فتح کا حال لکھا ہے لکھتا ہے کہ بایزید جیسا خشمناک سلطان بھی عیسائیون کے ساتھہ فیاضی اور دریا دلی سے پیش آیا عیسائیون کو اپنے دربار مین داخل کر کے اُنکے دلون کو تسخیر کیا[۳]۔ سلطان مراد ثانی کو عدالتون کے انتظام کی طرف توجہ کرنے سے نہایت شہرت حاصل ہوئی اور اُن تمام خرابیون کی اصلاح ہوگئی جو عیسائی شہنشاہان روم کے وقت کی تہین۔ ترکی حکام مین سے ایسے لوگون کو جنھون نے رعایا پر ظلم کیئے سخت سزائین دین[۴] فتح قسطنطنیہ

---

[۱] کاسین پانچوین جلد صفحہ ۳۴ [۲] ڈاکٹر کرسوس نے بہی ایسی ہی تعریف کی جوش مین لکھا ہے "یہہ تعجب کی بات ہے کہ ان وحشی لوگون مین (یعنی ترکون مین) اور ایسے بڑے اور گنجان شہر مین قتل کے واقعات سننے مین نہین آتے اور بے انصافی کسی کے ساتھہ نہین ہوتی ہر شخص کے ساتھہ انصاف کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان روم اپنے دار الحکومت قسطنطنیہ کو تمام دنیا کا دار الامن کہتا ہے۔ کیونکہ جسقدر آفت زدہ لوگ ہین انکو اس شہر مین پناہ ملتی ہے۔ انصاف سب کے ساتھہ خواہ اعلی ہو یا ادنی عیسائی ہو یا کافر یکسان ہوتا ہے (ترکو گریکیا صفحہ ۸۴) (مطبوعہ بازیل ۱۵۸۴ء) [۳] فرانظیس صفحہ ۱ [۴] فرانظیس صفحہ ۹۲ —

کے بعد ایک صدی تک نہایت لائق سلاطین نے مضبوط اور مستحکم انتظام سے تمام قلمرو مین
امن قائم رکھا اور ملکی نظم ونسق نہایت تعریف کے قابل جاری کیا۔ اگرچہ یہ انتظام ایسا نہ تھا
کہ مسلمانون اور عیسائیون کو یکسان انصاف ملتا لیکن اوسنے یونانیون کی حالت کو سابق کی
حالت سے بدرجہا بہتر کردیا۔ اب عیسائیون پر بیگار کی مصیبتین کم ہوگئین اور غیر معمولی محصول
ان سے شاذ لیے جاتے تھے جو محصول وہ ادا کرتے تھے وہ ان آفتون کے مقابلہ مین کچھ بھی
حقیقت نہ رکھتا تھا جو فرینک اور بازنتیم کے عہد حکومت مین فیوڈل انتظام کے جاری ہونے
سے رعایا پر ہمیشہ نازل رہتی تھین۔ یورپ کے کل عیسائی ملکون کے مقابلہ مین ترکون کی
سلطنت گورنمنٹ کی خوبی کے لحاظ سے زیادہ عمدہ اور شایستہ تھی۔ اور سلطانی گورنمنٹ
کے زراعت پیشہ عیسائیون کو عیسائی بادشاہون کی زراعت پیشہ رعایا کے مقابلہ مین زیادہ
آزادی حاصل تھی اور اپنی محنت کا ثمرہ بیشتر ملتا تھا۔ ملک[۵۱] کی تجارت کو بھی مسلمانون کے عہد
حکومت مین زیادہ ترقی ہوئی۔ کیونکہ زمانہ سابق کے ترکی سلاطین رعایا مین تجارت کو ترقی دینے
کے ہمیشہ حامی اور سرپرست رہے۔ جب ترکون کے دور حکومت مین عیسائیون کو بازنتین
گورنمنٹ کے ظلم او رستم سے نجات ملی تو اکثر بڑے بڑے شہرون کے لیئے ترقی اور بہبودی
کا زمانہ شروع ہوگیا۔ ان مین سے پہلا شہر نارسیا کا تھا جو سنہ ۱۳۲۶ع مین مدت کے محاصرہ
کے بعد عمدہ شرائط تجویز ہوکر سلطان ارخان کے حوالے ہوا۔ قدیم[۵۲] باشندگان روما کی طرح ترکون
کو بھی سڑکون اور پلون کی تعمیر کا شوق تھا اور ان ذریعون سے وہ اپنی قلمرو مین تجارت کو ترقی
دیتے تھے۔ غیر حکومتین دولت عثمانیہ کے عیسائی سوداگرون کو اپنے بندرگاہون مین داخل
ہونے دیتی تھین اور عیسوی سلطنت روم کے زمانہ کی طرح انکو روکتی نہ تھین۔ اب عیسائی سوداگر
عثمانی نشان اپنے جہازون پر لگاکر ترکون کا لباس اور طریقہ اختیار کرتے تھے اور مغربی یورپ
کی تمام قومین انکی حد عزت اور توقیر کرتی تھین جو روم[۵۳] کیتھولک عیسائیون نے کلیسای

[۵۱] فنلے ۔ پانچوین جلد صفحہ ۱۲۳-۵ ۔ [۵۲] ہیزلبرگ صفحہ ۲۶۵،۲۶۰،۲۶۳،۲۶۴،۲۷۶ ۔ [۵۳] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۱۵۶،۱۵۷ ۔

یونان کے عیسائیون کی اب تک نہ کی تہی۔

لیکن ان خوبیون کے ساتہہ کہ ترکون نے عیسائیون سے بالعموم اچہا برتاؤ کیا اور اُنکو مذہبی آزادی دی ایک بات مستثنی بہی ہے اور وہ یہہ ہے کہ عیسائیون کے بچے خراج مین وصول کیے جاتے تہے جنکو کم عمری مین اُنکے ماباپ سے چہین کر ینگچری کی مشہور ومعروف فوج کے لیے تیار کیا جاتا تہا۔ سنہ ۱۳۳۰ع مین سلطان ارخان نے اس فوج کو جاری کیا تہا جو صدیون تک سلاطین روم کی قوت بازو رہی۔ یہہ فوج اسطرح قائم رکہی گئی کہ ہر چوتہے برس اُس کے لیے لڑکے جمع کیے جاتے تہے سلطان کے اہلکار ایسے اضلاع مین دورہ کرتے تہے جن پر بچون کا خراج لگایا گیا تہا۔ چہہ برس سے لیکر نو برس کی عمر کے لڑکے منتخب کیے جاتے تہے۔ مفتیون نے اس وحشیانہ خراج کے جائز ہونے کی تاویل یہ کی تہی کہ یہہ لڑکے پانچوان[1] حصہ اُس مال غنیمت کا ہین جو قرآن کے بموجب بادشاہ کا حق ہے۔ اور انہون نے یہ بہی فتوی دیا تہا کہ زبردستی مسلمان کرنے کی جو ممانعت شریعت مین ہے اُسکا[2] لحاظ ان لڑکونکے ساتہہ بہی ہونا ضرور ہے لیکن یہ لڑکے ایسے صغرسنی مین مسلمان معلمون سے تعلیم و تربیت پاتے تہے کہ یہ ممانعت عملاً کوئی اثر نہ رکہتی تہی[3]۔ یورپ کے عیسائیون نے اس وحشیانہ خراج کو ہمیشہ نفرت اور غصہ کی نظر سے دیکہا اور ترکی سلطنت مین جن سیاحون نے سیر و سفر کیا انہون نے نہایت دلسوز حالات اُن اجڑی ہوی گہرون اور روتی پیٹتی ماباپون کے لکہے ہین جنکی گودون سے یہ بچے چہین لیے جاتے تہے۔ لیکن ینگچری فوج جب ایک ہی دفعہ تیار ہوئی تو عیسائیون نے خود اپنی مرضی سے داخل ہو کر اُسکی تعداد کو بڑہا دیا۔ جن صورتون مین یہ خراج شروع ہوا اُنکو تحقیق کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ خود یونانیون نے اُسکی طرف سے کیون بے پروائی ظاہر کی۔ تمام ملک لڑائیون سے ویران

[1] قرآن۔ سورہ ۸ آیت ۴۲ [2] قرآن سورہ ۱۰ آیت ۹۹۔ ۱۰۰ [3] ان نو عمر عیسائیون کو مجبور نہین کیا جاتا تہا کہ اپنا مذہب تبدیل کرین۔ کیونکہ ترکی گورنمنٹ کے اصول اور احکام قرآن کے خلاف ہے کہ غیر مذہب والون کو زبردستی مسلمان کیا جاوے البتہ اگر کوئی ترکی حاکم اپنے تعصب کی وجہ سے اسکے متعلق کسی پر سختی کرتا تہا تو اُسکی یہ حرکت گوارا کی جاتی تہی۔ مگر حکام بالا کی طرف سے ایسے اختیارات ہرگز نہین دیے گئے تہے (ایم دہوسن تیسری جلد صفحہ ۲۹۔ ۹۲) [4] ہرٹزبرگ صفحہ ۲۷

پڑا تہا اور خاندان کے خاندان بہوک پیاس سے مرجانیکا خوف رکہتے تہے۔ عیسائیون کے بچے جو فوج کے واسطے لیئے جاتے تہے وہ اکثر یتیم ہوتے تہے جو بغیر اسکے ضائع ہو جاتے علاوہ اسکے عیسائیون کو غلام بناکر فروخت کرنیکا جو دستور اس زمانہ مین ہو چلا تہا اُسکے مقابلہ مین یہہ خراج ایسا خوفناک نہ تہا جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔ اس دستور کی نسبت یقین کیا گیا ہے کہ وہ قدیم تہا۔ اور عیسائی شہنشاہان روم کے زمانہ مین بہی اُسکی مثل ایک قاعدہ جاری تہا جسکو اب ترکون نے اختیار کیا[۱] مورخون نے لکہا ہے کہ عیسائی لڑکون کی مقررہ تعداد جمع کرنیمین جبر کرنیکی بہت کم ضرورت پڑتی تہی بلکہ ماباپ خود آرزو کرتے تہے کہ اُن کے بچے ایسی خدمت پر مامور ہون جو عموماً اُنکی ترقی کا باعث ہوتی تہی۔ اور اسکا یقین تو والدین کو ہر صورت مین ہوتا تہا کہ اُن کے بچون کی غور و پرداخت ایسی ہوگی کہ اُنکی زندگی آرام سے بسر ہو جائیگی کیونکہ ان کم عمر قیدیون کی پرورش اور تعلیم اس طرح ہوتی تہی کہ گویا وہ سلطان کی اولاد ہین[۲] اگر یہہ بات سچی ہے کہ ماباپ اپنے لڑکون کو روپیہ دیکر واپس لے سکتے تہے تو اس خراج کی صورت کم وحشیانہ ہو جاتی ہے[۳]۔ غرض ان حالات کو دریافت کرکے جو اس خراج کے ظلم مین تخفیف پیدا کرتے ہین اور یہہ سمجہہ کر کہ جب کوئی بات رسم ہو جاتی ہے تو انسان اسکو آسانی سے برداشت کرتا ہے (گو یہہ بات اس وحشیانہ ظلم کے جائز ہونے کی دلیل نہین ہو سکتی) ہم خیال کر سکتے ہین کہ ترکی گورنمنٹ کے اس حکم سے جس سے یونانی عیسائیون کی حالت بہت ترقی پاجاتی تہی عیسائی کیونکر رضامند رہے۔

علاوہ اسکے ترکی سلطنت کی عیسائی رعایا کو حفاظت کے معاوضہ اور فوجی خدمات سے

---

[۱] لیکن یہہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ جس طرح روم کے عیسائی شہنشاہ کسی شہر سے عیسائی بچون کو جو ذہانت اور لیاقت مین اور دون سے بڑہکر ہوتے تہے ملکی اور فوجی عہدونکی تعلیم پانے کے واسطے لے لیتے تہے اسیطرح ترکان نے بہی جب وہ بازنتین سلطنت کے مالک بنے اپنا حق ثابت کیا کہ عیسائیون سے اُنکے کم عمر لڑکے جو ذہین اور لائق ہون لے سکتے ہین"۔ (داود کتہ یوس صفحہ ۱۲-۱۳)

[۲] کریسی صفحہ ۹۹۔ دہومن۔ توم ۳۔ صفحہ ۷۹ [۳] لیکن ماباپ کو اجازت ہے کہ وہ روپیہ دیکر اپنے لڑکون کو ان ترکی حاکمون سے واپس لے لین جو لڑکون کو جمع کرتے ہین" (داود کتہ یوس صفحہ ۱۳)۔ دی لاگو یتر نے بیان کیا ہے کہ ۱۶۶۹ء مین یہ اختیار کہ روپیہ دیکر بچون کو واپس لے لیا جاوے تینا کے باشندونکو حاصل تہا۔ (سفر ایتینا کے حالات صفحہ ۲۷) (مطبوعہ لندن ۱۶۷۶ عیسوی)

بری رہنے کی عوض مین جزیہ دینا ہوتا تہا۔ ترکی قانون کے مطابق جزیہ کی شرح ڈہائی یا پانچ درس
غرش ہر صحیح الجثہ مرد کے لیئے اُسکی آمدنی کے حساب [۵۱] سے تہی۔ سترہوین اور سولہوین صدی
عیسوی کے عیسائی مورخون نے عموماً یہ لکہا ہے کہ جزیہ کی رقم فی شخص ایک ڈکٹ [۵۲] کی تہی لیکن
مختلف رقمین بیان کی گئی ہین۔ تین۔ پانچ اور [۵۳] ڈیڑہ کراؤن یا ڈالر بہی جزیہ کی رقم لکہی گئی ہے
اس اختلاف بیان کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سترہوین صدی مین ترکی روپیہ کی قیمت غیر مستقل تہی
اس امر کا صحیح اندازہ کرنے مین کہ عیسائیون کو جزیہ کی رقم کا ادا کرنا کس حد تک بار تہا نہایت
طویل بحث اس بات پر کرنی پڑیگی کہ اس زمانہ مین روپیہ سے کس قدر سامان خرید اجا سکتا تہا۔
اور دیگر مصارف سے جزیہ کی رقم کو کیا مناسبت [۵۴] تہی لیکن جزیہ کی جو مقدار تحریر ہوئی ہے
اگر صرف اُسکا لحاظ کیا جاوے تو جزیہ کا دینا مذہب تبدیل کرنے کیلئے ہرگز صحیح عذر نہین
ہوسکتا۔ چنانچہ سنہ ۱۷۰۰ء عیسوی مین تورنفورر نے جہان قوم کاندیت کے مسلمان ہونے کا
ذکر کیا ہے وہان لکہا ہے کہ "اس بات کا اقرار کرنا ضروری ہے کہ یہہ بدبخت (عیسائی)
اپنے ایمان کو کوڑیون کے مول بیچتے ہین اور مذہب کے عوض جو کچہہ انکو ملتا ہے وہ ایک
تو عبا ہوتی ہے اور دوسرے اس بات کا نفع کہ جزیہ سے وہ بری ہوگئے۔ جزیہ کی رقم
پانچ کراؤن سالانہ سے زیادہ نہین [۵۵] ہے" مصنف شیفلر نے بہی جس نے ترکون کی سلطنت
مین عیسائیون کی حالت کو ایسا سیاہ کرکے بیان کیا ہے جسقدر سیاہ کرکے بیان کرنا ممکن

---

[۵۱] جوزف فون ہامر (۲) دوسری جلد صفحہ ۱۵۱ [۵۲] ہارٹن کروسیوس صفحہ ۳۴۸ سانسوونیو صفحہ ۷۶ جرجیوز صفحہ ۹۹-۹۸
شیفلر فقرہ (۵۶) ہیز برگ صفحہ ۶۴۸ - دی لاجونقیر صفحہ ۲۶ [۵۳] جرجینس۔ صفحہ ۹ - تورنفور پہلی جلد صفحہ ۹۱ تا وزیر (۳)
صفحہ ۱۱ - [۵۴] سانوس کے مطران جوزف جرجرینس نے سنہ ۱۶۷۸ء مین جبکہ وہ لندن مین مقیم تہا ایک تصنیف لکہی اس کتاب مین اُسنے اپنے
علاقہ مطرانی کی آمدنی کا حال لکہا ہے داس آمدنی کی تفصیل جو انگریزونکی اطلاع کیلیئے لکہی گئی ہے مقدار کے لحاظ سے زیادہ تصویر مین جو کچہ جو تعین
بیان کی گئی ہین انکا مقابلہ کرتے وقت یاد رکہنا ضروری ہے کہ مطران نے جزیہ کی مقدار تین کراؤن یا ڈالر لکہی ہے (صفحہ - ۹) مطران لکہتا ہے
کہ جب مین مقرر ہوا تو میری کلیسا کے ہر قسیس نے فی سبیل ایک ڈالر ادا کیے اور کلیساؤن نے بہی اپنی اپنی مقدور کے موافق روپیہ یا کہلی برتن
ہر ایک قسیس چار ڈالر اور دوسرے برس مین دو ڈالر دیتا ہے جن لوگون کو کلیسا مین خدمت حاصل نہین ہے اُن مین سے ہر شخص پہلی برس مین ۴ اور
دوسری برس مین ۲ آسپر دیتا ہے - (سنہ ۱۶۷۵ء مین جو تجارت کا عہدنامہ انگلستان سے ہوا اُس مین ڈالر کی قیمت آٹہہ آسپر لکہی گئی تہی فیلے۔
پانچوین جلد صفحہ ۲۰) "سانوس کے لوگ نکاح کی سند کیلئے ایک ڈالر اور باہروالی دو ڈالر ادا کرتے ہین۔ لیکن جو شخص دوسری یا تیسری دفعہ نکاح
پڑہواتا ہے وہ تین یا چار ڈالر دیتا ہے" صفحہ ۳۴-۳۳ [۵۵] تورنفور - پہلی جلد صفحہ ۹۱ -

ہے لکھا ہے کہ فی شخص ایک ڈکٹ[۵۱] دینا خفیف بات تھی لیکن لڑائی کے محصولون اور غیر معمولی محصولون پر جو عیسائیون کو دینے پڑتے تھے اُسنے زیادہ زور دیا ہے[۵۲] زمین کا محصول عیسائیون اور مسلمانون کے لیے یکسان تھا[۵۳]۔ کیونکہ اس قدیم فریق کو کہ مسلمان اپنی زمین کے لیے عشر دین اور جو مسلمان نہین ہین وہ خراج ادا کرین ترکون نے تسلیم نہین کیا تھا[۵۴]۔ عیسائیون نے جو کچھ مصیبتین اُٹھائین وہ خاص خاص حاکمون کے تشدد سے پیش آئین جو منصب اور حکومت کے بل پر اپنے ماتحت لوگون سے وہ بیجا وصول کرتے تھے۔ اس قسم کی زیادتیان اسلامی قوانین کے خلاف ہی تھین بلکہ ترکی گورنمنٹ کے زمانہ انحطاط سے پہلے وہ بہت کم نظر آتی تھین جبکہ مقامی حکام کی رشوت ستانی اور بے انصافیون سے جنکی یاداش نہ ہوسکتی تھی گورنمنٹ خراب نہ ہوئی تھی[۵۵]۔ یورپ مین سلطنت عثمانیہ کے قائم ہونے پر اول وصدیون مین جو حالت عیسائیون کی تھی اور اسکے بعد جبکہ سلطنت کا زوال شروع ہوگیا جو حالت عیسائیون کی ہوئی اُن مین بہت فرق ہے۔ لیکن یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ عیسائیون کی خراب حالت برداشت کے قابل نہ رہی تھی اشاعت اسلام کے واقعات تھہایت کم پیش آئے۔ اٹھارہوین صدی مین جبکہ عیسائی ایسی سختیون مین مبتلا تھے کہ کبھی ایسی سختیان کسی زمانہ مین اُنپر نہ بیتی تھین عیسائیون کے مسلمان ہونے کا ذکر کہین دیکھنے مین نہین آتا بلکہ اس زمانہ مین ترکون کی نسبت یہہ تحریر ہوا کہ وہ اپنے مذہب کی ترقی سے غافل ہین اور بداعتقادی

---

۵۱ شیفلر فقرہ (۵۶) اس ڈکٹ کی رسالہ کی قیمت ہوگا ہوگا یہ توضیح ہے کہ سلطان ہر ایک عیسائی سے ایک ڈکٹ جزیہ لیتا ہے لیکن جنگی اور غیر معمولی محصولون مین ترکی حکام کیا کچھہ وصول نہین کرتے۔ لڑائیون کے کونسے محصول ہین جو دینے نہین پڑتے۔ ایکن غیر معمولی محصولون کا انحصار مرضی یا بہدوقت پر منحصر ہے اور مسلمانون کو بھی یہہ وال اسیطرح ادا کرنے ہوتے ہین جیسے عیسائیون سے وصول کیے جاتے ہین۔

۵۲ فنلے پانچوین جلد صفحہ ۴۲ - ۲۵ ۵۳ ہامر (۲) پہلی جلد صفحہ ۳۴۶ ۵۴ سلطان کی عیسائی رعایا پر سختیان ہونیکا خاص سبب یہ تھا کہ اصلی گورنمنٹ جو جسکا صدر مقام قسطنطنیہ مین تھا اُسکے اختیارات بیرونجات مین اچھی طرح تسلیم نہین کیے جاتے تھے۔ حکام ضلاع کا ظلم تھا جسے ذاتی عداوتون سے ترقی پکڑ کے اُنکے دشمنیان پیدا کردین جو سلطنت عثمانیہ کی عیسائیون کو زمانہ سابق مین پیش آئین اور اب زیادہ پیش آتی ہین کسی قوم کے زمانہ عروج مین محکوم قوم کے ساتھہ فیاضی ورنہ ہونا ممکن ہی لیکن ایسے وقت مین جبکہ اس حکمران

اور مذہبی شکوک مین مبتلا ہو گئے ہین۔ یہہ امر کہ عیسائیون کی تکلیفین گورنمنٹ کی خرابی سے
تہین نہ کہ مذہبی ظلم سے اس سے ثابت ہے کہ مسلمان اور عیسائی یکسان سختیون مین مبتلا تہے
البتہ مسلمانون کے مقابلہ مین عیسائیون کو زیادہ برُے برتاؤ اور مالی نقصان کا سامنا رہتا
ہوگا کیونکہ اُنکو اپنی شکایتون کی تلافی مین قانونی مشکلات درپیش تہین اس لیے احتمال ہے
کہ مفلس عیسائیون نے مذہب تبدیل کرکے ان مصیبتون اور سختیون سے پیچہا چہڑایا ہوگا
اگر اب ہم عیسائی بچون کے خراج کو مستثنے کر دین جسکو یونانی عیسائیون نے بغیر مقابلہ آمادہ
ہوے گوارا کر لیا اور جسکی منسوخی اس وجہہ سے پیش نہین آئی کہ عیسائیون نے اُسکے جاری رہنے

بقیہ صفحہ ۱۷۰۔ قوم پر زوال آرہا ہو تو ان اوصاف کا پتہ چلنا مشکل ہے"۔ پادری ڈنٹن۔ سرویا اور سرویا کے لوگ"۔ (صفحہ ۱۵۔ لندن ۱۸۶۳ عیسوی) ڈ بوس لو صفحہ ۴۴۔ ۴۴۲ "سلطانی گورنمنٹ نے مسلمانون کے ساتہہ بہی عموماً وہی ظلم اور بے انصافی کا برتاؤ کیا جو مفتوح عیسائیون کے ساتہہ ہوا تہا۔ یونانی عیسائیون کی تکلیفین حاکمون کے ظلم اور غرور اور بدانتظامیون سے تہین جو دولت عثمانیہ کے انتظامی صیغون مین پہیلی ہوئی تہین لیکن سلطان کی طرف سے براہ راست ایسے احکام جاری نہین ہوتے تہے جن سے یہ ظلم برپا ہون مسلمانون کو اپنے قاضی سے اسقدر انصاف پانے کی توقع نہ ہوتی تہی جسقدر ان کے معاملات مین عیسائیون کو اپنے اسقف یا مذہبی حکام سے انصاف ملنے کا موقع حاصل تہا۔ (فنلے چہٹی جلد صفحہ ۴۔ ۵) "یہہ خیال کرنا غلطی ہے کہ سلطانی رعایا مین صرف عیسائی مظلوم اور ستمرسیدہ ہین نہین۔ ترکی بدانتظامیان سب کے لئے مساوی ہین۔ اور سب پر یکسان مصیبتین ڈالتی ہین۔ سلطنت کے بعض حصون مین مسلمانون کا افلاس عیسائیون کے افلاس سے فی الحقیقت بڑہا ہوا ہے اور یہ مسلمانون کی خراب حالت ہوتی ہے جس پر سیاحون کو ترس آتا ہے"۔ ولیم فورسٹہہ۔ دریائی ڈانیوب کے جنوبی سالونانک صوبے صفحہ ۱۵۸-۱۵۰ مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء)" "شمالی ایشیائے کوچک مین ہر طرح کا ظلم و ستم مسلمانون اور عیسائیون پر یکسان ہے (جیمس برائس۔ ٹرانس قاقیسیا اور ارارات صفحہ ۳۸۱) "یورپ کا خیال ہے کہ صرف عیسائی ہین جو ترکی کی حکومت اور سختیون اور ذلتون کو جو اسکے ظلم سے ہوتی ہین برداشت کرتے ہین لیکن یہہ بات نہین ہے مسلمان خاص کر اسوجہہ سے کہ غیر حکومتون کو اُنکے ساتہہ کوئی دلچسپی نہین ہے نہایت بیباکی سے لوٹے جاتے ہین اور خاص مسلمانون پر ان لوگون سے زیادہ ظلم ہوتے ہین جو پیغمبر عرب کے منکر ہین"۔ (دی لاجونقیر صفحہ ۷۰۔ ۵) "جو کچہہ ہمنے اوپر لکہا ہے اُس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ادنی سے ادنی درجہ کے عیسائی بہی ایسی بُری حالت مین نہین ہین جیسے کہ ایشیائے کوچک مین اُسی درجہ کے ترک ہین۔ اگر یورپین ٹرکی کے عیسائی اسوجہہ سے کسی قدر نفع مین ہین کہ اُنکی تعداد ترکون سے زیادہ ہے تو ایشیا کے عیسائیون کو یہ اطمینان ہے کہ ایشیا مین ترکون پر بہی حاکمون کا وہی ظلم ہے جو عیسائیون پر ہے۔ اور انکو ایسے مسلمانون سے سابقہ پڑتا ہے جو یورپ کے مسلمانون سے زیادہ حلیم زیادہ پابند مذہب اور بہتر اصول کے لوگ ہین"۔ ڈبلیو ایم لیکے "ایشیائے کوچک

(باقی صفحہ ۱۷۲)

کے خلاف کوئی ہنگامہ برپا کیا بلکہ ترکی رعایا کے بڑہنے اور عیسائیون کے مسلمان
ہوکر فوج مین شامل ہونے سے[٥١] وہ منسوخ ہوا تو جو برتاو سلاطین عثمانیہ نے عیسائی رعایا کے ساتہہ
کم سے کم دو صدیون مین یونان کی فتح کے بعد کیا اُس سے ظاہر ہے کہ ترکون نے
عیسائیون کے ساتہہ مذہبی آزادی اور صلح کل کے طریقے ایسے برتے کہ جنکی مثال اُس وقت
تمام یورپ مین موجود نہین تہی۔ ہنگری کے کالوینی عیسائی اور ٹرینسلوانیا کے مواحد
عیسائی متعصب شاہی خاندان ہاپسبرگ کے ہاتہون مین پڑنے سے ترکون کی اطاعت
قبول کرنے کو ترجیح دیتے تہے[٥٢]۔ سائلیسیا کے پروٹسٹنٹ عیسائی انتظار کی آنکہون سے
ترکون کی راہ تکتے تہے۔ اور اسلامی حکومت کی اطاعت کو قیمت مین لگا کر ترکون سے
مذہبی آزادی خریدنے کے لیئے تیار تہے[٥٣]۔ یہہ ترکون ہی کی سلطنت تہی کہ پندرہوین صدی
کے اخیر مین اسپین کے بے شمار یہودی اُسمین پناہ کے لیئے آئے[٥٤]۔ اور یہ عثمانیہ حکومت
تہی جسکے سایہ مین کاسک قوم کو جو قدیم طرز کا عیسوی مذہب رکہتی تہی اور جسپر روس کے
شاہی کلیسا نے سخت ظلم کیے تہے وہ مذہبی آزادی ملی جسکو ہم مذہب عیسائیون نے
دینے سے قطعی انکار کر دیا تہا[٥٥]۔ جب قوم پول کے لوگون نے جو رومن کیتہولک (جاثلیقی)
عیسائی تہے قدیم مشرقی کلیسا کے عیسائیون پر ظلم کیئے تو ستر ہوین صدی عیسوی مین انکا رئیس
انطاکیہ کے بطریق نے اپنے تئین اس عبارت مین مبارکباد دی کہ ہم اُن ہزارون شہیدون کا

بقیہ نمبر ۵۰ ... کے حالات سفر" صفحہ ... مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء) مقابلہ کرو ... لیونٹ کی کتاب "... گلید" صفحہ ۲۰۳-
۲۰۴ و ۲۶۳ مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ء) [٥١] بچون کا خراج سترہوین صدی عیسوی مین بالکل منسوخ ہو گیا۔ ۱۶۷۶ عیسوی مین اخیر دفعہ
یہ خراج وصول کیا گیا [٥٢] دے لاجونقیہ صفحہ ۲۳۳ شیفلر فقرہ ۴۵-۴۶ [٥٣] "مین نہایت تعجب کرتا ہون کہ عام عیسائیون
ہی مین یہ ... نہین ہے کہ ترکون کی سلطنت مین رہنا اچہا ہے کیونکہ جب ایک دفعہ ٹیکس دیا جاتا ہے تو عیسائی بالکل آزاد ہو جاتے ہین اور ترک
انکو مذہبی آزادی دیتے ہین اور وہ اپنی گرجاؤن مین نماز کے لیئے جا سکتے ہین بلکہ علی العموم کے عیسائی ... دیتے ہین جنکو ترکون کی نسبت
ایسے خیالات رکہنے ہرگز مناسب نہ تہے لیکن وہ ان باتون سے خوش ہوتے ہین گویا اپنی مصیبتون پر خوش ہین۔ یہ بات خطرناک ہی
نہین ہے بلکہ افسوسناک بہی ہے اور سوائے بعض خیالات کے حالات کسی اور چیز سے پیدا نہین ہوتی اس بات کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عیسائی اپنے مذہب سے
برگشتہ ہو جاینگے اور عیسوی دین بیخ و بنیاد سے اُکہڑ جائیگا" (شیفلر فقرہ ۴۸) [٥٤] ہیزلٹن صفحہ ۶۵ [٥٥] دے لاجونقیہ صفحہ ۳۳

روسے جنکو ان ناپاک لوگون نے (پول) جو مذہب کے دشمن ہین چالیس یا پچاس برس مین
قتل کیا مقتولون کی تعداد ستر اور اسّی ہزار کے قریب تہی - اے کافرو - اے ناپاکی کے
شیطانو - اے پتہر کے دل رکہنے والو - عورتون نے تمہارا کیا لیا تہا - لڑکیون اور لڑکون
اور معصوم بچون نے تمہارا کیا کیا تہا کہ تمنے اُنکو مار ڈالا ...... اور مین قوم پول کو کس لیئے
ملعون کہتا ہون ؟ مین اسلیئے انپر لعنت کرتا ہون کہ عیسائیون پر ظلم کر کے اور یہ سمجہکر کہ یونان
کے کلیسا کو وہ مٹا دینگے اونہون نے اپنے تئین اُن لوگون سے بہی زیادہ ذلیل اور شریر
ثابت کیا جو بتون کے پوجنے والے ہین - خدا ترکون کی سلطنت کو ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیئے
قائم رکہے - وہ جزیہ لے لیتے ہین اور ہمارے مذہب سے کچہہ بحث نہین رکہتے - خواہ اُنکی
رعایا عیسائی ہو یا نصرانی - یہودی ہو یا سامارتی - لیکن اس ملعون قوم پول کے لوگون نے
عیسائی بہائیون سے جنہون نے اُنکی خدمت اور غلامی تک قبول کی محصول اور آمدنی کا
دسوان حصہ ہی لیکر بس نہین کی بلکہ عیسائیون کو مسیح کے دشمنون یعنی ظالم یہودیون کے حوالے
کیا جنہون نے اُنکو گرجا تعمیر نہ کرنے دیئے اور کسی قسیس کو اُن مین رہنے نہ دیا جو اُنکے
مذہب کے بہیدون سے واقف ہوتا " سترہوین[۱] صدی مین موریا کے یونانی عیسائیون نے
چودہ برس تک وینس والون کے پنجۂ عذاب مین رہکر اپنے قدیم فرمانروا ترکون کا خیر مقدم کیا
جنکی حکومت کا اُنکو پہلے تجربہ ہو چکا تہا - اٹلی[۲] کے ملک مین بہی ایسے لوگ موجود تہے جنکو ترکون
کا اس امید مین انتظار رہتا تہا کہ مسلمانون کی اطاعت قبول کرنے کے بعد اُنکو بہی وہ مذہبی آزادی ملیگی
جسکا عیسائی گورنمنٹ سے ملنا امید لا حاصل تہا - پس[۳] یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سلطان

---

[۱] مکاریوس پہلی جلد صفحہ ۱۸۳ - ۱۶۵ [۲] دی لا جونقیر صفحہ ۳۴۳ - فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۲۲ [۳] عیسائیون نے اپنے دل مین آزادی کا عجب خیال پیدا کر رکہا ہے - اگر عیسوی حکومت مین ان عیسائیون نے کوئی بات حاصل کرنی چاہی اور اُس
مایوسی ہوئی تو درحقیقت وہ ترکون کو سب پر ترجیح دینے لگتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ ترک اس آزادی کو دینی مین بہ نسبت
عیسائیون کے زیادہ فیاض ہین " ڈیونس لو ڈوکی دی دیوس کو ندیتونی دیتے کرستیانورم سب کا صفحہ ۲۲ - ۲۲۵ (مطبوعہ باسیلیہ ۱۵۳۸ء)
بعض عیسائی یہ لکہا کرتے ہین کہ ترکون کی حکومت مین مذہب آزاد رہی " (اوتونش برونفلز فی ٹیکسپیس آگینسٹ کرستیانوس وارتیو صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ باسیلیہ ۱۵۳۸ء)

ٹرکی کی سلطنت مین اسلام ہرگز تلوار کی زور سے نہین پہیلا - شاید انحطاط سلطنت کے زمانہ مین ٹہیک ٹہیک انصاف کی نہونے سے اور خاص خاص ترکی حاکمون کے ظلم سے بعض عیسائی مذہب تبدیل کرکے اپنی حالت کی اصلاح پر مجبور ہوے ہون لیکن ایسے ظلم کے واقعات ترکی سلطنت کی پہلی دو صدیون مین شاذ تہے - مگر ان ہی دو صدیون کا زمانہ وہ تہا جس مین عیسائیون نے کثرت سے اسلام قبول کیا - اور ترکون کو تبلیغ اسلام کا بہت خیال اور جوش تہا - لیکن اپنے قانون کے مطابق اُنہون نے عیسائیون کو مذہبی آزادی دے رکہی تہی - اگر اس حالت مین ترکون نے اپنے قوانین سے تجاوز نہین کیا تو ضرور تعجب کی بات ہے - مگر ایک عیسائی نے جو بائیس ۲۲ برس تک ترکون مین قید رہا یہ لفظ لکہے ہین کہ "ترکون نے کسی شخص کو اپنا مذہب چہوڑنے پر مجبور نہین کیا[۵۱]" اور عیسائیون سے بہی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے - ایک انگریز جس نے سترہوین صدی عیسوی کے شروع مین ٹرکی کا سفر کیا لکہتا ہے[۵۲] - کہ "یہان کسی شخص کے ایمان (کونشنس) پر جبر نہین ہوتا اور اگر ایسا ہو بہی تو بغیر کسی جرم کے موت کی سزا کا خوف کسی صورت مین نہین دلایا جاتا"-
سنہ ۱۶۶۳ع مین اس تحریر کے ۴۰ برس بعد شیفلر[۵۳] نے لکہا کہ "ترک عیسائیون کو جبر سے نہین بلکہ چالاکی سے مسلمان کرتے ہین اور عیسائیون کے دل سے مسیح کو فریب دیکر چہین لیتے ہین کیونکہ یہ سچ ہے کہ اس زمانہ مین ترک کسی ملک کو مسلمان کرنے کی نیت سے جبر و اکراہ استعمال نہین کرتے لیکن اور طریقے ایسے اختیار کرتے ہین جن سے مسیحی مذہب کی جڑین چپ چاپ اکہاڑ پہینکتے ہین ...... اب سوال یہ ہے کہ آخر عیسائی ان ملکون سے کہان غائب ہو گئے ملک سے وہ نکالے نہین گئے اور نہ ترکون کے مذہب مین انکو زبردستی شامل کیا گیا - پس ظاہر ہے کہ وہ خود اپنی مرضی سے مسلمان ہو گئے"-
ترک سمجہتے ہین کہ سب سے بڑا احسان جو وہ کسی کے ساتہہ کرسکتے ہین یہ ہے کہ اُنکو

---

۵۱ ترکی سپور کیپٹے رگانو صفحہ ۱۷ - ۵۲ باونٹ پہلی جلد صفحہ ۲۵ - ۵۳ شیفلر فقرہ ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ -

اسلام کی برکت دین اور اس کام کے لیئے اُنھون نے کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہین چھوڑا[۵۱]۔
سولھوین صدی عیسوی مین ڈچ قوم کے ایک سیاح نے لکھا کہ جب وہ مسجد اباصوفیا مین
کھڑا اُسکی خوبصورتی کی تعریف کرتا تھا تو اس حالت مین چند ترکون نے میرے مذھبی
خیالات پر اثر ڈالنا چاہا اور کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جبتک زندہ ہو اس خوبصورت مسجد
مین ہر روز آسکتے ہو۔ سترہوین صدی[۵۲] عیسوی مین ایک انگریز سیاح کو بھی اسیطرح کا تجربہ ہوا۔
چنانچہ اُسنے لکھا کہ بعض وقت ترک اسلام کے جوش مین عیسائیون سے بہت اخلاق سے اسطرح
یہ سوال کرتے ہین اور مجھہ سے بھی ایک دفعہ جب مین مسجد اباصوفیہ مین موجود تھا اُنھون نے
پوچھا تھا کہ "تم مسلمان ہو کر ہم جیسے کیون نہین ہو جاتے"! جب ترک کسی شخص کو مسلمان
کرتے ہین تو اُسکی تہنیت مین جو عام خوشیان منائی جاتی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو
لوگون کی آخرت اور عاقبت بالخیر ہونے کا کس درجہ خیال ہے۔ اور اسی خیال نے
اُنکو اسقدر پرجوش داعی بنا دیا ہے۔ نومسلم کو گھوڑے پر سوار کرتے ہین اور شہر کے بازارون
مین بڑی خوشیان مناتے ہوے نکلتے ہین۔ اگر دریافت ہوتا ہے کہ یہہ شخص سچے اعتقاد
سے مسلمان ہوا ہے اور شریف آدمی ہے تو اُسکی نہایت درجہ عزت کرتے ہین اور اُسکی گذر اوقات
کے لیئے بندوبست کر دیتے ہین[۵۳]۔ الاکساندر روس کے اس قول کی تصدیق مین مضبوط
شہادت موجود ہے کہ "ترک عیسائیون کے تبدیل مذہب یا تخریب مذہب مین نہایت سرگرم
ہین تاکہ عیسائی اُن کے مذہب مین جو لامذہبی کا دین ہے داخل ہون۔ (نعوذ باللہ) ہر روز
اپنی مسجدون مین وہ دعا مانگتے ہین کہ عیسائی قرآن کو تسلیم کرنے لگین اور مسلمان ہو جاوین اس
کام مین ترکون نے کوئی طریقہ خوف یا خوشامد جبرا یا سزا کا بغیر آزمایش کیے نہین چھوڑا ہے[۵۴]۔

[۵۱] دوسا صفحہ ۴۳۔ یوسبک صفحہ ۱۹ [۵۲] طامس سمتھہ صفحہ ۲۳ [۵۳] طامس سمتھہ صفحہ ۲۴ بلونٹ پہلی جلد صفحہ ۴۵ جرجیوز
صفحہ ۲ [۵۴] الاکساندر روس صفحہ ۹ مقابلہ کرو ریکوٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷۶۔ "ترک سمجھتے ہین کہ کسی غیر مذہب والے کو مسلمان کرنا بڑی
بات ہے۔ کوئی ترک جسکے پاس اتنا روپیہ بھی ہو کہ ایک غلام رکھہ سکے ایسا نہین ہے جسکو ایسی کم عمر غیر مذہب کے آدمی کی ضرورت نہو جو بغیر
مشکل کے مذہب کو ہاتھہ مین قبول کرے تاکہ آقا کو یہہ کہنے کا موقع ملے کہ اُسکو مین نے مسلمان کیا ہے اور مسلمانونکی تعداد بڑہانیکی غرض کا مستحق ہوا ہون"

عیسائیون کو مسلمان کرنے کے طریقے ایسے تھے جنکو عیسائیون کی سوسائٹی کی حالت نے بھی زیادہ تر مؤثر اور کارگر ثابت کیا۔ ان حالتون مین سب سے بڑھکر کلیسای یونان کی خراب حالت تھی۔ اول تو بازنتین سلطنت یعنی روم کی عیسوی سلطنت سابقہ اختیارات مین مطلق العنان رہ چکی تھی اور پھر موردینیہ مین قسیسون کو وہ خودمختاری ملی تھی کہ رعایا کی عقلی قوتین مذہبی احکام کے بوجھہ سے جنھون نے اخلاقی اور دینی مسائل پر ہر طرح کی بحث کو ممنوع قرار دیا تھا بالکل کچل گئی تھین۔ صرف ایک بات البتہ ایسی تھی جس نے عیسائیون کو اس مفلوج حالت مین حس وحرکت دے رکھی تھی۔ اور وہ یہہ تھی کہ رومن کیتھولک کلیسا کے خلاف سخت مباحثے برپا تھے جس مین وہ تمام بے لطفیان جو مذہبی مناظرون اور قومی منافرت کا خاصہ ہین جاری تھین۔ عام عیسائیون کا مذہب خراب ہوتے ہوتے ظاہر رسوم کی پابندی رہ گیا تھا۔ اور سارا مذہبی جوش اس مین صرف ہوتا تھا کہ حضرت مریم اور مسیحی اولیا کی پرستش کرین اور تصویرون اور تبرکات کو پوجین۔ جب کلیسا کی روحانی زندگی اس درجہ خراب ہوی اور اس قسم کے مسائل پر مباحثے ختم نہ ہوے کہ روح القدس خدا سے یا مسیح سے نکلا ہے اور یہ کہ مقدس عشا مین خمیری روٹی کہانی چاہیے یا سادی تو بہت عیسائی ایسے تھے جو ان باتون سے بیزار ہوکر توحید کی اسلامی تعلیم کو جو بہت صاف اور جلد سمجھہ مین آتی تھی تسلیم کرنے لگے[1]۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا جن مین عام لوگ ہی نہ تھے بلکہ ہر طبقہ اور درجہ کے عالم اور شریف عیسائی شامل تھے۔ جن قسیسون اور رہبانون نے اسلام قبول کیا انکے فائدہ کے لیئے ترکون نے سامان مہیا کردیے تاکہ اور عیسائیون کو بھی انکی مثال سے مسلمان ہونیکی ترغیب ہو[2]۔ سنہ ۱۴۵۲ عیسوی سے پہلے کہ ابھی تک ترکون

---

[1] یہ بیان ایک گمنام شخص کا ہے جو ترکی مین ۱۴۳۶ء مین ۱۴۵۸ء تک قید مین رہا (ترکلی سیو رکیتیے سگلا تیر صفحہ ۱۰۰ ایف) [2] سیو کیتیو سگلا تیو صفحہ ۱۱۔ (ب) ہنیاہینی کے مطران لیونارڈو نے جو قسطنطنیہ کی فتح کے وقت موجود تھا اُن عیسائیون کا حال لکھا ہے جو مسلمان ہوگئے تھے اور محاصرہ کرنیوالی فوج مین شامل تھے۔ مطران کا بیان یہہ ہے کہ "قسطنطنیہ کو کسنے فتح کرایا؟ مسلمانون کو حکومت کرنی کس نے سکھائی؟ کمینے عیسائیون نے۔ مین گواہ ہون کہ یونانیون۔ جاہلیتی عیسائیون جرمن اور ہنگری کے لوگون اور عیسائی

کا دار الحکومت اور یہ نوبل تہا سلطان کے دربار مین ایسے عیسائیون کا ہجوم رہتا تہا
جو مسلمان ہو گئے تہے - اور ان ہی نو مسلمون مین سے اکثر لوگ دولت عثمانیہ کے ارکین
تہے روم کے عیسائی شہزادے اکثر مسلمان ہو گئے - اور مسلمانون نے انکا خوشی سے استقبال
کیا ان عیسائی شہزادون مین سب سے پہلا شہزادہ جو سنہ ۱۱۴۰ع مین مسلمان ہوا جان کمنینز
کا بہتیجا تہا اور اسلام لانے کے بعد سلطان مسعود والی قونیہ کی بیٹی سے اوسنے شادی کی
فتح قسطنطنیہ کے بعد عام عیسائیون کے مقابلہ مین اعلیٰ درجہ کے عیسائی اسلام قبول کرنے
کی طرف زیادہ رغبت رکہتے تہے - عیسائی امرا مین سے جن امیرون نے اسلام قبول
کیا اُن مین بہت لوگ وہ تہے جو شاہی خاندان پے لیولوگی کا نام رکہتے تہے طربزوند
کے جارج امیروظیر نے جو بڑا عالم متبحر تہا اخیر عمر مین عیسائی مذہب ترک کیا اور اسی طرح اور
بڑے درجہ کے عیسائیون کے نام دریافت ہوتے ہین جنہون نے اسلام قبول کیا
اسلام مین صرف اس بات کی ضرورت تہی کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کرین -
چنانچہ ایک گمنام مصنف نے لکہا ہے کہ "جو کچہ مشکل تہی وہ اسی بات مین تہی کہ اس کلمہ کا اقرار
کیا جاوے" اگر کسی آدمی نے اسکا یقین اپنے دل مین پیدا کر لیا کہ وہ ایک خدا کا
معتقد ہے تو مذہب کے بہیس مین اس غلطی کا زہر اُس مین وڑ جاتا تہا - یہ وہ گناہ کا چٹان
تہا جس سے بہت لوگون نے ٹکر کہائی اور اس دام مین گرفتار ہو گئے جو انکی روحون پر
عذاب لایا - (نعوذ باللہ) یہہ ہی وہ چکی کا پاٹ ہے جو بہت لوگون کے گلے کا طوق
بنا اور جسنے ان کو مایوسی کے غار مین گرا دیا - کیونکہ جب یہ احمق سنتے ہین کہ ترک بت پرستی
کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہین اور ہر تصویر اور مورت سے ایسی ہی نفرت کرتے ہین گویا وہ

بقیہ صفحہ ۱۷۶ - تو سونکی آمہون نے (باوجودیکہ عیسوی مذہب مین انکو تعلیم ملی تہی) ترکونکی صحبت سے انکا مذہب اور انکی کام اختیار کیے اور
قسطنطنیہ کا محاصرہ کر کے اُسکو چہینا - اے ناپاک لوگو جنہون نے مسیح سے انکار کیا - اے مسیح کی دشمنون کے ساتہیو - اے دوزخ کی آگ کے مستحقو
اب تمہارا ہی ورد ورہ ہے (سانسودیو صفحہ ۲۵) ۵۱ کروسی - دی بیزانتیز دیس تیلا الترز صفحہ ۲۸۳ - ۲۸۶ (مطبوعہ ہالے)
سنہ ۱۸۶۹ع ۵۲ ہیرظبرگ صفحہ ۶۱۶ - فنلی پانچوین جلد صفحہ ۱۱۹ - ۵۳ ترک کے پرکیتیے سنگا اتیو صفحہ ۱۹ (الف)

دوزخ کی آنچ ہے اور ہمیشہ ایک ہی خدا کا اقرار اور وعظ کرتے ہین تو پہر ان لوگون کے دل
مین کسی شبہہ یا بدگمانی کی جگہہ باقی نہین رہتی (انتہیٰ)"
مشرقی کلیسا کے عیسائیون کو جسوقت اس بات کی خواہش ہوئی کہ مذہب کا کوئی صاف
اور سادہ اصول ایسا دریافت ہوجاوے جیسا فرقہ پالیسیئن کا اصول تہا جسکو چند صدیان
گذری تہین کہ خود عیسائیون نے بدعت قرار دیکر مٹا دیا تو ایسی صورت مین اسلام ہی وہ مذہب
تہا جسمین عیسائیون نے قدرتی طور پر اپنے لیئے پناہ تلاش کی۔ پالیسیئن تحریک کا مضمون
یہہ تہا کہ کلیسای یونان کے تعصبات پر اور تصویرون اور تبرکات اور بزرگان دین کی پرستش
پر اعتراض کیا جاوے اور اس بات کی کوشش ہو کہ مذہب زیادہ صاف ہوجاوے اور
مذہبی زندگی مین زیادہ پاکیزگی پیدا ہوجاوے چونکہ سترہوین صدی عیسوی تک بلغاریہ مین
فرقہ پالیسیئن کے لوگ موجود تہے[^1] اس لیئے مسلمان فاتحون کو بہت عیسائی ایسے ملے
جو کلیسای یونان کے عقائد اور عمل سے مطمئن نہ تہے۔ اور چونکہ کوئی صورت ایسی نہ تہی جسسے
پروٹسٹنٹ مذہب کے کلیسا جاری ہوسکتے جیسے یورپ کے مغربی ملکون مین جاری ہوے
تہے اس لیئے ان غیر مطمئن طبیعتون کو اسلام بلاشبہہ بہتر مذہب معلوم ہوا۔ سترہوین صدی
کے شروع مین یونان کے کلیسا کو جو پروٹسٹنٹ مذہب مین شامل کرانے کی عبث کوشش
کی گئی اُسکے نتیجے کی طرف سے بہر بہی یہ خیال ہوسکتا ہے کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول
کرلیا ہوگا۔ اس تحریک کا بڑا حامی سرل لوکاریوس تہا جو ۱۶۲۱ء سے ۱۶۳۸ء تک قسطنطنیہ
کا پانچ دفعہ بطریق ہوا۔ سرل لوکاریوس جوانی کی عمر مین وٹن برگ اور جنیوا کی یونیورسٹیون
مین جہان پروٹسٹنٹ علوم کا چرچا تہا دینیات کی تعلیم کے لیئے گیا تہا۔ اور جب وہان
سے واپس آیا تو جنیوا ہالنڈ۔ اور انگلستان کے علمای پروٹسٹنٹ سے اُسنے خط و کتابت
رکہی۔ لیکن نہ تو کلیسای انگلستان کے عقائد کی طرف اسکو توجہ ہوئی اور نہ فرقہ تلوتہ

[^1]: ریکوٹ۔ پہلی جلد صفحہ ۱۷۔ ۱۱۷۔ بیزی۔ ۹۴۔ (ب)

کی طرف اسکو میلان خاطر ہوا بلکہ جان کالون کے مذہب کی طرف[51] اُسکو بہت رغبت
پیدا ہوئی۔ اور اسی مذہب کو اُسنے یونان کے کلیسا مین جاری کرنا چاہا۔ اس کوشش
مین جنیوا کے کالوینی فرقہ نے اسکی بہت مدد کی اور ایک نوجوان کالوینی کو جسکا نام لیجر
تہا اور جو دینیات کا بڑا عالم تہا قسطنطنیہ بہیجا تاکہ کالوینی دینیات کو یونانی زبان مین ترجمہ
ہونے کے وقت وہ مدد دے۔ قسطنطنیہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کے جو انگریزی اور
ڈچ سفیر رہتے تہے[52] انہون نے بہی بڑی فیاضی سے روپیہ دیکر اس کام مین سرل کی مدد
کی۔ لیکن فرقہ یسوعی کے لوگ جنکے معاون رومن کیتہولک سفیر تہے سرل کی مخالفت
کے لیئے تدبیرین سوچنے لگے۔ یہانتک کہ یونانی قسیسون نے سرل کو مار ڈالنے
کی تجویز کی۔ سنہ ۱۶۲۹ عیسوی مین سرل نے مذہب کے اقرارات شائع کیئے تہے جسکا
مقصد ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کلیسائے یونان کے عقائد کو مذہب جاثلیقی (رومن کیتہولک)
کے خلاف دکہا کر پروٹسٹنٹ مذہب سے اُسکی مطابقت ثابت کرے[53]۔ کالون
کے مذہب سے اُسنے مسئلہ تقدیر اور صرف ایمان سے نجات ملنے کا مضمون اقتباس
کیا تہا کلیسا کے معصوم ہونے کو اُسنے تسلیم نہ کیا تہا اور انجیل کی تفسیر مین کلیسا کے
اختیارات سے بہی انکار کیا تہا تصویرونکی پرستش کو بُرا کہا اور مسئلہ تقدیر کے متعلق جو کچہہ سرل
نے تحریر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کالون کی تعلیم بہ نسبت کلیسای یونان کے
تعلیم کے زیادہ رغبت رکہتا تہا۔ جب یہہ اقرارات[54] شائع ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تہا
کہ گویا کل کلیسای یونان کے جنکا سرل افسر ہے ایسے ہی عقائد ہین تو یونانی کلیسا
کے تمام قسیسون کو سرل سے سخت مخالفت پیدا ہوئی۔ اور سرل کی موت کے چند ہفتہ
بعد ان قسیسون کی مجلس قرار پائی جسمین سرل کے عقائد اور رائے کی نسبت فیصلہ کیا
گیا کہ سب ملکر اُسپر لعنت کرین۔ سنہ ۱۶۴۲ عیسوی مین ایک دوسری مجلس قسطنطنیہ مین اسی

۵۱ مجلد صفحہ ۱۶۴ - ۱۰۱ - ۵۲ مجلد صفحہ ۱۴۳ - ۵۳ مجلد صفحہ ۱۴۸ - ۵۴ مجلد صفحہ ۱۸۳ - ۱۸۹ -

مقصد سے جمع ہوئی اور اس مجلس نے سرل کے ایک ایک قول کو رد کرنے کے
بعد اس عبارت مین سرل اور سرل کے معتقدون کو ملعون کیا۔ "ہم سب ایک راے
اور بغیر مشروط الفاظ کے سرل کے تمام اقرارات پر لعنت کرتے ہین کہ وہ بدعتون سے
پُر ہین اور ہمارے کلیسا سے بالکل مختلف ہین۔ اور ہم اعلان کرتے ہین کہ ان اقرارات کا
مؤلف ہمارے مذہب کی کوئی بات اپنے مین نہ رکھتا تھا۔ بلکہ اوسنے عداوت اور دروغ
بیانی سے اپنے کالوینی عقائد کو ہمارے ساتھہ منسوب کیا۔ تمام وہ لوگ جو ان اقرارات کو
پڑھین اور انکو سچا اور بے عیب سمجھین اور تقریر یا تحریر سے اونکی طرفداری کرین تو ہم ایسے لوگون
کو ایمان والون کی جماعت سے خارج کرتے ہین کہ وہ سرل کی بدعت مین شریک اور عیسوی
کلیسا کے مخرب ہین اور ہم حکم دیتے ہین کہ ایسے لوگون کو خواہ اُنکا کیسا ہی درجہ اور منصب ہو
کافر اور مرتد خیال کیا جاوے۔ پس وہ کلیسا سے ہمیشہ کے لیئے خارج کیئے جاتے ہین
اور اُنکا تعلق اس زندگی مین باپ اور بیٹے اور روح القدس سے قطع ہو گیا۔ اُنپر لعنت ہو
اور وہ کلیسا سے خارج رہین اور موت کے بعد غارت ہو جاوین اور ہمیشہ کے عذاب سے
انکو حصہ ملے" (نولا نمتی) ۱۶۷۲ء عیسوی مین ایک تیسری مجلس بیت المقدس مین قرار پائی
تاکہ سرل کی بدعتی اقرارات کے خلاف اپنی راے ظاہر کرے اور کلیسای یونان کی سچائی
کو اُن لوگون کے مقابلہ مین قائم رکھے جو یونان کے کلیسا کی نسبت گمان رکھتے تھے کہ اس
مین کالون کے عقائد موجود ہین۔ پس اس کلیسا کو پروٹسٹنٹ مذہب مین لانے کے
لیئے جو کوششین کی گئین اُن مین مطلق کامیابی نہوئی۔ مذہب کالون کے عقائد
کلیسای یونان کی تعلیم سے بالکل مختلف تھے۔ بلکہ اُس مین بہت سے مسائل فقہ
ایسے تھے جو بہ نسبت یونانی کلیسا کے اسلامی علماء کے عقائد سے زیادہ موافقت رکھتے
تھے۔ اور جنکے خلاف کلیسا نے مسلمانون سے اکثر مناظرہ کیا تھا۔ اور یہی موافقت

---

۵۱ نجار صفحہ ۲۲۶۔

تھی جس سے اس بات کی ضرورت داعی ہوئی کہ اشاعت اسلام کی تاریخ مین اس تحریک کو
جو یونانی عیسائیون مین کالون کے مذہب کو رائج کرنے کے واسطے ہوئی لکھا جاوے
پس وہ عیسائی جو تصویرون کی پرستش کو بہت بُرا کہتے تھے اور قسیسون کے احکام بلکہ
قسیسی سرشتہ کو قطعاً ناجائز سمجھتے تھے اور جو انسان کو فاعل مختار نہ جانتے تھے اور جنکو
کالون کے سخت مذہبی مسائل سے پوری عقیدت تھی اور جن مین عہد جدید کی بہ نسبت
عہد عتیق کی باتون کا زیادہ چرچا تھا تو ایسے عیسائیون کو کلیسای یونان کے مقابلہ
مین جیسا کہ سترہوین صدی مین اس کلیسا کا حال تھا اسلام بہتر مذہب معلوم ہوا ہوگا۔ اور
کچھہ شبہہ نہین کہ اُس زمانہ مین جو عیسائی مسلمان ہوئے اُنکو پہلے ہی سے اپنے بزرگون
کے کلیسا اور مذہب سے علیحدگی ہوکر کالون کے مذہب کی طرف میلان خاطر ہوا۔ [۱]
کوئی ٹھیک اطلاع اسکی متعلق نہین ملتی کہ سرل کے معتقد تعداد مین کسقدر تھے اور یونانی
کلیسا پر کالون کے مذہب کا کسقدر اثر پڑا۔ یونانی قسیس اپنے کلیسا کے نہایت حامی
تھے اور اُنھون نے نہایت فخر و مباہات کے ساتھہ اپنے کلیسا کی سچائی کو قائم رکھا تھا
اور بدعت سے اسکو پاک ثابت کیا تھا۔ لیکن جب اُسپر کالوینی مذہب سے اتفاق رکھنے
کا اتہام لگا تو انھون نے بے دین سرل کو ایسا ظاہر کیا کہ گویا وہ اپنے عقائد مین تنہا تھا
اور کوئی اُسکا ہم خیال نہین [۲]۔ مگر اس مین شبہہ نہین کہ سرل کے پیرو موجود تھے۔ اور جو
اقرارات اُسنے شائع کیے تھے اُنکو ایک مذہبی مجلس نے جس مین صرف سرل کے پیرو
جمع تھے تسلیم کیا تھا [۳]۔ جن لوگون نے اُسکی بدعت سے اتفاق ظاہر کیا تھا اُنکو سنہ ۱۶۴۲ع
مین قسطنطنیہ کی مجلس نے اور سنہ ۱۶۷۲ع مین بیت المقدس کی مجلس نے کلیسا سے خارج کیا [۴]۔ اگر سرل کے پیرو
اور ہوا خواہ موجود نہ ہوتے تو دوبارہ مجلس کے جمع کرنے کی ضرورت کیون ہوتی؟ علاوہ

---

[۱] ترکون مین عیسائی غلامون کی نسبت مشہور تھا کہ جو پروٹسٹنٹ مذہب رکھتے ہین اُنکو بہ نسبت رومن کیتھولک عیسائیون
کے اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت ہے۔ (گملن صفحہ ۲۱) [۲] نیلر صفحہ ۲۱۱-۲۲۷ [۳] نیلر صفحہ ۲۲ و ۱۸ [۴] نیلر صفحہ ۲۴۲ و ۲۲
ج

اسکے سرل کے ماننے والون مین سے چند لوگون کے نام بھی تحریر ہوے ہین۔ ان مین سے ایک شخص سوفرونیوس شہر اثینا کا مطران[۵۱] تھا جو پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا طرفدار تھا۔ دوسرا شخص نیکودیموس میتاراس تھا جو چھاپے کی ایک کل لندن سے لایا تھا اور مذہبی رسالے شائع کر کے مشتہر کرتا تھا۔ اس خدمت کی عوض مین سرل نے اسکو ایک علاقہ کا مطران کردیا تھا[۵۲]۔ کوریدالیوس فلسفی نے جو سرل کا دوست تھا کالوینی مذہب کی تعلیم کے لیئے قسطنطنیہ مین ایک مدرسہ کھولا تھا۔ ایک یونانی جرجانیوس نامی نے سوال و جواب کی ایک کتاب چھاپی تھی جسکا مقصد یہ تھا کہ کالوینکے مذہب کو اپنے ہموطنون[۵۳] مین شائع کرے۔ سرل نے ایک خط جسپر جولائی سنہ ۱۶۳۶ عیسوی کی تاریخ تھی جنیوا کی یونیورسٹی کو لکھا کہ لیجر نے بہت سے لوگون کو کالوینی دین مین عظا اور تلقین[۵۴] کے ذریعہ سے شامل کرلیا ہے ایک اور خط مین جو سرل نے لیجر کے نام بھیجا لکھا تھا کہ جزیرہ کاندیا[۵۵] مین اُس نے اپنا رسوخ کس طرح پیدا کیا۔ سرل کے بعد جو شخص بطریق مقرر ہوا وہ جلاوطن کر کے کارتیج کو روانہ کیا گیا جہان سرل کے معتقدون نے گلا گھونٹ کر اسکو مار ڈالا[۵۶]۔ بارتھینیوس دوم جو سنہ ۱۶۴۴ سے سنہ ۱۶۴۶ء تک قسطنطنیہ کا بطریق ہوا کالون کے مذہب کا دل سے معتقد تھا۔ اگرچہ اُسنے علانیہ کالون کے مذہب کی تعلیم لوگون کو نہین دی لیکن اُسکو اس مذہب کے ساتھ ایسا حسن ظن تھا کہ آخر کار وہ بطریق کے عہدہ سے معزول ہو کر جلاوطن[۵۷] کیا گیا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ کالوینی مذہب کا اثر اُس حد سے زیادہ پھیلا ہوا تھا جس حد تک سرل کے دشمن اسکو تسلیم کرتے تھے۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہی جن عیسائیون نے مذہبی مجلسون کے فیصلون سے انکار کیا جنکے بموجب سرل کلیسا سے خارج ہوا تھا تو اُن مین مسلمانون کی باتین زیادہ موجود تھین اور یونانی قسیسون کا اثر بہت کم تھا۔ یہ سچ ہی کہ کوئی مسلم الثبوت شہادت اس امر کی موجود نہین ہے کہ ٹرکی مین کالون کے مذہبی اثر سے اسلام کی اشاعت

---

[۵۰] تیلر صفحہ ۲۷۱ [۵۱] نیلر صفحہ ۲۰۲ و ۲۱۳ و ۲۲۳ [۵۲] نیلر صفحہ ۲۴۲ [۵۳] نیلر صفحہ ۲۷۱ [۵۴] ہنل پہلی جلد صفحہ ۳۴۔
[۵۵] لی قین۔ توم ا صفحہ ۳۳۵ [۵۶] لی قین توم ا صفحہ ۳۳

مین آسانی پیدا ہوئی[۵۱]- لیکن جب کوئی اور وجہ ترویج اسلام کی موجود نہین تو یہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جن اسباب سے سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین کثرت سے عیسائی مسلمان ہوے اُن مین سے ایک سبب کالون کا مذہب بھی تہا - یہ زمانہ وہ تہا کہ جس مین نو مسلم عیسائیون کی تعداد ہر ایک زمانہ سے بڑہی ہوئی تہی[۵۲] - اور جبکہ قسیسون مین سے اکثر لوگون کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا گیا تہا بلکہ یہہ تحریر ہوا تہا کہ کلیسا کے بڑے بڑے افسر اور عہدہ دار بھی مسلمان ہو گئے ان بڑے لوگون مین سے جزیرہ روڈس کا مطران تہا جسنے اسلام قبول کیا[۵۳]- سنہ ۱۶۷۶ عیسوی مین کورنتہ کے عیسائی باشندونکی نسبت تحریر ہوا کہ اُن مین سے ہر روز چند آدمی مسلمان ہو جاتے ہین اور ایک برس پہلے سنہ ۱۶۷۵ع مین تین قسیسون نے اسلام قبول کیا[۵۴]- سنہ ۱۶۷۹ع مین ایک عیسائی راہب کی موت کا حال لکہا ہے جو مسلمان ہو کر مرا[۵۵]- سلطان محمد چہارم کے فرزند مصطفے کا جب ختنہ ہوا تو تیرہ دن کے زمانہ تہنیت مین دو سو عیسائیون کے قریب اسلام لائے[۵۶]- غرض اس زمانہ کی تاریخ مین عیسائیون کے مسلمان ہونے کے واقعات بکثرت نظر آتے ہین - سنہ ۱۶۶۳ع کے ایک مؤرخ نے ایسے عیسائیون کے دل کا حال جو اپنا مذہب چہوڑ کر مسلمان ہو جاتے تہے ذیل کی عبارت مین لکہا ہے "جب تم ترکون سے اُنکی روزمرہ کی زندگی مین ملوگے اور دیکہوگے کہ وہ خدا کی عبادت کرتے ہین یہانتک کہ زبور گاتے ہین - غریبون کو خیرات دیتے ہین اور مسیح (علیہ السلام) کی نسبت نہایت اعلی درجہ کے خیالات اُن مین موجود ہین اور انجیل کا وہ نہایت ادب کرتے ہین اور ایسی ہی اور نیک باتین اُنسے ہوتی رہتی ہین اور پہر یہ

---

[۵۱] قونگن (سنہ ۱۵۰۳-۱۵۷۲ عیسوی) کے پروٹسٹنٹ عالمون نے جو یونانی کلیسا مین پروٹسٹنٹ مذہب کی اشاعت کیلیے کوششین کین اُن سے یہ نتیجہ ہوا کہ ملک جبرجان مین سنرخیت کے افسر قارقار نے اگزبرگ کے اقرار (یعنی پروٹسٹنٹ مذہب) کو قبول کیا لیکن سنہ ۱۵۸۰ عیسوی مین یہہ شخص مسلمان ہو گیا - (جو سلین صفحہ ۱۴۰)

[۵۲] شیفلر - فقرہ ۵۳ - ۵۶ - فنلے پانچوین جلد صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹ [۵۳] ہامر (۱) چہٹی جلد صفحہ ۹۴ - [۵۴] سپون دوسری جلد صفحہ ۵ - [۵۵] ہامر (۱) چہٹی جلد صفحہ ۳۶۳ [۵۶] بحیرہ شام کا ابتدائی سفر مؤلفہ تہیڈ ورینٹ صفحہ ۱۴۲ طبع لندن سنہ ۱۸۹۳ع

ایک گدہا ہی پاپشاؤن کو تحفہ دیکر قسیس کا عہدہ حاصل کرسکتا ہے جو عیسوی تعلیم کی تمکو زیادہ ہدایت نہ کریگا تو تمکو خیال پیدا ہوگا کہ ترک اچہے لوگ ہین اور غالبًا نجات کے مستحق ہین پہر یہہ سونچوگے کہ اگر تم بہی ترک ہوجاؤ تو تمکو بہی نجات ملیگی۔ پس اس خیال کے آتے ہی مقدس ثالوث اور خدا کا مصلوب فرزند اور مذہب کے اور راز جو سوای نورانی عقلون کے کوئی نہین جانتا تمہارے دل سے محو ہوجاوینگے اور مسیحی دین بغیر معلوم ہوے تمہارے دل سے غارت ہوجائیگا۔ اور تم سمجہوگے کہ عیسائی ہونا اور مسلمان ہونا تو ایک ہی بات ہے[۵۱]"

کلیسای یونان کی دوسری حالت جسکی وجہ سے عیسائیون کی تعداد مین کمی پیدا ہوئی یہہ تہی کہ قسیس خاص گروہ جو اعلیٰ درجہ رکہتے تہے ذلیل اور خوار ہوگئے تہے اسقفون کے عہدے کا نیلام ہوتا تہا اور جو شخص سب سے بڑہکر بولی بولتا تہا اُسکو اسقف کا عہدہ ملجاتا تہا۔ اور یہہ خریدار اپنے علاقہ کے عیسائیون سے روپیہ لیکر اپنے نقصان کی تلافی کرتے تہے۔ غریب عیسائیون پر یہہ اسقف معمولی اور غیر معمولی محصول لگاتے تہے اور انکو اصطباغ۔ اقرار۔ عشا۔ تدفین کے وقت اور نجات نامون کے لیئے روپیہ دیکر یہہ مذہبی فرائض ادا کرنے ہوتے تہے۔ بعض نے ینگچری فوج کے لوگون سے سازش کررکہی تہی۔ اور اسقفون نے اپنے کنبہ والون کے نام ینگچری کی رجمٹون مین لکہوالیئے تہے تاکہ لوگون کو جو کچہہ آزار پہونچائین اُسکے انجام سے محفوظ رہین۔ اور جو کچہہ جرائم اُن سے سرزد ہون اس فوج کی حمایت سے جسکو سلاطین ترک نے بہت زور پکڑنے دیا تہا انکو کچہہ سزا نہ ملسکے[۵۲]۔ اس زمانہ کے ایک عیسائی مورخ نے جو یونانی قسیسون کے ظلم کے واقعات چشم دید لکہے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون کی حالت نہایت دردناک تہی۔ تورنفورٹ نے جب ۱۷۰۰ء مین بطریق کے

---

[۵۱] شیملز۔ فقرہ ۵۵۔ [۵۲] بنطیپوس۔ دوم۔ اعصر۔ صفحہ ۱۳۔ ۱۰۔ خیال۔ صفحہ ۲۹۔

انتخاب کی نسبت لکھا ہے کہ "اسمین شبہہ کرنے کی مطلق ضرورت نہین کہ بطریق
منتخب ہونے کے بعد چین کرتا ہے - کلیسا کے عہدون کی خرید و فروخت کے ظلم اور
سختیون کا دور شروع ہوتا ہے - پہلا فرض یہ ادا کیا جاتا ہے کہ تمام اسقفون اور بڑے
درجہ کے قسیسون کو سلطانی احکام سے اطلاع دی جاتی ہے - پھر بطریق کے غور
و تجسس کے لیئے سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ ہر ایک اسقف کی آمدنی کو تحقیق
کرے - پہلے اسقفون پر ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے اور پھر ایک پروانہ تاکید کا روانہ ہوتا ہے
کہ زر مطلوبہ فوراً روانہ کیا جاوے ورنہ اُن کے علاقون کا نیلام ہوکر سب سے بڑھکر
بولی بولنے والے کو وہ دیدیئے جاوین گے - اسقف جو پہلے ہی اس بیچ بیوپار سے
واقف ہوتے ہین قسیسون سے محصول وصول کرتے ہین قسیس پادریون پر روپیہ
کی سختی کرتے ہین اور پادری عیسائیون سے جو انکے علاقون مین ہوتے ہین روپیہ
اُگاتے ہین - اور جبتک دام نہین لے لیتے مقدس پانی کی ایک بوند تک نہین چھڑکتے؛

"اگر اسکے بعد بھی بطریق کو روپیہ کی ضرورت ہوئی تو روپیہ وصول کرنے کے
اختیارات وہ کسی مسلمان کے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے اور جس کسی ترک نے ان اختیارات
کے مول لینے کے لیے سب سے زیادہ روپیہ دیا وہ یونان پہونچتا ہے اور قسیسون سے
روپیہ وصول کرنا شروع کرتا ہے - اگر قسیسون پر بیس ہزار کراؤن محصول لگا ہے تو یہ
ترک بائیس ہزار وصول کرتا ہے - جنمین دو ہزار کراؤن تو اُسکی محنت کا معاوضہ ہوے
اور باقی اخراجات اسقفون کے ذمہ پڑے - معاہدہ کے مطابق جو قسیس محصول
نہین دیتے اُنکو یہہ ترک دینی کامون اور منصبون سے بے اختیار اور معزول کرسکتا
ہے[1]" قسیسون کی نسبت یہان تک لکھا گیا ہے کہ وہ عیسائیون کے بچون کو لیجاتے
ہین اور غلام بنا کر بیچتے ہین تاکہ جو کچھہ روپیہ اس طرح وصول ہو اُس سے کلیسا کے عہدونکی

[1] تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱۔ مورخ گبون نے بھی ایسی ہی عبارت لکھی ہے پہلی جلد صفحہ ۵۶ -

خرید و فروخت کی جاوے[۵۱]۔

سترہوین صدی عیسوی مین جن سختیون سے روپیہ وصول کیا گیا اُسی کی مثل موجودہ صدی مین یادتیان ہوئین ۔ بوسینا کے کلیسا مین آسٹریا کے تسلط سے پہلے جو تکلیفین عیسائیون کو اُٹھانی پڑین وہ تو نفور کے مذکورہ بالا قول کی بالکل تصدیق کرتے ہین سراجیو کا مطران دس ہزار پونڈ ہر سال اپنے علاقے کے عیسائیون سے لیا کرتا تہا ۔ یہہ قم ترکی گورنر کی تنخواہ سے ٹہیک دوگنی تہی ۔ اور اسکو وصول کرنے کے لیئے بدنصیب عیسائیون پر ہر طرح کا دباوٗ ڈالا جاتا تہا ۔ ترکی حکام کو ہدایت تھی کہ محصول وصول کرنے مین قسیسون کی مدد کرین[۵۲] ۔ اگر عیسائیون نے روپیہ دینے سے انکار کیا یا اس قابل نہ ہوے کہ جسقدر روپیہ قسیسون نے طلب کیا ہے وہ دے سکین تو دیہات کی وہ کیفیت ہوتی تہی جو لڑائی کے وقت محصور شہرون کی ہوتی ہے ۔ جب خود افسران کلیسا کے ظلم اس درجہ کو پہونچے جنکا فرض تہا کہ عیسائیون کی حفاظت کرین تو ان ظلمون کی وجہ سے جب کبہی عمدہ موقع ملا بغاوتین برپا ہوگئین[۵۳]۔

پس یہہ تعجب کی بات نہین ہوسکتی کہ بہت عیسائیون نے ان ظلمون سے بچنے کے لیے اسلام قبول کر لیا ہو[۵۴]۔

---

۵۱ لزلی صفحہ ۱۳۰ ۔ ۵۲ ایوانس پہلی جلد صفحہ ۲۶ ۔ اسیطرح سیکنزی اور اربی نے لکھا ہے کہ "قدیم ملک سائبیریا کے اکثر حصون مین اسقف کے نام کے ساتھہ یہہ خیال شامل ہوتا تہا کہ ترکون کی لوٹ سے جو کچھہ روپیہ بچے اسکا مالک اسقف ہوتا تہا" صفحہ ۲۵۸ ۔ یونانی قسیسون کے حال مین ایک مصنف نے "ریویو دے دکس ماندیس" (توم ۹ صفحہ ۳۲۳) مین ذیل کا قصہ لکھا ہے "اس صدی کے شروع مین تربونا کے مقام کے ایک پادری کے ساتھہ جسکا نام جاجیم تہا اور جسکے ساتھہ اسکے ماتحت عیسائی بہت محبت کرتے تھے اسقف کو عداوت پیدا ہوئی ۔ ایک دن اسقف نے پادری کو حکم دیا کہ ہمارے اصطبل مین بیگار پر کام کرے ۔ پادری نے انکار کیا ۔ انکار کرتے ہی اسقف کے نوکرون نے لاٹھیون سے پادری کی خوب خبر لی لیکن پادری بہی مضبوط تہا کچھہ دیر تک اپنے تئین بچاتا رہا ۔ پہر وہ اپنا چغہ چھوڑکر قاضی کے پاس پہونچا اور آفتاب غروب نہوا تہا کہ یہہ عیسائی پادری ایکا مسلمان ہوگیا"

۵۳ پطقیوس ۔ دوسرا حصہ صفحہ ۸۷ ۔ ۵۴ پطقیوس ۔ دوسرا حصہ صفحہ ۸۰ ۔ نجلر صفحہ ۲۹ ۔

ادنی درجہ کے قسیس اگرچہ ایسے الزامون سے بری تھے جو اُن کے افسرون پر عائد ہوتے تھے تاہم اُن مین سے اکثر لوگ جاہل اور ناخواندہ تھے[۵۱] - یہہ لکہا گیا ہے کہ سترہوین صدی کے اخیر مین مشکل سے بارہ عیسائی تمام قلمرو عثمانیہ مین ایسے تھے جو قدیم یونانی زبان کے پورے طور پر ماہر ہون قسیسون مین یہ بڑی لیاقت کی بات سمجھی جاتی تھی کہ وہ پڑہنا جانتے ہون حالانکہ نماز کی کتاب مین جو الفاظ ہوتے تھے اُنکے معنی تک اُنکو معلوم نہوتے تھے[۵۲]

عیسائیون کی سوسائٹی مین جیسی قابل نفرت باتین تہین ویسی ہی ترکون کی زندگی اور خصلتون مین وہ خوبیان موجود تہین جو لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتی تہین - قدیم ترکونکی لیاقت اور عمدہ خصائل کو جب کلیسا کے پیشواؤن اور معلمون سے مقابلہ کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ان باتون کا قدرتی طور پر ایسے عیسائیون کے دلون پر اثر ہوا ہوگا جو یونانی کلیسا کے عہدہ دارون کی خودغرضی طمع اور خیانت سے متنفر ہوگئے تھے عیسائی مصنفون نے ہمیشہ ترکون کی تعریف کی ہے کہ اُنکی زندگی مین نہایت خلوص ہے اور بڑے جوش عقیدت سے وہ اپنے مذہب کے فرائض ادا کرتے ہین - اُنکے لباس اور طرز معاشرت مین نہایت متانت اور نفاست پائی جاتی ہے - اور اُنکی زندگی ایسی سیدہی سادی ہے کہ بڑے اور اختیار والے لوگون مین بھی غرور یا نمود کا نشان نہین شہنشاہ لیوپولڈ اول نے جو سفارت سلطان روم کے پاس سنہ ۱۶۶۵ء مین بہیجی تو اس سفارت کے مورخ نے ترکون کے مذہبی جوش اور پابندی وقت سے نماز پڑہنے کی بہت تعریف کی اور لکہا کہ عیسائیون کو شرم دلانے کے لیئے ہمکو اسوقت یہہ کہنا ضروری ہے کہ عیسائیون کے مقابلہ مین ترک اپنے مذہب کے نہایت پابند ہین - اور اُنکی یہ بات عیسائیون سے کہین بڑہکر ہے کہ نماز کے وقت کسی

---

۵۱ فنلے - چوتہی جلد صفحہ ۱۵۲ - ۱۵۴ - ۵۲ تورنفور - پہلی جلد صفحہ ۱۰۴ - مقابلہ کرو نچلر صفحہ ۲۹ - ۳۱ - سیون پہلی جلد صفحہ ۴۴ -

۵۳ تہ کلیس - بدر کیتیے منگلا تیو صفحہ ۱۳ - (ب م) - ۱۵ (ب) ۱۷ (ب) ۲۱ (الف) وینیئر صفحہ ۳۲ - ۳۶ - بدسبک صفحہ ۱۴۷

ترک کا دھیان دوسری چیز کی طرف نہین ہٹتا۔ کوئی مسلمان ایسا نظر نہ آئیگا جو عبادت کے وقت عبادت مین ہمہ تن مصروف نہو اور ادب اور تعظیم کی وہ کل علامتین اُسکی صورت سے ظاہر نہوتی ہون جن علامتون کا اپنے خالق کے لیئے ظاہر کرنا اُسکی مخلوق کا فرض ہے[۵۱]

ترکی سپاہ کو بھی اُس تعریف کا حصہ ملا ہے کہ جسکی وہ مستحق تھی۔ جب چارلس دوم نے سلطان کے پاس سفارت روانہ کی تو سفارت کے سکرٹری نے لکھا کہ جس وقت ترکی فوج ملک مین سے گذری تو ملک کے باشندون کو کوئی شکایت اس قسم کی نہین ہوئی کہ سپاہیون نے اُنکا مال لوٹا ہو یا اُنکی عورتون کو بعزت کیا ہو جس رستہ سے فوج کا گذر ہوا تو فوج کے گذرنے سے دو یا تین دن پہلے سب شرابخانے مقفل کر دیے گئے اور اُن پر مہرین لگا دی گئین اور حکم تہا کہ کوئی آدمی کسی سپاہی کے ہاتھہ شراب نہ بیچے ورنہ سزاے موت کا مستوجب ہوگا۔[۵۲]

ایسے عیسائی مصنفون نے بھی جنکو ترکون کے ساتھہ عشق نہ تہا ترکی ملکون کی تعریف کا فرض ادا کیا ہے۔ ان مین سے ایک مصنف نے جس نے مسلمانون کے مذہب کی نسبت نہایت سخت توہین کے کلمے لکھے ہین ترکون کی نسبت لکھا ہے کہ "قرآن کی کیچڑ (نعوذ باللہ) مین بھی تمکو مسیحی نیکیون کے جواہرات بکھرے ملین گے مسلمانون کی بہت اور اُنکی تاریخ کو اگر عیسائی دقیق نظر سے پڑہین اور اُنپر غور کرین تو اُنکو غیرت آئیگی کہ مسلمان عبادت اور پرہیزگاری اور خیرات دینے کے کیسے پابند ہین جسوقت وہ مسجدون مین ہوتے ہین تو کس محویت سے خدا کی بندگی مین مصروف ہوتے ہین۔ پاکیزگی اور تقدس اُن مین کس درجہ ہوتا ہے۔ اپنے علمای دین کے وہ کیسے مطیع ہوتے ہین۔ سلطان بھی سوائے اسکے کچھہ نہین کر سکتا کہ مفتی سے فتوی لے لے پنج وقتہ نماز کے خواہ کہین اور کسی کام مین ہون مسلمان کیسے پابند ہین کس طرح صبح سے رات تک کے روزے مہینہ بہر تک رکھتے

[۵۱] لزلی صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۲ [۵۲] ریکوٹ پہلی جلد صفحہ ۶۸۹۔ دیکھو جرجیز صفحہ ۵۲۔ ۵۴۔ مناوینو صفحہ ۷۳۔

ہین - اُن مین آپس مین کسقدر محبت اور سلوک ہے - اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتہہ کیسا محبر ہے - اُنکے شفاخانون سے جو غریبون اور مسکینون کے لیئے اُنہون نے بنائے ہین معلوم ہوتا ہے کہ غیرون کے ساتہہ بہی اُنکو کس قدر ہمدردی ہے - اگر اُنکے انصاف اور اُنکی پرہیزگاری اور نیکیون کا خیال کرین تو ہمکو اپنے اوپر شرم آتی ہے کہ خدا کی بندگی اور آپس کے سلوک مین ہم کیسے سست قدم ہین - ہمکو اپنی بے انصافیون پر اپنے ظالم ہونے اور پرہیزگار نہ ہونے پر شرم آنی چاہیئے - بیشک انصاف کے دن مسلمانون کا پلہ ہم سے بہاری رہے گا - بیشک اُنکا ایمان اُنکی نیکیان اُنکی رحمدلی وہ چیزین ہین جن سے اسلام کو فروغ ہوا"

زمانۂ حال کے ایک موٴرخ نے بھی یہہ ہی نتیجہ نکالا ہے[۵۱] - وہ لکھتا ہے کہ "بہت سے لائق اور نیک بخت یونانی عیسائیون کو خیال ہے کہ مسلمان اُنسے ہر بات مین فضیلت رکھتے ہین عیسائی اگر بچپن مین خراج کے طور پر وصول ہو کر سلطان کے ہان اسلامی تربیت پانے سے بچ گئے تو زیادہ عمر مین "انہون نے خود اسلام قبول کر لیا اخلاقی حیثیت سے ترکی سوسایٹی کی عمدگی کو بہی عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ایسا ہی سبب قرار دینا چاہیئے جیسے خاص خاص عیسائیون کے حب جاہ کو اُسکی وجہ قرار دیا جا سکتا ہے"

آجکل کے لوگ جو ترکی قوت کے روزانہ زوال اور اُسکی سلطنت سے ملکون کے نکلنے کو دیکھہ رہے ہین اور اُسکا لقب "بیمار آدمی" سننے کے عادی ہو گئے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ سلطنت بہت جلد مٹ جائیگی اُنکے لیئے ایسے خیالات کو سمجھنا جو دولت عثمانیہ نے اپنے زمانۂ عروج مین یورپ کے ملکون مین پیدا کیئے تھے بہت دشوار ہے -

اُس زمانہ مین ترکون کی متواتر اور وسیع فتوحات نے یورپ کے لوگون مین سخت خوف اور استعجاب کی حالت پیدا کر دی تہی - عیسائی عملداریان ترکون کے قبضہ مین آتی جاتی

---

[۵۱] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۹ -

بلغاریہ - سرویہ - بوسینا - ہنگری کی ریاستین عیسوی ریاستین ہونے کی حیثیت سے اپنی
آزادی ترکون کے حوالے کر بیٹھین - وینس کی نہایت مغرور سلطنت نے دیکھا کہ اُسکے
ملکون پر ترکون کا قبضہ ہوتا جاتا ہے اور وہ کچھہ نہین کر سکتے - یہان تک کہ وینس کا نشان
جسپر سینٹ مارک کا شیر بنا ہوا تھا صرف بحر اڈریاٹک کے ساحل پر اُتارا گیا - جب اوٹرانٹو
کو ترکون نے فتح کیا تو روما ة الکبرے کی بھی خیر نظر نہین آتی تھی[۵۱] - پندرھوین صدی عیسوی
کے عیسائی اپنی تصانیف مین لکھتے تھے کہ اگر ترکون کی ترقی کو نہین روکا گیا تو عیسوی یورپ
کی قسمت پھوٹ جائیگی - ترکون کی نسبت لکھا کہ وہ خدا کے ہاتھہ کا کوڑا ہین تا کہ بندون نے
جو گناہ کیے ہین اُنکی سزا دی جاوے - یا یہہ ترک شیطان کی قوت ہے جو مذہب کے جھوٹے
بھیس مین عیسائی دین کو غارت کرنے کے لیئے چھوٹی پھرتی ہے - لیکن جو بات سب سے
زیادہ غور کی ہے وہ یہہ ہے کہ بعض عیسائیون کے دل مین حسب ذیل سوال پیدا ہوے -
"کیا یہہ ممکن ہے کہ خدا مسلمانون کو بغیر کسی معقول وجہ کے اسطرح بے شمار تعداد مین بڑھنے
دیتا - کیا یہہ لاکھون مسلمان ایک آدمی کی طرح (نعوذ باللہ) مبتلای عذاب ہونگے - خدا کی
اسقدر مخلوق سچے دین کی کس طرح مخالف ہو سکتی ہے - کیونکہ حق کو ناحق سے زیادہ ثبات
ہے اور سچائی وہ چیز ہے جس سے لوگ زیادہ الفت رکھتے ہین اور جسکی زیادہ خواہش کرتے ہین -
یہہ کسی طرح ممکن نہین کہ اسقدر آدمی حق بات کی مخالفت پر آمادہ ہون - وہ کس طرح حق بات
کے خلاف فروغ پا سکتے ہین کیونکہ خدا سچائی کا حامی اور مددگار ہے[۵۲] - اگر غلطی کی کمزور اور بوسیدہ
بنیاد پر مسلمانون کا مذہب قائم ہوتا تو اُسکو ایسی حیرت خیز ترقی کب ہو سکتی تھی؟" غرض اس
قسم کے خیالات تھے جو ترکی سلطنت مین عیسائیون کے دل پر برابر اثر ڈالتے تھے - اور

---

۵۱ لارڈ بیکنسفیلڈ نے اپنے کلیات مین ترکون کی فتوحات پر چند شعر انگریزی مین لکھے ہین جنکا نثر مین یہ ترجمہ ہے "اور چمکتا ہوا ہلال یورپ کی آنکھون مین آسیب کی طرح پھرنے لگا - یہانتک کہ روما کی اکثر لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم مرنے نہ پائینگے اور ایک دن یہ جنگی ترک روما کے عالیشان محلون اور کلیساؤن کی بھی صفائی بول دینگے" لارڈ بیکنسفیلڈ کا کلیات پہلی جلد صفحہ ۱۴۲ - ۱۴۱ - ۵۲ ترک کے سپوریکیسے سکلاتیو - ۱۲ (ب) ۱۳ (الف)

خاص کر اُن مصیبت نے وہ عیسائی غلامون پر اِن خیالات کا اثر پڑتا تھا جو برسون سے غلامی کی حالت مین مبتلا مایوسی کے ساتھہ زندگی کاٹتے تھے اور جنکو غلامی سے آزاد ہونے اور اپنی تکلیفون سے چھوٹنے کی امید باقی نہ رہی تھی - پس کیا تعجب ہو کہ کسی عیسائی غلام نے اپنے دل سے یہہ پوچھا ہو کہ " اگر خدا ایسے دین سے خوش ہوتا جسکا تو سہارا لیئے ہے تو وہ کبھی تجھہ کو اس بیکسی کی حالت مین نہ چھوڑتا بلکہ آزادی حاصل کرنے اور اپنے قدیم مذہب مین داخل رہنے کے لیئے تیری مدد کرتا - لیکن اب خدا نے آزادی کا رستہ تجھہ پر بند کر دیا ہے اب شاید خدا کی یہی مرضی ہے کہ تو اپنا دین و آئین چھوڑ دے اور مسلمان ہو کر نجات حاصل کرے[۵۱]

یہہ مذہبی وسوسے ایک عیسائی غلام کے دل مین پیدا ہوے تھے جسکو برسون بیت گئے تھے اور غلامی کی مصیبتون سے چھٹکارا نہ ملتا تھا - پس کوئی شبہہ نہین کہ اس قسم کے خیالات اُن بدنصیب عیسائیون کے دل مین بھی گذرے ہونگے جو قیدخانون مین قید تھے اور ان خیالات سے مجبور ہو کر انھون نے اپنے قدیم مذہب کی بندشون کو توڑ ڈالا ہوگا اور مسلمان ہو گئے ہونگے - اگر یہہ غلط قصہ کہ مسلمان غیر مذہب والون سے کہتے تھے کہ یا تو قرآن کو مانو یا تلوار اوٹھاؤ سچ ہوتا تو بہت عیسائی ایسے تھے جو مسیحی دین کے لیئے لڑکر اور مرکر شہادت کا رتبہ حاصل کرتے مگر اب یہہ عیسائی برسون کی غلامی اور اسیری کی حالت مین اسلامی خیالات سے متاثر ہوتے رہے اور مہربانیون نے اُن عیسائیون کو مسلمان کر دیا جنپر ظلم کچھہ اثر نہ کر سکتا تھا[۵۲] عیسائی غلامونکی حالت اگرچہ بہت رحم کے قابل تھی مگر وہ غلام جو ترکون کے گھرون مین خدمتگارون کی طرح رہتے تھے اُنکی حالت اُن غلامون سے

---

۵۱ ترگلے سیور کیتیئے - سگلا تیوہ صفحہ ۲ - (الف) ۵۲ ترک جسم کو ایذا نہین دیتے بلکہ پرہیزگاری کے بھیس مین ظاہرا طریق پر اُسکی خدمت کرتے ہین - اپنے شیطانی فریب سے وہ روح کو جو جسم کے اندر ہے اُسکا ایمان لیکر اُسکو تلف کر دیتے ہین بیشمار عیسائی اس بات کی تصدیق مین موجود ہین - اُن مین سے بہت عیسائی ایسے تھے جو عیسوی مذہب کی حمایت مین اور روحانی نجات کی خواہش سے مرنیکو طیار ہو جاتے لیکن جسم کی موت سے بچانیکے لیئے اُنکو قید مین ڈالدیا اور کچھہ وقت گذرنیکے بعد اسلام کا زہر اُنمین پھیلنے لگا اور مسلمانونکی ترغیب سے عیسائیون نے نہایت سفلے پن سے مسیح کا دین ترک کیا " ترگلے سیور کیتیئے سگلا تیوہ صفحہ ۱ - مقابلہ کرو ۴ - (الف)

زیادہ خراب نہین تھی جو یورپ کے اور ملکون مین خدمتگاری کرتے تھے - اسلامی شریعت
مین جو قواعد غلامی کے تھے انہون نے غلامی کی شدید سختیان دور کردی تہین - علاوہ
اسکے ترکی مین غلامون کے ساتھہ وہ ظلم اور بے رحمیان نہین ہوتی تہین جو شمالی افریقیہ کی
قزاقی عملداریون مین گذرا کرتی تہین ترکون مین غلامون کو مثل آزاد لوگون کے حقوق حاصل تھے
یہانتک کہ غلام کے ساتھہ اگر آقا نے سختی کی تو غلام اپنے آقا کو قاضی کے سامنے بلا سکتا
تھا - یا اگر غلام نے شکایت کی کہ آقا کا اور اُسکا مزاج ایسا مختلف ہے کہ اُن دونون کا ساتھہ
نبہہ نہین سکتا تو قاضی آقا کو مجبور کرتا تھا کہ غلام کو کسی اور شخص کے ہاتھہ فروخت کردے[۵۱] -
عیسائی غلامون کی حالت مختلف تھی اور اُسکا اچھا یا برا ہونا اس بات پر منحصر تھا کہ یہہ غلام غلامی
کی سختیون کو اپنی حالت کے موافق کس درجہ تک برداشت کرسکتے تھے - بڑی عمر کے عیسائیون
اور قسیسون اور رہبانون اور ایسے عیسائی غلامونکی حالت جو شریف نسل سے تھے سب سے زیادہ خراب تھی جو عیسائی
غلام طبابت یا کوئی اور پیشہ جانتے تھے اُنکے ساتھہ آقاؤن کا برتاؤ اچھا ہوتا تھا کیونکہ اُنپر جسقدر روپیہ صرف ہوتا تھا
اُسکا معاوضہ بخوبی مل جاتا تھا - جو غلام کشتیان چلانے پر مقرر تھے انکو سب سے زیادہ اذیت پہنچتی تھی - اُن کی حالت
فی الحقیقت ایسی تھی کہ اگر حد سے زیادہ سلوک اور مہربانی بھی اُن کے ساتھہ کی جاتی[۵۲]

---

۵۱ مناویزو صفحہ ۹۶ - جان ہیریس - نادیگان تیوم نکوی ایتیزان تیوم ... دوسری جلد صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ لندن ۱۷۴۴ء
۵۲ "ترکونکی تعریف مین یہہ ناظرین ... ہے کہ وہ اپنے غلامون اور نوکرون کے ساتھہ جنکی محنت سے وہ کسی قدر نفع اٹھاتے ہین اچھا سلوک کرتے ہین اور اکثر اوقات انکا برتاؤ عیسائیون کے برتاؤ سے جو وہ اپنے غلامون اور نوکرون کے ساتھہ کرتے ہین بہتر ہے مسلمانون مین اگر کوئی غلام کسی طرح کا پیشہ سیکھہ لیتا ہے تو اُسکو سوائے آزادی کے اور کسی بات کی ضرورت نہین رہتی - سوائے آزادی کے اُسکو تمام ایسی چیزین میسر ہوتی ہین جنکی ایک آزاد آدمی کو ضرورت ہوسکتی ہے" (فون ڈ ان ریشن صفحہ ۱۳۲) ۵۳ مسٹر لیم سٹر لنگ ماکسول نے ڈان جون کا حال لکھا ہے کہ "ان آفت زدہ غلامونکی زندگی جو ترکون کے جنگی جہازون پر تلوارون سے بندھے ہوتے تھے اُن غلامونکی زندگی سے بہتر یا بدتر نہین تھی جو عیسائیون کے جہازون پر صلیبی نشان کے سایہ مین جہاز چلاتے تھے سخت کام برا کھانا گھونسے اور طمانچے انکی قسمت مین ہوتے تھے زمین پر جب اُترتے تھے تو شاید میلان اور بارسلونہ کے قیدخانونکے مقابلہ مین ترکی کے قیدخانے زیادہ غلیظ اور پرشور معلوم ہوتے ہون لیکن اگر مصیبتون کے بھی درجہ قائم ہوسکتے ہین تو سمندر پر عیسائی غلامون کو ترکونکی زنجیرون مین بہ نسبت عیسائیون کی قید کے زیادہ نفع رہتا تھا وجہ یہہ تھی کہ سلطان کے جہازون پر جہاز کے کھینچنے والے غلام بلحاظ کامال ہوتے تھے اور مالک کو انکے زوال کا خیال ایسا ہوتا تھا کہ بعض وقت اُسکے منصبی نفس مین یہہ خیال مخل ہوجاتا تھا" (پہلی جلد صفحہ ۱۰۲-۱۰۳)-

تو بھی جو دشوار کام اُن کے ذمہ تھا اُس کی سختیاں کم نہ ہوتین - علاوہ اس کے جو غلام ترکی سلطنت کا مال تھے اُن کی حالت اُن غلامون سے نہایت خراب تھی جن کو معمولی لوگون نے خرید اتھا[۵۱] - قاعدہ کے بموجب عیسائی غلام اپنے مذہب کی پیروی مین بالکل آزاد تھے - سلطنت ٹرکی کے سرکاری قیدخانون مین گرجا بنے ہوے تھے اور عیسائی قیدیون کے لئے قسیس مقرر تھے اور انکو حکم تھا کہ غلامون کو جو کشتیان چلانے پر مقرر ہین مذہبی دلجوئی اور اطمینان ضرورت کے وقت دین[۵۲] - عیسائی غلام جو مسلمان ہو گئے اُنکی تعداد بہت تھی - بعض واقعات ایسے بیان کیے گئے ہین جنمین مذہب چھوڑنے کے لیئے ان غلامون پر سختی کی گئی[۵۳] - لیکن قاعدہ عموماً یہہ ہی تھا کہ مذہب چھوڑنے پر آقا اپنے غلامون کو بہت کم مجبور کرتا تھا - البتہ غلامی کے شروع زمانہ مین عیسائی غلامون پر زور ڈالا جاتا تھا کہ وہ اسلام قبول کرلین لیکن اسکے بعد اگر انپر کچھہ اثر نہوا تو انکو اپنے مذہب پر قائم رہنے دیتے تھے[۵۴] - اس لئے اکثر غلامون نے اپنی مرضی سے مذہب تبدیل کیا - جس حالت مین قسطنطنیہ مین عیسائی سفیرون کو ہر وقت اندیشہ رہتا تھا

---

[۵۱] گملن صفحہ ۱۶ [۵۲] گملن صفحہ ۳۲ [۵۳] جان ہیرس - ناویگان تیوم انکوی اتینیزان تیوم سلبیوتریکا دوسری جلد صفحہ ۸۱

[۵۴] "ان بدقسمت لوگون کے لیئے اگر وہ جوان ہوے تو غلامی کا ابتدائی زمانہ خاصکر سخت ہوتا ہے کیونکہ ترک انکو یا تو خوشامد سے اور اگر خوشامد سے نہ ہوا تو سختی سے مسلمان کرنا چاہتے ہین لیکن جب اس طوفان سے وہ صحیح سلامت نکل آتے ہین تو غلامی کی حالت جیسی ترکون مین گوارا ہو سکتی ہے کہین نہین ہو سکتی" (فون ڈی ریش صفحہ ۱۳۴) جرجیوز نے لکھا ہے کہ جو غلام عیسائی مذہب پر قائم رہتے تھے وہ کچھہ زمانہ کے بعد آزاد کردیے جاتے تھے - یہہ مصنف لکھتا ہے کہ "اگر یہہ لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے تو ایک زمانہ مقرر کردیا جاتا تھا جسکے بعد وہ آزاد ہو جاتے تھے - لیکن اُن عیسائی غلامون کے لیئے جنھون نے اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا تو انکی غلامی ختم ہونے کے لیے نہ تو کوئی وقت مقرر تھا اور نہ انکو وطن واپس جانے کا حق رہتا تھا - بلکہ آزادی کی جو کچھہ امید انکو ہو سکتی تھی وہ انکے آقاؤن کی خوشی پر منحصر ہوتی تھی" (صفحہ ۸۷) اسی طرح مصنف میناویوس نے ۶۵ صفحہ پر لکھا ہے - کان تکزنی نوس نے عیسائی غلامون کے آزاد ہو جانے کا زمانہ سات برس لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ "ترک اپنے غلامون کا بہت اعتماد کرتے ہین کیونکہ انکے پیغمبر نے اور احکام کے ساتھہ یہہ حکم بھی دیا تھا کہ غلام سات برس سے زیادہ غلامی کی حالت مین نہ رہین کوئی مسلمان ایسا نہین جو اس حکم کا پابند نہو" (صفحہ ۱۲۸)

کہ اُنکے وطن کا کوئی عیسائی جو نوکری کرکے اُنکے ساتھہ آیا ہے کہین مسلمان نہ ہو جاوے تو آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے[۵۱] کہ وہ عیسائی غلام جنکو پھر وطن پہونچنے کی قطعی امید جاتی رہی تھی اور اُن کے لیئے وہ سامان نہ رہے تھے جو مدت کے سیکھے ہوے مذہب کو مضبوط رکھین اور جو اُنکو نئی سوسائٹی مین شامل نہ ہونے دین وہ کس طرح اسلامی اثر سے جو ہر وقت اُنکے لیے موجود تھا متاثر ہو کر مغلوب ہو گیئے اور کوئی روک ٹوک نئے مذہب اور نئی سوسائٹی مین شامل ہونیکی اُن کو محسوس نہ ہوئی - سترہوین صدی عیسوی کے ایک انگریز سیاح نے ان عیسائیون کی نسبت لکھا ہے[۵۲] کہ "بہت کم عیسائی ایسے ہین جو اپنے وطن کو واپس جاتے ہون اور اُن سے بھی کم وہ لوگ ہین جنکو عیسائی مذہب پر جسکی اُنہون نے تعلیم پائی تھی قائم رہنے کی ہمت اور جرأت باقی ہو اُنکی دینی تعلیم ناقص تھی اور مذہب کے اصولون اور دلائل کے متعلق اُنکا علم نہایت قلیل تھا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عیسائی تو اس خیال سے کہ کہین غلامی کی مصیبتین نہ اُٹھانی پڑین ایسے بے صبر اور خوف زدہ ہو گیئے کہ اُنھون نے فوراً ترکون کا مذہب قبول کر لیا اور بعض اس طرح اپنے مذہب سے برگشتہ ہوے کہ اسلامی قانون نے جن لذائذ نفسانی کو جائز رکھا تھا اُنکی طرف اُنکو رغبت ہوئی - علاوہ اسکے سامان ایسے موجود ہی تھے کہ تبدیل مذہب سے وہ اپنی حالت کی اصلاح کر لین - پس جب اُنکو اپنی نجات کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اُنھون نے اپنے نجات بخشنے والے کو اور اپنے مسیحی دین کو ترک کیا اور اپنے وطن اور ملک کو بھول گیئے اور اب وہ غیر ملک والے نہین معلوم ہوتے بلکہ ترکی کے اصلی باشندے سمجھے جاتے ہین" -

---

۵۱ پکے عیسائی جو ترکی یا اور اسلامی سلطنتون مین آباد ہو گیئے تھے اُن کے لیئے کافی وجہ تھی کہ اپنے ہم مذہبون کے اکثر مسلمان ہو جانے پر افسوس کرین - اس زمانہ کے سیاحون کی تحریرین ایسی شکایت سے بھری پڑی ہین - غلامون کی حالت پر رحم آتا تھا اگرچہ اُنسے نفرت بھی ہوتی تھی لیکن آزاد عیسائیون کی حالت سخت افسوس اور رنج کے قابل تھی - عیسائی سفیرون کو کسی دن اس بات کا یقین نہین ہوتا تھا کہ اُنکے ملازم اُنکو چھوڑ کر نہ چلدینگے - اور جبتک شام نہوتی تھی وہ یہ نہین کہتے تھے کہ دن خیریت سے گذرا (گملن صفحہ ۲۲۲) مقابلہ کرو فون ورنشہ صفحہ ۱۶۰ -

۵۲ ماس سیتھہ صفحہ ۱۴۷

عیسائی غلامون کا مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہوجانا خود اُنکی مختلف طبیعت اور حالت پر منحصر تہا۔ جس گمنام عیسائی غلام کی عبارتون کو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اور جو عرصہ دراز تک حالت غلامی مین رہنے کی وجہ سے ان امور کی نسبت صحیح رائے دے سکتا تہا اُسنے عیسائی غلامون کی تین قسمین بیان کی ہین [۱] پہلی قسم کے غلام تو وہ تہے جو اپنے آقاؤن کے مذہب کو سمجھنے کی طرف سے بالکل بے پروا تہے اُن کے لیئے صرف اس بات کا علم کافی تہا کہ ترک کافر ہین اور جہانتک اُنکی اسیری کی حالت اور غلامی کی تکلیفین اجازت دیتی تہین وہ ترکون سے اور ترکون کے مذہب سے پرہیز کرتے تہے اور ڈرتے تہے کہ کہین اُنکے مذہب کی تحقیق اور تفتیش مین پڑکر وہ گمراہ نہ ہوجاوین۔ پس یہ لوگ جہانتک اُنکو علم اور قوت حاصل تہی اپنے مسیحی دین کے پابند رہے۔ دوسری قسم کے عیسائی غلام وہ تہے جنکو ترکون کے افعال کی چہان بین کا شوق تہا۔ اگر خدا کی مدد سے انکو اس قدر وقت ملا کہ ترکون کے بہید اُن پر کہل گیئے اور اُنکو اتنی سمجہہ ہوی کہ ترکون کے مذہب کو بخوبی تحقیق کر کے اُسکا مطلب سمجہہ گئے تو وہ بہی اس مرحلہ کو بغیر نقصان کے طے کر لیتے تہے اور اپنے مسیحی دین مین زیادہ پختہ ہوجاتے تہے۔ تیسری قسم کے غلام وہ ہین جو مسلمانون کے دین کو بغیر احتیاط کے تحقیق کرتے ہین۔ اور اُسکی تہ کو نہین پہونچتے اس لیئے وہ اپنا مذہب چہوڑکر مسلمانون کے جہوٹے (نعوذ باللہ) دین کو اختیار کر لیتے ہین اور اپنے ہی اوپر عذاب نہین لاتے بلکہ دوسرون کے حق مین بہی بری مثال پیدا کرتے ہین۔ ایسے عیسائیون کی تعداد بیشمار ہے [۲]۔

بعض مورخون کا خیال ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد غلام آزاد ہوجاتا تہا [۳] لیکن ایسا نہ تہا اس لیئے کہ آزادی کا دینا آقا کی مرضی پر موقوف تہا۔ البتہ غلامون کے مسلمان آقا اکثر اس بات کا اقرار کرتے تہے کہ اگر اُنکے غلام مسلمان ہوجاوین تو بغیر روپیہ دیئے وہ آزاد

[۱] ترگکے سپوسیہ کیتیبے سگلاتیو۔ ۲۵۔ (الف) [۲] دہوسن تیسری جلد صفحہ ۱۲۳۔ جرجیوز صفحہ ۸۷ منیاویہ صفحہ ۹۵۔

کر دیے جاوینگے[۵۰]۔ لیکن اگر عیسائی غلام اپنے تیئن خیرخواہ نوکر ثابت کرتے تہے تو اُنکے مسلمان آقا اُنکو آزاد کر دیتے تہے گو وہ عیسائی مذہب پر قائم رہتے ہون اور ضعیفی کی عمر مین اُن غلامون کی گذراوقات کے لیے آقا کوئی سامان مہیا کر دیتے تہے[۵۱]۔

عیسائی غلامون کی طرح بہت سے آزاد عیسائی ایسے تہے جو اپنے قدیم سوسائٹی اور حالات سے علیحدہ ہوکر پرانے تعلقات سے اپنے کو آزاد پاتے تہے۔ اور اب ایسی سوسائٹی مین اُنکی زندگی بسر ہوتی تہی جو بالکل نیے مذہبی اور سوشل خیالات سے مملو تہی

پندرہوین صدی عیسوی مین عیسائی پیشہ ورون کے گروہ مفتوحہ ملکون سے اور پہ نوپل اور ٹرکی کے اور شہرون مین کام ڈہونڈہتے ہوئے آئے اور مسلمانون کی ترغیب سے وہ ان شہرون مین آباد ہوکر مسلمان ہوگئے[۵۲]۔ یہہ ہی کیفیت غالبًا اُن عیسائی خاندانون کی ہوئی جنکو سلطان محمد ثانی نے یورپ کے مقبوضہ ملکون سے نکال کر ایشیا کوچک مین آباد کیا تہا[۵۳]۔ یہہ خاندان بہی اسلام لاکر مسلمانون مین اسطرح مل جُل گئے جس طرح آرمینیا کے عیسائیون کا حال ہوا تہا جنکو شاہ عباس اول بادشاہ فارس (سنہ ۱۵۸۷ - ۱۶۲۹ع) نے ایران مین آباد کر دیا تہا۔ ان ارمنی عیسائیون کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ دوسری نسل مین سب مسلمان ہوگئے[۵۴]۔

اب یہ تجویز ہے کہ ممالک البانیا۔ سرویا۔ بوسینا اور کریٹ کے عیسائیون مین جس طرح اسلام کی اشاعت ہوئی اُسکے مفصل حالات لکہے جاوین۔ کیونکہ ان ملکون مین سے ہر ایک ملک کی تاریخ جب سے ترکون نے اُسکو فتح کیا اشاعت اسلام کے متعلق خاص واقعات بیان کرتی ہے جو دلچسپ ہین۔

---

[۵۰] فون ڈی ریش صفحہ ۲۵۔ [۵۱] فون ڈی ریش صفحہ ۱۳۱-۱۳۲۔ [۵۲] ترکلے سپورکیتیی سگلاٹیو صفحہ ۱۱۔ [۵۳] ہیرٹزبرگ صفحہ ۶۲۔
[۵۴] جب بوڑہے مر جاتے ہین تو جوان آدمی اکثر اسلام قبول کر لیتے ہین۔ چنانچہ آج کل (سنہ ۱۶۵۵ عیسوی) ان زرخیز میدانون مین تمکو اُن ارمنی عیسائیون مین سے دو آدمی بہی نہین مل سکتے جنکے باپ دادا ان میدانون مین کہاد ڈالنے کے لیے آباد کیے گئے تہے۔ تاورنیر (۱) صفحہ ۱۶۔

البانی قوم کے لوگ سواے اُنکے جنکی آبادیان یونان مین ہین[۵۱] اُس کوہستانی ملک مین آباد ہین جو مانٹ نیگرو (جبل الاسود) سے خلیج ارتا تک بحر ایڈریاٹک کے مشرقی ساحل پر واقع ہے - یہہ قوم یورپ کی سب سے قدیم اور صحیح النسل قومون مین سے آرین قوم کے پلاسجک شاخ سے ہے - البانیون کے ملک کو اول سلطان بایزید اول نے پندرہوین صدی عیسوی کے شروع مین فتح کیا - جارج کاستریوت کے وقت مین جسکا مشہور اسلامی نام سکندر بیگ ہے البانیا پہر خودمختار ہو گیا - جارج جس زمانہ مین لڑکا تہا تو اُسکے باپ نے جو ایپرس کا خودمختار حاکم تہا جارج اور جارج کے بہائیون کو خراج کے عوض مین قسطنطنیہ بہیجدیا تہا - یہان جارج کا ختنہ کیا گیا اور سلطان کی خاص نگرانی مین مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت پا کر وہ پانچہزار ترکی سوارون کا کمانڈر مقرر ہوا - جب جارج کا باپ مر گیا تو اُسکے بہائی قتل کر دیے گئے اور ملک البانیا سلطان کے تصرف مین آ گیا - سلطان نے خیال کیا تہا کہ سکندر بیگ کو اُسنے اپنا طرفدار اور خیرخواہ بنا لیا ہے لیکن اس نوجوان البانی نے جو انتقام کا پیاسا تہا اسلام ترک کیا اور تئیس برس تک نہایت بُردباری اور کامیابی سے ترکی فوجون کا مقابلہ کیا - سنہ ۱۴۶۷ عیسوی مین سکندر بیگ مر گیا اور ترکون نے پہر البانیا پر قبضہ کرنا شروع کیا - گیارہ برس کے بعد کاستریوت خاندان کا دار الحکومۃ کریو ترکون نے فتح کر لیا اور اس زمانہ کے بعد کوئی مقابلہ جو تمام ملک البانیا نے ملکر ترکون کا کیا ہو تحقیق نہین ہوتا البتہ بغاوتین اکثہ ہوئین اور کامل طور پر یہہ ملک کبہی ترکون کا محکوم نہین ہوا - ساحل کے بعض شہر مدت تک ترکون کا مقابلہ کرتے رہے - سنہ ۱۵۰۱ع مین درازو کا شہر ترکون نے فتح کیا اور انتی واری جو ملک البانیا کے ساحل کا سب سے شمالی بندرگاہ ہے سنہ ۱۵۷۱ع سے پہلے فتح نہ ہو سکا - فتح کے بعد جو شرائط ہوے وہ یہہ تہے کہ شہروالون کو اپنے قدیم مجسٹریٹ اور قدیم قانون رکہنے کا اختیار ہوگا - اور یہہ کہ عیسائی مذہب کی پابندی علانیہ

---

[۵۱] اگر یہہ آبادیون کی فہرست دیکہنی ہو تو فنلے جلد ۶ صفحہ ۹۰ دیکہو -

اور آزادی سے ہوگی۔ گرجاؤن کو کوئی نقصان نہین پہونچیگا اور اگر وہ گرجائین گے تو
دوبارہ تعمیر ہوسکین گے۔ شہر والے اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ مال کے مالک رہینگے
اور جو محصول وہ دیتے ہین اُس سے زائد محصول اُنپر جاری نہ ہونگے۔

ترکون کے دور حکومت مین البانیون کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ نیم خود مختاری
کی حالت مین رہے اور اُن کے بعض فرقہ تو ایسے ہی خود سر رہے جیسے ترکون کی فتح
سے پہلے تھے۔ اگرچہ وہ سلطان کی رعایا تھے لیکن ترکی حکام کو ملک کے اندرونی انتظام
مین دست اندازی نہ کرنے دیتے تھے۔ اور کافی وجہ اس یقین کے لیئے موجود ہے کہ ترکی
گورمنٹ کبھی اس قابل نہوئی کہ البانیا مین کسی ایسے شخص کو جو البانیا کا باشندہ نہ ہوتا اور جسنے
فوجی خدمات یا اپنی حکمت عملی اور تعلقات سے ملک مین نیکنامی پیدا نہ کی ہوتی اس ملک کی
گورنری پر مستقل کرسکتی[۵۱]۔ البانیا کے لوگون کا قومی غرور بہت بڑھا ہوا ہے اور اس زمانہ مین بھی
اگر کسی البانی سے پوچھا جاوے کہ وہ کون ہے تو عیسائی یا مسلمان بتانے سے پہلے
وہ کہتا ہے کہ مین سکپیتار ہون جسکے معنی پہاڑون کے رہنے والے کے ہین۔ یہہ قومی
خیال کے مضبوط ہونے کی قوی دلیل ہے کیونکہ اس سے عیسائی یا مسلمان ہونے کا وہ
مذہبی فرق جو سلطنت عثمانیہ کے باقی ملکون مین ہر جگہہ شدت سے پایا جاتا ہے مٹ جاتا ہے
عیسائی البانی اور مسلمان البانی جسطرح ایک زبان بولتے ہین اسی طرح اُنکی پرانی قومی باتین بھی
ایک ہی ہین اور اُنکے رسوم اور ظاہرا طریقے بھی یکسان ہین۔ ایک ہی قوم سے ہونے کا
خیال اُن مین ایسا مستحکم ہے کہ اُس نے مذہبی اختلافات کی بناپر قوم مین تفرقہ ڈالکر اُسکو علیحدہ علیحدہ
جماعتون مین تقسیم نہین ہونے دیا ہے[۵۲]۔ مسلمان اور عیسائی البانی ساتھہ ساتھہ بیقاعدہ

---

[۵۱] لیک صفحہ ۷۵۔ [۵۲] ایک البانی عیسائی نے بلغاریہ کے عیسائیون اور مسلمانون مین عداوت کے ہونے پر لکھا ہے کہ ہمارے البانیا مین حالت اور ہے البانیا کے مسلمان ایسے ہی البانی ہین جیسے عیسائی ہین ایک ہی زبان بولتے ہین ایک ہی طرح کی رسمین اور طریقے رکھتے ہین اور اُنکے قومی اقعات بھی ایک ہی سے ہین مسلمان البانیون اور عیسائی البانیون مین کبھی نفرت یا عداوت نہین ہی ہے۔ صدیون سے کسی طرح کی دشمنی اُن مین نہین ہے۔ مذہب کے فرق نے اُن مین

(دیکھو صفحہ ۱۹۹)

فوجون مین بھرتی ہوتے ہین جن پر ترکی فتوحات کے بعد سے ملک کے اندرونی انتظام کا انحصار رہا ہے - اور البانی خواہ مسلمان ہون یا عیسائی پاشاؤن کی ملازمت مین فورًا داخل ہو جاتے ہین - کیونکہ سلطنت ترکی مین البانی سب سے زیادہ بہادر سپاہی تصور کیے جاتے ہین[۵۱] - جنگ کریمیہ مین عیسائی البانی سلطان کی طرف سے لڑے اور اگرچہ یہہ لوگ اپنے مسلمان بہائیون کے مقابلے مین امن کے طریقون اور زراعت کے پیشہ کو زیادہ پسند کرتے ہین تاہم ان دونون مین جو کچھہ فرق ہے وہ بہت کم ہے عیسائی البانیون نے بھی اپنی فوجی قابلیتون اور جوانمردی کو ہمیشہ قائم رکھا ہے اور انہون نے بھی ہی شجاعت تمکنت اور خودمختاری کا جوش اور وہی قومی حمیت دکھائی ہے جو انکے مسلمان بہائیون مین موجود ہے[۵۲] -

البانیا مین اشاعت اسلام کے حالات کے لیئے جو واقعات اوپر بیان ہوے اُسکا لحاظ کرنا ضروری تہا - کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ خود اس ملک کے لوگون نے اسلام کو رفتہ رفتہ ترقی دی اور باہر کے لوگون کی طرف سے کوئی مذہبی دباؤ اُنپر نہین پڑا اس کے متعلق مفصل حالات بہت کم تحقیق ہوتے ہین کیونکہ پندرہوین صدی عیسوی سے لیکر علی پاشا کے وقت تک جو تین سو برس کا زمانہ ہوا اُس مین البانیا کی تاریخ بالکل کوری پڑی ہے پس جو کچھہ علم ہمکو اس بات کا ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ مین عیسائیون نے کیونکر اسلام قبول کیا تو وہ ایسی تاریخون سے جو پادریون نے اپنے مختلف علاقون مین لکھین اور اُن رپورٹون سے جو اُنہون نے پوپ کی اطلاع یا سوسائٹی دے پروپیگاندا فیدے[۵۵] کے لیے روانہ

بقیہ صفحہ ۱۹۸ کوئی قومی تفرقہ نہین پیدا کیا مسلمان اور عیسائی بجز چند لوگون کے ایک حالت مین مل جلکر رہتے ہین ایک ہی طرح کے حقوق انکو حاصل ہین اور ایک ہی سے فرائض منصبی وہ ان لوگون نے ادا کیئے ہین" (واسا آفندی البانیہ اور البانیین صفحہ ۹ و مطبوعہ برلن ۱۸۷۹ء) [۵۱] فنلے جلد ۶ صفحہ ۴۲ [۵۲] کابارک صفحہ ۱۷۵، ۱۷۷ - ایڈ میرڈیٹی قوم کے لوگ جو الیسو کے علاقہ کے سخت متعصب رومن کیتھولک عیسائی تھے انکی بابت بھی گوارا نہ تھی کہ جن پہاڑون مین وہ رہتے تھے وہان کوئی مسلمان آباد ہو سکے اس قوم کے کسی عیسائی نے کبھی اپنا مذہب ترک نہین کیا اگر انمین سے کوئی شخص اس بات کا قصد بھی کرتا تو مرڈیٹی یقینی اُسکو ہلاک کر دیتے البتہ اگر البانیا سے کوئی شخص اس ارادہ سے بھاگ کر کہین اور چلا گیا تو اسکا مسلمان ہونا ممکن تھا - ہمنسو بروسے لا ادرت البانی صفحہ ۲۲ [۵۳] تاریخ فرالاتی کی آلی ریکم ساکرم مین شائع ہوئی ہین

کہین حاصل ہوتا ہے[۵۱]۔ اس امر کے اعتراف کی چندان ضرورت نہین ہے کہ جسقدر تاریخین یا رپورٹین ہین اُن مین جو کچھہ اطلاعین ملتی ہین اُنپر خاص کر جہان پادری عیسائیون کے مسلمان ہونے کا سبب بیان کرتے ہین سچائی کا پورا اطلاق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اُس زمانہ کے کسی پادری کی نسبت ہرگز یہ یقین نہین ہو سکتا کہ اُسنے کسی عیسائی کے مسلمان ہونے کو سچی نیت اور ایمان سے سمجھا ہوگا اور اگر سمجھا بھی ہو تو پادریون کو اپنے افسرون کے سامنے تحریر کے ذریعے سے اس بات کے ظاہر کرنے کی ہمت نہین پڑی ہوگی۔

سولھوین صدی عیسوی مین اسلام نے کم اشاعت پائی حالانکہ عیسائیون مین اسلام پھیلنا شروع ہو گیا تھا سنہ ۱۶۱۰ عیسوی مین عیسائی رعایا کی تعداد مسلمانون سے دس اور ایک کی نسبت رکھتی تھی[۵۲] اور چونکہ دیہات مین اکثر عیسائی آباد تھے اور مسلمان کہین کہین تھے[۵۳] اس لیئے شہرون کے رہنے والے عیسائی زیادہ تر مسلمان ہوئے[۵۴]۔ مثلاً انتی واری کے شہر مین جب بہت سے عیسائیون نے وطن چھوڑ کر قریب کے عیسوی ملکون مین رہنا اختیار کیا تو جو عیسائی شہر مین رہ گئے اُن مین علی اوادنی سب نے اسلام قبول کیا یہانتک کہ عیسائیون کی تعداد روز بروز کم ہوتی گئی[۵۵]۔ جون جون عیسائی مسلمان ہوتے گئے گرجا مسجدون سے تبدیل ہوے۔ یہ انتظام اگرچہ شرائط کے خلاف تھا لیکن جب عیسائی ہی باقی نرہے تو گرجاؤن کا مسجد بن جانا انصاف کے خلاف نہ تھا سنہ ۱۶۱۰ء مین جا ثلیقی (رومن کیتھولک) عیسائیون کے پاس صرف دو گرجا رہ گئے تھے اور اُنکی ضرورت کے لیئے یہہ ہی کافی تھے[۵۶]

---

[۵۱] کولیو۔ بیزی سنہ ۱۶۱۰ء مارکو کرسیوٹ سنہ ۱۶۵۱ء فرالونا دنیوٹیو سنہ ۱۶۵۲ء دی انٹیوٹیو سنہ ۱۶۵۲ء رسیئونی سنہ ۱۶۵۲ء۔ [۵۲] بیزی صفحہ ۶۰ (ب) [۵۳] بیزی صفحہ ۵۳ (الف) [۵۴] فارلاٹی۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۰۴۔ ۱۰۷ [۵۵] یہی شکایت کی گئی تھی کہ سلطان کے محل مسلمانون نے اپنا قبضہ کر لیا لیکن آٹھہ برس سے یہ محل خالی پڑا رہتا سنہ ۱۵۹۰ء کیونکہ سلطان امیر وسنیوس نے جلا وطنی اختیار کی تھی اور وجہ یہہ ہوئی تھی کہ اُسنے اسلام پر کم اعتیاط اور زیادہ جوش سے حملہ کیا تھا اور پیغمبر کی شان مین سخت کلامی کی تھی۔ فارلاٹی۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۰۷ [۵۶] بیزی صفحہ ۹۔ یہہ مصنف لکھتا ہے کہ ان گرجاؤن مین ۲۰ ایکڑ مین نے خود دیکھے نت سب و مس کیتھولک عیسائیون کو نماز پڑھاتی تھی۔ مینوٹ نے جو نقشے صفحہ ۲۲ پر لکھے ہین اُن سے مین قیاس کر سکتا ہون کہ اس زمانہ مین عیسائیون کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔

اس واقعہ سے یہہ اندازہ کرنا کہ کس قدر عیسائی مسلمان ہوئے مارکو بیزی کی عبارت سے کسی قدر معلوم ہوسکتا ہے۔ بیزی لکھتا ہے کہ مسلمانون اور عیسائیون کے چہہ سو گہر ہین۔ عیسائیون مین جاثلیقی اور کلیسا یونان کے عیسائی ہین۔ اب مسلمانون کی تعداد عیسائیون سے کسی قدر زیادہ ہے اور جاثلیقی عیسائی یونانی کلیسا کے عیسائیون سے تعداد مین بڑہے ہوئے ہین[۵۱]
عیسائیون اور مسلمانون کے جو سوشل تعلقات دریافت ہوتے ہین اور اُن مین کسی حد فاصل کے نہونے سے کسی قدر نشان اُن طریقون کا ملتا ہے جنہون نے عیسائیون کو اسلامی اثر سے مغلوب کرکے مسلمان کرلیا اور جون جون کلیسا کی مذہبی زندگی خراب ہوتی گئی عیسائی کثرت سے اسلام قبول کرتے گئے۔

عیسائیون مین یہہ ایک عام بات ہو چلی تہی کہ اپنی بیٹیون کو مسلمانون سے بیاہ دیتے تہے اور عیسائی عورتون کو ایسی شادیون سے کوئی عذر نہ ہوتا تہا[۵۲]۔ شادی کے بعد اگر اُنکے ہان لڑکا پیدا ہوا تو وہ مسلمان ہوکر پرورش پاتا تہا اور اگر لڑکی ہوئی تو اوسکو مان کے مذہب پر تربیت پانے کی اجازت ملتی تہی۔ لیکن یہہ اجازت بالکل فضول ثابت ہوتی تہی[۵۳]۔ کیونکہ کلیسا کے افسر ان عورتون کو پہلے ہی کلیسا سے خارج کردیتے تہے اور مسیحی رسوم مین شریک نہین ہونے دیتے تہے[۵۴]۔ اگرچہ معمولی درجہ کے پادری افسران کلیسا کے حکم کو کہ یہہ عورتین کلیسا سے خارج کی جاوین تعمیل نہین کرتے تہے لیکن یہہ عورتین اکثر اپنے خاوندون کا مذہب اختیار کرلیتی تہین۔ مگر اس صورت مین بہی وہ بعض مسیحی رسمون کی پابند رہتی تہین مثلاً اصطباغ اون مین جاری تہا جسکی نسبت سمجہا جاتا تہا کہ کوڑہ کے مرض اور چڑیلون کے جادو اور بہیڑیون کے گزند سے محفوظ رہنے کا مجرب علاج ہے[۵۵]۔ پادری ان توہمات کو اور بہی زندہ رکہتے تہے اور اگر کوئی

[۵۱] بیزی صفحہ ۲۔ (ب) ۲۸ (ب) [۵۲] دی میر صفحہ ۲۴۳۔ البانیا کے بعض دیہات مین تو یہہ رواج اس صدی کے شروع تک جاری رہا (دیکھو "سفرنامہ البانیا و یونان" مصنفہ لیک پہلی جلد صفحہ ۴۹ ۔ (مطبوعہ لندن) لیک لکھتا ہے "کہ بعض گاؤن مین مسلمان یونانی عیسائی عورتون سے شادی کرتے ہین انکے لڑکے تو مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت پاتے ہین اور لڑکیان عیسائی ہوتی ہین اور بہیڑ کا گوشت اور سور کا گوشت ایک ہی میز پر کہایا جاتا ہے" [۵۳] بیزی صفحہ ۳ (ب) فارلاتی تصہ صفحہ ۱۵۔ [۵۴] بیزی صفحہ ۱ (ب) دی میر صفحہ ۲۴۳۔

مسلمان عورت اپنے بچہ کو اصطباغ دلانا چاہتی تھی تو خوشی سے اوسکو اصطباغ دیتے تھے[۵۱] مسلمانون اور عیسائیون کے باہمی تعلقات اس بات سے اور دریافت ہوتے ہین[۵۲] کہ مسیحی بزرگان دین کے جو تہوار عیسائیون مین منائی جاتے تھے ان مین مسلمان بھی شریک ہوتے تھے۔ مثلاً مارکو بیزی نے لکھا ہے کہ سنٹ الیاس کی ضیافت کے دن (جسکو البانی عیسائی خاص طور پر مانتے تھے) گرجا مین مسلمان بھی اتنے ہی موجود تھے جسقدر کہ عیسائی تھے[۵۳]۔ البانی مسلمانون کی نسبت لکھا جاتا ہے کہ وہ ابتک حضرت مریم اور مسیحی اولیا کو مانتے ہین اور اونکے مزارون کی زیارت کو جاتے ہین۔ اور اسیطرح عیسائی بھی منتین پوری کرنے اور امراض کے دفعیہ کے لیئے مسلمان درویشون اور فقرا کے مقابر کی زیارت کرتے ہین[۵۴]۔ کالیدا کے شہر مین جہان عیسائیون کے ساٹھہ اور مسلمانون کے دس گھر ہین پادری کے گذر اوقات کیلیئے مسلمان بھی چندہ دیتے ہین کیونکہ وہان اکثر مسلمانون کی بیویان عیسائی ہین[۵۵]۔ ایسی حالت مین تعجب نہین کہ بعض عیسائی ظاہر مین اسلام کے پابند ہون مگر اپنے ایمان کو انھون نے تسلی دے رکھی ہو کہ دل مین وہ عیسائی مذہب رکھتے ہین[۵۶]۔ مارکو بیزی نے اس خراب حالت کے تین سبب بیان کیئے ہین۔ اول دنیوی نفع کا خیال۔ دوسرے جزیہ سے بریت۔ اور تیسرے ایسے پادریون کا اون مین موجود نہ ہونا جو ملک کی مذہبی ضروریات کو مہیا کرسکین[۵۷]۔ اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ عیسائیون پر محصول کا سخت بار تھا اور گاؤن کے گاؤن ایسے تھے جو ان محصولون سے بچنے کے لیئے عیسائی مذہب سے برگشتہ ہوگئے۔ چونکہ مفصل کیفیت ان محصولون کی نہین بیان کی گئی اس لیئے ہم فیصلہ نہین کرسکتے کہ اس شکایت کے لیئے کافی وجوہ موجود بھی تہین

[۵۱] مارکو بیزی کو اشتی واری کے شہر مین آئے ہوئے چند روز ہوے تھے کہ ایک معزز مسلمان خاتون نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اسکے بچہ کو اصطباغ دے۔ مطران نے لکھا ہے کہ اس خاتون نے شہر کے ایک عیسائی پادری سے سخت شکایت کی کہ مطران نے اسکی خوشی نہین کی حالانکہ اسی مطران کے قسیس ان لوگون کی درخواست پر جو عیسائی نہین ہین بچون کو اصطباغ دیدیتے ہین" صفحہ ۱ (ب)
[۵۲] ایسے عیسائیون اور مسلمانون کے باہمی تعلقات جو ایک ہی گاؤن مین رہتے تھے اگر دریافت کرنے ہون تو ہیکاک کی تصنیف تاریخ البانیا دیکھو صفحہ ۱۵۳-۱۶۲ (۲۰۰۰۲م مطبوعہ پیرس ۱۸۵۸ء) [۵۳] بیزی صفحہ ۳ (الف) [۵۴] گارنٹ صفحہ ۲۶ [۵۵] بیزی صفحہ ۳ (ب) [۵۶] بیزی صفحہ ۳-۴ (ب) ۲۷۔ (الف) [۵۷] بیزی صفحہ ۳ (ب) صفحہ ۱۶ (الف) صفحہ ۳۳ (ب)

یا نہین اور عیسائیون کا یہہ عذر معقول بہی تہا یا نہین یا فقط حیلہ تہا کہ اپنے قدیم ہم مذہب لوگون کے سامنے اپنے مسلمان ہوجانے کا کچہہ نہ کچہہ عذر بیان کرین - یا یہہ بیان افسران کلیسا کا مبالغہ ہے جنکے نزدیک عقلاً اور سچی نیت سے کسی عیسائی کا مسلمان ہونا قطعی ناممکن تہا ایک صدی کے بعد سنہ ۱۶۷۲ء مین جزیہ کی رقم فی شخص چند ریال سالانہ تہی اور (سواے سکیا تارا کیو کے محصول کے جو تین ریال سالانہ کا تہا -) یہہ ہی محصول ایسا تہا جو خصوصیت کے ساتہہ عیسائیون پر جاری تہا - اگر صرف اس خفیف جرمانہ ہی کے ڈر سے عیسائیون نے اپنا مذہب چہوڑ دیا تو مذہب سے انکو بہت ہی کم تعلق اور واسطہ ہوگا - لیکن البانیا مین ابتک کثرت سے عیسائیون کا موجود ہونا ظاہر کرتا ہے کہ تہہ ریال سالانہ کا محصول ایسا ظلم نہ تہا جو بغیر کسی اور سبب کے عیسائیون کو اُنکے دین سے پہیر کر مسلمان ہوجانے دیتا -

" ترکی ظلمون " کی نسبت جو عامیانہ اور غیر واضح شکایتین کی گئی ہین اگر وہ کسی قدر صاف طریقہ پر بیان ہوتین تو ہم دریافت کر سکتے تہے کہ جزیہ کی وجہ سے جو عیسائیون کا بکثرت مسلمان ہونا لکہا گیا ہے وہ کس حد تک درست تہا - لیکن جسقدر حالات تحقیق ہوتے ہین اُن سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ فقط جزیہ کی وجہ سے عیسائی بکثرت مسلمان ہوگئے - ترکی سلطنت مین یہہ طریقہ البتہ نہایت بیہودہ جاری تہا کہ سرکاری عہدے نیلام کئے جاتے تہے اور جو شخص سب سے زیادہ روپیہ دیتا تہا وہ اُنپر مقرر کر دیا جاتا تہا - جب اسطرح عہدے ملتے تہے تو عہدہ دار لوگ رعیت پر بہروسا نہ کرتے تہے اور نتیجہ اکثر یہہ ہوتا تہا کہ ہر طرح کے ظلم اور سختیون سے یہہ لوگ جسقدر روپیہ جمع کرنا ممکن تہا جمع کر لیتے تہے لیکن ان مصیبتون مین عیسائی اور مسلمان دونون یکسان مبتلا تہے -

البتہ یہہ یقینی بات ہے کہ نامنصف حاکمون کو مسلمانون کی بہ نسبت عیسائیون پر ظلم کرنا آسان معلوم ہوتا ہوگا خاص کر ایسے زمانہ مین جبکہ عیسائی اس جرم مین اکثر ماخوذ ہوتے تہے کہ دولت

۵۱ زمیسیوغ - صفحہ ۵ - اٹہارہوین صدی مین وینس کا سکہ ریال ایک ترکی غرش کے برابر ہوتا تہا - (بوسنلو صفحہ ۹۴) ۵۲ ہیزی صفحہ ۱۲ - ۱۳ - زمیسیوغ صفحہ ۵ -

عثمانیہ کے خلاف بغاوت برپا کرنے کے لیئے وہ اہل وینس اور دیگر عیسوی سلطنتون سے تعلقات رکہتے ہین۔

بہرکیف یہہ جو کچہہ حالات ہون مگر اس مین شبہہ نہین کہ مسلمانون کی مذہبی حمیت اور پاکیزہ زندگی نے مسیحی قسیسون کی جہالت اور تنزل کے مقابلہ مین اپنا اثر غالب کیا۔ اگر البانیا کے ملک مین وہان کے ایک شیخ کی مثل چند لوگ اور ہوتے جسکے حسن اخلاق کی تعریف مارکو بیزی نے بہت کی ہے اور لکہا ہے کہ مذہبی مسائل پر مبحث مین اور اُس مین اکثر مباحثے رہتے تو اسلام کو اس ملک مین بہت عروج ہوتا[55]۔ مسیحی قسیسون مین سے اکثر لوگ بالکل ناخواندہ ہوتے تہے۔ اُن مین بہت لوگ ایسے تہے جو اگرچہ پڑہنا جانتے تہے تو اُنکو لکہنا نہ آتا تہا۔ اور اپنے منصبی کامون سے اُنکو اسقدر لاعلمی تہی کہ نجات کا کلمہ تک اُنکو برزبان یاد نہ ہوتا۔ اگرچہ لیٹن زبان مین وہ نماز پڑہتے تہے[56] لیکن بہت کم لوگ ایسے تہے جو نماز کا مطلب سمجہتے ہون سوا اپنی مادری زبان کے اُنکو کسی اور زبان کا علم نہ تہا اور مذہب کے حقائق سے اُنکو قلیل معلومات سنی سنائی باتون کی تہی[57]۔ مارکو بیزی کی راے مین ان تمام خرابیون کی جڑ قسیسون کی قلت اور اُنکو اپنے کامون سے لاعلمی تہی اور یہہ ہی سبب تہا کہ سیکڑون عیسائی بہی بہہ جاتے تہے اور اُنکو مذہب مین پختہ نہ کیا جاتا تہا اور وہ دین سے برگشتہ ہوکر مسلمان ہو جاتے تہے چنانچہ اُسنے لکہا ہے کہ اگر ان خرابیون کا تدارک نہ کیا گیا تو یقینی ہے کہ ملک مین بہت بربادی ہو جائیگی[58] چند قسیسون پر اس بات کا الزام تہا کہ بغیر نکاح کیے وہ عورتون کو اپنے تصرف مین رکہتے ہین اور کثرت سے شراب خوار ہین[59]۔

یہہ بات بہی لکہنی ضرور ہے کہ عیسائی یونان کے اُن قسیسون کی طرح جو ملک البانیا کے

---

[51] بیزی صفحہ ۱۱ [52] بیزی صفحہ [illegible] [53] بیزی [illegible] [54] بیزی صفحہ ۴۲ (ب) اس ملک مین تہذیبی قسیسون کی کمی کے سبب سے اور [illegible] بہت ہے کہ قسیس اپنے منصبی فرائض کے ادا کرنے مین نہایت کم [illegible] مین بہت عیسائی ایسے ہوتے تہے کہ جو بڈہے ہوکر مر جاتے تہے اور عیسوی دین مین مستحکم نہین کیے جاتے تہے اور وہ عیسائی مذہب سے ہر جگہہ منحرف ہو گئے [illegible]

[55] اگر البانیا مین مذہبی امداد [illegible] پہنچیگی تو چند سال کے بعد ان ملکون سے عیسائی مذہب بالکل اُٹہہ جائیگا کیونکہ لائق اسقفون

علاوہ دیگر ممالک عثمانیہ مین رہتے تھے اور جنہون نے باوجود جاہل ہونے کے عیسائی مذہب کا جوش اپنے لوگون مین زندہ رکہا تہا اور یونانی عیسائیون کی قومی زندگی کا سرچشمہ خیال کیے جاتے تہے البانیا کے قسیس اپنے ملک والون کے قومی حوصلون اور خیالات کا مخزن اور مرکز نہین تہے۔ بلکہ اسکے برعکس البانیون مین قومی خیال مذہبی عقائد سے جدا چیز تصور ہوتا تہا ترکون کو یہ لوگ فیوڈل انتظام کے موافق اپنا آقا سمجھکر یہہ جانتے تہے کہ جسقدر اُنکے احکام ہون انکی پابندی ضروری ہے۔

عیسائیون کے مسلمان ہونے کا ایک عجیب واقعہ عیسائی قسیس اور اُسکے ماتحت عیسائیون کی باہمی رنجش کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہہ ہے کہ بہت برس ہوے جبکہ ملک کے کل باشندے عیسائی تھے توسقوطاری کے شہر مین حضرت مریمؑ کا ایک نہایت خوبصورت بُت بنا ہوا تہا اور اُسکی زیارت کے لیئے ملک کے ہر گوشے سے لوگ نذرین چڑہاتے اور دعائین مانگنے آتے تہے اور اُنکی شکایتین رفع ہو جاتی تہین۔ دو کسینی کسی سبب سے عیسائیون اور اُنکی قسیس مین جہگڑا ہوا اور ایک دن بہت سے عیسائی گرجا مین جمع ہوے اور کہا کہ اگر قسیس ہمارا کہا نہ سنیگا تو ہم اسیوقت اور اسی جگہہ عیسائی مذہب چہوڑکر اسلام قبول کرلینگے قسیس خواہ حق پر یا ناحق پر اپنے ارادہ مین مضبوط رہا عیسائیون نے اپنی گردنسے تسبیحین اور صلیبین نوچ کہسوٹ کر زمین پر پہینکدین اور بُت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور قریب ہی جو مسجد تھی اوس مین چلے گئے اور مسجد کے ملا نے اُنکو مسلمان کرلیا"

قسیسون کی غفلت اور مخالفت سے بہت سی بیہودہ اور بیجا رسمین عیسائیون مین پیدا ہو گئی تہین منجملہ اُنکے ایک رسم یہہ تہی کہ بغیر کلیسا کی اجازت اور مذہبی رسوم کے لوگ نکاح کر لیتے تہے جس سے اسلامی شریعت کی طرح عیسائیون مین بہی نکاح ایک طرح کا مالی

بقیہ صفحہ ۲۰۴ - اور قسیسون کی تعداد بہت کم ہے" بلیو بک ترکی (نمبر ۱) ۱۸۹۶ع صفحہ ۱۶ (الف) بلیو بک نمبر ۲ صفحہ ۶ (الف) صفحہ ۶۴ (ب) ۱۸۸۰ع فنلے - پانچوین جلد صفحہ ۱۵۲ (د) اکارا کی صفحہ ۲۹ سنہ ۱۸۹۵ع "اور ان بدبخت لوگون نے اپنے ایمان کو ایسا اندھا کر لیا کہ وہ اسطرح شادی کرنیکو مطلق گناہ نہ سمجھتے تہے - انکا خیال تہا کہ ترک چونکہ ملک کے بادشاہ ہین اس لیئے ممکن نہین اور نہ انکے لیئے کسی طرح جائز ہے کہ وہ ترکونکی کسی بات مین حکم عدولی کرین" بلیو بک صفحہ ۳ (ب) سنہ ۱۸۹۳ع گارنٹ صفحہ ۲۶۸

معاہدہ ہوگیا تھا۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لیے اگر بیوی اور خاوند نے مسیحی شریعت کے
بموجب دوبارہ نکاح نہین پڑہایا تو یہہ دونون کلیسا سے خارج کردیے جاتے تھے[1]۔

ستر ہوین صدی عیسوی مین عیسائیون کے ان حالات اور واقعات نے جو اوپر بیان ہوے
اپنے نتیجے پیدا کیے اور عیسائیون کی تعداد بہت جلد کم ہونی شروع ہوئی ۔ سنہ ۱۶۲۴ عیسوی
مین صرف دو ہزار جاثلیقی عیسائی انتی واری کے اسقفی علاقہ مین رہ گئے اور شہر مین صرف ایک
گرجا باقی رہ گیا اور یہہ بھی عیسائیون کی عبادت کے لیے برتا نہ جاتا تھا کیونکہ آخر زمانہ
مین جاثلیقی عیسائیون کے صرف دو خاندان انتی واری مین رہ گئے تھے[2]۔ سنہ ۱۶۵۱ عیسوی
مین عیسائی عورتون کی تعداد عیسائی مردون سے البانیا کے ملک مین بڑھ گئی کیونکہ مردون
نے کثرت سے اسلام قبول کرلیا[3]۔ اس صدی کے خاتمہ کے قریب عیسائیون کی
حالت اور بدتر ہوئی۔ جاثلیقی عیسائی مسلمانون سے شمار مین کم رہ گئے اور دونون کی
مردم شماری مین تین اور چار کی نسبت ہوگئی[4]۔ حالانکہ سو برس پہلے جاثلیقی عیسائیون
کی تعداد مسلمانون کے مقابلہ مین دس اور ایک کی نسبت رکھتی تھی[5]۔ درازو کے مطرانی علاقہ
مین بیس برس مین عیسائیون کا شمار نصف رہ گیا[6]۔ ایک اور شہر مین تیس برس کے اندر
اندر سب عیسائی مسلمان ہوگئے[7]۔ باوجودیکہ فرمان کلیسا کی طرف سے بہت سخت تاکید
رہتی تھی اور قواعد جاری ہوتے تھے لیکن پادریون نے اس حرکت کو جائز رکہا کہ جو عیسائی
ظاہر مین مسلمان تھے اور دل مین اپنے تئین عیسائی مانتے ہوتے تھے انکو بھی مقدس
سکرامنٹ مین شریک کیا۔ نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ ان عیسائیون کی اولاد کو جنکی تعلیم و تربیت اسلامی
طریقہ پر ہوئی مسیحی کلیسا سے کوئی تعلق نہ رہا[8]۔ اسیطرح عیسائی ماباپ اپنے بیٹیون کا مسلمانون
کے ساتھہ نکاح پڑہا دیتے تھے اور پادری ایسے نکاحون کو جائز سمجھتے تھے۔ اعلی درجہ کے

[1] بنی صفحہ ۳۰ صفحہ ۶۳ (الف) [2] فارابانی ۔ توما صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۱ [3] مارکوکریسیو صفحہ ۲۰۲ [4] میور صفحہ ۲۲۰ ۔
[5] بری صفحہ ۱۶ (ب) [6] میور صفحہ ۱۳ [7] میور صفحہ ۱۵ [8] میور صفحہ ۱۱ و ۱۵۹ ۔

قسیسون کی طرف سے سخت ممانعت تھی مگر پادری ان عورتون[52] کا نکاح مسلمانون کے ساتھہ عیسوی طریقہ پر پڑھا دیتے تھے[53]۔ پادریون کی ان حرکتون سے جنکے خلاف اور الزام بھی موجود تھے ظاہر ہوتا ہے کہ انکو عیسائیون کی مذہبی غور پرداخت کا خیال یا شوق مطلق نہ تھا۔ ان پادریون مین اکثر لوگ نہایت بداخلاقی کی زندگی بسر کرتے تھے کبھی اقرار کی مذہبی رسم ادا نہ کرتے تھے۔ اور تیوہارون کے دن خوب شراب پی کر ٹل ہو جاتے تھے کلیسا کے مال بیچا کرتے تھے اور اپنے علاقون سے اکثر غیر حاضر رہتے تھے۔ اگر کوئی الزام عائد ہوتا تھا تو ترکون کی پناہ مین آکر اپنے تئین بچا لیتے[54] تھے۔ فرانسسکن اور اوبزرونٹ مشنری جب ملک مین بھیجے گئے کہ عیسائیونکی مذہبی ضروریات مہیا کرین تو انھون نے سوا اسکے کچھہ نہ کیا کہ آپس مین فساد برپا کیے اور عدالتون مین لڑنے چلے گئے جسکی وجہ سے عیسائیون کو اور زیادہ نقصان پہونچا اور اُنکے بھیجنے سے جو مقصد تھا وہ فوت ہو گیا[55]۔ سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین البانیا کے اسقفی علاقون مین سے جنکی تعداد بارہ تھی پانچ خالی پڑے تھے یعنی اُنپر کوئی اسقف مقرر نہ تھا۔ پلاتی کے علاقہ مین تیس برس کے عرصہ سے کسی اسقف نے دورہ نہین کیا تھا۔ اور چھہ ہزار تین سو اڑتالیس عیسائیون کی آبادی مین صرف دو پادری تھے[56]۔ بعض چھوٹے علاقے جس مین پادری مقرر ہونے چاہییے تھے چالیس برس سے وہان کوئی پادری مقرر نہ ہوا تھا۔ مگر یہہ باتین سلطان کے تشدد کی وجہ سے نہ تھین جسکو "ترکی ظالم" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے کیونکہ فرانسسکن مشنری آخر کار ان علاقون کو روانہ کیے گئے تو انھون نے اپنی رپورٹون مین لکھا کہ وہ تمام ملک مین اپنے مقدس کام کے لیئے دورہ کرتے رہے اور کسی قسم کی مزاحمت اُن سے نہ ہوئی[57]۔ سایلک کے اسقف نے جو وینس مین مدت تک مقیم رہا تھا

الفونزالبینو ۱۴۰-۱۴۳ ۔ ۵۱ زمیوغ صفحہ ۱۰۱ ۔ ۵۳ فارلاٹی ساتوین جلد صفحہ ۱۰۳ ب ۔ ۵۲ بیزی صفحہ ۱۳ ۔ زمیوغ صفحہ ۱۳ ۔ کیرکالاسیونی والبانیا صفحہ ۱۹۶ ۔ ۵۵ کریسیو صفحہ ۲۰۴ ۔ ۵۶ ذبونا وینیوزا صفحہ ۲۰

اور جسکی نسبت کہا جاتا تہا کہ وینس مین اُسنے نہایت آوارہ زندگی بسر کی ہے اخیر مین اپنے
علاقہ کے عیسائیون کو سخت نقصان پہونچایا ایک جاہل پادری کو اپنا نائب مقرر کیا جسکی
بداعمالی سب مین مشہور تہی۔ اس سقف کی ماتحتی مین بارہ ہزار چار سو عیسائی تھے اور جس
مشنری نے اُس کے علاقہ کی رپورٹ لکھی ہے یہہ لکھا ہے کہ "بشپ کی غیر حاضری
سے خود بشپ کے کافر ہوجانے کے علاوہ اس بات کا خوف ہے کہ جو عیسائی اُسکے
تحت مین ہین وہ بے دین نہ ہوجاوین اور کلیسا کا کل مال ضائع ہوجاوے[۵۱]۔ سقوطاری
کے سقف کی نسبت سمجہا جاتا تہا کہ وہ اپنے ماتحت قسیسون اور عیسائیون کے حق مین نہایت
ظالم اور جابر ہے اور صرف ترکون کی مدد سے وہ اپنے عہدہ پر قائم رہنے مین کامیاب
ہوا ہے[۵۲]۔ زمییوغ نے اسقفون کی شکایت مین لکہا ہے کہ یہہ لوگ اپنے ماتحت علاقون
کے عیسائیون سے زبردستی روپیہ لیکر انکو تنگ کرتے ہین[۵۳]۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ افسران
کلیسا کو سلطان کی طرف سے اختیار ملا تہا کہ وہ اپنے علاقہ کے عیسائیون سے روپیہ
وصول کیا کرین۔ چنانچہ انتی واری کے مطران (۱۵۹۹-۱۶۰۷ء) کو اجازت ملی تہی کہ عیسائیون
کے ہر گہر پر دو آسپر کا محصول جاری کرکے اُسے وصول کرے۔ اور پہلے نکاح کی فیس ۱۲
آسپر دوسرے کی ۲۴ اور تیسرے کی ۱۶۰ آسپر عیسائیون سے وصول کرے اور ہر ایک
پادری کے علاقہ سے ایک اشرفی سالانہ حاصل کرے معلوم ہوتا ہے کہ ان قمون کے
وصول کرنے مین ترکی حاکمون سے مدد ملنی بہی ممکن تہی[۵۴]۔ البانیا کے تمام ملک مین ایک مدرسہ
تک موجود نہ تہا[۵۵] اور قسیس نہایت جاہل ہوتے تہے۔ اُن مین سے بعض لوگون کو تعلیم
وتربیت کے لیے اٹلی بہیجا جاتا تہا لیکن مارکو کریسیو نے اس قاعدہ کی سخت مخالفت اس
بنیاد پر کی ہے کہ جو قسیس بہیجے جاتے تہے اُنکی نسبت ہمیشہ خوف رہتا تہا کہ اٹلی مین انکی زندگی

---

[۵۱] مارکو کریسیو صفحہ ۲۰۵ [۵۲] زمییوغ صفحہ ۳ [۵۳] فارلاتی - توم ۷ صفحہ ۱۰۹ [۵۴] مارکو کریسیو
صفحہ ۲۰۵ بیزی صفحہ ۱۹ - (ب) [۵۵] زمییوغ صفحہ ۱۱

ایسے لہو ولعب مین بسر ہو گی کہ پہر وہ اپنے وطن واپس نہ آئین گے غرض جب قسیسون کی لیاقت کا یہہ حال ہوا اور مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین انکو اسقدر بے پروائی تہی تو اس بات کو سُنکر کیا تعجب ہو سکتا ہے کہ تمام عیسائیون کو مذہب کی ابتدائی باتون کا بہی علم نہ تہا اور اُن مین ایسی بیہودہ رسمین اور خرابیان پہیل گئی تہین جو "خداوند کے اس انگورستان پر سخت سے سخت تباہی لائین"[۵۱] اکثر عیسائیون کا یہہ حال تہا کہ عورتون کو بغیر نکاح پڑہائے برسون تک علانیہ اپنے تصرف مین رکہتے تہے لیکن اسپر بہی وہ سکرامنٹ مین شامل کیے جاتے تہے[۵۲] بعض عیسائیون کا کثرت ازدواج پر بہی عمل تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون اور مسلمانون کی عادات اور رسوم مین مطابقت ہو چلی تہی مسلمان عیسائی بچون کے اصطباغ کے وقت سباتیس بنتے تہے اور مسلمانون کے بچون کو اصطباغ دینے کا ٹوٹکا پادریون نے جائز رکہا تہا[۵۳]۔

جب البانیا مین مسیحی کلیسا کی یہہ حالت سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین تہی تو خفیف تحریک بہی اس بات کے لیئے کافی ہو سکتی تہی کہ عیسائیون کو اپنے مذہب سے عام برگشتگی پیدا ہو جاوے۔ اسکے علاوہ سترہوین صدی کے اخیر زمانہ مین رومن کیتہولک عیسائیون کی بغاوت کے جرم مین جو سزائین اسلامی گورنمنٹ سے ملین اُنہون نے اُن تمام باتون کو پورا کر دیا جو عیسائیون کو اسلام کی طرف رجوع کرتی تہین۔ اور کثرت سے عیسائی مسیحی کلیسا سے علیحدہ ہو گئے۔ اس باغیانہ تحریک کو انتی واری کے اُنتالیسوین مطران جارج نے درازو۔ سکودرا۔ اور الیسیو کے اسقفون کی مدد سے پیدا کیا جس سے مراد یہ تہی کہ عیسائیون کو دولت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی ترغیب دے تاکہ عیسائیون کا ملک ترکون کے قبضہ سے نکلکر وینس کی عیسوی ریاست مین شامل ہو جاوے۔ چونکہ جارج کے وقت مین وینس کی ریاست ترکون سے مصالحت رکہتی تہی اس لیئے یہہ منصوبہ ٹیک ٹیک تیار نہ ہو سکا لیکن ۱۶۴۵ء مین ترکون اور وینس کی ریاست مین لڑائی چہڑ گئی۔ اور وینس والون نے

---

۵۱ زمیلوخ صفحہ ۲۳ ۵۲ کرلینو صفحہ ۲۰۲ ۵۳ زمیلوخ صفحہ ۱۱ - فارلاتی ساتوین جلد صفحہ ۱۵۱ -

انتی واری کے شہر پر جو ترکون کی فتح سے پہلے تین صدیون (سنہ ۱۲۶۲-۱۵۷۱ء) تک انکے
تحت مین رہا تہا پہر قبضہ کرنا چاہا مگر کامیابی نہوئی۔ البانیا کے جاثلیقی عیسائیون کو جنہون
نے دشمن کا ساتہہ دیا تہا اور اُسکو خفیہ کمک پہونچائی تہی ترکون نے سخت سزائین دین اور
اُنکو تمام حقوق سے محروم کردیا۔ لیکن یونانی عیسائی جنکو خوف تہا کہین پہر وینس کی حکومت
اُنپر نہو جاوے ترکون کے خیرخواہ رہے اور ترکون نے اُنکو انعام اکرام سے مالامال کردیا
اور اُنکو اپنے ملک کا بچانیوالا کہا۔ بہت سے رومن کیتہولک عیسائی یا تو مسلمان ہوگئے
یا یونانی کلیسا کے پیرو بنے۔ یہہ دوسری بات کہ جاثلیقی عیسائی یونانی کلیسا کے پیرو بنے
ظاہر کرتی ہے کہ عیسائیون پر اس خیال سے ہرگز ظلم نہین ہوا کہ وہ عیسائی تہے اور نہ
اُن کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا۔ جو رومن کیتہولک اس موقع پر مسلمان ہوے
اور انکا مقصد یہہ تہا کہ بغاوت مین ناکامیابی سے جو خفت اور ذلت ہوئی ہے اُسکو رفع کرین
لیکن یہی مقصد بغیر عیسائی مذہب ترک کیئے انکو اس طرح حاصل ہوسکتا تہا کہ یونانی کلیسا مین
شامل ہوجاتے جسکو ترکی گورنمنٹ سرکاری طور پر تسلیم ہی نہ کرتی تہی بلکہ انتیواری کے شہر مین
یہہ کلیسا اس زمانہ مین بہت عام پسند تہا پس جن رومن کیتہولک عیسائیون نے یونانی کلیسا
مین شامل ہونے کی جگہہ اسلام قبول کیا اُنکو عیسوی مذہب سے بہت کم تعلق اور واسطہ
ہوگا۔ یہی راے اُن متعدد عیسائیون کی نسبت قائم ہوسکتی ہے جو اس واقعہ کے بعد کئی
سال کے اندر مسلمان ہوے۔ زمیسیوخ نے اُنکے تبدیل مذہب کی وجہہ بعض صورتون مین
جزیہ سے آزادی حاصل کرنا سمجہا ہے لیکن اس امر کے متعلق جو کچہہ ہم لکہہ چکے ہین اُس سے ظاہر
ہے کہ فقط جزیہ سے بچیا چہڑانا غالبا تبدیل مذہب کا سبب نہ تہا۔

سنہ ۱۶۴۹ عیسوی مین جوزف مرایا بونالدو انتیواری کے مطران کی وجہہ سے دوبارہ
سخت بغاوت ہوئی اور خود مطران اس بغاوت کا بانی ہوا۔ انتیواری۔ سکودرا اور اور
شہرون کے عیسائی رؤسا نے اتفاق کرلیا کہ وینس کی فوجون کے لیئے اپنے شہرون کے

دروازے کہول دینگے - لیکن یہہ بغاوت بہی نہ چل سکی اور اس ہنگامہ کو ترکون نے نہایت سختی سے دبا دیا جسمین عیسائیون کا باہمی نفاق بہی شامل ہوا فوکیا بہت سے البانی جنکا ملک مین رسوخ تہا اور انکی نسبت گمان ہوا کہ پہر سر اُٹہائینگے وطن سے علحدہ کر کے ترکی سلطنت کے وسط مین آباد کر دیے گئے اس واقعہ کے بعد تین ہزار البانی ترکی سرحد کو عبور کر کے ونیس کی عیسائی ریاست مین آباد ہو گئے - جو عیسائی باقی رہے وہ خوف کی وجہہ سے کچہہ نہ کر سکے کیونکہ ترکون نے باغی اضلاع مین سخت قلعے فوراً تعمیر کر دیے - ملک مین ترکی فوجین دورہ کرنے لگین اور باغیون پر سخت جرمانے کیے گئے[1]۔

عیسائی مصنف جو ترکون کی شکایت کرتے ہین کہ "جزیہ اور سختیون سے" ترکون نے البانیون پر ظلم کیے یہانتک کہ وہ اپنا مذہب چہوڑ کر مسلمان ہو گئے[2] ایسے لفظ استعمال کرتے ہین جنکے معنی بہت وسیع ہوتے ہین - وہ شکایتون کی کوئی تفصیل بیان نہین کرتے تاکہ ہم فیصلہ کر سکین کہ یہہ شکایتین اصلی واقعات کے مطابق تہین یا نہین - زمیبوخ نے جہان دو ہزار عیسائیون کا مسلمان ہونا بیان کیا ہے وہان شروع مین یہہ لکہہ دیا ہے کہ بہت سے محصولون اور سختیون کی وجہہ سے جو عیسائیون کو اُٹہانی پڑتی تہین یہہ لوگ مسلمان ہوے لیکن اسی موقع پر اس مصنف نے یہہ بہی لکہا ہے کہ یہہ سب سختیان سوائے جزیہ کے جسکی رقم چہہ ریال سالانہ اور سوائے سکیا تاریکو کے محصول کے جو تین ریال سالانہ کا تہا مسلمانون کو بہی عیسائیون کے ساتہہ یکسان اُٹہانی پڑتی تہین[3] - زمیبوخ نے خاتمہ پر لکہا ہے کہ "عیسائی قوم کو ان محصولون کے ادا کرنے مین ایسی جگہہ زخم پہونچتا تہا جو بہت نازک تہی یعنی اُسکی مالی حالت معرض خطر مین پڑتی تہی جسکی طرف اُسکو فطرتاً یا ضرورت کی وجہہ سے بہت خیال رہتا تہا - پس اس قوم نے ہمکو اس بات پر افسوس اور رنج کرنے کے لیئے کہ دو ہزار

---

[1] فارلاتی - ساتوین جلد - صفحہ ۱۲۶ - ۱۳۲ - زمیبوخ - صفحہ ۴۵ قول [2] بہت عیسائی اس غرض سے جزیہ اور دیگر محصولون اور سختیون سے بچ جاوین رفتہ رفتہ مسیحی دین چہوڑ کر مسلمان ہو گئے" (فارلاتی - توم - صفحہ ۱۳۱) [3] زمیبوخ صفحہ ۵

عیسائیون نے ان محصولون سے بچنے کے لیے سچا مذہب چھوڑ دیا معقول وجہ پیش کی۔[۵۱] زمیبوخ کی رپورٹ مین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے ثابت ہو کہ جو محصول عیسائیون کو دینے پڑتے تھے اُنکی رقم ایسی کڑی تھی کہ عیسائیون کو اپنا مذہب چھوڑنا پڑا اگرچہ ایسی مثالین اکثر بیان ہوئی ہین کہ محصول سے بچنے کے لیئے عیسائیون نے اپنا مذہب ترک کیا لیکن زمیبوخ خود لکھتا ہے کہ ان عیسائیون کا اپنے مذہب سے پھر جانا خاص کر اِس باعث سے تھا کہ قسیس بالکل جاہل ہوتے تھے۔[۵۲] اور وہ ایسے لوگون کو بھی سکرامنٹ مین شریک کرتے تھے جو ظاہر مین مسلمان تھے اور دل مین عیسائی[۵۳]۔ ایک اور موقع پر اسی مصنف نے قسیسون کے حال مین لکھا ہے کہ وہ اپنے منصب کی لیاقت نہین رکھتے اور بد اعتقاد اور خفیہ عیسائیون کو بھی سکرامنٹ دیتے ہین وہ لکھتا ہے کہ ”صرف یہی دو سبب ہین جس سے وہ تمام نقصان پیدا ہوے جو البانیا کے ملک مین مسیحی کلیسا کو پہونچے“[۵۴] اس مین بہت کم شبہہ ہے کہ عیسائیون کا کثرت سے مسلمان ہونا اُن اسلامی اثرون سے ہوا جو مدت دراز تک جاری رہے اور جسکا ذکر ہم اوپر لکھ چکے ہین۔ جزیہ سے پیچھا چھڑانا تو زنجیر کی اخیر کڑی تھی۔

اب ہی یہہ بات کہ خود مسلمانون نے عیسائیون کو مسلمان کرنے مین کیا کوشش صرف کین تو اسکا حال عیسائیون کے بیان سے ٹھیک ٹھیک نہین دریافت ہو سکتا زمیبوخ نے ایک ضلع کی نسبت بیان کیا ہے کہ اُسکے عیسائی باشندون نے ترکون کے اثر صحبت سے ”اِن کافرون کی بُرائیان اختیار کین اور بڑا سبب جس سے عیسائی اپنا مذہب چھوڑتے تھے یہہ تھا کہ وہ ترکی عورتون سے شادیان کر لیتے تھے۔“[۵۵] مسلمانون کا اثر اس ضلع مین اور بکاسیا اور بالیا کے علاقون مین بہت سا ہے اور ان دونون علاقون کے عیسائیون کو جنکی تعداد گھٹ رہا ہے ہر وقت عیسوی مذہب سے علحدہ ہو جائیگا

---

۵۱ زمیبوخ صفحہ ۵ ۵۲ زمیبوخ صفحہ ۹ ۱۹۷ ۵۳ زمیبوخ صفحہ ۱۱ ۵۴ زمیبوخ صفحہ ۱۳ ۵۵ زمیبوخ صفحہ ۱۴۹

اندیشہ رہتا ہے کیونکہ اُن مین کوئی یادری موجود نہین ہے - مذہب مین وہ تنزلزل ہین اور ضرورت ہے کہ ہوشیار اور لائق قسیسون سے اُنکے دین کو مضبوط کیا جاوے[1]

زمیبوخ نے عیسائیون کے شریف خاندانون مین سے ایک خاندان کا حال لکھا ہے جو انتیواری کے قریب رہتا تہا - اس خاندان مین دو بہائی تہے بڑے بہائی کو تو وطن کے معزز مسلمانون نے جو اُسکے رشتہ دار بہی تہے "بہلا پُہسلا کر" عیسائی مذہب سے علیٰحدہ کر دیا تہا لیکن چہوٹے بہائی نے قسیس بننے کے لیئے تعلیم و تربیت حاصل کی - اسکا خاندان اگرچہ مفلس تہا لیکن شرافت کی وجہ سے ہر شخص اُسکی عزت کرتا تہا ترکون کے دل مین اُسکی نہایت وقعت تہی اس لیئے اگر یہہ شخص قسیس کے عہدہ پر مقرر ہوتا تو مسیحی کلیسا کو اُسکی وجہ سے بہت مدد پہونچتی[2]" یہہ فی الحقیقت دوسرا ثبوت ہے کہ مسلمانون نے عیسائیون کے ساتہہ بدسلوکی اسوجہہ سے نہین کی کہ وہ عیسائی تہے بلکہ عیسائیون پر سختیان اُسوقت ہوئین جبکہ ملکی معاملات مین اُنہون نے سرکشی اور بغاوت ظاہر کی - زمیبوخ خود البانیا کا باشندہ تہا اور اسقف کا منصب رکہتا تہا - انتیواری کے اور اسقفون کی طرح وہ وینس کی ریاست مین نہین گیا تہا بلکہ اپنے علاقہ مین بدستور حاضر رہا - ترکی سلطنت نے زمیبوخ کو غیر معمولی اعزاز بخشا تہا[3] اور ترکی حکام ہی اسکے ساتہہ انتہا درجہ کے اخلاق سے پیش نہ آتے تہے بلکہ البانیا کا پاشا اُسی دیوان پر اُسکو بٹہاتا تہا جسپر خود بیٹہا ہوتا تہا - جب زمیبوخ اُسکے پاس آتا تو پاشاہی موصوف دروازے تک اُسکے استقبال کو جاتا اور رخصت کے وقت دروازہ ہی تک پہونچاتا تہا[4] -

زمیبوخ لکہتا ہے کہ اس "وحشی" پاشا نے بجاے ترک کے اپنے تئین فیاض عیسائی کی مثل اُس وقت ظاہر کیا جبکہ عیسائیون کے ساتہہ عمدہ خیالات رکہنے کے ثبوت مین مطران کی درخواست پر چار مختلف شہرون سے محصول کی کل رقم جو سال آئندہ مین واجب الادا ہونی تہی اُسنے خود جمع کرکے مطران کو روانہ کر دی[5] مسیحی قسیسون کے ساتہہ اگر ترکون نے کبہی برا برتاؤ کیا

---

[1] زمیبوخ صفحہ ۱۲۳ - ۱۴۴ [2] زمیبوخ صفحہ ۲۱ - [3] فارلاتی تتمہ صفحہ ۱۴۱ [4] زمیبوخ صفحہ ۱۱ [5] زمیبوخ صفحہ

تو وہ عموماً ان بدگمانی سے ہو کر بغاوت کی غرض سے ترکون کی دشمنون سے عیسائی تعلقات رکھتے تھے قسیس جب ترکی
سلطنت سے اٹلی کو روانہ ہوتے تھے تو انکی طرف سے بغاوت کا خیال ترکون کو فوراً پیدا ہوتا تھا اور اکثر صورتون مین یہ خیال صحیح
ہوتا تھا لیکن سوای ایسے موقعون کے مسلمانون کے برتاؤ سے قسیسون کو شکایت کی کوئی وجہ نہ تھی
زینیوخ نے ایک پادری کا حال لکھا ہے "جسکے ساتھہ معزز ترکون کو نہایت الفت تھی"[٥١]
ہرزگونیا کے اسقفی علاقے مین ایک پادری تھا جسکی نسبت اٹھارہوین صدی کے شروع مین
عیسائیون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون کی صحبت مین رہکر اسکی نیت اسلام قبول کرنے
کی تھی چنانچہ اسی خیال سے اس پادری کے اسقف نے اسکو نظربند کر کے روما کو روانہ کر دیا[٥٢]
اور ایسے ہی واقعات البانیا مین بھی بلاشبہہ پیش آئے۔

سرویا کی عیسائی سلطنت اول ۱۳۷۵ عیسوی مین ترکون کی باجگذار رہی اور ۱۳۸۹ع
مین کسوبوا کی لڑائی کے بعد جسمین سرویا کا بادشاہ اور سلطان دونون میدان جنگ مین کام آئے
سرویا کے ہاتھہ سے ملکی آزادی جاتی رہی۔ بادشاہ سرویا اور سلطان دونون کے جانشینون
مین دوستانہ تعلقات قائم ہوے اور سرویا کے نوجوان بادشاہ اسٹیفن نے سلطان بایزید
کی اطاعت قبول کی۔ اپنی بہن کی سلطان سے شادی کر دی اور اسطرح آپس مین رشتہ قائم
ہوگیا۔ جنگ نیکوپولس (۱۳۹۴ع) مین جسکے بعد کل جزیرہ نمای بلقان پر سوای قسطنطنیہ
اور اسکے گرد نواح کے ترکون کا تسلط ہوگیا سرویا کی فوجون نے جو ترکون کی طرف سے
لڑتی تھین لڑائی کا رنگ پلٹ دیا اور ترکون کو فتح دلوادی۔ جس وقت انگورا کے میدان مین
تیمور نے ۱۴۰۲ عیسوی مین ترکون کی طاقت کو بالکل توڑ دیا اور سلطان بایزید کو قید
کر لیا تو اسٹیفن جو سرویا کی فوجون کو لیے موجود تھا اپنے بہنوئی کے لیئے بڑی جوانمردی سے
لڑا اور بجای اسکے کہ موقع پاکر ترکون کی حکومت سے آزاد ہوجاتا وہ اپنے قول کا پابند رہا
اور سلطان بایزید کے بیٹون کو اس وقت تک برابر مدد دیتا رہا جب تک کہ انہون نے

---

٥١ زینیوخ صفحہ ۱۴۱۔ ٥٢ فارلاتی چھٹی جلد صفحہ ۳۱۷۔

اپنے باپ کا تخت حاصل نہ کر لیا سٹیفن کے بعد جارج برانکووچ کے زمانہ مین سرویا کو کسیقدر
خود مختاری حاصل ہوئی لیکن ۱۴۳۸ء عیسوی مین جب اُسنے علم بغاوت بلند کیا تو ترکون
نے پھر اُسکے ملک پر قبضہ کر لیا اسکے بعد پھر کچھہ زمانہ تک سرویا نے ہنگری کو اپنا بالادست
حاکم تسلیم کیا لیکن وارنا کے مقام پر ۱۴۴۴ء عیسوی مین جان ہنی ڈے کی شکست سے
سرویا پر پھر ترکون کا قبضہ ہوگیا اور ۱۴۵۹ء عیسوی مین وہ ترکی سلطنت کا صوبہ بنا لیا گیا۔

جسوقت سرویا کے عیسائیون کے سامنے یہہ دو باتین پیش ہوئین کہ یا تو حکومت ہنگری
کی وہ اطاعت قبول کرین جو رومن کیتھولک مذہب رکھتی تھی یا ترکون کی حکومت کو تسلیم
کرین جو مسلمان تھے تو سرویا کے عیسائیون نے مسلمانون کی حکومت کو ترجیح دی۔ اس
مضمون پر جو خیالات اُس زمانہ مین سرویا والون کے تھے ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوجاوینگے
جب ترکون اور ہنگری والون مین لڑائی چھڑی ہوئی تھی تو جارج برانکووچ نے جان ہنی ڈے
سے پوچھا کہ "اگر تم جیت جاؤ گے تو کیا کروگے؟ ہنی ڈے نے جواب دیا کہ کیتھولک مذہب کو
قائم کرونگا اسکے بعد برانکووچ سلطان کے پاس گیا اور پوچھا کہ "اگر تم فتحیاب ہوے تو ہمارے
مذہب کے ساتھہ کیونکر پیش آؤ گے"؟ سلطان نے جواب دیا کہ "ہر مسجد کے پاس گرجا ہوگا
اور ہر شخص کو آزادی ہوگی کہ ان دونون مکانونمین سے جس مکان مین چاہے خدا کی بندگی کرے[۵۱]"۔ سرویا کے
بعض قسیسون کی دغابازی سے شہر بلغراد کی محصور فوج کو ترکون کی اطاعت قبول کرنی پڑی[۵۲]
سمندریہ کا شہر جو دریای ڈانیوب پر واقع تھا اسکے عیسائی باشندون نے بھی ترکون کی فتحیابی
کو اپنے حق مین مبارک جانا اور ۱۶۰۰ء عیسوی مین وہ رومن کیتھولک کی سلطنت سے
آزاد ہوگئے[۵۳]

سرویا کے باشندون مین اسلام کی اشاعت جنگ کسووو کے بعد ہی سے شروع ہوگئی

۵۱ امینر پیتے دو پوی دے یوم۔ لوس ایسلاوس ای تور کیا۔ (مطبوعہ میدرد ۱۸۷۶ء) صفحہ ۱۷-۱۸-

۵۲ دے لاجونقیئر صفحہ ۲۱۵۔ ۵۳ دے لاجونقیئر صفحہ ۲۹۰۔

تھی - اُس ملک کے بعض شریف خاندان کے لوگون نے جو باقی بچے تھے باہر کے عیسائی
ملکون مین وطن چھوڑکر آباد ہونا پسند نہ کیا بلکہ خوشی خوشی مسلمان ہو گئے تاکہ فیوڈل انتظام سے
جو حقوق اُنکو ملے ہوے تھے اُن مین خلل نہ پڑے[۵۱] اور وہ بدستور قایم رہین سلاطین روم کو
معلوم ہوا کہ یہہ عیسائی شرفا مسلمان ہوکر اسلام کے نہایت پر جوش حامی ثابت ہوتے ہین[۵۲]
لیکن سرویا کے عام عیسائی رعایا باوجود سختیون اور مصیبتون کے عیسائی مذہب پر قایم رہی
اور صرف سرویا قدیم مین جو اب البانیا کا شمال مشرقی حصہ ہی عیسائیون نے کسی قدر کثرت کی ساتھہ اسلام قبول کیا[۵۳]
لیکن سرویا قدیم مین بہی سترہوین صدی تک اسلام کی اشاعت آہستہ آہستہ ہوئی اس زمانہ مین آسٹریا نے سرویا کو ترغیب دی
کہ بغاوت کرے لیکن جب اس بغاوت سے سرویا کو کچھہ نفع نہوا تو سنہ ۱۶۹۰ء مین اس ملک کا بطریق آرسینوس سوم چالیس ہزار عیسائی
خاندانون کو لیکر ترکی سرحد سے نکلا اور ہنگری مین آباد ہو گیا - سنہ ۱۷۳۹ء مین آرسینوس چہارم
کے زمانہ مین پندرہ ہزار عیسائی خاندانون نے اور وطن ترک کیا اور سرویا کے اُس حصہ کو
جسمین یہہ لوگ آباد تھے قریب قریب خالی کر دیا[۵۴] -
جب ملک خالی ہوا تو جنوب سے البانیا کے لوگ سرویا قدیم مین آکر بس گئے جسوقت
یہ البانی سرویا قدیم مین داخل ہوے تو اکثر کا مذہب رومن کیتھولک تھا لیکن جب وہ آباد ہو گئے
تو رفتہ رفتہ مسلمان ہونے شروع ہوے - آج کل جس قدر کیتھولک مذہب کے عیسائی
البانی اس ملک مین موجود ہین اُنکی تعداد باوجودیکہ اُنکے ہم مذہب پہاڑون سے اُترکر وقتاً فوقتاً
اُن مین شامل ہوتے رہتے ہین بہت کم ہے - جو عیسائی نو وارد ہوتے ہین وہ اپنے بزرگون
کی تقلید کرتے ہین اور کچھہ عرصہ کے بعد مسلمان ہو جاتے ہین[۵۵] -
جب سرویا قدیم مین البانی آباد ہوے تو سرویا کے اصلی باشندون مین جو کچھہ باقی بچے
تھے اسلام کی اشاعت شروع ہوئی - سرویا کے پادری درحقیقت جاہل اور ناخواندہ ہوتے تھے

۵۱ کانظ صفحہ ۳۰۲ - ۵۲ کانظ صفحہ ۳۰۱-۳۰۲ - ۵۳ موسیو مائکزی اور اربی نے سرویا قدیم کا نقشہ ۳۴۴ صفحہ پر دیا ہے اسمین پریزرین کا شہر جو سرویا کا دارالحکومت تھا اور ایپک کا شہر جو سرویا کے بطریق کا شہر تھا اور کوسووو کا مقام جہان لڑائی ہوئی تھی دیا ہوا ہے - ۵۴ کانظ صفحہ ۳۰۳ - ۵۵ مائکزی اور اربی صفحہ ۲۵۰-۲۵۱ -

نماز کی کتاب بھی مشکل سے پڑھ سکتے تھے۔ لکھنا کسی نے نہین سیکھا تھا۔ لوگون کے
سامنے وعظ نہین کہہ سکتے تھے اور مذہبی کتابین پڑھانے کی قابلیت نہ رکھتے تھے۔
گاؤن کے گاؤن ایسے تھے جن مین مشکل سے ایک عیسائی بھی ایسا نہین ملتا تھا جس کو
"خداوند کی دعا" یاد ہوتی یا "خداوند کے احکام" کا شمار اُسکو معلوم ہوتا۔ قسیسون کی لاعلمی
اور جہالت کا بھی یہہ ہی حال تھا[۵۰]۔ سنہ ۱۶۸۹ عیسوی کی بغاوت کے بعد ایک مین جو سرویا
کا شہر تھا دولت عثمانیہ کی طرف سے بطریق مقرر کر دیا گیا تھا۔ لیکن سنہ ۱۷۳۷ء مین جب دوسری
بغاوت ہوئی تو سرویا کے بطریق کو ترکون نے موقوف کر دیا اور سرویا کا کلیسا قسطنطنیہ کے
بطریق کا ماتحت بنا دیا گیا۔ اور سرویا کے گرجاؤن مین یونانی کلیسا کے قسیس مقرر ہوے
جنھون نے غریب عیسائیون کا خون بہانے مین ترکی حکام اور پاشاؤن کا ساتھہ دیا اُنکو
اپنی قومی زبان مین نماز پڑھنے کی ممانعت ہوئی اور جو کتابین قدیم سلاونک زبان مین تھین
اُنکو جمع کر کے قسطنطنیہ روانہ کر دیا گیا[۵۱]۔ جب قسیسون کی یہہ جہالت ہو تو پھر عیسائی مذہب
کے بگڑنے پر کیا تعجب ہو سکتا ہے۔ سنہ ۱۶۹۰ء سے جبکہ سرویا والون نے اپنا ملک چھوڑا
تھا تو شہر پریزرن کے ضلع مین عیسائی مسلمانون کے طریقے سیکھہ چلے تھے۔ ان عیسائیون
نے پریزرن کے یونانی اسقف سے بار بار فریاد کی کہ قسیس اُنکے پاس ہمیشہ نہین تو کبھی کبھی تو بھیجے
جاوین۔ مگر کسی نے نہ سنا اور عیسائیون کے بچون کو اصطباغ تک نہ مل سکا۔ تجہیز و تدفین
کے وقت عیسائیون کے مُردے اور نکاح کے وقت عیسائی کلیسا کی دعا سے محروم رہ گئے
اور گرجا بوسیدہ ہو کر گر پڑے[۵۲]۔ اور یوکجی کے ضلعے مین جو پریزرن سے ملا ہوا ہے سات
نو ہزار مسلمان آباد ہین اور یہہ سب اُسی جگہہ کی قوم سلاو کی اولاد ہین[۵۳]۔ سترھوین صدی کے
شروع مین بزیری نے جاگنیبو کے شہر مین دریافت کیا کہ رومن کیتھولک عیسائیون کے ۱۲۰

---

[۵۰] فارلاتی۔ ساتوین جلد۔ صفحہ ۱۲۷-۱۲۸ [۵۱] ماکنزی اور اربی صفحہ ۲۷۳-۲۷۵۔ کانط صفحہ ۳۹
[۵۲] کانط صفحہ ۳۹-۴۰ [۵۳] کانط صفحہ ۳۸۔

خاندان اور یونانی عیسائیون کے ۲۰۰ خاندان اور مسلمانون کے ۱۸۰ خاندان ہین[1] سو
برس کے بعد اس شہر مین جسقدر خاندان تھے وہ مسلمانون کے خاندانون مین شامل ہونے
لگے کیونکہ ہر ایک خاندان کا سرپرست مسلمان تہا البتہ عورتین اور کچھہ بچے عیسائی مذہب
رکھتے تھے[2] - اٹھارہوین صدی کے وسط مین لیورس کے گاؤن مین سب لوگ رومن
کیتھولک تھے - سنہ ۱۶۶۳ء مین ۹۰ مسلمانون اور ۲۳ عیسائیون کے خاندان وہان ہو گئے
لیکن اب اس گاؤن کے عیسائیون اور گرد و نواح کے عیسائیون نے عیسائی مذہب بالکل
ترک کر دیا ہے[3] - کچھہ عرصہ ہوا کہ کسی کسی گاؤن مین بعض ایسی رسمین جاری تہین جس سے
معلوم ہوتا تہا کہ گاؤن کے لوگ کسی زمانہ مین عیسائی تھے - لیکن اب وہ بہی موقوف ہو گئین
جنگ کسوبو اور عیسوی سلطنت سرویا کے زوال کے بعد سرویا کے ایسے لوگون کو
جنہون نے ترکون کا مطیع بننا قبول نہین کیا اور جنہون نے مستقل ارادہ کر لیا کہ
اپنی آزادی کو ہاتھہ سے نہ دینگے جبل الاسود (مونٹ نیگرو) کے پہاڑون مین پناہ ملی
یہان موقع نہین کہ اس بہادر قوم کے حالات لکھے جاوین کہ کس دلیری اور جوانمردی سے
اُسنے بیشمار دشمنون کے حملون کو رد کیا اور لڑائیون کے زمانہ مین جو صدیون تک جاری
رہین اسقفون کی اطاعت[4] اور ہدایت پر کاربند رہکر اُسنے کیونکر اپنی عیسائی حکومت کو ایسے
زمانہ مین ترکون کے قبضہ سے آزاد رکہا جبکہ اور سب عیسوی ریاستین مجبور ہو کر ترکون کی اطاعت
قبول کرنی چاہتی تہین - ایسی صورت مین جبکہ عیسائی مذہب پر قائم رہنا ہی وہ چیز تہا جسکی
بل پر سرویا کے عیسائی بذات خود حکمران اور آزاد ہونے کی حیثیت رکھہ سکتے تھے تو یہہ خیال
مشکل ہے کہ ایسے وقت مین اسلام نے کسی طرح اُن مین اشاعت پائی ہوگی - لیکن سترہوین صدی
عیسوی مین جبل الاسود کے بہت سے عیسائی جو سرحدی اضلاع مین آباد تھے مسلمان ہو گئے
اور ترکی پاشاؤن کی ملازمت اُنہون نے اختیار کی - سنہ ۱۷۰۲ عیسوی مین دانیال پتروویچ

[1] بیزتی صفحہ ۸۴ (ب) [2] زمیبوخ صفحہ ۱۸۲ [3] کانط صفحہ ۳ [4] مانٹ نیگرو پر سنہ ۱۵۱۶ء مین سنہ ۱۸۵۲ تک اسقف حاکم رہے

سے نے جو اُس زمانہ مین اسقف کا عہدہ رکھتا تہا عیسائیون کے سب فرقون کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ اپنے ملک اور مذہب کی بہتری کے لیئے اب جو کچھہ امید اُنکو باقی ہے وہ یہہ ہے کہ جسقدر مسلمان ہم مین رہتے ہون اُن سبکو نیست و نابود کر دیا جاوے چنانچہ بڑے دن کی شام کو جبل الاسود کے وہ تمام عیسائی جو مسلمان ہو گئے تہے نہایت بے دردی سے قتل کیے گئے[۵۱]۔

اب ہم ملک بوسینا کا ذکر کرتے ہین۔ اس ملک کے باشندون کے جو مذہبی اور سوشل حالات ترکون کی فتوحات سے پہلے تہے وہ خاص توجہ کے قابل ہین۔ باشندگان بوسینا مین سے اکثر لوگ بگومائل فرقہ کے تہے جو عیسوی مذہب کا ایک بدعتی فرقہ تہا۔ رومن کیتہولک عیسائیون نے اس فرقہ پر تیرہوین صدی عیسوی سے ظلم کرنے شروع کیے تہے اور روما کے پوپون نے کئی موقعون پر اس فرقہ پر صلیبی جہاد کا حکم جاری کیا تہا[۵۲]۔ سنہ ۱۳۲۵ عیسوی مین روما کے پوپ یحیی نے بادشاہ بوسینا کو نراسلہ بہیجا "ہمارے عزیز فرزند اور امیر سٹیفن بادشاہ بوسینا کے نام۔ تجہکو کلیسا کا خیر خواہ جانکر ہم حکم دیتے ہین کہ اپنی قلمرو سے بدعتی فرقہ کے لوگون کو غارت کر دے اور فابیون جسکو ہم نے تحقیقات کے لیئے مقرر کیا ہے اُسکی مدد کرے کیونکہ بدعتی لوگ بوسینا کی ریاست مین جمع ہو گئے ہین اور ہمکو یقین ہے کہ یہہ لوگ اپنے گناہون کا بیج وہان بوئین گے اور اور امن سے آباد رہین گے۔ ان لوگون پر شیطان کے مکر و فریب کا گہرا رنگ چڑہا ہوا ہے اور جہوٹ کا زہر اُنکے پاس ہے تاکہ ظاہر مین بہولے بنکر اور عیسائیون کا سا نام رکہکر وہ رومن کیتہولک عیسائیون کے ایمانون کو گمراہ کرین۔ اُنکی تقریر کیکڑے کی طرح ٹیڑہی

---

[۵۱] کلارک صفحہ ۲۶۲-۲۶۳۔ [۵۲] جن پوپون نے لڑائی کا حکم دیا اُن کے نام یہہ ہین۔ ہنوریئوس سوم نے سنہ ۱۲۲۱ مین غریغوری نہم نے سنہ ۱۲۳۳ء مین انوسینٹ چہارم نے سنہ ۱۲۴۶ مین بینی ڈکٹ دوازدہم نے سنہ ۱۳۳۷ عیسوی مین مذہبی لڑائی کا حکم دیا۔ سنہ ۱۲۱۹ء سے انکیوزیشن یعنی مذہبی تحقیقات کا محکمہ جاری ہوا۔

چال چلتی ہے اور عاجزی ظاہر کرنے کے لیئے وہ خاک پر رینگتے ہین۔ لیکن چھپ کر وہ لوگون کو قتل کرتے ہین۔ اور وہ گرگ ہین جنہون نے گوسپند کا بھیس اختیار کیا ہے اور انہون نے درندونکی خصلت کو چھپایا ہے تاکہ مسیح کی غریب اور بھولی بھیڑون کو دھوکا دین۔ پندرہوین صدی عیسوی مین فرقہ بگومائل کی تکلیفین ناقابل برداشت ہوگئین اور اُنہون نے ترکون سے درخواست کی کہ اس بُری حالت سے انکو کسی طرح نجات دین۔ بوسینا کے عیسائی بادشاہ اور اُسکے قسیسون نے ظلم کو اُس انتہائی درجہ پر پہونچادیا جو اس سے پہلے کبھی اس درجہ کو نہ پہونچا تہا۔ چنانچہ چالیس ہزار بگومائل بوسینا سے بہاگ گئے اور پاس کے ملکون مین اُنہون نے پناہ لی۔ جو لوگ بہاگ نہ سکے انکو بوسینا کے حاکمون نے پابزنجیر کرکے روما کو روانہ کیا۔ لیکن یہ سخت طریقے بھی بگومائل کی قوت کو بوسینا کے ملک مین نہ توڑ سکے۔ کیونکہ لکھا گیا ہے کہ ۱۴۶۲ء مین اس ملک مین بدعتی فرقہ اُسی پُرانے زور پر تہا ایک سال کے بعد ۱۴۶۳ عیسوی مین جب سلطان محمد ثانی نے بوسینا پر فوجکشی کی تو بوسینا کے بادشاہ کو جسکا مذہب رومن کیتھولک تہا رعایا نے تنہا چھوڑ دیا۔ قلعہ کی کنجیان اور بوبووانز کا شاہی شہر بگومائل کے گورنر نے ترکون کے حوالے کر دیا اور قلعون اور شہرون مین بھی اسی مثال کی پیروی ہوی۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر سلطان محمدؐ کے قبضہ مین ستر شہر آگئے اور سلطان کے مفتوحہ ملکون مین بوسینا بھی شامل کیا گیا[۵]۔

اس فتح کے بعد سے بگومائل فرقہ کا حال تاریخون مین بہت کم ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فتح کے بعد ہی اس فرقہ کے اکثر لوگون نے اسلام قبول کیا اور جو رہ گئے وہ بعد کو رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے۔ بوسینا کے کیتھولک عیسائی ہنگری اور اسٹریا کے ملکون مین جو قریب تھے چلے گئے۔ بعض مورخون نے فرض کیا ہے کہ اکثر بگومائل عیسائیون نے ترکی فتح کے ابتدائی زمانہ مین اسلام اس نیت سے اختیار کیا تہا کہ موقع پاکر پھر عیسائی ہوجاوینگے

[۵] اسپوتہ صفحہ ۲۲ - ۹۶ - ایوانز صفحہ ۲۰۰ - ۲۰۲ - [۵] اسپوتہ صفحہ ۹۶ - ۹۰ -

اور چونکہ اُنپر ظلم بہت ہوتے تھے اس لیئے اُنہون نے دفعۃ الوقتی کے لیئے اپنے مذہب سے انکار کرنا سیکھہ لیا تہا۔ لیکن جب پہر عیسائی ہونے کا موقع اُن کو کبھی نصیب نہین ہوا تو پہر اس بات کا ارادہ بہی رفتہ رفتہ کم ہوکر اُنکی اولاد کے دل سے قطعی محو ہوگیا۔ لیکن ایسا فرض کرنا محض قیاس ہی قیاس ہے۔ کوئی صحیح شہادت اُسکے ثبوت مین موجود نہین۔ بلکہ بگوما ئل کو مسلمان ہوکر مسلمانون مین شامل ہوجانے کی ترغیب شاید اس وجہ سے ہوی کہ اسلامی عقائد اور اس فرقہ کے عجیب و غریب اعتقادات مین اکثر باتین مشابہت رکہتی تہین۔ حضرت مریم کی پرستش اور اصطباغ کی رسم اور قسیسون کے محکمہ سے فرقہ بگوما ئل کو قطعی انکار تہا[۵۱]۔ صلیب کو مذہبی نشان سمجھنے سے اُنکو نفرت تہی۔ اور مذہبی تصویرون اور بتون کو پوجنے اور تبرکات اور مسیحی اولیا کی تعظیم و تکریم کو وہ بت پرستی خیال کرتے تھے۔ انکے معابد بہت سادے ہوتے تھے۔ رومن کیتہولک کے گرجاؤن کے بخلاف اُنکے گرجاؤن مین تکلف کا کوئی سامان نہ ہوتا تہا مسلمانون کی طرح وہ بہی گرجا کے گہنٹے سے نفرت کرتے تہے اور انہون نے اُسکا نام شیطان کا صور رکہا تہا۔ اُنکا اعتقاد تہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود مصلوب نہین ہوئے بلکہ اُنکی جگہ کوئی اور ہوائی صورت مصلوب ہوی تہی۔ اس مسئلہ مین وہ کسی قدر قرآن کی تعلیم سے موافقت رکہتے تہے[۵۲]۔ شراب کو حرام سمجہنا اور معاشرت کے طریقون مین سختیان اختیار کرنی ظاہر مین نہایت خشک اور سخت مزاج ہونا وہ چیزین تہین جنہون نے اسلام سے اُنکو اور زیادہ تعلق پیدا کرادیا[۵۳]۔ چنانچہ بگوما ئل کی نسبت ایک مورخ نے لکہا ہے کہ "یہ بدعتی لوگ ظاہر مین بہیڑون کی طرح خاموش اور مسکین ہین مکاری سے

---

[۵۱] فرقہ بگوما ئل کے نزدیک مسیحی کلیسا کی رسوم اور کلیسا کی افسرون کو بہت برا کہتی ہین اور یونانی قسیسون کا نام انہون نے اندہا ریاکار رکہا ہے۔ اور انکو دیکہکر اس پٹ غزالی مین جسے کتا گہوڑون کی طرف دیکہکر بہونکتا ہے مسیحی عشا کی نسبت اُنکا خیال ہے کہ وہ خداوند کی حکم کی موافق نہین ہے اور جو روٹی اسمین کہائی جاتی ہے وہ مسیح کا جسم نہین ہے بلکہ معمولی روٹی ہے" (کوسموس جسکو ایونس نے نقل کیا ہے صفحہ ۳۰-۱۳۱) [۵۲] قرآن سورۃ ۴۔ آیت ۱۵۶ [۵۳] اس مضمون کا اُس عبارت سے مقابلہ کرو جو ترکون نے پیارا سے وہ وازد ہم بادشاہ سویڈن کی نسبت تعریف و توصیف مین لکہی تہی۔ عبارت یہ ہے "شراب کی پرہیز اور روزانہ دو وقت کی نماز پڑہا نے کی وجہ سے لوگون کو کہنا پڑتا ہے کہ بادشاہ گویا سچا مسلمان ہے"۔

روزے رکھہ کر صورت زرد بنا لیتے ہین کبھی زیادہ بول لیتے یا آواز سے ہنستے نہین - ڈاڑہی کو بڑہاتے ہین اور باقی صورت کی طرف سے بے پروا ہوتے ہین[۵۱]" یہ لوگ پانچ وقت دن کو اور پانچ وقت رات کو نماز ادا کرتے تھے اور خداوند کی دعا بار بار رکوع کر کے پڑہا کرتے تھے[۵۲]-

پس ان نمازون کی جگہہ مسجد مین جا کر نماز پڑہنے سے اُنکو کوئی تبدیلی نہین معلوم ہوئی ہوگی - غرض مین نے اس جگہہ بگومائل کی اُن مذہبی باتون کو جمع کر دیا ہے جو اسلام کی تعلیم سے بہت مشابہت رکھتی تہین لیکن بعض مسائل جو عیسوی مذہب کے ساتہہ مخصوص تھے اُن مین ایسے بھی موجود تھے جنکو کوئی مسلمان تسلیم نہ کرسکتا تہا لیکن جب اسقدر باتین مشترک ہون تو یہہ بات سمجھنی آسان ہے کہ کس طرح فرقہ بگومائل مین ایسے مسائل کو ترک کرنے کی ترغیب ہوئی ہوگی جنکو اسلام گوارا نہ کرتا تہا - مذہب مانویہ کا یہہ اعتقاد کہ خدا دو ہین اُن مین موجود تہا جو اسلامی عقائد سے کسی صورت مین مطابق نہ ہوسکتا تہا لیکن اسلام کا عموماً یہ قاعدہ رہا ہے کہ اُسنے اس قسم کے خیالات کی طرف صلح کل کا طریقہ برتا بشرطیکہ ان خیالات سے کوئی فرق اصلی مذہب مین نہ آیا اور اسلام کے حقیقی اصول اور عمل کا لوگون نے ہر حال مین اقرار کیا ترکون نے حسب عادت بوسنیا والون سے بھی مسلمان ہونے کے لیئے ہر قسم کے نفع کا وعدہ کیا - جن عیسائیون نے اسلام قبول کیا اُنکو اجازت ہوگئی کہ اپنی زمینون اور مال پر بدستور قابض رہین اور احتمال ہے کہ قدیم عیسائی خاندانون کے لوگون نے جنکو رومن کیتھولک عیسائیون نے مذہبی مخالف کی وجہ سے اُنکی جایدادون سے بے دخل کر دیا تہا اب اُنھون نے اسلام اختیار کر کے اپنے قدیم درجہ اور منصب کو بحال کرنیکا موقع پایا - ترکون کی ملکی فتوحات مین اخیر فتح جزیرہ کریٹ کی تہی جسکو سنہ ۱۶۶۹ عیسوی مین وینس کی سلطنت سے ترکون نے چھین لیا - کاندیا کا شہر تین برس کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا گیا اور پچیس برس سے جو جھگڑے ان دونون مقابل کی قوتون مین اس جزیرہ پر قبضہ

[۵۱] کو ماس منقولہ الونس صفحہ ۱۰۳ - [۵۲] اسیو تہہ ۲۰۳ - لیظرانہ و لیت دوسری جلد صفحہ ۹۷۵ -

کرنے کے لیئے چلے آتے تھے وہ آخر کار ختم ہو گئی۔

یہہ پہلا ہی موقع نہ تھا کہ جزیرہ کریٹ پر مسلمانون کا تسلط ہوا ہو۔ نوین صدی عیسوی مین اسپین کے مسلمانون کا ایک گروہ جو ادہر اودہر لڑتا پہرتا تھا اس جزیرہ پر دفعتاً قابض ہوا اور تقریباً ڈیڑہ صدی (سنہ ۸۲۵ء سے سنہ ۹۶۱ء) تک[۵۱] یہہ جزیرہ مسلمانون کے قبضہ اور تصرف مین رہا۔ اس ڈیڑہ صدی مین جزیرہ کریٹ کی کل رعایا مسلمان ہو گئی تھی لیکن جب پہر بازنتین سلطنت کا وہان دور دورہ ہوا تو ایک ارمنی قسیس کے وعظ سے لوگون کو دوبارہ عیسائی بنایا گیا اور تمام جزیرہ مین سوای عیسائی مذہب کے اور کوئی مذہب نہ رہا۔[۵۲] تیرہوین صدی کے شروع مین بونیفیس مونٹ سیرات کے ڈیوک سے وینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خرید لیا۔ بونیفیس کے قبضہ مین یہہ جزیرہ اسوقت آیا تھا جبکہ بازنتین سلطنت کے حصہ ہو گئے تھے وینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خریدی ہوی چیز سمجھکر اپنی گورنمنٹ اور نوآبادیون کے نفع کے لیئے جس طرح چاہا برباد کیا۔ اور انکی حکومت اسقدر سخت اور ظالمانہ ثابت ہوئی کہ رعایا نے کئی دفعہ بغاوتین کین جنکو نہایت بیرحمی سے فرو کیا گیا۔ ایک موقع پر سفاکیہ اور لاسیتی کے اضلاع رعایا سے بالکل خالی ہو گئے اور سرکاری طور پر حکم ہوا کہ ان اضلاع مین اناج نہ بویا جاوے بلکہ جو ایسا کریگا اُسکو موت کی سزا ملے گی۔ غرض تقریباً ایک صدی تک یہہ اضلاع بغیر زراعت کے بنجر پڑے رہے[۵۳]۔ سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین جزیرہ کریٹ کی اخیر بغاوت کو جس بیرحمی اور سفاکی سے وینس کی گورنمنٹ نے فرو کیا وہ سب سے بڑہکر اور اخیر مصیبت تھی جو کریٹ کے بدنصیب باشندون پر نازل ہوی اُسی صدی کے اخیر زمانہ مین وینس کی ملکی مجلس نے کمشنر مقرر کیئے کہ جزیرہ والون کے حال سے اطلاع دین۔ ان کمشنرون نے جو حالات اپنی رپورٹون مین لکھے اُن سے اصلی کیفیت

[۵۱] امارس پہلی جلد صفحہ ۱۶۳۔ دوسری جلد صفحہ ۲۶ [۵۲] کارنارو۔ پہلی جلد صفحہ ۲۰۵-۲۰۸

[۵۳] پیرو۔ صفحہ ۱۵۱۔

باشندگان کریٹ کی مظلومی اور بیکسی کی معلوم ہوتی ہے - وینس کے امیرون نے جنکو فیوڈل طریقے کے اختیارات حاصل تھے کاشتکارون پر ایسے ظلم کیے کہ وہ بالکل پامال ہو گئے تھے - اور انکی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہو گئی تھی - اور ان مین اتنی جرأت بھی باقی نہ تھی کہ ان مصیبتون کی شکایت کرین - ہر ایک کاشتکار کو اپنے امیر کے لیے برس مین بارہ دن بغیر اجرت کے کام کرنا لازم تھا اور اسپر بھی امیر ان کاشتکارون کو مجبور کر سکتا تھا کہ جسقدر مدت تک چاہے ایک پنی فی یوم کے حساب سے براے نام مزدوری دیکر ان سے اپنا کام لے - انگور کے باغون سے جو کاشتکارون کی ملکیت ہوتے تھے تہائی نفع امیر کا ہوتا تھا کاشتکارون کے بیل اور خچر بیگار مین پکڑ لیئے جاتے تھے اور بیسیون طرح کے دہوکے اور ظلم تھے جن سے ان غریبون کو آزار دیا جاتا تھا[1] - کمشنرون نے جو کیفیت جزیرہ والون کے حالات کی لکھی ہے اُس سے وینس کی مجلس پر کچھہ اثر نہوا کہ ان مصیبت زدہ کاشتکارون کی حالت بہتر کی جاتی اور امیرون کے ظلم بند ہوتے - بلکہ مجلس نے ایک شخص فرابو سارپی نامی کی اس تجویز پر کاربند ہونا پسند کیا جس نے ۱۶۱۵ء مین یونانی نوآبادیون کے بارے مین وینس کی سلطنت کو یہہ لکھا تھا کہ "اگر نوآبادیون کے یونانی امرا اپنی بستیون مین دیہات کے لوگون پر ظلم کرتے ہین تو بہتر طریقہ یہی ہے کہ انکی طرف کچھہ توجہ نہ کی جاوے تاکہ ان مین اور انکی رعایا مین آشتی نہ پیدا ہو سکے[2]"

مذکورہ بالا عبارت جس مصنف نے لکھی ہے اُسنے یہہ بھی تحریر کیا ہے کہ جزیرہ کریٹ کے باشندے اپنے حاکمون کو بدلنا چاہتے ہین - "لیکن ترکون کی اطاعت کو بھی وہ بہت دن تک قبول نہ کرینگے کیونکہ اپنی ہی قوم کے اور لوگونکی مثالین اُنکی نظر کے سامنے موجود تھین - غرض کریٹ کے لوگ بھاگ بھاگ کر ترکون کی سلطنت مین چلے آتے تاکہ وینس کے محصولون سے بچ جاوین - اور اسمین انہون نے اُن بیشمار عیسائیون کی پیروی کی جو سلطنت عثمانیہ مین

[1] پاشلی - پہلی جلد صفحہ ۴۳ - دوسری جلد صفحہ ۲۸۴ و ۲۹۱ - ۲۹۲ [2] پاشلی دوسری جلد صفحہ ۲۹۸ -

وقتاً فوقتاً اپنی ظالم گورنمنٹ سے پناہ لینے کے لیے چلے آئے تھے[1] عیسائیون کے
بڑے بڑے گروہ مصر مین بھی بھاگ آئے جہان اُنہون نے اسلام قبول کر لیا[2]۔ کریٹ
کے لوگون کو جو بات سب سے زیادہ ناگوار اور تلخ معلوم ہوتی تھی وہ رومن کیتھولک قسیسون
کا ظلم تہا کہ وہ ایسے روپیہ کو جو یونانی قسیسون کا حق ہوتا تہا اپنے کام مین لاتے تھے اور
یونانی عیسائیون کو جنکی آبادی دس حصون مین سے نو حصے تھے جس طرح بن پڑتا تہا ذلیل
اور خوار کرتے تھے[3]۔ اسکے برخلاف ترکون نے عیسائی رعایا کے دل اس طرح خوش رکھے
کہ یونانی کلیسا کی بطریقی وہان قائم کی۔ وینس کے ایک مؤرخ نے اسکا حال یہہ لکھا ہے
کہ "کانیا کا ایک پادری ترکی جنرل قاسم کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ اگر تم رعایا کی
رضامندی حاصل کرنی اور وینس کے نام کو داغ لگانا چاہتے ہو تو تمکو اس بات کا یاد رکہنا
ضرور ہے کہ مضبوط سے مضبوط گرہ جو کسی شائستہ سوسائٹی کو باندھ رکھتی ہے اور جدا
نہین ہونے دیتی وہ گرہ صرف مذہب ہے۔ پس تمکو وہ طریقہ عمل اختیار کرنا ہوگا جو وینس
والون کے طرز عمل سے مختلف ہو۔ وینس کی سلطنت کی یہ کوشش تھی کہ یونانی کلیسا کے
مذہب کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ ڈالین اور رومن کیتھولک مذہب اسکی جگہہ قائم کرین اور اس لیے
اُنہون نے حکم دیا کہ کل جزیرہ مین کہین کوئی یونانی اسقف مقرر نہ ہونے پاوے اور یونانی
عیسائیون کو منتشر کرنے کی غرض سے ان واجب التعظیم دینی با اختیار پیشوایان مذہب کو علحدہ کرکے
وہ سمجھتے تھے کہ یونانی کلیسا کے عیسائیون پر انکو آسانی سے قابو مل جائیگا لیکن اس ممانعت
نے کہ یونانی اسقف مقرر نہونے پاوین کریٹ کے باشندون مین ایسا جوش پیدا کیا کہ وہ
خوشی خوشی ایسی حکومت کے منتظر ہوگئے جو اُنکے ہان پہر یونانی اسقفون کو مقرر کردے جنکا
موجود ہونا مذہبی ضروریات کے لیے لازمی تہا اس پادری نے قاسم سے کہا کہ اگر تم نے رعایا
کو یہ یقین دلا دیا کہ اُسکے قدیم حقوق ہی برقرار نہین رکھین جاوینگے بلکہ جدید اختیارات بھی اُسکو

[1] پاشلی دوسری جلد صفحہ ۲۸۵۔ [2] پاشلی پہلی جلد صفحہ ۳۱۹۔ [3] پیرو صفحہ ۱۵۱۔

ملین گے تو رعایا تم سے اور زیادہ خوش اور رضامند ہوگی - یہہ باتین قاسم کو اسقدر معقول معلوم ہوئین کہ اُسنے فوراً اُنکو قسطنطنیہ لکھہ بھیجا یہان وہ بہت پسند کی گئین اور بطریق قسطنطنیہ کو سلطان سے حکم ملا کہ کسی لائق شخص کو کاندیا کا مطران فوراً مقرر کیا جاوے اور اس مطران کے ماتحت سات اسقف اور مقرر کیے جاوین[۱]۔

معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فتح کریٹ کے بعد ہی جزیرہ کے بہت عیسائیون نے اسلام قبول کرلیا - یہہ بات قیاس کے خلاف نہین ہے کہ وہ ہی چیز جسنے وینس کے زمانہ حکومت مین جو غیر کی حکومت تھی عیسائیون کو اپنے قدیم یونانی کلیسا کا معتقد رکہا تہا جبکہ وینس کے لوگ ہمیشہ اُنکو اپنے سے علحدہ رکہتے تہے اور اُن سے کسی طرح کے تعلق کو اپنی نہایت بیعزتی سمجھتے تہے[۲] تو اُسی چیز نے اب عیسائیون کو مجبور کیا کہ اسلام قبول کرلین مسلمانون نے کریٹ کی عیسائی رعایا کو رعایا نہ سمجہا بلکہ گورنمنٹ کے انتظام مین اُسکو شریک کرکے اپنے برابر کا درجہ اُسکو دیا - کریٹ کے لوگون مین اسلام کی اشاعت کے کچھہ ہی اسباب ہون لیکن اسکا یقین نہین ہوسکتا کہ مسلمانون کے جبر و اکراہ نے ایک ایسی قوم کا مذہب تبدیل کردیا ہو جو صدیون تک اپنے قدیم مذہب کے ساتھہ باوجود غیر مذہب والون کے جور و ستم کے وابستہ رہی تہی - غرض کچھہ ہی اسباب ہون جس سے کریٹ کے عیسائی کثرت سے مسلمان ہوے لیکن یہہ ضرور دریافت ہوتا ہے کہ فتح کریٹ کے تیس[۳] برس بعد اکثر مسلمان وہ ہی لوگ تھے جو پہلے عیسائی تہے یا اُن عیسائیون کی اولاد تہے جو مسلمان ہوچکے تہے[۴]

ایک صدی سے کچھہ زیادہ زمانہ کے بعد جزیرہ کریٹ کی نصف آبادی مسلمان ہوگئی - جزیرہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شہرون ہی مین نہین بلکہ قصبات مین اور وسط کے اضلاع مین یہانتک کہ جزیرہ کے بیچ مین جو بستیان تہین اُن مین بہی مسلمان بکثرت نظر آنے لگے جو شکل لباس وضع اور زبان مین بالکل یونانی تہے - جزیرہ کریٹ کی زبان یونانی ہے اور

---

[۱] چارلس ایڈوارڈس - کریٹ سی خطوط ۱۱ صفحہ ۹ - ۱۹۲ (مطبوعہ لندن) [۲] پاشلی دوسری جلد صفحہ ۱۰۱ [۳] پاشلی پہلی جلد صفحہ ۹

اس زبان کے سوا اور زبان اس جزیرہ مین کبھی رائج نہین ہی - یہانتک جو تھوڑے سی ترک مہان آباد ہین اُنکو بھی ملک کی زبان سیکھنی پڑتی ہے - اور سلطانی فرامین اور پاشاؤن کے حکم ہمیشہ یونانی زبان مین تحریر اور شائع ہوتے ہین[۵۱] - اس صدی مین جو قابل افسوس اور سخت اختلاف کریٹ کے عیسائیون اور مسلمانون مین ہے وہ یونان کی بغاوت سی پہلے (جسمین یہہ ملک دولت عثمانیہ کے تحت سے آزاد کیا گیا) موجود نہ تہا - اور ایسے زمانہ مین جبکہ اکثر مسلمان عیسائیون کی بیٹیون سے جو اپنے مذہب پر قائم رہتی تھین نکاح کرتے تہے اور اصطباغ کے وقت اپنے عیسائی دوستون کے بچون کے گوڈفادر بنتے تہے[۵۲] - یہ باہمی عداوت اور خصومت ہرگز موجود نہ تہی - بلکہ اُس زمانہ مین ان دونون قومون کا اتحاد اس بات سے اور ظاہر ہوتا تہا کہ اُنکا لباس ایسا یکسان تہا کہ مسلمان اور عیسائی مین اُن لوگون کو بہی شناخت نہ ہوتی تہی جو قریب کے جزیرون مین رہتے تہے اور خود وہ لوگ بھی جو جزیرہ کریٹ مین مدت سے آباد تہے مسلمان اور عیسائی مین اکثر تمیز نہ کر سکتے تہے[۵۳] -

[۵۱] پیرو صفحہ ۱۵۹ [۵۲] پاشلی پہلی جلد صفحہ ۱ - ۱۹۵ - [۵۳] سپراٹ - "کریٹ کا سفر اور تحقیقات" پہلی جلد ۴۸ (مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ع)
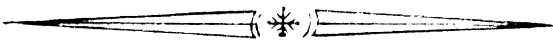
باب ہفتم

ملک ایران اور وسط ایشیا مین اسلام کی اشاعت

ایشیا کے مغربی ملکون کو چھوڑکراب وسط ایشیا مین اسلام کی تاریخ اشاعت لکھنے کے لیئے اہل عرب کی قدیم فتوحات کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ ساتوین صدی عیسوی کے وسط مین ساسانیون کے خاندان کو زوال ہوا اور ایران کی وسیع سلطنت جس نے چارسو برس تک روما اور بازنتیم کی طاقت کا کامیابی کے ساتھہ مقابلہ کیا تھا اب مسلمانون کا ورثہ ہوگئی۔ جب ایرانی فوجون کو اہل عرب سے شکستین پہونچین تو ایران کی رعایا نے دشمن کا مقابلہ نہ کیا۔ دولت ساسانیہ کے اخیر بادشاہون کے زمانہ مین سخت طائف الملوکی پھیلی تھی اور رعایا کو اپنے بادشاہون سے اس لیئے اور علحدگی ہوگئی تھی کہ زردشتی مذہب سے جو شاہی مذہب تھا لوگون کو سخت آزار پہونچائے جاتے تھے اور بادشاہ ان ظلمون کو جائز رکھتے تھے۔ مذہب زردشت کے پیشواؤن کو سلطنت مین وسیع اختیارات حاصل تھے اور شاہی مجلسون مین قریب قریب خودمختاری کا درجہ رکھتے تھے ملکی نظم ونسق کے تمام صیغون مین انکو بڑا حصہ ملا ہوا تھا اس قسم کے فرقے ایران مین کثرت سے موجود تھے اول تو ایران کے قدیم مذہب ہی کی بہت سی صورتین تھین جنکے ماننے والے جداجدا فرقے رکھتے تھے۔ پھر عیسائی یہودی۔ صابی اور بدھ مذہب کے لوگ اور بہت فرقے جن مین نوستک مانویہ اور بودھ مت کے خیالات نے جگہہ پائی تھی ملک مین کثرت سے موجود تھے ظلم اور اذیت کے باعث سے ان سب فرقون مین زردشتی مذہب اور شاہی خاندان سے جو اس مذہب کا حامی تھا سخت مخاصمت پیدا ہوگئی اس لیئے عرب کی فتوحات کو ایرانیون

سے نے اپنے حق مین نجات کا باعث سمجھا[۵۱] - اور ان تمام مختلف مذاہب کے معتقدون کو اسی حکومت کے سایہ مین آرام و آسایش کی توقع ہوئی جو جزیہ کی خفیف رقم لیکر سب لوگون کو مذہبی آزادی اور فوجی خدمتون سے نجات دیتی تھی - اسلامی شریعت نے مذہبی آزادی حاصل رکھنے اور جزیہ ادا کرنے کے حقوق صرف عیسائیون اور یہودیون ہی کو نہین دیے تھے بلکہ زردشتیون اور صابیون اور اُن لوگون کو بھی دیے تھے جو مورتون اور آگ اور پتھرون کو پوجتے تھے[۵۲] - یہہ کہا جاتا ہے کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف ہدایت فرمائی کہ زردشتیون کی ساتھہ بالکل ایسا ہی برتاؤ کرو جیسا "اہل کتاب" کے ساتھہ رکھتے ہو - اور حفاظت کے معاوضہ مین اُن سے بھی جزیہ لیا جا سکتا ہے[۵۳] -

شہرون کے لوگ اور مزدور اور پیشہ ور نہایت شوق سے اسلام کی طرف بڑھے یہ لوگ اپنے پیشون اور کامون مین زردشتی مذہب کے موافق آگ یا مٹی یا پانی کو ناپاک کرتے تھے - اس لیے خود ناپاک تصور کیے جاتے تھے جب اسطرح مذہب کے بموجب وہ ملیچھہ خیال کیے گئے اور کسی نے اُنکے ساتھہ مہربانی یا سلوک نہ کیا تو انھون نے خوشی سے ایسے مذہب کو اختیار کر لیا جس نے انکو فوراً آزادی بخشی اور اسلامی اُخوت مین سب کے برابر درجہ دیا[۵۴] - زردشتی مذہب کے جو لوگ مسلمان ہوئے اُنکا حال بھی کچھہ کم قابل وقعت نہین - خاندان ساسانیہ کی تباہی قومی کے ساتھہ ہی مذہب کا عالیشان قصر جسکو بادشاہون نے اپنے سہارے سے قائم رکھا تھا کھنڈر ہو گیا - اب اُنکے لیئے کوئی مرجع عام نہ رہا - اور چونکہ اُنکے قدیم مذہب اور اسلام مین بہت سی باتین مشابہ تھین اس لیئے زردشتی مذہب کو اسلام سے تبدیل کرنا اُنکو آسان معلوم ہوا ہوگا - ان لوگون کو قرآن مین وہی اصول دریافت ہوئے جو اُنکے مذہب مین بھی موجود تھے گو اُنکی شکل کسی قدر مختلف تھی اہرمزد او

---

۵۱ گونبو (۱) صفحہ ۵۵-۶۶ - لاسوسے - دوسری جلد صفحہ ۴۵-۴۶ ۵۲ ابو یوسف کتاب الخراج صفحہ ۳۷،

۵۳ ابو یوسف کتاب الخراج صفحہ ۷۳ - ۵۴ گونبو (۲) صفحہ ۳۰۶-۳۱۰ -

اہرمین کی جگہہ ابلیس انکو پڑہنا پڑا دنیا کا چہہ مانون مین پیدا ہونا ۔ ابتدا
مین آدم کے بیگناہ ہونے کا قصہ ملائکہ اور شیاطین قیامت کو مُردون کا اُٹہنا جنت اور
دوزخ ۔ کے مسئلے دونون مذہبون مین ایک تہے[۱] ۔ روزانہ عبادت مین بھی بہت سی باتین
یکسان تہین جسطرح اسلام قبول کرنے کے بعد پنجوقتہ نماز کا حکم ہوا ۔ اسی طرح اوستا سے
بہی دن مین پانچ وقت عبادت کرنے کی ہدایت تہی[۲] ۔ ایران کے شمالی حصہ مین ایسے فرقے
موجود تہے جنہون نے زردشتی مذہب مین مذہبی پیشواؤن کا محکمہ قائم ہونے کی سخت
مخالفت اس بنیاد پر کی تہی کہ ہرشخص اپنے خاندان کا پیشوای ملت ہے اور اس کام کے
لئے کسی غیر کی ضرورت نہین ۔ ایک خدای برتر کا یقین اور بقای روح کو تسلیم کر کے
وہ اس بات کی تعلیم دیتے تہے کہ اپنے ہمسایہ سے محبت رکہو نفس کو مطیع بناؤ اور نیکی کے
ساتہہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو ۔ پس ایسے لوگون کو اسلام قبول کرنیکی ترغیب
دینی آسان ہوی ہوگی[۳] ۔

علاوہ اسکے ایران کے اُن زردشتی فرقون کے ساتہہ جنپر مسیحی مذہب کا پرتو پڑا
تہا اسلام کو اکثر عقائد مین مطابقت حاصل تہی ۔

مذکورۂ بالا اسباب مین جنہون نے ایران کے ملک مین اسلام کو بہت جلد رواج دیا
ایک سبب یہہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ ایرانیون کی مفتوحہ قوم کو اسلام کے ساتہہ ملکی اور
قومی ہمدردی کی ایک اور وجہ بہی پیدا ہوگئی ۔ اور وہ یہہ تہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
کی شادی شاہ بانو بنت یزدجرد سے ہوی جو خاندان ساسانیہ کا اخیر بادشاہ تہا ۔ حضرت
امام حسین اور شاہ بانو کی اولاد کو ایرانیون نے اپنے قدیم بادشاہون اور اپنے قومی کارنامون
کا وارث خیال کیا ۔ اور یہی خیال تہا جس نے ایران کے لوگون کو اولاد حضرت علی کے
ساتہہ نہایت شغف پیدا کرا دیا ۔ اسلام مین اہل تشیع کا جدا فرقہ قائم ہونے کی

[۱] دوزی (۱) صفحہ ۱۵ [۲] ہابنرگ صفحہ ۵ [۳] دوزی ۔ (۱) صفحہ ۱۹ ۔ گوبنو (۱) صفحہ ۵۵ ۔

بہی ابتدا اسی خیال سے ہوئی[۵۱]

غرض اسلام کی یہ وسیع اشاعت تلوار کے زور سے نہین ہوئی کیونکہ ان لوگون کو
جو فتح ایران کے بعد اپنے قدیم مذہب زردشت سے وابستہ رہے مسلمانون نے
مذہبی آزادی دی - موجودہ زمانہ مین بہی آتش پرستون کے گروہ ایران کے بعض ضلاع
مین آباد ہین - اگرچہ ایک زمانہ مین ان لوگون پر سختیان ہوئین[۵۲] لیکن سنہ ہجری کی ابتدائی
صدیون مین اُنکو بالکل مذہبی آزادی حاصل رہی اور اُنکے آتشکدون کا بہت لحاظ کیا جاتا تہا
بلکہ خلیفہ معتصم باللہ کے زمانۂ خلافت (۸۳۳ء سنہ ۸۴۲ء مین) ایک اسلامی سالار کا حال لکہا
ہے جسنے مسجد کے ایک امام اور موذن کو اس جرم پر دُرہ لگایے تہے کہ سغد کے شہر مین
اُنہون نے ایک آتشکدہ کو توڑ کر اُسکی جگہہ مسجد بنادی تہی[۵۳] - دسوین صدی عیسوی مین فتح
ایران کے تین سو برس بعد عراق - فارس - کرمان - سجستان - خراسان - آذربیجان -
اور آران یعنی ایران کے تمام حصون مین آتشکدہ اور دخمے بنے ہوے تہے[۵۴] - خاص فارس
مین بہت کم ایسے شہر تہے جن مین آتشکدے اور آتش پرستون کے پیشوای مذہب موجود
نہ ہون[۵۵] - شہرستانی نے بہی (جسکی تحریر بارہوین صدی عیسوی کی ہے) لکہا ہے کہ خود
بغداد کے قریب اسفینہ مین ایک آتشکدہ موجود تہا[۵۶] -

جب ایسے واقعات دریافت ہون تو زردشتی مذہب کی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ
مسلمان فاتحون نے زردشتیون کو زبردستی مسلمان کرکے اس مذہب کو غارت کردیا -
اہل عرب کی فتوحات کے شروع زمانہ مین جن آتش پرست ایرانیون نے اسلام قبول کیا اُنکی

---

[۵۱] "شیعی مذہب مین مازدیون کے عقائد" مولفہ احمدی اغیف - (انٹرنیشنل کانگریس) کرزنیجلبد کی رپورٹ دوسری جلد صفحہ ۵۰۵ - ۵۱۱ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۹۳ء) [۵۲] دوسابہائی فرامجی کا اکا "پارسیون کی تاریخ" پہلی جلد صفحہ ۵۶ - ۵۹ - ۶۶ (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۴ء) نکولا دے خانکوف نے لکہا ہے کہ اٹہارہوین صدی عیسوی کے آخیر مین بارہ ہزار خاندان آتش پرستون کے کرمان مین موجود تہے (میموریسر لا پارٹی میریدیونال دی لا سنترال صفحہ ۱۹۲) مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۶۱ء [۵۳] ابن خلدون پہلی جلد صفحہ ۲۸۷ [۵۴] مسعودی چوتہی جلد صفحہ ۸۶ - [۵۵] دی جیوگرافی دیر لینڈن شیخ ابو اسحاق الفارسی الاصطخری مترجمان

تعداد غالباً بہت تہی لیکن قریب کے زمانہ مین زردشتی مذہب کا پہر زندہ ہونا اور زردشتیون مین سے کبہی کبہی لوگون کا مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام امن کے طریقون سے پہیلا اور لوگون نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا۔ آٹھوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر بلخ کے ایک امیرزادہ نے جسکا نام سامان تہا اسد ابن عبداللہ حاکم خراسان کی مدد سے زردشتی مذہب ترک کیا اور مسلمان ہوکر اپنا نام اپنے معاون کے نام پر اسد رکہا اور یہی نو مسلم امیرزادہ تہا جس سے دولت سامانیہ کا نام چلا۔ نوین صدی عیسوی کے شروع مین قابوسیہ خاندان مین کریم ابن شہریار پہلا بادشاہ تہا جو مسلمان ہوا اور ۳۰۷ھ مین ناصر الحق ابو محمد کی تعلیم و تلقین سے دیلم مین بہت آتش پرست مسلمان ہوگئے سنہ ۹۱۲ء مین علویہ خاندان کے بادشاہ حسن ابن علی نے جو بحیرہ خزر کی جنوبی سواحل پر فرمانروا تہا اور علم و فراست کی ساتہ مختلف فرقون کے مذاہب سے بہی واقفیت رکہتا تہا طبرستان اور دیلم کے لوگونکو جنمین کچہہ لوگ بت پرست اور کچہہ آتش پرست تہے اسلام پر دعوت دی بہت لوگ مسلمان ہوگئے اور کچہہ اپنے مذہب پر بدستور قائم رہے[۵۱] سنہ ۳۹۴ ہجری (۱۰۰۳-۴ء) مین دیلم کے مشہور شاعر ابو الحسن مہیار کو جو پہلے آتش پرست تہا شریف الرضا نے جو شاعری مین ابو الحسن کا استاد تہا مسلمان کیا اس قسم[۵۲] کے واقعات اگرچہ بہت کم دریافت ہوتے ہین لیکن اہل عرب کی فتح کے ساڑہے تین سو برس بعد تک ان واقعات کا تحقیق ہونا اس امر کی صاف شہادت ہے کہ آتش پرست ایرانیون کو مذہبی آزادی مسلمانون سے ملی تہی اور اُن مین امن کے طریقون سے اسلام کو اشاعت ہوئی بلکہ کسی قدر بتدریج اسلام اُن مین شائع ہوا۔

آٹھوین صدی عیسوی کے وسط مین ایران مین ایک جدید تحریک فرقہ اسماعیلیہ کی صورت مین ظاہر ہوئی جسکے حالات دعوت اسلام کی تاریخ مین نہایت دلچسپ ہین اس جگہہ فرقہ اسماعیلیہ کی تاریخ اور اُسکے مذہبی عقائد سے جو اُسنے اختیار کیے اور ایسے سوشل اور پولیٹکل اسباب سے جو اُسکو اپنی ترقی اور قوت کے لیئے میسر آئے ہمکو بحث نہین ہے۔ البتہ تبلیغ مذہب کا وہ حیرت انگیز انتظام اور سلسلہ اس فرقہ نے جاری کیا اُسکی طرف توجہ کرنی ہمکو

(بقیہ صفحہ ۲۳۲) صفحہ ۶۲-۶۳ مطبوعہ ہامبرگ ۱۸۴۳ء [۵۰] کتاب الملل والنحل کرتول ایڈیٹر پہلا حصہ صفحہ ۱۹۸ [۵۱] مسعودی آٹھوین جلد صفحہ ۲۷۹ - نوین جلد صفحہ ۴ - ۵ [۵۲] ابن خلکان تیسری جلد صفحہ ۱۵۱-

ضروری ہے - مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کا بانی عبداللہ ابن میمون تھا - یہ شخص انسان
کی فطرت کو پرکھنے اور عقائد مذہب کو مختلف طبائع اور مذاہب کے موافق مزاج بنانے میں
عیسائیون کے فرقہ یسوعی کے بانی سے بھی کہیں بڑھکر لیاقت رکھتا تھا - نوین صدی عیسوی
مین اس شخص نے فرقہ اسماعیلیہ مین نئی روح پھونکی - اور اس مذہب کے پھیلانے والون کو
طرح طرح کے بھیس بدلوا کر جنمین اکثر صوفیون اور تاجرون کا بھیس اختیار کرتے تھے مختلف
ملکون کو روانہ کیا - بے علم لوگون کے گروہون کو شعبدے دکھا کر جو معجزے تصور ہوے
اور مہمل باتین بتا کر جو تصوف کے بڑے راز اور معمے خیال کیئے گئے اور جنکی طرف سننے
والون کو حیرت آمیز شوق پیدا ہوا انہون نے کثرت سے لوگون کو اپنے مذہب مین شامل کیا
خدا پرستون کی صحبت مین پہونچے تو نیکی اور تقدس کی مجسم تصویرین بن گئے اور جب ایسے
لوگون سے واسطہ ہوا جو مذہب مین بھیدون اور معمون کو بہت دخل دیتے ہین تو عام عقائد
کے مخفی معنی اُنکے سامنے بیان کیے اور لوگون کو اُنکی لیاقت اور قابلیت کے موافق سحر اور
جادو کا سبق پڑھایا - جب دیکھا کہ لوگ نہایت شوق سے منتظر ہین کہ جلد کوئی نجات دینے والا
پیدا ہوگا جیسا کہ اُس زمانہ کے اکثر مذہبون مین یہ خیال عام تھا تو مسلمانون کو امام مہدی اور
یہودیون کو مسیح اور عیسائیون کو فارقلیط کی خبر سنائی کہ اب وہ دنیا مین آتے
ہین - لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم مین سے ہر ایک کی آرزو اُس وقت پوری ہوگی جبکہ آخر
مین علی سب کے نجات دینے والے دنیا مین خروج کرینگے - اہل تشیع مین بیٹھکر اسماعیلیہ
اپنے آپ کو شیعی مذہب کا نہایت پرجوش معتقد ظاہر کرتے ہین اور اہل سنت و جماعت کی
نسبت کہتے ہین کہ اُنھون نے حضرت علی اور آل علی پر نہایت سخت ظلم و ستم کیئے اور اصحاب ثلثہ
پر تبرا کرتے ہین - جب اس حد تک پہونچ جاتے ہین تو اپنے خیال کے موافق شیعی مذہب
کی تکمیل کے لیئے اسماعیلیہ مذہب کے مخفی عقائد کی تعلیم شیعون کو دینی شروع کرتے ہین -
یہودیون سے اگر انکو واسطہ ہوا تو عیسائیون اور مسلمانون کی مذمت کرکے اُن سے اس بات

مین اتفاق کرتے ہین کہ مسیح موعود اب دنیا مین آنیوالا ہے۔لیکن اسکے ساتھہ ہی بتدریج
یہہ یقین پیدا کرتے ہین کہ مسیح موعود سے سوای حضرت علی کے جو اسماعیلیہ کے مسیح موعود
ہین اور کوئی شخص مراد نہین ہوسکتا۔اگر عیسائیون کو اپنے مذہب پر لانے کا ارادہ ہوتو
یہودیون کی ہٹ اور مسلمانون کی جہالت کا ذکر چھیڑتے ہین۔عیسوی مذہب کے
اصولون سے اتفاق ظاہر کرتے ہین لیکن اخیر مین بہت نرمی سے کہتے ہین کہ یہ اصول
ظاہر مین سب اشارات اور علامات ہین لیکن جو عمیق اور ادق معنی اُن مین مخفی ہین اُن کا
مطلب صرف اسماعیلیہ مذہب کی مدد سے تحقیق ہوسکتا ہے علاوہ اسکے بہت احتیاط کے
ساتھہ عیسائیون سے یہہ بہی کہتے ہین کہ تمنے فارقلیط کے معنی کو غلط سمجھہ لیا ہے کیونکہ
سوای حضرت علی کے کوئی سچا فارقلیط نہین ہے۔اسیطرح داعیان ملت اسماعیلیہ جب
ہندوستان مین اپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے وارد ہوے تو مذہب کی صورت
ایسی گھڑدی کہ ہندو اسکو جلد قبول کرلین۔حضرت علی کو بشن کا دسوان اوتار بتایا جو پورب
دیس سے آئیگا (پورب دیس سے مراد اپنے نزدیک قلعہ الموت سے لی) ایک مہدی پران
لکھہ ڈالا اور واماچاریون کے انداز پر بہجن لکھے جنمین رازاور معمونکی باتین ایسی تہین کہ ہندوؤن
کو اسماعیلیہ مذہب قبول کرنے کی رغبت ہوی[۱]۔
غرض ان طریقون سے انہون نے مختلف مذہب کے لوگون کو ایسے فرقے مین
شامل کرکے جسکا اصلی مقصد چندہی لوگون کو معلوم تہا اپنے گروہ کو ترقی دی۔اس
تحریک مین عبداسد ابن میمون کی اغراض صرف پولیٹکل تہین لیکن چونکہ اُسکی ترقی کے لیئے مذہبی
طریقے اختیار کیے گئے اور امام مہدی کا دنیا مین آنا وہ یقین بٹھہرا جس نے اس فرقے
کے لوگون کو اتفاق کی بندش مین جکڑ دیا تو مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کے متعلق جو کچہہ اسکی

[۱] خوجہ ورتیانت صفحہ ۱۳۱-۱۴۸۔اگر ہندوستانمین اعیان اسماعیلیہ کے زیادہ حالات معلوم کرنے ہون تو اس کتاب کا اون
باب دیکھو۔

تاریخ مین ملا اُسکو بیان کرنا ضروری ہوا۔

وسط[1] ایشیا کے اُن ملکون مین جو ایران کے شمال مین ہین اشاعت اسلام کے حالات کم تحقیق ہوتے ہین۔ جب ابن قطیبہ سمرقند مین پہونچا تو وہان بہت سے بتخانے نظر آئے جنکے پوجاریون کو یقین تہا کہ اگر کسی شخص نے ان بتخانون کی بےادبی کی تو وہ فوراً ہلاک ہوجاویگا۔ اسلامی سالار قطیبہ پر یہ خوف کیا اثر کرسکتا تہا۔ اُسنے بتخانون کو آگ لگادی۔ بت پرست یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے اور آخر کو سب نے اسلام قبول کیا۔ اشاعت[2] اسلام کے حالات اُس زمانے کے جب کہ اہل اسلام کی فتوحات وسط ایشیا مین شروع ہوئین بہت کم موجود ہین۔ وسط ایشیا کے ملکون مین لوگ کچھ عرصے کے لیئے مسلمان ہوجاتے تہے لیکن جب اہل عرب کی فوجین اُنکے ملک سے روانہ ہوجاتی تہین تو وہ خلیفہ اسلام کی اطاعت سے پہر جاتے تہے بخارا[3] اور سمرقند مین اسلام کے ساتھہ وہان کے لوگون کو ایسی سخت مخالفت تھی کہ سوای اُن لوگون کے جو مسلمان ہوگئے تہے کسی کو ہتھیار رکہنے کی اجازت نہ تہی اور برسون تک مسلمان بغیر ہتھیار باندہے مسجدون یا اور عام موقعون پر نہ جاسکے۔ علاوہ اِسکے مخبر مقرر کیے جاتے تہے کہ نومسلمون کے حال سے خبر رکہین اور طرح طرح کی کوششین صرف کیجاتی تہین کہ لوگ مسلمان ہون۔ اس غرض سے کہ جمعہ کی نماز مین لوگ حاضر ہون انعام مقرر کیے گئے تہے اور قرآن کو بجاے عربی زبان مین پڑہنے کے اُسکا[4] فارسی ترجمہ پڑہنے کی بھی اجازت دیدی گئی تہی تاکہ قرآن کے معنی لوگ سمجھہ سکین۔

افغانون مین یہ بات مشہور ہے کہ انکی قومون مین اسلام بن کے طریقون سے رائج ہوا۔ پہلی صدی ہجری مین جب یہ لوگ غور کے ملک مین جو ہرات سے مشرق مین واقع ہے آباد تھے تو خالد ابن ولید نے وہان پہونچکر لوگون کو اسلام کی خبر دی اور سب سے کہا کہ پیغمبر خدا

---

[1] نے بن سلو شٹر دی ساسی ایکسپوزیشن دی نایلیجین دی زرز- توم ا صفحہ ۲۶ و ۴۸ و ۲۳، ۱۶۔ [2] بلاذری صفحہ ۴۱۲ [3] و ۴۲۳ دیکھو
[2] صفحہ ۲۰۱- [4] ۴ ویمبیری- (۱) پہلی جلد صفحہ ۳ - ۴ - ۳ -

صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے نیچے جمع ہوجاوین - خالد اسکے بعد آنحضرت کی خدمت مین واپس
گئے اور چھہ یا سات افغانی سردار جو اپنی قوم کے وکیل ہوئے خالد کے ساتھہ ہوگئے جب یہ سردار
عرب سے غور کو واپس آئے تو اُنھون نے اپنے وطن کے لوگون مین اسلام کی تعلیم و تلقین
شروع کی [۵۱] - لیکن یہ واقعہ تاریخ سے ثابت نہین ہوتا مستند کتب تواریخ مین افغانیون مین سے
بادشاہ کابل کے اسلام لانے کا اول ہی اول ذکر مامون الرشید کے زمانہ خلافت مین ہوا ہے [۵۲]
ایران کے شمال مین اسلام نے جلد ترقی نہین کی - ماوراءالنہر کی بعضی قومون نے
خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز (۷۱۷-۷۲۰ ع) کی ہدایت سے اسلام قبول کیا [۵۳] اور خلیفہ ہشام (۷۲۴-۷۴۳ ع)
کے عہد مین ابو صیدا کے وعظ سے اکثر لوگ مسلمان ہوگئے [۵۴] لیکن معتصم باللہ (۸۳۳-۸۴۲ ع) کے زمانہ
سے پہلے ماوراءالنہر مین اسلام عام طور پر شایع نہ ہوسکا [۵۵] اس عام اشاعت کی وجہہ غالباً یہہ تھی
کہ یہان کے لوگون مین اور اسلامی دار السلطنت بغداد مین ترکون کے ذریعہ سے تعلقات
پیدا ہوگئے تھے جنکے ہزارون آدمی بغداد مین آکر خلفاے اسلام کی فوجون مین بھرتی ہوتے تھے [۵۶]
غرض ترکی قومون مین اسلام کے قدم جم گئے لیکن دسوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے
اُن مین زیادہ ترقی نہ ہوسکی - جب یہ زمانہ آیا تو جس طرح شمالی یورپ کے بادشاہ کلووس اور اور
وحشی بادشاہون نے عیسائی مذہب اختیار کرکے اپنی قوم کے لوگون کو عیسائی کرلیا اسیطرح
ترکی سردارون نے بھی اسلام قبول کرکے اپنی قومون اور جرگون کو مسلمان کرلیا - ترکستان کے
خاندان ایلخانی کا بانی جس خاندان نے ایک زمانہ مین بحیرہ خزر سے لیکر سرحد چین تک تمام ترکی
قومون کو اپنا مطیع کرلیا تھا مسلمان ہوگیا اور اُسکی قوم کے دو ہزار خاندانون نے اُسکے ساتھہ
اسلام قبول کیا ان ترکون کا نام ترکمان ہوا تاکہ اُن ترکون مین جو مسلمان نہ تھے اور اُن مین
جو مسلمان ہوگئے تھے تمیز ہوسکے [۵۷] -

---

۵۱ بیلو صفحہ ۱۵-۱۶ ۵۲ بلاذری صفحہ ۴۰۲ ۵۳ بلاذری صفحہ ۴۲۶ ۵۴ طبری صفحہ ۱۳۶۲ - ۵۵ بلاذری صفحہ ۴۳۱ ۵۶ اوگست مولر - پہلی جلد صفحہ ۲۵۰ ۵۷ ام (۱) پہلی جلد صفحہ ۷ -

ایلخانی خاندان کی لڑائیون مین جو ترکی سردار شریک ہوئے اُن مین ایک شخص سلجوق تہا جو سنہ ۹۵۶ عیسوی مین قرغیز کے پہاڑی میدانون سے اُتر کر اپنی قوم کو بخارا کے ضلاع مین لایا اور وہان اُسنے اور اُسکی قوم والون نے نہایت جوش سے اسلام قبول کیا اور یہی دولت سلجوقیہ کی ابتدا ہوئی جسکی فتوحات نے مسلمانون کی مٹتی شان و شوکت کو پہر سنبہال لیا۔ اور مغربی ایشیا کی اسلامی سلطنتون کو ایک سلطنت مین شامل کر دیا۔

جب بارہوین صدی عیسوی کے آخر مین سلجوقی سلطنت سوای ایشیا کوچک کے سب جگہہ کمزور پڑ گئی اور محمد غوری نے خراسان سے اُٹہکر شمالی ہند اور مشرقی ملکون مین اپنی سلطنت کو وسعت دی تہ افغانون مین اسلام کو بڑی ترقی ہوئی اور اُنکے ملک مین عرب کے واعظ اور ہندوستان کے نو مسلم کثرت سے چلے آئے جنہون نے بڑی ہمت اور کوشش سے لوگون کو مسلمان کرنا شروع کیا۔[۱]

ایران اور وسط ایشیا مین اشاعت اسلام کے کسی قدر مفصل حالات اس کتاب کے آٹہوین باب سے جو اب شروع ہوتا ہے معلوم ہونگے۔

---

[۱] بیلو صفحہ ۹۶۔
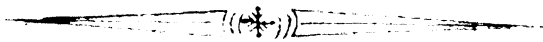
باب ہشتم

مغلون اور تاتاریون مین اسلام کی اشاعت

اسلامی تاریخ مین کوئی واقعہ ایسی سفاکی اور غارتگری کا نہین ہے جسکا مقابلہ مغلون
کی یورش سے کیا جاوے - جس طرح بلندی سے پہاڑ گرتا ہے اسطرح چنگیز خان کے وحشی
لشکر اُن اسلامی ملکون پر آن لوٹے جو علم و شایستگی کا مرکز تھے - اور جب یہ لشکر کسی ملک کو
برباد کر کے رخصت ہوئے تو شاہون کے قصر و ایوان اور عالیشان شہرونکی جگہہ جو خوشنما باغون
اور زراعت کے سرسبز زمینون مین کہڑے تھے مٹی اور پتھر کے تودے نظر آئے - جسوقت
ہرات کے شہر سے مغلون کے لشکر نے کوچ کیا تو چالیس آدمی بدحواس اپنے چھپنے کی جگہہ سے
نکلے اور پہٹی پہٹی آنکھون سے اُس برباد ویرانے کو دیکھنے لگے جو کچھہ دنون پہلے اُنکا خوبصورت
شہر تھا اور صرف یہی چالیس آدمی تھے جو ایک لاکھہ کی آبادی مین سے بچے تھے - بخارا مین
جو علمای اسلام کی بدولت دنیا مین مشہور تھا ان مغلون نے مسجدون کے صحن مین اپنے
گہوڑے باندہے اور قرآن پہاڑ پہاڑ کر اُنکی بے ادبی کی - جن مسلمانون کو ان ظالمون نے
قصائی بنکر ذبح نہین کیا اُنکو غلام بنا کر لے گئے اور شہرون کو جلا کر راکہہ کا ڈہیر بنا دیا -
یہہ ہی حال سمرقند - بلخ اور وسط ایشیا کے اور شہرون کا ہوا جن سے اسلامی تہذیب و تمدن
کی شان تہی اور جو عالمون کا مسکن اور علم کا مخزن تھے - یہہ ہی مصیبت بغداد پر نازل ہوئی
جو صدہا برس تک دولت عباسیہ کا پایہ تخت رہا تھا -

اگر ان واقعات کے بیان ہی سے کسی مسلمان مؤرخ پر خوف طاری ہوا ہو تو کچھہ بیجا نہین
کامل ابن اثیر نے جہان ممالک اسلامیہ پر مغلون کے حملون کا حال لکہا ہے وہان لکہتا ہے کہ

مین نے کئی برس تک اس حادثۂ عظیم اور اسکے ذکر کو ناگوار سمجھکر اسکے بیان سے پرہیز کیا۔ مین اسی حالت مین ایک قدم آگے بڑہاتا تہا اور ایک قدم پیچھے ہٹاتا تہا۔ کیونکہ ایسا کون شخص ہوگا جو اسلام کی اور مسلمانون کی موت کی خبر لکہے اور اسکو ایسے حادثہ کا بیان کرنا آسان ہو کاش میری مان مجہہ کو نہ جنتی اور مین اس سے پہلے ہی مرجاتا اور دنیا مجہہ کو بالکل بہول جاتی[ل] !!! مگر اسی حال مین کہ مین اس واقعہ کے بیان کرنے مین پس و پیش کرتا تہا مجہہ کو چند دوستون نے اسکے لکہنے اور بیان کرنے پر مجبور کیا۔ پہر مین نے بہی خیال کیا کہ اس واقعہ کا ذکر چہوڑ دینے مین کچہہ فائدہ نہین ہے۔ اب مین کہتا ہون کہ میرا کام ایسے بڑے حادثہ اور ایسی سخت مصیبت کے بیان کرنے کا ہے جسکی نظیر لیل و نہار نہین لا سکتے۔ اور یہ مصیبت عموماً تمام لوگون پر اور خاصکر مسلمانون پر نازل ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ جب سے خدا نے آدم کو پیدا کیا اسوقت سے آج تک دنیا اس جیسی مصیبت مین مبتلا نہین ہوئی تو وہ بالکل سچا ہے۔ کیونکہ تاریخ مین کوئی حادثہ اور کوئی واقعہ موجود نہین ہے جو اسکے لگ بہگ ہو۔ سب سے بڑا حادثہ جو تاریخ مین مذکور ہے وہ بخت نصر کا ظلم و ستم ہے جسنے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بیت المقدس کو برباد کیا۔ مگر بیت المقدس ان شہرون کے مقابلہ مین کیا حقیقت رکہتا ہے جنکو ان ملعون تاتاریون نے برباد کیا اور جنمین سے ہر شہر بیت المقدس سے کئی گنا تہا۔ اور بنی اسرائیل کی ان لوگون کے مقابلے مین کیا حقیقت ہے جنکو انہون نے قتل کیا کیونکہ تاتاریون نے جن شہرون مین قتل عام کیا اون سے تنہا ایک شہر کے باشندے شمار مین بنی اسرائیل سے زیادہ ہین[۲]۔ لیکن اسلام اپنی گذشتہ شان و شوکت کے خاکستر سے پہر اٹہا اور وہ عظیم اسلام نے ان ہی وحشی مغلون کو جنہون نے مسلمانون پر کوئی ظلم باقی نہ رکہا تہا مسلمان کرلیا۔ یہہ ایسا کام تہا جس مین مسلمانون کو سخت مشکلین پیش آئین کیونکہ دو مذہب اور اس بات کی کوشش مین تہے کہ مغلون اور تاتاریون کو اپنا معتقد بنائین۔ وہ حالت ہی

---

[۱] قرآن۔ سورہ (۱۹)۔ آیت ۲۳۔ [۲] ابن الاثیر۔ تاریخ الکامل۔ بارہوین جلد صفحہ ۱۴۷۔۱۴۸۔

عجیب و غریب اور دنیا کا بے مثل واقعہ ہوگی جس وقت بدھ مذہب اور عیسائی مذہب اور اسلام اس جد وجہد مین ہونگے کہ ان وحشی اور ظالم مغلون کو جنہون نے ان تین بڑے مذہبون کے معتقدون کو پامال کیا تھا اپنا مطیع بنائین۔

لیکن ان واقعات کی تصریح کے لیے پہلے یہ مناسب ہے کہ چنگیز خان کی موت پر جسطرح مغلون کی سلطنت چار حصون مین تقسیم ہو کر اسکے چارون بیٹون کو ملی اُسپر سرسری نظر ڈالین چنگیز خان کا سنجھلا بیٹا اوگتائی خان باپ کا جانشین بطور خاقان کے ہوا اور سلطنت کا مشرقی حصہ اُسکے حصہ مین آیا جسمین قوبلائی خان نے بعد کو چین بھی شامل کرلیا۔ چغتائی خان جو منجھلا بیٹا تھا بلاد متوسطہ کا مالک ہوا چنگیز خان کے بڑے بیٹے جوجی خان کا فرزند باتو خان سلطنت کے مغربی حصہ کا مالک ہو کر سیر اوار دا کا خان ہوا تولائی خان چنگیز خان کے سب سے چھوٹے لڑکے کو ایران کا ملک ملا جسکی اولاد مین ہلاکو خان دولت ایلخانیہ کا بانی ہوا اور ایشیا کوچک کا بڑا حصہ اوسنے اپنی قلمرو مین شامل کرلیا۔

مغلون کا مذہب شامانی تھا جسمین ایک خدا کو تسلیم کیا جاتا تھا لیکن اُسکی بندگی نہ ہوتی تھی بلکہ اور چھوٹے چھوٹے معبود اور خداؤن کی پرستش ہوتی تھی خاص کر ایسے خداؤن کی جو خبیث تصور کیے جاتے تھے اور جنکی ضرررسان قوت کو قربانیان چڑھا کر کمزور کیا جاتا تھا۔ دوسری چیز جسکو شامانی مذہب مین پرستش کیا جاتا تھا وہ بزرگون کی روحین تھین جنکی نسبت خیال تھا کہ وہ اپنی نسلون پر برا یا بھلا اثر پہونچا سکتی ہین۔ غرض ان علوی و سفلی خداؤن کو راضی رکھنے کے لیے شامان اور عاملون اور ساحرون کی ضرورت ہوتی تھی جو مردون کی روحون اور عناصر اربعہ پر گویا قدرت رکھتے تھے۔ غرض مغلون کا مذہب ایسا نہ تھا جو مدت تک کسی ایسے مذہب کا مقابلہ کرسکتا جسکی دینیات انسان کی عقل کو مطمئن کرتی ہو اور جسمین معلمان مذہب کی باقاعدہ جماعتین موجود ہون۔ خاصکر ایسی حالت مین جبکہ مغلون کو شایستہ قومون سے واسطہ پڑا اور ان کی تہذیب کو مغلون کی طبیعت نے قبول کیا اور رفتہ رفتہ بدوشی کی وحشیانہ حالت سے وہ تمدن کی روشنی مین آگئے۔ مغلون کو مذہب

سکے بعد جن مہذب قوموں سے واسطہ ہوا اُن مین بدھ عیسائی اور مسلمان کثرت سے موجود تھے جو ان فاتحون کو اپنے مذہب پر لانے کے لیے جدا جدا کوشش کرنے لگے جسوقت مغلون کو غارتگری کا جنون سوار نہ ہوتا تھا جو اُنکی لڑائیون مین لوازمات سے تھا تو اُس وقت یہ شامانی المذہب مغل غیر مذہب والون سے صلح کل کا اصول برتتے تھے - اور اُنکے پیشواؤن کو محصولون سے مستثنے کرکے اُنکو کامل آزادی دیتے تھے خود چنگیز خان کے سامنے بُدھ مذہب کے عالم شامانون سے مذہبی مباحثہ کرتے تھے اور منگو خان اور قوبلائی خان کے درباروں مین بُدھ عیسائی اور مسلمانون کے عالمون پر ان خاقانون کا لطف و کرم یکسان تھا[1] قوبلائی خان کے عہد مین چین کے مغلون پر بُدھ مذہب کا اثر شروع ہوا جسکے پیرو اس ملک مین کثرت سے موجود تھے اور چودھوین صدی کے شروع مین ان سب مغلون نے بدھ مذہب اختیار کرلیا[2] - بدھ مذہب کی اشاعت مین تبت کے لاما گروہ بہت سرگرم رہے - چنانچہ منگولیا کے مغل ابتک یہی مذہب رکھتے ہین اور قلماق قوم کے آدمی بھی جو سترہوین صدی عیسوی مین اس ملک سے اُٹھکر روس مین آباد ہوے اسی مذہب کے پابند ہین -

مشرقی بلاد مغلیہ مین اگرچہ بدھ مذہب نے اپنے تئین قطعی کامیاب ثابت کیا لیکن شروع شروع مین مسیحی کلیسا کا اثر بھی کچھ کم نہ تھا اور عیسائیون کو بڑی امیدین تھین کہ مغل ہمارا مذہب قبول کرلین گے - ساتوین صدی عیسوی مین نسطوری مشنریون نے براعظم ایشیا پر مغربی ملکون سے لیکر مشرق کی سمت مین ملک چین کے شمال تک عیسائی مذہب کا چرچا کردیا تھا - اور تیرہوین صدی عیسوی تک عیسائیون کی چھوٹی چھوٹی جماعتین وہان موجود تھین - پرستر یحییٰ جسکے ساتھ یورپ مین عہد وسطے کے اسقدر قصے منسوب ہوے تاتاری قوم کاریت کا فرمانروا فرض کیا جاتا تھا - یہ تاتاری قوم جھیل بیکال کے جنوب مین آباد تھی اور عیسائی مذہب رکھتی تھی جب چنگیز خان نے اس قوم کو فتح کیا تو سنہ[؟] یعنی پرستر یحییٰ کی بیٹی سے اپنی شادی کی اور اوکتائی ابن چنگیز خان نے بھی ہی

[1] روبرک کا ولیم صفحہ ۱۶۵ و ۱۴۰۳ - دہوسن - توم ۲ صفحہ ۲۰۱ - [2] ڈی گین - توم ۳ صفحہ ۲۰۲-۲۰۳ -

سردار کے خاندان مین شادی کی۔ اوگتائی خاقان کا بیٹا گیوک خاقان اگرچہ خود عیسائی نہ تہا لیکن اس عیسائی مذہب پر وہ بہت مہربان تہا۔ گیوک کا وزیر اور اُسکا ایک معتمد بہی عیسائی مذہب رکہتا تہا اور نسطوری عالمون کو خاقان کے دربار مین بڑا رسوخ اور اعزاز حاصل تہا۔ یہانتک کہ پوپ اننوسنٹ چہارم[ف۱] نے گیوک خاقان کے پاس سفارت بہیجی اور مشرقی اور مغربی ملکون کی عیسوی سلطنتون کو مغلون کی ذات سے توقع ہوئی کہ مسلمانون کے خلاف لڑائی کے وقت وہ عیسائیون کی مدد کرین گے۔ پہر آرمینیا کا عیسائی بادشاہ ہیثوم تہا جسنے بڑی جستجو سے منگو خان کو بغداد پر چڑہائی کے لیئے آمادہ کیا اور مغلون کی فوجین ہلاکو خان کی سرکردگی مین بغداد کی تباہی کیلیئے روانہ ہوئین[ف۲]۔ منگو خان کی بیوی عیسائی تہی اس لیئے یہ خان عیسائیون پر خاصکر نسطوریون پر نہایت مہربانی کرتا تہا۔ آرمینیا اور جرجان مین جو مغل آباد تہے اُن مین سے اکثر مغلون کو ان ملکون کے عیسائیون نے مسیحی دین مین شامل کرکے اصطباغ دیا[ف۳]۔ پریستر یحییٰ کی عظمت اور ہیبت کے جو قصے مشہور ہوے اور اُنہون نے عیسائیون کو ترقی مذہب کے سبز باغ دکہلائے تو اہل یورپ کو یقین ہوگیا کہ مغلون کی سب قومین عیسائی مذہب رکہتی ہین۔ یہہ یقین اُن غلط خبرون سے اور پختہ ہوا جو مغل بادشاہون کے عیسائی ہونے اور عیسائی مذہب کے ساتھہ خلوص رکہنے کی نسبت یورپ کے ملکون مین شائع ہوئین اور یہی غلط خبرین تہین جنکی وجہ سے سنٹ لوئی بادشاہ فرانس نے روبرک کے ولیم کو منگو خان کے دربار مین بہیجا کہ خاقان کی طرف سے عیسائی مذہب کی اشاعت مین جو کوشش اور سرگرمی ظاہر ہوئی ہے وہ بدستور جاری رہے مگر پہر ثابت ہوا کہ یہ سب خبرین بالکل لغو تہین۔ ولیم نے البتہ یہ لکہا کہ منگو خان کے دربار مین عیسائی مذہب کو پوری آزادی حاصل ہے اور چند مغلون کے عیسائی ہوجانے سے یہان کے پادریون کو یقین ہے کہ اور لوگ بہی جلد عیسائی ہوجاوینگے لیکن جس حالت مین کہ رومن کیتہولک اور یونانی عیسائی نسطوری اور ارمنی قسیسون اپنے مذہبی

ف۱ دے گوین تیسری جلد صفحہ ۱۱۵ ف۲ دے گوین تیسری جلد صفحہ ۱۲۵ ف۳ کلاپروتہہ صفحہ ۲۰۴۔

جھگڑون کو مغلون کے لشکر مین بہی جاری رکہتے تہے تو مغلون مین عیسائی مذہب کی اشاعت کی کیا امید ہوسکتی تہی - غالبًا عیسائی وعظین کا یہی مذہبی نفاق تہا جسنے مغلون کو عیسائی بنانے مین اُنکی کوششون کو اچھی طرح کامیاب نہونے دیا - جس وقت پادری و قسیس آپس کے جھگڑون مین مبتلا تہے تو بدہ مذہب اور اسلام مغلون مین اپنی بنیاد کو مستحکم کرتے تہے - رومن پوپ نے جو بڑہکر بڑہکر دعوے کیے تو مغلون نے جو اس وقت آدہی دنیا کو فتح کیے بیٹھے تہے پوپ کے سفیرون کے ساتہہ جسقدر مہربانی کا قصد تہا وہ بہی نہ کی - اسکے علاوہ اور بہت سے اسباب ایسے پیش آئے جنہون نے پوپ کی سفارت کو بالکل ناکامیاب کہا[۹۱] -

نسطوری عیسائی جو سیدان مین پہلے ہی سے موجود تہے ایسی خراب حالت رکہتے تہے کہ اس موقع سے کوئی فائدہ نہ اُٹہا سکے - چین کے نسطوریون کی نسبت روبروک کے ولیم نے لکہا ہے[۹۲] کہ وہ نہایت جاہل ہوتے تہے اور نماز کی کتاب کو بہی جو شامی زبان مین تہی سمجھ نہ سکتے تہے - شرابخوار اور طامع تہے اور کثرت ازدواج پر انکا عمل تہا - بدہ مذہب کے پیشواؤن سے معاشرت کی خوبیون مین بہی وہ گرے ہوے تہے اور اُن کے اُسقف اُن مین دورہ نہ کرتے تہے بلکہ بعض موقعون پر پچاس پچاس برس مین صرف ایک دفعہ اُسقف اُنکے پاس پہونچا اور اس موقع پر اُسنے عیسائیون کے سب لڑکون کو یہانتک کہ اُنکو جو گود کے بچے تہے قسیس کے عہدے کی سند دیدی کلیسا کے عہدون کی خرید و فروخت سے قسیس بالکل برباد ہوگئے تہے - مذہب کو اُنہون نے تجارت بنا رکہا تہا اور دین کی اشاعت کی جگہہ اُنکو روپیہ پیدا کرنے کا زیادہ خیال رہتا تہا[۹۳] -

---

۹۱ ڈوہوسن - توم ۲ - صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۷ ۹۲ کرنل یول نے روبروک کے ولیم کی نسبت لکھا ہے کہ اس شخص نے نسطوریون کی علمی اور اخلاقی حالت کو بُرا لکھا ہے اور جسقدر تحریرین بدعتی فرقون کی نسبت لکھی ہین اُن مین ولیم کی تحریر زیادہ قابل وقعت ہے کیونکہ اُسکے پڑہنے ہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایماندار اور لائق شخص نے اسکو لکھا ہے - کلتے اینڈ دی وے دیدر پہلی جلد صفحہ ۹۰ ۹۳ ولیم روبروک کا صفحہ ۱۲۸ - ۱۲۹ -

سلطنت مغلیہ کے مغربی حصہ مین بھی جہان عیسائیون نے مغلون سے یہ امید رکھی تھی کہ لڑائی کے وقت مسلمانون کے مقابلہ مین وہ عیسائیون کی مدد کرینگے اور ارض مقدس پر قبضہ کرنے مین انکو کمک پہونچائینگے ایران کے ایلخانون اور عیسائیون مین جو اتفاق تھا وہ تھوڑی مدت کے بعد جاتا رہا۔ کیونکہ بیبرس مملوکی سلطان مصر (سنہ ۱۲۶۰–۱۲۷۷ع) کی فتوحات اور برکہ خان سے اُسکی مصالحت نے ایلخانون کو اپنی حفاظت اور نفع کی طرف بالکل متوجہ کردیا دمشق اور شہرون کے عیسائیون نے اُس تھوڑی مدت مین جبکہ ایران کے مغلیہ خاندان نے اُنپر مہربانی کی تھی لوگون پر بہت زیادتیان کین اور اس لیئے مغربی ایشیا مین عیسائیون کے نام کو اور داغ لگا[۱]۔

اسلام کے لیئے ایسے وقت مین بدھ مذہب اور عیسائی مذہب کا مقابلہ کرنا اور مغلون کو ان دونون مذہبون سے بچاکر اپنا پیرو بنانا ایسا کام تھا جسمین بظاہر کامیابی ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ مغلون کے طوفان ہلاکت سے مسلمانون کی برابر کسی نے نقصان نہ اُٹھایا تھا وہ مشہور و معروف شہر جو ایک زمانہ مین اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھے اور جہان ایشیا کے ارباب علم و فضل آباد تھے اکثر جلاکر خاک کردیے گئے تھے مسلمانون کے عالم اور فقیہ یا تو قتل کیے گئے یا اُنکو غلام بنایا گیا[۲]۔ خانان مغل جو اسلام کے سوای اور سب مذہبون پر مہربان تھے اسلام کے ساتھہ مختلف درجہ کی نفرت اور عداوت رکھتے تھے۔ چنگیز خان نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ جانورون کو شرع کے مطابق ذبح کرین ان کو قتل کردیا جاوے۔ اسی حکم کو قوبلای خان نے اپنے زمانہ مین از سرنو جاری کیا اور اُسکی پیروی کے لیے مخبر اور مخبرون کے لیئے انعام مقرر کیے اور اس طرح سات برس تک مسلمانون کو سخت سے سخت آزار پہونچائے۔ مفلسون نے

[۱] مقریزی۔ پہلا حصہ صفحہ ۹۸–۱۰۶۔ [۲] مغلون نے مسلمانون پر ایسے ظلم کیے تھے کہ چینی تماشے والے جب بڑے برس کی تصویرین دکھاتے ہین تو ایک تصویر مین سفید ڈاڑھی کا ایک بڈھا آدمی آتا ہے جسکی گردن گھوڑے کی دم سے بندھی ہوتی ہے اور گھوڑا اُسکو گھسیٹے گھسیٹے پھرتا ہے یہ تصویر گویا ظاہر کرتی ہے کہ مغلون کے سوارون نے مسلمانون کو کیسے آزار پہونچائے (ہوورتھ پہلی جلد صفحہ ۱۵۹)

اس موقع پر دولت جمع کرلی اور غلامون نے آزاد ہونے کے لیئے آقاؤن پر فیجہ کا الزام لگایا[۵۱]

گیوک خاقان کے عہد مین (سنہ ۱۲۴۶-۱۲۴۸ء) جسنے کل انتظام سلطنت وعیسائی وزیرون کے سپرد کر رکہا تہا مسلمانون کو سخت اذیتین پہونچائین[۵۲] ارغون خان نے بھی جو چوتہا ایلخان (سنہ ۱۲۸۴-۱۲۹۱ء) ہوا مسلمانون پر ظلم کیئے اور عدالت اور مال کے محکمون مین جسقدر اسامیان اُنکے پاس تہین وہ خالی کرالین اور اُنکا دربار مین آنا بند کر دیا[۵۳]

باوجود ان مشکلات کے مغلون اور اور وحشی قومون نے جو مغلون کے بعد آئین ان ہی مسلمانون کا مذہب قبول کیا جنکو انہون نے اپنے پیرون مین روندا تہا لیکن افسوس ہے کہ تاریخون مین ایسے حالات جن سے مغلون مین اشاعت اسلام کی ترقی دریافت ہوتی ہو نہین ملتے۔ صرف چند واقعات تفصیل سے معلوم ہوتے ہین جن مین سرآوردہ مغلون نے اسلام قبول کیا۔ تمام سلطنت مغلیہ مین ہر جگہہ ایسے مسلمان موجود تہے جو منکرین کو خفیہ طور پر مسلمان کر لیتے تہے۔ اوگتائی خان (سنہ ۱۲۲۹-۱۲۴۱ء) کے عہد مین حاکم ایران کرگز نامی کا حال لکہا ہے کہ وہ اول بُدہ مذہب کا پیرو تہا۔ پہر اُسنے یہ مذہب چہوڑکر اسلام اختیار کیا[۵۴] تیمور خان کے زمانہ مین (سنہ ۱۲۲۹-۱۲۴۱ء) خان انندا نے جو قوبلائی خان کا پوتا تہا اور چین مین صوبہ کانسوہ کا حاکم تہا اسلام قبول کیا اور تانگوت مین اُسنے بہت لوگون کو مسلمان کیا۔ بلکہ جو فوج اُسکے تحت مین تہی اُسکے بہی اکثر لوگ مسلمان ہوگئے۔ تیمور خان نے انندا خان کو اپنے دربار مین بُلایا اور کوشش کی کہ انندا خان اسلام چہوڑکر بُدہ مذہب قبول کرے۔ لیکن اُسنے انکار کیا اور قید مین بہیج دیا گیا۔ تہوڑے عرصہ کے بعد انندا خان قید سے رہا کر دیا گیا کیون کہ تانگوت کی رعایا جسکو اپنے حاکم کے ساتہہ بہت لفت تہی بغاوت پر آمادہ ہو چلی تہی[۵۵]

مغلون کا پہلا بادشاہ جو مسلمان ہوا وہ برکہ خان تہا جو سنہ ۱۲۵۶ء سے سنہ ۱۲۶۵ء تک سیر اوردا

---

[۵۱] ہوورتہ پہلی جلد صفحہ ۱۱۲-۲۷۳ جسوقت دیکہا گیا کہ اس حکم سے مسلمان تاجرون کا دربار مین آنا بند ہو گیا اور اسکی وجہ سے تجارت کو نقصان پہونچا تو یہ حکم منسوخ کر دیا گیا[۵۲] ہوورتہ پہلی جلد صفحہ ۱۶۵ [۵۳] دی گوین تیسری جلد صفحہ ۲۶۵ [۵۴] دہوسن تیسری جلد صفحہ ۱۲۱ [۵۵] ہوسن۔ توم ۲ صفحہ ۲۳۲-۵۳۳

کا خان تھا[۵۱] اس بادشاہ کے مسلمان ہونے کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن وہ ایک کاروان مین پہونچا جو بخارا سے آتا تھا۔ اُس مین دو مسلمان تاجر تھے جنکو برکہ خان الگ لے گیا اور اسلام کے متعلق کچھ سوالات اُن سے کیے۔ مسلمانون نے اپنے مذہب کے احکام وارکان ایسی خوبی سے بیان کیے کہ خان سیراوردا کو مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا اور وہ اسلام لایا اسکا حال برکہ خان نے اپنے چھوٹے بھائی سے بیان کیا اور اُسکو بھی اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی۔ اسکے بعد برکہ خان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا[۵۲] اسلام قبول کرنے کے بعد برکہ خان نے سلطان مصر رکن الدین بیبرس سے مصالحت کر لی۔ اس مصالحت کا باعث خود سلطان مصر سے طرح ہوا کہ اُسنے سیراوردا کے دو سو مغلون کی نہایت خاطر و مدارات کی۔ ان مغلون کا قصہ یہ ہے کہ جب خان سیراوردا اور ہلاکو خان فاتح بغداد مین عداوت زیادہ بڑھی تو یہ دو سو مغل جو ہلاکو کی فوج مین بھرتی تھے بھاگ کر شام کے ملک مین چلے آئے اور یہان سے وہ بڑے اعزاز کے ساتھ قاہرہ پہونچا دیے گئے جہان دربار مصر سے انکو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوئی[۵۳] سلطان رکن الدین نے ان مغلون مین سے دو آدمیون کے ساتھ اپنے چند سفیر کیے اور برکہ خان کو ایک خط انکی معرفت روانہ کیا۔ جب یہ لوگ سیراوردا سے قاہرہ کو واپس آ گئے تو سلطان کو خبر دی کہ برکہ خان کے امیرون کے ہان اور ہر ایک شہزادی کے ہان ایک ایک امام اور موذن مقرر ہے اور بچون کو مکتب مین قرآن پڑھایا جاتا ہے[۵۴] سلطان سے اُنہون نے یہ بھی کہا کہ جب ہم قاہرہ سے روانہ ہوئے تھے تو راستہ مین برکہ خان کے سفیر ملے[۵۵] جو سلطان مصر کی خدمت مین اس اطلاع کے لیے حاضر ہوتے تھے کہ برکہ خان اور اُسکی رعایا مسلمان ہو گئی ہے۔ غرض جب سلطان رکن الدین اور برکہ خان مین رسم اتحاد پیدا ہوا تو سیراوردا کے بہت مغل مصر مین آ گئے جہان انکو اسلام قبول کرنے

---

[۵۱] سنہ ۶۶۲ء مین نجم الدین مختار الزاہدی نے برکہ خان کے لیے ایک کتاب لکھی جسمین رسالت کو برہان سے ثابت کیا اور مسلمانون اور عیسائیون کے مذہبی مناظرون کا حال لکھا۔ ستین شعیند صفحہ ۶۳-۶۲ [۵۲] ابو الغازی۔ توم ۲۔ صفحہ ۱۸۱ [۵۳] مقریزی ۱-۲۔ توم ۱۔ صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۷ [۵۴] مقریزی ۲۱۵ [۵۵] مقریزی صفحہ ۱۸۸

کی ترغیب ہوئی [1]

ایران مین جہان ہلاکو خان دولت ایلخانیہ کا بانی ہوا ترکون مین اسلام کی اشاعت رفتہ رفتہ
ہوئی برکہ خان اور سلطان مصر کے حملون سے بچنے کے لیئے ہلاکو خان نے مشرق کے عیسائیون
سے جیسے آرمینیا کا بادشاہ اور صلیبی مجاہدین تھے اتفاق کر لیا۔ ہلاکو خان کی سب سے چہیتی
بیوی عیسائی تھی اور اُسنے اپنے خاوند کے خیالات عیسائیون کی طرف سے اچھے کر دیئے
تھے۔ ہلاکو خان کے بیٹے اباقا خان نے قسطنطنیہ کے عیسائی شہنشاہ کی بیٹی سے شادی
کی تھی۔ اگرچہ اباقا خان خود عیسائی نہ تھا لیکن اُسکے دربار مین عیسائی پادری کثرت سے موجود رہتے
تھے۔ یورپ کے اکثر عیسائی بادشاہون کو اُسنے اپنے سفیر روانہ کیئے۔ سینٹ لوئی بادشاہ
فرانس۔ چارلس بادشاہ صقلیہ جیمس بادشاہ اراغون کے پاس سفارتین اس غرض سے بھیجین
کہ مسلمانون کے خلاف یہ عیسائی اُس سے اتفاق کر لین۔ اسی خیال سے ۱۲۷۴ء مین اباقا خان
نے لیون کی مجلس کو ایک سفارت روانہ کی۔ جب یہ سفارت مجلس مین پہونچی تو مغلون کے سفیر
خاص نے سر مجلس عیسائی مذہب قبول کیا اور اپنے ہمراہیون کے ساتھہ اصطباغ لیا عیسائیون
کو اباقا خان کے عیسائی ہونے کی بہت امیدین تھین۔ لیکن وہ سب فضول ثابت ہوئین۔
اور اُسکا بھائی تکودار جو اُسکا جانشین ہوا دولت ایلخانیہ کا پہلا بادشاہ تھا جسنے اسلام قبول کیا
ایک عہد نویس عیسائی مصنف نے لکھا ہے [2] کہ تکودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب پر ہوئی تھی۔
بچپن مین اسکو اصطباغ ملا تھا اور نکولس اُسکا نام رکھا گیا تھا " لیکن تکودار جب بڑا ہوا تو اُسنے
مسلمانون کے اثر صحبت سے جنکو وہ بہت عزیز رکھتا تھا عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام اختیار کیا
اور سلطان محمد (یا احمد) اپنا نام رکھا اور جسقدر ہو سکا اس بات کی کوشش کی کہ سب تاتاری
اسلام قبول کر لین اور اسکے لیئے انعام و اکرام سے اختیار اور عزت لوگون کو بخشتا۔ یہانتک
کہ اُسکے زمانہ مین بہت تاتاری مسلمان ہو گئے " اس بادشاہ نے سلطان مصر کو اپنے مسلمان

[1] مقریزی صفحہ ۲۲۲ [2] وصاف۔ اس بادشاہ کو مسلمان ہونے سے پیشتر نکودار اور مسلمان ہونے کے بعد احمد لکھا ہے [3] ہیتوم۔ (راموسیو۔ تمام ۲۔ صفحہ ۶۰)

ہونے کی خبر ذیل کے مراسلہ سے بھیجی ہے۔ خدا کی قوت اور قاآن کے اقبال سے سلطان احمد کا فرمان بادشاہ مصر کے نام۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا نے اپنی عنایت اور ہدایت کی روشنی سے آغاز نوجوانی کے زمانہ مین ہمکو اپنی الوہیت اور وحدانیت کا اقرار کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے اور اپنے دوستون اور نیک بندون کی نسبت خوش اعتقاد رہنے کی ہدایت کی تہی وہ جس کسی کو ہدایت پر لانا چاہتا ہے اُسکے دل کو مذہب اسلام قبول کرنے کے لیئے کھول دیتا ہے[۱]۔ ہم اُس وقت سے آج تک دین کا بول بالا کرنے اور مذہب اسلام اور مسلمانون کے معاملات کی اصلاح کرنے پر مائل رہے یہانتک کہ والد بزرگوار اور برادر بزرگ کی طرف سے حکمرانی کی نوبت ہم تک آپہونچی اور خدا نے اپنی مہربانی سے ہماری امیدون کو پورا کیا اور حکومت اور سلطنت ہمکو عنایت کی۔ پہر قریلتائی (کورلتائی) مبارک مین جس سے وہ مجلس مراد ہے جسمین تمام بہائی بند اور شہزادے اور بڑے بڑے امیر اور فوج کے سردار مشورہ کرنے کے لیئے بیٹہتے ہین سب نے ملکر یہہ قرار دیا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی کو جاری کیا جاوے۔ اور ہماری فوجون مین سے جنکی کثرت سے زمین باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہے اور جنکی صولت اور ہیبت سے سب کے دل کانپتے اور تہراتے ہین ایک جم غفیر کو اطراف مین روانہ کیا جاوے اور یہہ فوج کشی ایسے مضبوط ارادے کے ساتہہ ہو جسکے سامنے بلند پہاڑ جہک جاوین اور سنگ خارا کے چٹان نرم پڑجاوین ہمنے اس مقصد پر غور کیا جسپر اُنکے ارادے پختہ اور اُنکی رائین متفق تہین۔ اور ان سب کا خلاصہ جو معلوم ہوا وہ اُس عام نیکی کے برخلاف تہا جسکے جاری کرنے کا ہم ارادہ کرتے تہے اور جس سے مراد یہہ ہے کہ شعار اسلام کو زندہ کیا جاوے اور جو احکام ہماری طرف سے جاری ہون اُن سے خونریزی موقوف ہو اور دنیا کی مصیبت کم ہو اور دنیا کے اطراف مین امن و امان کی ہوا چلے اور تمام شہرون کے حاکم ہماری شفقت اور مہربانی سے آرام پاوین

[۱] قرآن۔ سورہ (۶) آیت ۱۲۵۔

کیونکہ ہم خدا کی تعظیم کرتے ہین اور خدا کی مخلوق پر مہربان ہین - اس لیئے خدا نے ہمارے
دل مین الہام کیا کہ ہم مشتعل آگ کو بجھائین اور فتنہ و فساد کو فرو کرین اور جن لوگون نے یہہ
رای دی ہے انکو اُس تدبیر سے مطلع کرین جس سے دنیا کی بیماریون اور تکلیفونکے دور ہونے
کی امید ہے اور جسکو سب سے پہلے عمل مین لانے اور سب سے آخری علاج سے باز رہنے
کی خدا نے ہمکو ہدایت کی ہے - اس لیے ہم بھالون کو جنبش مین لانے اور کمانون پر
چلہ چڑہانے مین جلدی نہین کرتے ہین - اور جبتک کہ حق بات ظاہر نہو اور حجت قوی نہو
ہم اس امر کی اجازت نہین دیتے شیخ الاسلام قدوۃ العارفین کی نصیحت نے جو امور مذہبی
مین ہمارے سب سے بہتر مددگار ہین ہمارے اُس ارادہ کو جو فلاح و بہبودی کی خواہشون
پر مبنی ہے اور اُس راے کو جس سے کامیابی کی امید ہے پختہ اور مصمم کر دیا - چنانچہ
ہم نے یہہ فرمان جاری کیا جو ماننے والون کے لیے خدا کی رحمت اور نہ ماننے والون
کے لیئے خدا کا عذاب ہے - ہم نے اس فرمان کے نہ ماننے والون کے لیے قاضی القضاۃ
قطب الدین شیرازی اور اتابک بہاء الدین کو جو اس سلطنت کے عمائد ہین روانہ کیا ہے تاکہ
لوگون کو ہمارے طریقہ سے واقف کرین اور تمام مسلمانون کے فائدہ کے لیئے جو بات
ہمارے دل مین پوشیدہ ہے سب اُس سے آگاہ ہون - نیز اُن سب لوگون کو اس
بات سے مطلع کرین کہ خدا نے ہمکو بصیرت اور ہدایت عطا کی ہے اور اسلام اُن تمام گناہون
کو معاف کرتا ہے جو مسلمان ہونے سے پہلے وقوع مین آئے ہون - اب تو خدا نے ہمکو
ہدایت کی ہے کہ ہم حق کی اور اہل حق کی پیروی کرین . . . . پس اگر لوگون کے
دل ایسی دلیل کی جستجو مین ہین جن سے وہ ہمپر بھروسا کر سکین اور ایسی حجت طلب کرتے ہین
جس سے کامیابی کی امید کر سکین تو وہ ہماری اُن تمام فضیلتون پر نظر ڈالین جو دنیا مین
عام طور پر مشہور ہو چکی ہین - کیونکہ ہم نے خدا کی عنایت سے دین کے نشانون کو بلند کیا ہے
اور ہر ایک حکم کے جاری کرنے مین اس امر کو پیش نظر رکہا ہے - اور شرع محمدی کے قوانین

کو بلحاظ اُنکی عظمت اور بزرگی کے عین مقتضای انصاف پر جاری کیا ہے۔ ہم نے تمام
رعیت کے دلون کو خوش کیا ہے اور جن سے پہلے کوئی بُرائی یا خطا سرزد ہوی تھی اُن
سب کو یہہ کہکر معاف کردیا ہے کہ خدا بھی تمہاری اگلی خطاؤن کو معاف کرے ہم نے مسلمانون
کے اوقاف کی جن مین مسجدین اور مقبرے اور مدرسے شامل ہین اصلاح کی ہے اور تمام
خیرات خانون اور مہمان سراؤن کو جنکے نشان مٹ گئے تھے دوبارہ آباد کیا ہے اور اوقاف
کی آمدنی کو اُنکے قدیم دستور اور وقف کرنے والون کی شرائط کے موافق حقدارون تک
پہونچا دیا ہے . . . . . ہم نے حکم دیا ہے کہ ہمارے احکام حاجیون کے معاملہ کو مہتم
بالشان سمجھین اور اُنکے لیئے سامان سفر مہیا کرین اور جن ستون سے وہ سفر کرتے ہین اُن کو
آباد اور بے خطر رکھین۔ اور حاجیون کے قافلون کو باآرام تمام روانہ کرین۔ ہم نے تمام
سوداگرون کو جو ملک مین آمد و رفت رکھتے ہین پوری آزادی عطا کی ہے کہ وہ اپنے طریقے
سے جس طرح چاہین سفر کرین اور فوج اور قراغول اور شحنون کو جو ملک کے اطراف مین مقرر ہین
سخت ممانعت کی ہے کہ سوداگرون کی آمد و رفت مین کسی طرح کی مزاحمت نہ کرین . . . . . .
تاکہ شہر اور ملک آباد ہون۔ فتنے اور فساد فرو ہون۔ تیز تلوارین میان مین ہین اور تمام باشندے
آرام و آسایش سے بسر کرین۔ اور مسلمانون کی گردنین ذلت اور خواری کے طوق سے
نکل جائین"۔ [1]

تاریخ مغلیہ کے ناظرین کو اُن صدہا ظلمون اور متواتر کشت و خون کے ہنگامون کو ڈھنڈی
کے بعد جو مغل اور تاتاریون نے برپا کیئے اس فرمان کو مطالعہ کرنے سے بہت راحت معلوم
ہوئی ہوگی اور تعجب ہوا ہوگا کہ ایک مغل فرمانروا کی زبان سے بھی اسقدر فیاضی اور انسانی
ہمدردی کے خیالات ادا ہوے۔

مغلون نے جب دیکھا کہ اُن کا خان تکودار مسلمان ہوگیا اور وہ عیسائیون پر ظلم کرتا ہے

[1] وصاف صفحہ ۱۳۲ - ۲۳۴

تو اُنکو بہت بُرا معلوم ہوا۔ اگرچہ مغل عیسائی نہ تھے لیکن عیسائیون سے اُنکا واسطہ اور اتحاد مدت سے چلا آتا تھا۔ اس لیئے ان مغلون نے تکودار کی شکایت قوبلائی خان سے کی کہ اُنکے خان نے اپنے باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیا ہے۔ غرض تکودار کے خلاف ایک بغاوت برپا ہوئی جسکا سرغنہ ارغون خان تھا تکودار کو اُسنے قتل کیا اور خود مالک تخت و تاج بن گیا ارغون کے عہد حکومت مین (سنہ ۱۲۸۴-۱۲۹۱ع) جو چند سال تک جاری رہا عیسائیون پر بہت سلطنت کی طرف سے مہربانی ہوئی اور مسلمانون کو سختیان اوٹھانی پڑین اور سرکاری عہدون اور نوکریون سے وہ برطرف کیے گئے۔[۵۱] سنہ ۱۲۹۵ع تک تکودار کے جانشین اپنے قدیم مذہب شامان کے پیرو رہے۔ لیکن سنہ ۱۲۹۵ع مین البتہ انکا ساتوان بادشاہ غازان جو خاندان ایلخانیہ کا سب سے زیادہ باعب اور پرسطوت بادشاہ ہوا مسلمان ہوگیا اور اُسنے اسلام کو ایران کا شاہی مذہب قرار دیا۔ سلطان غازان سے پہلے تین بادشاہون کے زمانہ مین عیسائیون کو برابر یہہ توقع رہی کہ ایران کا شاہی خاندان عیسائی ہوجائیگا کیونکہ اس خاندان نے عیسائیون پر بہت مہربانیان کی تہین اور ہمیشہ انکو مناصب جلیلہ پر ممتاز کیا تھا لیکن ایسا نہوا۔ سلطان غازان کے بعد بایدو خان نے جو سنہ ۱۲۹۵ع مین چند مہینون کے لیے سلطنت ایران پر قابض رہا۔ عیسائیون کی امیدون کو اسطرح ترقی دی کہ مغلون مین اشاعت اسلام کو قطعی بند کرنے کی کوشش کی اور اس مذہب پر وعظ کرنیکی بالکل ممانعت کردی۔[۵۲] مسلمان ہونے سے پہلے سلطان غازان کی تعلیم و تربیت بدہ مذہب پر ہوئی تہی اور خراسان مین اس بادشاہ نے بدہون کے لیے مندر تعمیر کردیے تھے بدہ مذہب کے عالمون کی صحبت سے وہ بہت خوش ہوتا تھا اور یہہ لوگ جسوقت دولت مغلیہ کو عروج ہوا تہا ایران مین کثرت سے چلے آئے تھے۔[۵۳] سلطان غازان کو مختلف مذہبونکی تحقیق

---

[۵۱] دے گوین۔ تیسری جلد صفحہ ۲۶۳-۲۶۵ [۵۲] دہوسن توم ۴۔ صفحہ ۱۴۱-۱۴۲۔
[۵۳] دہوسن توم ۴۔ صفحہ ۱۴۸۔

و تفتیش کا بڑا شوق تہا اور ہر مذہب کے عالمون سے وہ مذہبی مباحثے کرتا تہا[۵۱] - غازان کا وزیر
اور اسکے عہد کا مورخ حکیم رشید الدین تہا جسکا یہ خیال غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غازان
سچی نیت اور عقیدہ سے مسلمان ہوا اور اپنے تمام زمانہ بادشاہی مین وہ اسلام کا نہایت پابند
رہا۔ حکیم رشید الدین کے ہمعصر (اور زمانہ مابعد کے) مورخون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ
غازان چند امیرون اور مشایخ کے کہنے سے مسلمان ہو گیا تہا[۵۲] - لیکن غازان کا طرفدار مورخ لکہتا
ہے کہ - "ایک بڑی بادشاہ کو کیا لالچ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کرے اور خاص کر
ایسے بادشاہ کو جسکے بت پرست بزرگون نے دنیا کو فتح کیا ہو[۵۳]" غرض غازان کے مسلمان
ہوتے ہی ایرانیون کے دل بادشاہ کے قبضہ مین آ گئے اور جب سلطان غازان اور بایدو خان
مین تخت ایران کے لیئے لڑائیان شروع ہوئین تو دشمن کی سپاہ مین جو مغل مسلمان تہے
وہ بایدو خان کا ساتہہ چہوڑ کر غازان کی مدد کو چلے آئے تا کہ مسلمانون کی مدد کرین -
اسی دور اندیشی سے امیر نوروز بیگ نے جو بایدو کے خلاف غازان کا معاون تہا غازان
پر اسلام قبول کرنے کا زور ڈالا تہا - چنانچہ جب یہہ بادشاہ مسلمان ہو گیا تو امیر نوروز بیگ نے
مبارکباد دی کہ میری پیشین گوئی پوری ہوئی جس مین مین نے ایک بادشاہ کے پیدا ہونے
کی خبر دی تہی جو اسلام کی حفاظت کریگا اور پہر اس مذہب کو پہلے ہی سے رونق و زینت
دیگا - اور اگر اوسنے اسلام قبول کر لیا تو کل ایران کا وہ فرمانروا ہوگا اور اہل اسلام کافر مغلون
کے جوے سے نکلکر اس بادشاہ کی حمایت کرینگے اور خدا اس بادشاہ کو دین برحق کا حامی
جانکر (جسنے اسلام کو تباہی سے بچایا) لڑائی مین اسکو فتح دیگا - غرض کسی قدر تذبذب کے بعد
غازان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا - اور افواج و شاہی ارکین دولت نے
بادشاہ کا اتباع کیا - سلطان غازان نے زاہدون اور عالمون مین روپیہ تقسیم کیا - مساجد مین
گیا اور اولیا اور فقرا کے مزارون کی زیارت کی - غرض اس مغل بادشاہ نے اپنے تئین ہر طرح

[۵۱] دہوسن توم ۴ صفحہ ۶۵ سنہ [۵۲] دہوسن توم ۴ صفحہ ۱۴۸ و ۳۵۴ [۵۳] دہوسن توم ۴ صفحہ ۱۲۸ و ۱۴۲

سے نہایت باخدا مسلمان ثابت کیا۔ سنہ ۱۳۰۴ع مین غازان کا بہائی سلطان محمد خدابندہ کے
نام سے تخت ایران پر بیٹہا۔ اس سلطان کی مان عیسائی تہی اور بچپن مین اُسکی تعلیم و تربیت بہی
عیسوی طریقہ سے ہوی تہی اور نکولس کے نام سے اُسنے اصطباغ پایا تہا۔ لیکن مان کے مرنے
پر وہ اپنی بیوی کے کہنے سے مسلمان ہوگیا[ف۱]۔ ابن بطوطہ نے لکھاہے کہ نکولس خان یعنی
سلطان خدابندہ کے مسلمان ہونے سے مغلون مین بڑا اثر پیدا ہوا[ف۲]۔ غرض اُس زمانہ سے
قلمرو ایلخانیہ مین اسلام سب مذہبون پر غالب آگیا۔

بلاد متوسطہ مین جو چغتائی ابن چنگیز خان اور اُسکی اولاد کے حصہ مین آئے تہے دعوت
اسلام کے حالات کا پتہ کم چلتاہے۔ اس سلسلہ مین پہلا بادشاہ جسکو نور اسلام کی برکت ملی"
وہ براق خان تہا جو چغتائی خان کا پڑپوتا تہا اور جسنے تخت نشین ہونے کے دو برس بعد
مسلمان ہوکر سلطان غیاث الدین (سنہ ۱۲۶۶-۱۲۷۰ع) اپنا نام رکہا[ف۳]۔ لیکن یہان شروع زمانہ مین
اسلام کی ترقی زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکی کیونکہ براق خان کے مرنے کے بعد جو مغل
مسلمان ہوئے تہے اُنہون نے پہر اپنا قدیم مذہب اختیار کرلیا تہا۔ اور چودہوین صدی
عیسوی سے پہلے اس حالت کی اصلاح نہ ہوسکی۔ البتہ طرمشرین خان جسنے سنہ ۱۳۲۲ع سے

ف۱ ہتامر گستال گیشختے در ایلخانین۔ دوسری جلد صفحہ ۱۲ ...... یہ خلاف قیاس نہین ہے کہ مسلمان عورتون نے جو مغلونکی
باندیان ہوتی تہین مغلون کو مسلمان کرنے مین بڑی کوشش کی مغلون مین عورتون کو عزت کا رتبہ حاصل تہا روبرک نے اکثر
مثالین اسکی بیان کی گئین مین کہ ان عورتون کو اپنے خاوندون کے مذہبی خیالات پر قدرت حاصل تہی سلطنت اسکی نظیرین ہی ملتی
ہین کہ مغلونکی حکومت کے زمانہ مین اُنکو ملکی معاملات مین بہی بڑا حصہ ملتا تہا روبرک کا ولیم لکہتا ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان کو
عیسائی کرنیمین اسکی مسلمان بیوی کی وجہہ سے بڑا خلل پڑا وہ لکہتا ہے کہ پنٹی کوسٹ کے دن ایک مسلمان ہم سے باتین
کرنے آیا اور ہمنے اسکو اپنے مذہب سے آگاہ کیا۔ جب اسنے ہمسے سنا کہ خدا کا مجسم ہونا مُردونکا اُٹہنا قیامت اور اصطباغ سے گناہونکا
پاک ہونا کیساہی اور اُسپر ایمان لانیسے کیا نفع ملتاہی تو اس مسلمان نے اصطباغ پانیکی خواہش ظاہر کی لیکن جب ہم اسکو اصطباغ دینے کی تیاری
کرینگے تو دفعتاً اُسکو کچہہ خیال آیا اور دوڑکر وہ گہوڑی کی پیٹہہ پر جا بیٹہا اور کہا کہ اب مین گہر جاکر اپنی گہروالی سے پوچہہ آؤن دوسرے
دن جسکو وہ پہر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کچہہ ہوجائے مین ہرگز ہرگز اصطباغ نہ لونگا کیونکہ اگر مین عیسائی ہوگیا تو پہر گہوڑی کا دودہ پینا
کبہی نصیب نہوگا۔ (روبروک کا ولیم صفحہ ۱۰۱) ف۲ ابن بطوطہ۔ دوسری جلد صفحہ ۵۷۔ ف۳ ابو الغازی ترجمہ صفحہ ۱۵۹۔

سنہ ۱۳۳۰ء تک سلطنت کی جسوقت مسلمان ہوا تو جغتائیہ مغلون نے بالعموم اسلام اختیار کرلیا۔ اور جب ایکدفعہ انہون نے اپنے بادشاہ کی طرح اسلام قبول کرلیا تو بہیرہ مضبوط دل سے اس مذہب پر قائم رہے لیکن اس حال مین بہی اسلام کا اور مذہبون پر غالب آنا جو حریف مقابل تہے یقینی امر تہا۔ کیونکہ طرمشرین کے جانشینون نے مسلمانون پر ظلم وستم کرنے شروع کردیے[۱] اور جبتک کاشغر کا بادشاہ جسکی ریاست جغتائیہ سلطنت کی تقسیم وضعف سے خودمختار ہوگئی تہی اسلام کی حمایت کو نہ اوٹہا اسوقت تک اسلام کی ترقی ممکن نہ ہوئی۔ سلطان کاشغر کے مسلمان ہونے کی نسبت جسکا نام تغلق تیمور خان (سنہ ۱۳۴۷-۱۳۶۳ء) تہا لکہا ہے کہ بخارا سے ایک بزرگ شیخ جمال الدین کاشغر مین آئے اور انہون نے تغلق تیمور کو مسلمان کیا۔ شیخ جمال الدین اور انکے ساتھی سفر مین تہے کہ نادانستہ تغلق کی شکاری زمین پر سے انکا گذر ہوا بادشاہ نے اس قصور مین ان سب لوگونکی مشکین کسواکر اپنے سامنے طلب کیا۔ اور نہایت غصہ کی حالت مین ان سے پوچہا کہ تم لوگ کیون ہماری زمین پر بے اجازت داخل ہوے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ہم اس ملک مین اجنبی ہین اور ہمکو مطلق خبر نہ تہی کہ ہم ایسی زمین پر چل رہے ہین جسپر چلنے کی ممانعت ہے۔ بادشاہ کو جب یہہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایرانی ہین تو اسنے کہا کہ ایرانی سے تو کتا بہتر ہوتا ہے۔ شیخ نے کہا "سچ ہے اگر دین برحق ہمارے پاس نہ ہوتا تو ہم فی الحقیقت کتے سے بہی بدتر تہے"۔ یہ جواب سنکر تغلق تیمور حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ جب ہم شکار سے واپس آئین تو یہ ایرانی ہمارے سامنے حاضر کیے جائین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بادشاہ نے شیخ جمال الدین کو علیحدہ لیجاکر کہا کہ جوکچہہ تم اسوقت کہتے تہے اسکو اب سمجہاؤ دین برحق سے تمہارا کیا مطلب تہا یہ سنکر شیخ نے اسلام کے احکام اور ارکان کو ایسے جوش سے بیان کیا کہ تغلق تیمور کا دل جو پہلے پتہر تہا اب موم کی طرح نرم پڑگیا۔ شیخ نے حالت کفر کا ایسا مہیب نقشہ کہینچا کہ بادشاہ کو اپنی غلطیون سے ابتک بے بصیرت رہنے کا یقین ہوگیا

---

[۱] ابن بطوطہ توم ۳۔ صفحہ ۴۷۔

لیکن اُسنے کہا کہ "اگر اِسوقت مین اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرونگا تو پھر رعایا کو راہ راست پر لانا اسکو دنگا۔ اِسلیئے کچھہ عرصہ کے لیئے تم سکوت کرو۔ جب مین اپنے باپ کے تخت اور ملک کا مالک ہون تو اُسوقت تم میرے پاس آنا۔" چغتائیہ سلطنت اب حصہ ہوکر چھوٹی چھوٹی عملداریون مین تقسیم ہوگئی تھی۔ اور ہیرن کے بعد تغلق تیمور اِس قابل ہوا کہ ان سب عملداریون کو شامل کرکے پھر قلمرو چغتائیہ کی مثل ایک سلطنت قائم کردی اِس عرصہ مین شیخ جمال الدین اپنے وطن کو چلے گئے اور یہان سخت بیمار پڑے جب موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے رشید الدین سے کہا "تیمور تغلق ایک دن بڑا بادشاہ ہوگا۔ تم اُسوقت اُسکے پاس جانا اور میرا سلام پہونچا کر بخوف و خطر بادشاہ کو یاد دلانا کہ اُسنے مجھسے کیا وعدہ کیا تھا۔" چند سال کے بعد جب تیمور تغلق نے باپ کا تخت حاصل کرلیا تو ایکدن رشید الدین بادشاہ کے لشکر مین پہونچا تاکہ باپ کی وصیت پوری کرے لیکن باوجود کوشش کے اُسکو خان کے دربار مین رسائی نہوئی۔ آخرکار اُسنے مجبور ہوکر یہ تدبیر کی کہ ایک دن علی الصباح تغلق کے خیمہ کے قریب اذان کہنی شروع کی تغلق کی جب نیند اُچاٹ ہوئی تو غصہ ہوکر اُسنے رشید الدین کو اپنے سامنے بلوایا۔ رشید الدین آیا اور اپنے باپ کا پیغام تغلق کو سنایا۔ تغلق کو پہلی ہی سے اپنے وعدے کا خیال تھا وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اسکے بعد اُسنے اپنی رعایا مین اسلام کی اشاعت کی اور اُسکے زمانہ مین ان تمام ملکون کا مذہب اسلام ہوگیا جو چغتائی ابن چنگیز خان کی اولاد کے تسلط مین رہے تھے[1]۔

اب ہمکو سیر اوردا مین دعوت اسلام کی تاریخ پر نظر کرنی چاہیئے۔ مغلان سیر اوردا کی خیمہ زنی کے لیئے وہ سرسبز قطعات ملک تھے جو دریاے والگا سے سیراب ہوتے ہین۔ اس دریا کے کنارے پر اُنھون نے سراے کا شہر جو اُنکا دار الحکومت تھا آباد کیا تھا۔ وہ یہی پایۂ تخت تھا جہان روس کے بادشاہ خان سیر اوردا کو خراج بھیجا کرتے تھے۔ برکہ خان کے اسلام لانے سے اور سلطنت مصر سے اُسکے تعلقات سے جو زمانہ مابعد مین پیدا ہوے اسلام کی بڑی ترقی کی۔ برکہ خان کی طرح سیر اوردا کے اُمرا اور اراکین دولت بھی جو نسل مغل سے تھے رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے۔ لیکن بعض مغل جرگون نے مخالفت بھی کی کہ اسلام اُن مین شائع نہ کیا جاوے۔ اور جب خان سیر اوردا کے مسلمان ہونے کا اعلان ہوا تو ان لوگون نے

---

[1] ابو الغازی۔ ترجمہ۔ ۲۔ صفحہ ۱۶۷ - ۱۶۸ -

برکہ خان کو تاج و تخت کا اہل نہ سمجھا - اور ہلاکو خان کو خانیت سیرا وردا پر مسلط ہونے کے
لیئے لکھا - یہہ مخالفت ایسی بڑہی کہ جرگہ توگائی جدا فرقہ کی حیثیت سے قائم ہوگیا - اس جرگہ
نے اپنا نام برکہ خان کے سپہ سالار توگائی خان کے نام پر رکہا تہا - جب سیرا وردا کے اور
شہزادے بہی مسلمان ہوگئے تو جرگہ توگائی بدستور اپنے آبائی مذہب پر قائم رہا - اور جن
مغلون نے اپنا مذہب ترک نہ کرنا چاہا اُنہون نے جرگہ توگائی کی طرف رجوع کیا توگائی خان
کی بیٹی جسکی شادی ایک شامانی المذہب مغل سے ہوی تہی کچہہ عرصہ کے بعد مسلمان ہوگئی
اور اُسکو اپنے خاوند کے ظلم و ستم سہنے پڑے[۱]۔

ازبک خان کو جو سنہ ۱۳۱۳ء سے سنہ ۱۳۲۰ تک سیرا وردا کا خان رہا مغلون کو مسلمان
کرنے مین بڑی شہرت ہوی - لیکن مغل اس سردار سے یہ کہا کرتے تہے کہ "جو کچہہ تمکو چاہیئے
وہ ہماری اطاعت اور فرمانبرداری ہے - ہمارے مذہب سے تمہین کیا بحث - ہم کیون چنگیز خان
کا مذہب چہوڑ کر عربون کا دین قبول کرین" لیکن باوجود سخت مخالفتون کے جو ازبک کو پیش
آئین اُسنے کثرت سے اُن لوگون کو اس مذہب مین شامل کرلیا جسکا وہ خود نہایت جوش سے حامی تہا
اور یہ صرف اُسی کی کوشش تہی کہ جس ملک کا وہ خان تہا اُس ملک مین اسلام شائع ہوگیا[۲]۔

ازبک خان ہی کا اثر وسط ایشیا کے جرگہ ازبک مین پہونچا جسکا نام اس خان کے نام سے
چلا اور اُسی کے عہد مین غالبًا اس قوم ازبک نے اسلام قبول کیا - سلطان ازبک نے اسکی
تدبیر بہی سوچی کہ کسی طرح ملک روس مین اسلام پہیل جاوے[۳] لیکن اسمین وہ کامیاب نہوا اگرچہ
روس کے ملک مین مغلون کو دو سو برس سے بہت قوت حاصل تہی لیکن ملک کے باشندون
پر اُنکی کسی بات کا خاصکر مذہب کا مطلق اثر نہ پڑا - سلطان ازبک خان کو اشاعت اسلام کا
حد درجہ خیال تہا لیکن باوجود اس خیال کے عیسائی رعایا کو اُسنے بالکل مذہبی آزادی دے
رکہی تہی اور اُنکی مذہبی رسوم مین کسی طرحکی دست اندازی نہ کی جاتی تہی بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت

۱؎ ہوورتہ دوسری جلد صفحہ ۱۰۱ ۲؎ ابو الغازی یتم ۳ صفحہ ۱۸۰ ۳؎ دے گوین تیسری جلد صفحہ ۱۵۳-

کی بہی اجازت اُسنے دے رکھی تہی۔ مسلمانون کے طریق مصالحِ کل کے ثبوت مین اور غیر مذہب والونکو
مذہبی آزادی دینے کی شہادت مین جو تاریخی دستاویزین ملتی ہین اون مین سب سے بڑہ کر
وہ فرمان ہے جو ازبک خان سے وارداتِ مطران بطرس امیٹر و پولیٹن پیٹر) کے نام جاری
کیا۔ فرمان یہہ ہے۔

"خداے بزرگ کے حکم اور قدرت سے اُسکی عظمت اور رحمت سے اُزبک کا مراسلہ ہمارے
سردارون کے نام خواہ اعلیٰ ہون یا ادنیٰ۔ کسی شخص کو نہین چاہیئے کہ مطران کے کلیسا
کی توہین کرے جسکا افسر بطرس ہے۔ اور نہ اُسکے نوکرون یا قسیسون کو بُرا کہے۔ کسی
آدمی کو نہین چاہیئے کہ اُنکے مال و اسباب یا آدمیون پر قبضہ کرے۔ جو شخص ایسا کریگا
اور ہمارے فرمان کو توڑیگا وہ خدا کے سامنے تقصیروار ہوکر عذاب کا مستوجب ہوگا اور ہماری
طرف سے اُسکو موت کی سزا ملے گی۔ مطران کو امن و حفاظت کے ساتھہ رہنے دینا چاہیئے
تاکہ انصاف اور اطمینان قلب سے وہ یا اُسکا نائب مذہبی معاملات کے انصرام مین مصروف
رہے۔ ہم اقرار کرتے ہین کہ نہ ہم خود اور نہ ہماری اولاد اور نہ ہماری قلمرو کے بادشاہ اور
نہ ہمارے ملکون کے صوبے عیسوی کلیسا یا مطران کے معاملات مین دست اندازی کرینگے
اور نہ اُنکے شہر نہین اور نہ اُنکی شکارگاہون اور مچھلی پکڑنے کی جگہون مین اُنکے مزاحم ہونگے
اور نہ اُنکے شہد کے چھتون اور اُنکی زمینون سے اور نہ اُنکے میدانون اور جنگلون اور قصبات
اور دیگر مقامات سے جو اُنکے عاملون کے انتظام مین ہونگے اور نہ اُنکے انگورستانون سے
نہ اُن کی چکیون سے اور جاڑے مین مویشیون کی رہنے کی جگہہ سے یا کلیسا کے مال و اسباب
سے ہمکو کسی طرح کا تعرض ہوگا۔ مطران کے دل کو ہمیشہ پریشانی سے دور رہنے دو اور اُسکو
ہمارے لیئے اور ہماری اولاد اور قوم کے لیئے اطمینان قلب کے ساتھہ خدا سے دعا کرنے
دو۔ کوئی شخص جو کلیسا کی کسی مقدس چیز پر ہاتہہ ڈالیگا وہ گناہگار ہوگا اور خدا کا قہر اُسپر نازل
ہوگا اور موت کی سزا اُسے ملے گی تاکہ اور لوگ اُس سے عبرت پکڑین۔ جسوقت خراج جسمین

چونگی یا ہل اور جوے کا محصول یا آدمیون کا محصول شامل ہے لیا جاوے یا جسوقت ڈاک کے لیئے گھوڑے کسی سے طلب کیئے جاوین یا ہم فوج کے لیئے رعایا مین سے آدمی بھرتی کرین تو بڑے کلیساؤن سے جو مطران بطرس کے تحت مین ہین کچھہ نہ لیا جاوے اور نہ اُنکے قسیسون سے کچھہ وصول کرنا چاہیئے جو کچھہ قسیسون سے لیا جائیگا وہ تگنا کرکے دینا پڑے گا۔ . . . . . اُنکے آئین و قوانین کا اُنکے گرجاؤن اور خانقاہون کا ادب کرنا ہوگا اور جو کوئی اُنکے مذہب کو متہم کریگا یا اُسکی توہین کریگا وہ کسی عذر یا حیلہ سے بے قصور تصور نہ ہوگا بلکہ موت کی سزا اُسکو ملے گی قسیسون اور اُسقفون کے بھائی اور بیٹے جو ایک ہی دسترخوان پر کہاتے ہون اور ایک ہی چہت کے نیچے رہتے ہون اُن کو بھی یہ سب حقوق حاصل ہون گے"[1]

سلطان اُزبک خان کے اس فرمان مین خالی لفظ ہی لفظ نہ تھے بلکہ جس مذہبی آزادی کا وعدہ ہوا وہ فی الواقع عیسائیون کو ملی۔ اور اُسکے ثبوت مین وہ مراسلہ ہے جو ۱۳۸۸ء مین پوپ جان بست و دوم نے سلطان ازبک کے پاس بھیجا اور خان سیراوارد اکا شکریہ ادا کیا کہ اُسنے اپنی عیسائی رعایا کے حال پر بڑی مہربانی کی[2] ازبک کے جانشینون مین اشاعت اسلام کے لیئے وہ ہمت اور جوش نہ تہا جو خود ازبک کے دل مین موجود تہا اور جہان اس بادشاہ کو اسلام پہیلانے مین کامیابی نہ ہوی وہان اُسکے جانشینون کو کیا کامیابی ہوسکتی تہی۔ جسوقت تک روس کی رعایا محصول دیئے جاتی تہی اسکو آزادی تہی کہ جس طرح چاہے اپنے دین و آئین پر قائم رہے۔ عیسائی مذہب اُسکی زندگی کا ایسا جزو ہوگیا تہا کہ اگر اس دین سے اسکو علیحدہ کرنے کی کوشش بھی کیجاتی تو کامیابی نہ ہوتی۔ کیونکہ دریاے ولگا کے کنارون پر مغلون کے آباد ہونے سے تین سو برس پہلے عیسوی دین باشندگان روس کا قومی مذہب بن چکا تہا۔

---

[1] کارامسین۔ چوتھی جلد صفحہ ۳۹۱-۳۹۴ [2] ہامرپرگستال "تاریخ سیراوردا در قبچاق" صفحہ ۲۹۰-

مغلون سے سو برس پہلے بلغاریا کے مسلمانون نے روسیون کو مسلمان کرنا چاہا تہا مگر وہ کامیاب نہ ہوے - دسوین صدی عیسوی مین دریای ولگا کے کنارون پر بلغاریہ کے مسلمان آباد تہے اور یہہ لوگ غالبًا اُن مسلمان تاجرون کی ہدایت سے مسلمان ہوے تہے جو شمالی ملکون مین پشمینہ وغیرہ کی تجارت کیا کرتے تہے - غالبًا سنہ ۹۲۱ع مین تاجر روسیون مین پہونچے کیونکہ سنہ ۹۲۱ع مین خلیفہ مقتدر باللہ نے روسیون کے پاس سفیر بہیجے تہے تاکہ جو روسی اسلام لے آئے ہین اُنکے دین کو استحکام دیا جاوے اور علم دین کی اُن کو تعلیم و تلقین ہو۔[۵]

ان بلغاری مسلمانون نے والدمیر کو جو اُنکے وقت مین روس کا بادشاہ تہا مسلمان کرنا چاہا - ایک روسی مورخ نے لکہا ہے کہ اس بادشاہ کو یہ ضرورت پیش آئی کہ بت پرستی سے بہتر کوئی مذہب اختیار کرے - لیکن والدمیر نے شراب کی ممانعت اور ختنہ کی رسم کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور مسلمان اُسکے اس انکار کو توڑ نہ سکے - اس بادشاہ نے مسلمانون سے کہہ دیا کہ روسی کبہی شراب پینی نہ چہوڑین گے کیونکہ یہی چیز اُنکی زندگی کا سب سے زیادہ خوش کن مشغلہ ہے مسلمانون کی طرح یہودی بہی جو بحر خزر کے ساحل سے خزر کے ملک مین آئے تہے روسیون کو اپنے دین پر نہ لا سکے - البتہ خزر کے بادشاہ کو اُنہون نے موسوی دین کا معتقد کر لیا - والدمیر نے یہودیون کے مذہبی عقائد و دلائل کا حال سنکر اُن سے پوچہا کہ تمہارا ملک کہان ہے - یہودیون نے کہا "بیت المقدس ہمارا ملک ہے لیکن خدا کا عتاب ہم پر نازل ہوا اور ہم تمام دنیا مین منتشر کر دیے گئے" بادشاہ یہ سنکے بولا خدا کے معتوب ہو کر بہی دوسرون کو اپنا دین سکہاتے ہو - جاؤ ہمکو شوق نہین ہے کہ تمہاری طرح ہم بہی بے وطن ہو جاوین" لیکن یونانی کلیسا کے ایک اُسقف نے والدمیر کی طبیعت پر اسطرح اثر ڈالا کہ عیسائی مذہب کے علاوہ جسقدر مذہب تہے اُنپر مختصر اعتراض کر کے عیسوی دین کی تعلیم کو آفرینش عالم اور حضرت آدم کے قصہ سے

[۵] باشکر قوم کا بیان" مرتبہ ابن فضلان - یاقوت - توم ۴ صفحہ ۶۲۲ دسترتیل[illegible] ابوعبید البکری صفحہ ۴۶ - ۴۷

لیکر کلیسائی یونان کی سات مذہبی مجلسون کے انعقاد تک جنکے فیصلون کو یونان کے کلیسا نے تسلیم کیا تہا بیان کر گیا۔ اور پہر بادشاہ کو قیامت کی تصویر دکہائی جس مین خدا کے پاک بندے بہشت مین داخل ہوتے تہے اور گناہگار دوزخ مین جہونکے جاتے تہے۔ اس اسقف نے بادشاہ سے وعدہ کیا کہ اگر اُسنے اصطباغ لیا تو "آسمان سے اُسکو ورثہ ملیگا"

لیکن والادمیر کا یہہ قصد نہ تہا کہ بے سوچے سمجہے بت پرستی چہوڑکر کوئی نیا مذہب قبول کرے۔ چنانچہ اُسنے اپنے سلطنت کے تمام عمائد و روسا کو جمع کرکے اُن سے مشورہ کیا۔ ان لوگون نے عرض کیا کہ "ای بادشاہ والادمیر۔ ہر شخص اپنے مذہب کی تعریف و توصیف کرتا ہے۔ اگر تجہکو بہترین مذہب کی تلاش ہے تو عقلمند لوگون کو مختلف ملکون مین بہیج تاکہ وہ دریافت کرین کہ قومون مین سے کون سی قوم ہے جو اپنے خدا کی اُسکی شان اور عظمت کے لائق طاعت و تعظیم کرتی ہے" بادشاہ نے یہ سنکر دس آدمیون کو جو بڑے صاحب عقل مشہور تہے اس کام کے لیئے تجویز کیا۔ یہ لوگ روانہ ہوکر بلغاریہ کے مسلمانون مین پہونچے لیکن دیکہا کہ مسلمانون کی مسجدین ادنی قسم کی ہین اور طریقہ عبادت مین بہی کچہہ شان و شوکت کا اظہار نہین ہے۔ مسلمان کی صورتین بہی اُنکو مغموم اور سنجیدہ نظر آئین۔ جرمنی کے رومن کیتہولک عیسائیون کی مذہبی رسوم مین بہی کچہہ آب و تاب باقی نہ رہی تہی۔ غرض یہہ لوگ قسطنطنیہ مین پہونچے اور قیصر روم نے اپنے لوگون سے کہا کہ "ان روسیون کو ہمارے خدا کا جلال دیکہنے دو"۔ پس یونانی عیسائی ان روسیون کو سانتا صوفیا کے کلیسا مین لے گئے جہان بطریق پر تکلف لباس پہنے ہوے نماز پڑہاتا تہا۔ گرجا کی شان و شوکت۔ قسیسون کے قیمتی لباس۔ قربانگاہون کی زیب و زینت۔ بخور کی خوشبوئین۔ نمازیون کا سکوت اور ہر طرف ایسا عبرت کا عالم طاری پایا کہ ان وحشی روسیون کے دل حیرت اور تعجب سے لبریز ہو گئے۔ وہ سمجہے کہ بس یہی مکان ہے جو خدا کے رہنے کی جگہہ ہے اور یہہ ہی جگہہ ہے جہان وہ اپنا جمال فانی انسان پر ظاہر کرتا ہے غرض جب یہ وحشی کیف کے شہر کو واپس آئے تو بادشاہ کے

سامنے ساری سرگذشت بیان کی مسلمانون کے مذہب کا ذکر اُنہون نے حقارت سے
کیا اور رومن کیتھولک مذہب کی حمایت مین بھی کچھہ نہ بولے۔ لیکن کلیسای یونان
کی تعریف بڑے جوش و خروش سے کی۔ اور یہہ کہا کہ "جس شخص نے ایک دفعہ میٹھے
شربت کو لبون سے لگایا ہو پہر وہ تلخ چیز سے ہمیشہ نفرت کریگا۔ پس جب ہمکو یونانی کلیسا
کے مذہب کا علم ہوگیا تو ہم اور کسی مذہب کی خواہش نہین کر سکتے" والدمیر نے
ایک دفعہ اور امرای سلطنت سے اس بارے مین مشورہ کیا لیکن اُنہون نے کہا "اگر یونانی
کلیسا کا دین سب سے فائق نہ ہوتا تو والدمیر کی وادی اولگا جو عورتون مین سب سے
زیادہ دانشمند تہی کبہی اس مذہب کو قبول نہ کرتی" اب والدمیر نے کچھہ تذبذب نہ کیا اور
سنہ ۹۸۸ء مین وہ عیسائی ہوگیا۔ اور جس دن یہہ مذہب اختیار کیا اسی دن اُن بتون کو تڑوا ڈالا جنکی
پرستش اُسکے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ اور فرمان جاری کیا کہ روس کے کل باشندے خواہ
آزاد ہون یا غلام امیر ہون یا مفلس فوراً عیسائی مذہب کا اصطباغ لین[۵]

غرض اس طریقہ سے عیسائی مذہب روسیون کا قومی مذہب ہوگیا۔ منغلون کی فتح کے
بعد روسیون اور تاتاریون کے مختلف قومی خصلتون نے ان دونون قومون کو آج تک
علیحدہ رکھا ہے اور تاتاریون کی حکومت سے روسیون کی نفرت اور عیسوی مذہب سے
اُن کا مستحکم تعلق اور مذہبی امور مین تاتاریون کی سہل انگاری وہ چیزین تھین جنہون نے روس
کے محکوم باشندون کو اپنے فاتحون کا مذہب اختیار نہ کرنے دیا۔ یہہ فرض کیا گیا ہے کہ شاید
شراب پینے کی ممانعت نے روسیون کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔

لیکن پہر بہی یہہ نہین کہہ سکتے کہ ملک روس مین اسلام پہیلانے کے لیے منغلون نے کچھہ
نہ کیا۔ کریمیا کے مسلمانون کی صورتین جنکو تاتاری نسل سے فرض کیا جاتا ہے یونانیون کے
چہرون سے بہت مشابہ ہوتی ہین۔ اور اس وجہ سے قیاس کیا گیا ہے کہ مسلمانون نے یونان

---

۵ کاراسین۔ توم ۱ صفحہ ۲۵۹ - ۲۷۱۔

اور اٹلی کے عیسائیون کو جو جزیرہ نماے کریمیا مین آباد تھے مسلمان کر کے اپنی جماعت
مین شامل کر لیا اور اسی جماعت مین کریمیا کے اصلی باشندون اور گینوئی قوم کی مسلمانون
کی اولاد شامل ہے[۵۱] سترھوین صدی عیسوی کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ کریمیا کے مسلمان
تاتاریون نے اپنے غلامون کو ترغیب دی کہ وہ مسلمان ہوجاوین اور اکثر غلامون کو آزادی کے
وعدہ پر مسلمان کر لیا[۵۲]۔

دریاے والگا کی فن قوم کے لوگ بھی ان نومسلمون مین سے تھے جنکو تاتاریون نے
مسلمان کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چرمس قوم کے لوگ براے نام عیسائی ہین۔ اب اُن مین
سے بعض لوگ روسی طریقے اختیار کرتے جاتے ہین لیکن اُنکے گاؤن کے گاؤن مسلمان
ہوچکے ہین۔ چوواش کے لوگ بھی جو کریمیا کے جنوبی حصہ مین آباد ہین اور چرمس کے ہم قوم
ہین مسلمان ہوگئے ہین۔ اگر روسی گورنمنٹ کی طرف سے مسلمانون کو اشاعت اسلام مین وہ
ہی حقوق ملے ہوے ہوتے جو عیسائی مذہب کو اپنی اشاعت کے لیے حاصل ہین تو غالبًا
قوم فن کے کل لوگ جو کریمیا کے جنوبی حصہ مین آباد ہین اب تک مسلمان ہوگئے ہوتے[۵۳]۔

دعوت اسلام کی تاریخ مین سب سے عجیب و غریب واقعہ وسط ایشیا کی قوم قرغیز کے اسلام
لانے کا ہے۔ اٹھارھوین صدی عیسوی مین اس قوم مین اسلام لانے کی ترغیب تاتاری
مسلمانون کی طرف سے ہوی جنکو روسی گورنمنٹ نے وہان بھیجا تھا قرغیز کے لوگ ۱۷۳۱ء
سے سلطنت روس کے محکوم ہونے شروع ہوے اور ایک سو بیس برس تک گورنمنٹ روس
کی طرف سے تمام ملکی تحریرین تاتاری زبان مین لکھی ہوی اُنکے پاس اس خیال سے بھیجی جاتی
تھین کہ قرغیز کی قوم اُسی نسل سے ہے جس نسل سے دریاے وُلگا کے تاتاری ہین۔ دوسری
غلطی جو روسی گورنمنٹ سے ہوی وہ یہ تھی کہ قرغیز کو روس کی گورنمنٹ نے مسلمان فرض کر لیا
تھا حالانکہ اٹھارھوین صدی مین قرغیز کے تقریبًا کل آدمی شامانی مذہب رکھتے تھے چنانچہ

[۵۱] رکلو۔ توم ۵ صفحہ ۸۰۳ [۵۲] "رلاسیون دے تاتاریا یحیی وی سے لوکا" صفحہ ۱ (تیونو۔ توم ۱) [۵۳] رکلو توم ۵ صفحہ ۷۸۰، ۷۸۴

اُنکے بہت لوگ ابھی تک اسی دین پر قائم ہین جسوقت قرغیز کا ملک سلطنت روس مین شامل کیا گیا تو بجز اُنکے چند سردارون کے کسی کو اسلام کا علم نہ تہا اور یہہ سردار بھی دین اسلام سے اچھی طرح واقف نہ تھے - بلکہ اس مذہب کا بہت غلط ملط اور غیر واضح علم رکھتے تھے - تمام قوم مین ایک مسجد یا ایک ملا تک موجود نہ تہا - غرض قرغیز مین اسلام کی اشاعت کا سبب یہہ ہوا کہ روسیون نے اُنکو مسلمان سمجھکر اُنکے ساتھہ وہی برتاؤ کیا جو مسلمانون کے ساتھہ وہ رکھتے تھے - مسجدون کی تعمیر کے لیئے بڑی بڑی رقمین اُنکے پاس بھیجین اور اسلامی مدارس جاری کرنے کے لیئے ملا اور معلم روانہ کیے گئے تا کہ بچون کو دینی تعلیم ہو - طالبعلمون کے بسر اوقات کے لیئے وظائف کچھہ روپیہ دیا جاتا اور والدین کو روپیہ سے اور اور طریقون سے ترغیب دی جاتی تہی کہ اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے وہ اپنے بچون کو مدرسے مین بٹھائین - اس بات کا ثبوت کہ کوہستان قرغیز مین روسی گورنمنٹ کی طرف سے اسلام کی اشاعت ہوی یہہ ہے کہ قرغیز کی وہ قومین جو یورپ سے متصل آباد ہین اکثر مسلمان ہو گئی ہین - لیکن جو مشرق مین رہتی ہین اون مین اسلام ابھی تک کمزور ہے یہانتک کہ خیوا اور بخارا اور خوقند کے قرب و جوار مین قرغیز کے جرگے خانہ بدوش رہتے ہین - اُن مین شامانی مذہب ابتک چلا آتا ہے حالانکہ یہ ملک صدہا برس سے اسلامی ملک ہونے کی حیثیت رکھتے ہین[1] - کوئی اور نظیر غالبًا ایسی نہین ہے جسمین کسی عیسائی گورنمنٹ نے (اس طرح نادانستہ) اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی ہو - اسیوقت مین جب کہ روسی گورنمنٹ خود یورپ کے مسلمانون مین عیسائی مذہب کو زور و ظلم کے وسائل سے جاری کرنے کی کوشش کر رہی تہی - عیسوی مذہب کی یہ اشاعت اُسی سلسلہ مین تہی جبکہ سترھوین صدی عیسوی مین خانیت کازان کی فتح کے بعد روسی گورنمنٹ نے تاتاریون کو بزبردستی عیسائی کرنا شروع کیا تہا - پادریون کو پولس اور محکمہ مال کے حاکمون سے اپنے

---

[1] وسط ایشیا کے متعلق روسیون کی حکمت عملی" مصنفہ پروفیسر گریگوریف - (شولر "ترکستان" دوسری جلد صفحہ ۴۰۵-۴۰۶ - پانچوین ایڈیشن مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ع)

کام مین مد دیتی تہی۔ تہوڑے سے تاتاری البتہ عیسائی ہو گئے۔ لیکن ایک عیسائی مصنف نے لکہا ہے کہ "یہہ لوگ نہایت بے شرمی سے عیسائی ہوجانے پر بہی تاتاری رسوم کے پابند رہتے ہین۔ عیسائی مذہب کا نہ انکو علم ہے اور نہ وہ اسکو دل سے مانتے ہین"۔ جسوقت پادریون کی تعلیم و تلقین کارگر نہ ہوی تو روسی گورنمنٹ نے اپنے اہلکارون کے پاس حکم بہیجا کہ "ایسے لوگون کو جو عیسائی ہو گئے ہین اور مطران کے احکام کو نہین مانتے اول انکو سمجہایا جاوے کہ تاتاری مذہب سے خائف ہو کر وہ اسکو چہوڑ دین۔ لیکن اگر اسپر بہی وہ نہ مانین تو انکو قید کرو اور لوہے کی زنجیرون مین جکڑ دو"۔ جب یہ سخت حکم بہی بیکار ثابت ہوا تو ۱۸۲۸ء مین بلکہ کیتہرائن دوم نے حکم دیا کہ جسقدر تاتاری عیسائی ہوے ہین وہ اس مضمون کا ایک دستخطی اقرار نامہ داخل کرین کہ "وہ کفر کی غلطیون سے قطعی پرہیز کرین گے کافرون سے کوئی تعلق نہ رکہینگے بلکہ بغیر تذبذب کے دل سے عیسائی دین اور اسکے عقائد کی پابندی کرین گے"۔ مگر باوجود ان تمام باتون کے وہ تاتاری جنکو "عیسائی کہا جاتا تہا" عیسوی مذہب سے ایسے ہی دور رہے جیسے سولہوین صدی عیسوی مین تہے گو سرکاری رجسٹرون مین انکا نام عیسائیونکی فہرست مین لکہا تہا لیکن وہ نہایت استقلال اور ہمت کے ساتہہ ان تمام کوششون کا مقابلہ کرتے رہے جو انکو عیسائی بنانے کے لیئے کی جاتی تہین۔ ۱۸۷۲ء عیسوی مین ایک نیم سرکاری مضمون چہپا تہا جسمین مضمون نگار نے لکہا تہا کہ "عیسائی مذہب ترک کرنے کے واقعات اسی وقت سے پیش آئے جبکہ لوگون کو عیسائی مذہب مین پختہ کرنے کے لیئے طرح طرح کی کوششین کی جاتی تہین اسلیئے کوئی قوی دلیل اس بات کی ضرور ہوگی کہ لوگون نے عیسوی مذہب ایسے وقت مین کیون ترک کیا جبکہ اسکے خلاف توقع ہونی لازمی تہی"۔ اسکی اصل وجہ یہ تہی کہ یہ تاتاری مسلمان تہے اور دل سے مذہب اسلام کے پیرو تہے۔ اسلیئے انہون نے ان تمام طریقون کی مخالفت کی جب سے ان ظاہرا عیسائیون کو حقیقی عیسائی بنانے کی کوشش کی جاتی تہی[۱]۔ آج کل بہی روسی گورنمنٹ

---

[۱] مکنزی والس "روس" پہلی جلد صفحہ ۲۴۴-۲۴۴ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء چوتہی ایڈیشن)۔

تاتاری رعایا مین عیسوی مذہب کے مدرسے جاری کرکے اُن کو عیسائی بنانے کی کوشش مین ہے اور اس طریقہ سے اُسکو امید ہے کہ تاتاریون کے بچے عیسائی ہو جاوینگے ۔ تاتاریون کو عیسائی بنانے کے لیئے سوای مدرسہ جاری کرنے کے اور کوئی طریقہ کارگر نہین ہے ۔ ایک روسی پروفیسر لکھتا ہے کہ "کازان کے تاتاریون کو عیسائی کرنا نہایت دشوار ہے لیکن گاؤن اور قصبون سے کم عمر لڑکے ایسے مل جاتے ہین جنکو خدا سے خوف کرنیکی تعلیم دی جا سکتی ہے جب ایک دفعہ یہہ تاتاری لڑکے ہمارے ساتھہ ہو جاتے ہین تو پھر کبھی وہ عیسائی مذہب سے سر نہین پھیرتے [۵۱]
اسکی ایک وجہہ یہہ بھی ہے کہ روسیون کے ضابطہ فوجداری مین بہت سی دفعات ایسی ہین جنکی رو سے عیسائی مذہب ترک کرنے والون کو سزا مل سکتی ہے [۵۲] اور کوئی شخص جو عیسائی کو مسلمان کرنے کے جرم مین ماخوذ ہوتا ہے وہ تمام حقوق سے محروم ہو کر آٹھہ برس سے دس برس تک کی قید سخت کی سزا پاتا ہے ۔ لیکن باوجود ان سخت قوانین کے اسلام کو ترقی ہے اور گاؤن کے گاؤن مسلمان ہو جاتے ہین اسلام کی اشاعت خاص کر اُن قومون مین ہے جو روس کے شمال مشرقی ملکون مین آباد ہین [۵۳]

سائبیریا کے تاتاریون مین دعوت اسلام کے چند واقعات دریافت ہوتے ہین سولھوین صدی عیسوی سے پہلے اس ملک مین اسلام کا چرچا نہ ہو سکا ۔ اگرچہ اس زمانہ مین دعاۃ اسلام اس ملک مین کبھی کبھی اس توقع سے آتے رہے کہ بت پرستون کو مسلمان کرینگے لیکن اُن مین سے اکثر کو سواے اُسکے کچھہ حاصل نہ ہوا کہ شہادت کا رتبہ مل گیا کوچم خان کے عہد مین جب سائبیریا کا ملک مسلمانون کے قبضے مین آیا تو اعیان اسلام مین سے سات آدمیون کی قبرین ایک شیخ کو

---

۵۱ میپورتھہ ڈکسن "آزاد روس" دوسری جلد صفحہ ۲۸۴ (لندن ۱۸۷۰ع) ۵۲ اسکی نظیر یہہ ہے کہ ۱۸۸۶ء مین موضع ابوزان کے چند تاتاری کاشتکار اس جرم مین ماخوذ ہو کر کازان کی عدالت مین حاضر کیئے گئے کہ وہ عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہین ۔ ملزمون نے بیان کیا کہ وہ ہمیشہ سے مسلمان ہین ۔ لیکن عدالت نے اس بیان کو نہ سنا اور سات آدمیون کو قید سخت کی سزا اس جرم مین دی گئی کہ وہ عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے ۔ بہت لوگ جنہون نے عیسائی مذہب ترک کیا سزا پا کر سائبیریا بھیج دیے گئے " اناتول لیری بولیو ۔ لیمپیر دے ستارا دے روس " توم ۳ ۔ صفحہ ۴۴۵ ۔ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۹ء و ۱۸۹۳ء عیسوی)
۵۳ میکنزی والس "روس" پہلی جلد صفحہ ۲۴۵ ۔

دریافت ہوئین جو بخارا سے انکی تلاش مین سائبیریا مین آیا تہا اور چاہتا تہا کہ ان بزرگان سلف کی کوئی یادگار جو خدا کی راہ مین شہید ہوے تہے سائبیریا مین قائم ہو جاوے اس شیخ نے ان ساتون شہیدون کے نام بتائے اور اخیر صدی تک سائبیریا کے تاتاریون مین ان کو بہت مانا جاتا تہا[۵۰] سنہ ۱۵۸۷ء کے وقت جسوقت کوچم خان جو جوجی بن جنگیز خان کی نسل سے تہا سائبیریا کو فتح کر کے یا وہان کے باشندون کی مرضی سے جسکا خان لاولد مرا تہا[۵۱]۔ اس ملک کا خان ہوا تو اُسنے رعایا کو مسلمان کرنے مین بہت کوشش کی اور بخارا کو آدمی روانہ کیے تاکہ واعظ اور داعیان اسلام اس کارحسنہ مین مدد دینے کے لیئے سائبیریا مین آوین۔ ایک داعی اسلام نے جو بخارا سے سائبیریا کو روانہ کیا گیا تہا اپنا حال لکہا ہے کہ کس طرح وہ اور اُسکا ایک ساتہی کوچم خان کے دارالحکومت مین جو دریاے ارتش کے کنارہ پر واقع تہا پہونچا۔ دو برس کے بعد اُسکے ساتہی نے انتقال کیا اور کسی وجہ سے جو بیان نہین کی گئی یہ داعی اسلام کوچم خان کے دارالحکومت سے اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ خان سائبیریا نے جب دوبارہ بخارا سے مدد طلب کی تو یہہ ہی شخص ایک آدمی کو ساتہہ لیکر سائبیریا مین اسلام کی اشاعت کے لیئے آیا[۵۲]۔ کازان سے بہی داعیان اسلام اس ملک مین آئے۔ لیکن روسیون کی فتوحات نے کوچم خان کی کوششون کا خاتمہ کر دیا اور اس اسلامی تحریک مین بہت کام باقی رہ گیا جسکی خاص وجہ یہہ بہی تہی کہ بعض تاتاری جرگون نے جو کوچم خان کے محکوم تہے اسلام قبول کرنے سے سخت مخالفت ظاہر کی تہی۔

روسیون کی فتوحات نے اگرچہ اسلام کی ترقی مین خلل ڈالا مگر یہہ ترقی کسی حال مین بند نہ ہو سکی۔ بخارا اور وسط ایشیا کے علماے دین اور کازان کے مسلمان تاجر سائبیریا کے لوگون مین بڑی سرگرمی سے اپنا مذہب شائع کرتے رہے۔ سنہ ۱۷۴۵ عیسوی مین بربا کے

---

[۵۱] جی۔ ایف۔ مولر "سامئنگ روسیشر گشیختے" ساتوین جلد صفحہ ۱۹۱۔ [۵۲] جی۔ ایف۔ مولر "سامئنگ روسیشر گشیختے"۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ [۵۳] رادلوف۔ پہلی جلد صفحہ ۱۴۷۔

تاتاریون مین جو دریاے ارتش اور اوب کے دوآبہ مین آباد تھے اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ موجودہ صدی کے شروع مین یہ تاتاری بت پرست تھے لیکن اب وہ سب مسلمان ہین[٥١] اقوام قرغیز کے اسلام لانے کا حال ہم لکھہ چکے ہین اور باقی قومون کے حالات کہ انھون نے کس طرح اسلام قبول کیا بالکل تاریکی مین ہین لیکن غالباً زمانہ حال مین یہ قومین مسلمان ہوی ہین — آج کل جن وسائل سے تاتاریون مین اسلام کی اشاعت ہوی ہے اُن مین یہہ طریقہ بہت دلچسپ ہے کہ قرغیز کے گیتون مین قصہ اور کہانیون کے ساتھہ اسلام کے حقائق بھی بیان ہوتے ہین جو تاتاریون کے دل پر اثر کر جاتے ہین[٥٢]۔

٥١ یادرن زف۔ صفحہ ١٣٦۔ رادلوف پہلی جلد صفحہ ١٤٢۔

٥٢ رادلوف پہلی جلد۔ صفحہ ۴۷۲ – ۴۷۹ –

باب نہم

ہندوستان مین اسلام کی اشاعت

اکثر عہد نویس یا زمانہ مابعد کے مورخون نے ہندوستان پر مسلمانون کی چڑھائیون کا ذکر اور اس ملک مین اسلامی سلطنت کے قائم اور سرسبز ہونے کے حالات لکھے ہین لیکن کسی مورخ نے آج تک یہ کوشش نہین کی کہ میدان جنگ کی فتوحات اور نظم عدالت کے کارنامون سے اشاعت مذہب کے حالات علحدہ کر کے دعوت اسلام کی تاریخ جدا لکھتا۔ یہ امر فی الحقیقت بہت لوگون کو ناممکن معلوم ہوا ہوگا کیونکہ ہندوستان خصوصیت کے ساتھہ ایسا ملک خیال کیا جاتا ہے جہان اسلام کے رائج ہونے اور رائج رہنے کا سبب یہہ ہوا کہ غیر ملکون کے مسلمان جو ملکون کو فتح کرتے پھرتے تھے اس ملک مین آباد ہوے اور اپنا مذہب اپنی اولاد مین چھوڑ گئے یا جہان کہین اُسکی اشاعت کی تو زور وظلم کے وسائل سے کام لیا۔ چنانچہ یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ان مسلمانون نے تبلیغ اسلام مین جو کچھہ ہمت اور جوش دکھایا یا وہ اپنی اصلی صورت مین اس طرح ظاہر ہوا کہ سلطان محمود غزنوی نے برہمنون کو قتل کیا اور اورنگ زیب نے ہندؤون پر ظلم کیے۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے ہندؤون کو زبردستی مختون کر کے مسلمان کیا اور ایسی ہی اور سختیان لوگون پر کی گئین۔

لیکن پانچ کروڑ ستر لاکھہ مسلمانون مین سے جو ہندوستان مین آباد ہین کثرت سی لوگ ایسے نومسلم یا نومسلمون کی نسل سے ہین جن پر مسلمان ہونے کے لیے کسی طرحکا جبر یا تشدد نہین ہوا بلکہ دعاۃ اسلام کی تعلیم و ہدایت سے اُنھون نے بخوشی اسلام قبول

کیا۔ اس قسم کے مسلمانون کی جماعت اُن مسلمانون سے جوزبردستی مسلمان کیے گئے اور اُن مختلف النسل لوگون سے جو ہندوستان کے مسلمانون مین شمار کیے جاتے ہین جدا نظر آتی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانون کو دو طرح پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک قسم کے مسلمان تو وہ ہین جو غیر ملکون ہی سے مسلمان آئے اور اس ملک مین آباد ہوے دوسری قسم کے مسلمان وہ ہین جو ہندوستان کے قدیم مذہبون مین سے کسی مذہب کو پہلے مانتے تھے لیکن مختلف وقتون اور زمانون مین تعلیم و تلقین کے ذریعہ سے انکو مسلمان کرلیا گیا۔ اب غیر ملکون کے مسلمان جو ہندوستان مین آباد ہوے انکو بھی تین گروہون مین ترتیب دے سکتے ہین۔ اول گروہ جو تعداد مین بھی سب سے زیادہ ہے وہ ہے جو سرحد شمال مغرب سے داخل ہو کر ہندوستان مین آباد ہوا اور جسکے لوگ ملک سندہ و پنجاب مین خاص کر موجود ہین۔ دوسرا گروہ وہ ہے جسمین مختلف مسلمان شاہی خاندان جو ہندوستان مین گذرے ہین اُنکے اہلکارون اور سپاہ کی اولاد شامل ہے۔ یہ گروہ بھی زیادہ تر شمالی ہندوستان مین اور کسیقدر دکن مین آباد ہے۔ تیسرے یعنی اخیر گروہ مین غالباً اہل عرب کی نسلین ہین جو ہندوستان کے تمام مغربی ساحل پر آباد ہین اور جنکے آبا و اجداد ہندوستان مین سمندر کی راہ سے داخل ہوے[1]۔ لیکن غیر ملکون کے اسلامی خاندان جو ملک مین مستقل طور پر آباد ہوے اُنکا شمار سوای پنجاب اور پنجاب سے قرب و جوار کے اور کہین زیادہ نہین ہے۔ ہندوستان کے مسلمانون مین نصف سے زیادہ ایسے لوگ ہین جو اپنے نام کے ساتھ شیخ بیگ یا خان کا لفظ بلکہ بعض صورتون مین سید کا لقب اختیار کرتے ہین۔ ان لوگون کے بھی دو حصہ ہین بڑا حصہ تو وہ ہے جسکے لوگ نومسلم یا نومسلمون کی نسل سے ہین اور جن بزرگون نے اُن کو مسلمان کیا اُنکا لقب انھون نے اختیار

---

[1] ہندوستان کی مردم شماری ۱۸۹۱ء۔ جنرل رپورٹ مؤلفہ بینز صفحہ ۱۶۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء)۔

کرلیا یا کسی اور سبب سے سید شیخ - مرزا یا خان ہو گئے۵ دوسرا حصہ وہ ہے جسمین بعض لوگون نے بلاشبہہ اور حاکمون بادشاہون کے دباؤ سے اسلام قبول کیا لیکن باقی لوگ جنکی تعداد بہت ہے بطیب خاطر مسلمان ہوے - مورخون نے دعوت اسلام کی تاریخ اور اُن تمدنی خیالات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جن سے اس ملک مین اسلام کی اشاعت ہوی - ہندوستان کی تمام ایسی تاریخون مین جو آسانی سے دستیاب ہوتی ہین خواہ اس ملک کے مورخون کی لکھی ہوی ہون خواہ یورپین مصنفون کی تحریرے ہون صرف لڑائیون کے حالات یا بادشاہون کے کارنامے درج ہوتے ہین لوگونکی مذہبی حالت کا ذکر جو مختلف وقتون مین رہی ہو ان کتابون مین نہین ملتا البتہ اگر اس مذہبی حالت نے کبھی تعصب یا مذہب کی بنا پر ظلم و ستم کی صورت پکڑی تو ضرور اُسکا ذکر کردیا جاتا ہے مشائخ اور اولیای اسلام کے تذکرون سے یا ایسی روایات سے جو کسی جگہہ کے لوگون مین مشہور چلی آتی ہون تبلیغ اسلام کے ایسے حالات کسی قدر دریافت ہوجاتے ہین جنکو لوگون کے پولیٹکل تعلقات سے واسطہ نہ ہو - لیکن ان حالات کو بیان کرنے سے پہلے ہم وہ واقعات لکھتے ہین جن مین حکومت کے زور سے اسلام پھیلا اور بادشاہون نے تبلیغ کے کامون مین حصہ لیا -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد سے لیکر جبکہ عرب سے ایک مہم ساحل سندہ کو روانہ کی گئی اٹھارہوین صدی عیسوی تک سمت شمال مغرب سے ہندوستان پر اسلامی لشکرکشون کا تار بندہا رہا جن مین سے بعض بڑی بڑی سلطنتون کے بانی ہوے اور بعض فقط لڑتے مرتے ادہر بھی نکل آئے کچھہ تو ایسے تھے جو لوٹ مار کر کے چلے گئے اور بہت سی غنیمت ساتھہ لے گئے اور کچھہ وہ تھے جنہون نے ملک مین آباد ہو کر ایسی سلطنتون کی بنیاد ڈالی جنکا اثر ملک مین آج تک موجود ہے - لیکن یہہ

۵ ہندوستان کی مردم شماری ۱۸۹۱ء - جنرل رپورٹ مولفہ بینز صفحہ ۱۲۶-۲۰۷ -

تحقیق نہین ہوتا کہ ان فاتحون مین سے کسی کے ساتھہ بھی واعظ اور داعیان اسلام ملک
مین آئے ہون یہہ بھی نہین کہہ سکتے کہ انکو مذہب کی طرف سے بے پروائی تھی کیونکہ
ان فاتحون مین سے بعض نے ہندوستان پر لشکرکشی کرنے کو مذہبی لڑائی تصور کیا تھا
چنانچہ محمود غزنوی اور تیمور کا یہہ ہی خیال تھا۔ تیمور نے دہلی فتح کرنے کے بعد توزک
تیموری مین لکھا ہے کہ "مجھہ کو دہلی مین آئے ہوئے پندرہ دن ہوئے ہین۔ یہہ
زمانہ مین نے بڑی خوشی اور مسرت مین صرف کیا۔ جشن ملوکانہ کیئے اور لوگون کو ضیافتین
دین۔ اسکے بعد مین نے خیال کیا کہ مین ہندوستان مین کافرون سے لڑنے آیا تھا۔
اور یہہ مہم ایسی مبارک ہوئی کہ جہان کہین مین پہونچا ظفریاب ہوا۔ کئی لاکھہ کافرون اور
بت پرستون کو مین نے تہ تیغ کیا اور دین کی تلوار کو دشمنان اسلام کے خون سے رنگا۔
اس عظیم الشان فتح کے بعد خیال آیا کہ اب زیادہ آرام کرنا مصلحت نہین بلکہ ہندوستان کے
اہل ضلالت سے لڑنے پر آمادہ ہونا چاہیئے"[۱] تیمور نے "دین کی تلوار" کا بہت ذکر کیا ہی
لیکن اس تلوار نے بظاہر اسکے سوا کچھہ کام نہ دیا کہ کافرون کو مارکر جہنم واصل کرتی رہے
اکثر مسلمان لشکرکشون نے اپنا یہہ ہی طریق رکھا کہ خدا کا نام لیکر بتون کو توڑا برہمنون کو قتل
کیا اور مندرون کو مسمار کیا اور بعض دفعہ مندرون کی جگہہ مسجدین بنا دین۔ یہہ سچ ہے
کہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے ہندوون سے اسلام لانے کی درخواست کی جاتی تھی[۲]
اور خوف سے بعض وقت یہہ لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔ مگر دریافت ہوتا ہے کہ قدیم
اسلامی فتوحات کے زمانہ مین جو ہندو اس طرح اسلام لاتے تھے وہ کچھہ دنون کے بعد
جب اسلامی فوجین ملک سے رخصت ہوتی تھین تو اسلام ترک کر دیتے تھے۔ چنانچہ

---

[۱] ایلیٹ دوسری جلد صفحہ ۴۴۳

[۲] پہلی صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ مین ہندوستان کے راجاؤن کو اسلام کی دعوت دیگئی۔ (ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۴۴۱) جسوقت محمد قاسم نے سندہ پر چڑہائی کی تو اُسنے بہی راجاؤن سے اسلام قبول کرنیکے لیئے کہا (ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۷۱ و ۲۰۷) ... کا ذکر ایلیٹ نے اُس موقع پر کیا ہی جہان خلیفہ اسلام کی طرف سے قنوج کے راجہ کو ایک اسلامی ... کا ذکر کیا گیا ہی۔ محمد قاسم کے بعد جن مسلمانون نے ہندوستان پر چڑہائیان کین وہ بہی شریعت اسلام کے بہت پابند تھے

بلندشہر کے راجہ ہردت کی نظیر سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس راجہ نے محمود غزنوی کی جس طرح اطاعت قبول کی اُسکا حال محمود کے وزیر نے یہہ لکھا ہے کہ "آخرکار (سنہ ۱۰۱۹ع) مین سلطان محمود برنہ[۵۱] کے قلعہ پر پہونچا جو ہردت کی ریاست مین تہا۔ ہردت وہان کا راے تہا جو ہندی زبان مین بادشاہ کا مرادف ہے جسوقت ہردت نے اس مہم کا حال سُنا جسکے لڑنے والے خدا کی امان مین سمندر کی موجون کی طرح بڑہتے چلے آئے تہے اور فرشتے اُنکے گرد تہے تو ہردت نہایت پریشان ہوا اُسکے پیر لڑکہڑا گئے اور جان کا خوف و سپر طاری ہوا اُسنے سوچا کہ اب سلامتی اسی طرح مل سکتی ہے کہ اسلام قبول کرے کیونکہ خدا کی تلوار نیام سے نکل چکی تہی اور سزا کا تازیانہ بلند ہو چکا تہا۔ پس وہ دس ہزار آدمیون کو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور سب نے اسلام قبول کرنے کی نیت ظاہر کی اور بت پرستی سے انکار کیا"[۵۲]

لیکن ان نومسلمون نے غالبًا سلطان محمود کے جاتے ہی اسلام سے منحرف ہونے کا موقع پایا۔ یہ ایسا فعل تہا جسکی شکایت قدیم مسلمان مورخون نے ہندوستان کی نسبت ہمیشہ کی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۱۹۳ع مین جب قطب الدین ایبک نے برن کو فتح کیا اور چندرسین نے جو اسوقت وہان کا راجہ تہا بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا تو اسوقت یہہ راجہ جیسا کہ اُسکے نام سے معلوم ہوتا ہے ہندو مذہب رکہتا تہا۔ حالانکہ وہ ہردت کی اولاد سے تہا جو محمود کے سامنے مسلمان ہوا تہا۔ علاوہ اسکے قطب الدین ایبک کے زمانہ مین چندرسین کی رعایا مین بہی کسی مسلمان کا باقی ہونا دریافت نہین ہوتا[۵۳]

لیکن ہندوستان کے ان مسلمان فاتحون کے دل مین کوئی ایسا خیال جسکو

---

[۵۱] برنہ سے مطلب برن ہے جو بلندشہر کا قدیم نام ہے [۵۲] تاریخ ایلیٹ۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۴۳-۴۴۔ [۵۳] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی۔ تیسری جلد۔ دوسرا حصہ۔ صفحہ ۸۵۔

دوسرون کی آخرت کی بھلائی چاہنے کا خیال" کہتے ہین موجود نہ تھا جو مذہب کے ہر سچے داعی کے دل مین ہوا کرتا ہے اور جس نے خود اسلام کی اشاعت مین بڑے بڑے کام کیئے ہین۔ خلجی (۱۲۰۹-۱۳۲۰ء) اور تغلق (۱۳۲۰-۱۴۱۲ء) اور لودی بادشاہ (۱۴۵۱-۱۵۲۶ء) لڑائیون مین عموماً ایسے مصروف رہے کہ اسلام کو ترقی دینے کی اُنکو مہلت نہ ہوئی۔ لوگون کو مسلمان کرنے کی جگہہ ملکون سے خراج وصول کرنے کا اُنکو زیادہ خیال رہا[۵۱]۔ مذہبی حمیت ان مین کچھہ کم نہ تھی۔ گکھرون کی نسبت لکھا ہے جو شمالی پنجاب کے پہاڑی اضلاع کی ایک وحشی قوم تھی کہ بارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین خود سلطان محمد غوری کی ہدایت اور کوشش سے اُسنے اسلام قبول کیا۔ اس بادشاہ نے گکھرون کے سردار کو قید کرکے اسکو مسلمان ہونے کی ہدایت کی اور جب یہ سردار مسلمان ہوگیا تو بادشاہ نے گکھر قوم کی سرداری پر اُسکو مستقل کرکے اُسکی قوم کے پاس بھیجا تاکہ گکھرون کو مسلمان کرے۔ چونکہ گکھرون کا مذہب خود کچھہ قوی نہ تھا اسلیئے وہ آسانی سے مسلمان ہوگئے[۵۲]۔ ابن بطوطہ کا خیال ہے کہ خلجی بادشاہون نے اسلام کو اسطرح ترقی دی کہ نومسلم ہمیشہ دربار مین حاضر کیے جاتے تھے اور طلائی جوشن اور ایک ایک خلعت بادشاہ انکو دیتا تھا[۵۳]۔ لیکن قدیم زمانہ مین جو

---

۵۱ سر الفرڈ لائل لکھتے ہین "جو [illegible] اسلام شمالی ہند مین شاہی خاندانون کے بانی ہوئے جنہون نے دکن مین اسلامی سلطنتین قائم کین انکو مذہب کی کچھہ پروا نہ تھی ان مین اکثر ایسے تھے جنکو تبلیغ مذہب کی مہلت ہی نہ ملی کیونکہ [illegible] کرنے مین اُن کا وقت صرف ہوا یا [illegible] جنگیون سے اُن کو فرصت نہ ہوئی۔ یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی [illegible] ہوتے تھے۔ پیغمبر عرب صلعم کے دین پر خود [illegible] اور [illegible] کی اولاد [illegible] اور جن کا نمونہ عرب کے قدیم [illegible] اسلام سے [illegible] جو سلطنت انہون نے قائم کی اسکی حیثیت ہمیشہ جنگی سلطنت کی رہی۔ اسکی [illegible] فتوحات ان سے [illegible] اور تبلیغ اسلام مین ان کو عموماً ناکامی رہی۔ [illegible] البتہ اُن مین [illegible] سے ہندوون مین اتفاق [illegible] اور ہندوون کے مختلف گروہ اگر متفق اور متحد ہوکر ایک قوم بنجاتے تو ان کو ایک قوم بنکر ہندوستان کی رعایا کو مسلمان بنانا تو چندان دشوار نہ تھا اسلام سے اتنا بھی نہ ہوا کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے تمام بادشاہی عہدون پر [illegible] غیرون سے متصرف ہوسکتے" (سر الفرڈ لائل۔ ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء)

۵۲ تاریخ فرشتہ پہلی جلد صفحہ ۱۰۴۔

۵۳ ابن بطوطہ [illegible] صفحہ ۱۹۷۔

اسلامی خاندان ہندوستان پر حکمران ہوے اُنکے بادشاہون نے تبلیغ مذہب مین بہت کم ہمت صرف کی۔ اور اُنکی تاریخون مین دعوت مذہب کے متعلق ایسی کوئی نظیر جیسے فیروز شاہ نے اپنی سوانح عمری مین بیان کی ہے نہین ملتی۔ فیروز شاہ تغلق (سنہ ۱۳۵۱-۸۸ء) نے لکھا ہے کہ "مین نے اپنی بت پرست رعایا کو اسلام قبول کرنیکے لیئے ترغیب دی اور منادی کی کہ جو شخص اسلام قبول کریگا وہ جزیہ سے بری سمجھا جائیگا۔ جب یہ خبر لوگون کے کانون تک پہونچی تو کثرت سے ہندو حاضر ہوئے جنکو اسلام سے شرف بخشا گیا۔ پس روزانہ ہر طرف سے لوگ آتے تھے اور اسلام قبول کرکے جزیہ سے بری اور انعام واکرام سے مالامال ہوکر واپس جاتے تھے[۵]"

جب ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت خاص کر دولت مغلیہ کے عہد حکومت مین خوب مستقل ہوگئی تو اسلام کا اثر بھی ملک مین زیادہ استحکام اور استقلال سے پھیلا اسلام قبول کرنے کی سب سے زیادہ ترغیب وتحریص اُس وقت ہوئی جبکہ بت پرست ہونا شاہی دربارون مین حصول اعزاز کا مانع قرار پایا۔ اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جسکو اکبر اعظم کے دور حکومت مین سب سے زیادہ ترقی ہوئی ہندوؤن کے مذہب کے ساتھ اکثر برتا جاتا تھا یہان تک کہ شاہی اوقاف جو مندرون کے لیئے مقرر ہوئے تھے[۶] اُنکا لحاظ ہوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے ہندوؤن کے مذہب مین دست اندازی نہ کرنے کی حکمت سکھادی تھی جس سے ایسی سختیان اور تعصب کے ہنگامے برپا نہ ہوتے تھے جو قدیم زمانہ کی لڑائیون اور فتوحات کا خاصہ تھے لیکن باوجود ان باتون کے اکثر ہندوؤن نے دنیوی نفع کے خیال سے مسلمان ہونا گوارا کیا۔ ہزارہا راجپوت اسی طرح مسلمان ہوگیئے جنکی اولاد اب تک ملک کے دولتمند زمیندارون مین

---

[۵] ایلیٹ۔ تیسری جلد صفحہ ۳۸۶۔ [۶] سر چرڈ ٹمپل کی کتاب "ہندوستان سنہ ۱۸۸۱ء مین" صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۸۱ء "مسلمان بادشاہونکی طرف سے مندرونکے لیئے اراضی کا وقف ہونا اگرچہ شاذ ونادر تھا لیکن نہین کہہ سکتے کہ بالکل معدوم ہو" کرنل

یول کا مارکو پولو۔ دوسری جلد صفحہ ۱۳۱۔

شمار ہوتی ہے - ان مین بھگوتی رجپوتون کا مسلمان خاندان سب سے زیادہ معزز ہے جو
ملک اودھ کے مسلمان تعلقہ دارون کی فہرست مین اول درجہ رکھتا ہے - ایک روایت
کے موافق اس خاندان کے مورث اعلیٰ تلوک چند کو بابر بادشاہ قید کر کے لیگیا اور تلوک چند
نے قید سے رہائی پانے کے لیئے اسلام قبول کیا[۵۱] - دوسری روایت یہ ہے کہ تلوک چند
ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین مسلمان ہوا اور وہ اس طرح کہ ہمایون نے تلوک چند کی بیوی
کے حسن و جمال کا شہرہ سنا اور جب وہ کسی میانہ مین کہین گئی ہوئی تھی تو اسکو پکڑوا کر بلوایا -
جب بادشاہ کے سامنے وہ حاضر کی گئی تو بادشاہ کو اپنی حرکت پر سخت ندامت اور شرمندگی
ہوئی ہمایون نے اُسی وقت تلوک چند کو طلب کیا تلوک چند کو امید نہ تھی کہ پھر بیوی کی صورت
دیکھنی نصیب ہوگی - جب وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی بیوی سے ملا تو خاوند اور بیوی نے
بادشاہ کے شکریہ مین اسلام قبول کیا جس نے بادشاہ کے دل مین اسکی فیاضی اور نیکی ڈالی تھی[۵۲]
یہ راجپوت مسلمان مذہب کے بڑے پابند ہین لیکن وہ بھی انکا ہندوؤنکی نسل سے ہونا خوب ظاہر
ہو جاتا ہے - بلند شہر کے ضلع مین لالخانون کا ایک گھرانا ہے جسکے لوگ لال خانی کہلاتے
ہین - ان مین سوا چند لوگون کے اکثر ایسے ہین جو ہندی لقب اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہین
شادی بیاہ مین ہندوانی رسمون کی پابندی کرتے ہین اور انکی قوم کے وہ لوگ جو ہندو ہین انکے
قریب ہی رہتے ہین[۵۳] - مظفرنگر کے ضلع مین گہرور راجپوت آباد ہین جو مسلمان ہین اور خانگی امور
مین ہندوون کے آئین و رسوم کے پابند ہین انکے نام مسلمانون کے سے ہوتے ہین لیکن
عزت کے خطاب جو ہندوون کے لیئے مخصوص ہین وہ بھی اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہین[۵۴] -
بادشاہی حاکمون کے دباؤ سے اورنگ زیب کے زمانہ مین ہندوون کو زیادہ تر مسلمان ہونا پڑا -

---

[۵۱] اودھ کے خطابون کی کتاب صفحہ ۸ - الہ آباد ۱۸۸۹ع [۵۲] گزیٹیر صوبہ اودھ پہلی جلد صفحہ ۳۶۶ - [۵۳] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی تیسری جلد تیسرا حصہ صفحہ ۴۳ - [۵۴] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی جلد ۱۴ صفحہ ۹۴ کانپور کے ضلع مین دیکست ٹہاکرونکی خاندان کا ایک حصہ ہے جسکو مسلمان لکہا جاتا ہے انلوگونکی شادی غمی مین مسلمانونکی رسمین کیجاتی ہین اگرچہ یہ لوگ عموماً نماز نہین پڑہتے مگر عبادت کیوقت مسلمانونکی طرح سجدہ کرتے ہین جو کچھ کہ آسمانی کتاب کو دیتے ہین وہ اپنی ذات کے لوگون تک جو ابتک ہندو ہین ملاپ رکھتے ہین اور ہندوون کے سے نام رکھتے ہین - گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چوتھی جلد

پنجاب کے مشرقی اضلاع مین بہت سی مثالین ایسی موجود ہین کہ کسی گانون مین اگرچہہ مسلمان آباد ہین تو انکا مورث اعلی اورنگ زیب کے زمانہ مین اپنی زمین بچانے کے لیئے مسلمان ہوا تہا"۔ دہلی کے قریب گوڑگانو مین بنیون کا ایک گہرانا ہے جو اپنے نام کے ساتہہ شیخ کا لفظ لگاتی ہین (شیخ کا لقب اکثر ہندو نومسلم اختیار کرتے ہین) اور اسکی وجہہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ اس گہرانے کے ایک شخص نے جسکی اولاد مین اب کوئی باقی نہین ہے موروثی جایداد کو ضبطی سے بچانے کے لیئے اسلام قبول کرلیا تہا[۱]۔ ضلع کانپور کے بہت زمیندار مجبور ہوئے کہ اپنی جایداد کو محفوظ رکہنے کے لیئے اسلام قبول کرلین[۲]۔ بعض جگہہ کے نومسلم یہ بیان کرتے ہین کہ بادشاہی حاکمون نے اُنکے بزرگون کو قید کرلیا یا ضمانت مین پکڑلیا اور دہلی لے گئے اور وہان بزدستی ختنہ کرکے اُنکو مسلمان کرلیا[۳]۔ مگر ان باتون کو پڑہتے وقت یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ اُنکی شہادت مین صرف مقامی اور خاندانی روایتین ہین۔ لیکن اورنگ زیب کے عہد کی کتب تواریخ مین (جہان تک مجہہ کو پتہ چلا ہے) بجبر مسلمان کرنیکا کہین ذکر نہین ہے[۴]۔ مگر یہہ بات بہی بغیر شک و شبہہ کے ثابت ہوگئی ہے کہ اس ملک مین مسلمان بادشاہون نے ہندوؤن کو زبردستی مسلمان کیا اور قرین قیاس ہے کہ اورنگ زیب نے جسکی طبیعت مین مذہب کا بڑا جوش تہا شمالی ہند کے بہت ہندوون کو (جنکے مسلمان ہونے کی تاریخ فراموش ہوگئی ہے) اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دین۔ اور یہہ وجہہ بہی ایسی ہے جسکے بتانے مین کچہہ دقت نہین ہوتی۔ اسیطرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے (جو قریب کے زمانہ کے مشہور بادشاہ گذرے ہین) اس بات مین شہرت حاصل کی کہ اُنہون نے بہت سے

---

[۱] ایبٹسن صفحہ ۱۶۳[۲] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چہٹی جلد صفحہ ۴۸ ۔ مقابلہ کرو جلد ۱۴ تیسرا حصہ صفحہ ۴۸ "مسلمان زمیندار یاد نہین ہین ورجو ہین وہ نومسلم ہین اور اپنے خاندان کا اول مسلمان ہونا اورنگ زیب کے عہد مین بتاتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ کبہی بادشاہ کی سختیون سے اور کبہی اس غرض سے کہ شاہی مالگذاری ادا کرنیکی صورت مین انکے حقوق برقرار رہین انکے بزرگون نے اسلام قبول کرلیا"۔ [۳] ایبٹسن صفحہ ۱۶۳ [۴] تاریخ فرشتہ مین لکہا ہی کہ "ترقی دین کے جوش مین اُسنے نومسلمون کے ساتہہ کہلے ہاتہہ سے فیاضی کی لیکن اُسنے غیر مذہب کے لوگون پر مذہبی باتو مین سختیان نہین کین"۔ تاریخ ہندوستان ترجمہ الگزانڈر ڈاو تیسری جلد صفحہ ۳۰۶ (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۱۲ء)

ہندو خاندانون اور ہندو رعایا کے بعض حصون کو زبردستی مسلمان کرلیا حالانکہ اُنکا مسلمان ہونا
ان بادشاہون کے عہد سے بہت پہلے کا واقعہ ہے جسکے تاریخی حالات ہم تک مطلق نہین پہونچے[۵۱]
اورنگ زیب کے فرامین اور مراسلات کے ایک قلمی مجموعہ[۵۲] مین جو ابھی تک طبع نہین ہوا ہے مذہبی
آزادی کا وہ جامع و مانع اصول درج ہے جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھہ برتنا
ضروری ہے۔ جس واقعہ کے متعلق یہہ اصول بیان ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے
عرضی دی کہ درباری ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر ہتے اس علت مین برخاست کردیا
جاوے کہ وہ آتش پرست ہین اور اُنکی جگہہ کسی تجربہ کار معتبر مسلمان کو مقرر کیا جاوے۔ کیونکہ
قرآن شریف مین آیا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَعَدُوَّکُمْ
اَوْلِیَاءَ۔ (اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست مت جانو) عالمگیر نے عرضی پر
حکم لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہین ہے اور نہ ان معاملات مین تعصب کو جگہہ مل
سکتی ہے" اور اس قول کی تائید مین یہہ آیت نقل کی۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ع (تمکو
تمہارا دین اور ہمکو ہمارا دین) بادشاہ نے لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر
یہہ ہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا تو ہمکو چاہیئے تھا کہ اس ملک کے سب راجاؤن اور اُنکی رعیت کو
غارت کردیتے" مگر یہہ کس طرح ہوسکتا تھا۔ بادشاہی نوکریان لوگون کو اُنکی لیاقت اور قابلیت
کے موافق ملینگی اور کسی لحاظ سے نہین مل سکتین یہہ امر مشکوک ہے کہ خود اورنگ زیب کا بھی اس صلح
کل اصول پر عمل تھا۔ لیکن یہہ ضروری ہے کہ عالمگیر پر جو اکثر اس بات کا الزام لگایا جاتا ہے کہ
اُسنے ہندوؤن کو زبردستی مسلمان کیا تو اس الزام کو پہلے اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرلینا چاہیئے
اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان بادشاہون کی سختیون سے اسلام کی اشاعت کس حد تک
ہوسکی۔ دہلی اور آگرہ کے اضلاع مین جو اسلامی قوت اور سطوت کا مرکز تھے مسلمانون کی تعداد

---

[۵۱] گزیٹیر صوبہ بمبئی۔ بائیسوین جلد۔ صفحہ ۲۲۲ تیئیسوین جلد صفحہ ۲۸۲ [۵۲] اس مجموعہ کا قلمی نسخہ مولوی عبدالسلام خانصاحب کے پاس ہے مین خانصاحب ممدوح کا مشکور ہون کہ انہون نے یہ قلمی نسخہ مجھہ کو دیکھنے دیا۔

ہندوؤن سے بہت کم ہے۔ دہلی کے ضلع مین دسوین حصہ سے زیادہ اور آگرہ کے ضلع مین
چوتہائی حصہ بہی کل آبادی کا مسلمان نہین ہے[۵۱]۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو ہندو زبردستی مسلمان
کیے گئے انکا اثر انکے متعلقین پر کچہہ نہ ہوا مثلاً ضلع گورکہپور مین مجہولی کے راجہ بودہ مل کا
مسلمان ہونا اس بات کی نظیر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر بادشاہ نے اس راجہ کو مالگزاری
ادا نہ کرنے کے جرم مین گرفتار کیا اور دہلی لیگیا۔ یہان بادشاہ نے راجہ کو مسلمان کر کے اسکا
نام محمد سلیم رکہا لیکن جب راجہ دہلی سے چلکر اپنے وطن مین آیا تو رانی نے اسکو قلعہ مین نہ آنے
دیا۔ چونکہ رعایا کو بہی رانی کے ساتہہ ہمدردی تہی اسلیئے رانی اپنے بیٹے بہوانی مل کی صغرسنی
مین راج کی مالک اور منتظم رہی اور اس طرح حقوق وراثت مین کسی طرح کا خلل نہ پڑا[۵۲]۔ کچہہ زمانہ گذرا کہ وشنی
قوم مین بہی جنکے مذہب مین سب باتون کو چہوڑکر صرف وشنو کو مانا جاتا ہے بعض اسلامی رسوم
پائی جاتی تہین جن سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ کسی زمانہ مین بالکل عارضی اور بے معنی طریق پر مسلمان
ہوگئے تہے۔ یہہ لوگ اپنے مُردون کو جلانے کی جگہہ دفن کرتے تہے اور مسلمانون کے
سے نام جیسے غلام محمد وغیرہ مین رکہتے تہے اور اسلامی طریقے پر ایک دوسرے کو سلام کرتے
تہے۔ ان باتون کو اختیار کرنے کی نسبت اُن مین یہہ مشہور ہے کہ اُنہون نے ایکدفعہ کسی
مسلمان قاضی کو جو بستی کے معاملہ مین مخل ہوا تہا مار ڈالا تہا اور اس قصور کی پاداش مین اُن کو
بجبر اسلام قبول کرنا پڑا۔ لیکن اب وشنی قوم کے لوگون نے یہہ سب مین چہوڑکر ہندوانی رسوم
اختیار کرلی ہین[۵۳]۔

جہہ اشاعت مذہب مین بادشاہون اور حاکمون کو خواہ ان واقعات سے جو اوپر بیان
ہوئے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہو اور خواہ اس قول مین کہ ہندوستان مین اسلامی ترقی کا حال
متغیر مسلمانون کی حکومت کا اندازہ کیے معلوم ہونا ممکن ہے[۵۴]، کتنی ہی صحت ہو مگر اس مین

[۵۱] سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر "ہندوستان کے مذہب" (اخبار ٹائمز ۔ ۲۵ فروری ۱۸۸۸ء) [۵۲] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چہٹی جلد صفحہ ۱۸۰ [۵۳] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی پانچوین جلد پہلا حصہ صفحہ ۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴ [۵۴] سر الفرڈ لائل ۔ ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۴۶

ہرگز شبہہ نہین کہ ہندوستان مین اسلام کو اپنے اشاعت مین بڑی اور مستقل کامیابی ایسے اوقات اور
مقامات پر ہوی ہے جہان مسلمانون کی پولیٹیکل قوت بہت ہی ضعیف تہی - جنوبی ہندوستان
اور مشرقی بنگال اسکی نظیر مین پیش ہو سکتے ہین - اسلیے اب ہم اشاعت اسلام کا حال اس ترتیب
سے لکہتے ہین کہ جنوبی ہند اور ملک دکن سے شروع کرکے سندہ کچ اور گجرات کے واقعات
پر سرسری نظر ڈالینگے - اور پہر صوبہ بنگال کا حال لکہہ کر اعیان اسلام کے حالات تحریر کرینگے
جنہون نے ان صوبجات کی حدود سے باہر ہندوؤن کو مسلمان کیا ان اعیان اسلام
مین سے اکثر لوگ ایسے ہین جنکے نامون اور مقامات کے سوا جہان انہون نے مذہب
کی اشاعت کی زیادہ کچہہ نہین لکہا گیا جس صورت مین کہ ان لوگون کے مفصل حالات
دریافت ہی نہین ہوتے تو جو واقعہ ان کے متعلق تفصیل سے معلوم ہوا اسکو از اول
تا آخر لکہہ دیا ہے -

جنوبی ہندوستان مین اسلامی تحریک کا آغاز آٹھوین صدی عیسوی سے چلتا ہے کہ
چند مسلمان جنکو موپلا قوم اپنا بزرگ مانتی ہے ملک عراق سے آئے اور اس ملک کے
جنوبی حصہ پر آباد ہو گئے گرم مسالون اور ہاتی دانت اور جواہرات وغیرہ کی تجارت سینکڑون
برس سے ہندوستان اور یورپ کے درمیان عربون اور ایرانیون کے توسل سے جاری
تہی - اسلیے اسلام کا اثر جنوبی ہند کے مغربی ساحل پر برابر پہونچتا رہا - باہر کے مسلمانون
کی کثرت آمد و رفت سے مغربی ساحل ہند کے تجارتی شہرون کی آبادی خلط ملط ہو گئی
اور اکثر لوگ آدہے ہندو آدہے عرب اور آدہے ایرانی ہو گئے -

یہہ تحقیق ہے کہ مسلمان تاجرون اور ہندو راجاؤن مین آشتی
پیدا ہو گئی تہی والیان ملک نے تجارت کا بازار گرم رکہنے کے
خیال سے اور ملک کی ترقی کو جو مسلمان سوداگرون کی
بود و باش کا نتیجہ تہی مد نظر رکہکر مسلمانون کو اپنی حفاظت اور سرپرستی

مین لیا۔ اور یہہ بہی دریافت ہوتا ہے کہ اُنہون نے کسی طرح کی مزاحمت ان کامون مین نہ کی جو مسلمان دعوت اسلام کے لیئے بڑی سرگرمی سے اختیار کرتے تھے[۵۱]۔

دوسری صدی ہجری مین چند داعیان اسلام نے دین کی اشاعت مین جو کوششین صرف کین وہ اس طرح مشہور ہین کہ ایک بزرگ شیخ شریف ابن مالک اپنے بہائی مالک ابن دینار اور بہائی کے بہتیجے مالک ابن حبیب اور چند مصاحبون کے ساتہہ قدم آدم کی زیارت کے لیئے جزیرہ سیلون کو جاتے تہے۔ راستہ مین کرانگانور مین یہہ لوگ اُترے۔ ملیبار کے راجہ نے جب اُنکے آنے کی خبر سُنی تو سبکو بلایا اور بہت تواضع و مدارات سے پیش آیا۔ شیخ شریف کو راجہ کے اس لطف و کرم سے جرأت ہوی اور اُنہون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارک راجہ کے سامنے بیان کیئے اور حقیقت اسلام سے اسکو آگاہ کیا۔ اور تائیداً معجزہ شق القمر بیان کیا۔ خدا کی برکت سے راجہ کے دل مین پیغمبر خدا صلعم کی رسالت کا یقین پیدا ہوا اور آپکی صحبت سے اُسکا سینہ منور ہوا اور وہ اسلام پر ایمان لایا۔ رخصت کے وقت راجہ نے

[۵۱] دیکہو تحفۃ المجاہدین۔ مترجمہ ایم۔ جے۔ رولنڈسن (مطبوعہ لندن ۱۸۳۳ء) "مغربی ساحل ہند کے بندرگاہون مین مختلف ملکون سے تاجر بکثرت آتے ہین۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ نیئے شہر آباد ہوگئے ہین اور مسلمانون کی تجارت سے اُنمین آبادی بڑہ گئی ہے۔ اور مکانات کثرت سے بن گئے ہین۔ یہان کے سردار اور امیر مسلمانون پر سختیان کرنے سے پرہیز کرتے ہین۔ باوجودیکہ یہہ سردار اور اُنکی سپاہ بت پرست ہے مگر وہ مسلمانون کے مذہب و اُنکی رسوم کا بہت پاس و لحاظ کرتے ہین اور سوای ایسے موقعون کے جب غیر معمولی اشتعال ہو وہ مسلمانون پر کسی طرح کا ظلم نہین ہونے دیتے بت پرستون اور مسلمانون کے اس اتحاد سے اسلیئے اور تعجب پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد کل آبادی کا دسوان حصہ بہی نہین ہے" (صفحہ ۷۱) "مین یہہ بات سمجہانی چاہتا ہون کہ قدیم زمانہ مین ملیبار کے مسلمان نہایت امن و عافیت سے رہتے تہے جسکی وجہ یہہ تہی کہ اس ملک کے باشندون کے ساتہہ وہ کسی طرح کی زیادتی نہ کرتے تہے۔ اور ہندوون کے قدیم رسم و رواج کا پاس و لحاظ اُنہون نے ہمیشہ رکہا تہا اور بلا قید مذہب آشتی کے تعلقات اُنمین ہمیشہ سے چلے آتے تہے۔" (صفحہ ۱۰۳) "چونکہ ملیبار کے مسلمانون مین کوئی امیر ایسا نہ تہا جسکو مسلمانون پر حکومت کرنیکے لیئے کافی قدرت اور قوت حاصل ہوتی اسلیئے اہل اسلام بت پرست سردارون کے محکوم ہین جو نہایت ایمانداری سے مسلمانون کی جان و مال کی حفاظت کرتے ہین اور اُنکا انصاف کرتے ہین اور ایسے حقوق اُنکو دیتے ہین جنسے مسلمانون کو نفع پہنچتا ہے اگر کوئی مسلمان ایسی ہی قصور اور جرم سے سزا پانیکے لائق ہوا تو مجبوری سے ورنہ بحیثیت مجموعی ملیبار کے ہندو ہمیشہ مسلمانون کے ساتہہ عزت اور مہربانی کا برتاؤ کرتے ہین کیونکہ اُنکے ملک مین زیادہ شہرون کا آباد ہوجانا ان ہی مسلمان تاجرون کی بود و باش کا نتیجہ ہے" (صفحہ ۱۰۴) [۵۲] نائر قوم کے لوگ ایسے ایسے موقعون سے جو بت پرستی چہوڑکر مسلمان ہوجاتی ہین مزاحمت نہین کرتی اور نہ اُنکو دکہیان دیکر ڈراتی ہین بلکہ وہ اُنکے ساتہہ ایسی ہی عزت اور سلوک سے پیش آتی ہین جیسے اور مسلمانون کی ساتہہ اُنکا برتاؤ ہے خواہ کوئی نومسلم کیسی ہی نیچی ذات سے مسلمان ہوا ہو۔ (تحفۃ المجاہدین صفحہ ۴۷)

شیخ شریف سے یہ اصرار کیا کہ قلہ آدم کی زیارت سے فارغ ہوکر وہ اپنے ہمراہیون سمیت
کرانگانور کو واپس آوین کیونکہ وہ بہی اُنکے ہمراہ عرب چلنے کا قصد رکہتا ہے۔ راجہ نے شیخ
کو یہ بہی سمجہا دیا کہ میرے اس پوشیدہ عزم کو ملیبار کے کسی آدمی پر ظاہر نہ کرین[۱] غرض جب
شیخ شریف اور اُنکے ساتہی زیارت سے فارغ ہوکر دوبارہ کرانگانور مین آئے تو راجہ چُپکے
سے جہاز پر سوار ہوکر جو ساحل عرب کو جاتا تہا اُنکے ساتہہ روانہ ہو گیا اور سلطنت کا انتظام
ایک نائب کے سپرد کر گیا۔ عرب مین کچہہ عرصہ تک رہکر جب وطن چلنے کا اس نیت سے
ارادہ کیا کہ وہان پہونچکر مسجدین تعمیر کرے اور رعایا کو اسلام پر دعوت دے تو دفعۃً بیمار
پڑکر اُسنے انتقال کیا۔ حالت نزع مین اپنے رفیقون کو وصیت کی کہ ملیبار مین دین برحق
کی تبلیغ کا جو اُنہون نے مصمم قصد کر لیا تہا اُس مین ہرگز التوا نہ ہو اور اس کام مین امداد کے
لئے راجہ نے سفارش کے خطوط نائب کے نام لکہہ کر شیخ شریف کو دیدیئے۔

شیخ شریف اور اُنکے ساتہی ان خطوط کو لیکر کرانگانور مین آئے اور راجہ کے نائب کے
سامنے اُنہین پیش کیا" اس سردار نے راجہ کی ہدایتون سے جو مراسلہ مین بیان تہین اطلاع
پاکر چند قطعات زمین کے اور چند باغات نامہ برون کو دیدیئے جنہون نے اُنمین سکونت
اختیار کی اور ایک مسجد وہان تعمیر کی۔ ملک ابن دینار نے یہان مستقل طور پر رہنے کا ارادہ کر لیا
لیکن ملک ابن حبیب جو ابن دینار کا بہتیجا تہا کچہہ عرصہ کے بعد مسجدین تعمیر کرنے کے قصد سے
کرانگانور سے روانہ ہو گیا اول شہر کولن مین پہونچا اور اپنا سب مال ومتاع بیوی اور بچون
کے ساتہہ لیتا گیا۔ یہان اُسنے ایک مسجد تعمیر کی اور اہل وعیال کے رہنے کا بندوبست
کرکے خود ہو بائی مڑاوی کے شہر کو روانہ ہوا۔ وہان سے بانگور منگلور اور کنجر کوٹ کے
شہرون مین پہونچا۔ ہر شہر مین مسجدین بناتا گیا۔ جب اس کام سے فارغ ہوا تو پہر ہوبائی
مورادی کے شہر مین آیا اور تین مہینہ تک یہان مقیم رہا۔ اس شہر سے چلکر زرافتن۔

---

[۱] تحفۃ المجاہدین صفحہ ۴۹۔۵۰۔

درمافتن - فندریہ اور شالیات کے شہرون کو گیا - اور ان سب شہرون مین مسجدین
تعمیر کین - شالیات مین پانچ مہینہ قیام کرکے اپنے چچا ملک ابن دینار کے پاس کرانگانور
مین پہونچا - یہان اسنے کچھہ دنون قیام کرکے جو مسجدین تعمیر کین تہین اُنکے افتتاح اور
اوقاف کے بندوبست کے لیے پہر سفر پر سفر اختیار کیا جب یہ کام بہی ختم ہوا تو پہر
کرانگانور مین آیا - اب اسکا دل خدا کی رحمت کا منت گذار تہا کیونکہ اسلام کا نور اُس زمین
پر پہیل گیا تہا جہان کثرت سے بت پرستی ہوتی تہی - اسکے بعد ملک ابن دینار اور ملک
ابن حبیب اپنے متعلقین اور مصاحبون کو لیکر کولم کے شہر مین چلے آئے - یہان ملک
ابن حبیب اور اُسکے متعلقین نے سکونت اختیار کر لی لیکن ملک ابن دینار خراسان کے
سفر کو اُٹہا اور وہان پہونچکر انتقال کیا - ابن حبیب نے اپنے لڑکون کو تو کولم مین آباد
کر دیا اور بیوی کو لیکر خود کرانگانور مین چلا آیا اور یہان ان دونون نے انتقال کیا۔[۱]

مذکورہ بالا واقعات تاریخی حیثیت سے مستند ہون یا غیر مستند مگر اسمین شبہہ نہین
کہ ساحل ملیبار پر اسلام کی اشاعت کے لیئے امن و امان کے طریقے صدیون سے جاری
ہین - سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین موپلا قوم کے نومسلم ملیبار کی کل آبادی کا
پانچوان حصہ تھے - اُنکی زبان وہی تہی جو وہان کے ہندوؤن کی زبان ہے اور صرف
لمبی ڈاڑہی اور سر کے عجیب لباس سے اُنکو اور لوگون سے تمیز کیا جاتا تہا - اگر پرتگیز
ملیبار مین نہ پہونچتے تو ہندوستان کے اس ساحل پر سب ہندو مسلمان ہوجاتے کیونکہ
رعایا کثرت سے اسلام قبول کرتی تہی اور مسلمان تاجرون کا اثر جو گجرات و دکن عرب اور ایران
سے وہان آتے تہے بہت تہا۔[۲] جنوبی ہند مین دعوت اسلام کی تاریخ ہمیشہ ایسی سلامت روی

[۱] تحفۃ المجاہدین صفحہ ۵۴ و ۵۵ [۲] ادوارڈ وباربوسا صفحہ ۱۴۶ اسیطرح خیال کیا گیا ہی کہ اگر پرتگیز سیلون مین نہ آئے ہوتے تو اس جزیرہ مین
اسلامی ریاست قائم ہو جاتی - کیونکہ بحر ہند مین پرتگیزی جہازونکے آنیسے پہلے اہل عرب اس جزیرہ کی تجارت کے بالکل مالک تہے -
اور انکی تجارت کی منڈیان اس جزیرہ پر آنحضرت کی ولادت سے ۱۰۰ برس پہلے قائم ہو چکی تہین - ہر بندر اور شہر مین عرب موجود تہے

اور امن کی نہین رہی جیسے اوپر بیان ہوی ۔ لیکن وہان کی قدیم تاریخ مین ایسی سختیون کی نظیر
موجود نہین ہے جو ہندوون کو بجبر مسلمان کرنے کے لیئے ایسے وقتون مین کیجاتی تہین
جبکہ حیدر علی (۱۷۶۷ء-۱۷۸۲ء) اور ٹیپو سلطان (۱۷۸۲ء-۱۷۹۹ء) کے زمانہ مین مسلمانون کی
سلطنت کو عروج تہا ۔ ان بادشاہون نے جو کچہہ سختیان کین ہون لیکن اسمین شبہہ کی کوئی وجہ
نہین کہ قدیم زمانہ مین ادنی قومین امن و امان کے وسائل سے بکثرت مسلمان کرلی جاتی تہین[۵۱] اور
ابتک یہہ ہی حال ہے ۔ غرض ہندو اس کثرت سے مسلمان ہوے کہ جنوبی ہند کے
مشرقی اور مغربی ساحل کے نومسلمون مین اپنی قدیم بتون اور ہندوانی رسوم کی طرف میلان
پایا جاتا ہے اور سوای شریف نومسلمون کے انکی وہی کیفیت ہوتی جاتی ہے جو اس ملک
کے اصلی باشندون کی تہی ۔ غیر ملک کے مسلمانون کے خون کا اثر امین بہت کم رہ گیا ہے[۵۲]

مغربی ساحل ہند کے اضلاع مین ذاتون کا امتیاز بہت سخت ہے اسکی صرف ایک مثال
بیان کرتے ہین ۔ تراونکور مین بعض نیچ قوم کے آدمیون کے لئے ضروری ہے کہ برہمن سے
چوہتر قدم دور رہین اس سے زیادہ قریب آنیکی جرأت نہ کرین اور جب رستہ مین ہون تو پکارتے
چلین تاکہ اور لوگ انکے پاس نہ آوین[۵۳] ۔ اس قسم کی اور نظیرین کثرت سے بیان ہوسکتی ہین ۔
پس کیا تعجب ہے کہ ان ادنی قومون کے مسلمان ہونے سے مسلمانون کی تعداد مین جلد
ترقی ہوتی ہو ۔ یہہ لوگ مسلمان ہوکر ذلت اور خواری کی حالت سے نجات پاتے ہین اور تہذیب
وتمدن کے لحاظ سے اپنی اور اپنی اولاد کی ترقی کرتے ہین ۔

بقیہ (صفحہ ۲۸۴) ملیبار سے بہی تجارت کیلیئے اہل عرب سیلون مین آتے تہے جیسا ہر جگہ حال تہا اسی طرح جزیرہ مین بہی بوئے جزیرہ
کی عورتون سے شادیان کرین اور تمام سیلون پر اسلام کی اشاعت کردی لیکن معلوم ہوتا ہی کہ سیلون مین تبلیغ اسلام کے لئے زیادہ عملی کوششین
مردون مین کی گئین پایہ ہوا کہ سیلون کے لنکون ہی نے اسلام قبول کرنا چاہا کیونکہ آج کل جسقدر مسلمان اس جزیرہ مین ہین وہ عرب
کی نسل سے ہین .... سر جیمس ایمرسن ٹینانٹ سیلون پہلی جلد صفحہ ۶۳۲-۶۳۳ (پانچوین ایڈیشن مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء)

[۵۱] دیکہو وہ عبارت جو تحفۃ المجاہدین کے صفحہ ۴۷ سے نقل کیگئی ہے اسی کتاب کے صفحہ ۹ مین ان ہندوون کا ذکر کیا گیا ہی جو ذات سے خارج ہوکر اسلام کے حلقہ مین پناہ لیتے تہے ۔ [۵۲] صوبہ مدراس کی رپورٹ مردم شماری ۱۸۷۱ء مولفہ کورنش صفحہ ۱۰۹-۱۰۲ مطبوعہ
مدراس ۱۸۷۴ء ۔ [۵۳] ذات ۔ ذات کا پیدا ہونا ذات کی تاریخ اور اسکا اثر صفحہ (۲۰) مطبوعہ مدراس ۱۸۸۹ء ۔

مغربی ساحل پر موپلا قوم کے مسلمانوں کی تعداد نیچ قوموں کے مسلمان ہونے سے اسقدر جلد ترقی کر رہی ہے کہ چند سال مین مغربی ساحل کی کل نیچ قومون کا مسلمان ہوجانا ممکن ہے[۵۱]۔

ساحل ملیبار ہی سے غالباً جزائر لکادیپ اور مالدیپ مین اسلام کی اشاعت ہوی جہان اب بالکل مسلمان آباد ہین۔ ان جزیرون مین عربی اور ایرانی تاجرون کی کوشش سے اسلام پہیلا اور وہان کے لوگ مسلمان ہوے ان تاجرون نے ان جزیرون مین آباد ہو کر وہان کی عورتون سے شادیان کرنی شروع کین اور اپنے مذہب کو پہیلانے کے لیئے راستہ صاف کرایا۔ جزائر لکادیپ و مالدیپ کے پہلے مسلمان بادشاہ یعنی سلطان محمد شنورازہ کا اسلام لانا[۵۲] سنہ ۱۲۰۰ عیسوی مین قیاس کیا جاسکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس زمانہ سے تین سو برس پہلے مسلمان تاجرون نے اپنے مذہب کو ان جزیرون مین شائع کیا ہو[۵۳]۔ لیکن اسکے حالات تفصیل کے ساتھ بالکل دریافت نہین ہوئے۔

مالی کے شہر مین جو ان جزائر کا پایہ تخت ہے شیخ یوسف شمس الدین کا مزار ہے یہہ بزرگ ایران کے شہر تبریز کے رہنے والے تھے اور انکی نسبت مشہور ہے کہ جزائر کے سب لوگون کو انہون نے مسلمان کیا انکی قبر کی ابتک بہت تعظیم ہوتی ہے اور مزار کی عمارت ہمیشہ اچہی حالت مین رکہی جاتی ہے۔ انکی قبر کے پاس ہی اُنکے چند اہل وطن بہی دفن ہین جو انکو تلاش کرتے ہوے ان جزیرون مین پہونچے تھے اور مرتے دم تک ان جزیرون مین مقیم رہے[۵۴]۔

---

[۵۱] دوسری سالانہ شماری کانفرنس منعقدہ کلکتہ کی رپورٹ ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۹۶-۲۲۳-۲۴۸-(مطبوعہ کلکتہ ۱۸۸۴ء)

[۵۲] ابن بطوطہ- توم ۴- صفحہ ۱۳۱- ابن بطوطہ جزائر مالدیپ مین ۱۳۴۳ء سے ۱۳۴۴ء تک مقیم رہا اور یہان کے وزیر کی بیٹی سے اُسنے شادی کی یہہ وزیر سلطان داود کا پوتا تہا اور سلطان داود سلطان محمد شنورازہ کا پوتا تہا" (توم ۴ صفحہ ۱۵۴) اس عبارت سے سنہ ۱۲۰۰ء کی تاریخ جو سلطان شنورازہ کی مسلمان ہونیکی ہم نے بیان کی ہے تقریباً مترتب کی گئی ہے۔ [۵۳] ایضاً- جزائر مالدیپ صفحہ ۲۲-۲۵-۵۶-۵۸ و ۷۱ (مطبوعہ کولمبو ۱۸۸۳ء) [۵۴] جزائر مالدیپ کے باشندون پر مضمون مصنفہ بیگ ایڈیٹر اسٹنٹ (جیوگرافیکل سوسائٹی بمبئی کی کارروائی سنہ ۱۸۳۶ لغایہ ۱۸۳۸ صفحہ ۷۴ مطبوعہ بمبئی ۱۸۴۴ء)

ملک دکن بھی عامۃ اسلام کی کوششون کا منظر رہا ہے - ہم یہہ لکھہ چکے ہین کہ عرب کے تاجر مغربی ساحل ہند پر بہت قدیم زمانہ سے آمد و رفت رکھتے تھے دسوین صدی عیسوی مین یہ عرب تاجر کونکان کے شہرون مین کثرت سے آباد ہو گئے اور وہان کی عورتون سے نکاح کر کے اپنے دین و آئین کے ساتھہ ان شہرون مین آباد رہے[51] - سلاطین بہمنی سنہ ۱۳۴۷-۱۴۹۰ع اور بیجاپور سنہ ۱۴۸۹-۱۶۸۶ع کے زمانہ مین اہل عرب کو ان ریاستون مین آباد ہونے کی بہت جرأت دلائی گئی - عرب کے تاجرون اور سپاہیون کے ساتھہ واعظ بھی ملک مین داخل ہوے تا کہ اسلام کو ترقی دین اور تعلیم و تلقین سے کافرون کو راہ راست پر لائین - دکن کے شاہان سلف کے زمانہ مین غیر مذہب والون کو مذہبی آزادی تمام و کمال حاصل تھی[52] -

واعظین عرب مین سے ایک شخص جنکا نام پیر مہابیر کہندایت مشہور ہوا سنہ ۱۳۰۴ عیسوی مین اسلام کی اشاعت کے لیے دکن مین آئے - بیجاپور کے کاشتکار مسلمانون مین اُن جین مت کے لوگونکی اولاد موجود ہے جنکو پیر مہابیر نے مسلمان کیا[53] - چودہوین صدی عیسوی کے آخر مین سید حسین گیسو دراز جنکو سید مخدوم گیسو دراز بھی کہا جاتا ہے گلبرگہ مین بڑے پیر ہوے اُنھون نے پونہ کے ہندوؤن کو مسلمان کیا اور بیس برس کے بعد بلگام کے ہندوؤنکو مسلمان کرنے مین اُنکو بہت کامیابی ہوئی[54] - دہانو مین شیخ بابا احسب کی اولاد اب تک موجود ہے - یہ بزرگ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے قرابت رکھتے تھے اور تقریبًا چارسو برس گذرے کہ مغربی ہند مین وہ آئے اور کانکان مین نہایت پرہتون کو مسلمان کر کے دہانو مین انتقال کیا اور وہین دفن ہوے[55] - دہوار کے اضلاع مین کثرت سے مسلمان کپڑا بُننے والے آباد ہین جنکے بزرگون نے ہاشم پیر گجراتی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا تھا - ہاشم پیر بیجاپور کے بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے اوستاد تھے جو سولہوین صدی عیسوی

---

۵۱ مسعودی توم ۲ صفحہ ۸۵-۸۶ ۵۲ بمبئی گزیٹیر دسوین جلد صفحہ ۱۳۲ سولہوین جلد صفحہ ۰ ۵۳ بمبئی گزیٹیر تیئسوین جلد صفحہ ۲۸۲ - ۵۴ بمبئی گزیٹیر اٹھارہوین جلد صفحہ ۱۰۵ اکیسوین جلد صفحہ ۲۱۸ و ۲۲۳ ۵۵ بمبئی گزیٹیر تیرہوین جلد صفحہ ۲۳۱

اخیر مین گذرا ہے - یہہ مسلمان جُلاہے اپنے پیر کا نہایت ادب کرتے ہین اور اُسکی اولاد کے ساتہہ بڑی تعظیم سے پیش آتے ہین[۵۱]- ناسک مین شاہ محمد صادق سرمست حسینی کی اولاد ابتک موجود ہے - انکی نسبت لکہا گیا ہے کہ دعوت اسلام مین وہ نہایت درجہ کامیاب ہوئے ۱۵۶۸ء مین مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اور مغربی ہند کے اکثر مقامات کا سفر کرکے اُنہون نے ناسک مین سکونت اختیار کی تہی ناسک کے ضلع مین ایک اور بزرگ خواجہ خُمیر حسینی گذرے ہین جنہون نے شاہ محمد صادق سے پچاس برس پہلے دعوت اسلام مین کوشش کی[۵۲]- دو اور بزرگون کے نام لکہے جاتے ہین جنہون نے اسلام کی اشاعت کی - ایک ان مین سید محمد ابن سید علی تہے اور دوسرے سید عماد الدین درس باشیبان تہے[۵۳]-

تبلیغ اسلام کی دوسری بڑی تحریک کا مرکز ملتان کا شہر اور اُسکے حوالی تہے[۵۴] اہل عرب کے قدیم فتوحات کے زمانہ مین جبکہ ۷۱۴ء مین محمد قاسم نے سندہ مین اسلامی حکومت قائم کی تو یہ شہر سندہ کی سرحد پر واقع تہا عربون کے دور حکومت مین جو تین سو برس تک قائم رہا ہندوؤن نے کثرت سے اپنے فاتحون کا مذہب اختیار کیا - سندہ کے کئی ہندو شہزادون نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کی دعوت سے اسلام قبول کیا[۵۵]- ساوندری کے لوگون نے محمد قاسم کی اطاعت قبول کرلی تہی اور اُن کو امان اس شرط پر ملا تہا کہ وہ مسلمانون کی مدارات کرینگے اور رستہ بتانیکے لیے آدمی دینگے - مؤرخ بلاذری[۵۶] نے محمد قاسم کے زمانہ سے سو برس بعد لکہا ہے کہ اُسکے وقت مین ساوندری کے لوگ مسلمان تہے - محمد قاسم کے مراسلات مین ہندوؤن کے مسلمان ہونے کا اکثر ذکر آیا ہے -

---

۵۱ بمبئی گزیٹیر - بائیسوین جلد صفحہ ۲۴۲ ۵۲ بمبئی گزیٹیر سولہوین جلد صفحہ ۷۵ - ۷۶ ۵۳ بمبئی گزیٹیر اکیسوین جلد صفحہ ۲۰۲

۵۴ محمد قاسم کی فتح کے زمانہ مین سندہ کے ہندو راجہ کی ریاست شمال کی سمت مین ملتان تک تہی لیکن اب یہ شہر سندہ کی ملک مین نہین شمار کیا جاتا - ۵۵ جب عبد الملک کے فرزند خلیفہ سلیمان کا انتقال ہوا تو ۷۱۷ء عیسوی مین عمر ابن عبد العزیز سریر خلافت پر بیٹہا اوسنے ہندوستان کے راجاؤن سے خلیفہ کی اطاعت اور اسلام قبول کرنیکے لیئے کہا ان راجاؤن نے عمر ابن عبد العزیز کا حال سنا تہا کہ وہ کیسا نیک خصلت اور وعدہ کا سچا ہے - پس جیشیا اور اور راجاؤن نے مسلمان ہوکر اپنے نام عربون کے سے رکہے " - ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۵ ۵۶ ایلیٹ - پہلی جلد صفحہ ۱۲۱ -

عربون کا قاعدہ تھا کہ جب اُنکے اول حملہ کا جوش و خروش جو سخت بلا انگیز ہوتا تھا دشمن کو شکست دیکر دہیما پڑجاتا تھا تو وہ مفتوح کے ساتھہ سلوک سے پیش آتے تھے اور اُن کو مذہبی آزادی دیتے تھے اسلیئے اہل عرب کے زمانہ مین ہندوؤن نے اپنی خوشی اور رضامندی سے اسلام قبول کیا۔ برہمن آباد پر جب اہل عرب سخت حملہ کرکے قابض ہوے تو وہان کے لوگون کو مندرون کی مرمت کی اجازت دے دی کیونکہ ان ہی مندرون سے برہمنون کا گذارا ہوتا تھا اور کسی شخص کو اُسکے مذہب کی پیروی سے منع نہ کیا[۵۱]۔ اطاعت قبول کرتے ہی دشمن کو امان اور اُسکے دین و آئین پر قائم رہنے کی اجازت مل جاتی تھی۔

نوین صدی کے آخری نصف حصہ مین جب خلافت بغداد طرح طرح کی مشکلون مین مبتلا ہوگئی تو سندہ کی طرف سے غفلت ہوئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سندہ کی حکومت چھوٹے چھوٹے امیرون مین تقسیم ہوگئی۔ انمین ملتان اور منصورہ کے امیر بہت قوی تھے۔ اس نفاق و تقسیم نے مسلمانون کی ملکی طاقت کو ضعیف کردیا اگرچہ یہ انحطاط نوین صدی عیسوی کے شروع ہی سے پیدا ہوگیا تھا جبکہ معتصم باللہ (سنہ ۸۳۳-۸۴۱ء) کے عہد حکومت مین سندان[۵۲] کے ہندو اسلامی حکومت سے آزاد ہوکر خود مختار ہوے تھے لیکن ان ہندوؤن نے مسلمانون کی مسجد کو جو اُنکی ریاست مین تھی صحیح سلامت رہنے دیا۔ مسلمان مسجد مین جاکر نماز پڑہتے تھے اور کوئی دست اندازی نہ کرتا تھا[۵۳]۔ ملتان کے مسلمان اپنی پولیٹیکل آزادی کو قائم رکھنے مین کامیاب رہے اور راجاؤن کو یہ دہمکی دے کر انکے حملون سے بچتے رہے کہ اگر ہمپر فوجکشی کی گئی تو وہ بت توڑ دیا جائیگا جسکی ہندو بہت تعظیم کرتے ہین اور اسکی پوجا کے لیئے دیس دیس سے آتے ہین[۵۴]۔ لیکن اس زوال سلطنت کے زمانہ مین بھی اسلام کی ترقی برابر جاری رہی۔ ٹاک عیسفان جو کشمیر کابل اور ملتان کے بیچ مین کہین واقع تھا اُسکے بادشاہ

---

۵۱ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۸۵-۱۸۶ ۔ ۵۲ سندان سے مراد برہلک سندان سے ہے جو کچھ کا جنوبی ضلع ہے۔

۵۳ البلاذری۔ حصہ ۴۴۶ ۔ ۵۴ ایلیٹ۔ پہلی جلد صفحہ ۲۷-۲۸۔

سے کے مسلمان ہونے کا حال مورخ بلاذری نے اس[۵۱] طرح لکھا ہے کہ اس ملک کے لوگ
ایک بت کو پوجا کرتے تھے جسکے لیئے انہون نے ایک مندر بنایا تھا ایک دفعہ وہان
کے راجہ کا بیٹا بیمار پڑا راجہ نے مندر کے برہمنون کو بلا کر کہا کہ دیوتا سے دعا مانگو کہ میرا
بیٹا اچھا ہو جاوے۔ برہمن یہ سنکر چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد راجہ کے پاس
آئے اور کہا کہ "ہمنے دعا کی تھی وہ قبول ہوی" لیکن زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ راجہ کا بیٹا
مرگیا۔ اسپر راجہ نے مندر کو مسمار کیا۔ بت کو توڑ کر برہمنون کو قتل کر دیا۔ اور مسلمان تاجرون
کو اپنے پاس بلایا جنہون نے راجہ کو توحید کا یقین دلایا۔ راجہ فوراً ایمان لایا۔ اسی طرح
اور مسلمان تاجر بھی جنکے گروہ ہندوستان کے بت پرست شہرون مین تجارت کرتے پھرتے
تھے تبلیغ اسلام کا باعث ہو جاتے تھے۔ دسوین اور بارہوین صدی کے جغرافیہ دانان
عرب نے اُن شہرون کے نام لکھے ہین جو ساحل پر یا ملک کے اندر واقع تھے اور
جہان مسلمانون نے مسجدین بنائی تھین اور ہندو راجاؤن کی حفاظت اور سرپرستی مین
رہتے تھے بلکہ اپنے آئین و قوانین کے ساتھ وہان آباد رہنے کی راجاؤن نے انکو اجازت
دے رکھی تھی[۵۲]۔ اس زمانہ مین سندھ اور ہند کے متصل ملکون اور باقی ساری دنیا سے تجارت
کا سلسلہ عربون ہی کے دم سے قائم تھا۔ چین اور سیلون کی پیداوار سندھ کے بندرگاہون
مین لاتے تھے اور وہان سے ملتان ہوتے ہوے ترکستان اور خراسان لیجاتے تھے[۵۳]
تعجب ہوتا اگر یہہ عربی تاجر جو بت پرستون کے شہرون مین جا بجا موجود تھے تبلیغ
اسلام مین وہی ہمت اور جوش صرف نہ کرتے جو اور مسلمان تاجرون نے دوسرے ملکون
مین صرف کیا تھا ایسے ہی تاجرون کی ہدایت و تلقین سے غالباً ساما کی قوم نے اسلام
قبول کیا جو ۱۰۵۱ء سے ۱۳۵۱ء تک سندھ پر حکمران رہی۔ اس قوم کے ایک بادشاہ
جام سندا بن بابنیہ کی نسبت لکھا ہے کہ اسکا زمانہ ایسے امن و امان کا تھا کہ "نہ کبھی اسکو

۵۱ البلاذری صفحہ ۴۴۶ ۵۲ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷ و ۳۸ و ۸۸ و ۴۵۷ ۵۳ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۰۔

میدان جنگ مین سوار ہو کر جانا پڑا اور نہ کوئی دشمن اُس سے میدان جیت سکا[۵۱] اور اس
بادشاہ کا عہد عدل و انصاف اور اسلام کی ترقی کے اعتبار سے بھی مشہور تھا۔ اب ظاہر
ہے کہ اسلام کی یہ ترقی صرف امن و امان کے وسائل سے جو دعاۃ نے اختیار کیے تھے ہوئی
ہو گی۔ یہان کے داعیان اسلام مین سب سے زیادہ مشہور و معروف سید یوسف الدین
تھے جو سنہ ۱۴۲۲ عیسوی مین سندہ مین آئے تھے۔ وس برس کی محنت اور جستجو کے بعد
لوہانا قوم کے سات سو خاندانون کو انھون نے مسلمان کر لیا اول اس قوم کے دو
آدمی سندرجی اور ہنس راج شاہ صاحب کی کرامات دیکھکر مسلمان ہوے تھے اور اپنا
نام انھون نے آدم جی اور تاج محمد کہا تھا جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو پھر انکی قوم کے سات سو
گھرانون نے اسلام قبول کیا۔ آدم جی کا بیٹا جب لوہانون کا سردار ہوا تو اسکے وقت مین یہہ
قوم سندہ سے اُٹھکر کچھ مین چلی گئی۔ اور جب وہان پہونچی تو کچھ کے لوہانون نے بھی اسلام
قبول کر کے مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا[۵۲]۔ چار سو برس گذرے کہ فرقہ اسماعیلیہ کے
ایک بزرگ پیر صدر الدین نے اپنے مذہب کو سندہ مین شائع کیا اور اُن اصولون کے
مطابق جو اس مذہب مین اپنے تعین و سفرن کے مناسب حال بنانے کے لیے رائج ہین
پیر صدر الدین نے اپنا نام ہندوؤن کا سا رکھا اور ہندو مذہب کے بعض عقائد کو تسلیم کر لیا
تاکہ اسماعیلیہ مذہب کی اشاعت مین آسانی ہو۔ ایک کتاب دساوتار ہندوؤن مین شائع کی
جسمین حضرت علی کو وشنو کا دسوان اوتار لکھا ہے۔ یہ کتاب اُسی وقت سے خوجہ قوم کا معتدبہ
صحیفہ سمجھی جاتی ہے اور تمام مذہبی موقعون پر اور حالت نزع مین مریض کے بستر کے قریب پڑہی
جاتی ہے۔ اسمین وشنو کے نو اور اوتارون کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن وہ ناقص ہین اور
صداقت کے کامل رتبہ کو اُسوقت تک نہین پہونچ سکتے جبتک کہ وشنی مذہب مین اسماعیلیہ
کے عقائد کا یہ مسئلہ شامل نہ کیا جاوے کہ حضرت علی وشنو کے دسوین اوتار ہو کر دنیا مین

---

[۵۱] ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷۳ — [۵۲] بمبئی گزیٹئر۔ پانچوین جلد صفحہ ۹۲ —

عنقریب خروج کرنیوالے ہین - علاوہ اس مسئلہ کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو برہما اور حضرت علی رضی کو وشنو اور حضرت آدم علیہ السلام کو شیو سے تعبیر کیا ہے - پیر صدر الدین کی ہدایتون کو اول شمالی ہند کے دیہاتی لوگون نے تسلیم کیا اور یہ ہندو اسماعیلیہ مذہب مین شامل ہو گئے ان پیر صاحب نے کچھ مین بہی وعظ شروع کیا اور مذہب اسماعیلیہ اس ملک سے اشاعت پا کر گجرات اور سندہ مین پہیل گیا - اس مذہب کے پیرو یعنی خوجہ قوم کے لوگ مغربی ہند کے تمام شہرون مین اور بحر ہند کے ساحلون پر کثرت سے موجود ہین[۱]-

داعیان ملت اسلامیہ مین پیر صدر الدین ہی پہلے شخص نہ تہے جو ہندوستان مین آئے بلکہ اُنکے آنے سے کئی سو برس پہلے اس مذہب کا ایک مبلغ جسکا نام نورستا گر تہا - قلعہ الموت سے جہان اسماعیلیون کا سردار رہتا ہے ہندوستان کو روانہ کیا گیا تہا - یہ واعظ اول گجرات مین راجہ سدہ راج کے زمانہ مین (سنہ ۱۰۹۴-۱۱۴۳ع) پہونچا اور اُسنے اپنا نام ہندوون کا سا رکہا لیکن مسلمانون کو اپنا اصلی نام سید سعادت بتایا - کنبی اور کہارو اور کوری قوم کے لوگون کو جو گجرات کی نیچی ذاتین تہین اسماعیلیہ مذہب مین شامل کیا[۲]-

کچھ کے اکثر مسلمان جو کسی زمانہ مین ہندو تہے داول شاہ کو جنکا اصلی نام ملک عبد اللطیف تہا اپنا پیر مانتے ہین - ملک عبد اللطیف گجرات کے مشہور بادشاہ سلطان محمود بیگرہ کے ارکین سلطنت مین سے کسی شخص کا بیٹا تہا - محمود بیگرہ کی نسبت مشہور ہے کہ اسکے وقت مین ہندوون نے کثرت سے اسلام قبول کیا[۳]-

سلطان محمود بیگرہ کی کوشش سے بوہرہ قوم کے لوگون کا مسلمان ہونا لکہا جاتا ہے یہ ایک مشہور تجارت پیشہ قوم ہے جو پہلے ہندو تہی اور اب شیعہ مذہب کہتی ہے اسکے لوگ صوبہ

---

[۱] خوجہ وریتانت صفحہ ۲۰۸ - نہ پارل فریری کی کتاب "خوجہ قوم - پہاڑ کے بڈہے آدمی کی معتقد قوم" میکمیلن کا میگزین چودہوین جلد صفحہ ۳۴۱ و ۳۴۳ - ۳۴۴ - (مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ع) [۲] خوجہ وریتانت صفحہ ۱۵۸ [۳] بمبئی گزیٹیر - پانچوین جلد صفحہ ۸۹ [۴] بمبئی گزیٹیر - دوسری جلد صفحہ ۲۷ - تیسری جلد صفحہ ۲۶ - ۲۷ -

بمبئی کے تمام تجارتی شہرون مین آباد ہین[1] ۔ چونکہ شیعی اعظمین اور اعیان مذہب کا ہندوستان مین آنا اور شمالی گجرات[2] مین انہلواڑا کے راجاؤن کا اُنکے ساتہہ سلوک اور مہربانی کرنا محمود سبکتگین کے زمانہ سے پہلے چودہوین[3] صدی بلکہ گیارہوین صدی عیسوی مین بیان کیا جاتا ہے اسلیئے خیال ہوسکتا ہے کہ بورہ قوم کا مسلمان ہونا فوری نہ تہا بلکہ کئی نسلون تک بتدریج عمل مین آیا۔ چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین داعی اسلام ملا علی نے اس قوم مین مذہب کی اشاعت کے لیئے جو کوشش کی اُسکو ایک شیعہ مورخ[4] نے اسطرح بیان کیا ہے "گجرات کے لوگ بت پرست تہے اور اُنکا ایک گرو تہا جسکے یہ لوگ چیلے تہے اور اُسکے نہایت معتقد تہے۔ ملا علی نے اسمین مصلحت دیکہی کہ اول اس گرو کا اپنے تئین چیلا بنائے اور پہر مضبوط دلائل سے اسکو لاجواب کرکے گرو کو مسلمان کرلے اور پہر اور بت پرست مسلمان ہوجاوین پس ملا علی کئی برس تک اس گرو کی خدمت مین حاضر رہا اور اُسکی زبان اور علوم سیکہے اور اُسکی کتابون سے خوب واقف ہوگیا۔ اب ملا علی نے گرو کے سامنے اسلام کے عقائد بیان کیئے اور آخرکار اُسکو مسلمان کرلیا۔ گرو کے ساتہہ ہی بعض چیلون نے بہی اپنا مذہب تبدیل کیا۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر اس ملک کے راجہ کے وزیر کو پہونچی۔ وزیر گرو کے پاس آیا اور گرو کی اطاعت کی عادتین اپنے مین پیدا کرکے مسلمان ہوگیا۔ لیکن ایک عرصہ تک گرو اور اُسکے چیلون اور وزیر نے اپنے مسلمان ہونے کو راجہ کے خوف سے پوشیدہ رکہا۔

آخرکار وزیر کے مسلمان ہونے کی خبر راجہ کو پہونچی اور ایک دن وہ وزیر کے مکان پر آیا اور دیکہا کہ وزیر نماز پڑہ رہا ہے۔ راجہ غصہ سے بیتاب ہوگیا۔ وزیر بہی راجہ کے آنیکا منشا سمجہہ گیا اور جان گیا کہ راجہ کا غصہ اس وجہ سے ہے کہ مین نماز مین مصروف ہون۔ پس وزیر نے بڑی دانائی سے یہہ حیلہ کیا کہ گویا وہ سانپ کے دیکہنے کو جہکا تہا اور منہہ سے جو کچہہ بولتا تہا

---

[1] بمبئی گزٹیر ساتوین جلد صفحہ ۷ ۔ [2] کولبروک "مختلف مضامین" تیسری جلد صفحہ ۲۰۲ ۔ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۳ء) [3] بمبئی گزٹیر ۔ تیرہوین جلد صفحہ ۲۲۹ ۔ [4] نوراللہ شوستری ۔ مجالس المومنین ۔ کولبروک کے مضامین تیسری جلد صفحہ ۲۰۴ ۔ ۲۰۶

وہ بہی سانپ ہی کا منتر تہا۔ راجہ نے یہ سنکر مکان کے گوشہ کی طرف نظر ڈالی۔ خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ راجہ کو اُسی جگہہ ایک سانپ نظر آیا۔ وزیر کا عذر معقول معلوم ہوا اور راجہ کی بدگمانی جاتی رہی۔

کچہہ عرصہ کے بعد راجہ بہی مسلمان ہوگیا لیکن راج کی مصلحتون سے اُسنے اپنا مسلمان ہونا پوشیدہ رکہا۔ مرتے وقت البتہ اُسنے حکم دیا کہ اُسکا مردہ ہندوون کی رسم کے مطابق جلایا نہ جاوے۔

جب اس راجہ کا انتقال ہوا تو سلطان فیروز شاہ تغلق شہنشاہ دہلی (۱۳۵۱ء سے ۱۳۸۸ء) کے عمائد سلطنت مین سے ایک شخص سلطان ظفر نے صوبہ گجرات کو فتح کیا۔ چند علماء سنت جماعت نے جو سلطان ظفر کے ساتہہ تہے شیعہ نو مسلمون کو سنی کرنا چاہا چنانچہ کہیڑا [1] کی ضلع مین بوہرہ قوم کے ایسے چند لوگ موجود ہین جو سنی ہین لیکن اکثر بوہرے شیعہ ہین۔

چودہوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک اور داعی اسلام جنہون نے صوبہ گجرات مین تبلیغ کے لیئے کوشش کی شیخ جلال تہے جو مخدوم جہانیان کی نام سے زیادہ تر مشہور ہین۔ یہ بزرگ گجرات مین آکر سکونت پذیر ہوے تہے اور بہت ہندوون کو اُنہون نے اور انکی اولاد نے مسلمان کیا [2]۔

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبہ بنگال مین حاصل کی اُسکی نظیر کسی اور صوبہ مین نہین ملتی۔ بارہوین صدی کے اخیر مین بختیار خلجی نے بنگال بہار کو فتح کرکے اول اسلامی سلطنت یہان قائم کی اور گور کو بنگال کا پایۂ تخت قرار دیا۔ یہان مدت تک مسلمانو کی حکومت رہنے سے اسلام کو قدرتاً زیادہ ترقی ہوئی۔ دس برس کے لیئے راجہ کنس کے زمانہ مین ہندوون کا راج پہر بنگال مین قائم ہوگیا۔ اس راجہ کے عہد مین مذہبی آزادی سب کو

---

[1] بمبئی گزیٹیر۔ تیسری جلد۔ صفحہ ۳۶۔

[2] بمبئی گزیٹیر۔ چوتھی جلد۔ صفحہ ۴۱۔

حاصل تھی اور مسلمان رعایا بھی راجہ کو بہت پسند کرتی تھی[۵۱] لیکن اُسکے بیٹے جٹ مل نے
ہندو مذہب چھوڑکر اسلام قبول کر لیا۔

سنہ ۱۴۰۴ عیسوی مین جب جٹ مل کا باپ راجہ کنس مرگیا تو اُسنے راج کے تمام سرداروں کو
جمع کیا اور اُنکے سامنے مسلمان ہونے کا قصد ظاہر کیا اور کہا کہ اگر سردار اُسکو گدی پر نہ
بیٹھنے دینگے تو وہ خوشی سے اپنے بھائی کو راج کا مالک بنادیگا۔ سرداروں نے یہ گفتگو سنکر
کہا کہ راجہ جو مذہب چاہے اختیار کرے ہم ہر حال مین اُسکو اپنا بادشاہ مانین گے۔ اسکے
بعد جٹ مل نے اکثر علمای اسلام کو مدعو کیا تاکہ جسوقت سردربار ہندو مذہب چھوڑکر وہ مسلمان
ہو تو وہ بھی اس واقعہ کے شاہد ہون جٹ مل نے مسلمان ہوتے ہی اپنا نام جلال الدین محمد شاہ
رکھا۔ مشہور ہے کہ اُسکے زمانہ حکومت مین کثرت سے ہندو مسلمان ہوئے[۵۲]۔ مگر اُن مین سے
اکثر لوگ زبردستی مسلمان کیے گئے اور مشرقی بنگال مین مسلمانون کی ساڑھے پانچسو برس
کی حکومت مین صرف جلال الدین محمد شاہ کا زمانہ ایسا ہے جسمین بیان کیا گیا ہے کہ ہندوؤن پر ظلم
ہوے[۵۳]۔ افغانون کے جو گروہ بنگال مین آباد ہوے اُنہون نے بھی یہان کے ہندوؤن
کو مسلمان کرنے مین بڑی کوشش کی۔ ان افغانون کی جو اولاد ہندنیون کے پیٹ سے
ہوتی تھی وہ تو بہرحال مسلمان ہوتی ہی تھی مگر قحط کے زمانہ مین وہ مفلس ہندوؤن کے بچون کو بھی
کثرت سے خریدکر اُنکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ پر کرتے تھے[۵۴]۔ لیکن بنگالی نومسلمون کی کثرت
ایسے شہرون مین نہین ہے جو کسی زمانہ مین اسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہے تھے بلکہ اُنکی
جسقدر کثرت ہے وہ دیہات مین یا ایسے اضلاع مین ہے جہان مغربی صوبون کے نو آباد
مسلمانون کا نشان تک نہین۔ بلکہ صرف نیچ قومون کے ہندو قوم اور برادری سے خارج

---

۵۱ تاریخ فرشتہ مین اسطرح لکھا ہے لیکن بلوک مین کے مضامین بنگال کی تاریخ اور جغرافیہ پر بھی دیکھنے چاہئین (جے۔ اے۔ ایس۔ بی۔ بیالیسوین جلد نمبر (۱) صفحہ ۲۶۴-۲۶۶ (مطبوعہ ۱۸۷۳ء) ۵۲ ریونشا کی کتاب "گور کا شہر اُسکے کھنڈر اور کتبے" صفحہ ۹۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء) ۵۳ وائز صفحہ ۲۹ ۵۴ چارلس سٹیوارٹ تاریخ بنگال صفحہ ۱۷۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۱۳ء)

بلوک کے مضامین بنگال کی تاریخ جغرافیہ پر (جے۔ اے۔ ایس۔ بی۔ بیالیسوین جلد صفحہ ۲۲ (مطبوعہ ۱۸۷۳ء)

ہوکر وہان کثرت سے آباد ہین [۵۱] نومسلمون اور نیچ قوم کے ہندوؤن مین اوضاع و اطوار کا ایک سا ہونا ذات کی تفریق کا اُن مین موجود ہونا اور اُنکی آپس کی جسمانی مشابہت ایسی چیزین ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنگال کے مسلمان اور بنگال کے اصلی باشندے ایک ہین۔ صوبۂ بنگال مین برخلاف شمال مغربی ہند کے اسلام کو کسی ایسے قومی مذہب کا مقابلہ نہین کرنا پڑا جو اُسکی ترقی مین مخل ہوتا۔ شمال مغربی صوبون مین مسلمان حملہ آورون کو خوب معلوم ہوگیا تھا کہ برہمنون کا مذہب بدہ مذہب کو غارت کرکے بہت زور پکڑ گیا ہے اور باوجود مسلمانون کی سخت گیری کے وہ ہندوؤن مین مخالفت کے وقت زور پیدا کر دیتا ہے اور سخت سے سخت تکلیف اور ذلت کی ساعت مین بھی ہندوؤن کو اپنے سے علیحدہ نہین ہونے دیتا۔ لیکن داعیان اسلام جب بنگالہ مین پہونچے تو نیچ ذات کے ہندو اور وہان کے اصلی باشندے جو ہندوؤن کے مذہب سے قریب قریب خارج سمجھے جاتے تھے اور اپنی آرین سردارون کے ہاتھون سے طرح طرح کی ذلتین اور اذیتین اُٹھاتے تھے مسلمانون کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھے۔ ان لوگون کے نزدیک جنمین مفلس مچھلی پکڑنے والے اور شکاری اور قزاق اور ادنی قوم کے کاشتکار تھے اسلام ایک اوتار تھا جو اُنکے لیئے اکاش سے اُترا تھا۔ وہ حکمران قوم کا مذہب تھا اور اُسکے پھیلانے والے وہ باخدا لوگ تھے جو توحید کی خبر اور سب انسانون

۵۱ انڈین ایونجلیکل ریویو جنوری ۱۸۸۲ء۔ نیز مقابلہ کرو گرو پرشاد سین کا مضمون "انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف ہندوازم" (کلکتہ ریویو ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۲۱-۲۴۳) گرو پرشاد سین لکھتا ہے "بنگال کے ایک کروڑ نوے لاکھ مسلمانون مین سے پچیس ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے نہین ہین جنکو بھدر لوگ کی جماعت مین شمار کیا جاوے باقی جسقدر مسلمان ہین وہ کاشتکار اور مزدور ادنی پیشہ ور درزی اور نوکر ہین۔ یہ لوگ پہلے چل اچل ذات کے ہندو تھے پھر وہ مسلمان کر لیے گئے۔ بحیثیت مجموعی یہ لوگ ہندوستان کے سب سے زیادہ خوشحال کاشتکارون مین ہین اور اُن کی حالت بجائے تنزل کے جیسا کہ ہندوستان کے تمام مسلمانون کی نسبت فرض کیا جاتا ہے روزانہ ترقی کی ہے۔ یہ لوگ کاشتکار ہونے سے بڑھکر کبھی کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے اور تاریخ کے کسی زمانہ مین بھی وہ سرکاری ملازم یا سرکاری سپاہی یا زمیندار یا ہندوستان کے فاتح یا فاتحین کے ساتھی نہین رہے وہ بنگال ہی مین پیدا ہوے بنگالی زبان ہی بولتے ہین۔ بنگالی خط لکھتے ہین۔ بنگالیون کا سا لباس پہنتے ہین اور غذا بھی وہی رکھتے ہین جو اور بنگالیون کی ہے سوای مذہب کے وہ سب باتون مین بنگال کی رعیت سے مشابہ ہین۔"

کے برابر ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تہے جسکو سب ذلیل و خوار سمجھتے تہے۔
اسلام کی ابتدائی رسوم ایسی ہوتی تہین کہ ہندو کو مسلمان ہوکر پہر ہندو مذہب اختیار کرنا
ناممکن ہو جاتا تہا اسلیئے ہندو نومسلم اور اُسکی اولاد ہمیشہ کو مسلمان ہو جاتی تہی۔ غرض
اس طرح اسلام ہندوستان کے ایسے شاداب اور زرخیز خطہ پر شائع ہو گیا جو بڑی سے بڑی
اور جلد سے جلد بڑہنے والی آبادی کو اپنی پیداوار سے پرورش کرسکتا ہے۔ جبر مسلمان
کرنیکے بہی واقعات کہین کہین بیان ہین۔ لیکن جنوبی بنگال مین اسلام کو مستقل کامیابی
جبر و اکراہ کی بدولت حاصل نہین ہوئی بلکہ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا اور مفلسون
مین سے لاکہون کو اپنا پیرو بنا لیا۔ اُسکی تعلیم نے خدا کا اور انسانی اخوت کا عالی ترین
خیال پیدا کر دیا اور بنگال کی کثرت سے بڑہنے والی قومون کو جو صدہا سال سے ہندوؤن
کے طبقہ سے قریب قریب خارج ہوکر ہزار ذلت و خواری کے ساتہہ اپنے دن کاٹ رہی
تہین اُنکو اسلام نے اپنی اُخوت کے دائرہ مین بلا تکلف شامل ہونے دیا"[۵۱]

صوبہ بنگال مین تبلیغ اسلام کے لیئے خاص کوششون کا ہونا اسطرح سے بہی ثابت
ہوتا ہے کہ خاص خاص حامیان دین کے واقعات مشہور ہین جنہون نے اسلام کے پہیلانے
مین کوششین کین[۵۲]۔ ان بزرگون مین سے بعض کے مزارون کی ابتک لوگ تعظیم کرتے
ہین اور ہر سال صدہا آدمی اُنکی زیارت کو جاتے ہین[۵۳]۔ لیکن ان اعیان اسلام کے کامون کا
حال تفصیل سے نہین دریافت ہوتا۔

موجودہ صدی مین صوبۂ بنگال کے مسلمانون مین مذہب کو از سر نو زندہ کیا گیا ہے
اور بہت فرقون نے جنکی اصل فرقۂ وہابیہ سے ہے اپنے واعظ اس ملک مین بہیجے
تاکہ جو ہندووانی تعصبات نومسلمون مین چلے آتے ہین وہ رفع ہون اور مذہبی حرارت اُنمین

---

[۵۱] سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر۔ ہندوستان کے مذہب (اخبار ٹائمز فروری ۱۸۸۸ء) دیکھو وائز صفحہ ۲۰۳۔ [۵۲] ڈاگانکی کتاب "ترسول ہلال اور صلیب" صفحہ ۱۴۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء) [۵۳] وائز صفحہ ۲۰۔

پیدا ہوا اور ہندوؤن مین اسلام اشاعت پاوے۔[۵۱]

ان واعظون کی بدولت اور چند سوشل اور طبعی حالات کی وجہ سے جو ہندوؤن کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد جلد بڑہا دیتے ہین چند سال کے اندر ہی مسلمانون کی مردم شماری مین تعجب انگیز ترقی پیدا ہوئی ہے۔[۵۲] بعض دواعیان اسلام کا حال جنہون نے اسلام کو ہندوستان کے ان حصون مین شائع کیا جنکا اوپر ذکر نہین آیا ہے ہم یہان لکھتے ہین۔

ان بزرگان دین مین سب سے قدیم شیخ اسمٰعیل ہین جو بخارا کے سادات عظام مین سے تھے اور علم ظاہر و باطن مین کامل تھے۔ ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ واعظین اسلام مین سب سے پہلے شخص تھے جنہون نے لاہور کے شہر مین جہان ۱۰۰۵ء عیسوی مین وہ آئے تھے وعظ کیا۔ اُنکی مجلس وعظ مین سامعین کا ہجوم کثرت سے ہوتا تھا اور ہر روز صدہا لوگ خلعت اسلام سے مشرف ہوتے تھے اور جو شخص ایک دفعہ اُنکے وعظ مین آتا تھا وہ بغیر کلمۂ توحید پڑہے اور اسلام پر ایمان لائے واپس نہ جاتا تھا۔[۵۳]

پنجاب کے مغربی صوبون کے باشندون نے خواجہ بہاء الحق[۵۴] ملتانی اور بابا فرید پاک پٹنی کی تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کیا۔ یہہ دونون بزرگ تیرہوین صدی عیسوی کے قریب خاتمہ اور چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین گذرے ہین۔[۵۵] بابا فرید شکر گنج کا تذکرہ جس مصنف نے لکھا ہے اُسنے تحریر کیا ہے کہ سولہ قومون کو انہون نے تعلیم و تلقین سے مشرف باسلام کیا۔ لیکن افسوس ہے اس مصنف نے ان قومون کے مسلمان ہونیکا مفصل حال نہین لکھا

---

۵۱ وائز صفحہ ۴۸۔۵۵ ۵۲ یہ بات مردم شماری کے نقشون سے ثابت ہوگئی ہے کہ ہر دس ہزار آدمی پیچھے سو آدمی شمالی بنگال مین اور ۲۶۶ آدمی مشرقی بنگال مین اور ۱۱۰ آدمی مغربی بنگالہ مین مسلمان ہوگئے ہین یعنی کل بنگال مین بحساب اوسط فی دس ہزار ۱۵۷ لوگ مسلمان ہوئے ہین مسلمانونکی یہ ترقی بہت اور اصلی ترقی ہے لیکن اگر یہی حال رہا تو ساڑہے چہ سو برس مین سارا بنگال مسلمان ہوجائیگا بلکہ مشرقی بنگال صرف چار سو برس مین اس حالت کو پہونچ جائیگا کہ وہان کی آبادی بالکل مسلمان ہوجاوے۔۔۔۔ اُنیس برس گذرے کہ بنگال خاص مین ہندوؤن کی تعداد مسلمانونکی تعداد سے پانچ لاکہ زیادہ تھی لیکن اس سے کم کا عرصہ گذرا ہے جسمین مسلمانونکی تعداد ہندوؤنکی برابر ہی نہین ہوئی بلکہ اُس سے زیادہ لاکہ بڑہ گئی۔ ہندوستانکی مردم شماری ۱۸۹۱ء تیسری جلد بنگال کے جنوبی صوبے اور انکی ریاستین مع نقشے جات اور ڈونل صفحہ ۱۴۶-۱۴۷ (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۹۲ء) ۵۳ مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا دوسری جلد صفحہ ۲۳ ۵۴ یہ نیک شیخ بہاء الدین زکریا کے نام سے بھی مشہور ہین۔ ۵۵ ایبٹسن صفحہ ۱۶۳۔ ۵۶ مولوی صغر علی جو انوار فریدیہ (۱۳۰۳ھ) صفحہ ۳۹۵ (لاہور ۱۸۸۵ء)

ہندوستان کے مشہور و معروف اولیای کبار مین سے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ ہین جنہون نے ملک راجپوتانہ مین اسلام کی اشاعت کی۔ اور سنہ ۱۲۳۶ عیسوی مین اجمیر مین اُنکا انتقال ہوا یہہ بزرگ سجستان کے رہنے والے تہے جو ایران کے مشرق مین ہے مشہور ہے کہ خواجہ صاحب جب مدینہ طیبہ کی زیارت کو جاتے تہے تو ہندوستان کے کفار مین تبلیغ اسلام کا اُنکو حکم ملا۔ پیغمبر خدا صلے علیہ وسلم خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ "خدا نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے۔ جا اور اجمیر مین سکونت اختیار کر۔ خدا کی مدد سے دین اسلام تیرے اور تیرے ارادتمندون کے تقدس سے اس سرزمین پر پہیل جاویگا" خواجہ صاحب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اجمیر مین آئے جہان کا راجہ ہندو تہا اور جہان ہر طرف بت پرستی پہیلی ہوی تہی یہان پہونچتے ہی پہلے جس ہندو کو اُنہون مسلمان کیا وہ ایک جوگی راجہ کا گرو تہا۔ رفتہ رفتہ بہت لوگ خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے اور اُنہون نے بت پرستی چہوڑ کر اسلام قبول کیا۔ اب خواجہ صاحب کی شہرت سب طرف ہو گئی اور اخیر مین ہندوون کے گروہ کے گروہ اُنکی خدمت مین حاضر ہو کر مسلمان ہوتے تہے[۱] مشہور ہے کہ جسوقت خواجہ صاحب دہلی سے اجمیر جاتے تہے تو رستہ مین سات سو ہندوون کو اُنہون نے مسلمان کیا۔

تیرہوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک بزرگ بو علی شاہ قلندر نے جو عراق عجم کے رہنے والے تہے پانی پت مین سکونت اختیار کی اور سو برس کی عمر پاکر سنہ ۱۳۲۴ عیسوی مین انتقال کیا۔ پانی پت کے مسلمان راجپوت جن مین تین سو مرد ہین ایک شخص امر سنگہہ کی اولاد سے ہین جسکو شاہ صاحب نے مسلمان کیا تہا۔ قلندر صاحب کے مزار کی لوگ بہت تعظیم کرتے ہین اور اُسکی زیارت کو جاتے ہین۔

ایسے ہی ایک بزرگ شیخ جلال الدین ایرانی تہے جو چودہوین صدی عیسوی کے اخیر

---

[۱] ایلیٹ۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۵۴۸۔

نصف حصہ مین ہندوستان مین آئے اور جنوبی آسام کے شہر سلہٹ مین سکونت اختیار کی تاکہ وہان کے بت پرستون کو مسلمان کرین ان بزرگ کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور اُنکی کوششین نہایت کامیاب ہوئین ؎۵

موجودہ زمانہ مین بھی بہت مسلمان ایسے ہین جو ہندوستان مین اپنے مذہب کی اشاعت چاہتے ہین اور اُنکو بہت کامیابی ہوتی ہے۔ ہندوستان مین ہر سال جسقدر لوگ مسلمان ہوتے ہین اُنکی تعداد دس ہزار پچاس ہزار ایک لاکھ اور چھہ لاکھ تک تخمینہ کی جاتی ہے ؎۵۱ لیکن اس تعداد کا ٹھیک تخمینہ کرنا مشکل ہے کیونکہ اشاعت کے متعلق کوئی سررشتہ یا محکمہ مسلمانون مین ایسا نہین ہے جو اپنی کارگزاری یورپ کی سوسائٹیون کی رپورٹون مین لکھے بلکہ ہر مسلمان بذات خود تبلیغ اسلام مین کوشش کرتا ہے اسلیے تعداد کے متعلق صحیح صحیح اطلاع نہین ہوسکتی لیکن ہمین شبہہ نہین کہ داعیان اسلام اپنے مذہب کی اشاعت مین کوشش کرکے کامیابی حاصل کرتے ہین۔ پنجاب مین ایک شخص حاجی محمد گذرے ہین جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُنہون نے دو لاکھ ہندؤون کو مسلمان کیا ؎۵۲۔ بنگلور کے ایک مولوی صاحب کو دعوی ہے کہ انہون نے پچھلے پانچ برسون مین ایک ہزار آدمیون کو بنگلور کے شہر اور حوالی مین مسلمان کیا یہہ بیانات خواہ کتنے ہی مشتبہ ہون لیکن فقط انکا ذکر ہی اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کو شائع کرنے مین ایسی عملی کوششین کرتے ہین جنمین تبلیغ مذہب کے حقیقی اصول موجود ہوتے ہین۔ مفصلہ ذیل حالات مستند تحریرون سے اقتباس کیے گئے ہین اور بعض صورتون مین خاص اُن لوگون سے جنہون نے اسلام کی اشاعت کی اُنکو تحقیق کیا گیا ہے۔ پٹیالہ مین مولوی عبید اللہ نے جو پہلے بڑے عالم و فاضل برہمن تھے اپنے تئین بڑا کامیاب واعظ ثابت کیا اور باوجود اُن مشکلات اور رنجون کے جو اُنکے

؎۵۰ ابن بطوطہ توم ۴ صفحہ ۲۱۷- یول (۲) صفحہ ۵۱۵ ؎۵۲ انڈین ایوانجلیکل ریویو فروری ۱۸۸۴ء صفحہ ۳۰۲ (کلکتہ ۱۸۸۹-۱۸۹۰ء) سپکٹیٹر ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۱۳۸۲ ؎۵۳ گارسن دتاسی "لالانگ ایٹ الالیتراتور ہندوستانی ۱۸۶۹-۱۸۹۰ء

صفحہ ۳۴۳ (پیرس ۱۸۷۴ء)

رشتہ دارون نے اُنکے کام مین پیدا کیے تبلیغ اسلام مین اُنکو اسقدر کامیابی ہوئی کہ پٹیالہ
کا ایک پورا محلہ اُن لوگون سے آباد ہے جنکو مولویصاحب نے مسلمان کیا۔ مولوی
عبید اللہ نے چند کتابین عیسائی اور ہندو مذہب کے رد مین لکھین جو بار بار طبع ہوئین۔
ایک کتاب مین اُنھون نے اسطرح اپنے مسلمان ہونے کا حال لکھا ہے " محمد عبید اللہ
بیٹا کوڑےمل متوطن قصبہ پایل کا لکھتا ہے کہ یہہ فقیر لڑکپن مین اپنے باپ کے جیتے
جی گرفتار دین بت پرستی کا تہا اتنے مین رحمت الٰہی نے ہاتہہ پکڑکر کہینچا یعنی دین اسلام
کی خوبیان اور ہندوؤن کے دین کی قباحتین میرے دل پر کہل گئین اور دل و جان سے
دین اسلام قبول کیا اور اپنے آپ کو رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردارون مین
گن لیا اور پہر دوبارہ عقل خداداد نے مشورہ دیا کہ دین اور مذہب کی تحقیق مین کہ ہمیشہ
کا عذاب اُسی پر موقوف ہے غفلت کرنا اور بے تحقیق کیئے صرف ماباپ کی رسم سے
گمراہی کے جال مین پہنسے رہنا کمال نادانی ہے۔ پس یہہ خیال کرکے مشہور اور
رواجی دینون کا حال دریافت کرنے لگا۔ اور بدون رعایت کسی دین کے ہر مذہب مین
فکر و خوض کیا۔ ہندوؤن کے دین کو بخوبی تحقیق کیا اور اُنکے بڑے بڑے پنڈتون
سے گفتگو کی اور دین نصاریٰ کے اعتقاد کو بخوبی معلوم کیا اور دین اسلام کی کتابین بہی
دیکہین اور عالمون سے بات چیت رہی اور سب دینون کو بنظر انصاف بغیر لگاؤ کسی دین کے
سوچا اور خوب جہانا سب کو غلطی اور گمراہی پر پایا سوای دین اسلام کے کہ خوبی اُسکی
اچھی طرح ظاہر ہوگئی۔ پیشوا اس دین کے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی
خوبیون اور اخلاق کے ساتہہ موصوف ہین کہ زبان اُسکے بیان سے عاجز ہے اور
اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور اخلاق جو اس دین کے اندر ہین جو کوئی معلوم
کرتا ہے خود جان لیتا ہے کہ سبحان اللہ کیا سچا دین ہے کہ کوئی بات اُسکی ایسی نہین ہے
کہ جسمین معبود حقیقی کی طرف توجہ الحاصل اللہ کی عنایت سے حق اور ناحق مانند دن اور

رات اور اُجالے اور اندہیرے کے جدا جدا ہو گیا۔ ہر چند کہ بہت مدت سے حال ساتہہ نور اسلام کے منور اور مونہہ ساتہہ کلمۂ شہادت کے معطر تہا لیکن نفس اور شیطان نے عیش و آرام دنیای بے بنیاد کی زنجیرون مین جکڑ رکہا تہا اور مدت تک حال ظاہری رسوم کفر سے خراب رہا۔ آخر جذبۂ توفیق الٰہی کا بزبان حال فرمانے لگا کہ اس گوہر بے بہا کو کب تک پردہ کے صدف مین اور اس عطر راحت افزا کو کہان تک حجاب کے صندوقچہ مین رکہیگا اس موتی کو گلے کا ہار بنانا چاہیے اور اس عطر کی خوشبو سے فائدہ اُٹہانا چاہیے اور علمای باعمل نے بہی فتوی دیا کہ دین اسلام کو چہپانا اور لباس اور وضع کفار کی رکہنا جہنم کو پہونچاتا ہے سو الحمد للہ کہ سن بارہ سو چونسٹہہ مین دن مبارک عید الفطر کے آفتاب اسلام اس فقیر کا ابر حجاب سے نکلکر جلوہ گر ہوا اور بہائی مسلمانون کے ساتہہ عید کی نماز پڑہی"[۵۱]

مولوی بقا حسین خان نے جو شہر شہر وعظ کرتے پہرتے ہین کئی برس مین دوسو اٹہائیس آدمیون کو جو بمبئی کانپور اجمیر اور اور شہرون کے رہنے والے تہے مسلمان کیا مولوی حسن علی کی تلقین سے پچیس آدمیون نے اسلام قبول کیا جنمین سے پندرہ پونہ کے اور باقی حیدرآباد اور ہندوستان کے اور صوبون کے رہنے والے تہے۔[۵۲]

---

[۵۱] تحفۃ الہند صفحہ ۳ (مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ)۔ [۵۲] مولوی حسن علی مرحوم نے ۱۸۹۶ء مین اپنے انتقال سے پہلے یہ تعداد مجہہ کو بتائی تہی۔ ۴ اپریل ۱۸۹۶ء کے اخبار مسلم کرونیکل مین جو اطلاع مولوی صاحب کے انتقال کی چہپی اُس مین مفصلۂ ذیل حالات بہی مولوی صاحب مرحوم کی زندگی کے شائع ہوئے تہے "مولوی صاحب زمانہ طالبعلمی مین بہت ذہین تہے اور تہوڑے ہی عرصہ مین اُنہون نے بہت ترقی کر لی۔ کم عمری ہی مین انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور انکو وظیفہ ملا اسکے بعد اُنہون نے ایف اے کلاس مین پڑہنا شروع کیا لیکن اس زمانہ مین اُنکو تلاش حق کا شوق پیدا ہوا اور پڑہنا لکہنا چہوڑ کر اُنہون نے مختلف مذہب کے لوگون سے ملنا شروع کیا۔ فقیرون پنڈتون عیسائیون سے ملاقات کی گرجاؤن مین جا کر بیٹہے جنگل اور صحرا اور شہرون مین گئے صرف خدا پر توکل اور اُسکی رحمت کی اُمید انکی مددگار اور معاون تہی ایک سال تک وہ مختلف مذہبون کی تحقیق مین مصروف رہے اور ۱۸۷۸ء مین اُنہون نے پٹنہ سکول مین ہیڈماسٹری قبول کی۔ "چونکہ وہ داعی اسلام ہونیکے لیئے پیدا ہوئے تہے اس لیئے اُنہون اس اسامی کو جس سے سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تہی چہوڑنا چاہا۔ مولوی صاحب مرحوم کے دوستون نے انکو منع کیا کہ نوکری نہ چہوڑین مگر انہون نے

صوبہ بمبئی کے ضلع خاندیس مین قاضی سید صفدر علی نصیر آبادی کے وعظ سے لوہارون اور اسلحہ سازون کا ایک گروہ مسلمان ہوا[1]۔ پچیس برس ہوے کہ انہین لوہارون اور اسلحہ سازون کے دو سو آدمی عجب طرح سے مسلمان ہوے ناسک کے پیرسن ہیٹرین پادری مدت سے کوشش کرتے تھے کہ ان لوگون سے ہندو مذہب چھُوا کر انکو عیسائی کرلین۔ یہ ہندو لوہار اس پیش وپیش مین تھے کہ عیسائی مذہب قبول کرین یا نہین کہ بمبئی سے ایک درویش آئے جو انکی عادات اور خصائل سے خوب واقف تھے اور انہون نے وعظ کر کے سب ہندوؤن کو مسلمان کرلیا[2]۔

آج کل کے مسلمان واعظون نے عیسائی مشنریون کے سے طریقے اختیار کیے ہین۔ مثلاً گلی کوچون مین وعظ کہتے ہین کتابین تقسیم کرتے ہین اور دعوت مذہب کے لیے ایسی ہی اور کام اختیار کیے ہین۔ ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے شہرون مین مسلمان واعظ بازارون مین روزانہ وعظ کہتے نظر آتے ہین۔ بنگلور مین یہ طریقہ بہت عام ہے اور وہان ایک واعظ جو کسی مسجد کے امام بھی ہین اسقدر مشہور ہوگئے ہین کہ بعض وقت ہندو بھی اُنکو بلا کر انکا وعظ سُنتے ہین۔ بازار مین وہ ہمیشہ وعظ کہتے ہین اور گذشتہ سات یا آٹھ برس مین بیالیس آدمیون کو مسلمان کرچکے ہین۔ بمبئی مین ایک واعظ شہر کے

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) نہ مانا اور استعفا داخل کردیا اور ایک ماہواری سالہ نور الاسلام نکالکر کچھ زمانہ تک گذر اوقات کرتی رہے پٹنہ مین اسلام پر کئی لکچر اُنہون نے دیے اور پھر وہ کلکتہ چلے گئے۔ یہان اونھون نے انگریزی زبان مین ایک لکچر دیا اس لکچر کا اثر سامعین پر ایسا ہوا کہ کئی یوروپین پادریون نے اسلام کے برحق ہونے کو تسلیم کیا اور ایک مشہور بابو صاحب بابو بین چندر پال کی تو یہ حالت ہوئی کہ قریب تہا کہ وہ مسلمان ہوجاوین۔ پھر ڈہاکہ کے لوگون نے مولوی صاحب مرحوم کو بُلایا جہان اونکے وعظ اور لکچرون نے لوگون کے دلون مین اونکے نام کو نقش کر رکھا ہے۔ کئی کتابین اور رسالے اور اُردو اور انگریزی کے لکچر جو مختلف شہرون مین دیے گئے مولوی صاحب مرحوم کی تصنیف سے ہین۔ ان تصانیف سے مولوی صاحب کا نام تاریخی دنیا مین ہمیشہ زندہ رہیگا تقریباً سو آدمی اونکی کتابین پڑہکر اور لکچر سُنکر مسلمان ہوے“ دعوت اسلام کا شوق جو اُنکے دل مین تہا اخیر حالت مین بھی ظاہر ہوا۔ چنانچہ جب نزع کی حالت تہی تو اُنکی زبان سے یہ لفظ سُنے گئے ”اپنا مذہب چھوڑدو اور مسلمان ہوجاو“۔ جب اُنسے پوچھا کہ کس سے باتین کرتے تھے تو جواب دیا کہ ایک عیسائی سے گفتگو کر رہا تہا۔“ [1] بمبئی گزیٹیر۔ بارہوین جلد صفحہ ۱۲۶ [2] بمبئی گزیٹیر۔ چودہوین جلد صفحہ ۸۱۔

خاص خاص بازارون مین روزانہ وعظ کرتا ہے۔ کلکتہ مین کئی مکان وعظ کہنے کے لئے بنے ہوے ہین جہان ہر وقت واعظ موجود رہتے ہین اور جو لوگ مسلمان ہوتے ہین اُن مین کبھی کبھی ہندو اور عیسائی بھی ہوتے ہین لیکن اکثر مفلوک الحال۔ زیادہ تر ہندو ہی ہوتے ہین[۵۱]۔ ہندوستان کے ایسے شہرون مین جہان مسلمان بہت ہین کثرت سے اسلامی انجمنین قائم ہوگئی ہین اور اُن مین سے بعض انجمنون نے جہان اور کام اپنے ذمہ لیئے ہین ایک کام یہ بھی ہے کہ مسلمان واعظون کو بازارون مین وعظ کہنے کے لیئے بھیجین چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن حامی اسلام اجمیر یہہ ہی کرتی ہین۔ یہ انجمنین واعظون کو تنخواہ پر مقرر کرتی ہین لیکن وعظ کہنے کا کام زیادہ تر وہ لوگ کرتے ہین جو دن بھر تو کسی پیشہ یا کام مین مصروف رہے اور شام کو فرصت کا وقت اُنھون نے اس کار حسنہ مین صرف کیا۔

ہندوستان کے مسلمانون مین دعوت اسلام کا جوش اب اسطرح صرف ہوتا ہے کہ پادریون کی تعلیم سے جو خیالات اسلام کی مخالفت مین پیدا ہو جاتے ہین انکو دور کیا جاوے۔ اسلیئے مسلمانون کا کام اب بجای اشاعت کے زیادہ تر اسلام کے بچاؤ کرنے کا ہے بعض واعظ ایسے لوگون مین مذہب کو پختہ کرنے کی طرف توجہ کرتے ہین جن مین اسلام کی بنیاد تو پڑ گئی لیکن مضبوط نہین ہوی۔ بعض اسطرف مائل ہوتے ہین کہ جاہل مسلمانون کے ذہن سے ہندوانی تعصبات دور کرکے مذہب کو زیادہ پاک صورت مین انکے دل پر نقش کرین۔ اس قسم کی کوششین اکثر حالتون مین قدیم داعیان اسلام کے ادہورے کام کو تکمیل دینے کے لیئے کی جاتی ہین۔ کیونکہ بعض صورتون مین داعیان اسلام نے ہندوؤن کو اچھی طرح مسلمان نہین کیا۔ بہت سے برای نام مسلمان ایسے موجود ہین جو آدہے ہندو ہوتے ہین۔ ذاتون کا فرق مانتے ہین۔ ہندوؤن کے تہوار

---

[۵۱] انڈین ایونجلیکل ریویو ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۲۶۔ گارسن دے تاسی ”لالانگ اے لالیتراتور ہندوستانی دے ۱۸۵۰۔ تا ۱۸۶۹ء“ صفحہ ۴۸۵ (مطبوعہ پیرس ۱۸۷۴ء) گارسن دے تاسی ”لالانگ ایٹ لالیترا تور ہندوستانی این ۱۸۷۱ء“ صفحہ ۱۲ (پیرس ۱۸۷۲ء)

مناتے ہین اور بت پرستی کی اکثر رسمون کے پابند ہین بعض اضلاع مین جیسے میوات اور گوڑگانوہ
ہین بہت مسلمان ایسے ہین جو اپنے مذہب سے بجز نام کے کچہہ واقفیت نہین رکہتے
نہ انکے ہان مسجدین ہین اور نہ وہ نماز کے پابند ہین - یہہ حال خاص کر انہین دیہات یا ایسے
مقامات کے مسلمانون کا ہے جو مسلمانون کے بڑے شہرون سے دور واقع ہین -
شہرون مین مولویون کی وجہہ سے بہت سے قدیم تعصبات نومسلمون کے دل سے
رفع ہوجاتے ہین اور انکی مذہبی زندگی زیادہ عقل اور پاکیزگی سے بسر ہوتی ہے - چند سال
سے ہندوستان کے مسلمانون مین عام طور پر اس بات کی تحریک دریافت ہوتی ہے
کہ نوجوان مسلمانون مین کسی طرح مذہبی تعلیم کو ترقی دیجاوے تاکہ اون مین مذہب کی پابندی
کا اچہی طرح خیال پیدا ہو - تعلیم کے عام ہونے سے مذہبی اصولون کو زیادہ غور اور تجسس
کے ساتہہ سمجہا جاتا ہے اور مذہبی معلم ایسے اضلاع مین بہی زیادہ ہو گئے ہین جنکی طرف
پہلے کسی کو توجہ نہ تہی - اصلاح مذہب کی تحریک خواہ وہ کسی وجہہ سے پیدا ہوئی ہو ہندوستان
کے ہر حصے مین دیکہی جاتی ہے مثلاً پنجاب کے مشرقی اضلاع مین غدر کے بعد سے مسلمانون
مین مذہب کی بہت ترقی ہوئی ہے - واعظون نے تمام ملک مین شہر شہر سفر کیا اور مسلمانون
کو بت پرستی کی رسمین چہوڑنے کی تاکید اور راہ راست پر چلنے کی ہدایت کی - اسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ وہان کے بہت سے گانوؤن مین جہان مسلمانون کے پاس زمینین تہین مسجدین
تعمیر ہو گئین اور بت پرستی کی موٹی باتین جو علانیہ مانی جاتی تہین بند ہو گئین [۵۱] - راجپوتانہ مین
بہی دیہات کی وہ ہندو قومین جو وقتاً فوقتاً مسلمان ہوئین صوم وصلوۃ کی زیادہ پابند ہو گئی
ہین - بعض رسمین جو ان مین اور ہندوؤن مین ایک سی تہین چہوڑ دی گئی ہین مثلاً مرات قوم
کے مسلمان اب شادی مین بجای پہیرن کے نکاح پڑہاتے ہین اور جنگلی سور کے گوشت
کو بہی حرام سمجہتے ہین [۵۲] - صوبہ بنگال مین ایسی مذہبی اصلاح اور ترقی کا ذکر ہم پہلے لکہہ چکے ہین

[۵۱] ابٹسن صفحہ ۱۶۴ - [۵۲] راجپوتانہ گزیٹیر پہلی جلد صفحہ ۹۰ دوسری جلد صفحہ ۷۴ (کلکتہ ۱۸۷۹ع)

لیکن اس قسم کی تحریکین اور دعوت اسلام مین تنخصی کوششین ہندوستان مین مسلمانون
کی ترقی تعداد کی پوری پوری توجیہ نہین کرتین - اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علاوہ معمولی
ترقی کے جو کسی قوم کی تعداد مین معمولاً ہوا کرتی ہے وہ کون سے اسباب ہین جنہون نے
مسلمانون کی تعداد کو غیر معمولی طریقہ سے بڑہا دیا - اسکا جواب ہندوؤن کے سوشل کیفیت
کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے - اونچی ذات کے ہندو نیچی ذات کے ہندوؤن کو نہایت
ذلیل و خوار سمجھتے ہین اور جب کسی نیچی ذات کے ہندو کو اپنی ترقی کا خواہان
پاتے ہین تو اوسکو طرح طرح سے نقصان پہونچاتے ہین - جب ان باتون کا ایسے
مذہب سے مقابلہ کیا جاتا ہے جسمین کوئی ذات سے خارج نہین ہوسکتا اور ہر شخص کو
ترقی کرنے کے لیئے آزادی ملتی ہے تو اسلام کے حقیقی فوائد دل پر روشن ہوجاتے ہین
بنگال کے جلاہے جو سوتی کپڑے بنتے ہین انکو ہندو بہت ناپاک جانتے ہین اسلیے یہ جلاہے
مسلمان ہوجاتے ہین تاکہ کسی طرح اس ذلیل حالت سے چھٹکارا ہو[۵۱] - بنگال کے شمال
مشرقی حصہ مین اسیطرح کا ایک واقعہ یہہ پیش آیا کہ سنہ ۱۵۵۰ء مین کوچ کے ہندوؤن نے جو
ہندوستان کے اصلی باشندے تھے سردار ہاجو کے زمانہ مین کوچ مین اپنا راج قائم کیا
جب ہاجو کا بیٹا راج کا مالک ہوا تو ریاست کے بڑے لوگ تو ہندوؤنکی اونچی ذاتون مین شمار
ہونے لگے[۵۲] - اور غریب رعایا نے یہہ دیکھا کہ اپنی ہی قوم اور برادری کے آدمی اب ہمکو ذات
سے خارج سمجھتے ہین اسلام قبول کرلیا[۵۳] - غرض اسی طرح کی بہت مثالین ہندوستان کے ہر ایک
صوبہ کی تاریخ سے بیان ہوسکتی ہین اگر کوئی ہندو کسی طرح ذات سے خارج ہوجاتا ہے
اور اسکے عزیز اور دوست اسی وجہ سے اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہین تو اسکو قدرتی
طور پر ایسے مذہب کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے جو ہر شخص کو بلا امتیاز اپنا شریک بناتا

---

[۵۱] ڈالٹن - صفحہ ۳۲۴ - [۵۲] ہندوستان کے اصلی باشندون پر ہندوؤن کے مذہب نے کیونکر اثر کیا اگر
اسکا حال پڑہنا ہو تو سر الفرڈ لائل کی کتاب ایشیاٹک سٹڈیز کا صفحہ ۱۰۲ - ۱۰۴ دیکھو - [۵۳] ڈالٹن صفحہ ۸۹ -

ہے اور اپنی سوسایٹی مین اوسکو وہی رتبہ دیتا ہے جو شایستگی اور تہذیب کے لحاظ سے
اوسکو اپنی قدیم سوسایٹی مین حاصل تہا۔ اس طریقہ سے جو ہندو مسلمان ہوتے ہین انکو
تبدیل مذہب کے وقت اسلام کے ساتھہ جسقدر جوش عقیدت ہو وہ کم ہے لیکن ایسے
ہندو بہی جنکو اپنے دیوتاؤن کے نام اور اُنکی گنتی تک یاد نہین ہوتی ذات سے خارج ہونیکا
بہت غم کرتے ہین اور بغیر اعتقاد کے مسلمان ہو جاتے ہین مسلمانون کا علم ادب پڑہنے
اور اُنکی صحبت مین بیٹہنے سے بہی ہندوؤن پر اسلام کا ایسا اثر پڑتا ہے جسکو وہ دور نہین
کر سکتے۔ راجپوتانہ اور بندیل کہنڈ کے رجپوت راجاؤن اور سردارون مین ابتک اسلام
کی طرف میلان پایا جاتا ہے[51]۔ اور یہہ ایسا ہے کہ اگر تیموریہ سلطنت سلامت ہتی تو یہ سب
راجہ اور سردار کبہی کے مسلمان ہو گئے ہوتے۔ یہ لوگ درویشون اور پیرون کی تعظیم و
تکریم ہی نہین کرتے بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے مسلمانون کو معلم اور اتالیق مقرر
کرتے ہین۔ شرع کے موافق جانور کو ذبح کرکے کہاتے ہین اور بعض اسلامی مجالس مین
فقیرانہ لباس پہنکر شریک ہوتے ہین اور ان موقعون پر مسلمانون کی طرح عبادت کرتے ہین
علاوہ اسکے لوگون کا یہ بہی خیال ہے کہ موجودہ حالت مین جبکہ ملک پر ایسی گورنمنٹ مسلط
ہے جو مذہبی معاملات مین کسی فریق کی مطلق طرفداری نہین کرتی تو اسلام کی اشاعت
مین بہ نسبت اوس زمانہ کے زیادہ ترقی ہوگی جبکہ مسلمانون کی حکومت تہی اور ہندو اپنے مسلمان
دشمنون سے ہمیشہ دست و گریبان رہنے کی وجہ سے آپس مین زیادہ متفق اور قوی ہو گئے
تہے[52]۔ مزارون اور درگاہون مین عرس کے وقت ہندو بہی شریک ہوتے ہین
اور ایک بے اولاد شخص جو ہزارون خداؤن کو مانتا ہو اس خیال سے کہ مراد مانگنے
مین کوئی خدا چہوٹ نہ جائے مسلمانون کے خدا کو بہی اپنی فریاد سُناتا ہے۔ اگر اسکے بعد

---

۵۱ سر الفرڈ لائل نے ایشیاٹک سٹڈیز کے صفحہ ۲۹ مین لکہا ہے کہ بعض موقعون پر ہندو سردارون نے اسلام
قبول کرنے کی طرف صاف صاف میلان خاطر ظاہر کیا۔ ۵۲ گزیٹیر صوبہ اودہ پہلی جلد صفحہ ۱۹۔

وہ صاحب اولاد ہو گیا تو اوسکا سارا کنبہ (چنانچہ اکثر ایسا ہوا ہی) مسلمان ہو جاتا ہی [۵۱]

کبھی یہہ ہوتا ہے کہ کسی ہندو کو کسی مسلمان عورت سے عشق پیدا ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ بغیر اسکے اونمین شادی ہونی ممکن نہین۔ کیونکہ اسلامی شریعت مین مسلمان عورت کا نکاح کافر سے قطعی ممنوع ہے۔ ہندوؤن کے بچون کو اگر کسی دولتمند مسلمان نے متبنیٰ کر لیا تو مسلمانون کے طریقہ پر انکی تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہندنی کسی مسلمان کی بیوی بنی تو وہ بھی خاوند کے مذہب مین آجاتی ہے۔ چونکہ اسکے برعکس کوئی عمل نہین ہو سکتا (یعنی مسلمان ہندو نہین بن سکتا) اس لیئے ہندوؤن کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد ترقی پر ہے۔ ہندو جو کسی وجہ سے ذات برادری سے خارج ہو جاتے ہین اور ایسے مفلس ہندو جو مسلمانون کی خیرات پر پلتے ہین یا عورتین اور بچے جو ماں باپ کے مرجانے سے لاوارث ہو جاتے ہین یا ماں باپ انکو چھوڑ کر چلے جاتے ہین اور وہ مسلمانون کی حفاظت مین آجاتے ہین (چنانچہ قحط سالی مین اکثر ایسا ہوتا ہے) تو وہ بھی مسلمان کر لیے جاتے ہین اور اس طریقہ سے مسلمانون کی تعداد مین ہندوؤن کے ہان سے برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے [۵۲]۔ بعض دفعہ مقامی حالات ایسے پیش آتے ہین جس سے اسلام کی اشاعت مین ترقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہہ بیان کیا گیا ہے [۵۳] کہ ترائی کی بعض بستیون مین مسلمانون اور ہندوؤن کی تعداد تقریباً برابر ہوتی ہے۔ اگر کبھی مسلمانون کا کچھہ شمار بڑھ گیا تو گاؤکشی کے جھگڑے اوٹھائے جاتے ہین اور ایسی

---

[۵۱] جو ہندو اسطرح مسلمان ہوئے انکی صرف ایک مثال یہان بیان کرتے ہین ضلع کانپور مین ضلع گھاتم پور مین ہندوؤن کا ایک خاندان ہی۔ اس خاندان کی ایک بڑی شاخ اپنے کسی رگ گھاتم دیو بائس کی منت سے مسلمان ہو گئی گھاتم دیوتے مدار شاہ کے مزار پر منت مانی تھی کہ اگر اوسکے ہان لڑکا پیدا ہو تو اوسکی آدھی اولاد مسلمان ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا (گزیٹیر ممالک مغربی و شمالی چھٹی جلد صفحہ ۴۶۷ و ۲۳۸) ہندوؤن مین مسلمان پرونکو اسقدر مانا جاتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری مین صرف ممالک مغربی و شمالی و اودھ مین تیئیس لاکھہ تین ہزار چھہ سو تینتالیس ہندو (یعنی ہندوونکی تعداد مین سے ۸۱۷.۵ فی صدی ہندو) ایسے تھے جنہون نے اپنے تئین پیر پرست لکھوایا (ہندوستانکی مردم شماری ۱۸۹۱ء۔ جلد ۱۶ حصہ ا صفحہ ۲۴۴ - ۲۱۷) (الہ آباد ۱۸۹۴ء)

[۵۲] ممالک مغربی شمالی کی مردم شماری کی کیفیت ۱۸۸۱ء مصنفہ ایڈوارڈ وائٹ صفحہ ۶۲ (الہ آباد ۱۸۸۲ء)

[۵۳] " " " " صفحہ ۶۳ (" ")

باتون سے جو ہندوؤن کو مذہبًا ناگوار ہوتی ہین فساد برپا کیے جاتے ہین نتیجہ یہہ
ہوتا ہے کہ ہندو رفتہ رفتہ گاؤن چھوڑکر چل دیتے ہین - صرف چمار کاشتکار جو مسلمان
زمیندارون کے نوکر ہوتے ہین رہ جاتے ہین - یہہ لوگ کچھہ دنونکے بعد مسلمان ہوجاتے
ہین - اور دلی اعتقاد سے نہین بلکہ تنہائی اور علحدگی کی تکلیف سے بچنے کے لیے
اپنا مذہب چھوڑ دیتے ہین -

ملک اودھ کے بعض زرعی اضلاع مین نیچی ذات کے ہندوؤن کا مسلمان ہونا عجیب
طرح سے پیش آتا ہے اگرچہ اودھ مین مسلمانون کی تعداد کل حصون کی مردم شماری کا دسوان
حصہ بھی نہین ہے لیکن جہان جہان مسلمان کاشتکارون کے گروہ موجود ہین وہان نیچی
ذات کے ہندو اونچی ذات والون کے ظلم وستم سے عاجز آکر جمع ہوجاتے اور مسلمانون
کی پناہ ڈھونڈھ کر اکثر لوگ اسلام قبول کرلیتے ہین [51] جس جس طرح کی پابندیون سے یہ چمار
اور کوڑھی جو ہندوؤن مین سب سے زیادہ ذلیل سمجھے جاتے ہین مسلمان ہوکر آزاد
ہوسکتے ہین اور جس قسم کا نفع انکو اسلام قبول کرنے سے ملتا ہے وہ ذیل کی عبارت سے
ظاہر ہے جسمین ان قومونکی حالت ہندو ہونے کی حیثیت سے بیان کی گئی ہے [52]

کوڑھی - چمار - جلاہے - موچی مصیبت اور ذلت کے پنجے سے نیچے طبقے پر پڑے
ہین - اور ان مین سے اکثر لوگ جو شمالی اضلاع مین رہتے ہین اونکی زندگی بالکل غلامی
مین بسر ہوتی ہے کبھی اونکو اتنی ہمت نہین ہوئی کہ انگریزی عدالتون مین آکر اپنا انصاف
چاہین - وہ اور اونکی اولاد نسلاً بعد نسل اس طرح دوسرون کے قبضہ مین آتی ہے
جیسے خریدے ہوئے مال کا نفع - برہمنون اور چھتریون کے لیے جو ٹھاکر آقا ہوتے
ہین اور اونچی ذات کے غرور مین ہل کو ہاتھہ تک نہین لگاتے ان مصیبت کے مارون کو
ہل جوتنا پڑتا ہے گاؤن سے دور ایک علحدہ جگہہ جہان سورون کے ڈربے ہوتے

[51] گزیٹیر صوبہ اودھ پہلی جلد صفحہ ۱۹ [52] گزیٹیر صوبہ اودھ پہلی جلد صفحہ ۲۳ - ۲۴ -

ہین لیکن جوان سے زیادہ پاک خیال کیئے جاتے ہین اونکو رہنا پڑتا ہے۔ ہمیشہ فاقون سے مرنے کی نوبت۔ بدن زار۔ رنگتین سیاہ۔ صورتین بدہیئت۔ چہرون پر بیوقوفی کے آثار۔ غلیظ اور ناپاک ایسے کہ دیکھنے سے نفرت ہو۔ غرض یہ سب باتین اونکے پہوٹے کرم اور کہوٹی تقدیر کا ثبوت ہین جسنے انکو ذلت اور خواری کے اوس درجہ پر پہونچا دیا ہے جسمین یا انسان ہوکر وہ جانورون سے بدتر شمار ہونے لگے۔ یہہ بہی نہین کہ اونمین ترقی کرنے کا مادہ نہو۔ کیونکہ اونکے صدہا آدمیون نے انگریزون کے ہان اصطبل کی نوکریون مین معقول تنخواہین پاکر اپنے تئین ہوشیار نوکر ثابت کیا۔ تبدیل مذہب ان لوگون کی رہائی کا موجب ہوتا ہے اور جو اصلی مذہب اونکا ہے اوسکے وہ خیرخواہ نہین ہو سکتے۔

ہندوستان مین اسلام کو جس بات سے اصلی قوت حاصل ہے وہ یہہ ہے کہ اوسمین ذاتون کی تفریق نہین ہے اور یہی بڑی چیز ہے جس سے وہ ہندوؤن کو کثرت سے اپنا پیرو بناتا ہے۔

اس باب کو ختم کرنے کے لیئے اب کشمیر اور سرحد ہندوستان سے باہر ملک تبت کا حال لکھنا باقی ہے۔ ہندوستان کی تمام دیسی ریاستون اور انگریزی صوبون سے سوائے صوبہ سندہ کے کشمیر مین مسلمانون کی تعداد کیا بلحاظ شمار کے اور کیا بلحاظ نسبت کے سب سے زیادہ ہے (یعنی کشمیر مین مسلمان ستر فی صدی آباد ہین۔) کشمیر کے تقریباً کل مسلمان ہندوؤن اور باشندگان تبت کی نسل سے ہین۔ لیکن تاریخی حالات جن سے وجہ معلوم ہو کہ مسلمانون کی یہہ کثرت کس طرح ہوئی نہایت قلیل ہین۔ جس قدر تاریخی شہادتین بہم پہونچتی ہین اون سے یہہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ درویشون اور پیرون نے (جنمین مذہب اسماعیلیہ کے دعاۃ بہی الموت سے آکر شریک ہوئے[۵]) جو متواتر کوششین تبلیغ اسلام کیلیئے مدت تک جاری رکہین وہی اس ترقی کا باعث ہوئین۔

[۵] خوجہ در ستانت۔ صفحہ ۱۸۱۔

یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ کشمیر مین اسلامی تحریک کی ابتدا کس زمانہ مین ہوئی۔
کشمیر کے سب سے پہلے مسلمان بادشاہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ اوسنے چودہوین صدی
عیسوی کے شروع مین کسی درویش بلبل شاہ نامی کی ہدایت اور تلقین سے اسلام قبول
کیا۔ اور صرف یہہ ہی شاہ صاحب تھے جنہون نے بادشاہ کو تحقیق حق مین مطمئن کیا۔
کیونکہ اس بادشاہ کو اپنے قدیم مذہب کی طرف سے اطمینان نہ تھا اور کسی نیے مذہب
کو قبول کرنے کی تلاش مین رہتا تھا۔ ۱۳۸۸ عیسوی کے قریب سید علی ہمدانی کشمیر
مین آئے اور اونکی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ یہہ بزرگ جب تیمور کے معتوب
ہوے تو اپنے وطن ہمدان کو چھوڑ کر جو فارس مین ہے کشمیر مین چلے آئے اور سات سو
سید اونکے ہمراہ تھے جو کشمیر پہونچکر مختلف مقامات مین عزلت گزین ہوے۔ اور انکے
اثر سے ہندوؤن کو مسلمان کرتے رہے۔ ان کی کوششون نے تعصب کو بھی بہت
تحریک دی یہانتک کہ سلطان سکندر (۱۳۹۳ء تا ۱۴۱۷ء) نے ہندوؤن کے
بتون اور بتخانون کو توڑ کر بت شکن کا لقب اختیار کیا۔ سلطان سکندر کے وزیر اعظم نے
جو ہندو سے مسلمان ہوا تھا ہندوؤن پر ظلم کیے لیکن اوسکے مرنے کے بعد مذہبی آزادی کا
اصول ہی اس سلطنت کا دستور العمل بن گیا[۱]۔ پندرہوین صدی عیسوی کے ختم ہونے
کے قریب ایک بزرگ میر شمس الدین جو شیعہ مذہب رکھتے تھے ملک عراق سے کشمیر مین آئے
اور اپنے مریدون کی مدد سے انہون نے کشمیر کے بہت لوگون کو مسلمان کر لیا۔

اکبر اعظم کے عہد مین جب کشمیر سلطنت مغلیہ کا ایک صوبہ ہوگیا تو اسلامی اثر کو ملک مین
استحکام ہوا اور علماء دین کثرت سے کشمیر مین پہونچ گیے۔ عالمگیر کے زمانہ مین کشتوار کے
رجپوت راجہ نے سید شاہ فریدالدین کی کرامات مشاہدہ کر کے اسلام قبول کیا اور راجہ کے
مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہوگئی۔ شاہان مغلیہ نے جس راستہ سے

---

[۱] تاریخ فرشتہ۔ چوتھی جلد صفحہ ۴۶۴ و ۴۶۹۔

ترقی دولت کے لیے کشمیر مین آمد و رفت کہی اوسکے کنارون پر ایسے اجہ ابتک موجود ہین جنکی رعیوت بزرگون نے بہت سے اسلامی طریقے اختیار کرلیے تہے [۱]۔

کشمیر کے شمال مین اسکردو یا تبت خرد ہے جسمین تین سو برس سے مسلمان موجود ہین لیکن اسلام کی اشاعت کے ابتدائی حالات جو اس ملک مین گذرے اونکی نسبت مختلف روایتین ہین۔ تبت کے گوشۂ شمال مشرق مین بدہ مذہب کے لوگون مین اسلام شایع ہوتا جاتا ہے [۲]۔ اور کشمیر کے مسلمان تاجرون نے تبت خاص مین بہی اسلام کا چرچا کردیا ہے۔ ملک کی تمام بڑے شہرون مین کشمیری سوداگرون کے گروہ آباد ہین۔ لاسا مین جو تبت کا پایۂ تخت ہے ان کشمیری سوداگرون کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ یہہ لوگ تبت کی عورتون سے نکاح کرتے ہین جو اکثر اپنے خاوندون کا مذہب اختیار کرلیتی ہین۔ مسلمان اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے علانیہ کوئی کوشش حکام تبت کے خوف سے نہین کرسکتے [۳]۔ اس ملک مین اسلام نے ایران اور چین کے صوبہ یانان کی سمت سے بہی راہ کی [۴]۔

---

[۱] ایف ڈریو "جموں اور کشمیر کی ریاستین" صفحہ ۱ (مطبوعۂ لندن ۱۸۷۵ء)

[۲] جے۔ ڈی کننگہم "تاریخ سکہ" صفحہ ۱ مطبوعہ لندن ۱۸۳۵ء۔ ۔وہی۔

[۳] ان واقعات سے خود لاسا کے لاماگرو نے مجہہ کو اطلاع دی ہے۔

[۴] اے باستین۔ "دے گشیختے دیر اینڈ چینیزن" صفحہ ۱۵۹ (لائپزگ ۱۸۶۶ء)

باب ھم

ملک چین مین اسلام کی اشاعت

صرف چند سال سے لوگون کو چین کے مسلمانون کی طرف توجہ ہوی ہے۔ اس سے پہلے کسیکو اونکا خیال نہ تہا۔ یہہ بے توجہی بہی تعجب سے خالی نہین کیونکہ چین مین مسلمانون کا موجود ہونا ایک عرصہ سے یورپ کے لوگون کو معلوم تہا اور مدت ہوی کہ یورپ کے سیاحون نے اونکا ذکر اپنی کتابون مین لکہا تہا۔ تیرہوین صدی عیسوی مین اول مارکو پولو نے مسلمانون کا حال لکہا جن سے وہ چین کے سفر مین ملا تہا۔ وہ لکہتا ہے کہ صوبہ کاراجان مین (جسکو اب یانان کہتے ہین) مختلف قسم کے لوگ آباد ہین۔ ان مین ساراسین (مسلمان) اور بت پرست ہی نہین ہین بلکہ کچہہ نسطوری عیسائی بہی شامل ہین[۵۱]"۔ اسیطرح شہر سنجو کے حال مین (جسکو آج کل سننگ فو کہتے ہین) لکہا ہے کہ یہان کی آبادی مین بت پرست اور مسلمان اور تہوڑے سے نسطوری عیسائی ہین[۵۲]"۔

سترہوین صدی کے اخیر اور اٹہارہوین عیسوی کے شروع مین فرقہ جیسوئٹ کے پادریون اور مشنریون نے بہی چین کے مسلمانون کا اکثر ذکر کیا۔ لیکن اونکے تاریخی حالات تحقیق کرنے یا تعداد اور حالت کو معلوم کرنے کی طرف ان پادریون نے توجہ نہین

۵۱ کرنل یول کا مارکو پولو۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۳۹۔

۵۲ کرنل یول کا مارکو پولو۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۲۴۱۔

کی۔ یہہ زمانہ وہ تہا کہ یورپ کے لوگون کو چین کے مسلمانون کے ساتہہ کچہہ دلچسپی نہ تہی[۵۱]۔
چین کے مسلمانون کے متعلق غیر ملکون کے مسلمانون کے پاس بہی کوئی ذریعہ معلومات سوای ابن بطوطہ کے جس نے چودہوین صدی عیسوی مین چین کا سفر کیا موجود نہین ہے۔ ابن بطوطہ نے لکہا ہے کہ "چین کے مسلمان مجہہ سے ملکر بہت خوش ہوے جو اسلامی ملک[۵۲] سے اونکے پاس پہونچا تہا۔ چین کے ہر ایک شہر مین شہر کا ایک حصہ مسلمانون کے رہنے کے لیئے مخصوص ہوتا ہے جہان اونکی مساجد ہوتی ہین۔ چین کے لوگ مسلمانون کی عظمت اور توقیر کرتے ہین[۵۳]"
لیکن جسوقت چین کے صوبہ یانان مین مسلمانون نے بغاوت کی جسکو بیس برس ہوے کہ بہت زور پر تہی تو کُل دنیا کو مجبوراً ماننا پڑا کہ چین مین بہی مسلمان کثرت سے موجود ہین۔ اس موقع پر مسلمانون کے حال مین دو کتابین لکہی گیئن۔ ان مین سے ایک کتاب مین جو پروفیسر واسلیف کی تالیف سے ہے اس بات کا خوف پیدا کیا گیا ہے کہ چین مین مسلمانون کی ایسی کثرت سے جسکا پہلے کسی کو گمان تک نہ تہا یورپ کی تہذیب شایستگی کو خطرے مین پڑجانے کا اندیشہ ہے۔ اور یہہ کہ ایکدن اسلام چین کا قومی مذہب ضرور ہو جائیگا پروفیسر واسلیف لکہتا ہے کہ "اگر چین کے ملک نے جسمین دنیا کی آبادی کا تہائی حصہ آباد ہے مسلمان ہوکر اسلامی سلطنت کی صورت قبول کر لی تو مشرقی ملکون سے جو تعلقات چلے آتے ہین اون مین سخت انقلاب پیدا ہوگا۔ جسوقت اسلام کی دنیا جبل طارق سے لیکر بحر الکاہل تک پہیل جائیگی تو ضرور ہے کہ پہر ایکدفعہ مسلمان سر اوٹہائین اور مسیحی دنیا مین ہل چل ڈالدین۔ اگر چینیون کی عافیت پسند اور محنتی زندگی متعصب مسلمانون کے قبضہ مین

---

[۵۱] "بحری و بری سفر کے حالات"۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۷۶ و ۷۹ (مطبوعہ لندن ۱۸۴۵ء) ایضاً پہلی جلد صفحہ ۷۶ و ۷۷ (لندن ۱۸۲۶ء) سے بی دوہالد سے "ملک چین کا بیان"۔ توم ۱۔ صفحہ ۳۳۲ (مطبوعہ پیرس ۱۸۳۵ء)

[۵۲] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۷۰۔ [۵۳] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۵۔

آگئی تو یہ مسلمان ان غریب چینیون کو جُوا بناکر دوسری قومون کی گردن پر رکھہ دینگے"۔
"ترکستان اور زنگیریا کے مسلمان سلطنت چین پر حملہ کرنے سے باز نہ آئینگے جہان اونکے
ہم مذہب اور ہمقوم جابجا موجود ہین۔ اگر ترکستان اور زنگیریا کے ملک سلطنت چین کے
محکوم ہی ہوگئے تو کیا اسلام اس وجہ سے کمزور ہو جائیگا۔ اور اوسکی اشاعت اور ترقی رُک
جائیگی؟ یہ سوال ایسا پیدا ہوا ہے کہ صرف چند سال کے لیئے۔ فرض کرو دس برس
یا حدسے حد سنو برس کے لیئے ہم اسکو ملتوی رکھہ سکتے ہین۔ لیکن اس عرصہ مین بہی اسلام
کی ترقی جاری رہیگی۔ اور یہہ مذہب اپنی آرزوئین پوری کرنے کے لیئے موقع کا منتظر
رہیگا اور جو کچھہ چاہتا ہے آخرکار اوسکو حاصل کرلیگا"۔ اگر چین کے مسلمان فقط اُن
پردیسی مسلمانون کی اولاد ہوتے جنکو چین مین آباد ہوے مدت ہوگئی ہے تو ہمکو اس سوال
سے بحث نہ ہوتی کہ چین کا کل ملک ایکدن مسلمان ہو جائیگا یا نہین۔ لیکن اس سوال سے
پہلے ہی یہ فرض کرلینا پڑتا ہے کہ چین کے دیسی لوگ اسلام قبول کرتے جاتے ہین۔
اس لیئے ہم یہ پوچہتے ہین کہ اس مذہب کی یہ ترقی کبھی ختم بہی ہوگی یا نہین؟" "مگر یہ
کہ اگر کبھی اسلام چین کا فرمانروا مذہب ہوگیا اور رعایا سے اوسنے اپنی پیروی چاہی تو
کون ہے جو اوسوقت مسلمان ہونے سے انکار کرسکیگا؟ ہمارے خیال مین اسوقت
کوئی شخص ایسا نہوگا جو اسلام قبول کرنے سے انکار کرے۔ بلکہ چینیون کو مذہب کا
تبدیل کرنا لباس کے تبدیل کرنے سے جیسا کہ موجودہ شاہی خاندان چین کی تخت نشینی
پر ہوا زیادہ آسان معلوم ہوگا"[۵۱]۔ ان عبارتون کو پڑھہ کر ہر شخص کو تردد ہوگا کہ وہ کونسی مستند
تحریرین ہین جن سے یہ عجیب غریب نتیجے نکالے گئے ہین۔ اصل مین جن واقعات کے
اعتبار سے یہہ نتیجے نکالے گئے ہین اونکی تفصیل سابق کونسل جنرل وسفیر چین بربی دیرسان
کی تالیف مین بیان ہین[۵۲]۔ اس مؤلف نے چین کے مسلمانون کی تاریخ بہت تصریح سے

[۵۱] واسلیف۔ صفحہ ۳ و ۵ و ۱۴ و ۱۷۔ [۵۲] چین کے مسلمان۔ مطبوعہ پیرس ۱۸۷۸ء

لکھی ہے اور اونکا حال کہین تو تاریخون اور مذہبی کتابون سے اقتباس کیا ہے
اور کہین شاہی فرامین سے جو شہنشاہ چین نے مسلمان رعایا کے نام جاری کیے لکھا ہے
اور کہین اونکے عالمون اور فاضلون اور اور ذریعون سے حالات تحقیق کرکے درج کیے
گئے ہین۔

چینی مسلمانون کے متعلق کوئی اور کتاب سوای تیرسان کی تاریخ کے ایسے نہین ہے
جسمین اسقدر تفصیل سے مسلمانون کے حالات درج ہون۔ اور جس مین معلومات کا ایسا
قیمتی ذخیرہ موجود ہو۔ مین نے بھی سوای اون مقامات کے جہان خاص طور پر دوسری کتابون
کا حوالہ دیا ہے تیرسان کی تاریخ سے چینی مسلمانون کے حالات لکھے ہین۔

اس تاریخ کے مضامین کی تصدیق بحیثیت مجموعی چین کے ایک مسلمان سید سلیمان
سے بھی ہوی ہے جو صوبہ یانان کے رہنے والے ہین اور ایک چینی گورنر کے فرزند ہین
سید سلیمان نے اپنے بھائی کے ساتھہ ٹرکی اور اور اسلامی ملکون کا سیر و سفر کیا اور ۱۸۹۴ء
عیسوی مین جب وہ قاہرہ پہونچے تو ثمرات الفنون کے ایک نامہ نگار نے اونسے ملاقات
کی اور اس موقع پر جو گفتگو ہوی وہ اس عربی رسالہ مین شائع کی گئی[۱]

مذکورہ بالا کتابون کا ذکر کرنے کے بعد جبکا پڑھنا چینی مسلمانون کے حالات لکھنے
کے لیئے ضروری ہے اب ہم تاریخی حالات کی طرف توجہ کرتے ہین چین مین اسلام دو طرف
سے داخل ہوا۔ جنوبی حصہ مین سمندر کی راہ سے پہونچا اور شمال مشرقی اطراف چین مین خشکی
کے رستے سے پہونچکر شائع ہوا۔ چین کے شمال مغربی صوبجات کانسوہ اور شانسی مین مسلمان[۲]
کی تعداد اور سب صوبون سے زیادہ ہے۔ یہہ زیادتی صرف شمار ہی مین نہین ہے بلکہ

---

[۱] ثمرات الفنون - (بیروت - ۱۳ شعبان ۲۶ شوال ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق ۱۸۹۴ء عیسوی) [۲] کانسوہ مین تیرا لاکھہ اسی
پچاس ہزار مسلمان آباد ہین اس تعداد کو اور صوبجات کے مسلمانون کی تعداد سے چھہ اور پانچ یا چار کی نسبت ہے
شانسی مین پینسٹھہ لاکھہ مسلمان ہین۔ (دے تیرسان - لوم ۱ صفحہ ۳۴ - ۱۴۱)۔

نسبتاً بھی یہہ تعداد اور صوبون کے مسلمانون سے زائد ہے۔ چنانچہ چین کے دو کروڑ
مسلمانون مین سے تین چوتھائی حصہ اس آبادی کا ان دونون صوبون مین آباد ہے[۵۱]

سلطنت چین کے شمال مغربی ملکون مین داعیان اسلام اول وسط ایشیا سے پہونچے
وجہہ اسکی یہ تھی کہ قدیم زمانہ خلافت مین شاہان چین اور خلفاے اسلام مین جو عرب کے
متصل ملکون کو فتح کرتے جاتے تھے آشتی پیدا ہوگئی تھی چینیون کو دوسری صدی
عیسوی سے ملک عرب کا حال معلوم تھا۔ لیکن خلیفہ اسلام اور شہنشاہ چین مین ملکی
تعلقات یزدجرد بادشاہ ایران کی موت کے بعد پیدا ہوئے۔ جب یزدجرد کا انتقال
ہوا تو فیروز ابن یزدجرد نے دشمنون کی مدافعت کے لیے شہنشاہ چین سے فوجی مدد
چاہی۔ شہنشاہ نے جواب دیا کہ ایران چین سے اسقدر دور ہے کہ فوج روانہ نہین
ہوسکتی البتہ حضرت عثمانؓ سے فیروز کی سفارش ہوسکتی ہے۔ جب چین کا سفیر حضرت
عثمانؓ کی خدمت مین فیروز کی سفارش کے لیئے آیا تو اوسکی بہت مدارات ہوی اور واپسی
کے وقت ایک عرب سپہسالار اوسکے ساتھہ کردیا گیا۔ ۶۵۱ء عیسوی مین شہنشاہ چین نے
اس عرب کی بہت خاطر و تواضع کی۔ خلیفہ ولید ابن عبدالملک کے عہد مین (۷۰۵-۷۱۵ء)
قطیبہ ابن مسلم خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور دریای جیحون عبور کرکے اوسنے وہ معرکہ آرائیان
شروع کین جن مین بخارا سمرقند اور راور ملک مسلمانون نے فتح کرلیئے اور ان ملکون مین

---

[۵۱] مسلمانون کی مردم شماری کا یہ تخمینہ تیر سال کا کیا ہوا ہی اور چینی حاکمون سے اطلاع حاصل کرکے یہ تخمینہ کیا گیا ہی دوسرا بیان یہ ہی کہ چین مین غالباً تین کروڑ مسلمان ہین۔ (ایشیا) مصنفہ اے ایچ کین۔ مرتبہ سر رچرڈ ٹیمپل صفحہ ۷۵ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء سید سلیمان نے بیان کیا کہ مسلمانان چین کی تعداد کے یہہ سب تخمینے فرضی ہوگئے ہین مسلمانون کی مردم شماری مین ہر سال ترقی ہوتی ہے۔ سید سلیمان کا خیال ہے کہ کاشغر کے مسلمانون کو چھوڑکر چین کے مسلمانونکی تعداد سات کروڑ ہے۔ (ثمرۃ الفنون ۲۶ رماہ رمضان صفحہ ۳) چینی مسلمانونکی تعداد کے متعلق جسقدر لاعلمی ہے اوسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مسٹر ولفرد بلنٹ نے ڈیڑہ کروڑ (صفحہ ۸) اور ڈاکٹر جاسپ (صفحہ ۵) نے صرف ۴۰ لاکھہ اور اکیمندریت پلادیوس مین تیس اور ۴۰ لاکھہ کے درمیان مسلمانون کا شمار لکھا ہے۔ (زیڈ۔ ڈی۔ ایم۔ جی جلد ۲۰ صفحہ ۵۰۲ سنہ ۱۸۶۶ء)

اسلام کی اشاعت کردی - ان فتوحات کے بعد قطیبہ ابن مسلم مشرق مین سرحد چین کی طرف اپنی فتحمند فوجون کو لیکر بڑہا اور شہنشاہ چین کے پاس ایلچی روانہ کیئے - عربی موٗرخون نے لکہا ہے کہ شہنشاہ نے ان ایلچیون کو بہت روپیہ دیکر اپنے دربار سے رخصت کیا گویا یہ علامت تہی کہ اوسنے خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کی - اسی زمانہ کے چند سال بعد چین کی تاریخون مین بیان ہے کہ چین مین کئی اور سفیر خلیفہ ہشام (سنہ ۷۲۴-۷۴۳ع) کی طرف سے تحائف لیکر آئے - سنہ ۷۵۷ عیسوی مین خلیفہ منصور نے شہنشاہ ستسنگ کے پاس سفیر بہیجے - یہہ زمانہ وہ تہا جسمین تجارت کو بہت ترقی تہی - اس وقت سے اکثر سفیرون کا چین مین آنا بیان ہوا ہے - جب چین اور خلافت بغداد مین تعلقات قائم ہوگئے اور تجارت کو ترقی ہوی تو ضرور ہے کہ مسلمان تاجرون کی وجہ سے جنکو تبلیغ اسلام کا بہت شوق تہا اور جو دور و دراز ملکون سے مثلاً ماوراالنہر - بخارا - عرب سے چین مین آکر تجارت کرتے تہے دعوت اسلام مین بہت سہولت پیدا ہوی ہوگی - اس زمانہ (یعنی سنہ ۷۱۳ع لغایت سنہ ۷۴۲ع) کے ایک چینی مورخ نے لکہا ہے کہ "مختلف سلطنتون سے جو ہمارے ملک سے تین تین ہزار میل کے فاصلہ پر ہین مغربی وحشیون کے گروہ سیلاب کی طرح اس ملک مین آگئے ہین - یہہ لوگ آتے ہین اور اپنی کتب مقدسہ شہنشاہ کے سامنے پیش کرتے ہین جو قبول کیجاتی ہین اور محل کے ایک خاص مکان مین جہان دینی کتابون کا ترجمہ ہوتا ہے محفوظ کردی جاتی ہین - جب سے یہہ اجنبی لوگ آئے ہین مختلف ملکون کے مذہب چین مین رائج ہوئے ہین اور علی الروٗس الاشہاد اونکی پیروی ہوتی ہے"

سنہ ۷۴۲ع مین چین کے شمالی صوبہ یعنی شانسی کے خاص شہر مین سب سے پہلے مسجد تعمیر ہوی - اور ایک چینی اہلکار مسلمانون پر نگران مقرر ہوا - ارکمیندریٹ پلادیو نے لکہا ہے کہ سنگانفو مین (جہان سے نسطوریون کا مشہور کتبہ کہود کر نکالا گیا تہا

ایک کتبہ نکلا جسمین یہہ ہی تاریخ یعنی سنہ ۷۴۲ء لکہی تہی اور اسلام کے شایع ہونے کا ذکر تہا
لیکن اس واقعہ کے متعلق کتبہ مین ایک غلطی ہے یعنی چین مین اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ
سوی خاندان کے بادشاہ کا رہنگ کے عہد مین لکہا ہے جو سنہ ۵۸۱ عیسوی سے سنہ ۶۰۰
عیسوی تک چین کا بادشاہ رہا - بہرکیف جسقدر شہادت اس کتبہ سے بہم پہونچتی ہے
اوس سے قطعی ثابت ہے کہ بہت قدیم زمانہ سے اسلام ملک چین مین موجود ہے[۵۱] -

اسلام کی اشاعت کے مفصل حالات بہت کم تحقیق ہوتے ہین معلوم ہوتا ہے
کہ اول صوبہ کانسوہ مین اسلام کی اشاعت ہوی جو آٹہوین صدی عیسوی کے وسط سے
ہوی ہو قوم کی سلطنت مین شامل تہا - اس قوم کا اصلی وطن دریاے ارتش اور ارکہان
کے بیچ مین واقع تہا - یہہ امر تحقیق ہونا بہت دشوار ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے وسط
مین جب ہوی ہو قوم کا خان ساتوک مسلمان ہوا تو اس قوم مین اسلام کس حد تک شایع ہو چکا
تہا - اس خان نے کافرون پر جہاد کیا اور اپنی رعایا کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا -
ساتوک خان کے جانشینون نے بہی ایسا ہی کیا اور سواے نسطوری عیسائیون کے
تمام غیر مذہب والون کو اونکے مذہب کی پیروی سے منع کیا - لیکن تیرہوین صدی عیسوی
مین چنگیز خان نے ہوی ہو کی سلطنت کو تاراج کرکے سب کو مذہبی آزادی دی -
خان ہوی ہو کی رعایا مین اوگر کا گروہ بہی شامل تہا - یہہ گروہ ایک ترکی جرگہ تہا جس سے
عثمانیہ ترکون کا سلسلہ چلتا ہے اور وہ چینی ترکستان مین کہامل کے مقام سے اوٹہکر
ہوی ہو کی سلطنت مین آباد ہوا تہا[۵۲] - اوگر کے گروہ سے تنگانیون کی اصل بہی بیان
کیجاتی ہے - تنگانی ترکی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی نومسلم کے ہین - غرض ایک بیان
یہہ ہے[۵۳] کہ تنگانی یعنی چین کے مسلمان اوگر کے گروہ سے ہین جو چین کے شاہی

---

۵۱ بریت شنیدر (۱) پہلی جلد - صفحہ ۲۶۶ - دوسری جلد صفحہ ۳۰۵ - ۵۲ اینڈرسن - صفحہ ۱۶۲ ۵۳ ییول
کا مارکو پولو - پہلی جلد - صفحہ ۲۵۵ - ۲۵۶ -

خاندان تہانگ کے عہد (۶۱۸ تا ۹۰۷ عیسوی) مین دیوار چین کے قریب بسا دیا گیا تہا اویگر کا یہہ گروہ جسوقت دیوار چین کے قریب آباد ہوا تو اوسنے چینی عورتون سے شادیان کین۔ اور زمانہ مابعد مین جب اس گروہ نے اسلام قبول کیا تو اوسکے ہمقوم بہی جو خاص چین مین رہتے تہے مسلمان ہو گئے[لہ]۔ چین کی عورتون سے شادی کرنیکا دستور اوینین ابتک چلا آتا ہے اور جو بچے ان عورتون سے ہوتے ہین وہ مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت پاتے ہین۔ کچہہ زمانہ کے بعد تنگانیون یعنی چین کے مسلمانون مین سطرح اور اضافہ ہوا کہ اونکے ہمقوم شانسی اور کانسوہ مین چلے آئے اور وہان آباد ہو گئے۔ وجہ اسکی یہہ تہی کہ تیرہوین صدی عیسوی کے شروع مین چنگیز خان کی فتوحات سے ایشیا کے مشرقی اور مغربی ملکون مین آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہو گیا تہا۔ تنگانی مسلمان تجارت کے پیشہ کو بہت پسند کرتے ہین اور تمام وسط ایشیا مین اونکی استبازی مشہور ہے۔ معمولی چینیون سے اونکی شناخت اس طرح ہوتی ہے کہ جسمانی قوت وہ زیادہ رکہتے ہین اور اس لیئے پولس کی نوکریون پر یہہ مسلمان ہی زیادہ مقرر کیئے جاتے ہین۔

مغلون کی فتوحات کے زمانہ مین شام اور عرب اور ایران کے مسلمان چین مین بکثرت آباد ہو گئے[ٹلہ]۔ یہہ لوگ یا تو تاجرون اور سپاہیون اور پیشہ ورون کی حیثیت سے اس ملک مین آئے یا محض دوسرے ملک مین آباد ہونے کے خیال سے یا لڑائیون مین گرفتار ہو کر چین مین پہونچ گئے۔ غرض چین مین مسلمان کثرت سے آباد ہو گئے اور اون کو سب طرح ترقی ہوی اور چینی عورتون سے اونہون نے شادیان کر کے اپنی قومی خصوصیتین

[لہ] جس زمانہ مین (۱۲۰۶-۱۲۱۷ع) تاتاریون نے چین کو فتح کیا تو اس فتح سے ڈہائی سو برس پہلے اویگر کے جرگہ نے بدہ مذہب چہوڑ دیا تہا۔ اینڈرسن صفحہ ۱۴۸۔ [ٹلہ] دے تیرسان۔ توم ۱ صفحہ ۴۸۔ ۱۲۲۱-۱۲۲۴ع مین ملک چین کے ایک راہب نے وسط ایشیا مین سے گذر کر ایران تک کا سفر کیا۔ اس راہب کے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ چین کے کچہہ باشندے مسلمانون کے مفتوحہ ملکون مین چلے آئے تہے اور یہان اون پر اسلام کا اثر پڑا۔ سمرقند کے ذکر مین اس سیاح نے لکہا ہے کہ "یہان چینیا کے اہل حرفہ ہر جگہہ موجود ہین" (بریٹ شنیڈر۔ (۱) پہلی جلد صفحہ ۷۸)۔

معدوم کردین دریافت ہوتا ہے کہ مغلون کے زمانہ سلطنت مین مسلمان بڑے بڑے عہدے اور منصب رکھتے تھے۔ سنہ ۱۲۴۴ع مین عبدالرحمن سرکاری خزانہ کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا اور ملک سے محصول جمع کرنے کے اختیارات اوسکو ملے[۵۱]۔ سنہ ۱۲۵۹ عیسوی مین قوبلائی خان نے تخت نشین ہوکر سید اجل کو جو بخارا کا رہنے والا تھا شاہی خزانہ سپرد کیا سنہ ۱۲۷۰ عیسوی مین سید اجل نے انتقال کیا اور دیانتداری مین بڑی شہرت حاصل کی سید اجل کے بعد ایک شخص احمد نامی خزانہ کا افسر مقرر ہوا مگر یہہ شخص ایسا ہی بدنام ہوا جیسا سید اجل نیکنام تھا۔ چین کے مؤرخ جہان قوبلائی خان کے عہد کی تعریف کرتے ہین وہان اس بات کے ضرور شاکی ہوتے ہین کہ ترکون اور ایرانیون کی جگہہ اوسنے چینیون کو بڑے عہدون پر مقرر نہین کیا[۵۲]۔ پیکن کے شہر مین قوبلائی خان نے ہوی ہو کی قوم کے لیے جسنے اسلام قبول کرلیا تھا ایک شاہی مدرسہ جاری کیا۔ یہ دوسرا ثبوت اس بات کا ہے کہ چین مین مسلمانون کی قدر بڑہتی جاتی تھی۔ چودہوین صدی عیسوی کے آخیر مین ایک عہد نویس مؤرخ نے لکھا ہے کہ صوبہ یانان کے کل باشندے اوسکے زمانہ مین مسلمان ہوچکے تھے[۵۳] مغلون کی سلطنت کے زمانہ تک چین مین مسلمان غیر ملک کے آدمی خیال کیے جاتے تھے۔ لیکن جب تیرہوین صدی عیسوی کے آخیر مین تخت چین سے مغلون کا خاندان معزول ہوا تو چین کے مسلمانون کو باہر کے اسلامی ملکون سے تعلق نہ رہا اور اس خیال سے کہ نئے حکمران خاندان کو اونسے بدگمانی نہ ہو اونہون نے یہہ طریقہ اختیار کیا (اور آجتک اونمین یہہ ہی دستور ہے) کہ کوئی ظاہرا علامت وہ ایسی نہ رکہین جس سے اونکا مذہب جدا معلوم ہو۔ مسلمانون نے یہہ کوشش کی کہ جس طرح چین کے اور باشندے ہین اونمین جہان تک ممکن ہو یہہ بھی شامل نظر آوین۔ جب مغلیہ سلطنت کو زوال ہوا تو چین کے شمالی ملکون مین اسلام بخوبی شائع ہوگیا تھا۔ اب اوسنے جنوب کی طرف آہستہ مگر جماکر

[۵۱] ہوورتہہ پہلی جلد صفحہ ۲۱۶۔ [۵۲] ہوورتہہ پہلی جلد صفحہ ۲۷۵۔ [۵۳] رشیدالدین۔ دیول کا کاتھی صفحہ ۲۶۹

قدم رکھنے شروع کیئے اور اشاعت کے لیئے بہت احتیاط کے ساتھہ وہ طریقے اختیار کیئے جو کسی کی بات مین مخل معلوم نہون یہہ اسلامی تحریک جو شمال سے جنوب کی طرف شروع ہوی اوسکے حالات تاریکی مین دبے پڑے ہین - لیکن مسلمانون کی قومین جو اسوقت تک یہان موجود ہین اس تحریک کی کامیابی کا ثبوت ہین - جنوبی منگولیا کے تمام شہرون مین جہان کی آبادی عموماً بدہ مذہب کی پیرو ہے مسلمان بہی بکثرت موجود ہین دارالحکومت پیکن مین مسلمانون کے بیس ہزار خاندان موجود ہین - اور تیرہ مسجدین ہین جنکے علما مغربی ملکون سے پیکن مین نہین آئے بلکہ زن چو کے رہنے والے ہین جو پیکن کے جنوب مشرق مین بادشاہی نہر کے کنارہ واقع ہے اور جو شمال مشرقی صوبجات چین کے ایسے شہرون مین سے ہے جہان اسلام کا اثر سب سے زیادہ پیدا ہوا[۵۱]۔

یہہ واقعہ بہی دلچسپ ہے کہ چین کے یہودیون نے اسلام قبول کرکے چینی مسلمانون کی تعداد کو بڑہا دیا - یہہ یہودی چین مین بہت قدیم زمانہ سے آباد تھے - گورنمنٹ چین نے انکو نوکریان دی تہین اور بڑی بڑی جایدادون کے وہ مالک تہے لیکن سترہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر اونکے بہت لوگون نے اسلام قبول کرلیا[۵۲]۔

اٹھارہوین صدی عیسوی مین مسلمانون نے اپنے مذہب کی اشاعت مین بڑی کوشش کی اور نو مسلمون کی تعداد بہت بڑہ گئی[۵۳] - ایک سبب اس ترقی کا یہہ بہی تہا کہ چینیون کو وسط ایشیا مین فتوحات حاصل ہوی تہین اور انکی سلطنت مغرب کی طرف بڑھ گئی تہی اس لیئے ملک تیان شان کے اسلامی شہرون اور مغربی ترکستان کی ریاستون مین تجارت کا بازار گرم ہوا اور چین کے شمال مغربی صوبون پر باہر کے مسلمانون کا براہ راست اثر پڑا[۵۴]۔

---

۵۱ دہلیف صفحہ ۸-۹ ۵۲ "وسط چین کا سفر" مصنفہ کلارک ایل ۲۶ - (لندن ۱۸۹۸ء) ۵۳ لیترا یدیفیانت کورلو توم ۱۹ صفحہ ۲۸۱ - ۱۷۶۷ء مین ایک عیسائی مشنری نے پیکن کے شہر سے لکھا کہ مسلمانون کے گروہ روز بروز ترقی پر ہین دیکہو لائے گردشیئے - توم ۲۸ صفحہ ۵۰۰ - ۵۴ دیمیتریس - سی بولگر - "تاریخ چین" دوسری جلد صفحہ ۲۹ - ۵۳۰ - (لندن ۱۸۸۱-۱۸۸۴ء)

ملک چین کے شمال مغربی صوبجات مین تو اسلام کا چرچا ہوا ہی تہا کہ جنوب مین بھی سمندر کے رستہ سے مسلمان چین مین پہونچ گئے۔ لیکن ان مسلمانون کا حال بالکل جدا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے یہہ اسلامی تحریک جو جنوبی ملک چین مین پیدا ہوئی زیادہ قوی نہین ہے لیکن تاریخی وقعت اوسمین زیادہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے عرب اور چین مین بحری رستہ سے تجارت شروع ہوگئی تہی۔ عرب اور شام کے ملکون اور بحیرۂ شام کے بندرگاہون کو مشرقی ملکون کی پیداوار تجارت کی غرض سے روانہ کی جاتی تہی چھٹی صدی عیسوی مین جزیرۂ سیلون کے رستہ سے چین اور عرب کی تجارت نے بہت ترقی کی ساتوین صدی عیسوی مین چین اور ایران اور عرب کی تجارت نے اور زور پکڑا اور سیراف کا شہر جو خلیج فارس کے ساحل پر واقع تہا۔ چینی تاجرون کا بڑا تجارت گاہ بن گیا۔ غرض یہ زمانہ تہا یعنی چین مین تہانگ کے شاہی خاندان کا عہد (سنہ ۶۱۸ء تا سنہ ۹۰۷ء) شروع ہوا تہا کہ چین کے مؤرخون نے عربون کا ذکر اپنی تاریخون مین لکہا[۱]۔ چین کے مؤرخون نے لکہا ہے کہ بہت اجنبی آدمی [illegible] مدینہ اور اور ملکون سے چین مین چلے آئے ہین۔ ان اجنبی لوگون کی جو عادات اور رسوم ان مؤرخون نے بیان کی ہین اون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ عرب کے مسلمان تھے۔ چین کے مؤرخ لکھتے ہین کہ "یہہ باہر کے رہنے والے ایک خدا کی بندگی کرتے ہین اور اونکے عبادتخانون مین بُت یا مورت یا تصویر نہین ہوتی۔ مدینہ کا شہر ہندوستان کے قریب کہین ہے۔ اسی شہر یا ملک مین ان لوگون کا مذہب جو بُدھ کے مذہب سے مختلف ہے شروع ہوا۔ یہ لوگ شراب اور سور کے گوشت کو قطعی حرام سمجھتے ہین اور جس جانور کو خود ذبح نہین کرتے اوسکے گوشت کو ناپاک جانتے ہین۔ آج کل چین کے باشندے ان لوگون کو ہوی ہوی کہتے ہین[۲]

[۱] بریت شنیدر۔ (۲) صفحہ ۶۔ [۲] چین کے مسلمان اپنے تئین ہوی ہوی کہتے ہین۔ اس لفظ مین رجوع اور طاعت دونون معنی ساتھ پیدا ہوتے ہین یعنی "راست طریقت سے اللہ کی طرف رجوع ہونا" اور "خدا کی مرضی کی طاعت کرنا"۔

یہان اونکا ایک عبادتخانہ ہے جسکو وہ کسی بزرگ کی یادگار سمجھتے ہین (اس عبادتخانہ سے مراد وہاب بن کبشہ رضؓ کی مسجد سے ہے جسکا ذکر آگے آئیگا -) یہہ عبادتخانہ خاندان تہانگ کے آغاز عہد مین تعمیر ہوا تہا - اور اوسکے پہلو مین ایک سو ساٹہہ فیٹ بلندی کا ایک مینار ہے جسکو یہہ لوگ کانگ ٹا کہتے ہین (یعنی سادہ مینار -) یہ اجنبی لوگ اس عبادتخانہ مین روز جاتے ہین کہ اپنی مذہبی رسوم ادا کرین - شہنشاہ سے اجازت لیکر وہ کانٹن مین آباد ہوئے ہین اور انہون نے بڑے عالیشان مکان بنائے ہین جنکی وضع ہمارے ملک کے طرز تعمیر سے جدا ہے - یہہ لوگ بہت دولتمند ہین اور جس شخص کو اپنا امیر منتخب کر لیتے ہین اوسکی ہمیشہ فرمانبرداری کرتے ہین[۵۱] -

یہہ بات صحیح تحقیق ہونی کہ کانٹن مین عربون کا سردار یا امیر کون تہا ناممکن ہے چین کے مسلمان بہی اس سوال کے جواب مین قیاس سے کام لیتے ہین - لیکن انکے ہان مشہور یہہ ہے کہ اس امیر کا نام سارتبا یا سکا یا یا وانگ کازی مشہور تہا - سکا یا کا لفظ کسی قدر قابل لحاظ ہے کیونکہ اس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ امیر کانٹن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے تہے اور چینی مسلمانون کی ہر ایک روایت مین یہ ضرور بیان ہوتا ہے کہ یہہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تہے[۵۲] -

وے تیرسان کی راے مین ان امیر یا صحابی سے مراد وہاب بن ابی کبشہ رضؓ ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تہے - وے تیرسان کا خیال ہے کہ مفصلۂ ذیل حالات کی نسبت یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ ان مین وہاب بن ابی کبشہ رضؓ کے واقعات زندگی تاریخی حیثیت سے بیان ہین - کیونکہ ان قصون اور افسانون کو جو اصلی واقعات پر اضافہ

---

[۵۱] وے تیرسان - توم اصفحہ ۹۱ ۔ [۵۲] علامہ شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار البکری نے تاریخ الخمیس مین لکہا ہے کہ حضرت آمنہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی بہائی نہ تہا - لیکن بنو زہرہ اپنے تئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مامون کہا کرتے تہے - کیونکہ حضرت آمنہ اونکے قبیلہ سے تہین - (تاریخ الخمیس پہلی جلد صفحہ ۱۸۴ مطبوعہ قاہرہ ۱۲۸۳ع)

ہو گئیے ہین دور کر کے یہہ حالات لکہے جاتے ہین - حالات یہہ ہین کہ سنہ ۶ ہجری مطابق سنہ ۶۲۸ عیسوی مین جسکو سنۃ الوفود کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاب ابن ابی کبشہ کو شہنشاہ چین کے پاس اسلام کی خبر دینے کے لیئے روانہ فرمایا تہا - کانٹن مین اونکی بہت تعظیم و تکریم ہوی اور بادشاہ کی طرف سے اُنکو دربار اونکے ہمراہیون کو سلطنت چین مین اسلام کی علانیہ پیروی کرنے اور مسجد تعمیر کرنے کی اجازت مل گئی - سنہ ۶۳۲ عیسوی مین وہاب ابن کبشہ رضی اس کام سے فارغ ہوکر عرب کو واپس گئے - لیکن جب وہان پہونچے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی جانگاہ خبر سنی جو اوسی سال مین ہوا تہا معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ وہاب ابن کبشہ رضی نے عرب مین بہت کم قیام کیا کیونکہ جب وہ دوبارہ چین کو روانہ ہوئے تو ایک جلد قرآن شریف کی اونکے ساتہہ تہی جو ہجرت کے گیارہوین یا بارہوین سال (سنہ ۶۳۳ - ۶۳۴ء) مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین جمع ہوا تہا - کانٹن پہونچکر وہاب ابن کبشہ رضی نے سفر کی تکان سے بیمار پڑکر انتقال کیا - اور شہر کے قریب دفن کیے گئے - یہان اب تک اونکا مزار مسلمانان چین کی زیارتگاہ ہے - جو مسجد اُنہون نے اپنی زندگی مین بنوائی تہی اوسکے گرد عرب کے تاجرون کی بڑی بستی آباد ہوگئی اور اوسکو بہت جلد ترقی ہوی - کیونکہ یہہ عربی تاجر چینیون سے اتحاد قائم رکہتے تہے اور یہان اونکے آباد ہونے سے دونون کو فائدہ تہا - کچہہ زمانہ تک یہہ عرب غیرون کی طرح اس ملک مین رہے - چنانچہ نوین صدی عیسوی کے وسط مین عرب کے ایک تاجر نے لکہا کہ کانٹن کے مسلمانون کے ہان اون ہی کا قاضی ہے اور وہ چین کے بادشاہ کا خطبہ نہین پڑہتے ہین بلکہ اپنے خلیفہ کا خطبہ پڑہتے ہین - غرض جسوقت کانٹن مین مسلمانون کی آبادی قائم ہوگئی تو مسلمانون کی تعداد بڑہنی شروع ہوی - کچہہ تو اسطرح کہ باہر سے مسلمان آئے اور کانٹن کے مسلمانون کے ساتہہ رہنے لگے اور کچہہ اسطرح کہ مسلمانون نے چینی عورتون سے شادیان کرنی شروع کین اور چینیون کو مسلمان کرکے اپنی تعداد کو بڑہالیا - سنہ ۷۵۸ عیسوی

مین ایک اور طریقہ سے مسلمانون کی تعداد زیادہ ہوگئی اور وہ یہہ تہا کہ خلیفہ منصور نے چار
ہزار عرب کی جمعیت ستسنگ بادشاہ چین کی کمک کے لیئے روانہ کی تاکہ بادشاہ کے
خلاف جو بغاوت برپا تہی اوسکو فرو کیا جاوے۔ جب بغاوت فرو ہوگئی تو ان چار ہزار
عربون نے وطن کو واپس جانے سے انکار کیا اور جب شہر کے حاکم نے انکو مجبور کرکے روانہ
کرنا چاہا تو انہون نے عربی اور ایرانی تاجرون کے ساتہہ ہوکر شہر کی بڑی بڑی منڈیون کو
لوٹنے کا قصد کیا۔ حاکم شہر نے فصیلون مین چہپ کر اپنی جان بچائی اور عرب کی سپاہ
کے سامنے اوس وقت تک نہ آیا کہ بادشاہ سے اونکے قیام کی اجازت حاصل نہ کرلی
مختلف شہرون مین سکونت کے لیئے مکان اور زمینین انہون کو دی گئین۔ اور چینی عورتون
سے شادیان کرکے انہون نے چین کے اون مسلمانون کو پیدا کردیا جو شہنشاہ چین کی
قلمرو مین ابتک بکثرت موجود ہین۔ اسکے بعد مسلمانان چین کی تعداد مین سوائے اس قت
کے کہ چنگیز خان اور اوسکی اولاد کی فتوحات سے غیر ملکون کے مسلمان چین مین سا ہے آئے
اور کسی طرح کی ترقی نہین ہوئی۔ اور اسکا حال ہم اوپر لکہہ چکے ہین۔ غالبا یہی زمانہ تہا
کہ ملک چین مین جابجا مسلمانون کے گروہ پیدا ہوگئے۔ اور بعض حالتون مین انکی تعداد
اسقدر بڑہی کہ جب آباد ہونے کے لیئے انکو دیہات ملے تو گاؤن کے گاؤن ایسے
نظر آتے تہے جن مین صرف مسلمان ہی آباد تہے۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد سے
مسلمانون کی اس بتدریج مگر مستقل ترقی مین غیر ملکون سے کسی طرح کی مدد نہین پہونچی کیونکہ
اس زمانہ سے سلطنت چین نے یہہ اصول قرار دے لیا تہا کہ غیر ملکون کے لوگون کو
ملک سے دور رکہا جاوے۔ یہہ قاعدہ مدت تک جاری رہا مگر اب کچہہ عرصہ سے منسوخ
ہوگیا ہے۔ غرض جب اس طرح غیر ملکون کے مسلمانون سے چینی مسلمانون کا تعلق قطع
ہوگیا تو چین کی عورتون سے شادیان کرکے اور چینیون کی عادات اور رسوم اختیار کرکے
یہہ مسلمان چین کی اور رعایا مین مل جل گئے۔ جسوقت تک چین کے لوگ مجبور رہتے کہ

تجارت کی غرض سے اسلامی سلطنت سے موافقت رکھین اور جسوقت تک باشندگان
تبت کی مدافعت کے لیئے جو چینیون اور مسلمانون کے یکسان دشمن تھے خلیفہ اسلام
سے اتحاد رکھنا ضروری سمجھا گیا اوسوقت تک چین مین چین کے مسلمانون کو ہر طرح
کی سختیون سے حفاظت حاصل تھی لیکن جب یہہ حفاظت کے سامان باقی نہ رہے
توبھی دریافت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ چین کی طرف سے مسلمانون کو ملکی اور مذہبی آزادی
بدستور حاصل رہی - اس حفاظت کا میسر ہونا زیادہ تر اس وجہ سے تھا کہ مسلمانون نے ہمیشہ
چینیون کے مذہبی تعصبات کو روکنے کے لیئے مناسب وقت تدبیرین اختیار کین -
روزانہ زندگی مین مسلمانان چین کی عادات اور رسوم وہی ہین جو اور چینیون کی ہین لمبی لمبی
چوٹیان رکھتے ہین چینیون کے سے کپڑے پہنتے ہین - صرف مسجد مین جانے کے
وقت عمامہ سر پر رکھہ لیتے ہین - اور اس خیال سے کہ چینیون کے مذہبی تعصب کو اونکے
خلاف اشتعال نہو مسلمان اپنی مسجدون کے مینار بھی زیادہ بلند نہین بناتے[51] چینی تاتار
مین مسلمان سپاہیون کو خاص طور پر اجازت ہے کہ اپنی جماعت کو چینیون سے علیحدہ
رکھین لیکن وہان بھی فوج کے مسلمان افسرون کا لباس اوسی وضع کا ہے جو سرکاری طور
پر اونکے لیئے مقرر ہے - لمبی لمبی موچھین اور چوٹیان رکھتے ہین - ارمینیوس وامبیری نے
اپنے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ تعطیل کے دن بادشاہ کو تعظیم دینے کا جو قاعدہ حکام سلطنت
کے لیئے مقرر ہے اوسی کے مطابق مسلمان حاکم بھی تعظیم دیتے ہین - یعنی بادشاہ کی تصویر
کے سامنے تین دفعہ ماتھے سے زمین کو چھوتے ہین[52] اسیطرح تمام مسلمان حاکم اور اور لوگ
جو صوبجات ملک مین مختلف عہدون پر مامور ہین وہ رسوم ادا کرتے ہین جو تہوارون کے
دن کنفیوشس کے مندر مین جاکر ادا کرنی ہر حاکم کا فرض ہین - غرض مسلمان بہت احتیاط
کرتے ہین کہ کسی طرح اونکا مذہب بادشاہ کے مذہب سے مخالف نہ نظر آوے -

[51] دہلیف صفحہ ١٥١ - [52] ارمینیوس وامبیری "وسط ایشیا کا سفر" صفحہ ٤٠٨ (مطبوعہ لندن سنہ ١٨٦٤ء)

اور یہہ ہی باعث ہے کہ اسلام کے خلاف چین مین وہ ہنگامے برپا نہین ہوے جو عیسوی اور موسوی مذہبون کے خلاف پیدا ہوے مسلمان اپنے ہموطن چینیون سے یہانتک کہتے ہین کہ ہمارا مذہب کنفیوشس کی تعلیم و تلقین سے اتفاق رکھتا ہے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ ہم اپنے بزرگون کے طریقے کے مطابق نکاح اور تجہیز و تدفین کی رسمین ادا کرتے ہین۔ شراب اور سور کے گوشت اور تمباکو سے پرہیز کرتے ہین جوا نہین کہیلتے اور کہانا کہانے سے پہلے ہاتہہ دہو لیتے ہین[۱]۔ مسلمانون کی کتابون اور تحریرون مین کنفیوشس اور چین کے پیشوایان مذہب کی کتابون کا بڑا ادب لکہا ہے۔ اور جہان کہین ممکن ہوتا ہے مسلمان اپنے مذہب اور کنفیوشس کے مذہب مین جو باتین مشابہ ہین اون کو جتلاتے ہین[۲]۔

چینی مسلمانون کی ان باتون کا معاوضہ چین کی گورنمنٹ نے یہہ کیا ہے کہ مسلمان رعایا کو (سواے بغاوت کی حالت کے) وہ ہی حقوق عطا کئے ہین جو اور رعایا کو حاصل ہین سلطنت کے کسی عہدے سے وہ محروم نہین ہین۔ صوبون کے گورنر ہوتے ہین فوج سپاہ مین جرنیل مقرر کیے جاتے ہین اور حکومت اور وزارت کے عہدون پر مامور ہو کر حاکم اور محکوم دونون کی نظرون مین معزز اور معتمد ثابت ہوتے ہین۔ چین کی کتب تواریخ مین مسلمانون کے نام مشہور حکام سلطنت ہی کی فہرست مین نہین ملتے بلکہ صنعت و حرفت علوم و فنون مین خاصکر ریاضی اور ہیئت کے علمون مین انہون نے بہت نام پیدا کیا[۳]۔ مسلمانون کے حال پر سلطنت کی طرف سے جو مہربانیان ہوئین انہون نے چینی حاکمون کے دل مین مسلمانون کی طرف سے بار بار رشک اور حسد پیدا کر دیا۔ ۱۷۳۱ء عیسوی مین شہنشاہ چین نے ایک فرمان اون الزامون کی تردید مین جاری کیا جو چینیون نے صوبہ شانسی کے مسلمانون پر لگائے تہے۔ یہہ فرمان یہان نقل کرنے کے قابل ہے

[۱] ڈ ا لیمنٹ صفحہ ۲۔ [۲] ڈی تیرسان۔ توم ۲ صفحہ ۲۶۳۔ [۳] ۲۷۲ [۴] ڈی تیرسان۔ توم ۱ صفحہ ۲۴۴۔ ثمرۃ الفنون ۔ ۲۸ ۔ ۲ ، ہم شعبان صفحہ ۱۔

کیونکہ اوس سے تحقیق ہوجاتا ہے کہ چین کے شہنشاہون نے اپنی مسلمان رعایا کو ہمیشہ کس مہربانی اور لطف کی نظر سے دیکھا۔

فرمان کا مضمون یہہ ہے "ہماری سلطنت کے ہر صوبہ مین صدہا برس سے مسلمان موجود ہین جو ہماری رعایا کا ایک حصہ ہین اور جس طرح اور ہماری رعایا مثل ہماری اولاد کے ہے اسیطرح یہہ مسلمان بہی ہماری اولاد ہین۔ مین مسلمانون مین اور اون لوگون مین جو مسلمان نہین ہین کچہہ فرق نہین سمجہتا۔ بعض حاکمون نے مسلمانون کی خفیہ شکایتین ہم سے کی ہین جنکی بنا صرف یہہ ہے کہ مسلمانون کا مذہب چینیون کے مذہب سے اختلاف رکہتا ہے مسلمان وہ زبان نہین بولتے جو اور چینی بولتے ہین اور لباس بہی اور چینیون سے مختلف وضع کا ہے۔ اونپر نافرمانی گستاخی۔ اور باغیانہ خیالات رکہنے کا الزام لگایا گیا ہے اور ہمسے درخواست کی گئی ہے کہ مسلمانون کے خلاف سخت طریقے اختیار کیے جاوین لیکن تحقیق و تفتیش کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ ان شکایتون اور الزامونکی کوی بنیاد نہین ہے مسلمان جس مذہب کے پابند ہین وہ فی الحقیقت اونکے بزرگون کا مذہب ہے۔ یہہ سچ ہے کہ اونکی زبان وہ نہین ہے جو اور چینیون کی زبان ہے۔ لیکن چین کے ملک مین بہت سی مختلف قومون کی زبانین بولی جاتین ہین اونکی مسجدون کی نسبت اور اونکے لباس اور طرز تحریر کے بارے مین جو چینیون کی وضع اور طرز سے مختلف ہین جسقدر شکایتین کی گئی ہین وہ ہرگز لحاظ کے قابل نہین۔ یہہ سب رواج اور دستور کی باتین ہین مسلمانون کا چال چلن ایسا ہی اچہا ہے جیسے اور ہماری رعایا کا چال چلن ہے۔ اور کسی بات سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ بغاوت کرنے پر آمادہ ہین۔ بس ہماری یہہ خواہش ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کی پیروی مین آزاد رہین جسکا مقصد یہ ہے کہ لوگون کو نیکی سے زندگی بسر کرنی سکہائی جاوے۔ اور جو انسانی اور ملکی فرائض انسان پر ہین اونکو ادا کیا جاوے ہماری گورنمنٹ کے اصولون کو مسلمانون کا مذہب تسلیم کرتا ہے۔ اس سے زیادہ ہمکو

کیا چاہیئے۔ پس اگر مسلمان اپنے تئین نیک اور خیر خواہ رعایا ثابت کرتے رہین گے
تو اونپر ہمارا لطف و کرم ایسا ہی جاری رہیگا جیسے ہماری اور اولاد پر ہے۔ مسلمانون مین سے
لوگ مالی اور فوجی حاکم ہوئے ہین جو اپنے عہدون پر اونچے سے اونچے درجہ تک پہونچے
یہہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انہون نے ہماری عادات اور رسوم اختیار کر لی ہین اور وہ
ہماری کتب مقدسہ کی نصیحتون پر عمل رکھتے ہین۔ وہ علم ادب کے امتحانون مین اور لوگون
کی طرح امتحان دیکر کامیاب ہوتے ہین۔ اور ہمارے قانون کے بموجب جو رسمین ادا کرنی
ضروری ہین انکو وہ ادا کرتے ہین مختصر یہہ کہ چینیون کے بڑے بھاری کنبہ کے ایک
رکن مسلمان بھی ہین اور وہ انتظامی اور ملکی فرائض کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتے
ہین۔ جسوقت کسی حاکم کے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو فریقین کے مذہبی بات سے
اوسکو کچھہ بحث نہین ہو سکتی میری رعایا کے لیے صرف ایک قانون ہے اور وہ یہہ ہے
کہ جو بھلائی کرینگے انکو انعام ملیگا اور جو برائی کرینگے اونکو سزا دی جاویگی [۱]

بہر حال یہہ فرض نہین کرنا چاہیئے کہ گورنمنٹ کی نظر کی طرف سے چین کے
مسلمان اور چینیون سے علیحدہ اور مخصوص گروہ ہونے کی حیثیت نہین رکھتے مسلمانون
اور چینیون مین جو سخت ہنگامے ہوئے اور جن مین ہزارون کا خون بہ گیا اون سے
ظاہر ہے کہ اگر چین کے تمام مسلمانون مین نہین تو کم سے کم بہ صوبہ کے چینی مسلمانون
مین رشتہ اتحاد کیسا مضبوط ہے۔ صوبہ یانان مین یانتھی کی مشہور بغاوت اس اتحاد کی
نظیر ہے۔ برسون کے مقابلون (۱۸۵۵–۱۸۷۴ء) اور کشت و خون کے بعد چین کی
گورنمنٹ اس بغاوت کو فرو کر سکی۔ اور کہا جاتا ہے کہ بیس لاکھہ چینی مسلمانون کا ان ہنگامون
مین خون ہوا۔ [۲] چین کے تمام مسلمانون نے متفق ہو کر اب تک کوئی کام نہین کیا ہے۔

[۱] ڈیویریشان۔ توم ۱۔ صفحہ ۱۵۶–۱۵۷۔ [۲] سید سلیمان کا بیان ہے کہ صوبہ یانان کی دو کروڑ ستر لاکھہ کی آبادی مین
اب بھی اس تعداد کا نصف حصہ مسلمان ہے جو آجکل موجود ہے۔ ثمرۃ الفنون ۱۲ شعبان ۱۳۱۱ ہجری)

یہہ سب ہنگامے اور فساد صرف خاص خاص مقامات اور صوبجات مین برپا ہوئے۔ مگر
ان باتون سے اسقدر نتیجہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان پولیٹیکل حیثیت سے
ایسے کمزور یا کسی اسلامی تحریک مین شریک ہونے سے ایسے عاجز اور قاصر نہین
ہین جیسا کہ بعض لوگون نے اونکی نسبت فرض کر کہا ہے[۱] اسکے ساتھہ ہی یہ دریافت
ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان لوگون کو چپکے چپکے مسلمان کرنے مین بہت ساعی ہین
اور ان کوششون سے یہہ ہوتا ہے کہ چینیون کے مختلف گروہ اسلام قبول کر کے
آپس مین متحد و متفق ہو جاتے ہین۔

چین مین اسلام کی اشاعت اس طریقہ سے نہین ہوی کہ علانیہ اسلام کا وعظ کیا گیا ہو
اس بات سے مسلمانون کو بغاوت کے جرم مین ملخوذ ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ چنانچہ
اس خیال کی تصدیق ایک رپورٹ سے ہوی ہے جسکو ۱۷۸۳ء مین صوبہ کوانگسی کے
گورنر نے شہنشاہ چین کی خدمت مین روانہ کیا۔ اس رپورٹ کا مضمون یہ تھا "مین
(صوبہ کوانگ سی کا گورنر) بادشاہ کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ صوبہ کوانگ سی کا
ایک شخص جسکا نام ہائفوئیون ہے آوارہ گردی کے جرم مین گرفتار ہوا ہے۔ جب
اس شخص سے اوسکا پیشہ پوچھا گیا تو اوس نے بیان کیا کہ دس برس کے عرصہ سے وہ
سلطنت چین کے ہر ایک حصہ مین سفر کرتا رہا ہے تاکہ اپنے مذہب کے متعلق اطلاع
حاصل کرے۔ اس شخص کے ایک صندوق مین سے تیس کتابین نکلی ہین جن مین سے
بعض خود اوسکی لکھی ہوی ہین اور بعض ایسی زبان مین تحریر ہین جنکو یہان کوئی نہین سمجھہ سکتا
ان کتابون مین مغرب کے کسی بادشاہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بہت تعریف کی گئی ہے
جب ہائفوئیون کو اقبال جرم کے لیے تکلیفین پہونچائی گئین تو اوس نے اقرار کیا کہ اوسکے
سفر کا مقصد ان کتابون کی اشاعت تھا جن مین اوسکا مذہب بیان ہے۔ ہائفوئیون نے بہ نسبت

---

[۱] سر رچرڈ ٹمپل "مشرقی تجربہ" صفحہ ۳۲۲ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء)

اور مقامات کے صوبہ یتانسی مین سب سے زیادہ عرصہ تک رہا۔ مین نے ان کتابون کو دیکھا ہے۔ ان مین بعض بے شک غیر زبان مین لکھی ہوی ہین۔ کیونکہ مین ان کو نہین سمجھ سکا۔ مگر جو کتابین چینی زبان مین تحریر ہین وہ بہت خراب ہین بلکہ مین یہہ کہونگا کہ وہ ہنسنے کے قابل ہین کیونکہ اون مین ایسے لوگون کی تعریف لکھی ہے جو تعریف کے اس لیے مستحق نہین ہین کہ مین نے کبھی اونکا ذکر نہین سُنا۔

شاید ہانفوئیون صوبہ کانسوہ کا کوئی باغی ہے اوسکا چال چلن مشتبہ ہے کیونکہ معلوم نہین ہوتا کہ ملک مین دس برس تک سفر کرنے سے اوسکا اصلی مقصد کیا تھا۔ مین اس مقدمہ کو اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرنا چاہتا ہون۔ لیکن اس اثنا مین میری درخواست یہہ ہے کہ ہانفوئیون کے عزیزون کے پاس جو چھاپنے کی تختیان ہین اور جن سے یہ کتابین چھاپی گئی ہین وہ جلادی جاوین اور جن لوگون نے ان تختیون پر چھاپنے کے لیے عبارت کندہ کی ہے وہ گرفتار ہون اور کتابون کے مصنف بھی پکڑے جاوین۔ جو کتابین ملزم کے پاس سے برآمد ہوی ہین وہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی جاتی ہین۔ اور درخواست ہے کہ اونکے بارے مین بادشاہ کا جو کچھ حکم ہو اوس سے مجھہ کو اطلاع بخشی جاوے۔"[۵۱]

آخرکار یہہ اعظم اسلام ہانفوئیون رہا ہوگیا۔ اور بادشاہ نے گورنر کی اس حرکت پر سخت اعتراض کیا۔ لیکن اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اسلام کی علانیہ اشاعت مین کیسے خطرات شامل ہین۔ ہر سال چینیون مین سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہین۔ لیکن یہہ تبلیغ اسلام مسلمانون کی چپ چاپ کوششون کا نتیجہ ہے۔ یہہ ہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ مین اسلام اسطرح شائع نہین ہوسکتا کہ ایکدفعہ ہی بہت سے چینی اسلام قبول کرلین۔ گذشتہ صدی مین البتہ اس قسم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ سنہ ۱۷۵۸ع مین جب زنگیریا کی بغاوت فرو ہوی تو چین کے مختلف صوبجات سے دس ہزار سپاہی پیشہ لوگ مع اپنے کنبون کے جنکے ساتھہ اور بہت

---

[۵۱] دے تیرسان۔ ٹوم ۲۔ صفحہ ۳۶۱ – ۳۶۳۔

لوگ ہوگئے زنگیر یا کو روانہ کیے گئے تا کہ بغاوت سے جسقدر ملک برباد ہوا تہا اوسکو پہر آباد کردین
زنگیریا مین مسلمان ہر طرف موجود ہی تہے اسلیے یہ سب لوگ مسلمان ہوگئے[۵۱]
شہرون مین مسلمان رفتہ رفتہ اپنے محلے علیحدہ کر لیتے ہین اور پہر ایسے شخص کو جو مسجد مین
نہ جاتا ہو اپنے محلون مین آباد نہین ہونے دیتے[۵۲] اسلام کو خاص چین مین بہت استحکام
ہوگیا ہے - اسکا باعث یہہ ہے کہ جب کسی صوبہ کی آبادی وبا یا قحط کی بلاؤن سے جو کہ
اکثر اس ملک مین رہتا ہے غارت ہو جاتی ہے تو مسلمان بہت خوشی سے اور مستعدی سے
ان برباد مقامون کو آباد کر دیتے ہین - قحط کے زمانہ مین مفلسوں سے اونکے بچے خرید لیتے ہین
اور اونکو مسلمان کر کے پرورش کرتے ہین - جب وہ جوان ہو جاتے ہین تو اونکا نکاح کر کے
انکو سکونت کے لیئے علیحدہ مکان دیدیتے ہین اور اس طریقے سے گاؤن کے گاؤن
نو مسلمون سے آباد کر دیے جاتے ہین - سنہ ۱۷۹۰ء مین جب کوانگ سی کے صوبہ مین قحط پیدا
ہوا تو مسلمانون نے دس ہزار بچے کنگلون سے خریدے جنہون نے تنگدستی اور فاقہ کشی سے مجبور ہو کر
اپنے قحط زدہ بچون سے مفارقت گوارا کی[۵۳] سید سلیمان نے بیان کیا کہ جو چینی اسطرح مسلمان
ہوے ہین اونکی تعداد بیشمار ہے[۵۴] مسلمانون مین پابندی مذہب کے لیے ہر طرح کی کوشش
کیجاتی ہے - یہانتک کہ غریب سے غریب آدمی کو بہی ابتدائی کتابونکی مدد سے اسلام کے ضروری
احکام اور ارکان سکہائے جاتے ہین[۵۵] سید سلیمان کا خیال ہے کہ آج کل اکثر لوگ چینی مسلمانون
کی مذہبی کتابون کے اثر سے اسلام قبول کرتے ہین[۵۶] غرض چین کے مسلمانون مین اگرچہ کوئی
باضابطہ محکمہ یا سر رشتہ اشاعت مذہب کے لیئے موجود نہین ہے لیکن اون مین تبلیغ اسلام کا شوق
اسقدر بڑہا ہوا ہے کہ بہت لوگ مسلمان ہو کر مسلمانونکی قوم مین شامل ہو جاتے ہین اور یہہ مسلمان اُس وقت
کے منتظر ہین جبکہ تمام سلطنت چین مین ہر جگہہ اسلام ہی اسلام ہوگا[۵۷]

[۵۱] ڈے تیرسان - توم ۱ صفحہ ۱۶۳ - ۱۶۴ [۵۲] لابے گروسیے - "دے لاچین" - توم ۴ صفحہ ۵۰۸ (مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۱۹ء)
[۵۳] اینڈرسن صفحہ ۱۵۱ - لابے گروسیے "دے لاچین" توم ۴ صفحہ ۵۰ [۵۴] ثمرات الفنون - ۱۷ شوال صفحہ ۳ [۵۵] ڈبلیو جے
سمتہہ صفحہ ۱۷۵ [۵۶] ثمرات الفنون - ۱۷ شوال صفحہ ۳ - [۵۷] ڈے تیرسان - توم ۱ صفحہ ۳۵ - ثمرات الفنون - ۲۶ شوال صفحہ ۳ -

باب یازدہم

افریقہ مین اسلام کی اشاعت

افریقہ مین دعوت اسلام کی تاریخ لکھنی بہت دشوار ہے۔ اگر زمانہ دیکھیے تو تقریباً تیرہ برس سے اسلام یہان شائع ہے اور اگر وسعت ملک پر نظر کیجیے تو براعظم افریقہ کے دو ثلث حصہ جسمین کثرت سے مختلف قومین اور جرگے آباد ہین مسلمان موجود ہین۔ غرض وقت کی قید اور ترتیب سے کس کس زمانہ مین اس براعظم کے مختلف حصون مین اسلام شائع ہوا دعوت اسلام کے حالات لکھنے ناممکن ہین۔ مصر۔ شمالی افریقہ۔ نوبیا و حبشہ کے مسیحی کلیساؤن سے جو تعلقات اسلام کے رہے وہ اس کتاب کے باب چہارم مین بیان ہو چکے ہین۔ اب صرف یہہ تجویز ہے کہ اول شمالی افریقہ کی بت پرست قومون مین ترقی اسلام کا حال لکھا جاوے اور پہر سوڈان اور مغربی ساحل افریقہ کا ذکر لکھہ کے مشرقی ساحل کے حالات تحریر ہون۔ اور اخیر مین کیپ کولونی کا حال لکھا جاوے کہ وہان اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی۔

شمالی افریقہ کی بت پرست قومون مین دعوت اسلام کے جس قدر حالات تحقیق ہوئے ہین وہ اون چند واقعات سے تعداد مین کم نہین ہین جو یہان کے مسیحی کلیسا کے زوال کی نسبت ہم نے اس کتاب کے چوتھے باب مین درج کیے ہین۔ بہر کیف یہہ تحقیق ہی کہ قوم بربر مین جسکے قومی خصائل و عادات عربون سے بہت ملتے تھے اسلام نے بہت جلد ترقی کی۔ اہل عرب بربر قوم کے فاتح تھے اور جس وقت ۳۰۰ عہ کی اخیر لڑائی

مین بربر کی قوم سپاہ عرب کے مقابلہ پر جمی تو اوسکی ملکہ کاہنہ نے یہہ سمجھکر کہ آج قسمت مین
شکست لکھی ہے اپنے بیٹون کو عرب کے سپہسالار کے پاس اس ہدایت سے روانہ کیا
کہ وہان پہونچکر اسلام قبول کرین اور جو دشمن کا مقصد ہے اوسکو اپنا مقصد بنالین
خود ملکہ نے اپنے حق مین یہہ بہتر سمجھا کہ اس معرکہ عظیم مین جو کاہنہ کے چشمون کے قریب
واقع ہوا اور جسمین قوم بربر کی قوت قطعی زائل ہوگئی ملکہ کاہنہ اپنی قوم کی سردار بنی ہوی
لڑتے لڑتے مرجاے۔[۵۱] غرض جسوقت بربر کی قوم ملکی آزادی سے محروم ہوئی تو اوسنے
اسلام قبول کرلیا جو اپنی سہولت کی وجہ سے اوسکو قدرتی طور پر اچھا مذہب معلوم ہوا۔
اور جسکو قبول کرنے کے لئے اوسکی ملکہ نے بھی اپنا منشا اس طور پر ظاہر کیا تھا کہ گویا
وہ بھی اس دین کی اطاعت کرنی چاہتی تھی۔

سنہ ۷۱۱ء مین جسوقت بارہ ہزار بربر کا لشکر طارق کی سرکردگی مین (جو خود بھی بربر تھا)
جہازون پر سوار ہوکر ہسپانیہ کی تسخیر کو اوٹھا تو اس لشکر مین وہ لوگ تھے جنکو اسلام قبول کیے
ہوے تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔ ان لوگون کی نسبت خاص طور پر لکھا گیا ہے کہ انہون نے
سچی نیت اور عقیدے سے اسلام قبول کیا تھا اور عرب کے علما اور فقیہ مقرر ہوئے تھے کہ
"انکے سامنے قرآن پڑہین اور قرآن کی عبارت اونکو سمجہائین" اور نئے مذہب کے
جسقدر فرائض ہین اونکی تعلیم و تلقین کرین۔[۵۲] افریقہ کے فاتح [illegible] نے اشاعت اسلام
کا شوق اسطرح ظاہر کیا کہ خلیفہ عبدالملک نے جسقدر روپیہ موسی کے پاس بھیجا وہ اسنے غلامون
کے خریدنے مین صرف کیا جنکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بطیب خاطر اسلام قبول کرینگے
المکاری لکھتا ہے کہ فتح کے بعد جب غلام فروخت کیے جاتے تھے تو موسی اپنے
غلامون کو خرید لیتا تھا جنکو سمجھتا تھا کہ وہ خوشی سے مسلمان ہوجاوینگے اور جو صورت
سے بھی شریف اور ظاہرا چست و چالاک نوجوان معلوم ہوتے تھے۔ اگر ذہن اور عقل

۵۱ اے مولر پہلی جلد صفحہ ۲۲۴ ۵۲ المکاری پہلی جلد صفحہ ۲۵۲۔

کی جلا کے بعد اور حقائق اسلام کو قبول کرنیکے لائق ہنگر وہ اسلام قبول کر لیتے تھے
جو سب مذہبون مین بہتر دین ہے اور انکا اسلام لانا صدق دل سے ہوتا تھا تو موسیٰ اونکی
قابلیتون کی آزمایش کے لیے اونکو کسی کام پر مقرر کرتا تھا۔ اگر وہ اچھے مزاج اور عمدہ لیاقت
کے آدمی ثابت ہوے تو آزاد ہوکر فوج کے بڑے عہدون پر مامور کردیے جاتے تھے
اور لیاقت کے موافق ترقی پاتے تھے اگر اسکے خلاف انہون نے اپنے کام مین کچھہ شوق
ظاہر نہین کیا تو موسیٰ اونکو یہہ وہان بھیجدیتا تھا جہان لڑائی کے قیدی جمع رہتے تھے تاکہ
قدیم دستور کے موافق جسمین مال غنیمت تیرون سے تقسیم کیا جاتا تھا وہ یہہ تقسیم کردیے
جائین"[51] اسمعیل ابن عبداللہ کی نسبت جو خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے عہد مین افریقیہ کا گورنر
تھا یہہ کہا گیا ہے کہ اوسنے اپنے حلم اور عادلانہ انتظام سے بربر کے لوگون کو مسلمان
کیا۔ لیکن یہہ کہنا کہ قوم بربر کا کوئی آدمی اوسکے وقت مین ایسا نہ رہا جسنے اسلام قبول
نہ کیا ہو درست نہین ہے[52] کیونکہ اس قوم کو مسلمان کرنا صدہا برس کا کام تھا۔ اگرچہ اس
قوم مین اشاعت اسلام کے حالات کبھی تحریر نہین ہوے لیکن ایسے واقعات بیان ہوسکتے
ہین جنہون نے مسلمان کرنے کے لیے اس قوم پر غالباً بتدریج اثر پہونچایا۔

بربر کے لوگ اہل عرب سے ہمیشہ بغاوت کرتے رہتے تھے اور اہل تشیع کے
داعیان اسلام جنہون نے دسوین صدی عیسوی مین فاطمی خاندان کو قائم کرنے کا بندوبست
کیا جسوقت بربر کی قوم مین پہونچے تو اونکا خیر مقدم ہوا اور بربر کے بعض جرگون نے
جس جوش وخروش سے اس تحریک بغاوت مین اہل تشیع کی مدد کی اوس سے یہہ بات خلاف
قیاس نہین معلوم ہوتی کہ ان جرگون کے بہت لوگون نے جو اس واقعہ سے پہلے مسلمان
ہونا اور ملکی آزادی سے محروم ہونا ایک بات تصور کرتے تھے اب اسلام قبول کرلیا ہو۔
گیارہوین صدی کے وسط مین ایک اور واقعہ ایسا پیش آیا جس سے بربر کے بہت

[51] المکاری۔ صفحہ ۶۵۔ [52] ویل۔ پہلی جلد صفحہ ۵۸۳۔

فرقے مسلمانون کی طرف رجوع ہوے۔ گیارہوین صدی کے شروع مین بربر کے صحرائی
فرقون مین لمطونا فرقہ کا سردار جسوقت حج سے فارغ ہوکر واپس آیا تو شمالی افریقیہ کے اسلامی
شہرون مین اوسکو ایک ایسے عالم اور متقی مسلمانکی تلاش ہوئی جو اوسکے ساتھہ چلکر اوسکی
جاہل قوم کو جو ضلالت مین مبتلا تھی اسلام پر دعوت دے۔ اول اول اوسکو کوئی ایسا
آدمی نہ ملا جو علم کے گوشۂ عافیت کو چھوڑکر صحرا کے خطرے جھیلنے پر آمادہ ہوتا لیکن اخیر مین
عبد اللہ ابن یسین سے اوسکی ملاقات ہوئی جو علم ظاہر و باطن مین ماہر تھے اور اس دشوار کام
کو انجام دینے کی قابلیت بھی اون مین بخوبی موجود تھی۔ بربر کے صحرائی جرگون مین اگرچہ
واعظین اسلام نوین صدی عیسوی سے پہونچے ہوے تھے جہان اونھون نے اسلام
شائع کیا تھا لیکن صحرا کے نیم باشندے اچھی طرح مذہب کے پابند نہ تھے۔ چنانچہ عبد اللہ
ابن یسین جب انکے پاس پہونچے تو دریافت ہوا کہ وہ لوگ بھی جو اسلام کا اقرار کرتے ہین پابند
مذہب نہین ہین اور سب طرح کی بُری باتون پر اُن کا عمل ہے۔ عبد اللہ ابن یسین نے بہت
جانفشانی سے لمطونا کو راہ راست پر لانے اور فرائض مذہب مین اونکو تربیت دینے کا
کام اپنے ذمہ لیا۔ لیکن انھون نے کسی قدر سختی اور درشتی سے ان لوگون کی عیب چینی
کی اور اونکی حالت کی اصلاح کرنی چاہی اسلیے ان لوگون کو اپنے اوستاد کے ساتھہ
ہمدردی نہ رہی اور عبد اللہ ابن یسین کو ایسی مایوسی ہوئی کہ انھون نے اس سرکش قوم کو
چھوڑکر سودان کے باشندون مین تبلیغ اسلام کا قصد کرلیا۔ جب لوگون نے اونکو سمجھایا
کہ جو کام شروع کیا ہے اوسکو چھوڑنا نہ چاہیے تو عبد اللہ ابن یسین اپنے مریدون سمیت دریاے
سنیگال کے ایک جزیرہ مین جا رہے یہان انھون نے ایک خانقاہ بنائی جہان پیر و مرید
ہر وقت ریاضت و مجاہدت مین مصروف رہنے لگے۔ جسوقت عبد اللہ ابن یسین نے اس
جزیرہ مین سکونت اختیار کی تو صحرا کے بعض نیکبخت لوگون کو اس خیال سے سخت پشیمانی
ہوئی کہ انھون نے اپنی شرارت سے ایسے بزرگ اور خدارسیدہ شخص کو اپنے سے علحدہ

کردیا اور وہ معذرت کے لیے جزیرہ مین آئے اور مرشد سے التجا کی کہ حقائق مذہب
کی بہی اونکو تعلیم و تلقین کرین - غرض اس طریقہ سے عبد اللہ ابن یسین کے پاس مرید جمع ہونے
شروع ہوئے یہان تک کہ اونکا شمار ایک ہزار کے قریب ہوگیا - اب عبد اللہ ابن یسین
کو خیال ہوا کہ وہ وقت آگیا ہے کہ اشاعت دین کے لیئے عملی طریقے اختیار کیے جاوین
اُنہون نے اپنے مریدون سے کہا کہ جس خدا نے وحی کی رحمت اونکے لیئے نازل
کی اوسکا شکر اس طرح ادا کرنا مناسب ہے کہ اسی وحی کے علم کو دوسرون تک پہونچایا
جاوے "لوگو - اپنی اپنی قوم کے پاس جاؤ - اور خدا کی شریعت اونکو سکہاؤ اور اوسکی
مار سے اونکو ڈراؤ - اگر وہ اپنی غلطیون پر نادم ہون تو اونکے طریقون کی اصلاح کرو اور
اون سے کہو کہ سچی بات قبول کرین - اور اونکو امن و امان سے رہنے دو - اگر وہ انکار
کرین اور اپنی غلطیون پر مصر ہون اور گناہ کی زندگی نہ چہوڑین تو اونکے خلاف خدا سے
مدد مانگو اور اونسے لڑو جسوقت تک خدا ہم مین اور اون مین انصاف کرے" - یہہ سنکر
ہر شخص اپنی قوم مین گیا اور اون لوگون کو سمجہایا کہ گناہ سے باز آئین اور خدا پر ایمان لائین لیکن
کامیابی نہ ہوئی خود عبد اللہ ابن یسین بہی خانقاہ سے روانہ ہوکر بربر کے سردارون کے
پاس اس توقع سے گیئے کہ اب وہ اونکے وعظ کو دل سے سُنینگے - مگر اونکو بہی کامیابی نہوئی
آخرکار سنہ ۱۰۴۲ء مین اُنہون نے اپنے مریدون کو جمع کیا اور بربر کے فرقون پر جو قریب رہتے
تہے حملہ کیا اور دشمنون کو بجبر مسلمان کرلیا - عبد اللہ ابن یسین کے معتقدین کا نام مرابطین
رکہا گیا تہا - یہ لفظ اوسی مادہ سے ہے جس سے رباط کا لفظ ہے - رباط سے مراد خانقاہ
ہے جو دریائے سنیگال کے جزیرہ مین اُنہون نے بنائی تہی - جب عبد اللہ ابن یسین کو
فتح ہوئی تو صحرا کی قومون کو یہہ جنگ و جدل کے معرکے وعظ و نصیحت کے مقابلہ مین زیادہ
دلکش معلوم ہوئے اور وہ خوشی خوشی ایسے مذہب کو قبول کرنے چلے آئے جس کے معتقدین
کو ایسی عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئی تہین - سنہ ۱۰۵۹ء مین عبد اللہ ابن یسین نے قضا کی

لیکن جو اسلامی تحریک انھون نے اپنی زندگی مین پیدا کی تھی وہ اونکے مرنے کے بعد زندہ رہی۔ اور بربر کے اکثر بت پرست فرقون نے مسلمان ہوکر ہموطن مسلمانون کی تعداد بڑہا دی۔ مسلمان ہونے کے بعد یہہ قومین صحرا سے نکل کر شمالی افریقہ تک پہنچین اور آخر کار ہسپانیہ کی بھی مالک بن گئین[۵۱]۔

یہ بات قرین قیاس ہے کہ بربر مین جسوقت دوسری قومی تحریک شروع ہوی یعنی بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین بنو مہدی نے زور پکڑا تو اُسوقت بربر کے بعض جرگے جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے مسلمان ہوگئے۔ دولت مہدویہ کے بانی ابو عبداللہ محمد ابن تومرت نے توحید کی تعلیم شروع کرنے کے لیئے بربر زبان مین ایک کتاب لکھی جسکا نام توحید تھا اور اسلام کے اصول اپنے خیال کے موافق اسمین درج کیئے[۵۲]۔ پندرہوین صدی عیسوی تک بربر کے بعض جرگے بت پرست رہے[۵۳] لیکن عام میلان اسی طرف تھا کہ چھوٹے چھوٹے گروہ مسلمان ہوکر مسلمانون کی قوم مین شامل ہوجاوین۔

صحرا مین شائع ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ سوڈان کی نیگرو قومون مین شروع ہوی اس تحریک کی ابتدائی تاریخ تاریکی مین ہے غالبًا گیارہوین صدی عیسوی مین عربون کے چند گروہ (جو خالص عرب نہ تھے تاہم اون مین عرب کا خون ضرور تھا) سوڈان مین آکر یہان کی قومون مین آباد ہوگئے۔ لیکن انسے بھی پہلے بربر کے واعظین اسلام اور عرب کے تاجرون نے نیگرو قوم مین رسوخ پیدا کیا تھا۔ دولت مراکو کا بانی اور خاندان مرابطین کا دوسرا امیر یوسف ابن تاشفین تبلیغ اسلام مین بہت کامیاب ہوا اور نیگرو جو اسکی سلطنت مین رہتے تھے کثرت سے مسلمان ہوگئے تھے[۵۴] بربر کے دو فرقے یعنی لمطونہ اور جدالہ جنکا وطن کسی قدر سوڈان کی سرحد پر اور کسی قدر اس ملک کے اندر تھا اشاعت مین

---

۵۱ صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۱۶۲ ۔ ۱۷۳ ۔ اے مولر ۔ دوسری جلد صفحہ ۶۱۱ ۔ ۶۱۳ ۵۲ صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۲۵۰

۵۳ لیو افریکانوس ۔ (رامو سیو ۔ توم ۱ صفحہ ۱) ۵۴ لیو افریکانوس صفحہ ۷۰۰

بہت سرگرم رہے[٥٠] نیگرو کی قومون مین اشاعت کے متعلق جسقدر حالات دریافت ہوتے ہین اون سے ظاہر ہے کہ اول شمال کی سمت سے نیگرو کے مغربی حصون مین اسلام کا چرچا ہوا اور پہر مغربی اطراف مین اس مذہب کو ترقی ہوئی - یہان سب سے پہلی جس شخص کا مسلمان ہونا تحریر ہوا ہے وہ سونرہی کے شاہی خاندان سا کا پندرہوان بادشاہ تہا اس بادشاہ کا نام ساکاسی تہا اور سنہ ۴۰۰ھ مطابق سنہ ۱۰۰۹ع کے قریب وہ مسلمان ہوا تہا - سونرہی کی عملداری شہر تمبکتو کے جنوب مشرق مین ہے غرض اس زمانہ مین دریای نائگر (قورہ) کے بالائی جانب جو عملداریان ہین وہ اسلامی حصار بن گئین اور اونکو تہذیب و شائستگی مین اپنے زمانہ کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی ترقی ہوئی[٥١] - تمبکتو کا شہر جو سنہ ۱۱۰۰ء مین آباد ہوا اسلامی علوم و فنون کی وجہ سے مشہور ہو گیا - اور بڑے بڑے عالم و فاضل قدردانی کے خیال سے وہان جمع ہو گئے - ابن بطوطہ نے چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین اس ملک کا سفر کیا اور نیگرو قوم کے مسلمانون کی تعریف مین لکہا کہ "وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہین اور قرآن پڑہتے ہین - اگر جمعہ کے روز کوئی شخص بہت پہلے مسجد مین نہ پہونچے تو پہر جگہہ ملنی ناممکن ہے کیونکہ جمعہ مین نمازیون کی بہت کثرت ہوتی ہے[٥٣]" ابن بطوطہ کے زمانہ مین مغربی سودان مین مالی کی عملداری سب سے زبردست تہی - اس عملداری کو مانڈنگو کی قوم نے ابن بطوطہ کے سفر سے سو برس پہلے قائم کیا تہا - یہ قوم افریقہ کی بہت سی قومون مین سے ہے لیو افریکانوس[٥٤] نے لکہا ہے کہ مانڈنگو بہت شائستہ ہوتے ہین اور نیگرو کی قومون مین وہ سب سے زیادہ قابل عزت اور دیانتدار ہین[٥٥] - یہہ لوگ تبلیغ اسلام مین

[٥١] کرونکل آف دی سلطانز آف بورنو - مرتبہ ادولف صفحہ ۲۲۲ [٥٢] ادیل صفحہ ۲۸۸ - [٥٣] ابن بطوطہ ترجمہ صفحہ ۴۲۱
[٥٤] راموسیو - ترجمہ انگریزی ۔ [٥٥] ونوڈ ریڈ نے لکہا ہے کہ مانڈن گو بلند قامت خوبصورت اور گندمی رنگ کے لوگ ہوتے ہین - انکا مذہب اسلام ہے اور انکے پاس گہوڑے اور مویشیون کے گلے ہوتے ہین وہ روئی اخروٹ اور کئی قسم کے اناج کی زراعت کرتے ہین مین ان لوگونکی مہربانی اور مہمان نوازی سے بہت خوش ہوا اور انکی عورتونکی اچہی صورتین اور وضع اور اونکے گہرون کی صفائی اور خاموشی دیکہکر مجہکو بہت مسرت ہوئی" ڈبلیو - وائن ڈوریڈ - افریکن سکیچ بک پہلی جلد صفحہ ۳۰۳ -

نہایت درجہ ساعی ہوتے ہین اور جو قومین اونکے پڑوس مین رہتی ہین اونکو مسلمان کر چکی ہین[۵۱]

ملک سوڈان کے زیادہ مغربی اطراف مین اسلام کی ترقی گیارہوین صدی عیسوی کے

وسط مین ہوی جبکہ بورنو کے بادشاہ وقت نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام سلطان احمد ابن جلیل

رکھا۔ بورنو کی عملداری جھیل چاد کے مشرقی ساحل پر ہے۔ اسی زمانہ مین کانم کی عملداری جو

جھیل چاد سے شمال اور شمال مشرق مین ہے مسلمان ہوی اور مسلمان ہوتے ہی وہ بڑی سلطنت

ہوگئی۔ اور مشرقی سوڈان سے لیکر مصر اور نوبیہ کی سرحد تک جسقدر قومین آباد تھین وہ او سکے

مطیع ہوئین پس اس طریقہ سے افریقہ کے مرکز تک اسلام پہونچ گیا جہان سے وہ ہر سمت مین

جلد پھیلنا شروع ہوا۔ اور یہان اسلامی کوششون کے گویا دو دریاؤنکا سنگم ہوگیا یعنی تبلیغ

اسلام کا ایک دریا مغرب سے اور دوسرا شمال مشرق سے چلا اور دونون افریقہ کے وسط

مین مل گئے۔ مشرقی سوڈان مین کاردوفان کے سوداگرون کو یہہ دعوی ہے کہ وہ اہل

عرب کی نسل سے ہین جو بارہوین صدی عیسوی مین دولت فاطمیہ مصر کے زوال کے بعد

یہان پہونچے تھے۔ چودہوین صدی عیسوی مین تنگور کے عرب طونس سے اوٹھکر

جنوب کی سمت مین آباد ہوے اور بورنو اور وادی سے گذر کر دارفر کے ملک مین پہونچ

گئے۔ ان عربون مین ایک شخص احمد تہا جسپر دارفر کا بادشاہ بہت مہربان ہوا یہانتک

کہ اوسکو اپنے محل کا مہتمم مقرر کردیا اور تمام موقعون پر اوس سے صلاح اور مشورہ لینے

لگا۔ چونکہ احمد کو حکومت کے زیادہ مہذب طریقے معلوم تہے اسلیے سلطنت کے انتظام

مین اوسنے اکثر باتون کی اصلاح کی اور اپنے حسن انتظام سے ملک کے سرکش سردارون کو

سلطنت کا مطیع کردیا مفلسون مین زمینین تقسیم کرکے اون کی قزاقیون کو دور کیا

اور رعایا کو ایسا امن میسر ہوا جسکو پہلے وہ جانتی تک نہ تہی۔ دارفر کے بادشاہ نے

احمد سے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا اور چونکہ اوسکا کوئی بیٹا نہ تہا اسلیے احمد ہی کو اپنا وارث

---

۵۱ وبلز صفحہ ۱۸۔ ۱۹۔ ۵۲ اوتو بلو صفحہ ۳۲۲۔

اور جانشین مقرر کیا - یہہ تقرر ایسا تہا جسکو عایلے نے بہی بہت پسند کیا غرض دارفور کے
ملک مین جو اسلامی خاندان اسطرح قائم ہوا وہ ابتک موجود ہے سلطان احمد اور اوسکی
اولاد نے دارفور کے باشندون کی تہذیب و تربیت کے لیے جو کام کئے اونمین اشاعت
اسلام کی کوششین بہی شامل تہین لیکن عربون نے جو طونس سے یہان آکر آباد ہوے
تہے بت پرستون کو مسلمان کرنے مین کچہہ کوشش نہ کی - بلکہ دارفور کے ملک کو اوسکے
بادشاہ سلیمان نے جسکا عہد ۱۵۹۶ء مین شروع ہوا پورے طور پر مسلمان کیا[۵۱] - سولہوین
اور سترہوین صدی عیسوی سے پہلے وادی اور باجرمی کے ملکون مین جو کاردوفان
اور جہیل چاد کے مابین واقع ہین اسلام شائع نہ ہوسکا لیکن وادی کی عملداری جسکا بانی
۱۶۱۲ء مین عبد الکریم ہوا جسوقت مسلمان ہوگئی تو وہ اسلام کا مرکز بن گئی سترہوین
صدی عیسوی مین کت سینا اور کانو[۵۲] کی عملداریان جو ہوسا کے ملک مین تہین مسلمانون
کی حکومت مین آگئین اور صدی کے ختم ہوتے ہوتے سوڈان کے ملک مین ہر جگہہ
کثرت سے لوگ مسلمان ہوگئے[۵۳]

سترہوین اور اٹہارہوین صدی مین دعوت اسلام کے جو واقعات افریقہ مین گذرے
وہ تعداد مین کم ہین اور جسوقت موجودہ صدی کے حالات تبلیغ سے اونکا مقابلہ کیا جاتا ہے
تو وہ بہت قلیل معلوم ہوتے ہین - اٹہارہوین صدی مین افریقی مسلمانون کو مذہب
کی طرف سے ایسی بے پروائی رہی کہ اونکو اس غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قوی علاج
کی ضرورت ہوئی چنانچہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر فرقہ وہابیہ کی کوشش سے اونمین مذہبی
بیداری پیدا ہوئی اور یہہ ہی وجہ ہے کہ آج کل نیگرو قومون مین دعوت اسلام کے حالات

---

۵۱ سلاتین پاشا " سوڈان مین آگ و تلوار " صفحہ ۴۳ - ۴۴ (لندن ۱۸۹۶ء) ۵۲ کانو کی عملداری کی نسبت کہا جاتا ہے
کہ دسوین صدی عیسوی کے وسط مین قائم ہوئی تہی اسکے پچیس بادشاہ بت پرست ہوے لیکن چہبیسوان بادشاہ مسلمان تہا -
اسکے بعد پہر چہہ بادشاہ بت پرست ہوے لیکن انکے بعد سے ابتک یہہ عملداری اسلامی حکومت کے تحت مین ہے
(رابنسن " ہوسا کا ملک " صفحہ ۱۷۸) (لندن ۱۸۹۶ء) ۵۳ اوپل صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱ -

ایسے دریافت ہوتے ہین جو گذشتہ واقعات کی طرح قلیل التعداد نہین ہین بلکہ اکثر اسلامی تحریکون کے پیدا ہونے اور ترقی کرنیکا مفصل حال تحقیق ہوتا ہے۔

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین فلاحین افریقہ مین سے شیخ عثمان دانفودیو[۱۵] بڑا مصلح قوم اور لڑکر مذہب کا پہیلانے والا پیدا ہوا جسوقت شیخ عثمان مکہ سے حج کرکے سوڈان کو واپس آیا تو مسلمانون کی صلاح اور شعار اسلام کو زندہ کرنیکا جوش اوسکے دل مین بہرا تہا۔ عثمان جس زمانہ مین مکہ مین تہا تو فرقہ وہابیہ وہان بہت ترقی پر تہا عثمان پر بہی وہابیون کا اثر پڑا او راوسنے فاتحہ اور نذر نیاز کی رسمونکو و سقایہ کی زیارت کو بُرا بتایا بلکہ لوگونکو سمجہایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی بے حد تعظیم نہ کی جاوے اور سوڈان کے باشندون مین جو دو قسم کے سخت گناہ پہیلے ہوے تہے یعنی شراب خواری اور بدکاری اُن پر عثمان نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔

ابتک فلاحین افریقہ چہوٹے چہوٹے گروہ رکہتے تہے جنکا کام کاشتکاری تہا۔ ان لوگون کو مسلمان ہوے مدت ہوئی تہی اورانہون نے اسی پر قناعت کی تہی کہ سوڈان کے مختلف حصون مین زراعت سے یا مواشی چرا کر اپنی گذر اوقات کرین اٹہارہوین صدی کے شروع مین اس قوم کے جو کچہہ حالات تحریر ہوے ہین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عافیت پسند اور محنتی قوم تہی۔ سنہ ۱۷۳۱ء مین فلاحین افریقہ کی بستیون مین جو دریای گامبیا کے کنارون پر واقع تہین ایک سیاح[۱۶] پہونچا اور اوسنے لکہا کہ دریای گامبیا جن ملکون اور عملداریون مین سے گذرتا ہے اونمین بہورے رنگ کے لوگ آباد ہین جنکو (فولی) فلاحین کہتے ہین۔ یہہ لوگ عربون سے مشابہت رکہتے ہین اور اون مین سے اکثر عربون ہی کی زبان بولتے ہین کیونکہ عربی زبان اون کے مدرسون مین سکہائی جاتی ہے اور قرآن جو اونکا قانون ہے وہ بہی اسی زبان مین ہے۔ یہہ لوگ عربی زبان اسقدر سیکہے ہوے ہوتے ہین کہ یورپ کے لوگ لیٹن زبان اسقدر نہین جانتے۔ کیونکہ اکثر فلاحین عربی بول سکتے ہین۔ انکی ایک

[۱۵] کورلے پلیگلیتا افریکانا، صفحہ ۱۱۔ (لندن سنہ ۱۸۵۰ء) وائن ڈوریڈ پہلی جلد صفحہ ۲۰ اودیل صفحہ ۲۹۲ [۱۶] فرانسس مور صفحہ ۲۱

دیسی زبان بہی ہے جسکو فولی کہتے ہین۔ اس قوم کے آدمی طائفون اور جرگون مین رہتے
ہین۔ وہ اپنے شہر علٰحدہ بناتے ہین اور بادشاہون مین سے جنکی حدود سلطنت مین وہ رہتے
ہون کسی بادشاہ کے محکوم نہین ہوتے۔ کیونکہ اگر کسی قوم مین ظلم اونکو آزار پہونچتا ہے تو وہ
اپنی بستیان توڑ دیتے ہین اور دوسری جگہہ آباد ہو جاتے ہین۔ فلاحین کے سردار اپنی قوم پر
اسطرح نرمی سے حکومت کرتے ہین کہ اونکی گورنمنٹ کا حکم بجاے اسکے کہ ایک شخص کا حکم
معلوم ہو کل قوم کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ اونکی گورنمنٹ ایسی ہے جسکا انتظام بہت آسانی سے
ہوسکتا ہے کیونکہ ساری قوم نیک مزاج اور بے شر ہے عدل و انصاف کے اعتبار سے اونکی
تعلیم ایسی ہوتی ہے کہ کوئی شخص جو بُری حرکت کرتا ہے اوس سے تمام قوم نفرت کرنے
لگتی ہے .... سب لوگ بہت جفاکش اور سیدہے سادے ہوتے ہین اور اپنے
صرف سے زیادہ اناج پیدا کر لیتے ہین جسکو وہ اچہی قیمت پر بیچ ڈالتے ہین۔ اونکی مہمان نوازی
ایسی مشہور ہے کہ اس دیس کی اور قومین فلاحین کے شہرون کا اپنے پڑوس مین آباد ہونا
نعمت تصور کرتی ہین۔ علاوہ اسکے وہ اسقدر نیکنام ہین کہ اونکی قوم کے کسی آدمی کے
ساتہہ مہربانی یا مہمان نوازی سے پیش نہ آنا بہت بُرا سمجہا جاتا ہے اگرچہ اس قوم کی انسانی
ہمدردی عام ہے لیکن اپنی ہی قوم والون کے ساتہہ اوسکو دوگنی ہمدردی ہوتی ہے
اگر اونکو معلوم ہو جاوے کہ قوم کا کوئی آدمی غلام کر لیا گیا ہے تو کل قوم ملکر اوسکو آزاد کر لیتی
ہے۔ چونکہ کہانے پینے کا سامان اونکے پاس ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اسلیے وہ اپنے
کسی آدمی کو بہوکا یا ننگا نہین رہنے دیتے جس طرح قوم کے اور لوگون کی خدمت
کیجاتی ہے اسیطرح بڈہون اندہون اور اپاہجون کے ساتہہ سلوک سے پیش آتے ہین
انکو کبہی غصہ نہین آتا۔ اور مین نے کبہی نہین سُنا کہ اونمین سے کسی ایک نے دوسرے
کی بُرائی کی ہو۔ انکا یہہ حلم اور تحمل اسوجہہ سے نہین ہے کہ اونمین دلیری اور بہادری کی
کمی ہے۔ نہین بلکہ افریقہ کی اور قومین جسقدر دلیر اور بہادر ہین اوسی قدر بہادر یہہ لوگ بہی

ہین۔ اور ہتہیار چلانے مین بڑے مشاق ہین۔ اونکے ہتہیارون مین چہوٹی تلوارین تیر او
کمان اور بعض دفعہ بندوقین ہوتی ہین .... یہہ قوم بڑی متشرع مسلمان ہے اور اوسکا
کوئی آدمی برانڈی یا پانی سے زیادہ کوئی تیز پینی کی چیز نہین پیتا۔"

لیکن عثمان دانفودیو نے فلاحین کے منتشر گروہون اور جرگون کو ملا کر ایک قوم
بنادیا اور اونمین مذہب کا جوش پیدا کرے جسکی وجہ سے آج تک تبلیغ اسلام مین اونکی کوششین
مشہور ہین اونکو ملک ہوسا کی بت پرست قومون سے لڑنے کے لیے لے گیا۔ اور ٹمبکتو
بورنو وغیرہ وغیرہ کے بادشاہونکو خطوط روانہ کیئے جن مین حکم تہا کہ یا تو اپنی اور اپنی رعایا
کی اصلاح کرین نہین تو خدا کی طرف سے انکو سزا دینے کے لیئے عثمان اونکے پاس آتا
ہے۔ غرض فلاحین ملک فتح کرتے ہوے جنوبی اور مغربی اطراف مین بڑہے اور ملک کے
ملک برباد کردیے۔ جو قوم مغلوب ہوئی اوسکو بجبر مسلمان کیا اور جو منتشر گروہ فتح ہوے اونکو
ملا کر ایک قومی انتظام مین ترتیب دیا۔ ان فتوحات کے بعد فلاحین نے سکوتو کا شہر تعمیر کیا
جو اسلامی حکومت کا دارالسلطنت قرار پایا۔ ۱۸۳۷ء مین کئی بت پرست عملداریون کو برباد
کرکے اونکی جگہہ اداموا کی عملداری قائم ہوی۔ یروبا کے ملک مین اویو کا شہر عثمان نے مسمار کردیا او
اوسکے قریب الورین کا شہر بنایا جسکے بازار بہت چوڑے تہے اور جسمین چوک اور مسجدین بہت
تہین۔ غرض فلاحین کی قوم ملک فتح کرتی ہوی مغرب کی طرف سمندر کے کنارے تک پہونچ گئی
اور ملک سنی گامبیا اور سودان مین جو چار اسلامی عملداریان آج تک قائم ہین وہ اس بات کی
دلیل ہین کہ عثمان دانفودیو نے تبلیغ اسلام مین کیسی ہمت صرف کی۔ عثمان نے اپنی قوم
کو فاتح قوم بنادیا اور سب سے بڑہکر یہہ کیا کہ اونمین اسلام کا ایسا جوش عقیدت پیدا کیا کہ عملی
جد وجہد کے لحاظ سے افریقہ کے اعیان اسلام مین فلاحین کو سب سے زیادہ تفوق حاصل
ہے اونکی تہذیب و تعلیم نے اونکو اس کام کے لیئے اور لائق اور قابل بنادیا۔ ملکی فتوحات سے
اسلام کو اسقدر ترقی نہین ہوئی جسقدر کہ ان فتوحات کے بعد امن و امان کے وسائل سے عوت

اسلام مین فلاحین کو کامیابی حاصل ہوئی۔

افریقہ کے اس حصہ مین اسلام کی تبلیغ اور ترقی زیادہ تر ایسے لوگون نے کی جنھون نے کافرون کو مسلمان کرنیکے لیے کبھی تلوار نہین اوٹھائی - یہہ ترقی صوفیہ کے بعض مشہور خاندانون کی وجہ سے ہوئی جنکا اثر شمالی افریقہ کے مسلمانون مین بہت ہے - موجودہ صدی مین ان ہی صوفیون کی کوششون سے مستم بالشان نتیجے پیدا ہوے ہین - اگرچہ اونکے کام کبھی مفصل تحریر نہین ہوے لیکن بعض اسلامی تحریکین دریافت ہوتی ہین جنکے یہہ بانی ہوئے -

صوفیہ کی طرف سے جسقدر دعوت اسلام کی تحریکین ہوئین اون مین سب سے قدیم تحریک کے بانی سی احمد ابن ادریس ہوے[۵۱] جنکو ۱۷۹۷ء سے ۱۸۳۳ء تک مکہ معظمہ مین اپنے علم وفضل کی وجہ سے بڑی شہرت رہی - اسوقت یہ بزرگ خاندان خضریہ کے سردار تھے ۱۸۳۵ء مین اونکا انتقال ہوا اور اس سے پہلے انھون نے اپنے ایک مرید محمد عثمان الامیر غنی کو دعوت اسلام کے لیئے افریقہ روانہ کیا - محمد عثمان بحر احمر عبور کرکے کسیر مین اترے اور یہان سے دریای نیل کی طرف روانہ ہوے وادی نیل تک اونکی صرف یہ کوشش رہی کہ مسلمانون کو خاندان خضریہ مین مرید کرین - لیکن جسوقت تک سمت شمال مین دریای نیل کے کنارے کنارے سفر کرکے وہ اسوان کے شہر تک نہین پہونچے تبلیغ مین اُن کو بخوبی کامیابی نہین ہوی - البتہ اسوان سے ڈنگولا تک اونکو نہایت کامیابی ہوی - نوبیہ کے لوگ بکثرت بیعت کرنیکے لیے دوڑے آئے عثمان کو بادشاہون کا سا شان وتجمل حاصل ہوگیا تھا جس سے اہل نوبیہ کے دل بہت متاثر ہوے اور اونکی کرامات کی شہرت نے ہزارون آدمیون کو اونکا مرید بنا دیا عثمان نے ڈنگولا پہونچکر کاردوفان جانے کے لیے وادی نیل کا سفر ترک کیا اور کاردوفان مین بہت عرصہ تک قیام کیا - بت پرستون کو مسلمان کرنا یہان سے شروع ہوا - کاردوفان اور سینار مین بہت سے فرقے ایسے تھے جو ابھی تک بت پرست تھے - لیکن محمد عثمان

[۵۱] رن صفحہ ۳۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۴ -

کے وعظ کا لوگون پر ایسا اثر ہوا کہ اونکو تبلیغ اسلام مین بڑی کامیابی ہوئی اور یہہ کامیابی
اس طریقہ سے اور دیرپا ہوگئی کہ محمد عثمان نے کاردوفان مین بہت سے نکاح کیئے اور
جو اولاد ہوئی اوسنے باپ کے انتقال (۱۸۵۳ع) کے بعد اشاعت کے لیئے وہی
کام جاری رکھے جو باپ نے شروع کیے تھے - محمد عثمان کی اولاد امیر غنیہ کے نام سے
مشہور ہوئی[۵۱]-

محمد عثمان کے سفر سے چند سال پہلے موجودہ خاندان مصر کے بانی محمد علی پاشا
کی فوجون نے مشرقی سوڈان مین فتوحات حاصل کین - اور گورنمنٹ مصر نے بعض صوفیہ
خاندانون کے مریدون کو اس جدید مفتوحہ ملک مین جانے کی ترغیب اس خیال سے دی
کہ اونکی کوشش سے ملک مین امن ہوجائیگا - ان لوگون کو اپنی محنت اور کوشش مین ایسی کامیابی
ہوئی کہ زمانہ حال مین جو ہنگامے مہدی کی وجہ سے سوڈان مین ہوے اُن کا سبب یہی
بیان کیا جاتا ہے کہ ان واعظین کی تلقین سے سوڈان کی رعایا کو ان ہنگامون کا
اشتعال ہوا[۵۲]-

افریقہ کے غربی اطراف مین سلسلہ قادریہ اور تجانیہ کی کوششون سے اسلام کی ترقی
ہوئی - قادریہ کو جو صوفیہ کے تمام سلسلون مین باعتبار اشاعت کے سب سے زیادہ دور
دور پھیلا ہوا ہے بارہوین صدی عیسوی مین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم
کیا تھا جنکو تمام اولیای عظام مین سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کے ساتھہ یاد کیا جاتا
ہے[۵۳] - پندرہوین صدی عیسوی مین اس خاندان کے مریدون نے جو صحرای اعظم مین
توات کے چشمون سے اوٹھکر مغربی افریقہ مین پہونچے تھے یہان سلسلۂ قادریہ کو رواج دیا
ولاتا کا شہر پہلا مقام تھا جہان یہہ لوگ جمع ہوے - لیکن کچھہ عرصہ کے بعد اس شہرت
قادریہ کی اولاد نکال دی گئی - اور اوسنے تمبکتو کے شہر مین پناہ لی جو ولاتا سے مشرق

---

۵۱ لی کیتیلیر (۱) صفحہ ۲۲-۲۴۳ ۵۲ لی کیتیلیر (۲) صفحہ ۸۹-۹۱ - ۵۳ رن صفحہ ۱۷۰

کی طرف تہا۔ موجودہ صدی کے شروع مین وہابیہ کی مذہبی تحریک نے جس سے اسلامی
دنیا پر بہت بڑا اثر ہوا صحرای اعظم اور مغربی سوڈان کے قادریون مین سخت مذہبی جوش
پیدا کیا اور زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا کہ قادریہ کے بڑے بڑے عالمون اور صوفیون کے
گروہ ملک سوڈان مین اور اُس سلسلہ کوہستان پر جو ساحل گنی کے متوازی چلا گیا ہے جابجا
نظر آنے لگے۔ بلکہ مغرب کی طرف یہہ لوگ اسقدر بڑہے کہ لائبیریا کی خود مختار سلطنت
مین پہونچ گئے۔ مولوی ملا۔ تعویذ لکہنے والے۔ کاتب یا معلم بنکر یہہ مسلمان بت پرستون
کے ملکون مین آئے جنہون نے اونکی خاطر مدارات کی اور وہ بت پرستون مین اسطرح جابجا
اباد ہوگئے گویا جدا جدا دائرون کے مرکز تہے جہان سے اسلامی اثر ہر طرف پہیلنا شروع
ہوا۔ بت پرستون مین یہہ مسلمان رفتہ رفتہ رسائی پیدا کرتے تہے اور ایک ایک دو دو آدمیون
کو مسلمان کر کے تہوڑے عرصہ مین نومسلمون کا معقول گروہ اکٹہا کر لیتے تہے۔ جو نومسلم
لائق ہوے اونکو ایسے شہرون مین تحصیل علم کے لیے روانہ کیا جاتا تہا جہان قادریہ کے لوگ
موجود ہون۔ فارغ التحصیل ہوکر یہہ نومسلم اپنے وطن کو واپس آتے تہے۔ اور اب وہ
اہل وطن کو مسلمان کرنے کے لیے بخوبی تیار ہوتے تہے۔ غرض بت پرستون اور
فیتش کے پوجنے والون مین ایسا خمیر ملا دیا گیا جو آہستہ آہستہ پہولنا شروع ہوا یعنی
اسلام کی اشاعت اونمین بتدریج ہونے لگی۔ موجودہ صدی کے وسط مین سوڈان کے مدرسون
اور مکتبون مین فرقہ قادریہ کے معلم و مدرس مقرر ہوتے تہے اور یہہ ہی قادریہ کا خاندان تہا
جس نے بت پرستون مین تبلیغ اسلام کا نہایت باقاعدہ انتظام جاری کیا جسمین مذہب کی
اشاعت ہمیشہ امن کے طریقون سے ہوئی۔ قادریہ نے نیک زندگی کی عمدہ مثالون اور
وعظ و نصیحت پر اپنی کوششون کا دارمدار رکہا۔ شاگرد پر اوستاد کے اثر کو اور تعلیم دین کی
اشاعت کو اپنے کام مین زیادہ معاون و مددگار سمجہا[۱] ان لوگون نے اپنے مرشد کی نصیحتون

---

[۱] لی کیتلئیر (۲) صفحہ ۱۰۰ - ۱۰۹ -

کی ہمیشہ تعمیل کی اور جو بات اس خاندان کی مشہور تھی اوسکو برقرار رکھا۔ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت تھی کہ ہمسایہ سے محبت اور سلوک اور تحمل سے پیش آنا چاہیئے شاہ صاحب کو اکثر بادشاہ اور امیر نذرین بھیجتے تھے لیکن اونکی سخاوت اونکو ہمیشہ مفلس رکھتی تھی۔ شاہ صاحب کے ملفوظات یا معقولات مین کوئی قول ایسا نہین ملتا جسمین عیسائیون سے بغض یا عداوت رکھنا بتایا گیا ہو۔ بلکہ جہان کہین انہون نے اہل کتاب کا ذکر کیا ہے وہان اونکی غلطیون پر افسوس ظاہر کیا ہے اور خدا سے دعا کی ہے کہ وہ راہ راست پر آئین۔ غرض یہہ صلح کل اصول تھے جنکو شاہ صاحب اپنے ارادتمندون مین پیدا کر گئے اور قادریہ کے لوگون کو ہمیشہ ان اصولون کا پابند دیکھا گیا ہے[۱]۔

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین تجانیہ کا صوفیہ خاندان الجزیرہ مین قائم ہوا۔ موجودہ صدی کے وسط سے اس خاندان کے مرید سودان مین آباد ہوئے اور تبلیغ اسلام کے لیے اونہون نے وہی طریقے اختیار کیے ہین جو خاندان قادریہ کے ہین۔ تجانیہ کے مدارس سے اسلام کی اشاعت مین بڑی مدد پہونچی لیکن قادریہ کی طرح تجانیہ نے بزور شمشیر اسلام پھیلانے سے اجتناب نہین کیا۔ اور افسوس ہے کہ اون کے جہادون کی شہرت نے تبلیغ کے ایسے واقعات کو جو مغربی افریقہ مین امن کے طریقون سے پیش آئے تاریکی مین ڈال دیا ہے حالانکہ تجانیہ کے لوگ جنہون نے امن و امان کے وسائل سے اپنے مذہب کو شائع کیا تبلیغ اسلام مین اون مجاہدون سے زیادہ کامیاب ہوئے جنہون نے لڑکر چھوٹی چھوٹی عملداریان قائم کین اور جن مین اونکے خاندان کچھہ دنون بادشاہی کر گئے۔ ان جہادون کے حالات لکھنے کی طرف اہل یورپ کو خاص کر ایسی صورت مین توجہ کرنے کی قدرتاً ضرورت ہوی جبکہ اونکی تجارت یا ملک گیری کے منصوبون مین ان جہادون سے خلل پڑا۔ اور مسلمان واعظون و معلمون کے حالات تحریر کرنے کی جگہہ کہ کس طرح سہولت کے ساتھہ انہون نے اسلام کو ترقی دی اہل یورپ

[۱] ایضاً صفحہ ۱۷۴۔

اسلامی لڑائیون کی سرگذشت لکہنے کا زیادہ شوق رہا۔ اسمین شک نہین کہ یہہ لڑائیان اسلام کی اشاعت مین ایک طرح مفید بہی ثابت ہوئین۔ اور اشاعت مذہب کے لیے انکا مفید ہونا کچہہ اسلام ہی کے ساتہہ مخصوص نہین ہے بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت مین بہی ایسی لڑائیون نے اکثر اسطرح نفع پہونچایا ہے کہ ملک کے فتح ہونے کے بعد داعیان مذہب کے لیے رستہ کہل گیا تاکہ غیر قومون مین وہ اپنے مذہب کو پہیلائین اور اپنے ہم مذہبون کو بتائین کہ ابہی ایسے ملک موجود ہین جہان کے باشندون کو راہ راست پر لانا باقی ہے۔

تجانیہ کی پہلی تحریک جسمین لڑائی اور اسلام کی اشاعت شامل ہوی عمر الحاجی نے پیدا کی یہہ شخص مکہ معظمہ مین تجانیہ خاندان کے ایک بزرگ سے ملا اور اس خاندان مین مرید ہو گیا۔ عمر الحاجی فتہ تورد کا رہنے والا تہا اور معلوم ہوتا ہے اوسکے پاس بہت دولت تہی۔ اپنے ملک مین وہ رسوخ رکہتا تہا اور اوسکی صورت بہت بارعب تہی۔ عرب کے ایک عالم نے اوسکو تعلیم و تربیت کیا تہا اور کئی برس تک اس عالم سے اوسنے عربی زبان سکہی تہی ۱۸۴۵ء یا ۱۸۵۵ء مین جسوقت عمر الحاجی بیت اللہ سے تین حج کر کے سوڈان کو واپس آیا تو اُسنے اپنے غلامون کو مسلح کیا اور بیس ہزار آدمیون کا لشکر جمع کر کے اشاعت اسلام کیلیے ان قومون کے خلاف معرکے شروع کیے جو دریاے ناگر اور سنیگال کے بالائی ملکون مین ابتک بت پرست چلی جاتی تہین۔

مغربی سوڈان مین اسلام کے پہلنے کا کسی قدر حال اوپر لکہہ آئے ہین۔ یہان عبد اللہ ابن یسین نے اور اوسکے ساتہیون نے اسلام کا جو تخم بویا تہا وہ مسلمان تاجرون اور معلمون اور چشمہ الحوض کے عربون کی آمد و رفت اور تاثیر سے پہوٹ نکلا۔ پندرہوین صدی عیسوی کے ایک سیاح نے لکہا ہے کہ عربون نے زنگی سردارون کو مسلمان کرنے مین کس طرح کی کوشش کی۔ اہل عرب نے ان سردارون سے کہا کہ بغیر خدا کی شریعت کو مانے ہوے عوام الناس کی طرح جو کسی دین و آئین کے پابند نہین زندہ رہنا اونکے لیے

بڑی شرم کی بات ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم دعاۃ اسلام نے مذہب
اسلام اور اسلامی طریقون کے رعب وداب سے افریقہ کے غیر مہذب وحشیون کے دلپر
کیا اثر کیا تھا[51]۔ لیکن باوجودیکہ ان زنگی قومون مین مسلمان صدہا برس سے موجود تھے مگر انیسوین
صدی مین عمرالحاجی کو معلوم ہوا کہ اوسکے ملک کے بہت لوگ ابھی تک اپنے بت پرست
بزرگونکی طرح کفر اور گمراہی مین مبتلا ہین۔ عمر نے اول بمبک کی ماندن گو قوم پر حملہ کیا اور
اوسکے بعد دریاے سنیگال کے بالائی ملک مین پہونچکر سیگو سے بت پرستی کو خارج کیا۔
سیگو مین بمبارا کی قوم ابتک بُت پرست تھی۔ عمر نے یہان کی بعض اسلامی ریاستون کی
بھی اصلاح کی جن مین بت پرستی کے خیالات ابھی تک رائج تھے۔ عمر نے سیگو اور موسینا
مین قیام کیا اور بمبارا کی قوم کو مغلوب کرکے مسلمان کیا اور اکثر موقعون پر اسلام کی بجبر
اشاعت کی۔ سنہ ۱۸۶۴ء مین عمرالحاجی مارا گیا اور اوسکے بیٹے بالائی سنیگال اور نائیگر کے
وسط مین تمام ملک پر جو اونکے باپ نے فتح کیا تھا مسلط رہے[52]۔

عمرالحاجی کے کئی جانشینون نے بھی جو اوسکے خاندان یا معتقدین مین سے تھے
اسلام کو اسی طرح ترقی دی جس طرح اونکے سردار یعنی عمر نے فرقہ تجانیہ کو جہاد پر آمادہ کرکے
مذہب کو پھیلایا تھا۔ لیکن ان جانشینون کے زمانہ مین جو چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین اونکے
حالات بہت کم دریافت ہوتے ہین یا جسقدر دریافت ہوتے ہین وہ کافی نہین کیونکہ عمرالحاجی
کی سلطنت اوسکے مرنے کے بعد چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستون مین تقسیم ہوگئی۔ البتہ زمانہ
حال مین اشاعت اسلام کی ایک اور تحریک جسمین جہاد سے کام لیا گیا اور جسکا بانی قوم
ماندنگو کا ایک سردار ہے جسکو امام صمد کہتے ہین ایسی پیدا ہوئی جسکے حالات مفصل لکھے
گئے ہین صمد نے مسلمانون کا ایک لشکر جمع کیا اور خود اوسکا سردار بنا اور بت پرستون کی
کئی جنگجو اور بہادر قومون کو اپنا مطیع بنا لیا سنہ ۱۸۸۴ء مین صمد نے فلابا کو کئی مہینے کے

---

[51] سفرنامہ میرالوسیی داکادا موستو (سنہ ۱۴۵۵ء) - راموسیو توم ا صفحہ ۱۰۱ - [52] اوبل صفحہ ۲۹۲-۲۹۳ - بلیدن صفحہ ۱۰ -

سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا جو ملک سلیمان کا دار السلطنت تہا اور یہہ بالیون سے مشرق مین ۵۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ فلا باک باشندے فلاحین افریقہ کے حملون کا جو ہر سال اونکو فتح کرنیکے لیے یورش کیا کرتے تہے پچاس برس تک بخوبی جواب دیتے رہے۔ لیکن اب صمد نے اونکو فتح کرلیا۔ امام صمد کی حالات ایک عہد نویس مؤرخ نے عربی زبان مین لکہے ہین جن سے صمد کی بعض فتوحات کا مفصل حال دریافت ہوتا ہے۔ یہہ مؤرخ لکہتا ہے کہ "امام احمد الصمد مانڈنگو کے جہاد کے یہہ حالات ہین۔ . . . . . جب سے امام صمد نے بت پرست قومون مین جو سمندر اور ملک اسولو کے وسط مین رہتی ہین اس غرض سے جانا شروع کیا کہ اونکو خدا کے دین یعنی اسلام کی طرف دعوت دے تو خدا اوسکا ہمیشہ مددگار رہا"۔

"جو اسکو پڑہین اُن سکو معلوم ہو کہ امام صمد کی اول کوشش ایک شہر پر صرف ہوی جسکا نام فلندیہ تہا۔ صمد نے قرآن اور شریعت اور احادیث کے مطابق فلندیہ کے بادشاہ سندیدو کے پاس اس پیغام سے قاصد روانہ کیئے کہ سندیدو امام صمد کی اطاعت قبول کرے اور بتون کو پوجنا ترک کرے اور ایک خدا برحق پر ایمان لائے جو بزرگ ہے اور برتر۔ جسکی عبادت اوسکے بندون کے لیئے اس زندگی مین اور آنے والی زندگی مین مفید ہے۔ لیکن فلندیہ کے بت پرستون نے اطاعت سے انکار کیا اسپر صمد نے قرآن کے حکم کے مطابق اون پر جزیہ مقرر کیا لیکن اُنہون نے اپنے اندہے اور بہرے پن سے ان باتون کو نہ مانا۔ تب امام نے ایک مختصر لشکر پانچ سو آدمیون کا جو بہادر اور دلیر تہے جہاد کے واسطے جمع کیا اور فلندیہ پر حملہ کیا۔ بت پرستون کے خلاف خدا نے امام کی مدد کی۔ اور اوسکو اون پر فتح دی۔ اور امام نے اپنے گہوڑون سے اونکا تعاقب کیا یہان تک کہ وہ مطیع ہوے۔ اب وہ بت پرستی کی طرف نہین لوٹ سکتے کیونکہ اُنکے سب بچے مکتبون مین قرآن پڑہتے ہین اور علم دین اونکو سکہایا جاتا ہے"۔

امام صمد نے اسی طریقہ سے اور کئی بت پرست ریاستون کو اسلامی معلمون اور واعظون کی مدد سے مسلمان کر لیا۔ اور احکام قرآن کی پابندی اونکو سکہائی۔ اب جو شہر فتح ہو کر یا اپنی خوشی سے اوسکا مطیع ہو جاتا ہے اوسمین امام صمد ایک مسجد بنوا دیتا ہے اور چند اسلامی مدارس جن مین لائق معلم مقرر ہوتے ہین جاری کر دیے جاتے ہین۔ اگرچہ امام ایک بڑے لشکر کا سردار ہے لیکن وہ قرآن پاک اور مدارس اسلامیہ کی تعلیم و تربیت پر بہ نسبت تلوار کے زیادہ بہروسا کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اوسکو ایسی قدرت حاصل ہے کہ جب بت پرست قوم کو وہ اسلام پر دعوت دیتا ہے وہ بغیر کشت و خون کے مسلمان ہو جاتی ہین۔[۱]

لیکن ان اسلامی تحریکون کی نسبت جن مین جنگ و جدل سے کام لیا گیا یہ بات یاد رکہنی چاہیے کہ ملکی فتوحات اور لڑائیون سے اس ملک مین اسلام کی ترقی زیادہ نہین ہوئی کیونکہ یہہ لکہا گیا ہے کہ عمر الحاجی کی سلطنت کے جو حصے اوسکے جانشینون کے قبضہ و تصرف مین رہے اونکی حدود سے باہر جہان کہین عمر نے لوگون کو زبردستی مسلمان کیا تہا وہ کچہہ دنون بعد مسلمان نہ رہے اور باوجودیکہ عمر کی فوجون مین بہت جوش و خروش تہا اور اوسکی فتوحات نے بہت شان و شوکت دکہائی تہی جو عارضی ثابت ہوی لیکن اب ایسی اسلامی تحریکون کے نشان بہت کم باقی ہین جن مین جنگ و پیکار کے طریقے اشاعت مذہب کے لیے اختیار کیے گئے۔[۲] مغربی افریقہ کی اسلامی تاریخ مین یہہ لڑائیان اس وجہ سے قابل وقعت ہین کہ مذہبی جوش اونہون نے پیدا کر دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ داعیان اسلام نے امن و امان کے طریقون سے بت پرستون مین بہت وسعت کے ساتہہ اسلام کو شایع کیا۔ ان جہادون کو اگر بنظر غور دیکہا جاوے تو موجودہ ترقی اسلام کی تاریخ مین اونکا واقع ہونا محض اتفاقی ہے۔ اور اونکا شمار ہرگز اون وسائل اور قوتون مین نہین ہے جن سے فی الحقیقت افریقہ مین اسلام کی اشاعت ہوی۔ اگر بالفرض کسی قوم نے ان جہادون کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا تو بہی جبتک

[۱] بلیان ... صفحہ ۳۶۰۔ ۳۶۰۔ [۲] لی کیتلیر۔ (۲) صفحہ ۱۱۲۔

دعاۃ اسلام اس قوم کی تعلیم و تہذیب کے لیئے ساعی نہ ہوے اوسکا مسلمان ہونا نہونا برابر تہا بغیر اسکے ناممکن تہا کہ کوئی جماعت ایسی پیدا ہوسکتی جسکو صحیح طور پر مسلمان کہہ سکتے غرض اس تحریک سے اسلام کی اشاعت ملک گنی اور سنیگامبیا کے اکثر حصون مین ہو گئی جہان فلاحین اور ملک ہوسا کے مسلمان تاجر آمد و رفت رکہتے تہے اور لوگون مین اسلام کی تبلیغ کرتے تہے موجودہ صدی مین ان مسلمانون سے گنی اور سنی گامبیا کے بت پرستون کو مسلمان کر لیا ہے۔

اب جس اسلامی فرقہ کے کامون کا ہم ذکر کرتے ہین اوسکو مذہب اسلام کی خدمت کے لیئے سوائے امن و امان کے وسائل اور تعلیم و تلقین کے طریقون کے کبہی جنگ و پیکار سے کسی طرح کا تعلق نہین ہا۔ ۱۸۳۷ء مین الجزائر کے ایک قاضی نے جسکا نام سیدی محمد ابن علی السنوسی تہا فرقہ سنوسیہ کو قائم کیا جسکی غرض یہہ تہی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو اور اسلام کی اشاعت کی جاوے۔ سیدی محمد ابن علی جنہون نے ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا اور محض اپنی لیاقت کے زور سے بغیر کسی کا خون بہائے وہ ایک ایسی سلطنت کے بانی ہوے جسکا انتظام خدا کے ہاتہہ مین ہے اور جسکی رعایا دل سے اوسکی خدمتگزار ہے اور جسکی وسعت قلمرو کو اونکے جانشین برابر ترقی دے رہے ہین۔ فرقہ سنوسیہ پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین اور اونکی پابندی مین سر مو فرق نہو۔ صرف خدای وحدہ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون اور درویشون کی بیجا تعظیم اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کرین۔ قہوہ اور تمباکو نہ پیئنے اور یہودیون اور عیسائیون سے کسی طرح کی رسم پیدا نہ کرنے کا اونکو حکم ملا۔ اور ہر شخص پر فرض تہا کہ گو وہ ہمیشہ اس فرقہ کی خدمت مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نہ رہ سکے جسکے ساتہہ اہل یورپ کے اثر سے بچنا بہی ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت کے فائدے کے لیئے دیا کرے۔ سنوسیہ کا فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکون مین پہیلا ہوا ہے۔ اور اوسکی خانقاہین

مصر سے لیکر موراکو تک بلکہ صحرای اعظم اور سوڈان کے شاداب قطعات مین بہی جابجا موجود ہین - جغبوب کا گاؤن جو مصر اور طرابلس کے درمیان صحراے لبیان مین واقع ہے فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام ہے - یہان سے ہر سال صدہا مسلمان تعلیم و تربیت پاکر اسلام پر وعظ و تلقین کے لیے شمالی افریقہ کے ملکون مین بہیجے جاتے ہین - سنوسیہ کی تمام شاخین (جنکی تعداد ۱۲۱ ہے) خانقاہ جغبوب سے اپنی فرقہ کے انتظام کے لیے صلاح و مشورہ حاصل کرتی ہین جنمین صدہا مختلف قومین اور گروہ جنکے ملک ایک دوسرے سے فاصلہ دراز پر واقع ہین شامل ہین - سنوسیہ کو اپنے کام مین بدرجۂ غایت کامیابی ہوئی ہے اوسکی خانقاہین تو شمالی افریقہ مین مصر سے موراکو و سوڈان سینیگامبیا اور [illegible] تک موجود ہین لیکن اوسکے لوگ بہی عرب عراق اور مجمع الجزائر ملایا مین نظر آتے ہین - اگرچہ سنوسیہ کا مقصد فرض یہہ ہی تہا کہ مسلمانون مین اونکے مذہب کی اصلاح کرین لیکن اشاعت مین بہی اس فرقہ کو معتدبہ کامیابی ہوئی - افریقہ کی اکثر قومین مین جو بت پرست یا برائے نام مسلمان ہین جسوقت سنوسیہ کے لوگ پہونچے تو یہہ سب قومین اسلام کی نہایت پابند ہوگئین - داعیان سنوسیہ آجکل اس جستجو مین ہین کہ بالی قوم کے اس حصہ کو جو ابتک بت پرست ہے اور بونو کے مشرق مین [illegible] کے کوہستان مین [illegible] ہے کسی طرح مسلمان کرلین - بالی قوم کے ایسے حصون مین جنکے لوگون مین اسلام کا علم بہت ادنی تہا اور وہ برائے نام مسلمان تہے سنوسیہ نے ایسا [illegible] مذہب پیدا کردیا ہے جیسا خود اونمین موجود ہے[۵] - صحرا مین [illegible] کے جنوب کی طرف تو با تیبستی کی رہنے والی قوم جسکا نام تیدا ہے اور جو پہلے برائے نام مسلمان تہی سنوسیہ کے پہونچتے ہی متشرع مسلمان ہوگئی - اور ابتک سنوسیہ کی [illegible] کی [illegible] سنوسیہ کے دعاۃ اسلام گالا کے ملک مین بہی اشاعت مذہب کرتے ہین [illegible] بہت قوت ہے بلکہ امیر ہرار کے دربار مین

[illegible] سنوسیہ [illegible] [۵] [illegible] سوڈان دوسری جلد صفحہ [illegible] [illegible] دو ویرئیے صفحہ ۲۴ -

جس قدر سردار ہین سب سنوسیہ خاندان کے مرید ہین[1] ہر سال نئے لوگ اسلام کی ترقی کے
لیئے گالا کے ملک مین جاتے ہین - مذہب کے پہیلانیکے لیئے یہہ لوگ مدرسے کہولتے
ہین اور صحرا کے شاداب مقامات پر بستیان آباد کر دیتے ہین - غلامون کو خرید کر وہ مسلمان
کر لیتے ہین خاص کر وادی کی قومون مین انہون نے اس طریقے سے مسلمانون کی تعداد
بہت بڑہائی ہے - جغبوب مین ان غلامون کو تعلیم و تربیت دی جاتی ہے اور جب وہ
سنوسیہ کی تمام باتون سے واقف ہو جاتے ہین تو آزاد کر کے وطن کو بہیج دیئے جاتے ہین
تاکہ اپنے بہائی بندون کو مسلمان کرین[2] -

سوڈان کی بت پرست قومون مین مسلمانون کی کوششون کے حالات جو بیان
ہوئے اگرچہ کم ہین لیکن جسقدر ہین اونکی قیمت اسلیئے زیادہ ہے کہ سوڈان مین اشاعت
اسلام کے حالات کا پتہ بہت کم چلتا ہے اگرچہ تاریخی دستاویزون سے کوئی شہادت
ہم تک نہین پہونچتی لیکن بت پرست قومون مین جو مسلمان بہتر مذہب اور بہتر تہذیب کے
رکہنے والے موجود ہین وہ داعیان اسلام کی کوششون کی زندہ شہادت ہین - سوڈان
کے جنوب مغرب مین جہانتک اسلام پہیل چکا ہے وہان کی مسلمان اور غیر مسلمان قومون
مین بڑا فرق نظر آتا ہے کہ بت پرستونکی اخلاقی حالت اہل یورپ کی شراب فروشی سے کس
درجہ خراب ہوئی ہے - اس زمانہ کے ایک سیاح[3] نے ان قومون کی خراب حالت کے
ذکر مین جو دریائی نائگر کے دہانے کی طرف آباد ہین لکہا ہے کہ جب دریائی نائگر پر ہماری
دخانی کشتی چڑہا دی جاتی تہی تو دو سو میل تک کوئی چیز ایسی نظر نہین آتی جو میرے خیالات
مین کسی طرح کی تبدیلی پیدا کرتی - کیونکہ بت پرستی کے ساتھ مردم خواری اور غلامی کی
تجارت خوب رونق پر تہی - لیکن جب ساحل کا نشیبی ملک پیچہے رہ گیا اور مین وسط سوڈان

[1] پولتشی صفحہ ۲۱۴ - [2] دوویریر - لاکونفریری مسلمان دے سیدی محمد بن علی السنوسی (پیرس ۱۸۸۶ء)
لوئی رِن صفحہ ۱۴۸ و ۱۳۵ - [3] جوزف ٹامسن (۲) صفحہ ۱۰۵

کی شمالی سرحد کے قریب پہونچا تو لوگونکی صورت اور شعار مین مجھکو ترقی معلوم ہوئی دم خوار
موقوف ہوتے ہی بت پرستی بھی رخصت ہوئی۔ شراب کی تجارت بھی کم ہوگئی اور لوگون
کے بدن پر کپڑے زیادہ اور صاف نظر آنے لگے اور صورتون مین ایسی متانت پائی
گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اخلاقی ترقی شروع ہوگئی ہے اور ہر ایک چیز سے ظاہر تھا
کہ ضرور کوئی خاص بات ہے جس نے ان حبشیون کی طبیعت پر قدرت پاکر اونکا قلب
ماہیت کردیا ہے تمکو تعجب ہوگا کہ یہہ خاص بات دین اسلام ہے"

"لکوجا سے گذر کر دریاے بینوئی اور نائگر کے سنگم پر ہم اُن مقامون سے نکل آئے
جو داعیان اسلام کے گویا مورچے تھے۔ اور وسط سوڈان مین داخل ہوے۔ یہان پہونچکر معلوم
ہوتا تھا کہ ملک کی گورنمنٹ اچھی ہے اور ہوشیار سوداگر اوسمین موجود ہین جو عمدہ قسم کے
کپڑے بُنتے ہین یا پیتل اور چمڑے کا کام کرتے ہین اور تہذیب و شایستگی کے میدان
مین ترقی کرچکے ہین"

نائگریشیا مین اسلام کی اشاعت کا صحیح اندازہ کرنے کے لیئے ایک بات یہہ بھی یاد رکھنی
چاہیے کہ مغربی ساحل اور دعوت اسلام کی جنوبی سرحد[1] کے برابر برابر تو داعیان اسلام دعوت
دے ہی جاتے ہین مگر اونکی کوششون کے لیئے شمال و مشرق کے ملکون مین بھی جو دور تک
پھیلے ہوے ہین بہت میدان کھلا ہے۔ اگرچہ ان ملکون مین اسلام کو رائج ہوے مدت
ہوئی لیکن تبلیغ اسلام کے لیئے ابھی یہان کام باقی ہے۔ قوم فنج جو سینار کی سب سے
[illegible] زنگی قومون سے ہے اوسکے بعض حصے ایسے ہین کہ کچھہ لوگ اوسکے مسلمان
[illegible] نام مسلمان ہی [illegible]۔ چنانچہ نوبیہ کے مسلمان سوداگران بت پرستون کو مسلمان
[illegible] کوششون کی [illegible] ڈان اور سنیگامبیا کی آبادی مین سے ایسے فرقون کا شمار
[illegible] ہین [illegible] کے عقائد اور طریقے ابتک جاری ہین یا جن مین اسلام

[1] [illegible] ناتھگل [illegible] صفحہ ۳۰۳۔

کی پابندی خفیف ہے گو صدہا برس سے مسلمان ان لوگون کے قریب آباد ہین اور یہہ ہی وجہ ہے کہ موجودہ صدی مین سوڈان اور سنیگابیا کے داعیان اسلام کو مسلمانون کی اصلاح یا تبلیغ کے لیئے زیادہ دور نہین جانا پڑا - پس افریقہ کی تاریخ تبلیغ مین اصلاح مذہب کی تحریکون کا ذکر اور شعار اسلام کے زندہ ہونے کا حال ہمکو قابل غور نظر آیا اور ہم نے ناظرین کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا -

دعاۃ اسلام کی کوششون کا دوسرا منظر مغربی ساحل افریقہ ہے - باوجودیکہ ساحل گنی اور سیرالیون اور ملک لائبیریا مین اسلام کو بہت ترقی ہو چکی تھی بلکہ لائبیریا مین مسلمانون کی تعداد بت پرستون سے زائد تھی مگر افریقہ کے مغربی ساحل پر اسلام کو ایسی قومون سے واسطہ ہوا جو ابھی تک مسلمان نہین ہوئی تہین - اشانٹی مین جو مغربی ساحل افریقہ کا ملک ہے سنہ ۱۷۵۰ء سے کچھہ مسلمان موجود تھے اور اوس زمانہ سے آجتک اس ملک مین مسلمانون نے دعوت اسلام مین ایسی کوشش کی کہ آہستہ لیکن ہمیشہ حکمی کامیابی انکو حاصل ہوئی[۵۱] - اسکا سبب یہہ ہی ہے کہ اشانٹی کے باشندے مسلمانون کی خاطر و مدارات کرتی ہین اور بادشاہ اشانٹی کے دربار مین انکو بڑا دخل ہو جاتا ہے - داعیان اسلام نے یہان اسلامی مدارس جاری کیئے ہین جو بت پرستون کی اولاد کو اسلام کی طرف رجوع کرتے ہین - اشانٹی مین ایسی علامتین ظاہر ہو چکی ہین کہ مذہب اسلام یہان کے اور تمام مذہبون پر غالب آجائیگا کیونکہ اشانٹی کے اکثر سردارون نے اسلام قبول کر لیا ہے[۵۲] - داہومی اور گولڈ کوسٹ پر دعوت اسلام روز افزون ترقی پر ہے ان ملکون کے بت پرست سردار اگر ظاہر مین اسلام قبول نہین کرتے تو وہ داعیان اسلام کے اثر کو ضرور گوارا کر لیتے ہین اور اس طرح مسلمانون کو مدد مل جاتی ہے کہ عوام الناس مین وہ اسلام کی اشاعت کرین[۵۳] - مغربی ساحل افریقہ پر داہومی اور اشانٹی دو بڑی عملداریان ہین جنکے فرمانروا بت پرست ہین لیکن اونکا مسلمان ہو جانا

---

[۵۱] دیلفا - دوسرا حصہ صفحہ ۲۵ [۵۲] سامن صفحہ ۸۹ - [۵۳] بیری لوج صفحہ ۲۵۶ -

اب تو یہ دن کی بات سمجھی جاتی ہے[۵۱] لاگوس کے شہر مین تقریباً دس ہزار مسلمان ہین
اور مغربی ساحل کے اُن شہرون مین جہان تجارت بہت ہوتی ہے ایسے مسلمان بہی آباد ہین
جو اعلی درجہ کی زنگی قومون سے ہین - مثلاً یہہ لوگ فلاحین ماندنگو اور ہوسا کی قومون کے
لوگ ہین اور اونکا مذہب اسلام ہے - جب یہہ زنگی مسلمان تجارت کے لیئے یا اس غرض
سے کہ یورپ والون کی فوجون مین بہرتی ہون مغربی ساحل افریقیہ کے شہرون مین آتے
ہین تو یہان کے بت پرستون پر اونکی صورت اور لیاقت کا اثر پیدا ہوتا ہے - اور وہ دیکہتے
ہین کہ یورپین گورنر اور حکام اور تاجر مسلمانون کی بہت عزت اور توقیر کرتے ہین - یہہ زنگی
مسلمان قومی اعتبار سے یا شکل اور لباس مین ایسا فرق نہین رکہتے کہ بت پرستون کو اونکی
برادری مین شامل ہونا غیر ممکن معلوم ہو - علاوہ اسکے یہہ زنگی مسلمان بت پرستون کو
سمجہاتے رہتے ہین کہ اگر ہمارے شریک بننا چاہتے ہو تو پہلے مسلمان ہو جاؤ[۵۲] -
جسوقت کوئی بت پرست خواہ وہ کیسی ہی کم درجہ کا اور ذلیل حالت کا آدمی ہو مسلمان ہونے
کی نیت ظاہر کرتا ہے تو مسلمان فوراً اوسکو اپنی برادری مین شامل کرتے ہین اور اوسکو اپنے
برابر کا آدمی سمجہتے ہین اور یہہ برابر کا درجہ اسطرح دیا جاتا ہے کہ کسی کو اوسکے دینے مین حسد
یا رشک نہین ہوتا بلکہ جن مسلمانون کو دعوت اسلام کا شوق اور جوش ہوتا ہے وہ نومسلم کو یہہ
عزت نہایت خوشی سے دیتے ہین دریای سینیگال کے دہانہ سے لاگوس کے بندرگاہ
تک جسمین دو ہزار میل کا فاصلہ ہے کوئی بڑا شہر لب سمندر ایسا نہین ہے جسمین کم از کم
ایک مسجد نہ ہو اور جہان داعیان اسلام بڑے جوش و خروش سے تبلیغ مین مصروف نہ ہون
بلکہ بعض صورتون مین ایک ہی جگہہ مسلمان اور پادری اپنے اپنے مذہب کی اشاعت
مین کوشش کرتے ہین[۵۳] -

مصنفون نے بالاتفاق کوئی فیصلہ ابتک اس امر کے متعلق نہین ظاہر کیا ہے

---

[۵۱] بلیدن صفحہ ۲۵ [۵۲] ساہمن صفحہ ۸۸ [۵۳] بلیدن صفحہ ۲۰۲ -

کہ جغرافیہ کے اعتبار سے افریقہ مین تبلیغ اسلام کی حدود کہانتک قائم کیجاوین[۵۱]۔ اتکل سے یہہ کہہ سکتے ہین کہ خط استوا سے شمال مین دس درجہ کا عرض بلد تبلیغ اسلام کی جنوبی حد ہے گو اس عرض بلد سے شمال کے اطراف مین بعض قومین ابہی تک بت پرست ہین[۵۲]۔ ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ مغربی ساحل پر اور دریاے نائگر کے دہانے کے قریب جو ملک ہین اون مین مدت ہوی کہ اسلام اس جنوبی حد سے گذر کر شائع ہو چکا ہے۔ لیکن سوا ملک کے ایسے حصون کے جنکا ہم آگے ذکر کرین گے وسط افریقہ مین اسلام کا اثر ابہی تک کم ہے۔ اسمین شبہہ نہین کہ وسط افریقہ مین مسلمان اکثر نظر آتے ہین خاص کرکے عرب تاجر جو زنجبار سے یہان پہونچے ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان عربون مین تبلیغ اسلام کا شوق یا تو کم ہے یا بالکل نہین کیونکہ اونہون نے ملک سوڈان کی مثل اسیی اسلامی ریاستین جو احکام قرآن کے بموجب جاری ہوکر اوسکی پابند ہوتین وسط افریقہ مین قائم نہین کین مشرقی ساحل افریقہ مین اسلام کا اثر دوسری صدی عیسوی سے موجود ہے لیکن افریقہ کے اطراف مشرق مین مسلمانون سے کوئی ایسا کارنمایان نہین ہوا جسکو دعوت اسلام کی تاریخ مین جگہہ ملتی۔

مشرقی ساحل افریقہ پر اہل عرب کی آباد ہونیکی حالات کم دریافت ہوتے ہین سنہ ۱۵۰۵ء مین جب پرتگیزون کے سردار دون فرانسسکو دالمیدا نے کلوا یا کا شہر فتح کیا تو ایک تاریخ عربی زبان مین لکہی ہوی اوسکو ملی۔ اس تاریخ مین بیان ہے کہ "اول مسلمان جو اس ساحل پر آباد ہوے وہ چند عرب تہے جنہون نے ایک شخص زید کے باطل مذہب کو تسلیم کیا تہا۔ اور اسکی وجہ سے وہ جلاوطن کردیے گئے تہے۔ زید رسول اللہ صلعم کے خاندان سے تہے[۵۳]"۔ جس زید کا یہان ذکر ہے اوس سے غالبًا زید ابن علی علیہ السلام مراد ہے جو حضرت

[۵۱] افریقہ کی نقشہ مین جو نقطون کا خط اسلام کی جنوبی حد قائم کرنیکے لیئے کہینچا گیا ہی اوسکے لئی ڈاکٹر اوسکار بہمان صاحب کا مین مشکور ہون یہ صاحب مشرقی افریقہ جرمنی کی مشہور و معروف محقق ہین۔ [۵۲] اول صفحہ ۲۹-۲۹۷۔ [۵۳] یہہ شہر ایک جزیرہ مین ہے جو زنجبار سے جنوب کی طرف دو درجہ ہٹا ہوا ہے [۵۴] دے بارس صفحہ ۲۱۱۔

امام حسین کے پوتے تھے اور خلیفہ ہشام کے عہد مین انہون نے امام مہدی ہونے کا دعوی کر کے اہل تشیع کو بغاوت پر آمادہ کیا تہا۔ سنہ ۱۲۲ھ مین خلیفہ ہشام کے عہد مین اونکو شکست ہوی اور مارے گئے[۱]

یہہ عرب افریقیہ کی بت پرست قومون سے ہمیشہ خائف رہے لیکن مشرقی ساحل پر انہون نے اپنی آبادی کو رفتہ رفتہ ترقی دی یہان تک کہ اہل عرب کا ایک اور گروہ اونمین شامل ہوا۔ یہہ گروہ خلیج فارس سے عرب کے ساحل اور جزیرہ بحرین کے قریب سے تین جہازون مین بیٹھکر یہان آیا تہا۔ سات بہائی اس گروہ کے سردار تھے اور عرب سے نکلنے کی یہ وجہ ہوئی تہی کہ شہر الحسا کے بادشاہ نے جسکی سلطنت ان عربون کے وطن کے قریب تھی ان پر ظلم کیئے تھے۔ جب یہہ عرب مشرقی ساحل افریقیہ پر پہونچے تو اُنہون نے مقدشو کا شہر بسایا تعمیر کیا جسکو رفتہ رفتہ ایسی قوت حاصل ہوئی کہ ساحل کے تمام عربون پر حکمران ہوگیا۔ اہل عرب کا پہلا گروہ جو مشرقی ساحل افریقیہ پر آباد ہوا وہ شیعہ تہا اور چونکہ دوسرا گروہ سنی تہا اسلیے اوسنے سرداران مقدشو کی حکومت مین رہنا پسند نہ کیا اور ساحل چہوڑکر ملک کے اندرونی حصون مین آباد ہوگیا جہان وہ دیس کے لوگون مین مل گیا اور دیسی عورتون سے شادیان کرکے اوسنے اونکے طریقے اور رسوم اختیار کرلیئے[۲]۔

مقدشو کا شہر دسوین صدی عیسوی کے وسط مین آباد ہوا تہا اور مشرقی ساحل افریقیہ پر ستر برس تک وہ بڑے زور کا شہر رہا۔ لیکن اسی اثنا مین خلیج فارس سے ایک اور گروہ یہان آباد ہونے کی غرض سے آیا۔ اور مقدشو کے مقابلہ مین اوسنے ایک نیا شہر آباد کیا۔ اس گروہ کا سردار علی تہا جو شیراز کے سلطان حسن کا بیٹا تہا اوسکے چہہ بہائی اور تھے چونکہ علی کی مان حبشن تہی۔ اسلیے اوسکے بہائی اوسکو حقارت کی نظر سے دیکہتے تھے۔ اور جب سلطان حسن کا انتقال ہوگیا تو اُنہون نے ایسے ظلم کیے کہ علی نے وطن چہوڑکر کہین

---

[۱] ابن خلدون تیسری جلد صفحہ ۹۸-۱۰۰۔ [۲] دی بارس صفحہ ۲۱۱-۲۱۲۔

اور آباد ہونے کا قصد کیا اور اہل وعیال اور چند مصاحبون کو لیکر جزیرہ ارمز دسے جہاز
مین سوار ہوا اور جب افریقیہ کے مشرقی ساحل پر پہونچا تو مقدشو سے بچکر نکلا کیونکہ وہان کے
لوگ مختلف المذہب تھے اور یہ سُنکر کہ زنجبار کے ملک مین سونا ملیگا وہ مقدشو سے
جنوب کی سمت مین چلا اور ساحل پر کیلویا کا شہر آباد کیا جہان وہ خودمختاری کی حیثیت سے
رہ سکا۔ اور شمال مین جو عرب آباد تھے اونکی دسترس سے بچ گیا۔[۱]

غرض اس طرح مشرقی ساحل افریقیہ پر خلیج عدن سے لیکر خط جدی تک جسکو زمانہ وسط
کے جغرافیہ دانان عرب نے اقوام زنج کا ملک لکھا ہے عربون کے متعدد شہر آباد ہو گئے
زنج کی قومون مین اہل عرب نے اسلام کی اشاعت کے واسطے کچھہ ہی کوشش کی ہو لیکن
اوسکے حالات ہم تک نہین پہونچے۔ کتاب عجائب الہند جو حالات سفر کی ایک کتاب
غالبًا دسوین صدی عیسوی کی لکھی ہوی ہے اوسمین ایک عجیب واقعہ تحریر ہے کہ زنج کی قومون
مین سے ایک قوم کے بادشاہ نے کس طرح اپنی رعایا مین اسلام کی اشاعت کی سنہ ۹۲۲ء
مین اہل عرب کا ایک جہاز جسپر تجارت کا مال بھرا تھا طوفان مین آگیا اور رستہ سے بھٹک کر
آدم خوار زنجیون کے ملک مین پہونچ گیا اور جہاز والون کو یقین ہوا کہ اب کوئی دم مین وہ موت کا
لقمہ بنتے ہین۔ لیکن زنجیون کے بادشاہ نے عربون پر مہربانی کی اور کئی مہینے تک اونکو اپنا
مہمان رکہا ان تاجرون نے اپنا مال خوب نفع سے بیچا مگر بادشاہ کی مہربانیون کا عوض بڑی
دغابازی سے کیا۔ اور وہ یہہ تہا کہ جب ان عربون کو رخصت کرنے کے لئے بادشاہ اور
اوسکے عمائد جہاز تک آئے تو ان عربون نے سبکو گرفتار کر لیا اور غلام بنا کر عمان مین لے آئے
اسکے چند سال گذرے تھے کہ ان ہی عرب تاجرون کا جہاز پھر طوفان مین آیا اور رستہ
بھول کر زنجیون کے بندرگاہ مین پہونچ گیا۔ زنجی جو کشتیون مین سوار تھے جہاز کے پاس
آئے اور جہاز والون کو پہچان لیا۔ اب ان عرب تاجرون کو اپنے مرنے مین ذرا شک

---

[۱] دے بارس صفحہ ۲۲۴ – ۲۲۵۔

نہ رہا۔ اور وہ توبہ و استغفار مین مصروف ہوے۔ زنجیون نے عربون کو گرفتار کیا
اور بادشاہ کے سامنے لے گئے۔ جب عربون نے بادشاہ کو دیکھا کہ یہہ وہی شخص ہے
جسکے ساتھہ اونھون نے دغا کی تھی تو سخت نادم ہوے اور خوف اون پر طاری ہوا۔
لیکن بادشاہ نے بجاے اسکے کہ اونکی دغابازی کا انتقام لیتا اونکی جان بچادی اور اونکو
اجازت دی کہ اپنا مال فروخت کرین۔ لیکن جب ان تاجرون نے بادشاہ کو نذر دینی
چاہی تو بادشاہ نے بحقارت انکی نذر قبول کرنے سے انکار کیا۔ جب یہہ عربی تاجر رخصت
ہونے لگے تو ایک تاجر نے بادشاہ سے پوچھا کہ غلامی کی حالت سے وہ کیونکر آزاد ہوا
بادشاہ نے بیان کیا کہ عمان سے جہان وہ غلام بناکر بیچا گیا تھا وہ بصرہ روانہ کیا گیا اور
بصرہ سے بغداد مین آیا۔ بغداد مین اوسکو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوی اور ارکان
اسلام اوسکو سکہاے گئے۔ بغداد مین اپنے آقا سے بہاگ کر وہ ایک قافلہ کے ساتھہ
ہوگیا جو مکہ معظمہ کو حج کے لیے جاتا تہا۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد وہ قاہرہ مین آیا
اور قاہرہ سے دریاے نیل کے کنارے کنارے سفر کرتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا۔
اس سفر مین بڑی مصیبتین اوٹھائین اور کئی دفعہ غلام بنایا گیا۔ لیکن اب مین خوش ہون
کہ اللہ نے مجھہ کو اور میری قوم کے لوگون کو اسلام یعنی دین برحق کا علم بخشا۔ اور زنج کے
ملک مین کسی اور کو یہہ نعمت نہین ملی۔ چونکہ میرے مسلمان ہونے کا باعث تم ہوے اسلیے
مین نے تمہارا قصور معاف کیا۔ جاؤ اور مسلمانون سے کہنا کہ وہ ہمارے ملک مین آئین
اور ہم مسلمان اونسے بہائیون کی طرح ملین گے[۱]"

کتاب عجائب الہند سے یہہ بھی یاد ہوتا ہی کہ افریقہ کے مشرقی ساحل پر تاجران عرب بمدت
سے آمد و رفت رکھتے تھے اور باوجود اس صدہا برس کی آمد و رفت کے ساحل کی دیسی قومون
مین (سواے سومالی قوم کے) اسلام کا چرچا کم ہوا۔ سولہوین صدی عیسوی مین پرتگیزون

---

[۱] کتاب عجائب الہند صفحہ ۵۱-۶۰ (مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ء)

کے فتوحات سے پہلی جو چند زنگی قومیں مسلمان ہوئیں وہ صرف ساحل کی رہنے والی تہیں۔ پرتگیزی قوت کے زوال کے بعد بہی جبکہ سادات عمان کے عہد میں عربوں کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی تہو لے گالا اور سومالی کی قوموں کے جو ملک کے اندر آباد تہیں اندرونی ملک کی دیگر اقوام میں اشاعت اسلام کے لیئے کوشش نہیں کی گئی۔ چنانچہ زمانہ حال کے ایک سیاح نے لکہا ہے کہ "مشرقی افریقہ کے وسط میں تین دفعہ مجہکو سفر کرنیکا اتفاق ہوا لیکن مجہے کوئی چیز ایسی نظر نہیں آئی جس سے خیال ہوتا کہ مسلمانوں کا مذہب ذریعہ تہذیب ہے اسلام میں مہذب بنانے کی جو کچہہ قابلیتیں ہوں وہ مشرقی افریقہ میں ظاہر نہ تہیں یہاں عرب اور عربوں کی اولاد اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف نہ تہی۔ اور اسلام کی دعوت دینے کے لیئے یہاں اعیان اسلام موجود نہ تہے مسقط کے عرب اسی بات کو غنیمت سمجہتے تہے کہ اونکے غلام ایک حد تک اسلام کے پابند رہیں اسکے علاوہ انہوں نے مشرقی افریقہ کی قوموں سے جو فی الحقیقت ضلالت میں مبتلا تہیں کچہہ بحث نہ رکہی۔ یہہ قومیں اس جہل و نادانی کی حالت میں خوش رہتی تہیں اور تہذیب و شایستگی سے اونکا متنفر ہونا ظاہر کرتا تہا کہ پانچسو برس تک مسلمانوں کی نیم شایستہ قوموں سے واسطہ رکہنے پر بہی اونمیں وہ لیاقت پیدا نہیں ہوی جیسے کہ اونکی ہمسایہ قوموں میں موجود تہی۔ ان صدہا سال میں نیکی کا ایک تخم بہی ایسا نہ بویا جو بڑا ہو کر بیرون جڑ پکڑتا[1] مشرقی افریقہ میں عربوں کو سوداگری اور غلاموں کی تجارت میں ایسا انہماک رہا کہ اسلام کی ترقی کے لیے وہ کچہہ شوق ظاہر نہ کر سکے۔ حالانکہ ان ہی کے ہم مذہبوں نے افریقہ کے اور حصوں میں تبلیغ احکام کے لیے کیا ہمت اور محنت صرف کی تہی[2]

[1] "وسطا افریقہ میں اسلام" مصنفہ جوزف ٹامسن صفحہ ۸۷۔ [2] مشرقی افریقہ جرمنی میں بوندیلی وروادیگو کے لوگوں میں بہر حال اسلام کی ترقی ہے۔ یہہ دونوں ملک ساحل سے کسی قدر مغرب کی طرف واقع ہیں سواہلی کے جو مسلمان معلم مشنیہ ہیں وہ بت پرستوں کو مسلمان کرنیمیں کامیاب ہوتے ہیں۔ اوسکار بومان "دسامبارا اوند سائنی ناجنار گیبیت" صفحہ ۱۴۱ او ۲۴۳ (مطبوعہ برلن سنہ ۱۸۹۱ع)

وسط افریقہ کے مشرقی حصہ مین جو قومین آباد ہین اونمین اسلام کو ترقی نہونیکی ایک وجہ یہہ بھی ہے کہ ان قومونکی طبیعت کو مذہب سے لگاؤ کم ہے۔ شمال مین البتہ ملک یوگنڈا کی قومین ایسی نہین ہین جن پر مذہب کا اثر نہوتا ہو۔ چنانچہ تجربات سے جو عرب ان قومون مین پہونچے تو اسلام کی اشاعت اونمین بخوبی ہوسکی۔

گالا اور سومالی کی قومون مین اسلام کو بہت ترقی ہوئی اس کتاب کے باب چہارم مین ہم ذکر کرچکے ہین کہ حبش کے ملک مین گالا قوم کی آبادیان قائم ہوگئی ہین۔ یہہ نوآباد لوگ جنگلی قوم کی سات شاخین ہین اور جو وولو گالا کے نام سے مشہور ہین حبش مین آباد ہونے سے پہلے غالبًا بت پرست تھے[۱]۔ اور ابتک کثرت سے بت پرست ہین۔ ملک حبش مین آباد ہونے کے بعد وہ گویا اسی ملک کے باشندے ہوگئے اور اکثر نے باشندگان حبش کی زبان عادات اور رسوم اختیار کرلین[۲]۔

گالا کے قوم کے متعلق کہ کس طرح اونسے اسلام قبول کیا مفصل حالات نہین ملتے۔ اس قوم کے بعض لوگونکی نسبت تو یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ زبردستی عیسائی کرلیئے گئے اور چونکہ ملک حبش مین پولیٹیکل اختیارات مسلمانون کے قبضہ مین نہتے اسلیئے یہہ بات امکان سے خارج ہے کہ مسلمانون نے بھی عیسائیون کی طرح اپنے مذہب کی اشاعت بجبر کی ہو۔ اخیر صدی مین اس قوم کے جو لوگ جنوبی سمت مین آباد تھے وہ زیادہ تر مسلمان تے اور جو لوگ مشرق اور مغرب کی اطراف مین رہتے تھے وہ عمومًا بت پرست تھے[۳]۔ لیکن اب جو کچھہ حالات اونکے متعلق تحقیق ہوتے ہین اونسے ظاہر ہے کہ اہل سلام کی تعداد ترقی پر ہے۔ اور چونکہ اونکی نسبت لکھا جاتا ہے کہ "وہ بہت متعصب مسلمان ہین" تو اس بات سے ہم فرض کرسکتے ہین کہ وہ

---

[۱] گالا قوم کی تاریخ مولفہ شیلیخلر۔ اگرچہ وولو گالا کی قوم کے مذہب کی نسبت مفصل حالات نہین معلوم لیکن شیلیخلر کی رای یہہ ہے کہ وہ بت پرست تھی۔ کلوم۔ لوتم اصفحہ ۳۴۳ مصنف کلوزی البتہ یہ فرض کیا ہی کہ جب یہ قوم ملک حبش پر چڑہہ آئی تو اوسوقت مسلمان تھی۔

[۲] ہنری سالٹ "حبشہ کا سفر" صفحہ ۲۹۹ (لندن ۱۸۱۴ع) [۳] جیمس بروس "منبع نیل کی تحقیقات کا سفر" جلد سوم صفحہ ۲۴۳ (ایڈنبرا ۱۸۰۵ع)

اسلام کی پابندی مین سست اور بدشوق نہین ہین[1]- خاص ملک گالا کی گالا قومون مین سوائے اون جرگون کے جو حبش کی سرحد پر رہتے ہین اور جنکو سابق کے بادشاہ حبش نے زبردستی عیسائی کیا[2] کچھہ لوگ مسلمان ہین اور کچھہ بت پرست پہاڑون مین مسلمان کم ہین لیکن ملک کے باقی حصون مین وہ اعیان اسلام کو اپنے کام مین بہت کامیابی ہوئی اور موجودہ صدی مین اونکی تعلیم وتلقین سے لوگ بکثرت مسلمان ہوئے ہین- انتونیو جیکی نے جو ۱۸۸۰ء مین لیمو کی عملداری مین گیا تھا ابابغیبو[3] کے مسلمان ہونے کا حال لکھا ہے کہ ابابغیبو لیمو کے بادشاہ وقت کا باپ تھا اور اوسکو اون مسلمانون نے مسلمان کیا جو لیمو کی ریاست مین تاجر بنکر آئے تھے اور اسلام کی اشاعت کرتے تھے- لیمو کے قریب گالا قوم کی جو عملداریان ہین اونکے امیرون اور سردارون نے ابابغیبو کی مثال کا اتباع کیا اور کچھہ حصہ رعایا کا بھی مسلمان ہو گیا- اسلام ان عملداریون مین ترقی کر رہا ہے لیکن ابھی تک زیادہ تر لوگ ایسے ہین جو اپنے آبائی مذہب کے پیرو چلے جاتے ہین[4]- سرداران گالا کے دربار مین مسلمان تاجرونکی خاطر و مدارات اس طریقے سے ہوئی کہ غیر ملکون کی جو اشیا روہ ان سردارون کی عملداری مین تجارت کی غرض سے لائے وہ ملکی پیداوار کی عوض مین خریدی گئین اور اس طرح مسلمان تاجرون کے لیئے تجارت کا بازار قائم ہو گیا- چونکہ یہ تاجر ساحل پر صرف سال یا دو سال مین ایک دفعہ آتے تھے اور باقی وقت گالا کے ملک مین صرف کرتے تھے اسلیئے اونکو اسلام کی اشاعت کے واسطے کافی وقت اور موقع ملا جسکا حاصل کرنا وہ خوب جانتے تھے- غرض جہان کہین اونھون نے قدم رکھا یہ بات ضروری ہوگئی کہ تھوڑے ہی عرصہ مین وہ لوگون کو مسلمان کرلین[5]- گالا کے ملک مین اسلام کو عیسائی مشنریون کا بھی مقابلہ کرنا پڑا جو یورپ سے وہان بھیجے

---

[1] کاپیٹ ریزن این ایست افریکا پہلی جلد صفحہ ۶۰ ا کورن تھال ۱۸۸۵ء [2] رکلو لوم ۱۰ صفحہ ۳۰۹- [3] ۱۸۴۴ء مین جب وقت روس کیتھلک (جماعت تبلیغی) عیسائیون نے گالا قوم مین اپنا مشن جاری کیا تو ابابغیبو نے اونسے کہا کہ اگر تم تین برس پہلے آتے تو بہتر ہین نہین تھا بلکہ میرے سب ہمراہی تمہارا مذہب قبول کرلیتے لیکن اب عیسائی مذہب قبول کرنا ناممکن ہے (ماسایا چوتھی جلد صفحہ ۱۰۲)

[4] دائرۃ المعارف بیول کا نادو دوسری جلد صفحہ ۱۶۰ (مطبوعہ و مانٹ ۱۸۸۹ء) ماسایا چوتھی صفحہ ۱۰۲ چھٹی جلد صفحہ ۱ [5] ماسایا تیسری جلد صفحہ

تھے ان عیسائی مشنریون کی وجہہ سے کچھہ لوگ عیسائی ہوے لیکن مشنریون کو بہت کامیابی نہین
ہوئی۔[۵۱] یہانتک کہ کارڈنیل ماسایا نے جن لوگون کو عیسائی کیا تھا جسوقت یہ کارڈنیل ملک سے
نکالدیا گیا تو اُنھون نے یا تو اسلام قبول کرلیا یا یہہ ہوا کہ اونکو اللہ کا یقین رہا نہ مسیح کا۔[۵۲] عیسائی
مشنریون کا تو یہہ حال تھا مگر داعیان اسلام کو مسلسل کامیابی رہی اور اب وہ جنوب کی طرف
دور تک بڑھ گئے ہین اور دریای وابی کو اُنھون نے عبور کرلیا ہے۔[۵۳] گالا کے وہ جرگے جو
ملک گالا کے مغربی حصہ مین آباد ہین ابھی تک بت پرست چلے جاتے ہین اور جو تو مین کہ
بالکل ہی مغربی سرحد پر آباد ہین اونمین لیگا کی قوم[۵۴] ایسی ہے جسمین اب موجودات قدرت کی پرستش
کم اور مسلمانون کا اثر زیادہ پھیلتا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ چند سال کے عرصہ مین لیگا کی تمام
قوم اسلام قبول کریگی۔[۵۵] آج کل افریقہ کے شمال مشرق مین تبلیغ اسلام کے لئے مسلمانون کی
ہمتین اور کوششین قابل قدر ہین۔ ہر سال عرب سے کئی داعیان اسلام ان اطراف مین آتے
ہین اور سومالی قوم مین اونکو گالا کی قوم سے بھی زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔[۵۶] چونکہ سومالیون کا ملک
عرب کے قریب ہے اسلیئے وہ قدیم زمانہ سے داعیان اسلام کا جولانگاہ رہا ہے۔ لیکن افسوس
ہے کہ اُسکے متعلق زیادہ حالات تحقیق نہین ہوتے۔ ملک سومالی کے شمال مین جو سومالی قومین
رہتی ہین اونمین مشہور ہے کہ عرب کا ایک شریف زادہ مجبور ہوکر اپنے وطن سے بھاگا اور
سمندر عبور کرکے اول کے شہر مین آیا جہان سومالی کے بزرگون کو اوسنے مسلمان کیا۔[۵۷]
پندرہوین صدی عیسوی مین چوالیس عربون کا ایک گروہ حضرموت سے چلا اور بحر احمر کو

[۵۱] مصنف جیکی نے جہان عیسائی مشن کی ناکامی کا ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ اس ناکامی کی وجہ یہہ ہے کہ سالہاے گذشتہ مین اسلام کی اشاعت ان ملکون مین بکثرت ہوئی ہے۔ صدہا داعیان اسلام اور مسلمان تاجرون نے یہ اشاعت کی ہے ان لوگون کے پاس وہ سامان بخوبی موجود ہوتا ہے جس سے مذہب کی اشاعت ہوتی ہے یعنی وہ ہوشیار ہوتے ہین اور ملک کی زبان خوب جانتے ہین۔ دوسری جلد صفحہ ۲۸۳۔ [۵۲] جیکی صفحہ ۲۴۳
[۵۳] رکلو توم ۱۳ صفحہ ۸۳۔ [۵۴] لیگا کی توم ۹ درجہ سے ۹½ درجہ طول بلد اور ۳۴ درجہ ۳۵ دقیقہ سے ۳۵ درجہ مشرقی عرض بلد مین آباد ہے۔ [۵۵] رکلو۔ توم ۱۰ صفحہ ۳۵۔ [۵۶] پولیٹسے صفحہ ۳۳۔ ۱۳۲۔ [۵۷] مشرقی افریقہ کی تاریخ وجغرافیہ وتجارت کے متعلق دستاویزات" مرتبہ مسٹر گولین۔ دوسرا حصہ پہلی جلد صفحہ ۹۹۳۔

عبور کر کے بربیرہ کے شہر مین آیا اور تبلیغ اسلام مین مصروف ہوا۔ ١٨٣٣ء مین ان عربون مین سے ایک بزرگ شیخ ابراہیم ابوزربی ہرار کے شہر مین آئے اور بہت لوگون کو اُنھون نے مسلمان کیا۔ انکے مزار کی زیارت کے لیئے ابتک لوگ جمع ہوتے ہین۔ شہر بربیرہ کے قریب ایک پہاڑی ہے جہان مشہور ہے کہ تبلیغ اسلام کے لیئے دور و دراز کا سفر کرنے سے پہلے یہہ بزرگانِ دین یادِ خدا مین تنہا زندگی بسر کرتے تھے[51]۔

ملکِ افریقہ کے حالات تبلیغ کو ختم کرنے کے لیئے اب صرف یہہ لکھنا باقی ہے کہ اس برّاعظم کے جنوبی ملک یعنی کیپ کوسٹ کولونی مین اسلام کس طرح پہونچا۔ کیپ کولونی کے مسلمان مسلمانانِ ملایا کی نسل سے ہین جنکو سترہوین یا اٹھارہوین صدی عیسوی مین ڈچ قوم کے لوگ اپنے ساتھہ یہان لائے[52]۔ بوئر کی بگڑی ہوی زبان یہہ لوگ بولتے ہین جسمین انگریزی اور ملایا زبان کے الفاظ بکثرت موجود ہین۔ ١٨٧٧ء مین ترکی وزیر تعلیم نے اس زبان کی ایک عجیب و غریب کتاب جسمین احکام و ارکانِ اسلام بیان کیئے گئے تھے عربی حروف مین لکھوا کر قسطنطنیہ مین چھپائی[53]۔ کیپ کولونی کے بعض مسلمانون کے نامون سے جو ڈچ زبان کے نام ہوتے ہین اور اون کے چہرون کے نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین ڈچ قوم کے لوگ مسلمانون کی جماعت مین شامل تھے اور ڈچ کے خون کا اثر ان مسلمانون مین بہت موجود ہے قوم ہاٹنوٹ مین سے بھی بعض لوگ مسلمان ہو گئے۔ یورپ کے سیاحون[54] اور نیز مسلمانون کو کیپ کولونی کے اہل اسلام کی طرف کم توجہ ہی ہے۔ لیکن گذشتہ بیس برس کے عرصہ مین غیر ملکون کے بعض پُرجوش مسلمان انکے پاس حالات تحقیق کرنے کے لیئے

---

[51] برٹن "فرسٹ فٹ پرنٹس ان ایسٹ افریکہ" صفحہ ٦٧ و ٣٠٠ (لندن ١٨٥٦ء) [52] ١٦٥٢ء سے ١٧٩٥ء تک راس گڈ ہوپ ڈچ کے قبضہ مین رہا اور ١٨٠٣ء مین صلحنامہ امینز کی وجہ سے پھر اونکے تسلط مین آیا لیکن جب دوبارہ لڑائی شروع ہوی تو انگریزون نے اوسپر فوراً قبضہ کر لیا۔ [53] دے جویا۔ محمدان مشنیز پر گاندا۔ صفحہ ٢٠ و ٦١۔ [54] ١٨٣٤ء مین مسٹر کیمبل کوئی صاحب تھے جنھون نے مسلمانان کیپ کی طرف لوگون کو توجہ دلائی۔ دیکھو ولیم آدمز کی کتاب "موڈرن وائجز اینڈ ٹراولز" پہلی جلد صفحہ ٩٢ (مطبوعہ لندن ١٨٣٤ء)

پہونچے چنانچہ اب کیپ کے مسلمانون مین تعلیم اور پابندی مذہب کا زیادہ چرچا ہے۔ اب
ہر سال یہان سے لوگ حج کو جاتے ہین اور مکہ معظمہ مین اونکا ایک شیخ مقرر ہے جو اونکے حالات
کا نگران رہتا ہے[ل]۔ ہندوستان کے مسلمان قلی جو کیپ کالونی مین ہیرے کی کانون مین
کام کرتے ہین اُنہون نے بہی اسلام کی اشاعت کی ہے[۲ل]۔

مذکورہ بالا تاریخی واقعات اور حالات سے یہہ واضح ہو گیا ہوگا کہ ملک افریقہ مین دعوت
اسلام کو امن و امان کے وسائل سے اشاعت پانے کی خصوصیت حاصل رہی ہے اگرچہ اسلام
نے بسا اوقات فتوحات کے لئے تلوار اوٹہائی لیکن یہہ اس سے کہ جبر و اکراہ کے طریقے
اختیار کیے جاوین داعیان اسلام لوگونکو مسلمان کرنیکی کوشش کرتے تہے اور ملکی فتوحات کے بعد واعظ
اور مولوی مفتوحہ ملکون مین اس لیے جاتے تہے کہ ناقص طریقون سے جو تبلیغ ہوئی ہے
اوسکو درجہ تکمیل تک پہونچائین۔ یہہ بات سچ ہے کہ افریقہ کے بہت سے حصون مین اسلام
کی تبلیغ اسوجہ سے آسان ہو گئی کہ مسلمانون کو دنیوی معرکون مین فتح ہوئی اور بت پرستونکی
برباد سلطنتون کی جگہہ اسلامی عملداریان قائم ہو گئین اور آگ اور خون نے جہاد دون کا نشان
دیا جو کافرون کو غارت کرنیکی لیے برپا کیئے گئے تہے۔ چنانچہ بورنو کے ایک نوجوان عرب نے
ابو کوتا کے محل مین جسوقت کپتان برٹن[۳ل] سے ملاقات کی تو کہا کہ "یہہ اپنی بندوقین اور بارود
ہمکو دیدو تو ان کتون کو ہم ابہی مسلمان کیے لیتے ہین"۔ پس کچہہ شک نہین کہ یہی الفاظ
افریقہ کے بہت مسلمانون کی آرزو ظاہر کرتے ہین اور ان ہی الفاظ کی صدای بازگشت
اُس پیغام مین موجود تہی جسکو منگو پارک[۴ل] لکہتا ہے کہ فتہ تورو کے سلطان عبدالقادر نے قریب
کے کافر بادشاہ دامل کے پاس کہلا بہیجا تہا۔ پیغام یہہ تہا کہ "اگر دامل مسلمان ہو گیا تو اس
ایک چاقو سے عبدالقادر دامل کا سر مونڈیگا اور اگر دامل مسلمان نہ ہوا تو اس دوسرے چاقو

ل حرز غرب۔ (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۹۶-۲۹۷ ۲ل جاک نینزن۔ ”لے ستونیر دے اسلام این افریق (ر ود کریتین)
توم ۱۳ صفحہ ۲۹۵ (مطبوعہ پیرس ۱۸۹۳ء) ۳ل رچرڈ ایف برٹن۔ (۱) پہلی جلد صفحہ ۲۵۶ ۴ل ”وسط افریقہ کا سفر“ باب ۱۵۔

سے عبدالقادر داہل کا گلا کاٹیگا۔ اب داہل ان دونون باتون مین سے ایک بات قبول کرے۔

غرض متعصب لوگون کی دلیری و جسارت سے اسلام کی کیسی ہی ترقی ہوئی ہو مگر سیاحون
اور اور لوگون سے اس امر کی شہادت بحد غایت بہم پہونچتی ہے کہ وعظ و تلقین اور داعیان
اسلام کی متواتر کوششون سے اسلام کو جس عجلت اور وسعت سے افریقہ مین اشاعت ہوئی
ویسی اشاعت جبر و اکراہ کے طریقون سے ہرگز نہین ہو سکی متعصب مسلمانون سے صرف
یہہ ہوا کہ اپنے مخالفون کو اونہون نے غارت کر دیا۔ لیکن لوگون کو فی الحقیقت مسلمان
کرنا صرف داعیان اسلام کا کام رہا ہے۔ چنانچہ ابتک ساحل کے اطراف اور اندرونی
ملکون مین اشاعت کا کام ترقی پر نظر آتا ہے[1]۔ جہان کہین اسلام کو دخل ہوا ہے وہان
داعیان اسلام موجود ہین جو اسلام پر گواہی دیتے ہین مسلمان تاجر خواہ عرب ہون یا
افریقہ کے فلاحین اور ماندنگو ہون ہر جگہہ موجود ہوتے ہین اور جہان وہ تجارت کا مال
فروخت کرتے ہین وہین تبلیغ اسلام مین بہی ساعی ہوتے ہین۔ ان تاجرون کا پیشہ ہی
ایسا ہے کہ جن لوگون کو وہ مسلمان کرنا چاہتے ہین اون سے آشتی پیدا ہو جاتی ہے اور لوگونکو
ان تاجرون کی طرفسے کسی طرح کی بدگمانی نہین ہوتی جسوقت کوئی مسلمان سوداگر بت پرستون
کے گاؤن مین پہونچتا ہے اور بار بار وضو کر کے رکوع و سجود سے نماز پڑہتا ہے اور معلوم ہوتا
ہے کہ وہ نماز مین خدا سے مخاطب ہے تو گاؤن کے لوگ اوسکی طرف متوجہ ہو جاتے ہین
اور اس فضیلت کے باعث سے جو عقل اور اخلاق کے اعتبار سے بت پرستون کے مقابلہ
مین اوسکو حاصل ہوتی ہے لوگ اوسکی توقیر کرتے ہین اور اوسپر بہروسا رکہتے ہین اور یہہ شخص
ہر وقت تیار رہتا ہے کہ جو خوبیان خود اوسمین موجود ہین وہی دوسرون مین پیدا کر دے۔
اور لوگونکو اسلام کا علم پہونچائے جسوقت حاجی بیت اللہ سے واپس آتے ہین او تبلیغ اسلام
کا جوش اون مین بہت ہوتا ہے تو وہ ملک مین برابر سفر کرتے رہتے ہین۔ بت پرستونکی

[1] ڈی۔ جے۔ ایسٹ صفحہ ۱۱۸-۲۰۰ ڈبلیو وائن وڈ ریڈ پہلی جلد صفحہ ۳۱۲-

آبادیون مین جہان جہان مسلمان موجود ہین وہ ان حاجیونکی مدد کرتے ہین اور یہہ حاجی
تبلیغ مین انتہا درجہ کی کوشش اور جانفشانی کے ساتھہ مصروف ہوجاتے ہین - اسی طرح
طالب علم جو قاہرہ مین جامع ازہر سے فارغ التحصیل ہوکر بت پرستون کے ملک مین آتے
ہین تو اونکی بہت عزت کی جاتی ہے بعض دفعہ یہہ طالب علم طبیب بنکر مطب شروع کردیتے
ہین اور نہین تو اسلیے اونکی ہر جگہہ ضرورت ہوتی ہے کہ تعویذ اور نقش لکھکر لوگون کو دین
جو چمڑے یا کپڑے مین منڈہ کر بازو پر باندہے جاتے ہین یا گلے مین لٹکائے جاتے ہین
یہہ ذریعے بہی ایسے ہین جن سے اکثر بت پرست مسلمان ہوجاتے ہین - عورتین جنکے
ہان اولاد نہین ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو کم عمر مرجاتی ہے وہ تعویذ گنڈون کے لیئے آتی ہین
اور یہہ چیزین اس شرط پر اونکو دیجاتی ہین کہ آئندہ جو اولاد اونکے ہان ہو وہ مسلمان اُٹہائی جائے
معلمان دین جنکو مرابت یا الوف کہتے ہین اون کی یہان بہت وقعت ہوتی ہے - اور مغربی
افریقہ کے تمام قریہ جات مین ایک ایک مکان بنا ہوتا ہے جو ان معلمون کے قیام کے لیئے
مخصوص ہوتا ہے اور جب یہہ لوگ آتے ہین تو گاؤن کے لوگ اونکی بہت تعظیم و تکریم کرتے
ہین - دارفر کے ملک مین حکام سلطنت کے بعد جسقدر اعلی درجہ کے عہدے
ہین وہ ان ہی لوگون کو ملتے ہین - مانڈنگو کی قوم مین اونکی عزت اور بہی زیادہ ہوتی ہے بلکہ
بادشاہ کے بعد ان ہی کا درجہ سمجہا جاتا ہے اور ملک کے سردار اور امیر رتبہ مین اونسے کم تصور
کیئے جاتے ہین - جن عملداریون مین انتظام سلطنت شریعت کے مطابق ہے وہان ان
معلمان دین کی عزت اسلیئے اور زیادہ ہوتی ہے کہ قرآن کے مطالب لوگون کو سمجہائین
اور اونکی جان سب کو اسقدر عزیز ہوتی ہے کہ وہ ایسے سردارون کے ملکون مین سے
بلا مزاحمت گذر جاتے ہین جو آپس مین دشمن ہی نہین ہوتے بلکہ خاص اُسوقت لڑائی مین
مصروف ہوتے ہین - مسلمانون ہی کے ملکون مین ان لوگونکی تعظیم و توقیر نہین ہوتی بلکہ بت پرستون

[۵۱] بشپ کراوتہر "مغربی افریقہ مین اسلام" - (چرچ مشنری انٹیلیجنس" صفحہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۹ء)

کی بستیون مین جہان مسلمان مدرسے جاری کرتے ہین یہہ بت پرست اپنے بچون کے
استادون کی عزت کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ مسلمان دین ہم مین اور خدا مین ایسا واسطہ
ہین جس سے ہماری ضروریات زندگی مہیا ہو جائینگی اور جو ہمکو مصیبتون سے بچالینگے یا
کسی طرح کی آفت ہم پر نہین آنے دینگے[۱] ان معلمون مین سے اکثر قیروان فاس اطرابلس[۲]
کی مسجدون کے تعلیم یافتہ ہوتے ہین لیکن اگر یہہ پوچھا جاوے کہ مسلمانونکے ہان کوئی
مشنری کالج بھی ہے یعنی ایسا کوئی دار العلوم موجود ہے جسمین لوگون کو تبلیغ اسلام کے لیے
ہدایت اور تعلیم ملتی ہو تو ہم کہہ سکتے ہین کہ جامع ازہر وہ دار العلوم ہے جسکے لیے مشنری
کالج کا نام نہایت موزون ہے۔ یہان اسلامی دنیا کے ہر ملک سے طالب العلم بکثرت آتے
ہین جن مین ایک گروہ افریقی طلبا کا بھی ہوتا ہے۔ دارفور وادی اور بورنو کے طالب العلم
یہان تعلیم پاتے ہین اور بعض ان مین ایسے ہوتے ہین کہ وہ علم کے شوق مین مغربی ساحل
افریقہ سے قاہرہ تک پیادہ پا آتے ہین۔ جسوقت یہہ طلبا دینیات اور فقہ کی تحصیل سے
فارغ ہوتے ہین تو اکثر اپنا یہہ کام مقرر کرتے ہین کہ وطن کے بت پرستون مین اسلام کی اشاعت
کرین۔ جامع ازہر مین طلبا کی تعداد روز افزون ترقی پر ہے۔ ۱۸۳۵ء مین جسوقت ڈاکٹر
دولنگر[۳] قاہرہ مین پہونچے تو طلبا کی تعداد صرف ۵۰۰ تھی لیکن اوسوقت سے تعداد مین
برابر ترقی ہوئی ہے۔ چنانچہ ۱۸۸۴ء مین بارہ ہزار پچیس (۱۲۰۲۵) طالب علم یہان تعلیم پاتے تھے[۴]
جامع ازہر کے طالب علم جن شہرون مین پہونچتے ہین وہان مدرسے کھول دیتے ہین جن مین
صرف مسلمانون ہی کے بچے نہین پڑھتے بلکہ بت پرستون کی اولاد بھی وہان تعلیم پاتی ہے
سب بچون کو قرآن پڑھایا جاتا ہے اور احکام و ارکان دین سکھائے جاتے ہین۔ غرض جب اسطرح
مسلمانون کے قدم جم جاتے ہین تو پھر وہ اپنی لیاقت و ذہانت سے ان لوگون کے ساتھ

---

۱ ایسٹ صفحہ ۲۱۱-۲۱۳ البیٹڈن صفحہ ۲۰۲ ۲ یہہ کہا جاتا ہے کہ ہر سال یکہزار اعیان اسلام طرابلس سے تبلیغ اسلام کے لیے ملک سوڈان مین آتے ہین۔ (ریو لیتے صفحہ ۳۲۳) ۳ دولنگر "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب" صفحہ ۴۸۔ ۴ امال دے لکستریم اور رمنیت اے دے لافریق" صفحہ ۳۴۱ (مائی ۱۸۸۴ء)

جن مین وہ سکونت رکھتے ہین آشتی پیدا کرتے ہین اور اسمین زیادہ سہولت اونکو اس وجہ سے
ہوتی ہے کہ عادات اور معاشرت کے اعتبار سے مسلمانون اور ان افریقیون مین مشابہت
ہے اور ان بت پرستون کو مسلمانون کی طرف سے بدگمانی اس لیے نہین ہوتی کہ مسلمان
تاجرون کی آمد و رفت سے وہ مسلمانون سے ملنے جلنے کی عادی ہو گئے ہین - یہہ مسلمان
دیس کی عورتون سے شادیان کر لیتے ہین اور بت پرستونکی صحبت مین اونکو ایسا دخل ہو جاتا
ہے کہ اسلام کا اثر بت پرستون مین جڑ پکڑ لیتا ہے اور ہمیشہ کو قائم رہتا ہے اور اسطرح مسلمان بسہولت
بت پرستون مین اپنے مذہب کو شائع کر دیتے ہین - مسلمانون کے آتے ہی ترقی تجارت
کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور مسلمانون کے جو بڑے تجارتگاہ مثلاً اسیگا اور کانو کے شہر ہین اونسے
تعلق پیدا ہو جاتا ہے - اور مسلمان تہذیب و تمدن کے عمدہ نتائج ہی سے غیرون کو حصہ نہین
دیتے بلکہ اپنے مذہب مین بھی ان کو شامل کر لیتے ہین - سر بارٹر فریری نے لکھا ہے کہ
افریقیہ کی ناشائستہ قومون مین داعی اسلام کو ہمیشہ یہہ یقین ہوتا ہے کہ ان قومون کے لوگ
اوسکی بات کو کان دہر کر سنینگے - وہ بت پرستون کو خدا اور انسان کے متعلق حقائق ہی سے
آگاہ نہین کرتا جو اونکے دلون پر اثر کر جائین اور اونکی عقلون کو ترقی دین بلکہ ایک سوشل اور
پولیٹکل جماعت مین داخل ہونے کے لیئے وہ اونکو ایسی سند دیتا ہے جو حفاظت اور امداد کے
لیئے بحر اطلانتک سے لیکر دریاے نیل تک پروانہ راہداری کا کام دیتی ہے - جہان کہین مسلمان کا گھر ہوگا
وہان نگی نو مسلم کو ٹھہرنے کی جگہہ اور خوراک اور صلاح و مشورہ مل سکتا ہے - اسلام قبول کرتے
ہی اوسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ہی ملک مین ایک ایسی قوم کا رکن ہو گیا ہے جو
حکمران نہین ہے تو ملکی رسوخ کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ ہے - غرض اسی بات مین مغربی
افریقیہ کے داعیان اسلام کی کامیابی اور ترقی کا بہید پوشیدہ ہے - تعداد کے لحاظ سے بھی
تبلیغ اسلام کی ترقی بہت اور جلد ہو رہی ہے جسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ جب کوئی بت پرست
مسلمان ہوتا ہے تو داعیان اسلام اُن اصولون کے عملی طور پر پابند ہو جاتے ہین جو مومنین

کی اخوت اور آپس مین درجہ مساوات رکھنے کے متعلق اسلام اور مسیحی مذہب مین مشترکہ ہین کرسچین مشنریون کے مقابلہ مین وہ اعیان اسلام اس اخوت کے اصول پر زیادہ عجلت اور عملی طریق سے کاربند ہوتے ہین۔ کرسچین مشنری کا فرض ہے کہ عیسوی دین قبول کرنیوالے کے اعتقاد اور یقین کی پہلی اچھی طرح آزمایش اور تصدیق کر لے اور جب یہہ مرحلہ طے ہو جاوے تو پہر اوسکو اپنا دینی بہائی سمجھ کر اوس سے ملے۔ لیکن اسکے ساتھہ ہی عیسائی مشنری کو قومی فرق اور تفاوت کا دور کرنا بہی ضروری ہوتا ہے جو ایک ہی نسل مین اس وجہ سے وہ نہین ہو سکتا کہ گورے رنگ کا عیسائی کالے رنگ کے کافر اور غلام افریقی کا مدت سے آقا سمجھا جاتا ہے"[۵۱]۔

یہہ بات لکھنی بہی ضروری ہے کہ افریقہ کے لوگ قوم اور رنگ کی وجہ سے مسلمانون کے نزدیک کبہی حقیر اور ذلیل نہین سمجھے گئے۔ اور کچھہ شک نہین کہ افریقہ کی دیگر قومون مین اسلام کی ترقی کا بڑا سبب یہہ ہوا کہ مسلمانون نے کبہی قوم یا رنگ کے فرق کا خیال نہین کیا اور نہ افریقہ کی ان سیاہ رنگ قومون کے لوگون کو ایسا ذلیل سمجھا جیسا کہ افسوس ہے عیسائیون نے اونکو تصور کیا[۵۲] مسلمانون کی روایت کے موافق خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کالے رنگ

---

۵۱ سر بارٹل فریری۔ (۱) صفحہ ۱۰۱-۱۹ اسے ۵۲ بلید ن صفحہ ۱۸ اسے ۲۴۲ انتہرو پولوجیکل سوسائٹی لندن مین ایک دفعہ اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ عیسائی مشنریون نے وحشی قومون پر کیا اثر کیا۔ یہ بحث اب کسی کو یاد نہین ہے لیکن وہ بہت دلچسپ تہی اور اس مین ایک عیسائی مشنری کا ذکر کیا گیا تہا جس نے افریقہ مین ایک کالی عورت سے شادی کر لی تہی۔ اس شادی سے وہان کے عیسائی اسقدر ناراض ہوے کہ مشنری کو مجبور ہو کر ملک چہوڑنا پڑا لیکن مسلمان مشنریون کو ایسی دقتین نہین ہوتین۔ (رسالہ انتہرو پولوجیکل سوسائٹی لندن تیسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ء) افریقہ کے لوگون کے سامنے عیسوی مذہب اور اسلام جس طرح اپنے تئین جدا جدا پیش کرتے ہین اوسکا حال ایک ایسے شخص نے خوب لکھا ہے جو خود افریقہ کا باشندہ تہا۔ وہ لکھتا ہے کہ "عیسائیون کے مشن تو دیسی عیسائیون کی جماعت قائم کرنے اور اون پر پادری مقرر کرنے کے انتظام کو غیر محدود وقت تک ملتوی کر دیتے ہین اور مسلمانون کا یہہ حال ہے کہ اونکے ملا افریقہ کی وسط مین تبلیغ کیلیئے پہونچ جاتے ہین اور بت پرستون سے رسم پیدا کر کے اونکو مسلمان کر لیتے ہین یہانتک کہ اب افریقیون کا یہہ خیال ہے کہ اسلام کالے آدمیون کے لیئے اور عیسوی مذہب گورے آدمیون کیلیئے مخصوص ہے وہ جانتے ہین کہ عیسوی مذہب انکو نجات دینے کیلیئے بلاتا ہے لیکن اسکے ساتھہ ہی اونکو ہمیا ذلیل درجہ دیتا ہے کہ وہ ہمت ہار کر یہہ کہنے لگتے ہین کہ ہماری قسمت مین اوس سے حصہ لینا نہین ہے" اسلام بہی افریقیون کو نجات دینے کے لیئے بلاتا ہے مگر اوسنے فوراً کہہ دیتا ہے کہ یہہ تمیز نحصر ہے کہ جسقدر بلندی تک پہونچنا ممکن ہو پہونچ جاؤ"۔ یہہ بات سنتے ہی کالے آدمی دل وجان سے اسلام کے خدمتگزار ہو جاتے ہین[۱]" (افریقہ مین اسلام اور عیسوی مذہب کی نسبت ایک افریقی کے خیالات "ڈیو گینیکل مشن" کے رسالے ۶۲ صفحہ ۲۰ مطبوعہ پیرس ۱۸۸۸ء)

کے آدمی تھے چنانچہ ذیل کی آیات قرآن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے واضمم یدك
الی جناحك تخرج بیضاء من غیر سوٓء اٰیۃً اُخریٰ ○ (اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے
لگا کہ وہ نکلے گورا ہو کر نہ کچھ بُری طرح ایک نشانی اور - سورہ طٰہٰ آیت ۲۲)
ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للنظرین ○ قال الملاء من قوم فرعون ان
ھٰذا السحرٌ علیم ○ اور نکالا اپنا ہاتھ تو اوس وقت وہ دیکھنے والون کو گورا نظر آیا -
فرعون کی قوم کے سردار بولے کہ بیشک یہ کوئی بڑا جادوگر ہے - سورۃ الاعراف آیت ۱۰۵-
۱۰۶) اسی امر کے متعلق خلفای عباسیہ کے عہد زرین سے مفصلہ ذیل واقعہ دریافت
ہوتا ہے جو اس اعتبار سے نہایت عجیب ہے کہ مسلمانون کا افریقیون کی نسبت کیا خیال
رہا ہے - ہارون الرشید کے بھائی ابراہیم نے جسکی ماں حبشن تھی بغداد مین خلافت کا دعوے
کیا - لیکن مامون الرشید کے زمانہ مین ابراہیم کو شکست ہوئی اور خلیفہ نے اوسکا قصور معاف
کیا - ابراہیم نے مامون الرشید سے اپنی ملاقات کا حال اسطرح بیان کیا ہے کہ "جب
مین مامون کے دربار مین داخل ہوا تو مامون نے مجھہ سے کہا "دو کیا کالے خلیفہ تم ہی ہو" مین نے
کہا کہ "امیر المومنین! مین وہ ہون جسکو آپ نے خطا معاف کر کے شرمندہ احسان کیا ہے -
قبیلۂ بنی حسحاس کے غلام نے میرے حسب حال سچ کہا ہے -

اشعار عبد بنی الحسحاس قمن لہ	عند الفخار مقام الاصل والورق
ان کنت عبدا فنفسی حرۃ کرماً	اذا اسود الخلق انی ابیض الخلق

(ترجمہ) فخر کرنیکے وقت بنی حسحاس کے غلام کے اشعار جڑ اور پتون کا کام دیتے
ہین - اگرچہ مین غلام ہون مگر شرافت کے لحاظ سے میرا نفس آزاد ہے اگرچہ میرے جسم کا رنگ
تاریک ہے مگر میرا اخلاق روشن ہے -
مامون بولا "چچا آپ تو ہنسی ہنسی مین ٹھیک بات کہہ گئے" - پھر مامون نے یہ اشعار پڑھے

لیس یزری السواد بالرجل الشہم	ولا بالفتی الادیب الاریب

ان یکن للسّواد فیک نصیب	فبیاض الاخلاق منک نصیبی

(ترجمہ) رنگ کا سیاہ ہونا شریف آدمی کو عیب نہین لگاتا نہ ادیب و دانشمند جوان کو۔ اگر رنگ کی سیاہی ہمارے حصہ مین آئی تو تمہارے اخلاق کی سفیدی (روشنی) میرے حصہ مین آئی ہے۔ انتہی۔

پس افریقی نومسلم کو اخوت المومنین مین سب کے برابر درجہ حاصل ہوتا ہے اور اوسکا رنگ اور اوسکی قوم اور اوسکے دیرینہ تعلقات جو مسلمان ہونے سے پہلے اُسکو حاصل تھے کسی طرح کا اوسکو نقصان نہین پونہچا سکتے۔ اگر افریقیون نے مسلمان ہونیکا ارادہ کیا تو مسلمانون نے فوراً اونکو دائرہ اسلام مین داخل کیا اور کچھہ شک نہین کہ اسی بات سے افریقہ کے بت پرستون نے اسلام خوشی سے قبول کیا جسکی تہذیب چاہتی تھی کہ یہہ بت پرست مسلمان ہوتے ہی اپنی بُرائی وحشیانہ عادتین اور رسمین چھوڑدین۔ ترقی اسلام مین جس چیز نے زیادہ تر مدد پہونچائی وہ یہہ تھی کہ افریقیون کا اسلام قبول کرنا ایسا کام تھا جس سے تہذیب و شایستگی مین اونکی ترقی ہوتی تھی اور علمی اخلاقی اور دنیوی ترقی کے میدان مین بھی وہ بہت آگے نکل جاتے تھے۔ اور جو طاقتین اسلام کی حامی بنکر پیدا ہوجاتی تھین وہ ایسی زبردست ہوتی تھین کہ جس وحشت جہالت اور تعصب کو اسلام مٹانا چاہتا تھا وہ زیادہ مدت تک دین اسلام کا مقابلہ نہین کرسکتے تھے۔ ذیل کی عبارت سے معلوم ہوگا کہ افریقی مسلمانون کی تہذیب نیگرو نومسلم کے دل پر کیا اثر پیدا کرتی تھی " وہ انتہا درجہ کی ظالمانہ رسمین جو ایک زمانہ مین تمام افریقہ مین پھیلی ہوئی تھین اور اب بھی بر اعظم افریقہ کے بعض حصون مین گولڈ کوسٹ اور انگریزی نوآبادیون کے قریب جاری ہین یعنی مردم خواری اور انسان کی قربانی اور بچون کو زندہ دفن کرنیکا رواج اسلام قبول کرتے ہی فوراً ہمیشہ کے لیے موقوف ہوجاتا ہے۔ وہ لوگ جو ابتک برہنہ یا نیم برہنگی کی حالت مین رہتے تھے کپڑے پہننے شروع

سلہ ابن خلکان۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۱۸۔

کرتے ہین اور کپڑے بہی ایسے جو پاک اور ستھرے ہون - اور وہ لوگ جو کبہی نہانا یا مونہہ دہونا نہین جانتے تہے بار بار نہاتے ہین اور مونہہ دہوتے ہین کیونکہ نفاست اور پاکیزگی کے قواعد اونکو بتائے گئے ہین - پہر یہ باتین ایسی ہین کہ جنکے سمجہنے کے لیئے اونکی عقل اور سمجہہ پر زیادہ زور نہین پڑتا - گروہ بندی کا طریقہ جو یہان کے جرگون اور قریون مین ہے وہ مسلمان ہو جانے کی حالت مین زیادہ وسیع بنیاد پر قائم ہو جاتا ہے - چنانچہ گذشتہ سو برس کے عرصہ مین جو تاریخی واقعات سوڈان اور قریب کے ملکون مین گذرے اونسے اس اتفاق و اتحاد کی اکثر مثالین بیان ہو سکتی ہین - اگر لڑائی کے جوش کو اس سے تحریک ہوئی تو لڑائیون کے مقام جہان سے معرکہ شروع ہوتے تہے تعداد مین کم ہو جاتے ہین اور اون مین فاصلہ بڑہ جاتا ہے - لڑائی کا انتظام پہلے سے بہتر ہو جاتا ہے اور لڑائی کے روکنے کے لیئے بہی قواعد بن جاتے ہین فساد اور ہنگامے بے وجہ برپا نہین ہوتے لوٹ مار مین کمی اور جان و مال کی حفاظت زیادہ ہو جاتی ہے - ملک مین ابتدائی مدارس

سلہ "مسلمانون کے ہر شہر مین ایک مدرسہ اور ایک کتبخانہ ہوتا ہے - اس کتبخانہ مین قرآن شریف کی جلدین نہایت خوشخط لکہی ہوئی موجود ہوتی ہین جنکو اعلی درجہ کی خوشخطی کا نمونہ کہنا چاہیے - پنٹاٹیوک کا عربی ترجمہ جسکو توریت موسی کہتے ہین اور ڈیوڈ کے سام جنکو زبور داؤدی کہتے ہین اور یسوع کا گاسپل جسکو انجیل عیسی کہتے ہین اس کتبخانہ مین موجود ہوتی ہین اور مدرسون مین طلبا کے رجسٹر اور دیگر کاغذات بہی ہوتے ہین" وائن وڈریڈ "وحشی افریقہ" صفحہ ۵۰۰ - بچون کی پڑہائی مین قرآن شریف کی عبارتین اور اعلی جماعتون کی خواندگی مین تفسیر و احادیث وغیرہ کی کتابین درج ہوتی ہین - نیگرو قوم کے ملکون مین صدہا برس سے مختلف درجون کے مدرسے سرکاری طور پر جاری ہین یہانتک کہ غریبون کے لڑکے پبلک کے صرف سے تعلیم پاتے ہین - اور جو طلبا لائق ہوتے ہین اونکا سلسلہ درس سون تک جاری کہا جاتا ہے ان مدرسونکی تعلیم عربی زبان اور عربی کتابون ہی پر محدود نہین ہے بلکہ اکثر دیسی زبانین مدون ہو گئی ہین اور عربی کتابون کا دیسی ترجمہ ہوا ہے - ان دیسی زبانون مین بہی کتابین تالیف و تصنیف ہوتی ہین اور ایسی مدرسے جو ہین جنمین یہ زبانین پڑہائی جاتی ہین" "افریقہ کے کالے آدمی" (میتہوڈسٹ کوارٹرلی ریویو جنوری ۱۸۶۹ء) ڈاکٹر بلیدان (صفحہ ۲۰۶ - ۲۰۷) لکہتے ہین کہ مغربی افریقہ کے مسلمانون مین مفصلہ ذیل کتابین سلسلہ درس مین جاری ہین - مقامات حریری - ارسطاطالیس و افلاطون کی تصانیف کے حصے جنکا ترجمہ عربی مین ہو گیا ہے - بقراط کی تصانیف کا عربی ترجمہ - عربی کی انجیل - عہد جدید اور زبور داؤدی جسکو امرکین بائبل سوسائٹی نے شائع کیا ہے

ایسیسے ہی جاری کر دیے جاتے ہین جن کا ذکر سویرس ہوے کہ منگو پارک نے کیا تہا - ان
مدرسون مین اگر صرف قرآن پڑہایا جاتا ہے تو وہ بہی ترقی کا کم ذریعہ نہین ہے کیونکہ وہ زیادہ
ترقی کا ذریعہ ہوسکتا ہے - اب وہ خوبصورت بنی ہوئی پاک اور ستہری مسجد جسکی محراب مکہ
کی طرف اشارہ کرتی ہے اور جسمین موذن پانچ وقت اذان دے کر نمازیون کو بلاتا ہے
اور جسمین امام ہر جمعہ کو نماز پڑہاتا ہے گاؤن کے مسلمانون کا مرجع عام بن جاتی ہے -
اور اوس خوفناک مکان کی جگہہ جسکو جوجو کا گہر کہتے تہے اور جسمین بدشکل چیزین پوجنے
کے لیئے رکہی ہوتی تہین اب یہہ صاف اور پاکیزہ مسجد ہوتی ہے جسمین سب لوگ جمع ہوتے
ہین اور اوس خدای وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا جو حاضر و ناظر علیم و رحیم ہے اون کے
لیے ایسا ترقی کا سبق ہوتا ہے جو مذہب کے متعلق پہلے کبھی کسی نے اون کو نہین
سکہایا تہا - عربی زبان جسمین مسلمانون کا آسمانی صحیفہ ہمیشہ لکہا گیا ہے ایسی زبان ہے
جسمین غیر معمولی وسعت اور خوبیان موجود ہین - جس وقت ایک مرتبہ اس زبان نے رواج پالیا
تو براعظم افریقہ کے نصف حصہ پر جس قدر قومین آباد تہین اون کی زبان عربی ہوگئی
علم ادب کا وہ دیباچہ ہے بلکہ خود علم ادب ہے - عربی زبان کی تحصیل سے ایک فائدہ
یہہ بہی ہوا کہ افریقہ کے سردارون کو بجاے اسکے کہ وہ محض اپنی راے سے حکومت
کرین انتظام سلطنت کے لیئے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا اور یہہ ایسی تبدیلی
تہی جس سے اونکی تہذیب مین ترقی ہوئی - تجارت اور صنعت بڑہ گئی - اور اب
سوداگری فقط اس بات مین نہ رہی کہ گونگون کی طرح آسے اور تجارت کے ابتدائی
قاعدون کے موافق اشیا کا اشیا سے تبادلہ کرلیا جیسا کہ یونان کے قدیم مورخ ہیرودوٹس
نے لکہا ہے کہ افریقہ مین تجارت کا ہمیشہ یہہ ہی طریقہ تہا - اب تجارت کی چیزون
مین بارود شراب تمباکو اور کوڑیان وغیرہ نہین ہین جنکی تجارت ساحل پر اب تک
ہوتی ہے بلکہ ایسی اشیا کی تجارت شروع ہوئی ہے جنمین صنعت و حرفت بہت

درکار ہے - اور ملکی پیداوار کی درآمد و برآمد کا بڑا وسیع انتظام ہوگیا ہے - مسلمانون کی تاثیر اور اسلام کے طرز حکومت سے جو اسکے ساتھہ رائج ہوا افریقیون کے ملک مین ایسے بڑے بڑے شہر قائم ہوگئے کہ جس وقت یورپ کے سیاحون نے اون کا شروع مین حال لکھا تو یورپ کے لوگون کو اچھی طرح یقین نہ آیا -

"میرا ہرگز یہہ قول نہین ہے کہ خوشحالی کا باعث صرف مذہب ہے نہین میرا قول صرف یہہ ہے کہ مذہب کے ساتھہ یہہ خوشحالی پیدا ہو سکتی ہے - اور مذہب ایک طرح پر اوسکا معاون ہے - کیونکہ موسمی حالات اور دیگر اسباب اس نتیجہ کو پیدا کر سکتے ہین لیکن سوال یہہ ہے کہ ان ہی حالات اور اسباب کی موجودگی مین افریقیہ کے اون حصون مین جہان بت پرست اور کافر آباد ہین اسلامی افریقیہ کی مثل ترقی کیون نہین موجود؟

ذاتی فضائل کے متعلق یہہ بات سب نے تسلیم کی ہے کہ افریقیہ کے مسلمون مین مذہب اسلام ایسی ہمت اور جرات اور قدرت اور اپنے اوپر آپ بھروسا کرنے کی قابلیت پیدا کر دیتا ہے جسکا نشان ان ہی افریقی مسلمانون کے ہمقوم و ہموطن بت پرستون یا عیسائیون مین مشکل سے ملتا ہے[۱۵] "

۱۵ "افریقیہ مین اسلام" مصنفہ بوسورتھ سمتھ "انیسوین صدی" دسمبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۷۹۸ - ۸۰۰ -

نقشہ افریقہ
انگلش میل
جنوبی بحر اوقیانوس
بحر ہند
بحر اسود
ایشیا کوچک
ہسپانیہ
قرطبہ
فاس
موراکو
الجزائر
تونس
طرابلس الغرب
توات
خط سرطان
جزائر خالدات
صحرا افریقہ یا صحراے اعظم
فزان
جغبوب
دشت لیبیا
مصر
قاہرہ
نوبیہ
قبرص
دمشق
بیت المقدس
بغداد
جرجان
دیلم
طبرستان
خراسان
ایران
فارس
کرمان
خلیج فارس
عمان
عرب
مدینہ
مکہ
حضرموت
یمن
ٹمبکٹو
بمبارا
موسینا
سیگو
مانڈنگو
اشانٹی
لاگوس
خلیج گنی
خط استوا
بورکو
طبستی
کانم
بورنو
باجرمی
وادی
دارفر
کاردوفان
کونگو فرانسیسی
کونگو اسٹیٹ
گالا
ممباسا
زنجبار
کلوا
وسط افریقہ برطانیہ
جنوبی افریقہ برطانیہ
جنوبی افریقہ کی ریپبلک
کیپ کولونی
خط جدی

باب دوازدہم

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کی اشاعت

جزائر ملایا کی چہہ سو برس کی تاریخ مین ایسے واقعات موجود ہین جن سے دعوت اسلام کی تاریخ مین ایک دلچسپ مضمون لکھا جا سکتا ہے۔ اس تمام زمانہ مین مشرقی جزائر ہند کے ایک نہ ایک جزیرہ مین داعیان اسلام کی متواتر کوششون کا ثبوت ملتا ہے ابتدائی زمانہ مین اونکی کوششین محض ہدایت اور تلقین کے ذریعہ سے بغیر والیان ملک کی سرپرستی اور امداد کے جاری رہین۔ بعض موقعون پر اونکو خاصکر اسپین کے عیسائیون کی وجہ سے سخت مخالفتون کا بہی سامنا ہوا لیکن باوجود ان تمام مشکلات کے وہ بہت محنت اور جانفشانی سے تبلیغ مین مصروف رہے اور جہان اونکا کام ناقص تہا یا کافی نہ تہا وہان اسکو (خاصکر زمانہ حال مین) اُنہون نے تکمیل کے درجہ تک پہونچایا۔

مجمع الجزائر ملایا مین اسلام کے شروع ہونے کی نسبت ٹہیک زمانہ مقرر کرنا ناممکن ہے لیکن اسمین شک نہین کہ ہجرت کی ابتدائی صدیون مین بہت پہلے اس سے کہ تاریخون مین اسلامی اثر کے شائع ہونے کا ذکر آیا ہو عربی تاجرون نے ان جزیرون مین اشاعت اسلام کی ابتدا کی۔ یہہ خیال اس وجہ سے اور قوی ہو جاتا ہے کہ اہل عرب بہت قدیم زمانہ سے مشرقی ملکون مین تجارت کرتے تہے دوسری صدی ہجری مین جزیرہ سیلون کی تجارت عربون کے ہاتہہ مین تہی اور ساتوین صدی عیسوی کے شروع مین چین کی تجارت کو سیلون کے رستہ سے ایسی ترقی ہوئی کہ آٹہوین صدی عیسوی کے وسط مین چین کے صوبہ کانٹن

مین عرب کے تاجر کثرت سے نظر آنے لگے۔ پندرہوین صدی عیسوی مین جبکہ اہل پرتگیز
ملایا کے جزیرون مین پہونچے تو مشرقی ملکون کی تجارت پر اہل عرب کو بالکل قابض پایا جو
دسوین صدی عیسوی سے یہان تجارت کرتے تھے[۱]۔ پس یہہ قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے
کہ جس طرح قدیم زمانہ مین عربون نے اکثر ملکون مین تجارتگاہ قائم کیئے تھے اسی طرح
ملایا کے جزیرون مین سے بھی کسی جزیرہ پر اونھون نے تجارتگاہ بنایا ہوگا۔ اگرچہ عرب
کے جغرافیہ دانون نے نوین صدی عیسوی سے پہلے[۲] اپنی تصانیف مین ان جزیرون
کا ذکر نہین کیا لیکن ۶۷۴ء مین اہل چین کی کتب تواریخ مین ایک عربی امیر کا ذکر آیا ہے
جسکی نسبت زمانہ مابعد مین قیاس ہوا کہ جزیرہ سمطرہ کے مغربی ساحل پر عربون کی کسی
بستی کا وہ امیر تھا[۳]۔

معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند سے بھی اعیان اسلام ملایا کے جزیرون مین پہونچے
کیونکہ مجمع الجزائر کے اکثر باشندے شافعی المذہب ہین ہندوستان کے ساحل کورومنڈل
اور ملیبار مین شافعی مسلمان ابتک ایسی ہی کثرت سے موجود ہین جیسے کہ چودہوین صدی
عیسوی کے وسط مین تھے جبکہ ابن بطوطہ نے ان سواحل کا سفر کیا تھا[۴]۔ غرض جب یہ بات
دریافت ہوتا ہے کہ قرب وجوار کے ملکون مین مسلمان کثرت سے حنفی ہین تو ملایا کے
جزیرون مین شافعی مذہب کے رواج کی وجہ یہہ ہی فرض کرنی پڑتی ہے کہ ساحل ملیبار
سے مجمع الجزائر مین اسلام کی اشاعت ہوئی۔ ملیبار کے بندرگاہون مین جزیرہ جاوا چین
یمن اور ایران کے سوداگر کثرت سے آمد و رفت رکھتے تھے[۵]۔ مذہب امامیہ کا چرچا
بھی ہندوستان یا ایران کے ذریعہ سے یہان ہوا۔ چنانچہ جاوا اور سمطرہ مین اوسکے
نشانات ابتک موجود ہین۔ ابن بطوطہ کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سمدرا

---

[۱] نیمان صفحہ ۳۳ ۔ [۲] رنود "جغرافیہ ابو الفدا" توم ۱ صفحہ ۳۳۹ ۔ [۳] گردنوت صفحہ ۱۴۱-۱۵۔
[۴] ابن بطوطہ۔ توم ۴ صفحہ ۶۶ و ۸۰ ۔ [۵] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۰۵۔ ابن بطوطہ۔ توم ۴ صفحہ ۸۹۔

سے نے شاہانِ دہلی سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لیے تھے۔ اس سلطان کے دربار مین جو فقیہ موجود تھے اون مین ایک شخص شیراز اور دوسرا اصفہان کا باشندہ تھا۔[۵] لیکن ابن بطوطہ کے زمانہ سے بہت پہلے ملک دکن کے مسلمان تاجر جنکے ذریعہ سے ہندوستان کی اسلامی ریاستون سے جزائر ملایا مین تجارت کا مال پہونچتا تھا مجمع الجزائر کے بندرگاہون مین کثرت سے آباد ہو گئے تھے اور وہان اونہون نے اپنے مذہب کا تخم بو دیا تھا۔[۵]

غرض ان ہی عربی اور ہندی تاجرونکی کوشش کا نتیجہ تھا کہ جزائر ملایا مین دیسی مسلمانون کی ایسی آبادیان نظر آنے لگین جنکا ذکر زمانہ سلف کے مسلمانون نے کتب تواریخ مین لکھا ہے۔ یہہ مسلمان تاجر جس وقت ملایا کے جزیرون مین آباد ہو گئے تو اونہون نے جزیرہ کی عورتون سے شادیان کین اور ان بت پرست عورتون اور غلامون نے مسلمان ہو کر اہل اسلام کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جسکے لوگون نے اپنی تعداد کو بڑہانے مین کوئی دقیقہ کوشش کا باقی نہ رکھا۔ جزائر فلپائن مین مسلمان تاجرون نے اشاعت مذہب کے لیئے جو طریقے اور وسائل اختیار کیئے اونسے خیال ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ کے مسلمان تاجرون نے بھی بلاشبہہ ان ہی طریقون پر اپنا عمل کیا ہوگا۔ یہہ طریقے ذیل کی عبارت سے دریافت ہوتے ہین "مسلمانون نے ملک مین اپنے مذہب کو بخوبی شائع کرنیکی غرض سے دیس کی زبان سیکھی اور دیسی لوگون کے رسم و رواج اختیار کیئے۔ اونکی عورتون سے نکاح کیے اور غلام خریدے تاکہ مسلمان کی حیثیت بڑی معلوم ہو۔ غرض ان طریقون سے وہ ملک کے ذی رتبہ امیرون مین شمار ہونے لگے۔ چونکہ دیسیون کے مقابلہ مین یہہ باہر کے مسلمان زیادہ اتفاق اور لیاقت سے ہر ایک کام کو انجام دینا جانتے تھے اسلیئے اونکی قوت بڑہتی گئی۔ اور چونکہ غلام اونکے پاس کثرت سے ہوتے تھے اسلیے اونہون نے آپسمین سازش اور اتحاد کر کے اپنی حکومت جدا قائم کر لی جسمین ایک ہی خاندان کی نسل تخت نشین ہوتی رہی۔ ایسی سازشون سے

[۵] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۳۰-۲۳۴ [۵۲] جرغرنئے۔ (۱) صفحہ ۸-۹۔

اگرچہ مسلمانون کو بہت قوت حاصل ہو جاتی تھی لیکن اس حال مین بھی ملک کے سردارون اور امیرون سے اتحاد رکھنے کی اونکو ضرورت تھی تاکہ یہہ سردار اور امیر جنکی مدد کے بغیر مسلمانون کا کام نہین چلتا تھا مسلمانون کی حفاظت کے ذمہ دار ہو جاوین[۱]۔ غرض یہہ طریقے تھے جنکی مدد سے مسلمانون نے جزائر ملایا مین اشاعت اسلام کی سوشل اور پولیٹکل بنیاد ڈالی مسلمان ان جزیرون مین فاتحان ملک بنکر نہین آئے جیسے کہ سولہوین صدی عیسوی مین اسپین کے عیسائی یہان داخل ہوئے تھے۔ اور نہ مسلمانون نے ان عیسائیون کی طرح یہہ دعوی کیا کہ ہم کسی زبردست قوم کے آدمی ہین اور ہمکو اعلی درجہ کے حقوق حاصل ہین تاکہ ملک کے لوگون کو ذلیل سمجھکر اونپر ظلم کیے جاوین بلکہ مسلمان صرف تاجرون کی حیثیت سے یہان آئے اور اپنی ذہانت اور لیاقت اور بہتر تہذیب کی مدد سے اسلام کی خدمت مین مصروف ہوے۔ حکومت کے بل پر لوگون کو آزار پہونچانا یا دولت جمع کرنا انکا مقصد نہ تھا[۲]۔ غرض اشاعت مذہب کے ان طریقون کو بیان کرنے کے بعد اب ہمکو مجمع الجزائر کے ہر ایک جزیرہ مین اون خاص خاص واقعات پر تفصیل نظر ڈالنی چاہیئے جو اشاعت اسلام مین مسلمانون کی کوششون کا نتیجہ تھے۔

جزیرۂ سمطرہ قدرتی طور پر خیال ہوتا ہے کہ مجمع الجزائر ملایا کے کسی ایسے مقام جو ملک عرب سے قریب تر ہو اسلام کی علامتین سب سے پہلے ظاہر ہوئی ہونگی مجمع الجزائر مین ایسا مقام جزیرۂ سمطرہ کا مغربی ساحل ہے۔ ملایا کی تاریخون مین لکھا ہے کہ بارہوین صدی عیسوی کے وسط مین اتجیہ (اچین) کے ملک مین جو ساحل سمطرہ کے شمالی گوشہ پر واقع ہے عرب کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ عارف کی کوشش سے اسلام اول ہی اول شائع ہوا اس تحریک اشاعت نے اسقدر جلد ترقی پائی کہ ۱۱۷۷ء مین شیخ برہان الدین جو شیخ عبداللہ عارف کے مرید تھے مغربی ساحل سمطرہ سے جنوب کی سمت مین پریمان تک اسلام کی دعوت لے گئے۔ انکے علاوہ اور مسلمان بھی تبلیغ مین مصروف تھے

[۱] پادری گینیز اجسکو سمپہ نے نقل کیا صفحہ ۱۰۔ [۲] کرافورڈ۔ (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۶۵۔

لیکن سوائے ایک شخص جہان شاہ نامی کے اورکسی کا ذکر تاریخون مین موجود نہین ہے جہان شاہ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ اتجیہ (آچین) کی اسلامی ریاست کا بانی ہوا اور لکھا ہے کہ وہ کسی مغربی ملک سے ساحل سمطرہ پر اسلام کا وعظ کہنے کے لیے آیا تھا جہان شاہ نے آچین مین آتے ہی بہت لوگون کو مسلمان کیا اور وہین کی ایک عورت سے اپنا نکاح کیا۔ ملک کے لوگون نے جہان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور اوسکا آدہا عربی اور آدہا سنسکرت نام سری پادک سلطان مشہور ہوا[۹۱]۔

اس موقع پر اسلام کی اشاعت مین جسقدر کامیابی ہوئی اوسکو شاید دوام نہ ہوا۔ اور عرصہ تک تبلیغ کا کام جاری نہین رہ سکا۔ کیونکہ مارکو پولو جسنے سنہ ۱۲۹۲ع مین سمطرہ کے شمالی ساحل پر پانچ مہینے تک قیام کیا تہا لکہتا ہے کہ یہان کے باشندے سب بُت پرست تھے۔ البتہ پرلاک کی ریاست مین جو جزیرہ سمطرہ کے شمال مشرقی گوشہ پر ہے شہر کے لوگ مسلمان تھے۔ مارکو پولو نے اسکی وجہ یہہ لکہی ہے کہ "(پرلاک کی) ریاست مین سارا سین (مسلمان) سوداگرون کی آمدورفت اس کثرت سے تہی کہ اُنھون نے دیس کے لوگون کو مسلمان کرلیا تہا۔ پہاڑون کے لوگ البتہ بت پرست اور آدم خوار تہے[۹۲]"

ملایا کی ایک تاریخ مین لکہا ہے کہ سلطان علی مغیت شاہ جسنے سنہ ۱۵۰۷ع سے سنہ ۱۵۲۲ع تک اتجیہ (آچین) مین سلطنت کی پہلا شخص تہا جس نے خود اسلام قبول کرنے کی مثال رعایا کے سامنے پیش کی اور رعایا بہی بادشاہ کے ساتہہ مسلمان ہوگئی[۹۳]۔ لیکن کچہہ عجب نہین کہ سلطان علی مغیت کو اس بات کی عزت دیتی کہ وہ آچین کا پہلا مسلمان بادشاہ ہوا۔ صرف اس وجہ سے ہو کہ سلطنت آچین کو اس بادشاہ نے بہت رونق دی تہی اور قریب کے ملکون کو اوسنے اپنی سلطنت مین شامل کرلیا تہا۔ لیکن قیاس یہہ چاہتا ہے کہ اس سلطان نے اپنے ملک کے بت پرستونکو اول ہی اول مسلمان نہین کیا بلکہ وہ پہلے ہی مسلمان ہوچکے تہے سلطان علی مغیت نے اپنے عہد مین اسلام کو صرف قوت اور

[۹۱] ڈی ہولانڈر پہلی جلد صفحہ ۱۸۵۔ ویث (۱) صفحہ ۶۔ [۹۲] کرنل یول کا مارکو پولو دوسری جلد صفحہ ۲۸۰ [۹۳] ویث (۱) صفحہ ۱۶۔

ترقی دی کیونکہ جزیرہ سمطرہ مین اس بادشاہ کے عہد سے بہت پہلے اسلام شائع ہوچکا تھا
چودہوین صدی عیسوی مین شریف مکہ نے کچھہ لوگون کو عرب سے روانہ کیا کہ سمطرہ
کے باشندون کو شرف اسلام بخشین عرب سے جو لوگ اس کام کے لیے روانہ ہوے
اونکے سردار شیخ اسماعیل تھے۔ یہہ لوگ ساحل ملیبار سے چل کر اول جزیرہ سمطرہ کے
شہر پاسوری مین پہونچے یہہ شہر غالبًا سمطرہ کے مغربی ساحل پر کسیقدر جنوب مین واقع تھا۔
پاسوری کے باشندون نے ان مسلمانون کی ہدایت سے اسلام قبول کیا۔ اسکے بعد یہہ
داعیان اسلام جہاز پر سوار ہوکر جزیرہ کے کنارے کنارے شمال کی سمت مین لمبری کے
ملک تک گئے اور پھر وہان سے جزیرہ کی دوسری طرف مشرقی ساحل پر آرو کے ملک
مین پہونچے جو ملاکا کے مقابل مین واقع تھا اور ان دونون ملکون مین یعنی لمبری اور آرو مین
حسب سابق تبلیغ اسلام مین کامیابی ہوئی۔ آرو مین پہونچکر ان مسلمانون نے سمدرا کے
شہر کا پتا پوچھا جو سمطرہ کے شمالی ساحل کا شہر تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ہی شہر تھا
جہان شیخ اسماعیل اور اونکے مصاحبین دعوت اسلام لیجانے کا قصد رکھتے تھے لیکن
آرو مین اونکو دریافت ہوا کہ سمدرا کے قریب ہی سے اونکا جہاز گذرا تھا اور اونکو خبر نہ ہوی
اب یہہ لوگ واپس چلے اور پرلاگ کے شہر مین آئے جہان چند سال پہلے مارکوپولو
نے مسلمانون کو دیکھا تھا۔ پرلاگ مین ان اعیان اسلام نے کچھہ لوگون کو مسلمان کیا
اور پھر آخرکار وہ سمدرا کے شہر مین پہونچ گئے۔ سمدرا کے شہر اور سمدرا کی ریاست کو مارسیلو
نے قائم کیا تھا۔ اب مارسیلو کو شیخ اسماعیل نے مسلمان کیا اور مسلمان ہونے کے بعد
اوسکا نام ملک الصالح رکھا گیا۔ بادشاہ پرلاگ کی بیٹی سے ملک الصالح نے اپنی شادی
کی اس بیوی سے دو لڑکے پیدا ہوے اور بادشاہ نے اس خیال سے کہ دونون
بیٹون کے لیے ایک ایک ریاست بھی ہونی چاہیے شمالی ساحل سمطرہ پر پیسی کا اسلامی شہر تعمیر کیا[1]

[1] کرنل یول کا مارکوپولو دوسری جلد صفحہ ۲۳-۲۴۵-

۱۳۴۵ء مین جسوقت ابن بطوطہ سمطرہ مین پہونچا تو ملک الصالح کا بڑا لڑکا ملک الظاہر سمدرا مین حکومت کرتا تہا۔ اس بادشاہ کے دربار مین دیگر سلاطین اسلامیہ کی مثل شان و شوکت پائی جاتی تہی اور اوسکی سلطنت ساحل پر کئی دن کی مسافت مین تہی۔ ملک الظاہر بڑا متقی مسلمان تہا۔ فقیہون کا بڑا دوست تہا۔ قراۃ اور مذاکرہ کی مجلسین اوسکے ہان ہہتی تہین اور عالم اور شاعر اوسکے دربار مین جمع رہتے تہے۔ ابن بطوطہ نے دو بڑے فقیہون کا ذکر کیا ہے جو ایران سے سمطرہ مین آئے تہے اور جو ایکدفعہ سلطان سمدرا کی طرف سے ایلچی ہوکر پایہ تخت دہلی کو بہی روانہ کئے گئے تہے۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ سمدرا کی سلطنت اسلامی دنیا کی بعض سلطنتون سے تعلق رکہتی تہی۔ ملک الظاہر بڑا جنگجو اور سپہ سالار بہی تہا۔ چنانچہ کفار سے وہ لڑا یہانتک کہ اونہون نے اطاعت قبول کی اور جزیہ دیا۔[۵۱]

ابن بطوطہ کے زمانہ مین سمطرہ مین اسلام کو بہت ترقی ہوچکی تہی اور سواحل پر رائج ہونیکے بعد جزیرہ کے اندرونی ملکون مین اوسکی اشاعت شروع ہوگئی تہی شیخ اسمٰعیل اور اونکے مصاحبونکی کوششین ایسی بارآور ہوئین کہ ۱۴۱۶ء مین چین کے ایک مورخ نے لمبری کی نسبت یہہ لکہا کہ لمبری مین دس ہزار خاندان ایسے ہین جو مسلمان ہین اور یہہ مسلمان "بہت اچہے لوگ ہین"۔ سلطنت آرو کا بادشاہ اور اسکی رعایا بہی مسلمان ہے[۵۲]۔ چودہوین صدی کے اخیر یا پندرہوین صدی عیسوی کے شروع مین میناں کابو کی سلطنت مین بہت لوگ مسلمان ہوگئے۔ ایکزمانہ مین یہہ سلطنت سمطرہ کے ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک بہت وسیع ملک پر جو خط استوا کے شمال

---

۵۱ ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۳۰-۲۳۶-

۵۲ گرونولت صفحہ ۹۴-

اور جنوب مین پہیلا ہوا تہا واقع تہی۔ اگرچہ اس سلطنت کی قوت کم ہوگئی تہی لیکن ابہی تاک وہ ہندو مذہب
کی حامی اور سرپرست تصور ہوتی تہی اور اسلام کی اشاعت مین اوسنے طرح طرح کی مشکلین
پیدا کردی تہین۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے میناںگ کابو کی عایا مین اسلام نے اشاعت
پائی اور یہہ لوگ ایسے پابند اسلام ہوئے کہ وسط سمطرہ کی اکثر مسلمان قومون کو یہہ بات نصیب
نہین ہوئی [۵۱]۔ یہہ امر بہی قابل غور ہے کہ وسط سمطرہ کی قومون مین اسلام کی اشاعت ایسی
وسعت سے ہوئی کہ ساحل کے قریب جو اضلاع تہے اور جہان غیر ملکون کے مسلمانون
کا اثر موجود تہا اوسکی مثل اشاعت نہین ہوسکی۔ چنانچہ ملک باتا کے باشندون مین باستثنا
چندسب لوگ ابہی تک بت پرست ہین۔ البتہ ان باشندون مین سے جو لوگ آچین کی حد
پر آباد تہے اونکو آچین کے مسلمانون نے مسلمان کرلیا ہے [۵۲] اور باتا قوم کے جو لوگ خط
استوا پر راؤ کے پہاڑون مین رہتے تہے وہ بہی مسلمان ہوگئے ہین [۵۳]۔ اور مشرقی ساحل
پر باتا قوم کے ایسے لوگ جنکو ملایا کے مسلمانون سے واسطہ پڑتا ہے اکثر مسلمان ہوجاتے
ہین [۵۴] لیکن باقی لوگ باوجود مسلمانون کے قرب کے بت پرست ہین۔ وسط سمطرہ
مین بہی بت پرست بہت ہین مگر کثرت تعداد مسلمانون کو حاصل ہے۔ لیکن سوای چند
حاجیون اور مولویون کے یہہ لوگ اپنے مذہب سے عموماً ناواقف ہین چنانچہ کورنچی
کے باشندون مین بہی جو اکثر پابند مذہب ہین کچہہ لوگ ایسے ہین جو ابتک تہونکی پرستش
کرتے ہین جنکو اون کے بت پرست باپ دادا پوجا کرتے تہے [۵۵] لیکن اب اس باتکی کوشش
ہورہی ہے کہ ان نومسلمون مین مذہب کو زندہ کیا جاوے اور دعیان اسلام مغربی

---

[۵۱] میناںگ کابو کی سلطنت جس زمانہ مین عروج پر تہی تو اوسکی حدود حسب ذیل تہین

مغربی ساحل پر ۲ درجہ عرض بلد شمالی سے ۲ درجہ عرض بلد جنوبی تک

اور مشرقی ساحل پر ۱ درجہ عرض بلد شمالی سے ۲ درجہ عرض بلد جنوبی تک

لیکن سولہوین صدی عیسوی مین مشرقی ساحل سے اوسکی حکومت بالکل جاتی رہی۔ (دے ہولاندر پہلی جلد صفحہ ۳) [۵۲] مارسدن صفحہ ۳۰۴۔ [۵۳] مور (ضمیمہ صفحہ ۱) [۵۴] مارسدن صفحہ ۳۵۵۔ [۵۵] مارسدن "مشرقی ہند کے مذہبی حالات" از نیدے لنگن تیسوین جلد صفحہ ۱۷۵۔۱۷۶ (مطبوعہ ۱۸۸۱ء) [۵۶] پاسلت صفحہ ۵۵-۵۸-

ساحل سمطرہ کے بت پرستون کو مسلمان کرنے مین خاص کر مصروف ہین[۱] ۔ سیروک کے ضلع مین اسی نام کا ایک شہر ہے اور اس شہر کی مسجد مین ایک بزرگ رہتے ہین جنھون نے پچیس برس کے عرصہ مین اس ضلع کی کل آبادی کو سوای عیسائیون کے جن مین اکثر غلامون کی نسل سے ہین مسلمان کر لیا ہے[۲] ۔

پالم بنگ کے حالات تبلیغ کو جزیرہ جاوا کی تاریخ سے اسقدر تعلق ہے کہ جاوا کے ذکر مین اونکا لکھنا زیادہ مناسب ہوگا ۔ جزیرہ جاوا ہی سے سمطرہ کی جنوبی سرحد پر لمپانگ کے اضلاع مین اسلام کا چرچا ہوا اور ان اضلاع کے ایک سردار نے جسکا نام مینانگ کمالا بومی تہا اس تحریک کو پیدا کیا ۔ پندرہوین صدی عیسوی مین اس سردار نے آبنائے سندا کو عبور کیا اور بانٹن کی سلطنت مین جو جاوا کے مغربی ساحل پر ہے وہ داخل ہوا ۔ اس وقت کے پہونچنے سے چند سال پہلے سلطنت بانٹن کی رعایا داعیان اسلام کی کوشش سے مسلمان ہو چکی تہی کمالا بومی نے بہی یہان پہونچکر اسلام قبول کیا اور حج کے واسطے مکہ معظمہ کو گیا ۔ جب حج کرکے واپس آیا تو جس مذہب کو خود اختیار کیا تھا اوسی کا چرچا اپنے وطن کے لوگون مین کیا[۳] ۔ لمپانگ کے لوگون مین اسلام نے بہت ترقی کی اور گاؤن گاؤن مسجدین بن گئین ۔ لیکن لمپانگ کے وہ لوگ جو ساحل سے دور رہتے ہین اون مین ابہی تک قدیم مذہب جاری ہے[۴] ۔

موجودہ صدی کے شروع مین مسلمانون کی اصلاح کے لیئے ایک مذہبی تحریک جزیرہ سمطرہ مین پیدا کی گئی جس سے اسلام کی اشاعت کو بہی نفع پہونچا ۔ ۱۸۰۳ع مین سمطرہ کے تین حاجی مکہ معظمہ سے اپنے وطن کو واپس آئے ۔ جسوقت مکہ معظمہ مین یہہ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے تو فرقہ وہابیہ کی تحریک کو دیکھکر جو اصلاح مذہب کے لیئے تھی اونکے دل پر بہت اثر ہوا اور اونکو شوق ہوا کہ یہہ ہی اصلاحین وہ اپنے وطن کے

---

[۱] زینڈ ہی لنگن ۔ صفحہ ۱۷۳ ۔ [۲] کولونیل رپورٹ ۱۸۸۹ع [۳] کان صفحہ ۱۵ ۔ [۴] مارسدن صفحہ ۳۰۱ ۔

لوگون مین بھی جاری کرین تاکہ مذہب کے اعتبار سے اونکی زندگی زیادہ پاک اور پرجوش ہوجاے
پس وطن پہونچکر اُنہون نے وہابیون کے خیال کے موافق توحید کا وعظ شروع کیا۔
نذر و نیاز کی رسمین بند کین۔ شرابخواری اور قماربازی اور ایسی باتین جو شریعت کے خلاف
تہین یک لخت موقوف ہوئین ہزارون مسلمان اونکے ساتھ ہوے اور بعض بت پرستون
نے بہی اُنکا وعظ سُنکر اسلام قبول کیا۔ لیکن یہہ مہم چونکہ غیر محتاط اور دنیا دارون کے سپرد
تھی اسلیئے اونکے جہاد کا اصل مقصد فوت ہوگیا اور وہ ملک فتح کرنیکے لیے کشت و خون
کا ایک ہنگامہ بن گیا۔ سنہ ۱۸۲۱ء مین یہہ مجاہد جنکو پادری لکھا گیا ہے ڈچ کی گورنمنٹ
سے جا لڑے لیکن سنہ ۱۸۳۸ء مین مجاہدون کا اخیر قلعہ فتح ہوگیا اور اونکی قوت بالکل ٹوٹ گئی[۱]

جزیرہ نمای ملایا جزیرہ نمای ملایا کے جسقدر مہذب باشندے ہین وہ اپنی اصل
اُن لوگون سے بتاتے ہین جو کسی زمانہ مین جزیرہ سمطرہ بلکہ منانگ کابو کی مشہور سلطنت
سے اوٹھکر جزیرہ نماے ملایا مین آباد ہوگئے تہے۔ منانگ کابو کی سلطنت
کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ مین وہ جزیرہ سمطرہ کی سب سے بڑی سلطنت تہی اور جزیرہ نماے
ملایا کے جنوبی حصہ مین بعض ریاستین ابہی تک ایسی ہین جنکے سردارون کو منانگ کابو سے
حکومت وغیرہ کے اختیارات حاصل ہوتے ہین۔ یہہ بتانا کہ کس زمانہ مین ان لوگون نے
سمطرہ سے آکر ملایا مین اپنی آبادیان قائم کین قیاس پر منحصر ہے لیکن سنگاپور اور جزیرہ نما
کے جنوبی گوشہ پر بارہوین صدی عیسوی مین ایک بستی ان سمطراوین کی آباد ہوی اور اونکی اولاد
نے سو برس کے بعد ملاکا کی حکومت قائم کی[۲] ملاکا کا شہر چونکہ عمدہ موقع پر تہا اور مشرقی ملکون مین
جس رستہ سے تجارت کا مال جاتا تہا اوسی رستہ پر یہہ شہر واقع تہا اسلیئے اوسکو جلد ترقی ہوی
کچہہ شک نہین کہ مسلمان تاجرون نے جو اس شہر مین آباد ہوے ملاکا کی سلطنت مین اسلام کا
چرچا کیا[۳] ملاکا کی تاریخ مین اس سلطنت کے لوگون کا مسلمان ہونا سلطان محمد شاہ کے

[۱] نیمان صفحہ ۳۵۶-۳۵۹۔ [۲] مور صفحہ ۲۵۵ [۳] دے بارس صفحہ ۱۵۱۔

عہد مین لکھا گیا ہے جو سنہ ۱۲۷۶ء مین ملاکا کے تخت پر بیٹھا لیکن ملاکا کی یہہ تاریخ ایسی مشتبہ نہی ہے کہ یہہ یقین وقت بھی اوسکی وجہ سے مشتبہ معلوم ہوتا ہے[۵۱] ہمکو توقع تھی کہ جسطرح مجمع الجزائر ملایا کے اور مقامات کی تاریخون مین ایسے واقعات کا زمانہ ٹھیک لکھا گیا ہے اسی طرح ملاکا کی تاریخ مین بھی تبلیغ اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ صحیح صحیح درج کیا گیا ہوگا کیونکہ اول تو یہہ واقعہ لوگون کے لیئے باعث فخر تھا دوسرے قبول اسلام کے وقت سے اہل ملاکا کی تاریخ مین ایک نیا عہد شروع ہوتا تھا لیکن یہہ زمانہ ایسا نہین بیان کیا گیا جسپر بالکل اعتبار کیا جاوے - ایک پرتگیزی مورخ نے ملاکا کے لوگون کا اول مسلمان ہونا سنہ ۱۲۷۶ء مین لکھا ہے کہ اس سال مین ملک عرب کے کسی فقیہ نے ملاکا کے بادشاہ کو مسلمان کیا اور اوسکا نام محمد رکھہ کر شاہ کا لفظ آگے اضافہ کردیا[۵۲]

جزیرہ نمای ملایا کی شمالی ریاستون مین کیدا کی ریاست ہے جسکی تاریخ مین تبلیغ اسلام کا عجیب و غریب حال لکھا ہے اول ہی اول سنہ ۱۵۰۱ء مین مسلمانونکا مذہب یہان پھیلنا شروع ہوا[۵۳] اس واقعہ کے متعلق جو واقعات اس تاریخ مین درج کیے گئے ہین اُن مین سے اگر کرامات اور قصص کو علیحدہ کردیا جاوے تو حسب ذیل کیفیت رہ جاتی ہے - "ملک عرب کا ایک عالم جسکا نام شیخ عبداللہ تھا کیدا کے شہر مین آیا اور راجہ سے ملاقات کے بعد پوچھا کہ اوسکے ملک والون کا کیا مذہب ہے - راجہ نے جواب دیا کہ "میرا اور میری رعایا کا مذہب وہی ہے جو بزرگون کے وقت سے ہم مین چلا آتا ہے - یعنی ہم سب بت پرست ہین" شیخ نے کہا "تو کیا راجہ نے کبھی اسلام اور قرآن کا حال نہین سُنا جو خدا نے اپنے رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور جس سے سب مذہب باطل ہوکر شیطان کے حوالے ہوگئے" راجہ نے کہا کہ "اگر یہہ سچ ہے تو وہ مہربانی کرکے ہمکو اس نئے

---

[۵۱] کرافورڈ - (۱) صفحہ ۱۴۲ - ۲۴۴ [۵۲] دے بارس باب یکم - [۵۳] سنہ ۱۵۱۶ء مین باربوسا نے لکھا کہ کیدا کے بندرگاہ مین اکثر مسلمان سوداگر آمد و رفت رکھتے ہین (رامیوسیو توم ۱ - صفحہ ۳۱۷ -)

مذہب سے آگاہ کرے"۔ شیخ عبداللہ یہہ بات سنتے ہی اسقدر خوش ہوا کہ راجہ کو اوسنے فوراً مسلمان کیا اور مذہب کے فرائض ادا کرنے اوسکو سکہائے۔ راجہ کو شراب نوشی کی عادت تہی لیکن مسلمان ہوتے ہی جسقدر شراب کے خم موجود تہے راجہ نے اپنے سامنے منگوائے اور اپنے ہاتہہ سے اونکی شراب زمین پر لنڈہا دی۔ اسکے بعد جسقدر بت محل مین موجود تہے اونکو منگوایا۔ اور راجہ کے سامنے سونے اور چاندی کے بتون اور مٹی اور لکڑی کی مورتون کا ایک انبار لگا دیا گیا۔ اسکے بعد شیخ عبداللہ نے ان سب بتون کو تلوار اور کلہاڑی سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ٹکڑون کو آگ مین جلوا دیا۔

پہر شیخ نے راجہ سے درخواست کی کہ محل کی تمام مستورات کو بلایا جاوے اور محل مین جسقدر عورتین تہین وہ راجہ اور شیخ عبداللہ کے سامنے آئین۔ شیخ کا اخلاق اور حلم اس درجہ بڑہا ہوا تہا اور زبان کا وہ ایسا نرم تہا کہ سب عورتون کے دل مین اوسکے کلام نے تاثیر کی اور وہ دل سے مسلمان ہوگئین۔

اسکے بعد راجہ نے اپنے چار وزیرون کو بلایا جو دربار مین قدم رکہتے ہی حیرت زدہ ہوگئے کہ آج راجہ کے پہلو مین یہہ شیخ کون بیٹہا ہے۔ راجہ نے اپنے وزیرون سے شیخ کے آنے کا حال بیان کیا اور وزیرون نے آمادگی ظاہر کی کہ جس مذہب کو راجہ نے قبول کیا ہے اوسی کو ہم بہی اختیار کرتے ہین وزیرون نے کہا کہ "شیخ ہمکو بہی اپنے دین کی تعلیم و تلقین کرے"۔ شیخ نے جب یہہ سُنا تو وزیرون کو مسلمان کیا اور اونسے کہا کہ اسلام کے ساتہہ اپنا حسن اعتقاد اسطرح ظاہر کرو کہ سب لوگون کو دربار مین طلب کیا جاوے اور اونکو حکم ہو کہ جن مورتون کو وہ پوجتے ہین اور جن بتون کو اونکے باپ دادا اونکے پاس چہوڑ گئے ہین اُن سب کو اپنے ساتہہ لاوین۔ شیخ کی یہہ درخواست منظور ہوئی اور رعایا کے پاس جسقدر بُت اوس وقت موجود تہے وہ لائے گئے اور اونکو توڑ کر اور جلا کر خاک کر دیا گیا۔ اور کوئی شخص ان جہوٹے بتون کے ٹوٹنے اور خاک ہو جانے پر مغموم نہ ہوا

کیونکہ سب خوشی خوشی مسلمان ہو چکے تھے۔
شیخ عبداللہ نے اسکے بعد چاروں وزیروں سے پوچھا کہ تمہارے راجہ کا کیا نام ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے راجہ کا نام پراونگ مہاونگسا ہے۔ شیخ نے کہا کہ "اب اس نام کو اسلامی زبان میں تبدیل کر دو"۔ کسی قدر مشورہ اور راجہ کی منظوری کے بعد راجہ کا نام سلطان مزلف شاہ کہا گیا۔ شیخ نے کہا کہ یہہ نام مشہور ہے اور قرآن میں بھی آیا ہے[1]
اب سلطان کیدا نے ایسے مقامات پر جہاں رعایا کثرت سے رہتی تھی مسجدیں بنوانی شروع کیں اور ہر مسجد کے واسطے چالیس آدمی نمازی مقرر ہوے کیونکہ اس سے کم تعداد فرائض مذہب کے ادا کرنے کے لیئے کافی نہ تھی۔ غرض مسجدیں تعمیر ہوئیں اور ہر مسجد میں ایک ایک نقارہ رکھا گیا جو نماز سے پہلے لوگوں کو بلانے کے لیئے بجایا جاتا تھا۔ شیخ عبداللہ کچھہ عرصہ تک کیدا کے لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے ساحل اور اضلاع کیدا اور قرب وجوار کی بستیوں سے صدہا لوگ اونکے پاس آتے تھے اور ارکان اسلام اونکو سکھائے جاتے تھے۔
شیخ عبداللہ نے جب کیدا کی رعایا کو مسلمان کیا تو اسکی خبر اتجیہ (آچین) میں مشہور ہوی۔ سلطان آچین اور عرب کے ایک بزرگ شیخ نورالدین نے جو مکہ سے آچین میں آئے ہوے تھے چند کتابیں کیدا کو روانہ کیں۔ اور ایک خط سلطان مزلف شاہ بادشاہ کیدا کے نام لکھا۔ خط کا مضمون یہہ تھا "یہہ خط سلطان اتجیہ اور نورالدین کی طرف سے سلطان کیدا اور شیخ عبداللہ یمنی کے نام ہے جو فی الحال کیدا میں مقیم ہیں۔ ہم دو کتابیں بھیجتے ہیں تاکہ اسلام کو لوگوں میں استحکام ہو اور اونکو علم دین کی بخوبی تعلیم ہو"۔ اس خط کے جواب میں سلطان کیدا اور شیخ عبداللہ یمنی کی طرف سے

---

[1] مزلف کا لفظ بجنسہ قرآن شریف میں نہیں آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قرآن شریف کی اس آیت سے یہ لفظ بنایا ہے وازلفة الجنة للمتقین (اور پاس لائے بہشت واسطے پرہیزگاروں کے) (سورة الشعرا آیت ۹)

ایک خطر روانہ ہوا جسمین کتابون کا شکریہ تہا۔ اب شیخ عبد اللہ نے تبلیغ مین دوگنی کوشش شروع کی اور تمام مختلف قریہ جات مین چہوٹی چہوٹی مسجدین لوگون کے آرام کے لیے بنوا دین اور لوگون کی تعلیم و تربیت مین اپنا تمام وقت صرف کیا۔

سلطان کیدا اور اوسکی ملکہ ہمیشہ شیخ عبد اللہ یمنی کے پاس حاضر رہتے تہے اور اونسے قرآن پڑہتے تہے۔ ان دونون نے چاہا کہ راجاؤن کے خاندان کی کوئی شریف زادی ایسی ملے جس سے شیخ عبد اللہ کا نکاح کردیا جاوے۔ لیکن کوئی شخص ایسا نہ ملا جو یہہ بات گوارا کرتا کیونکہ شیخ عبد اللہ بغداد کو جانے والے تھے اور کیدا سے روانگی مین صرف اونکو یہ انتظار تہا کہ کوئی مسلمان علم دین سے اسقدر واقف ہو جاوے کہ اونکی جگہہ درس و تدریس کا کام جاری رکہہ سکے۔

اسوقت سلطان کیدا کے تین لڑکے تہے۔ یعنی راجہ معظم شاہ راجہ محمد شاہ اور راجہ سلیمان۔ ان تینون شہزادون کے نام شیخ عبد اللہ کے رکہے ہوے تہے اور شیخ نے اونکو نصیحت کی تہی کہ غلامون اور ادنی پیشہ کے لوگون سے برتاو کرنے مین تحمل سے کام لین اور غصہ ظاہر نہ کرین اور بندگان خدا پر جہانتک ہوسکے رحم کرین اور حاجتمند ہون تو رحم کرین۔[۱]"

یہہ بالکل فرض نہین کرلینا چاہیے کہ شیخ عبد اللہ کو اشاعت اسلام مین پوری کامیابی ہوی کیونکہ اتجیہ کی تاریخون مین لکہا ہے کہ جب سلطان اتجیہ نے ۱۶۴۹ء مین کیدا کو فتح کیا تو "اسلام کو قوت بخشی اور شیطان کے گہرون کو برباد کیا" یعنی مندرون اور بتون کو توڑ ڈالا۔[۲] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ڈیڑہ سو برس نہ گذر لیے کیدا کی سلطنت سے بت پرستی بالکل دور نہ ہوسکی۔

مذکورہ بالا حالات کے علاوہ جزیرہ نمای ملایا کی تاریخ تبلیغ مین زیادہ واقعات دریافت نہین ہوتے لیکن وہ اعظان عرب جنہون نے اس جزیرہ نما مین اسلام پر وعظ کیا اونکی قبرین

---

۱ تواریخ کیدا کا ترجمہ۔ مترجمہ لفٹنٹ کرنیل لو تیسری جلد صفحہ ۴۷۴۔ ۴۷۷۔ ۲ ترجمہ تاریخ کیدا مترجمہ لفٹنٹ کرنیل لو صفحہ ۴۸۴

یہان اکثر جگہہ موجود ہین اور مسلمان اونکی زیارت کے لیئے جاتے ہین[۱] - چونکہ ملایا کے مسلمانون کو ایک عرصہ سے اہل عرب اور مشرقی ساحل ہند کے مسلمانون سے واسطہ رہا ہے اسلیئے وہ مذہب کے نہایت پابند ہین اور مجمع الجزائر کے کل مسلمانون مین اونکی پرہیزگاری کی ایسی شہرت ہے کہ مثال کے طور پر اونکا ذکر کیا جاتا ہے علاوہ اسکے غیرون کے ساتھہ مذہبی آزادی اور صلح کل کا اصول برتنا بہی اونکا دستور اور قاعدہ ہے کیونکہ ملک کے ہندو عیسائی بدہ اور بت پرستون سے اونکا رات دن کا میل جول رہتا ہے حج اور روزون کے وہ بہت پابند ہین - دنیا کی باتون مین لوگون کو نفع پہونچانے کے ساتھہ ہی اونکی مذہبی بہبودی کا خیال بہی اونکو ہے اور جب کسی گاؤن مین چالیس گہرون سے زیادہ آباد ہو جاتے ہین تو اوسکے لیے خاص انتظام کی ضرورت سمجہی جاتی ہے اور گاؤن مین جو چند اہل کار ہوتے ہین اون مین ایک واعظ بہی شامل ہوتا ہے اور سرکاری طور پر ایک مسجد تعمیر کردی جاتی ہے[۲]

جزیرہ نمائے ملایا کے شمال مین خاص کر اسینی یا ستون مین جو ملک سیام کی سرحد سے ملی ہوی ہین بدہ مذہب کے سیامیون مین اسلام کا اثر بہت پایا جاتا ہے - ان سیامیون مین سے جو لوگ مسلمان ہو گئے ہین اونکا نام سمسام پکارا جاتا ہے - یہہ لوگ ایسی زبان بولتے ہین جو ملایا اور سیامی زبانون سے مرکب ہے[۳] - جزیرہ نما کی وحشی قومون مین سے بہت لوگ مسلمان ہو گئے ہین[۴] -

جزیرہ جاوا جزیرہ جاوا مین دعوت اسلام کے تاریخی حالات لکہنے کے لیئے اب ہمکو کئی سو برس پیچہے ہٹ جانا چاہیئے - جاوا مین اسلام کی اشاعت مدت تک مسلمان تاجرون کی محنت کا ثمرہ رہی - یا یہہ ہوا کہ مسلمانون کی چہوٹی چہوٹی جماعتین اس جزیرہ پر آباد ہوئین اور اونکے سردارون نے جزیرہ کے لوگون مین اپنے مذہب

---

[۱] نیو بولڈ - پہلی جلد صفحہ - ۲۵۲ - [۲] مک نیر صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۹ [۳] مور صفحہ ۲۴۲ [۴] نیو بولڈ دوسری جلد صفحہ ۱۰۶ - ۳۹۶

کو شائع کیا۔ وجہ اسکی یہہ تہی کہ جزیرہ جاوا مین مسلمانون کو ایسی قوت جو ایک ہی جگہہ مجتمع
ہو حاصل نہین تہی تاکہ وہ اس قوت سے اپنے مذہب کی اشاعت مین کام لے سکتے اور
لوگون سے لڑکر اسلام کو پہیلاتے۔ اس جزیرہ مین اعیان اسلام کو ہندوؤن کی تہذیب
اور طریقون کا مقابلہ کرنا پڑا جو اہل جاوا کی زندگی کا خمیر بن گئے تہے اور جنہون نے انکو
علم اور ترقی کے بڑے درجہ تک پہونچا دیا تہا۔ ہندوؤن کا طرز تمدن اہل عرب کے
آئین و قوانین سے مختلف تہا اسلیئے وہ مسلمانون کے مقابلہ پر آیا۔ اور ابتک ایسے
مقامات پر بہی جہان اسلام کو سب سے زیادہ قوت حاصل ہے اسلامی شریعت کی بخوبی پابندی
نہین ہوتی۔ جاوا کے مسلمانون مین زمانہ بت پرستی کی رسوم ابتک جاری ہین اور ان
لوگون کی حاجیون سے ہمیشہ مخالفت رہتی ہے جو حج سے ایس آکر سب مسلمانون کو پابند
شرع دیکہنا چاہتے ہین۔ غرض ان باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ جزیرہ جاوا کے لوگون مین
اسلام کی اشاعت بتدریج ہوئی اور اس تحریک اشاعت کا حال اسطرح معلوم ہو سکتا ہے کہ
تاریخی واقعات جو اوسکے متعلق ہون اونسے قصون اور افسانون کو جدا کر دیا جاوے۔
لیکن پہر بہی بہت سی باتین ایسی رہ جاتی ہین جنکا کچہہ حال نہین کہلتا۔ جن وعظین اسلام
نے جزائر ملایا مین اسلام کا سب سے پہلے چرچا کیا اونکا حال ملایا کی کتب تواریخ مین بیان نہین
اسمین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ ان جزیرون مین تبلیغ اسلام صرف ان چند وعظون کا کام
نہ تہا بلکہ صدہا برس مین متعدد نسلون سے یہہ اشاعت تکمیل کو پہونچی تہی۔ لیکن ملایا کی
تاریخ مین اہل جزائر کا اسلام لانا اسطرح بیان ہوا ہے کہ گویا چند سال مین ان سب لوگون
نے اسلام قبول کر لیا تہا۔ اسکا خاص سبب یہہ ہے کہ جو تاریخین عام سینہ ہوتی ہین وہ انمین
چند مشہور لوگون کی وہ نیکنامی اور شہرت منسوب کر دی جاتی ہے جو ان سے پہلے لوگون
کی محنت اور جانکاہی کا فی الحقیقت نتیجہ ہوتی تہی[۱]۔ علاوہ اسکے قدیم زمانہ کے مسلمانون نے

[۱] جرغرنیئے۔ (۱) صفحہ ۹۔

جنکو اس وقت کوئی جانتا بھی نہین ایسی خاموشی اور سہولت سے اسلام کو رواج دیا کہ
تاریخ لکھنے والون کو اونکی خبر تک نہ ہوئی۔ مورخون کا ہمیشہ یہ حال رہا ہے کہ بادشاہون
اور امیرون یا ایسے لوگون کے حالات کی طرف تو انکو توجہ رہی جو بادشاہون سے
تعلق رکھتے تھے لیکن اور لوگون کا اُنکو خیال نہ آیا۔ غرض ان جزیرون مین تبلیغ اسلام کے
متعلق چونکہ زیادہ معلومات حاصل نہین ہوسکتی اسلیے جسقدر حالات دریافت ہوسکتے ہین انہین پر
اکتفا کرنی چاہیئے۔

اس لیے اب یہ تجویز ہے کہ جزیرہ جاوا مین تبلیغ اسلام کا حال تاریخ جاوا کے متعلق
تحریر کیا جاوے۔ جاوا کی تاریخ مین اگرچہ بہت سے قصے اور متناقض حالات درج ہین
لیکن اس تاریخ کو تاریخی وقعت ضرور حاصل ہے کیونکہ جن قدیم داعیان اسلام کا اوسمین
ذکر ہے اونکی قبرون کے کتبون اور برباد شہرون کے آثار قدیمہ سے ان حالات کی تصدیق
ہوتی ہے۔ جس صورت مین کہ معلومات کے لیئے اور مستند ذریعے موجود ہی نہین تو ذیل
کا بیان صحیح تصور کرنا چاہیئے مگر اسکا ضرور لحاظ رہے کہ شخصی کوششون پر کہ محض فلان
فلان بزرگ کی کوشش سے اسلام سب لوگون مین شائع ہوگیا زیادہ بھروسا نہ کیا جاوے۔

جزیرہ جاوا مین تبلیغ اسلام کی ابتدا اسی جزیرہ کے ایک شخص نے بارہوین صدی
عیسوی کے خاتمہ کے قریب کی۔ پجاجرن کے بادشاہ نے جسکی سلطنت جاوا کے
مغربی حصہ مین تھی دو لڑکے اپنے بعد چھوڑے۔ بڑے لڑکے نے سوداگری کا پیشہ
پسند کیا اور تاجر بنکر ہندوستان کو روانہ ہوا اور سلطنت چھوٹے بھائی کے سپرد کی جو
جو سنہ ۱۱۹۰ء مین پربومندگ سری کے نام سے پجاجرن کے تخت پر بیٹھا
بڑا بھائی جو سوداگر ہوگیا تھا ملکون مین سیر و سیاحت کرتا ہوا چند
تاجرون سے ملا اور اون کی ہدایت سے مسلمان ہوکر اوس نے
اپنا نام حاجی پروا رکھا۔

جب حاجی پروا وطن کو واپس آیا تو اوسنے ایک عرب درویش کی مدد سے اپنے بہائی یعنی سجاجرن کے بادشاہ اور اوسکے خاندان کو مسلمان کرنا چاہا۔ لیکن اوسکو کامیابی نہین ہوی۔ اور وہ بادشاہ اور اوسکی کافر رعایا کے خوف سے جنگل کو بہاگ گیا اور پہر اوسکا کچہہ حال کسی نے نہ سنا۔[1]

چودہوین صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ مین دعوت اسلام کی ایک تحریک کے بانی مولانا ملک ابراہیم تھے جو جزیرہ جاوا کے ایک مشرقی ساحل پر پہونچے۔ انکے ساتہہ چند مسلمان اور بہی تہے ملک ابراہیم گریسیک کے شہر کے قریب جو جزیرہ مدورا کے مقابل واقع تہا آباد ہوگئے۔ حضرت زین العابدین کی اولاد سے وہ اپنے تئین بتاتے تہے اور راجہ چرمان کا اپنے تئین پہوپی کا بیٹا بہائی کہتے تہے[2] ملک ابراہیم گریسیک مین آباد ہوکر تبلیغ مین مصروف ہوے اور تہوڑے عرصہ مین نومسلمون کی ایک جماعت پیدا کرلی اسکے بعد راجہ چرمان اونکے پاس اس نیت سے آیا کہ مجاپہت کے ہندو راجہ کو مسلمان کرے اور اپنی لڑکی اسے اسکا نکاح کرکے راجہ سے قرابت پیدا کرے۔ راجہ چرمان نے توجاوا مین پہونچتے ہی اپنے بیٹے کو مجاپہت کے راجہ کے پاس تعین ملاقات کے لیئے روانہ کیا اور خود ایک مسجد کی تعمیر مین مصروف ہوا اور لوگون کو مسلمان کیا آخرکار دونون راجاؤن مین ملاقات ہوی لیکن اس ملاقات سے راجاؤن کے دل پر جو کچہہ عمدہ اثر ہوا اوسکا نتیجہ اسلیے نہ پیدا ہوسکا کہ راجہ چرمان کے لوگون مین وبا پہیل گئی اور راجہ کی بیٹی اور تین بہتیجے جو راجہ کے ساتہہ آئے تہے اور بہت لوگ وبا سے مرگئے اور راجہ اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ اس ناگہانی آفت نے مجاپہت کے راجہ کو مسلمانون کے مذہب سے بدگمان کردیا اور اوسنے کہا کہ اگر یہ دین اچہا ہوتا تو اپنے معتقدون کو اس سخت

---

[1] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۳۴۲ ۔ ر افلز دوسری جلد صفحہ ۱۰۴ و ۱۸۳ (مطبوعہ سنہ ۱۸۳۰ء) [2] چرمان کا موقع تحقیق نہین ہوسکا ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۴) نے قیاس کیا ہے کہ شاید چرمان کی ریاست ہندوستان مین کہین تہی۔

بلا سے محفوظ رکھتا۔ غرض یہہ اسلامی تحریک ناکامیاب رہی۔ جیرمان کا راجہ اور راجہ کے مصاحبین جو وبا سے بچ گئے تھے اپنے وطن کو روانہ ہوے اور ملک ابراہیم اپنے عزیزون اور مسلمانون کی قبرون کی حفاظت کے لیئے گرنسیک کے شہر مین آباد ہو گئے[۵۱] اس واقعہ کے اکیس برس بعد یعنی ۱۴۱۹ء مین اونھون نے انتقال کیا اور گرنسیک مین دفن ہوے جہان اونکے مزار کی زیارت ہوتی ہے کہ وہ جاوا کے سب سے پہلے ولی اللہ تھے۔

ملک ابراہیم کے انتقال سے چھہ برس پہلے یعنی ۱۴۱۳ء مین شہنشاہ چین نے ایک سفارت جاوا کو روانہ کی۔ چین کا ایک مسلمان اس موقع پر ترجمان کی حیثیت سے سفارت کے ساتھہ گیا۔ اس شخص نے اپنی کتاب مین جو سواحل بحر کے ذکر مین ہے مسلمانون کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جاوا مین تین قسم کے لوگ ہین ایک تو مسلمان ہین جو مغربی اطراف سے آکر یہان آباد ہو گئے ہین۔ ان مسلمانون کی پوشاک اور غذا صاف اور عمدہ ہے۔ دوسرے چین کے لوگ ہین جو اپنے ملک سے بھاگ کر یہان آئے ہین۔ یہہ لوگ بھی اچھا کھانا کھاتے ہین اور اون مین سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا ہے تیسرے قسم کے لوگ یہان کے اصلی باشندے ہین جو بہت بدہیئت اور بدصورت ہین سر مین کنگھی تک نہین کرتے۔ ننگے پیر پھرتے ہین اور شیطانون کی پرستش کرتے ہین۔ انکا ملک بدھ کی کتابون مین شیطان کا ملک لکھا گیا ہے[۵۲]۔

اب ہم اوس زمانہ کے قریب آن پہونچے ہین کہ جزیرۂ جاوا مین تبلیغ اسلام کو ایک صدی گذر لی ہے اور مسلمانون کی حکومت اورون پر غالب آنیوالی ہے۔ لیکن اس موقع پر جزیرۂ جاوا کے چند تاریخی حالات اس غرض سے ضروری ہین کہ اہل عرب کے مذہبی

---

۵۱ آج کل ان قبرون کی جو کچھہ حالت ہی اوسکا ذکر ویتھ نے اپنی کتاب کی صفحہ ۱۰۵ پر لکھا ہی۔ ایک قبر کا کتبہ پر کچھہ عربی عبارت ابھی تک کھائی دیتی ہی ویتھ صفحہ ۱۰۵ ۵۲ گرونولٹ ساتوین جلد صفحہ ۴۹ - ۵۰ -

تعصب سے اس جزیرہ مین مسلمانون کی حکومت قائم نہین ہوی بلکہ خود جاوا کے مسلمان باشندون[۵۱] نے اس تحریک کو پیدا کیا کہ سلطنت کو کفار وطن کے قبضہ سے نکال لین اور اوسکے لیے جہاد کا اعلان نہ کرین بلکہ ایک ایسے شخص کے صلاح کار و مشیر بنکر اس مقصد کو حاصل کرین جسکو تخت کا دعوی اور ایک بے انصافی کا بدلہ لینا تہا[۵۲]۔

جزیرہ جاوا کی کیفیت یہ تہی کہ اوسکے مشرقی صوبجات جو دولت اور آبادی اور تہذیب کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ تہے اون پر مجاپہت کی ہندو سلطنت حکمران تہی۔ اور اوسکے مغربی حصہ مین جریبون کی سلطنت تہی اور کچہہ چہوٹی خودمختار ریاستین تہین جزیرہ جاوا کا باقی جسقدر ملک تہا جسمین مغربی گوشہ کے اضلاع بہی شامل تہے وہ راجہ پجاجرن کی حکومت مین تہا۔

مجاپہت کے راجہ نے چمپا کے راجہ کی بیٹی سے شادی کی چمپا کی ریاست کمبودیا کے ملک اور خلیج سیام کے مشرق مین ہے۔ اس رانی کو اپنے راجہ کی ایک حرم سے عداوت پیدا ہوی اور مجاپہت کے راجہ نے اس حرم کو اپنے بیٹے اریادامر کے پاس بہجوا دیا جو سمطرہ مین پالم بنگ کا حاکم تہا یہان پہونچکر اس حرم کے ہان لڑکا پیدا ہوا جسکا نام ردن پاتا رکہا گیا اور حاکم پالم بنگ نے اس سوتیلے بہائی کو اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ چند سال کے بعد اس لڑکے نے اپنی ماں کے ساتہ بدسلوکی ہونے کا راجہ مجاپہت سے کیسا سخت انتقام لیا۔ راجہ چمپا کی دوسری بیٹی نے ایک عرب سے شادی کر لی تہی جو چمپا مین اسلام کا وعظ کہنے گیا تہا[۵۳]۔ اوسکے ہان بہی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ردن رحمت رکہا گیا اور اوس کے باپ

---

[۵۱] کرن صفحہ ۱۲۔ [۵۲] ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۶۔ ۱۹۸۔ رافلز دوسری جلد صفحہ ۱۱۳۔ ۱۲۲

[۵۳] چمپا مین مقبرون اور مینارون کے قدیم آثار ابتک موجود ہین (باستین۔ پہلی جلد ۴۹۸۔ ۴۹۹۔

نے بہت کوشش اور اہتمام سے اوسکو علم دین سکھایا۔ چنانچہ آجتک اہل جاوا ردن رحمت کو بہت تعظیم سے یاد کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ جاوا کے اولیاے عظام مین سے تھا[1]۔ جب ردن رحمت کی عمر بیس برس کی ہوی تو والدین نے چند خطوط اور تحائف دیکر مجاپہت کے راجہ کے پاس جو رشتہ مین ردن رحمت کا خالو ہوتا تھا اوسکو روانہ کیا۔ ردن رحمت رستہ مین ٹھہر کر پالم بنگ مین دو مہینے تک اریادامر کا مہمان رہا اور قریب تھا کہ دامر کو مسلمان کر لیتا لیکن رعایا کے خوف سے جو اپنے قدیم مذہب کو مانتی تھی دامر علانیہ مسلمان نہ ہوسکا۔ اب ردن رحمت پالم بنگ سے رخصت ہو کر گرسیک کے شہر مین آیا جہان مولانا شیخ جمادی الکبری نے جو عرب کے رہنے والے اور بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ ردن رحمت کا استقبال کیا اور کہا کہ "مشرقی جاوا مین جس ولی اللہ کے آنے کی مدت سے خبر تھی وہ تم ہی ہو۔ اب بت پرستی کا زوال قریب آن پہونچا ہے اور تمھاری کوشش سے بہت لوگ راہ راست پر آوینگے"۔ مجاپہت کے راجہ اور رانی نے ردن رحمت کی بہت خاطر و مدارات کی۔ راجہ خود مسلمان ہونے پر راضی نہین ہوا لیکن اوسکو ردن رحمت سے ایسا

[1] جن لوگون کا ذکر یہان آیا ہے اونکے رشتے اور تعلقات ذیل کے شجرے سے بخوبی معلوم ہوجائینگے۔

راجہ چمپا
- درا دتی = انگا وجیا (یعنی مجاپہت کا راجہ) = حرم
  - اریادامر
    - ردن حسین
  - ردن پاتا (حرم سے) = بیٹی
- بیٹی = ایک عرب
  - ردن رحمت
    - بیٹی = ردن پاتا
    - بیٹی = ردن پاکو
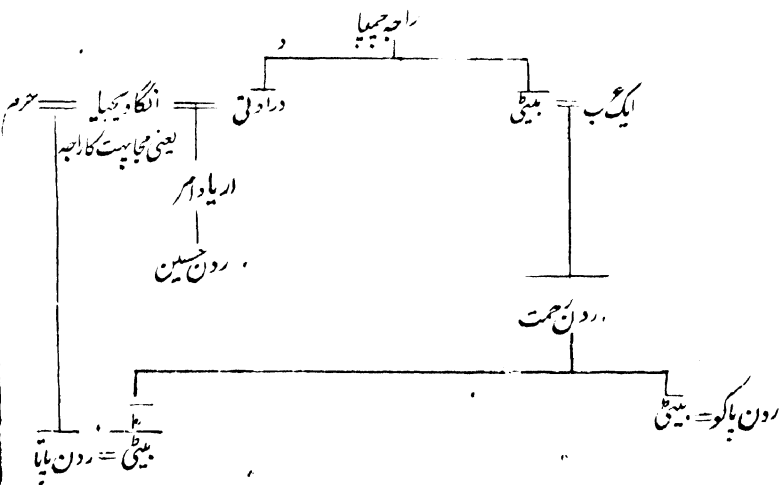
اُنس پیدا ہوا کہ امپل کے شہر مین تین ہزار خاندانون کا اوسکو حاکم مقرر کردیا۔ امپل کا شہر
جاوا کے مشرقی ساحل پر گریسیک کے شہر سے کسی قدر جنوب مین واقع تھا راجہ نے ردن رحمت
کو اجازت دی کہ اپنے مذہب کی علانیہ پیروی کرے اور لوگون کو مسلمان کرے۔

اب امپل کا شہر جزیرہ جاوا مین دارالاسلام بن گیا اور حاکم امپل یعنی ردن رحمت کا نام
کہ وہ کس جوش و مسرت سے رعایا کو مسلمان کرتا ہے دور و نزدیک مشہور ہو گیا۔ اس شہرت
کو سُنکر ایک شخص مولانا اسحاق امپل مین آئے کہ تبلیغ مین ردن رحمت کی مدد کرین۔
ردن رحمت نے مولانا اسحاق کو بالم بنگن کی ریاست مین اشاعت اسلام کے لیئے مقرر کیا
بالم بنگن کی ریاست جزیرۂ جاوا کے مشرقی گوشہ مین تھی مولانا اسحاق نے یہان پہونچکر
بالم بنگن کے راجہ کی بیٹی کا علاج کیا جو کسی سخت مرض مین مبتلا تھی۔ اور اوسکو شفا ہوی
بادشاہ نے اسکے شکریہ مین مولانا اسحاق سے اس لڑکی کی شادی کردی۔ شادی ہوتے
ہی شہزادی مسلمان ہو گئی۔ راجہ نے بھی مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی اور مولانا
اسحاق سے وعدہ کیا تھا کہ اگر شہزادی کو شفا ہو گئی تو وہ مسلمان ہو جائیگا۔ لیکن جسوقت
اسحاق نے اس وعدہ کو یاد دلایا اور اصرار کیا کہ حسب وعدہ راجہ مسلمان ہو تو راجہ نے اسحاق کو
اپنے ملک سے نکلوا دیا اور شہزادی کے ہان جو بچہ پیدا ہونیوالا تھا اوسکے قتل کا حکم بھی
پہلے ہی سے دیدیا۔ لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو شہزادی نے گریسیک کے شہر مین ایک دولتمند
مسلمان بیوہ[۵۱] کے پاس اس بچہ کو خفیہ روانہ کردیا۔ اس بیوہ نے بچہ کو ماں کی طرح پرورش کیا
اور بارہ برس کی عمر تک اوسکی غور و پرداخت کی۔ اسکے بعد اوسکو ردن رحمت کے سپرد
کردیا۔ ردن رحمت نے جب اس لڑکے کا حال سنا تو اوسکا نام ردن پاکو رکھا۔
اور کچھہ عرصے کے بعد اپنی لڑکی سے اوسکی شادی کردی۔ اسکے بعد ردن پاکو نے

---

۵۱ اہل جاوا اب تک اس مسلمان بیوہ کو بہت تعظیم کے ساتھہ یاد کرتے ہین اور اوسکے مزار کی زیارت
کو جاتے ہین۔ دیکھو پرد موند صفحہ ۱۸۶۔

گری کے شہر مین جو گریسیک سے جنوب مین واقع تہا ایک مسجد تعمیر کی۔ اور ردن پاکو کو ایسی شہرت ہوی کہ ہزارون آدمی اسلام قبول کرنے کے لیئے اوسکے پاس آیئے اب ردن پاکو کا رسوخ ایسا بڑہا کہ ردن رحمت کے انتقال کے بعد راجہ مجاپہت نے اوسکو امپیل اور گریسیک کا حاکم مقرر کردیا۔ اس اثنا مین چند اور مسلمان بہی گریسیک کے شہر سے تبلیغ اسلام کے لیئے روانہ ہوے۔ ردن رحمت کے دو لڑکون نے جاوا کے شمال مشرقی ساحل پر مختلف مقامات مین سکونت اختیار کی۔ اور وہان کے اکثر لوگونکو مسلمان کرکے شہرت اور نیکنامی حاصل کی۔ ردن رحمت نے شیخ خلیفہ حسین کو جزیرۂ مدورا مین اشاعت کے لیئے بہیجا جو گریسیک کے سامنے واقع تہا خلیفہ حسین نے مدورا مین ایک مسجد بنائی اور بہت لوگون کو مسلمان کیا۔

مغربی صوبجات جاوا مین شیخ نور الدین ابراہیم تبلیغ اسلام مین کوشش کرتے تہے یہہ بزرگ مدت تک مجمع الجزائر مین سیر و سیاحت کے بعد ۱۴۱۲ء مین جربون مین آباد ہوگئے۔ یہان ایک میر وصہ کا اونہون نے علاج کیا اور اوسکو شفا ہوی اس بات سے شیخ نور الدین کو بہت شہرت ہوی اور ہزارہا لوگ مسلمان ہونے کے لیئے اونکے پاس آئے۔ ابتدا مین ملک کے سردارون نے اونکی مخالفت کرنی چاہی لیکن یہہ دیکہکر کہ اس مخالفت کا انجام کچہہ نہوگا ان سردارون مین سے بہی اکثر نے اسلام قبول کرلیا۔

اب ہمکو اریا دامر کا ذکر کرنا چاہیئے جو پالم بنگ کا حاکم تہا معلوم ہوتا ہے کہ دامر نے اپنے بچون کو اوسی مذہب مین تعلیم و تربیت دی تہی جسکو وہ خود رعایا کے خوف سے قبول نہ کرسکا تہا۔ ردن پاتا کی عمر جب بیس برس کی ہوی تو دامر نے ردن پاتا اور اپنے بیٹے ردن حسین کو جو ردن پاتا سے دو برس چہوٹا تہا پالم بنگ سے جاوا کو روانہ کیا اور یہ لوگ گریسیک کے شہر مین اترے۔ ردن پاتا کو اپنے حسب نسب کا حال معلوم تہا او

سلہ ویث (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۹-۱۹۰-

اوسکی مان کے ساتھہ جو بدسلوکی ہوئی تہی اوسکے انتقام کے لیئے وہ غیظ و غضب مین بہرا تہا
اسلیے ردن پایتا نے ردن حسین کے ساتھہ مجاپہت جانے سے انکار کیا اور امپل کے شہر
مین ردن رحمت کے پاس ٹھہر گیا۔ ردن حسین مجاپہت کو روانہ ہوا۔ راجہ نے اوسکی بہت
خاطر کی اور ایک ضلع کا اوسکو حاکم مقرر کیا اور کچہہ عرصہ کے بعد ردن حسین لشکر مجاپہت کا
سپہسالار مقرر ہوا۔

اسی عرصہ مین ردن پایتا نے ردن رحمت کی پوتی پالوہی سے نکاح کر لیا اور وہ بنتارا
مین آباد ہو گئے۔ بنتارا گرسیک کے شہر سے مغرب مین بہت محفوظ جگہہ واقع تہا اور اوسکے
چارون طرف دلدل کئی مین دور تک پہیلی ہوی تہی جس وقت راجہ مجاپہت نے سنا کہ
بنتارا مین کچہہ لوگ آباد ہوے ہین تو اوسنے ردن حسین کو ردن پایتا کے پاس بہیجا اور
حکم دیا کہ بنتارا کا سردار یعنی ردن پایتا ہمارے سامنے حاضر ہو کر اطاعت قبول کرے ورنہ
بنتارا بالکل مسمار کر دیا جاویگا۔ ردن حسین نے بنتارا پہونچکر ردن پایتا کو اسطرح سمجہایا کہ
وہ مجاپہت مین چلا آیا اور دربار کے لوگون نے اوسکی صورت مین راجہ کی شباہت دیکہی
یہان ردن پایتا کی بہت عزت ہوی اور راجہ کی طرف سے وہ بنتارا کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔
لیکن اوسکے دل مین انتقام کی آگ برابر سلگ رہی تہی اور باپ کی سلطنت کو غارت کرنیکے
لیے وہ بالکل تیار تہا مجاپہت سے روانہ ہو کر ردن پایتا امپل کے شہر مین آیا اور ردن رحمت
سے اوسنے اپنے تمام منصوبے کہے۔ ردن رحمت نے اوسکے غصہ کو کم کرنا چاہا اور کہا
کہ باپ نے اوسکے ساتھہ ہمیشہ مہربانی کی ہے اسلیے اوسکو مخالفت کرنی زیبا نہین ہے
اول تو راجہ بڑا نیک اور عادل اور ہر دلعزیز ہے پہر یہ کہ مسلمان ہو کر ردن پایتا اپنے باپ
سے لڑائی نہین کر سکتا اور نہ کوئی ایسی حرکت کر سکتا ہے جس سے باپ کو نقصان پہونچے
لیکن ردن پایتا پر ان نصیحتون کا کچہہ اثر نہ ہوا اور وہ بنتارا کو واپس چلا آیا۔ بنتارا کی آبادی
روز بروز بڑہتی جاتی تہی اور قرب و جوار کے لوگ کثرت سے اسلام قبول کرتے تہے۔

ردن پاتا نے اس عرصہ مین ایک بڑی مسجد بنانے کی تجویز کی لیکن جب تعمیر شروع ہوئی تو امپیل کے شہر سے ردن رحمت کے بیمار پڑنے کی خبر آئی - ردن پاتا فوراً امپیل کو روانہ ہوا اور وہان پہونچکر دیکھا کہ جزائر کے مشہور و معروف اعیان اسلام اوس شخص کے بستر کے گرد جمع ہین جسکو تمام عمر وہ اپنا سردار تسلیم کرتے رہے تھے - ان تیمارداروں مین ردن رحمت کے دونون بیٹے تھے جو جاوا کے شمال مشرقی ساحل پر رہتے تھے اور مولانا اسحاق کا بیٹا ردن پاکو تھا جو گری کے شہر مین آباد ہوا تھا - اور پانچ شخص اور تھے - کچھہ عرصے کے بعد ردن رحمت نے قضا کی - اور اب ردن پاتا کے منصوبون مین جو شخص مزاحم تھا وہ باقی نہ رہا - ردن رحمت کے انتقال کے بعد یہہ آٹھون اعیان اسلام ردن پاتا کے ساتھہ بنتارا کو گئے اور مسجد کے انصرام تعمیر مین مدد کی[۵۱] - ان سب لوگون نے متفق ہوکر حلف لیا کہ سلطنت مجاپہت کے خلاف ردن پاتا کی مدد کرینگے - جاوا مین اور جسقدر بڑے مسلمان سردار موجود تھے وہ بھی اس سازش مین شریک ہوے - البتہ ردن حسین اخیر وقت تک اپنے بادشاہ کا خیر خواہ رہا اور اوسنے ان باغی مسلمانون کا ساتھہ دینے سے انکار کیا -

آخرکار لڑائی شروع ہوئی جسکی تفصیل کی یہان کچھہ ضرورت نہین ہے - فقط یہ لکھنا کافی ہے کہ ۱۴۷۸ء مین سات روز کی سخت لڑائی کے بعد مجاپہت کے راجہ کو شکست ہوئی اور جزیرہ جاوا کے مشرقی حصہ مین ہندوون کے راج کی جگہہ اسلامی حکومت قائم ہوگئی - اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد ردن حسین دشمنون کے خوف سے قلعہ بند ہوا لیکن مجبور ہوکر ردن پاتا کی اطاعت قبول کی - اور امپیل کے شہر مین وہ حاضر کیا گیا جہان اوسکا دودھہ بھائی ردن پاتا بہت مہربانی سے اوسکے ساتھہ پیش آیا - ۱۴۸۱ء مین مجاپہت کے وہ لوگ جو ہندو مذہب پر قائم رہے بھاگ کر جزیرہ بالی مین آباد ہوگئے جہان ابتک شیو کی پرستش کثرت سے جاری ہے[۵۲] کچھہ لوگون نے یہہ کہا کہ مجاپہت کے

---

[۵۱] یہ مسجد ابتک موجود ہے اور اہل جاوا اس مسجد کو تمام مقدس مقامات مین سب سے زیادہ مقدس اور متبرک سمجھتے ہین -

[۵۲] جزیرہ بالی کے اکثر باشندون نے ابتک مسلمانونکی اس کوشش کو رد کیا ہے کہ کسی طرح مسلمان کرلیے جاوین

شہزادون کی مدد سے چہوٹی چہوٹی عملداریان علیحدہ قائم کرلین اور دارالسلطنت مجاپہت کی فتح کے بعد کچہہ عرصہ تک یہ لوگ اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے۔

جزیرۂ جاوا کے مشرقی حصہ مین تو یہ واقعات پیش آرہے تہے ادر اودہر مغربی جزیرہ مین داعیان اسلام بیکار نہ تہے شیخ نورالدین ابراہیم نے جربون سے اپنے بیٹے حسن الدین کو بانٹم مین تبلیغ کے لیئے روانہ کیا تہا۔ بانٹم جزیرۂ جاوا کا مغربی صوبہ ریاست پجاجرن کے تحت مین تہا۔ حسن الدین کو یہان بہت کامیابی ہوئی اور جو لوگ اسلام لائے اونمین آٹہہ سو بت پرست ایسے تہے جو تارک الدنیا ہو چکے تہے۔ بانٹم کی تاریخون مین لکہا ہے کہ حسن الدین نے لوگون کو صرف وعظ و نصیحت سے مسلمان کیا تہا۔ تلوار سے اوسنے اپنے مذہب کی کبہی اشاعت نہین کی[۱] اسکے بعد حسن الدین اپنے باپ کے ساتہہ حج کے لیئے کعبہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور جب واپس آئے تو مجاپہت پر حملہ کرنے مین دِمِن یا تا کی مدد کی تہی۔

جاوا کے مغربی حصہ مین اسلام کی اشاعت ایسی جلد نہین ہوئی جیسے کہ مشرقی حصہ مین ہوئی تہی۔ کیونکہ یہان شیو کے پوجاریون او مسلمانون مین سخت نزاع رہا۔ اور غالباً سولہوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے پجاجرن کی بت پرست سلطنت کو مسلمان غارت نہ کرسکے[۲] پجاجرن کی نسبت جاوا کی تاریخ مین لکہا ہے کہ ایک زمانہ مین یہ سلطنت جزیرہ کی مغربی ریاستون پر بہی حکمران تہی۔ اس سلطنت کے علاوہ بت پرستون کی اور

بقیہ صفحہ ۴۰۵ لیکن وقتاً فوقتاً کچہہ کچہہ لوگ مسلمان ہوتے رہے ہین [illegible] کی آبادی مین سے صرف [illegible] آدمی مسلمان ہوے اس جزیرہ کا موقع تجارت کے لحاظ سے ایسا عمدہ ہے کہ بہت سے مسلمان اس جزیرہ کے ساحل پر آئے اور وہان آباد ہو گئے ان نو آباد مسلمانون مین سے بعض نے تو جزیرہ کے باشندون سے کچہہ بحث نہ کی لیکن بعض مسلمان ایسے تہے جنہون نے بالی کی عورتون سے نکاح کیے اور یہان کے لوگون مین مل جل کر رہنے لگے اور یہ اسی قسم کے مسلمانون کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ بالی کے مسلمانون کی ترقی ہوئی اور وہ ایسے پرہیزگار اور متقی مسلمان ہو گئے جنکا اثر بالی کے بت پرستون پر بہت کچہہ پڑا ہے۔ ...... فریڈرک صفحہ ۱۴۲-۲۴۴

[۱] رافلز۔ دوسری جلد صفحہ ۱۳۶۔ [۲] ویتھ (۲) دوسری جلد۔ صفحہ ۲۵۷-۲۷۰۔

چھوٹی چھوٹی جماعتین ایسی تہین جو مدت تک سلامت ہین اور اون مین [۵۱] سے چند ابہی تک باقی ہین۔ ان بت پرستون مین سے ایک گروہ کے حالات جسکا نام بدوی ہے بہت دلچسپ ہین یہہ لوگ قدیم باشندگان جاوا کی نسل سے ہین اور ابتک اپنے بزرگون کے دین پر قائم ہین جب مجاجرن کی سلطنت کو زوال ہوا تو یہہ لوگ ریاست سے بہاگ کر جنگلون اور پہاڑون مین آباد ہو گئے تا کہ وہان امن و امان سے اپنے آبائی مذہب کے پابند رہین۔ جب کچہہ عرصہ کے بعد ان لوگون نے سلطان بانٹن کی اطاعت قبول کی تو انکو اپنے قدیم مذہب پر سلامت رہنے کی اجازت ملی لیکن اس شرط سے کہ جو لوگ بت پرست رہنا چاہین اونکی تعداد ایک خاص حد سے کبھی تجاوز نہ کرے [۵۲]۔ اور نہایت تعجب کی بات ہے کہ یہہ لوگ ابتک اس شرط کے پابند چلے جاتے ہین حالانکہ جاوا مین ڈنمارک کی حکومت کو اسقدر مدت ہو گئی ہے کہ اس قدیم دستور کی پابندی سے یہہ لوگ بالکل آزاد ہین۔ لیکن ابتک وہ اپنی بستیون مین چالیس خاندانون سے زیادہ نہین آباد ہونے دیتے۔ بلکہ جب کسی بستی مین اونکے گہر اس تعداد سے بڑھ جاتے ہین تو جس قدر خاندان بڑہتے ہین وہ بستی چھوڑکر قریب کے قصبون مین جہان مسلمان زیادہ ہوتے ہین جا بستے ہین [۵۳]۔

اگرچہ جاوا کے مغربی حصہ مین اسلام کی اشاعت اسقدر جلد نہین ہوئی جسقدر اور حصون مین ہوئی تہی لیکن اس مغربی حصہ کے لوگون مین وسط جاوا کے باشندون کی طرح ہندو مذہب کو بخوبی استحکام حاصل نہین تہا اسلئے مذہب اسلام کو بت پرستی کے مقابلہ مین وہان ایسی فتح نصیب ہوئی اور بت پرستی کی جگہہ خود رائج ہونے مین اوسکو اس درجہ کامیابی رہی کہ راجگان مجاپہت کی حدود سلطنت مین بہی اسلام کو یہہ فروغ نہ ہوا۔ مغربی جاوا مین آجکل اسلامی شریعت ایک زندہ قوت ہے اور عربی تہذیب و تمدن کے جو طریقے یہان جاری ہین

---

[۵۱] سنہ ۱۵۹۶ع مین ایک سیاح نے لکہا کہ یہان بت پرستون کی تین سلطنتین تہین جنمین کثرت سے بت پرست رہتے تہے یمان صفحہ ۳۴۴۔ [۵۲] رافلز دوسری جلد صفحہ ۱۳۲–۱۳۳۔ [۵۳] مظلگر صفحہ ۱۷۹۔

وہ اہل جاوا کی زندگی اور طرز حکومت مین بالکل شیر و شکر ہوگئے ہین - اور یہہ لکھا جاتا ہے کہ مغربی جاوا کے مسلمان جنکو تعلیم وہین ملی ہے اور حج کر آئے ہین وہ تمام اہل جاوا مین سب سے زیادہ ہوشیار لائق اور صاحب ثروت ہین [۵۱]-

جاوا مین اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد گو یہان کے اکثر لوگ صدہا برس تک بت پرست رہے لیکن آج کل سوائے تہوڑے لوگون کے جاوا کے کل باشندے مسلمان ہین - اگرچہ ان مسلمانون مین اکثر قدیم رسمین انکے بت پرست باپ دادا کے وقت کی چلی آتی ہین لیکن عام میلان طبیعت اسی طرف ہے کہ مسلمانون کے خیالات اور اونکے افعال و اعمال سب اسلام کی تعلیم و تربیت کے مطابق ہون غرض یہہ صدہا سال کی اشاعت امن و امان کے وسائل سے بتدریج ہوی - اسلامی حکومتون کا اس جزیرہ مین قائم ہونا مذہبی حالات سے تعلق نہین رکہتا بلکہ وہ پولیٹکل تاریخ کا ایک حصہ ہے - وجہ یہہ ہے کہ دعوت اسلام مین بادشاہون کے سبب سے اسقدر ترقی نہین ہوی جسقدر کہ داعیان اسلام کی کوشش سے ہوی -

جس زمانہ مین کہ جاوا کے مسلمان ہندوؤن کی سلطنت کے خلاف بغاوتین برپا کر رہے تہے اور اونکی حکومت کو چہین کر اپنے قبضے مین لانا چاہتے تہے تو اوسی زمانہ مین جزائر ملایا کے اور جزیرون مین داعیان اسلام نے وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے ایسا انقلاب پیدا کیا جسمین لڑائی یا فساد کی ضرورت نہ تہی اور یہہ مسلمان اشاعت مین ایسے سرگرم ہوے کہ انہون نے ہزارون آدمیون کو رفتہ رفتہ مسلمان کر لیا - اب ہم جزائر ملایا مین سے اول جزائر ملوکا کے حالات کی طرف توجہ کرتے ہین -

جزائر ملوکا جزائر ملوکا مین لوگون کی تجارت قدیم زمانہ سے جاری تہی - اور اس تجارت کے سبب سے ملوکا کے باشندون کو مجمع الجزائر کے مغربی جزیرون سے تعلق

[۵۱] فان دیربرگ (۱) صفحہ ۳۵-۳۶ - بونسین صفحہ ۸۰۳ -

پیدا ہو گیا۔ جاوا اور ملایا کے جو نومسلم تجارت کی غرض سے جزائر ملوکا میں آئے انھون نے ساحل کے باشندون مین اسلام کا چرچا کیا[۵۱]۔ جب قوم پرتگیز کے مشہور جہاز ران فرمانند و مگیلان کے ساتھی اپنے وطن کو واپس آئے تو انھون نے ایک عجیب قصہ جزیرۂ ملوکا کی نسبت بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مسلمان تاجرون نے ملوکا کے باشندون مین کس طرح اسلام کی اشاعت کی وہ قصہ یہہ ہے کہ "جزائر ملوکا مین اہل اسپین کے پہونچنے سے چند سال پہلے ان جزیرون کے بادشاہ بقائے روح[۵۲] کے مسئلہ کو تسلیم کرنے لگے تھے۔ اور اس مسئلہ کا یقین اونکو اسطرح ہوا تھا کہ ایک چھوٹا سا پرند اونکی نظر سے گذرا تھا جو ہمیشہ اڑتا رہتا تھا اور کبھی زمین پر یا زمین کی کسی چیز پر نہ بیٹھتا تھا۔ مسلمانون نے جو تجارت کے لیے ان جزیرون مین آئے ہوے تھے جب یہہ بات سُنی تو انھون ملوکا کے بادشاہون سے کہا کہ یہہ چھوٹا پرند جنت مین پیدا ہوا ہے اور جنت وہ جگہہ ہے جہان مرنے کے بعد لوگونکی روحین آرام کرتی ہین۔ ملوکا کی بادشاہون نے یہہ سُنتے ہی اسلام قبول کیا کیونکہ مسلمانون کے ہان جنت کے متعلق جسمین روحین آباد ہونگی عجیب وغریب دعوے کیے گئے ہین[۵۳]"

معلوم ہوتا ہے کہ جزائر ملوکا مین اسلام کی ابتدا پندرہوین صدی عیسوی سے ہوی۔ تیدور کے بت پرست بادشاہ جریلی لیجاتو نے ایک عرب شیخ منصور نامی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا اور اوسکی رعایا مین سے بھی اکثر لوگ مسلمان ہوگئے۔ اور بادشاہ کا نام

---

۵۱ دے بارتس صفحہ ۵۷۹۔۵۸۰۔ ارگنسولا صفحہ ۱۱ (ب) ۵۲ اس زمانہ مین ملوکا کے جزیرہ ترناتی تیدور گیلالا اور باتجان کے بادشاہون کی حکومت مین تھے ان مین ترناتی کا سلطان سب مین زبردست تھا جسکی سلطنت ترناتی اور تھوڑے سے چھوٹے چھوٹے جزیرون مین تھی۔ ہلماہیرا اور سلیبز کا بڑا حصہ اور جزائر امبونا اور باندا بھی اسی سلطان کے قبضہ مین تھے سلطان تیدور تیدور کے جزیرہ اور ہلماہیرا کے ایک حصہ کا اور اُن جزیرون کا بادشاہ تھا جو نیوگنی اور ہلماہیرا کے بیچ مین واقع ہین۔ نیوگنی کے مغربی ساحل اور جزیرہ سیرام مین بھی سلطان تیدور کی سلطنت تھی۔ سلطان گیلالا کی سلطنت ہلماہیرا کے وسط مین تھی اور جزیرہ سیرام کے شمالی ساحل کا بھی کچھ حصہ اوسکے قبضہ مین تھا سلطان باتجان صرف باتجان اور جزائر اوبی پر حکومت کرتا تھا۔ (دے ہولاندر پہلی جلد صفحہ ۵) ۵۳ ماسیمیلیانو ترانسلوانو۔ (راموسیو جلد ۱ صفحہ ۳۵۱۔)

سلطان جمال الدین کہا گیا۔ بادشاہ کی بڑی بیٹی کا نام شیخ منصور کے نام پر منصور رکھا گیا[۵۱] ۱۵۲۱ء
مین فرنانڈو میگیلان پرتگیزی کی موت کے چند سال بعد اہل اسپین کی مہم تیدور مین پہونچی۔
اور منصور نے اسپین کے لوگون کی خاطر و مدارات کی۔ پگافت جو اس مہم کا مورخ تہا
لکہتا ہے کہ بادشاہ تیدور کا نام سلطان منصور تہا اور اوسکی عمر پچاس برس سے زیادہ تہی۔
جزائر ملوکا مین مسلمانون کو آئے ہوے نصف صدی سے زیادہ نہین گذرا تہا[۵۲]۔

ترناتی کے جزیرہ مین جو تیدور سے قریب ہے اسلام کی اشاعت کسی قدر پہلے ہو چکی
تہی۔ اہل اسپین جس زمانہ مین تیدور کے جزیرہ مین پہونچے تو اوسی زمانہ مین پرتگیز جزیرہ ترناتی
مین آئے ترناتی کے لوگون نے پرتگیزون سے کہا کہ اون کے جزیرہ مین اسلام کی اشاعت کو
اسّی برس سے کچہہ زیادہ زمانہ گذرا ہے[۵۳]۔

پرتگیزون کے بیان کے مطابق[۵۴] ترناتی کا سلطان شاہان ملوکا مین پہلا بادشاہ تہا
جو مسلمان ہوا۔ اس سلطان کی نسبت مشہور ہے کہ جزائر ملوکا کی خود مختار بادشاہون مین اوسکو
سب سے بڑا رتبہ حاصل تہا۔ ۱۴۹۵ء مین یہ بادشاہ گریسک کے شہر کو جو جاوا مین
تہا اسلام قبول کرنے کی نیت سے گیا[۵۵]۔ معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ ترناتی مین اسلام نے بتدریج
ترقی کی کیونکہ یہان اسلام کو ایسے لوگون کا مقابلہ کرنا پڑا جو اپنے قدیم مذہب بت پرستی پر
نہایت ثابت قدم تہے اور نو مسلمون مین بہی بت پرستی کی رسمین مدت تک جاری رہین جنہون
نے اونکی طبیعت کو مذہب کی طرف سے شک کی حالت مین رکہا[۵۶]۔

پرتگیزون کے فتوحات نے بہی اسلام کی ترقی کو جو جلد ہونیوالی تہی سست کر دیا۔
جزیرہ ترناتی کے ایک قاضی کو جو لوگونکو اسلام کی تعلیم و تلقین کرتا تہا۔ پرتگیزون نے

---

[۵۱] روبیدے فاندیرا صفحہ ۱۰ [۵۲] پگافت۔ توم ا صفحہ ۶۵-۳۶-۳۶ [۵۳] مصنف دے بارس لکہتا ہے کہ تیدور کے جزیرہ کو تحقیق کرنیکے بعد وہان کے باشندون سے معلوم ہوا کہ اسلام کی وبا کو (نعوذ باللہ) وہان پہیلے ہوے اسّی برس سے کسی قدر زیادہ زمانہ گذرا ہے۔ دے بارس۔ "ایشیا کا بیان" صفحہ ۵۸۰ [۵۴] دے بارس صفحہ ۵۸۰ - [۵۵] بلمیٹر صفحہ ۳۹
[۵۶] ارگنسولا صفحہ ۳-۴ -

جزیرہ سے نکال دیا اور بت پرستون مین عیسائی مذہب کی اشاعت شروع کی جسمین
کامیابی ہوئی لیکن تھوڑی مدت تک رہی[۵۱]۔ کیونکہ جسوقت سولھوین صدی عیسوی کے اخیر حصہ
مین ملوکا کے باشندون کو معلوم ہوا کہ اہل پرتگال خود اپنی مشکلون مین گرفتار ہین تو انہون
نے پرتگیزون کی حکومت سے آزاد ہونے کے لیئے عیسائیون کی خلاف سخت ہنگامے برپا
کیے۔ ان معرکون مین بہت عیسائی شہید ہوے اور اکثر لوگون نے عیسائی مذہب ترک
کیا اور عیسوی دین نے جو کچھ جیتا تھا وہ سب ہار دیا[۵۲]۔ اسی زمانہ سے جزائر ملوکا کے لوگون
کو عیسائیون کی حکومت سے ایسی مخالفت ہوئی کہ مغربی جزیرون سے جو متعدد مسلمان
اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے آئے اونکی خاطر و مدارات زیادہ تر ہونے لگی[۵۳]۔ سترھوین
صدی عیسوی مین اہل ڈنمارک نے اسپین اور پرتگال کے عیسائیون کو نکال کر عیسائی
مذہب کا رہا سہا کام تمام کر دیا۔ اور فرقہ جیسوئٹ (یسوعی) کے پادری جزیرۂ ترناتی
کے دیسی عیسائیون کو ساتھ لیکر جزائر فلپائن مین چلے گئے[۵۴]۔

ترناتی اور تیدور کے بعد جزائر ملوکا کے باقی جزیرون مین اسلام کی اشاعت ہوئی
اور کچھ زمانہ تک صرف ساحل کے باشندون مین تبلیغ اسلام محدود رہی[۵۵]۔ ملوکا کے
چھوٹے چھوٹے جزیرون مین جزیرہ نما ملایا کے نومسلم بالکل آباد ہین۔ اور ان جزیرون
کے اندرونی حصون مین الفر کی قوم بستی ہے۔ کچھ زمانہ کے بعد اس قوم کے لوگ بھی
مسلمان ہوے[۵۶]۔ سنہ ۱۵۲۱ء مین سلطنت گیلالا کا بادشاہ مسلمان تھا یہ ریاست جزیرۂ
ہلماہیرا کے شمال مین مغربی ساحل پر تھی[۵۷]۔ آج کل یہان اسلام کی ترقی کے لیے چند

---

[۵۱] ارگنسولا صفحہ ۱۵ (ب) [۵۲] ارگنسولا صفحہ ۹۷-۹۸- [۵۳] ارگنسولا صفحہ ۱۵۵-۱۵۸ اس مصنف نے ترناتی
کی نسبت لکھا ہے کہ یہ ہی جگہ ہے جہان مختلف مذہبی فرقے موجود ہین اور جہان سے کفر پھیلتا ہے خاصکر مسلمانون کے
ذریعہ سے ۱۵۸۵ء سے جبکہ اہل ڈنمارک اس سمندر مین آئے ہین وہ اپنے ساتھ مسلمان ہلکارن اور قزاقون کا لانا بند نہین کرتے
یہ مسلمان ایشیا کی دولت لوٹ لیتے ہین اور جھوٹا مذہب اپنے ساتھ لاتے ہین جسنے ہزارون آدمیون کو عیسائی مذہب قبول کرنے سے
روک دیا"۔ [۵۴] ان دیسی عیسائیون کی اولاد ابتک جزیرہ لوزان کے صوبہ کاویتی میں موجود ہے۔ (کرافورڈ (۱) صفحہ ۸۵)
[۵۵] اندریسن صفحہ ۲۲۲ [۵۶] فوریسٹ صفحہ ۶۸- [۵۷] پگافت (راموسیو پہلی جلد صفحہ ۳۶۶-

قواعد ایسے منضبط کردیے گئے ہین کہ اسلام کی اشاعت مین اونسے کسی قدر آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔ مثلاً اگر معلوم ہوجاے کہ الفر قوم کے کسی آدمی نے کسی مسلمان عورت سے آشنائی کر رکھی ہے تو حکم ہے کہ یہہ شخص اس عورت سے نکاح کرے اور مسلمان ہوجاوے۔ یا اگر الفر قوم کی کوئی عورت مسلمان سے شادی کرلے تو خاوند کا مذہب اختیار کرنا اوسپر فرض ہے۔ یا جسوقت حکام و سرداران سلطنت مین کمی ہوجاتی ہے تو اس کمی کو پورا کرنے کے لئے امیدوارون کے حقوق پر اسقدر نظر نہین ہوتی جسقدر اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کی طرف ان امیدوارون کو کس درجہ رغبت ہے[۵۱]۔

جزیرہ بورنیو جزیرہ بورنیو مین اسلام کی اشاعت ساحل کے ملکون مین محدود رہی حالانکہ سولھوین صدی عیسوی کے شروع سے اسلام یہان شائع ہونا شروع ہوا تھا اسی زمانہ مین اول بنجر ماسین کی سلطنت مین اسلام پھیلا۔ یہ سلطنت بورنیو کے جنوبی ساحل پر سلطنت مجاپہت کی ماتحت تھی لیکن سنہ ۱۴۷۸ع مین جب مجاپہت کی سلطنت برباد ہوگئی تو بنجر ماسین کی سلطنت[۵۲] آزاد ہوئی مجاپہت کی بربادی پر اوسکی جگہہ کئی اسلامی ریاستین قائم ہوگئی تھین انمین سے ایک ریاست دامک کی تھی جسکے اثر سے بنجر ماسین کے لوگون نے اسلام قبول کیا۔ بنجر ماسین کے لوگون کے مسلمان ہونے کا حال یہہ ہے کہ انھون نے ایک بغاوت کو فرو کرنے کے لیئے دامک[۵۳] کی ریاست سے کمک چاہی اور جزیرہ جاوا سے مسلمانونکی ایک جمعیت روانہ ہوئی جسنے بغاوت کو رفع کرکے رعایا کو مسلمان کیا۔ سنہ ۱۵۲۱ع[۵۴] مین جسوقت اہل اسپین ونی کے شہر مین پہنچے جو بورنیو کے شمال مغربی ساحل پر تھا تو معلوم ہوا کہ برونی کا بادشاہ مسلمان ہے[۵۵]۔ سنہ ۱۵۵۰ع مین بورنیو کی مغربی ساحل پر سکدانا کی شہر مین اہل عرب نے اپنے مذہب کو رواج دیا[۵۶]۔

---

[۵۱] کاین صفحہ ۳۴۶ [۵۲] دولورئیے صفحہ ۵۲ [۵۳] دامک جزیرہ جاوا کے شمالی ساحل پر ہے اور جزیرہ بورنیو کے جنوبی کنارہ کے سامنے واقع ہے۔ [۵۴] باکمان صفحہ ۲۳۶-۲۳۹- [۵۵] پکافٹ امونسٹو- توم ا- صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ [۵۶] "ہندو سلطنت مجاپہت کے چند لوگون نے سکدانا مین آباد ہوکر سکدانا کی حکومت قائم کی" (دے ہولاندر- دوسری جلد- صفحہ ۶۲) اس لئے ضرور ہے کہ اہل جاوا کے مسلمان ہونے کے بعد سکدانا کی ریاست مین اسلام شائع ہوا۔

یہہ عرب پالم بنگ سے جو جزیرہ سمطرہ مین واقع تہا سکدانا مین آئے تہے[۵۱]۔ یہان کے بادشاہ نے اپنے آبائی مذہب کو چہوڑنے سے انکار کیا تہا لیکن اوسکی موت سے پہلے سنہ ۱۵۹۰ع تک جو چالیس برس کا زمانہ گذرا اوسمین اہل عرب نے سکدانا مین اسلام کو بہت ترقی دی۔ اس بادشاہ کا جانشین جب تخت پر بیٹہا تو اوسنے اسلام قبول کیا اور قریب کے جزیرہ کا ایک بادشاہ تہا جسکی بیٹی سے اوسنے اپنی شادی کی۔ اس بادشاہ کے جزیرہ مین اسلام کو شائع ہوے غالباً کچہہ مدت ہوگئی تہی[۵۲]۔ سنہ ۱۶۰۹ع مین سکدانا کے پہلے مسلمان بادشاہ کے عہد مین فرانس کا ایک سیاح[۵۳] سکدانا مین آیا اور اوسنے لکہا کہ "ساحل پر بالعموم مسلمانون کا مذہب رائج ہے۔ لیکن جزیرہ کے وسط مین لوگون کا مذہب بت پرستی ہے۔"

سکدانا کی ریاست مین جب اسلام کی ترقی ہوئی تو مکہ معظمہ سے جو اسلامی دنیا کا مرکز ہے اُس دور و دراز جزیرہ کی طرف توجہ ہوئی اور ایک عرب شیخ شمس الدین مکہ سے سکدانا مین آئے اور جس زمانہ مین وہ یہان پہونچے تو سکدانا مین پہلے مسلمان بادشاہ کا جانشین سلطنت کرتا تہا۔ شیخ شمس الدین اپنے ہمراہ کلام مجید کی ایک جلد اور ایک انگوٹہی اور بادشاہ سکدانا کے نام کا ایک خط لائے۔ اس خط مین بادشاہ کو جو دین کا بڑا حامی تہا سلطان محمد صفی الدین کا خطاب دیا گیا تہا[۵۴]۔

اٹہارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین لکہا گیا کہ جزیرہ بورنیو کے شمالی حصہ مین ایدان کی ایک قوم آباد تہی جو ساحل بورنیو کے مسلمانون کو بڑی عزت کی نگاہ سے اسلیے دیکہتی تہی کہ ابہی تک اس قوم کا مذہب وہ نہین تہا جو مسلمانون کا مذہب ہے[۵۵]۔ ڈل ریمل جو سنہ ۱۷۶۱ع

---

۵۱ دوزی (۱) صفحہ ۳۸۶۔ ۵۲ ویث (۲) پہلی جلد۔ صفحہ ۱۹۳۔ ۵۳ اولیور دے لورت۔ "بحری سفر کے حالات" چودہوین جلد ۲۲۷ (مطبوعہ ہیگ سنہ ۱۷۵۶ع) ۵۴ سلطان صفی الدین نے سنہ ۱۶۷۷ع مین انتقال کیا۔ اس بادشاہ کے باپ نے غالباً اپنا کوئی اسلامی نام نہین رکہا تہا بلکہ مسلمان ہونیکے بعد بہی وہ پانمبہان گری کے ملکی قدیم نام سے مشہور رہا (نیتسر صفحہ ۱۴۔۱۵)

۵۵ فوریست، صفحہ ۲۷۱۔

سے ۱۸۴۶ء تک جزیرہ بورنیو مین مقیم رہا اوسنے ایران کے متعلق تحقیقات کرکے لکھا ہے
کہ "قوم ایدان کے لوگ اپنی جہالت پر متاسف ہین اور اسلیئے دل ہی دل مین بہت خفیف
رہتے ہین ۔ جسوقت یہہ لوگ مسلمانون کے گھرون مین یا مسلمانون کے جہازون پر آتے
ہین تو مسلمانون کی بیحد تعظیم کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ مسلمان وہ ہین جنکو اپنے پروردگار
کا علم حاصل ہے ۔ جس جگہہ مسلمان سوتے ہین وہان یہہ ایدان بیٹھتے نہین اور مسلمان جس ڈبیا
مین سے چونا نکال کر کہاتے ہین اوسمین سے یہہ لوگ خود انگلیان ڈالکر چونا نہین نکالتے
بلکہ مسلمان جب خود اونکو پان یا چونا دیتے ہین تو بہت ادب سے لیتے ہین اور جس خدا کو وہ
خود نہین جانتے اوسکی الوہیت کے اقرار مین وہ ایسے لوگون کے سامنے جو خدا کا علم رکھتے
ہین ہر بات مین عجز و انکسار ظاہر کرتے ہین[1]" لیکن ۱۸۴۶ء کے بعد ایدان کی قوم نے اسلام
قبول کر لیا[2] ۔ اور اس قوم کا مسلمان ہونا اون متعدد مثالون مین سے ایک مثال ہے جنمین
اسلام نے ایسی قومون مین جو تہذیب و تمدن کے اعتبار سے کم درجہ رکھتی تہین بہت جلد
اپنا اثر پہیلایا ۔ جزیرہ بورنیو مین مختلف قومون کے لوگ مثلاً عرب بوگی ملایا اور چین کے
باشندے وقتاً فوقتاً آباد ہوے ۔ ساتوین صدی عیسوی سے ان قومونکی آبادیان یہان
قائم ہوئین[3] ۔ مختلف ملکون کے غلام بہی یہان آباد کیے گئے ۔ اسی وجہ سے آجکل بورنیو
کے مسلمان بالکل مخلوط نسلون کے لوگ ہین[4] ۔ یہہ غیر ملک کے باشندے جسوقت
بورنیو مین آباد ہوے تہے تو اوسوقت اون مین سے اکثر بت پرست تہے اور بورنیو کے
اصلی باشندون سے جنکو دیاک کہتے تہے وہ زیادہ مہذب تہے ۔ ان باہر کے لوگون نے
قوم دیاک کے لوگون کو فتح کرکے جزیرہ کے وسط مین اوسکو بہگا دیا جہان اوسکے لوگ ابہی
تک بت پرست ہین ۔ جزیرہ کے غربی حصون مین دیاک قوم کے جو چہوٹے چہوٹے گروہ
رہتے تہے وہ البتہ وقتاً فوقتاً مسلمان ہوتے رہے[5] ۔

[1] جزیرہ بورنیو اور جزائر ہند ... صفحہ ۳۰ [2] ... صفحہ ... [3] ... صفحہ ... [4] ... صفحہ ... [5] ... جلد ... صفحہ ۶۱ ۔

جزیرہ سلیبز جزیرہ سلیبز مین بھی اسلام رفتہ رفتہ شائع ہوا اور ساحل کے لوگون سے شروع ہوکر جزیرہ کے وسط مین پہونچا۔ سلیبز کے باشندون مین صرف مہذب قومون نے یعنی مکاسر اور بوگی کی قومون سے نے اسلام قبول کیا جو اس جزیرہ کے جنوب مغربی جزیرہ نما مین آباد ہین۔ بوگی قوم کے مسلمان سلیبز کے اور جزیرہ نماؤن پر بھی آباد ہین۔ اور ساحل سلیبز کی آبادی مین بھی انکی تعداد بہت ہے۔ سوای جنوب مغربی جزیرہ نما کے جہان کے باشندے تقریباً کل مسلمان ہین اس جزیرہ کے اندرونی حصون مین جسقدر لوگ رہتے ہین اون مین اکثر بت پرست ہین۔ یہہ بت پرست زیادہ تر الفر کی قوم کے لوگ ہین جو تہذیب مین ادنی درجہ رکھتے ہین اور سلیبز کے شمال مشرقی اور جنوب مشرقی جزیرہ نماؤن مین بکثرت آباد ہین سلیبز کے گوشہ شمال پر میناہاسا کے ملک مین جو الفر رہتے ہین اون کے بہت آدمی عیسائی کرلیئے گئے کیونکہ میناہاسا کے جزیرہ نما مین مسلمانون کا گذر صرف اُسوقت ہوا جبکہ پرتگیزون کا وہان عملدرآمد اچھی طرح ہوگیا تھا۔ اور پرتگیزون نے الفر کو رومن کیتھولک مذہب مین شامل کرلیا تھا۔ لیکن جسوقت ڈنمارک کے عیسائی یہان آئے تو انہون نے ان دیسی عیسائیون کو جو رومن کیتھولک تھے پروٹسٹنٹ بنایا ڈچ کے مشنریون نے بڑی کوشش اور جستجو سے الفر کی قوم مین پروٹسٹنٹ مذہب پھیلایا اور بہت کامیابی حاصل کی۔ لیکن اب الفر کے لوگون مین خواہ وہ ڈچ کی عملداری مین رہتے ہون خواہ دیسی سردارون کی حکومت مین آباد ہون اسلام آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے[۱]۔

۱۵۴۰ء مین جسوقت پرتگیز جزیرہ سلیبز مین اول ہی دفعہ پہونچے تو گوواکے شہر مین جو ریاست مکاسر کا دارالحکومت تھا چند مسلمان بھی نظر آئے جو غیر ملکون کے رہنے والے تھے۔ مکاسر کے باشندون نے ابھی تک اسلام قبول نہین کیا تھا بلکہ سترہوین صدی عیسوی کے شروع ہونے سے پہلے وہان کے باشندون مین اسلام کی بخوبی اشاعت

---

[۱] نیدی لنگن۔ بتیسوین جلد۔ صفحہ ۱۷۷۔ چونتیسوین جلد۔ صفحہ ۱۷۔

نہین ہو سکی - اسکے بعد البتہ بہت لوگون نے اسلام قبول کیا - اس تحریک کی اشاعت کا حال بہت دلچسپ ہے کیونکہ ایسے واقعات شاذونادر دیکھنے مین آتے ہین جہان اسلام اور عیسائی مذہب دونون بت پرستون کو اپنا پیرو بنانے کے لیئے مقابلہ پر ہون - قدیم زمانہ کے ایک عیسائی مورخ نے اس باہمی مقابلہ کا ایک واقعہ اسطرح لکھا ہے کہ "پرتگیزون نے ملک مکاسر کے تحقیق ہونے کو ایک بڑا نتیجہ خیز واقعہ سمجھا - اور ایسی تدبیرین سوچین کہ وہان کے باشندون کے ساتھ کسی طرح آشتی پیدا ہو جائے - کیونکہ ان باشندون کو زیر کرنا آسان نہ تھا البتہ اون مین اس بات کی قابلیت موجود تھی کہ مہربانی سے دوست بن جاوین اور محسن کا احسان مانین - یہہ لوگ بہت دلیر تھے اور جزائر ہند کے اور لوگون کے مقابلہ مین عقلمند بھی زیادہ تھے - اسلیئے یورپ والون سے کسی قدر آشنا ہونے کے بعد مکاسر مین سے اکثر لوگون کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ اونکا اپنا مذہب مہمل ہے اور اُسمین کوئی بات عقل کی نہین ہے - دون انتونیو گلوا ینو گورنر ملاکا کی کوشش سے مکاسر کے جو چند لوگ عیسائی ہو گئے تھے اون مین اتنی قابلیت نہین پیدا ہوئی تھی کہ اپنی قوم کے اور لوگون کو عیسائی کر لیتے - غرض نتیجہ یہہ ہوا کہ مکاسر کی قوم نے اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر لا مذہبی اختیار کی - لیکن اس حالت مین بھی اونکو اطمینان نہ تھا اور اونھون نے ملاکا اور آچین[1] کو اس غرض سے آدمی روانہ کیے کہ ایک جگہہ سے پادری اور دوسری جگہہ سے مسلمان واعظ اور مولوی اونکے پاس بھیجے جاوین اور ارادہ کر لیا کہ ان دونون مین سے جو کوئی انکے پاس پہلے پہونچیگا اوسی کا دین اختیار کر لین گے اس سے پہلے سمجھا جاتا تھا کہ اہل پرتگال اپنے مذہب کے بہت حامی ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دون روس پریرا جو اوسوقت شہر ملاکا کا گورنر تھا مذہب کی طرف سے کسی قدر بے پروا تھا کیونکہ اوسنے پادریون کی روانگی مین بلا ضرورت التوا کیا -

---

[1] یعنی اتچیہ -

اسکے برخلاف آچین کی ملکہ نے جو بڑی پُرجوش مسلمان تھی جسوقت مکاسر کی باشندونکا قصد سنا تو فوراً ایک جہاز واعظون اور ملاؤن سے بھر کر سلیبیز کو روانہ کیا جنہون پہونچتے ہی یہان کے باشندون مین اپنا مذہب پھیلا دیا کچھہ عرصہ کے بعد پادری بھی آگئے اور اُنہون نے اسلام کے خلاف بہت سخت وسست تقریرین کین لیکن کچھہ مطلب نہ نکلا سلیبیز کے لوگون کو جو مذہب اختیار کرنا تھا وہ اختیار کر چکے تھے اور اب اونکو دوسرے مذہب پر لانا ناممکن تھا سلیبیز کے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ جو عیسائی ہو چکا تھا عیسائی مذہب پر قائم رہا اور اوسکی رعایا مین سے بھی اکثر لوگ عیسائی کر لیے گئے۔ لیکن سلیبیز کے باشندون کا بڑا حصہ آج کے دن تک مسلمان ہے اور جزائر ہند کے اور مسلمانون کے مقابلہ مین اوسکو مذہب مین سب سے زیادہ غلو ہے[۵۱]"۔

اس واقعہ کا زمانہ ۱۶۰۳ء بتایا جاتا ہے[۵۲]۔ اور جو تصانیف اس واقعہ کے ہمعصر لکھی گئی ہین اون مین اسکا حوالہ اسقدر دیا گیا کہ اوسکی صحت مین شبہہ کی جگہہ باقی نہین رہتی[۵۳] ٹالو کی ریاست مین جو گوواکے شمال مین ہے اور گوواکی ہمیشہ دوست رہی ہے مکاسر کے مشہور و معروف داعی اسلام خطیب تنگل کا مزار ہے۔ ٹالو کا والی ریاست مسلمان ہو کر اسلام کا بڑا حامی ہو گیا اور یہہ اوسی کی کوشش تھی کہ بت پرستون کے تمام ایسے گروہ جو مکاسر زبان بولتے تھے مسلمان ہو گئے۔ اس تحریک اشاعت کا انجام اوسکے آغاز کی مثل امن وامان سے نہین پیش آیا۔ مکاسر کے لوگ جب مسلمان ہو گئے تو اون مین مذہب کا جوش ایسا پیدا ہوا کہ بوگی کی ہمسایہ قوم کو اُنہون نے زبردستی مسلمان کرنا چاہا۔ مکاسر کے

---

۵۱ "مشرقی جزائر ہند مین اہل پرتگیز کی ترقی اور عروج کی مکمل تاریخ" ماخوذ از موّرخان جزائر مضمون جان ہیرس "نادیگان تیوم انکوئے ایتینیران تیوم ہابیوتیکا" لندن ۱۷۶۴ء پہلی جلد صفحہ ۶۸۲۔ ۵۲ کرافورڈ۔ (۱) صفحہ ۹۔

۵۳ جن مصنفون نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے وہ یہہ ہین۔ فرنانڈیز ناوریٹی جو ہسپینا کا پادری تھا اور سنہ ۱۶۶۴ء مین جزائر فلپائن مین آیا تھا "بحری و بری سفر کے حالات" صفحہ ۲۳۶۔ لندن ۱۷۵۶ء) دوسرا مصنف تاورنیر ہے جسنے ۱۶۴۸ء مین مکاسر کی سیر کی "سفر ہندوستان" صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ لندن ۱۶۷۸ء "سفر مشرق" مصنفہ فلپ آون ہولی ٹنگا صفحہ ۳۶ مطبوعہ لوگڈنی ۱۶۴۹ء

بادشاہ نے جسکا دار الحکومت گووا کا شہر تہا بوگی قوم کے بادشاہ کو جو بونی مین سلطنت
کرتا تہا پیغام بھیجا کہ اگر وہ خدای احد پر ایمان لے آئے تو مین اوسکو اپنے برابر کا بادشاہ
سمجھون۔ بونی کے بادشاہ نے یہہ پیغام سنکر اپنی رعایا سے مشورہ کیا لیکن رعایا نے یہہ عذر
پیش کیا کہ "نہ تو ہم ابہی تک کسی سے لڑے ہین اور نہ کسی نے ہمکو فتح کیا ہے" غرض بونی
کے لوگون نے لڑائی سے فیصلہ کرنا چاہا جسمین اونکو شکست ہوئی۔ لڑائی ہارتے ہی
بونی کا بادشاہ مسلمان ہوگیا اور اوسنے اپنی رعایا کو اور قریب کی چہوٹی ریاستون کو زبردستی
مسلمان کرنا چاہا۔ رعایا اس بات سے ناراض ہوی اور تعجب ہے کہ اوسنے مکاسر کے
مسلمان بادشاہ سے مدد چاہی۔ سلطان مکاسر نے ایلچی روانہ کیے تاکہ بونی کے بادشاہ سے
وہ ان سوالون کا جواب لائین کہ کیا رعایا پر جبر کرنے کے لیے اوسکو پیغمبر خدا صلعم کی طرف
سے الہام ہوا ہے؟ یا اس بات مین کسی قدیم رسم کی اوسنے پابندی کی ہے؟ یا صرف
اپنی رائے اور خوشی سے یہہ ظلم کیا ہے؟ اگر پہلی بات ہے تو مین اوسکی اطلاع چاہتا ہون
اگر دوسری بات ہے تو اوس سے مجہکو اتفاق ہے اگر تیسری بات ہے تو اوسکو ظلم بند کرنا
چاہیے کیونکہ جن لوگون پر وہ ظلم کرتا ہے یعنی بوگی قوم میری دوست ہے۔ بونی کے
بادشاہ نے ان سوالون کا کچھہ جواب نہ دیا اور مکاسر کے لوگ بڑا لشکر جمع کرکے
بونی کی سلطنت مین داخل ہوے اور بادشاہ کو تین لڑائیون مین سخت شکست دی بادشاہ
مجبور ہوکر بہاگا اور بونی کی ریاست مکاسر کا ضمیمہ بنادی گئی تیس برس تک محکوم رہنے کے بعد
بونی کے لوگون یعنی بوگی قوم نے ڈچ کی مدد سے مکاسر کے خلاف بغاوت کی اور مکاسر
کی حکومت سے آزاد ہوکر سلیبیز کی قومونکی سرداری اختیار کی[1] یہہ امر یقینی ہے کہ بوگی قوم مین اسلام
کی اشاعت بتدریج اور دیر مین ہوی[2] لیکن جسوقت یہہ لوگ مسلمان ہوگئے تو اودن مین

---

[1] کرافورڈ دوسری جلد صفحہ ۳۸۰-۳۸۵ [2] اسلام کی اشاعت کے لیے بوگی قوم مین تک کوئی غیر معمولی کوشش نہین
کی گئی۔ مشرقی جزائر ہند کے لوگون مین نئی چیزون سے نفرت اور قدیم رسم کی پابندی بہت ہے لیکن ایسی سختی نہین ہے

عربون کی مثل چستی وچالاکی اور جوش وخروش پیدا ہوگیا جسکو عربون یا بوگیون نے اسلام
کی اشاعت مین نہین بلکہ اور کامون مین صرف کیا۔ بوگی کی قوم مجمع الجزائر ملایا کے تمام
باشندون مین سب سے زیادہ دلیر اور بہادر قوم بن گئی اور اوسکے لوگ سب سے بڑھکر
ہوشیار تاجر اور جہازران ہوگئے[1] اور اب تک ہین۔ یہہ لوگ جہازون پر سوار ہوکر مجمع الجزائر
کے ہر ایک حصہ مین ساحل نیوگنی سے لیکر سنگاپور تک تجارت کرتے ہین مختلف جزیرون
مین اونکی بستیان موجود ہین جنکی مدد سے بت پرستون کے اکثر ملکون مین اسلام شائع ہوگیا۔
ان مسلمانون کی ایک نہایت وسیع آبادی جزیرہ فلوریز کے جنوبی ساحل پر آباد ہے
اور اسکے مسلمانون نے فلوریز کے اصلی باشندون سے جن مین کچھہ لوگ رومن کیتھولک
عیسائی بہی تھے ربط واتحاد پیدا کرکے سب کو مسلمان کرلیا[2]

بوگی قوم نے مسلمان ہوکر اپنے وطن سلیبیز مین بیشیہ تجارت کے ساتھہ اسلام
کی اشاعت مین بہی کوشش کی اور بولانگ مانگندو کی ریاست مین جو سلیبیز کے شمالی
جزیرہ نما مین ہے[3] بوگی قوم کے مسلمانون نے اسی صدی مین اُن لیسی عیسائیون کو
مسلمان کرلیا ہے جنہون نے سترہوین صدی عیسوی کے اخیر مین عیسائی مذہب قبول
کیا تہا۔ بولانگ مانگندو کی ریاست کا پہلا عیسائی بادشاہ جیکب منوپو (سنہ ۱۶۸۹-۱۷۰۹ع)
تہا اور اوسکے عہد مین ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی اور ڈچ کے پادریون کی وجہ سے عیسائی
مذہب کی بہت جلد ترقی ہوئی تہی[4] سنہ ۱۸۴۴ع تک جیکب منوپو کے سب جانشین عیسائی
رہے لیکن اسکے بعد والی ریاست راجہ جیکب بانیول منوپو نے عیسائی مذہب چہوڑکر اسلام

بقیہ صفحہ (۴۱۹) جیسی کہ سلیبیز کے باشندون مین ہے اور ان دونون باتون نے اول ہی سے اسلام کی اشاعت کو وہان نقصان پہونچایا اور یہی وجہ تہی کہ ایک مدت تک سلیبیز کے باشندے مسلمان نہوے بلکہ جسوقت تک کہ مسلمانونکو وہان آباد ہوے مدت نہ گذر لی وہان کے اصلی باشندون نے اسلام قبول نہین کیا" کرافورڈ (۲) دوسری جلد صفحہ ۳۸۶۔ [1] کرافورڈ (۱) صفحہ ۵۷ دسے ہولاندر دوسری جلد صفحہ ۲۱۲ [2] دسے ہولاندر دوسری جلد صفحہ ۶۶۶۔ ریڈیل (۲) صفحہ ۶ [3] بولانگ مانگندو کی ریاست میناہاسا کے مشرق مین ۱۲۴ درجہ ۴۵ دقیقہ طول بلد اور ۲ درجہ ۴۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان واقع ہے اوسکی مردم شماری ۵۰۰۰ اور ۳۵۰۰ کے درمیان تخمینہ کیجاتی ہے۔ دسے ہولاندر۔ دوسری جلد صفحہ ۲۴۴ [4] ولکین (۱) صفحہ

قبول کیا- اس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے سے موجودہ صدی مین مسلمانون نے دعوت مذہب کی متعلق جسقدر کوششین کین اونمین بہت کامیابی ہوی اور چند مسلمان تاجرون نے جنمین بوگی قوم کے مسلمان بہی تہے ریاست کے جنوبی ساحل پر مانگند و کے شہر مین کچہہ لوگون کو مسلمان کرلیا- اوراسی شہر سے دو مسلمان سوداگر یعنی حکیم پاس اور امام تو ویکو اس ارادہ سے روانہ ہوے کہ ریاست مانگندو کے باقی حصون مین اسلام کی اشاعت کرین- چنانچہ ان دونون مسلمان تاجرون نے تبلیغ کے لیے یہہ طریقہ اختیار کیا کہ اول چند عورتون اور غلامون کو مسلمان کیا اور ان عورتون سے نکاح کرلیا- ان بیویون نے مسلمان ہوکر اپنے عزیزون کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی- غرض مانگندو کی ریاست سے بولانگ کی شمالی ریاست مین اسلام کی اشاعت ہوی سنہ ۱۸۳۰ع مین بولانگ مین سواے چند نوآباد مسلمانون کے سب لوگ یا تو عیسائی تہے یا بت پرست لیکن وہ عظین اسلام کو جن مین بوگی قوم کے مسلمان تہے اور اہل عرب اونکہ مددگار تہے اشاعت مین بہت کامیابی ہوی- دیسی عیسائی جنکو مذہب کا بہت کم علم تہا او جنکا ایمان ضعیف تہا اس قابل نہ تہے کہ مسلمانون کے مذہبی مباحثون کا اچہی طرح مقابلہ کرسکتے- ڈچ گورنمنٹ ان دیسی عیسائیون کو ذلیل سمجہتی تہی اور کلیسا کے افسرون نے اونکی طرف سے اسقدر غفلت کی تہی کہ گویا اون سے کسی قسم کا واسطہ ہی نہ تہا- اس لیے ان عیسائیون نے ان غیر ملک کے مسلمانون پر بہروسا کیا اور بعض مسلمان شادیان کرکے ان عیسائیون مین دوستون کی طرح آباد ہوگئے- اسلام کی اشاعت کو جسقدر ترقی ہوتی گئی بوگی قوم کے مسلمان اور عرب جو سلیبیز کے جزیرے مین کبہی کبہی آتے تہے اب زیادہ آمد و رفت رکہنے لگے- اور ملک مین اونکی تعلیم و تلقین کے اثر نے ترقی پائی یہانتک کہ سنہ ۱۸۴۴ع مین ایک عرب نے کورنیلیئن منوپو والی ریاست بولانگ کی بیٹی سے نکاح کیا اس بادشاہ کے امیرون نے بہی جن مین سے اکثر کو بہت قوت

اور اختیار حاصل تہا عیسائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ غرض ۱۸۴۴ء سے
پہلے جبکہ راجہ مانیول منویو اسلام لایا مانگندو کی ریاست مین اسلام کو بخوبی استحکام حاصل
ہوگیا۔ راجہ مانیول منویو نے اس سے پہلے حکام وقت سے جنکا صدر مقام مناد و مین
تہا بار بار درخواست کی تہی کہ پادری یعقوب باسیتان کی جگہہ جسکی موت نے عیسائیون
کو بہت نقصان پہونچایا تہا کوئی دوسرا عیسائی معلم مقرر کیا جاوے لیکن انہون نے
کچہہ توجہ نہ کی اور راجہ مانیول نے منادو کے ایک شخص سے گورنمنٹ کا یہہ خیال سنا کہ
جسوقت تک رعایا گورنمنٹ کی خیرخواہ ہے اوسوقت تک گورنمنٹ کو اس بات کی پروا
نہین کہ وہ عیسائی مذہب رکھتی ہے یا مسلمان ہوگئی ہے۔ راجہ مانیول نے یہ سنتے
ہی اپنے مسلمان ہونیکا اعلان کر دیا اور اپنی رعایا کو بہی مسلمان کرنے مین ہر طرح کی
کوشش کی انسس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے کے دو برس بعد بولانگ
مانگندو مین سخت زلزلہ آیا۔ عرب کے ایک داعی اسلام نے پہلے ہی سے اس زلزلہ کی
پیشین گوئی کی تہی اور کہا تہا کہ اگر لوگ اسلام نہ لائین گے تو بڑی مصیبت مین گرفتار
ہونگے۔ بہت لوگ اس خوف سے مسلمان ہوگئے۔ راجہ اور اوسکے درباریون نے عرب
کے تاجرون اور واعظون کی مدد کی جو سست اور کاہل لوگ ان کے ساتہہ ہمیشہ سہولت
اور نرمی کا برتاو نہ کرتے تہے۔ بہرکیف بولانگ مانگندو کی نصف رعایا ابہی تک بت پرست
ہے۔ اسلام کی ترقی اگرچہ فی الحال سست ہے لیکن مسلسل اور یقینی ضرور ہے[۵۱]۔

جزیرہ سمباوا | جزیرہ سلیبیز سے جزیرہ سمباوا مین جو اوسکے قریب واقع ہے مکاسر
کے واعظون کی تعلیم و تلقین سے جنہون نے ۱۵۴۰ء سے ۱۵۵۰ء تک اس جزیرہ
مین دعوت و وعظ جاری رکہا اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اور اب اس جزیرہ کے جسقدر
مہذب باشندے ہین اونکا مذہب اسلام ہے۔ یہہ لوگ بمقابلہ اور مسلمانون کے زیادہ

[۵۱] ولکن (۲) صفحہ ۲۷۶ - ۲۰۹ -

متقی و متشرع مسلمان ہونے کی شہرت رکھتے ہین - جسکی وجہ یہ ہے کہ ۱۸۱۵ء مین کوہ آتش فشان تمبورا کے شق ہونے کے بعد ایک شخص حاجی علی نے سمباوا مین مذہبی تحریک پیدا کی جس سے مذہب کا خیال سب لوگون کو پیدا ہوا اور تمبورا کی آتش فشانی سے جزیرے والون پر جو آفتین آئین اونسے لوگون کو خوف زدہ کر کے مذہب کا سب کو پابند بنایا گیا - اور نیکی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی ہدایت ہوئی[۱] - آج کل بھی اس جزیرہ مین لوگ اسلام قبول کرتے رہتے ہین[۲] -

جزیرۂ لمبوک بوگی قوم کے واعظین اسلام نے جزیرۂ لمبوک کے باشندون کو بھی مسلمان کیا - لمبوک کا جزیرہ سمباوا کے قریب ہے اور بوگی قوم کے مسلمانون کی یہان بڑی آبادی ہے - یہہ لوگ یا تو آبنائے سمباوا کو عبور کر کے لمبوک مین آباد ہوئے یا جزیرۂ سلیبیز سے براہ راست یہان پہونچے - بہر حال لمبوک کے باشندون کا اسلام لانا امن کے طریقون سے وقوع مین آیا[۳] -

جزیرۂ منڈانو منڈانو جزائر فلیپائن کا ایک بڑا جزیرہ ہے اور جزیرۂ سلیبیز کی طرح یہان بھی اسلام اور عیسوی مذہب غیرون کو اپنا معتقد بنانے مین ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئے - لیکن بہ نسبت سلیبیز کے جزائر فلیپائن مین یہ مقابلہ زیادہ دیرپا اور سخت تھا - بلکہ آجتک اسپین کے عیسائیون اور مسلمانون مین کشت و خون ہوتا رہتا ہے - یہہ ٹھیک نہین معلوم کہ جزائر فلیپائن مین اسلام کی ابتدا کب ہوئی[۴] - لیکن ۱۵۲۱ء مین جب اہل اسپین ان جزیرون مین پہونچے تو وہان مسلمان موجود تھے - شمالی جزائر فلیپائن کی عام وحشی اور بت پرست تھی لیکن جزیرۂ منڈانو اور جزائر زولو مین مہذب مسلمانون کے گروہ

---

۱ زولنگر (۲) صفحہ ۱۲۶ - ۱۶۹ ۲ زنید ی لنگن - جلد ۲ ۳ صفحہ ۷۷ جلد ۳ ۴ صفحہ ۱ ۳ زولنگر (۱) صفحہ ۵۲۴ -

۴ کپتان فوریسٹ نے ۱۷۷۵ء مین لکھا کہ عربونکو جزیرہ منڈانو مین آئے ہوئے تین سو برس گذرے ہین عرب کا پہلا شخص جو یہان آیا اوسکا مقبرہ اب تک ہے انکے لوگ اسکو خوب مانتے ہین - یہ مقبرہ کیا ہے سنگ جان کے ٹکڑون کا ایک ڈھیر ہے صفحہ ۲۰۱ - ۲۱۲ -

آباد تھے[ف] جزیرہ زولو کے لوگون کو عیسائی بنانے کے لیئے یا اون کے ملک کو فتح کرنے کے واسطے عیسائیون نے جسقدر کوششین کین وہ ناکام رہین - اور اسپین کے پادریون کو توقع نہین ہے کہ زولو قوم کبھی عیسائی ہو[ف] عیسائی مذہب کے مقابلہ مین اسلام کی ترقی کا سبب اسطرح معلوم ہوسکتا ہے کہ یہہ دونون مذہب اہل جزائر کے سامنے کس شکل اور صورت مین ظاہر ہوے - جزیرے والون کے حق مین عیسائی مذہب قبول کرنے کے یہہ معنی تھے کہ ملکی اور قومی آزادی سے محروم ہوجاوین اسلیے عیسائی مذہب قبول کرنا غلامی کا تمغہ سمجھا جاتا تھا - علاوہ اسکے اسپین کے عیسائیون نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے جو طریقے اختیار کیئے وہ اول ہی سے ایسے تھے کہ اس مذہب سے لوگون کو ناراضی پیدا ہوجاوے - ان عیسائیون کا ظلم وستم مسلمانون کی مراعات پسندی اور صلح کل کے اصولون کا مقابلہ کرتا تھا - مسلمانون کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ اون کی زبان سیکھتے تھے اور اونکی باتین اختیار کرتے تھے اور ملک کی عورتون سے شادیان کر کے اہل جزائر سے اونھون نے ایسا اتحاد پیدا کرلیا تھا کہ دونون مین کچھہ فرق نہ رہا تھا ان مسلمانون نے اسپین کے عیسائیون کی طرح اپنے تئین کسی سربرآوردہ قوم کا آدمی ظاہر کر کے بڑے بڑے حقوق کا دعوی نہین کیا اور نہ ملک کے لوگون کو ادنی قوم کا آدمی سمجھکر ذلیل اور خوار سمجھا - اسپین کے عیسائی جزیرہ والون کی زبان اور عادات اور رسم ورواج سے بالکل ناآشنا ہوتے تھے - اور اونکی شرانگیزی لالچ اور ظلم نے عیسائی مذہب کو بدنام کردیا تھا اور صرف اپنی ملکی قوت کو بڑہانے کے لیے یہہ لوگ عیسائی مذہب کی اشاعت کرتے تھے[ف] - پس اب یہہ بات سمجھنی مشکل نہین ہے کہ باشندگان جزائر نے کس وجہہ سے

[ف] راموس نوتم ا صفحہ ۵، ۳ - [ف] یہ لوگ مسیحی برکتون کے ایسے خلاف ہین اور اپنے عقائد مین ایسے سخت ہین کہ اونکا عیسائی مذہب قبول کرنا امکان سے خارج ہے جزائر فلیپائن کی جیسوائٹ مشنریون کی رپورٹین ۱۸۷۹ء منقول از منیترو دیدال نوتم ا صفحہ ۱۲ - [ف] کرافورڈ - (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۷۰ - ۲۸۰ -

عیسوی مذہب کی مخالفت کی اور اوسکی اشاعت نہ ہونے دی۔ عیسائی مذہب صرف اون لوگون مین پہیل سکا جو خود کمزور تہے یا اونکا جزیرہ ایسا چہوٹا تہا کہ اہل اسپین اوسپر بالکل مسلط ہوگئے اور یہہ لوگ بہی عیسائی ہونے کے بعد محض سزا کے خوف سے مذہب کی پابندی کرتے تہے بلکہ مکتب کے بچون کی طرح اونسے برتاؤ کیا جاتا تہا[۵۱]۔ منڈانو کی خود مختار اسلامی سلطنت اس وقت تک ایسے لوگون کے حق مین دار الامن سمجہی جاتی ہے جو عیسائی گورنمنٹ سے بیزار ہوکر بہاگتے ہین[۵۲]۔ اسیطرح زولو کا جزیرہ جو ۱۸۷۸ء سے برائے نام اسپین والون کے قبضہ مین ہے دوسرا مقام ہے جہان سے اہل اسلام عیسوی دین کی مخالفت کرتے ہین۔ زولو مین ایسے نومسلم اب بہی موجود ہین جو اسپین کی زبان بولتے ہین[۵۳]۔

جزائر زولو کوئی تاریخی شہادت اس امر کی تحقیق کے لیئے موجود نہین ہے کہ اہل اسپین کے پہونچنے سے کسقدر پہلے جزائر زولو کے باشندے مسلمان ہوچکے تہے۔ زولو کے باشندون مین یہہ روایت مشہور ہے کہ ایک تاجر سید علی نامی مکہ معظمہ سے زولو کے جزیرون مین آیا اور یہان کی نصف آبادی کو اوسنے مسلمان کرلیا۔ اور جو لوگ مسلمان نہ ہوسے وہ بت پرست رہے۔ اہل جزائر نے سید علی کو سلطان منتخب کیا اور سات برس تک سلطان سید علی نے زولو مین حکومت کی۔ اس بادشاہ کو ایسی نیکنامی حاصل ہوی کہ اوسکے مزار کی ابتک زیارت کیجاتی ہے۔ سید علی کا پوتا جسوقت تخت نشین ہوا تو ایک اور داعی اسلام

[۵۱] "عیسوی مذہب جسکی اونکو تعلیم ملی ہے اوسکے فرائض اور احکام کی وہ اچہی طرح پابندی نہین کرتے اور اس پابندی کے لیئے اونکو سزا کا خوف دلایا جاتا ہے اور مکتب کے بچون کی طرح اونکی نگرانی کیجاتی ہے" (جزائر فلیپائن کے حالات جنکو ایک عیسائی راہب نے لکہا ۔۔ صفحہ ۔۔ تیونو ہیلی جلد ۔۔ صفحہ ۔۔)۔ [۵۲] جزیرہ منڈانو کی تگال قوم رومن کیتہولک عیسائیون کے ظلم سے عاجز ہوکر اپنی قوم کے سردارون کے پاس جمع ہوتی جاتی ہے۔ تین لاکہ ساٹہہ ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے ہین جنکا سلطان علیحدہ ہے اور جسکی اطاعت انہون نے قبول کی ہے۔ جسوقت جیسوئٹ عیسائی اور رومن کیتہولک عیسائی اس جزیرہ سے نکالے گئے تہے اونکی جگہہ چین اور ہندوستان سے واعظ اور فقیہہ یہان کے باشندون کو مسلمان کرنیکے لیئے آئے اور اہل عرب کی لشکرکشی کے وقت اشاعت اسلام کی جو تحریک شروع ہوی تہی اوسکو ازسرنو زندہ کیاگیا" (اشاعت اسلام (۲) صفحہ ۴۵)۔ [۵۳] منتیرو ویدال جلد یکم صفحہ ۸۶۔

مکہ سے یہان آیا اور جو لوگ بت پرست رہ گئے تھے اون سب کو اوسنے مسلمان کر لیا[1]
اگرچہ زولو کے باشندون کو مسلمان ہوے بہت زمانہ گذرا ہے لیکن وہ متقی و پرہیزگار مسلمان
نہین ہین - یہہ لوگ فلیپاین کے جزیرون سے عیسائی غلامون کو چورا لیجاتے تھے - اور
ان عیسائی غلامون کا مسلمانون پر جو کچھہ اثر ہوتا تھا اوسکی نسبت مور نے لکھا ہے[2] کہ
"زولو کے لوگ کبھی کے عیسائی ہوگئے ہوتے لیکن محض اس خیال سے تبدیل مذہب
سے ان کو باز رکہا کہ عیسائی مذہب قبول کرنے سے پادریون کو اونپر بہت اختیارات
حاصل ہوجائینگے جس سے خود اونکی قوت کو نقصان پہونچیگا - اور پھر اہل اسپین کے عیسائی
اونکی حکومت پر قبضہ کرلینگے یہہ اخیر بات ایسی تھی جس نے سب قومون کو ہوشیار
کردیا تھا - کیونکہ جن قومون نے نادانی سے عیسائی مذہب قبول کیا تھا اونکو اسپین والونکا
بخوبی تجربہ ہوچکا تھا" - علاوہ اسکے جب اسپین کے پادریون نے ان جزیرون مین اپنا
مشن قائم کیا تو جزیرہ کے لوگ عیسائی مذہب کے سخت دشمن ہوگئے[3] -

مجمع الجزائر کی مہذب قومون مین جیسا کہ ہمنے اوپر لکھا ہے اسلام شائع ہوا لیکن ادنی
قسم کے لوگون مین اوسکو استحکام نہ ہوا - ان ادنی قومون مین جزائر نیوگنی کی پاپون قوم ہے
اور جزائر واگیو - مسول - واگیا اور سلاوتی کی قومین ہین - یہہ سب جزیرہ نیوگنی سے شمال
مغرب کی سمت مین واقع ہین - سولھوین صدی عیسوی مین یہہ سب جزیرے سلطان باتجان
کی حکومت مین تھے اور اس حکومت مین نیوگنی کا شمال مغربی جزیرہ نما اونکی شامل
تھا - ملوکا کے[4] جزیرون مین جو بادشاہ حکومت کرتے تھے اون ہی مین سے باتجان کا
سلطان بہی تھا - جزائر ملوکا مین باتجان کے مسلمان بادشاہون کی ترغیب سے قوم
پاپون کے امیرون اور رئیسون نے بہی جو واگیو مسول واگیا اور سلاوتی کے جزیرون

[1] مور (ضمیمہ صفحہ ۴۲ - ۴۳ - ۴۴) [2] مور صفحہ ۴۳ - [3] دل آزپل صفحہ ۴۹ [4] باتجان کا سب سے پہلا مسلمان
بادشاہ سلطان زین العابدین تھا - سنہ ۱۵۲۱ء مین جسوقت جزائر ملوکا مین پرتگیز داخل ہوئے تو یہی بادشاہ باتجان مین حکومت کرتا تھا

مین سردار سمجھے جاتے تھے اسلام قبول کیا[1] - ان جزیرون کے وسط مین رعایا ابتک بت پرست ہے لیکن ساحلون کے باشندے ملوکا کے نوآباد مسلمانون کی ترغیب سے اکثر مسلمان ہوگئے[2] - جزیرہ نیوگنی مین پاپون قوم کے لوگ بہت کم مسلمان ہوے - غالباً سنہ ۱۶۰۶ء مین نیوگنی کے مغربی ساحل یعنی جزیرہ نمای اونن مین مسلمان تاجرون نے اپنا مذہب شائع کیا[3] لیکن ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۶۰۶ء سے ابتک یعنی تین سو برس کے زمانہ مین بھی نیوگنی مین اسلام کو زیادہ ترقی نہین ہوئی[4] - اور پاپون کے لوگون نے اسلام قبول کرنے مین ایسا ہی ششن وپنج کیا جیسا کہ عیسائی پادریون کی تعلیم کو مانتے وقت انکو تذبذب ہوتا ہے جو سنہ ۱۸۵۵ء سے یہان عیسوی مذہب کی اشاعت مین کوشش کر رہے ہین اور اونکو کامیابی نہین ہوتی - نیوگنی کے قریب جو جزیرے ہین وہان کے مسلمانون پر یہہ الزام لگایا جاتا ہے کہ پاپون کی قوم کے لوگون کو وہ ایسا ذلیل سمجھتے ہین کہ اونکو مسلمان کرنا بھی وہ نہین چاہتے[5] - صرف ایک شخص امام ذاکر کا حال لکھا گیا ہے جسنے ان لوگونکو مسلمان کرنے کی کوشش کی اور وہ یہہ ہے کہ جزیرہ سیرام کے جنوب مشرق مین کوئی جزیرہ تھا جہان

---

[1] روبیدے فاندیرآ صفحہ ۵۳ و ۵۵ - [2] روبیدے فاندیرآ صفحہ ۱۴۸ (جزیرہ سولا) "ساحل کے باشندے سب مسلمان ہین ...... پہاڑون کے رہنیوالے بت پرست ہین" - روبیدے فاندیرآ صفحہ ۵۵ (جزیرہ سلاوتی) "اس جزیرہ کی آبادی کا ایک حصہ محمدی دین کا پیرو ہے لیکن اس آبادی مین بت پرست زیادہ ہین بت پرستون مین زیادہ تر پاپون قوم کے لوگ ہین - پاپون مین سے کچھہ لوگ مسلمان ہوے ہین لیکن وہ نام ہی کے مسلمان ہین" - روبیدے فاندیرآ صفحہ ۹۲ (جزیرہ وئگیو) - جزیرہ گیبی جو وئگیو اور ہلماہیرا کے درمیان ہے وہان کی پاپون قوم کو مسلمانون نے جو ملوکا سے آکر گیبی مین آباد ہوے مسلمان کر لیا ہے کرافورڈ (۱) صفحہ ۱۴۴ - [3] روبیدے فاندیرآ صفحہ ۲۵۲ [4] لیکن سنہ ۱۷۷۴ء مین کپتان فورسیٹ نے لکھا کہ "پاپون قوم کے بہت لوگ مسلمان ہوجاتے ہین" "جزیرہ نیوگنی کا سفر" صفحہ ۶۲ [5] روبیدے فاندیرآ صفحہ ۱۱۷ - "نیا مذہب قبول کرنے مین جیسے پاپون قوم کے لوگ نااہل ہین ایسا دنیا مین کوئی آدمی نہین عیسائی مذہب کی اشاعت اونمین نہین ہوسکی اسی طرح جب کبھی مسلمانون نے اسلام کو اون مین رواج دینا چاہا تو وہ عیسائیون سے بھی زیادہ ناکام رہے - مین نے جزیرہ نیوگنی کا پانچ دفعہ سفر کیا لیکن مجھکو جہانتک تحقیق ہوا یہی تھا کہ نہ تو تیدورا اور سیرام کے مسلمانون نے اور نہ اور جزیرون کے اہل اسلام نے پاپون قوم کے مسلمان کرنے مین دل سے کوشش کی ...... چند سردار البتہ ایسے تھے جنکی نسبت لوگون نے مجھسے کہا کہ یہہ مسلمان ہین - عام لوگون مین اسلام کو پھیلانے کی شاید اس وجہ سے کوشش نہین کی گئی کہ مذہب اسلام پاپون قوم کی سمجھہ سے بہت عالی ہے"۔

سے ۱۸۵۶ء مین امام ذاکر جزیرہ آوی مین آیا جو جزیرہ نماے اون کے مغرب مین ہے۔
امام ذاکر نے جزیرہ آوی مین اسلام کو رواج دیا جزیرہ والون نے چاہا کہ امام ذاکر اوی مین آباد
ہو جائے لیکن اوسنے نہ مانا اور کچھہ دنون بعد اپنے وطن کو چلا گیا[۵۱]۔

جزیرہ آوسی کے قریب کائی کے جزیرے ہین۔ یہان کی باپون قوم مین بھی جزیرہ اوی
کیطرح تبلیغ اسلام مین کوشش کیجاتی ہے بتیس برس ہوے کہ جزایر باندا کے مسلمانون کے
سوا کائی کے جزیرون مین کوئی مسلمان موجود نہ تہا۔ اس زمانہ سے کچھہ پہلے سیرام کے
مسلمانون نے کائی کے کچھہ لوگون کو مسلمان کر لیا تہا لیکن اونہون نے مذہب کی
مطلق پابندی نہین کی۔ حرام جانورون کا گوشت کہاتے رہے اور نشہ کی چیزین پیتے
رہے۔ عورتین البتہ مذہب کی سخت پابند تہین۔ اور جب اونکے خاوند سور کا گوشت
کہانا چاہتے تہے تو بیویان ایسی ناپاک چیز کو گہر مین نہین آنے دیتی تہین اور مردون کو
چہپکر یہہ چیزین کہانی پڑتی تہین[۵۲] لیکن تہوڑا زمانہ ہوا کہ جزایر کائی مین اسلام کی ازسرنو تحریک
ہوئی اور وہان کے مسلمان پابند مذہب ہوگئے اور اب مسلمانون کی تعداد روز افزون ترقی
پر ہے۔ مدورا جاوا اور بالی کے عرب تاجرون نے بھی یہان اسلام کی اشاعت کی اور
لوگون کو مسلمان کرنے مین کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہین چھوڑا کبھی مار کے ڈر سے اور
کبھی روپیہ دیکر لوگون کو مسلمان کیا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جو شخص اسلام لاتا ہے اوسکو
دو سو فلورن کی قیمت کے تحفے دیے جاتے ہین۔ اور جب کوئی سردار مسلمان ہوتا ہے
تو اوسکو ایک ہزار فلورن ملتے ہین[۵۳]۔

دعوت اسلام کا یہہ مختصر حال جو اوپر بیان ہوا تمام مجمع الجزائر ملایا کا حال ہے یعنی مشرق
سے لیکر مغرب تک ملایا کے جسقدر جزیرے ہین اونکا حال لکھا گیا ہے۔ لیکن یہہ حالات

---

[۵۱] روبیدے فانذیرآ صفحہ ۳۱۹۔ [۵۲] جرنل انڈین ارکیپلیگو۔ دوسری جلد صفحہ ۷۴۔ ۱۷ مطبوعہ
سنگاپور ۱۸۵۳ء [۵۳] بارن فون ہیویل صفحہ ۱۲۔

دعوت اسلام کی تاریخ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہین کیونکہ اس تاریخ کے اکثر واقعات ایسے ہین جو کبھی قلمبند نہین ہوے اور مقامی تاریخون یا یورپ کے سیاحون اور پادریون اور حاکمونکی تحریرون سے جو کچھہ حالات اخذ کرکے یہان لکھے گئے وہ کسی طرح مکمل تصور نہین ہو سکتے۔ بہرحال گذشتہ چھہ سو برس کے عرصہ مین داعیان اسلام کے کامون کے متعلق کافی شہادت ملتی ہے کہ امن کے طریقون سے اسلام شائع ہوا۔ بعض وقت البتہ مذہب کو پھیلانے کے لیے تلوار اوٹھائی گئی۔ لیکن جبر و اکراہ کی جگہہ وعظ و نصیحت ان اسلامی تحریکون کا اکثر موضوع رہا۔ دعوت اسلام مین یہہ حیرت انگیز کامیابی زیادہ تر مسلمان تاجرون کی محنت کا ثمرہ تھی ان لوگون نے اہل ملک کی زبان سیکھکر اور ملک والون کی باتین اختیار کرکے اونکے دلون کو تسخیر کیا اور اون مین اپنا مذہب اسطرح بتدریج پھیلایا کہ جن عورتون سے نکاح کیا یا جو لوگ تجارت کے کاروبار مین اونکے ساجھی یا نوکر ہوے سب سے پہلے اونکو مسلمان کیا اور بجای اسکے کہ غرور و نخوت ظاہر کرکے ملک کے لوگون سے علٰحدگی اختیار کیجاتی وہ دیس کے لوگون مین مل جُل گئے اور اپنی اعلی ذہانت و تہذیب کی مدد سے اشاعت کا کام کیا اور مذہب کے عقائد و اعمال مین حسب ضرورت ایسی باتین پیدا کین کہ جس قوم کو مسلمان کرنا چاہین وہ قوم مذہب اسلام کو پسند کرے۔ فی الواقع بکل نے سچ کہا ہے کہ "داعیانِ اسلام بہت مدبر ہوتے ہین"[1]۔

مذہب کی اشاعت کرنیوالون مین تاجرون کے علاوہ مولوی۔ علما۔ واعظ۔ فقیہ۔ حاجی اور ایسے مسلمان بھی ہوتے تھے جنکا پیشہ مذہب کی اشاعت تھا زمانہ حال مین حاجیون نے تبلیغ اسلام مین بہت کوشش کی ہے۔ اپنے وطن کے مسلمانون کو پابند مذہب بنادیا ہے اور جو کچھہ بت پرستی کی رسمین یا عقائد مسلمانون مین ابھی تک چلے آتے تھے اونکو دفع کیا۔ مسلمانان ملایا کی تعداد جو مجمع الجزائر کے ہر ایک حصہ سے حج کے

[1] کرافورڈ (۲) صفحہ ۲۷۵-۳۰۷ سے ۱۹ بکل پہلی جلد۔ صفحہ ۵۹۴۔ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۲ء)

لیئے مکہ معظمہ جاتے ہین ہر سال ٹرہتی جاتی ہے - اور اوسکے ساتھہ ہی اسلامی اثر
اور اسلامی خیالات بھی لوگون مین ترقی کرتے ہین - موجودہ صدی کے وسط تک ڈچ
کی گورنمنٹ نے طرح طرح کی دقتین پیدا کین کہ مسلمان حج کو نہ جا سکین اور اخیر مین قانون
پاس کردیا کہ بغیر پروانہ راہداری کے جسکے لیے فی شخص ۱۱۰ فلورن ادا کرنے ہون گے
کوئی مسلمان حج کو نہین جا سکتا - اور جو کوئی بغیر پروانہ کے جائیگا اُسکو اس قم سے دوگنی
جرمانہ کے طور پر دینی ہوگی[۵۱] - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ سنہ ۱۸۵۲ء مین حاجیون کی تعداد کم ہوتے
ہوتے صرف ستر رہ گئی - لیکن اوسی سال یعنی سنہ ۱۸۵۲ء مین پروانہ راہداری کا قانون منسوخ ہوا
اور اسوقت سے حاجیونکی سالانہ تعداد مین ایسی مسلسل ترقی ہوئی ہے جسکا پہلے گمان
تک نہین ہو سکتا تہا چنانچہ سنہ ۱۸۷۴ء مین صرف جاوا کے حاجیونکی تعداد اُن حاجیون
کے شمار سے زیادہ تہی جو بعد منسوخی حکم سنہ ۱۸۵۴ء سے سنہ ۱۸۵۹ء تک چہہ برس کے زمانہ مین حج کی کل
عملداریون سے حج کے لیئے روانہ ہوئے[۵۲] - اس حساب سے توقع نہین ہو سکتی کہ حاجیون
کی تعداد مین کمی پیدا ہوگی - سنہ ۱۸۷۴ء مین جزیرہ جاوا کے حاجیونکی تعداد ۲۸۰۲ تہی اور
سنہ ۱۸۸۶ء مین یہ تعداد ۴۸۲۳۷ تک پہونچی یعنی بارہ برس مین چالیس فی صدی کا اضافہ
ہوا - اور جزیرون مین اس اوسط سے بہی زیادہ ترقی ہوئی - چنانچہ بارہ برس مین جزیرہ بورنیو
او سلیبیز مین ۶۶ فی صدی اور سماٹرہ مین ۸۳ فی صدی کا اضافہ ہوا - اسمین شبہہ نہین کہ
اس ترقی کا بڑا سبب یہہ ہے کہ اب مجمع الجزائر سے مکہ تک سفر مین بہت آسانی ہوگئی ہے -
لیکن ایک عیسائی مشنری نے لکہا ہے کہ "ذرائع سفر کی آسانی سے یہہ لازم نہین آتا کہ
حج کی وقعت کم ہوگئی ہو - حاجیونکی ترقی تعداد نے اُن خوبیون مین کمی نہین پیدا کی جو حج
سے پیدا ہوتی ہین بلکہ آج کل کے حاجیون مین ایسے لوگ بہت ہوتے ہین جو مذہب کا علم

---

[۵۱] نیمان صفحہ ۴۰۶ - ۴۰۷ - [۵۲] سنہ ۱۸۷۴ء مین جزیرہ جاوا سے ۲۸۰۲ مسلمان حج کے لیئے روانہ ہوئے اور سنہ ۱۸۵۴ء
سے سنہ ۱۸۵۹ء تک ڈچ کے کل جزیرون سے صرف ۱۲۹۸۵ مسلمان حج کو گئے -

پرانے حاجیون سے زیادہ رکھتے ہین اور کافرون کی طرف سے عداوت و تعصب اونکے دلمین زیادہ ہوتا ہے[۱]"۔ ڈچ کی گورنمنٹ اور عیسائی مشنری اپنی رپورٹون مین اس بات پر متفق الرای ہین کہ یہہ حاجی جب اپنے وطن کو واپس آتے ہین تو مصلح قوم اور داعی ملت بنکر مسلمانون کی اصلاح اور غیرونکی دعوت مین بہت کوشش کرتے ہین[۲]۔ جاوا کے کچھہ مسلمان تو حج و زیارت سے فارغ ہوکر وطن کو چلے آتے ہین بعض تحصیل علم کے لئے مکہ مین ٹھہر جاتے ہین اور بعض مستقل طور پر مکہ مین رہتے ہین چنانچہ مسلمانان ملایا کی ایک مستقل آبادی مکہ مین موجود ہے۔ یہہ مسلمان اپنے وطن کے لوگون سے خط وکتابت رکھتے ہین اور یہان ہی لوگون کی کوشش تہی کہ مجمع الجزائر کے مسلمانون مین جو بت پرستی کے خیالات یا رسوم زمانہ قدیم سے چلے آتے تہے وہ سب دور ہوگئے۔ مذہبی کتابین بھی ملایا کی مختلف بانون مین چھپکر مکہ معظمہ سے مجمع الجزائر مین شائع ہوئین۔ فی الواقع ایک مصنف نے سچ کہا ہے کہ "ترکی اور ہندوستان اور بخارا کے لوگونکی بہ نسبت جزائر ملایا کے باشندون پر مکہ معظمہ کا اثر زیادہ ہے[۳]"۔

زمانہ حال کی ترقی مذہب کے ساتھہ ہی اسلامی مدارس کی تعداد مین افزایش ہوئی۔ یہہ اسلامی مدارس دعوت اسلام مین مسلمانون کے بڑے مددگار ہوتے ہین سنہ ۱۸۸۲ع مین جزیرہ جاوا مین ۱۰۹۱۳ مدرسے تھے جن مین ۱۶۲۴۶۷ طالب العلم دینیات پڑہتے تھے لیکن سنہ ۱۸۸۲ع سے تین سال کے عرصے مین مدارس اسلامیہ کی تعداد مین ۳۴ فی صدی کا اضافہ ہوگیا یعنی سنہ ۱۸۸۵ع مین ۱۶۷۶۰ مدرسے ہوگئے جن مین ۲۵۵۱۴۸ طلبا پڑہتے تہے۔ بعض دفعہ کسی خاص مدرسہ کی ایسی شہرت ہوتی ہے کہ وہان طالب علم کثرت سے جمع ہوجاتے ہین۔ مثلا ایک مدرسہ کا حال لکھا گیا ہے جہان عرب کا کوئی بڑا عالم لکچر دیتا تہا اور ایک ہی

۱؎ کانفرنس مہمات کی رپورٹ متعلق تبلیغ پروٹسٹنٹ پہلی جلد صفحہ ۱۲۔ بیان صفحہ ۱۰۴ ۲؎ زنیدی لنگن جلد ۳ صفحہ ۴۲

۳؎ حرنیے ۱۰۱ دوسری جلد صفحہ ۵ ... ۲۹۳ ۴؎ کانفرنس مہمات کی رپورٹ متعلق تبلیغ پروٹسٹنٹ پہلی جلد صفحہ ۱۲۔

وقت مین ڈیڑہ سو طالبعلم اوسکا لکچر سنتے تھے[۱]

مذکورۂ بالا حالات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ کچہہ زمانہ سے مجمع الجزائر ملایا مین اشاعت اسلام کے واسطے بڑی کوشش اور جستجو ہو رہی ہے - اور حج کرکے جو مسلمان جزیرون کو واپس آتے ہین خواہ مولوی اور معلم ہون خواہ تاجر اور واعظ ہون جب غیر مذہب کے لوگون مین پہونچتے ہین تو اسلام کا وعظ کہتے ہین - علاوہ ان کے صوفیہ کے خاندانون کا سلسلہ بھی ان جزیرون مین قائم ہے[۲] یہانتک کہ سنوسیہ کا سلسلہ صوفیہ جو سب کے بعد پیدا ہوا اوسکے معتقدین بھی دور دور کے جزیرون مین موجود ہین[۳] اور ملایا کے اکثر مسلمان حج مکہ مین اپنا اصلی نام بدلکر عربی نام رکھتے ہین تو سنوسی کا لفظ نام کے ساتہہ ضرور شامل کرتے ہین[۴] -

عیسائی مشنریون نے ڈچ کی گورنمنٹ پر یہ الزام لگایا ہے کہ اوسنے اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی - یہ الزام صحیح ہو یا غلط لیکن ہمین شبہہ نہین کہ اعیان اسلام کے کام مین اس سے ضرور سہولت پیدا ہو گئی کہ ملایا کی زبان جسکو سوائی مسلمانون کے اور لوگ بہت کم جانتے ہین ڈچ کی سرکار سے قانونی زبان قرار پائی ہے ڈچ کے سویلین حکام کے ساتہہ مسلمان اہل کارون کا ایک ہجوم ہوتا ہے جسمین پولیٹکل ایجنٹ - محرر - ترجمان اور تاجر شامل ہوتے ہین یہہ مسلمان اہلکار جہان کہین پہونچتے ہین اسلام اونکے ساتہہ ساتہہ چلتا ہے جن لوگون کو ڈچ کی گورنمنٹ سے واسطہ پڑتا ہے اونکے لیے ملایا کی زبان سیکہنی لازم ہوتی ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ بغیر مسلمان ہوے یہہ لوگ اس زبان کو سیکہہ سکین غرض اس طریقے سے بڑے بڑے آدمی مسلمان ہو جاتے ہین اور عام لوگ اونکی پیروی کرتے ہین[۵] - پس آج کل مذہب اسلام مجمع الجزائر ملایا سے بت پرستی اور کفر کو بہت جلد دور کر رہا ہے -

---

[۱] فان ڈنیبرگ صفحہ ۲۲ - ۲۷ - [۲] مجمع الجزائر مین صوفیہ کے یہ خاندان موجود ہین قادریہ نقشبندیہ سامانیہ (حرغرنئے - (۲) صفحہ ۱۸۶) حرغرنئے دوسری جلد صفحہ ۲۴۳ وغیرہ [۳] ریل (۱) صفحہ ۹۵ و ۱۶۲ [۴] حرغرنئے (۲) دوسری جلد صفحہ ۳۲۳ -

[۵] ہوری صفحہ ۳۱۳ -

باب سیزدہم

خاتمہ

آج کل عیسائیون کی دنیا مین مشنری کام کے یہ معنی ہین کہ مذہب کی اشاعت کے لیئے مشنری سوسائٹیان یعنی انجمنین قائم ہون۔ تنخواہون مشنری اور واعظ مقرر ہون چندہ جمع کیا جاوے اور کتابین اور رپورٹین چھپا کر شائع کی جاوین۔ کیونکہ عیسائیون کے نزدیک جبس مشنری کام کو باقاعدہ طور پر شروع کر کے مقررہ اصول و آئین پر چلایا گیا ہو اوسکو مشن کا کام کہنا ہی غلط ہی مسیحی کلیسا مین جسوقت سے تبلیسی سررشتہ پیدا ہوا اور اوسکی تاریخ شروع ہوئی اوسی وقت سے اس سررشتہ نے عیسوی مذہب کی اشاعت کے لیئے خاص انتظام کیا۔ اور اوسکے لیئے جو مشنری یا داعیان مذہب مقرر ہوے وہ اکثر حالتون مین سندیافتہ رہبان اور قسیس ہوتے تھے۔ فرقہ بندکتائن سے لیکر آجتک عیسائیون کے جسقدر خانقاہی فرقے ہوے یا فی الحال جسقدر مشن کی انجمنین دعوت مذہب کے لیئے قائم ہین اونہون نے عیسوی مذہب کی اشاعت مین جسکو ابتدا سے کلیسا کا سب سے بڑا فرض سمجھا گیا خاص انتظام اور ضوابط کے ساتھ کوششین کین۔ لیکن مذہب اسلام مین چونکہ عیسوی مذہب کی طرح کوئی قسیسی محکمہ یا سررشتہ موجود نہین ہے اس لیئے دعوت اسلام کی تاریخ عیسوی مذہب کی تاریخ اشاعت سے بالکل مختلف ہے مسلمانون مین تبلیغ مذہب کے لیئے مشنری سوسائٹیان نہین ہین اور نہ داعیان اسلام کو اس کام کے لیئے خاص طور پر تعلیم و تربیت کیا جاتا ہے

غرض مسلمانون مین اشاعت دین کا کوئی مستقل محکمہ یا مقررہ انتظام نہین ہے۔ البتہ اگر کوئی بات اس حالت سے مستثنے ہے تو وہ صوفیہ کے خاندان ہین جنکا سلسلہ عیسائیون کے خانقاہی فرقون سے بہت مشابہ ہے۔ لیکن صوفیہ مین بھی داعیان مذہب کے متعلق ایسا کوئی خیال موجود نہین ہے جیسا کہ عیسائیون مین اونکے پریسٹ یا قسیس کی نسبت ہے۔ مسلمانون مین عیسائیونکی طرح یہ قاعدہ نہین ہے کہ معلمان یا داعیانِ مذہب کو عام لوگون سے علیحدہ سمجھا جاوے اور مذہبی رسوم یا ارکان کے ادا کرنے کے لئے خاص طور پر اونکو اختیارات دیے جاوین اور اسی حیثیت سے اونکا تقرر باضابطہ طریقے سے ہو۔ یہہ ہی دو باتین ہین جن سے اسلام اور عیسوی مذہب کے طریقہ اشاعت مین بین فرق پیدا ہوتا ہے۔

غرض جو کچھہ نقصان اس بات سے ہوتا ہے کہ مسلمانون مین عیسائیونکی طرح معلمان یا داعیانِ مذہب کی کوئی ایسی مقررہ جماعت نہین ہے جو صرف مذہب کی اشاعت اور تعلیم کے لئے مخصوص ہو اوسکی تلافی اسطرح ہو جاتی ہے کہ ہر ایک مسلمان مذہب کی اشاعت کا خود اپنے تئین ذمہ دار سمجھتا ہے۔ مسلمان اور اوس کے خدا مین کوئی ثالث نہین ہے اور اوسکی نجات صرف اوسکے اعمال نیک پر منحصر ہے۔ یہہ ہی وجہ ہے کہ اہل اسلام مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین عموماً بہت پابند اور محتاط ہوتے ہین۔ علم دین کی تحصیل مین وہ خود بہت محنت اوٹھاتے ہین اور آخر کار دین کی عظمت اونکے دل مین ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ منکرین اسلام کے سامنے وہ اپنے مذہب کی بزرگی بیان کرکے اون مین اسلام کی اشاعت کر سکتے ہین۔ اگر کوئی داعی اسلام کسی غیر مذہب کے آدمی کو مسلمان کرنا چاہتا ہے تو اوسکو اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ اس غیر مذہب کے آدمی کو کسی معتبر اور مستند عالم کی طرف رجوع کرے تا کہ کسی ضابطہ اور آئین کے بموجب وہ حلقہ اسلام مین شامل کیا جاوے اور اس صورت مین یہ داعی اسلام جو غیر مذہب کے

آدمی کو مسلمان کرتا ہے قرح ابن اظہار کی مثل گنہگار نہین ہوتا[۵۱] یہ قول اکثر نقل ہوا ہے[۵۲] کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی اسلام ہے۔ اس قول مین شاید کسی قدر مبالغہ ہو لیکن اسمین شبہہ نہین کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی بن سکتا ہے۔ اور بہت کم متقی مسلمان ایسے نکلین گے جو کافرون مین رہتے ہون اور جنکا عمل خدا کے اس کلام پر نہو اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (سورۃ النحل - آیت ۱۲۶) پس اون معلمان مذہب کے ساتھہ ساتھہ جنہون نے اپنی تمام کوششین اور ہمتین احکام اسلام کی تبلیغ مین صرف کر دین اور محض دین کی اشاعت کو اپنی زندگی کا موضوع قرار دیا دعوت اسلام کی تاریخ مین بادشاہون سے لیکر کسان تک ہر طبقہ اور درجہ کے مرد اور عورتون کا حال اور ہر پیشہ اور حرفہ کے مسلمانون کا ذکر موجود ہے جنہون نے اپنے مذہب کی اشاعت مین محنت اور مشقت اوٹھائی۔ خاصکر مسلمان تاجرون نے برخلاف اپنے ہم پیشہ عیسائی بہائیون کے اس کام مین سب سے زیادہ شوق اور سرگرمی ظاہر کی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور[۵۳] کے ماہواری سالہ مین ہندوستان کے داعیان اسلام کی ایک فہرست چہپی ہتی جسمین کچہہ لوگ تو سرکاری محکمہ نہر و افیون کے محرر تھے۔ ایک صاحب اونٹ گاڑی کا کارخانہ کرتے تھے ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے ایک جلد ساز تھے اور ایک چھاپہ خانہ مین کام کرتے تھے۔ یہہ لوگ دن بھر تو اپنے اپنے کاروبار مین رہتے ہین اور شام کو فرصت کے وقت ہندوستان کے کوچون اور بازارون مین اس نیت سے اپنے مذہب کا وعظ کرتے ہن کہ عیسائیون اور ہندوؤن کے مذہبی عقائد پر جرح قدح کرکے اون مین سے کسی نہ کسی کو مسلمان کرلین۔

---

[۵۱] قرح ابن اظہار بنی اسرائیل مین کا ایک نامی شخص تہا جو موسی علیہ السلام کی مخالفت پر آمادہ ہوا اور حضرت موسی کی طرح لوگون کو موسوی دین مین شامل کرنیکے لیے مذہبی رسوم ادا کرنے لگا۔ اس گناہ کی سزا مین قرح ابن اظہار کو زمین نگل گئی۔ توریت - گنتی - باب ۱۶ - [۵۲] حرغرنئے - (۱) صفحہ ۱۰ - لوتکے - (۲) صفحہ ۲۰ - [۵۳] انجمن حمایت اسلام کا ماہواری سالہ (لاہور) (اکتوبر ۱۸۹۵ء) صفحہ ۵ - ۱۳ -

یہ بات بیان کرنی بہی دلچسپی سے خالی نہین کہ تبلیغ اسلام مین مسلمان مردون ہی نے کوشش نہین کی بلکہ عورتون نے بہی اس نیک کام مین حصہ لیا ۔ نسل چنگیز خان سے کئی مغل فرمانروا ایسے گذرے جنہون نے اپنی مسلمان بیویون کے سمجہانے سے اسلام قبول کیا اور غالباً یہی صورت بعض ترکون کے ساتہہ اوسوقت پیش آئی جبکہ وہ بت پرست تہے اور مسلمانون کے ملکون پر یورشین کیا کرتے تہے فرقہ سنوسیہ کے داعیان اسلام جو افریقیہ مین جہیل جاد کے شمالی اطراف مین تبو کی قومون کو مسلمان کرنے کی کوشش کر رہے ہین اُنہون نے لڑکیون کے لئے اسلامی مدارس جاری کئے ہین ۔ ان قومون مین عورتون کو مردون پر بہت اختیار حاصل ہے ۔ اسلیے جب اونکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ سے ہوتی ہے تو سنوسیہ کو تبلیغ اسلام مین بہت مدد مل جاتی ہے[۵۱] ۔ یہی حال افریقہ مین بربر کی قومون کا ہے ۔ موجودہ صدی کے شروع مین پچاس برس تک ملک حبش مین اسلام کی جسقدر ترقی ہوی اوسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتون کی وجہ سے یہ ترقی ظہور مین آئی ۔ خاصکر اون مسلمان عورتون کی وجہ سے جنہون نے عارضی طور پر اپنے تئین عیسائی ظاہر کرکے حبش کے عیسائی سردارون سے شادیان کر لین اور جب اونکے ہان اولاد ہوی تو اوسکو مسلمانون کی مذہب پر اوٹہایا اور اپنے مذہب کی ترقی کے لیئے جہانتک ممکن ہوا کوشش کی[۵۲] ۔ حال کے زمانہ مین کاشغر کی ایک عورت نے جو قید ہو کر شہنشاہ چین کی حرم سرا مین داخل کی گئی تہی بادشاہ کو مسلمان کر لیا ہوتا ۔ لیکن جب وزیرون نے سلطنت کے نشیب و فراز سمجہائے تو شہنشاہ نے علانیہ مذہب اسلام قبول نہ کیا ۔ لیکن مسلمان رعایا پر بہت لطف ظاہر کیا اور مسلمانون کو مصاحب بنا کر ہمیشہ اپنے ساتہہ رکہا اور اون کے لیئے خاص اپنے محل مین ایک مسجد بنوا دی[۵۳] ۔

---

[۵۱] دوویدیے صفحہ ۱۷ ۔ [۵۲] ماسایا ۔ جلد ۹ صفحہ ۱۲۴ ۔ ۱۲۵ [۵۳] سید سلیمان نے اس بادشاہ کا نام چیفان بتایا ہے اور کہا ہے کہ موجودہ شہنشاہ چین کا دادا تہا ۔ غالباً شہنشاہ ہیفنگ سے مراد ہے جسنے ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۱ء تک سلطنت کی ثمرۃ الفنون مورخہ ۱۷ شوال ۱۳۱۱ھ (بیروت ۱۸۹۳ء)

اہل اسلام کے ہان کسی زاہدہ اور عابدہ کے لیئے محض اس وجہ سے کہ وہ عورت ہے کوئی امر مانع نہین کہ مشائخ اور اولیای عظام مین اوسکا شمار نہو۔ اگران باخدا عورتون کا اثر نہ ہوتا تو کبھی ایسے قصے مشہور نہ ہوتے کہ بی بی پاک اور بی بی تاج اور اونکی بہنین جو عقیل ابن علی علیہ السلام کی بیٹیان تہین میدان کربلا سے لاہور تک عالم طیر مین آئین اور اپنے انفاس مقدس کی برکت سے سب سے پہلے ہندوؤن کو مسلمان کیا[1]۔ دار الحکومت مصر یعنی قاہرہ مین سب سے مشہور و معروف روضہ بی بی نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا کا ہے جو حسن بن زید کی بیٹی تہین۔ اونکو علم حدیث وغیرہ مین ایسا کمال حاصل تہا کہ امام شافعی نے بھی جو اونکے ہمعصر تھے اونکے علم و فضل کی تعریف کی۔ بی بی نفیسہ ایسی زاہدہ اور عابدہ تہین کہ وہ اہل ولایت و کرامت سمجھی گیئن۔ اونکی نسبت مشہور ہے کہ جب مصر مین اونہون نے سکونت اختیار کی تو اونکے گہر کے پاس ایک ذمی رہتا تہا جسکی بیٹی ایسی بیمار تہی کہ اوسکے ہاتھہ پاؤن نہین ہل سکتے تھے اور وہ سارے دن بستر پر پڑی رہتی تہی۔ ایک دن اس لڑکی کے ماں باپ کو بازار جانا تہا اونہون نے بی بی نفیسہ سے عرض کیا کہ ہمارے جانے کے بعد اس لڑکی کی خبر گیر رہین۔ بی بی نفیسہ نے جنکے دل مین محبت اور خدا ترسی بہت تہی لڑکی کی تیمارداری کا ذمہ لیا اور جب لڑکی کے ماں باپ چلے گئے تو اونہون نے اس مریضہ کے لیئے جناب باری مین دعا کی۔ دعا ختم نہ ہونے پائی تہی کہ لڑکی کے ہاتھہ پاؤن کہل گئے اور جب اوسکے ماں باپ واپس آئے تو اپنے پیرون سے چلکر وہ اون سے ملی۔ والدین یہہ دیکھتے ہی ایسے مشکور اور ممنون ہوئے کہ اونہون نے فوراً اپنی محسنہ کا دین قبول کیا[2]۔

بعض اوقات مسلمان قیدیون نے بھی اپنے ساتھہ کے قیدیون اور قید کرنیوالون کو مسلمان کرلیا۔ چنانچہ گیارہوین صدی عیسوی کے شروع مین مشرقی یورپ مین اول ہی اول اسلام کی اشاعت اس طرح ہوی کہ جسوقت مسلمانون اور روم کے عیسائیون مین لڑائیان

[1] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا۔ دوسری جلد صفحہ ۴۰۸۔ [2] گولدزیہر۔ دوسری جلد صفحہ ۳۰۲-۳۰۳

ہو رہی تہین تو پشنگ کی قوم[51] نے ایک مسلمان مفتی کو قید کر لیا اور اوسکو اپنے ملک مین
لے آئے۔ زمانۂ قید مین اس مفتی نے بہت لوگون کو اسلام کی تلقین کی۔ شروع
مین اس قوم کے چند لوگون نے دل سے اسلام قبول کیا اور پہر اسلام کی اشاعت انمین
عام ہو گئی۔ لیکن اس قوم پشنگ کے کچہہ لوگ ایسے تہے جو اپنی قوم والون کے مسلمان
ہونے پر بگڑ بیٹہے اور آپس مین لڑائی شروع ہوئی تو مسلمون نے جنکی تعداد بارہ ہزار تہی اپنی
تعداد سے دوگنی بلکہ دوگنی سے بہی زیادہ دشمنون کا مقابلہ کامیابی کے ساتہہ کیا۔ دشمنون
کو شکست ہوئی اور جو لوگ لڑائی سے بچے انہون نے بہی اسلام قبول کر لیا۔ غرض
گیارہوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے یہ تمام قوم مسلمان ہو گئی اور اوسکے اکثر لوگ
علم حدیث اور فقہ کے عالم ہوئے[52] شہنشاہ جہانگیر کی عہد مین (۱۶۰۵–۱۶۲۸ء) اہل سنت وجماعت
کے مشہور عالم شیخ احمد مجدد گذرے جنہون نے اہل تشیع کے عقائد کا رد لکہا۔ اس زمانہ
مین بادشاہ کے دربار مین شیعون کو بہت دخل تہا اس لیے انہون نے شیخ پر کوئی غلط الزام
لگا کر قید کروا دیا۔ دو برس تک شیخ احمد قید مین رہے اور اس عرصہ مین انہون نے کئی
ہزار کافرون کو جو اونکے ساتہہ قید تہے مسلمان کر لیا۔[53] زمانہ حال مین یعنی ۱۸۶۴ء کی

---

[51] اس زمانہ مین یعنی گیارہوین صدی عیسوی مین پشنگ کی قوم دریائی ڈنیوب اور دریائی دون کے دوآبہ مین آباد تہی۔ اور نوین صدی عیسوی کے ختم ہونیکے قریب دریائے یورال کے کنارون سے وہان اس دوآبہ مین یہ قوم آباد ہوئی تہی (اکارسین پہلی جلد صفحہ ۱۰۸)

[52] ابو عبد البکری (رسالہ وفات ۱۰۹۴ء صفحہ ۴۶۷–۴۶۸) یورپ کے عہد وسطے مین یورپ کی ایک اور قوم یعنی ملک ہنگری کی باشکر قوم محض وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے مسلمان ہو گئی۔ بلغاریا کے سات مسلمانون نے جو غالباً ۹۵۷ء مین بلغاریہ سے ہنگری کے ملک مین آئے اس قوم مین اسلام کی اشاعت شروع کی اور تعلیم و تلقین سے باشکر کی کل قوم کو مسلمان کر لیا ۱۲۲۰ء مین عرب کے ایک جغرافیہ دان نے حلب کی شہر مین باشکر قوم کے چند مسلمانون سے ملاقات کی جو علم دین کی تحصیل کے لیے حلب مین آئے ہوئے تہے اس عرب نے باشکر قوم کے لوگونکی زبانی اونکے اسلام لانے کے حالات سنے اور اپنی تصنیف مین یورپ کی اس مسلمان قوم کے متعلق جو کفار کے ملک مین رہتی تہی چند عجیب واقعات لکہے ۱۳۴۰ء تک ہنگری کی باشکر قوم مین مذہب اسلام قائم رہا۔ لیکن اسکے بعد جب ہنگری کے ملک مین بادشاہ چارلس رابرٹ کا عہد آیا تو اوسنے اپنے ملک کی ایسی رعایا کو جو عیسائی نہ تہی مجبور کیا کہ یا تو وہ عیسائی مذہب قبول کرے یا ملک چہوڑ کر چلی جاوے (جغرافیہ ابو الفدا۔ رینا د۔ توم ۲۔ صفحہ ۲۹۴–۲۹۵)

[53] مفتی غلام سرور۔ خزینۃ الاصفیا۔ پہلی جلد صفحہ ۶۱۳۔

وہابی سازش مین ہندوستان کے ایک مولوی کو برٹش گورنمنٹ کے خلاف عملی کارروائی کرنے کی وجہہ سے حبس دوام بعبور دریای شور کی سزا ملی اور جزیرۂ انڈمان کو وہ روانہ کیے گئے۔ زمانہ قید مین انتقال سے پہلے ان مولوی نے انڈمان کے اکثر قیدیون کو مسلمان کیا۔

غرض جس صورت مین کہ مسلمانون کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا یہ جوش اور شوق ہو کہ موقع اور بےموقع وہ اسلام کی اشاعت کے لیئے تیار ہو جاتے ہون تو مناسب ہے کہ اس مضمون کے متعلق اونکی کامیابی کے اسباب بہی تحقیق کیے جاوین۔

اشاعت اسلام کی ترقی کے اسباب مین سب سے بڑی وجہ کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ کی سادگی ہے۔ صرف یہہ ہی دو باتین ہین جنکا نومسلم کو اقرار کرنا ضروری ہے۔ اور اسلامی دینیات کی تمام تاریخ مین کہین پتہ نہین چلتا کہ علمای اسلام نے کبہی اس صاف کلمہ کو چھوڑا اوسکی جگہہ کوئی مشکل اور پیچیدہ عبارت عوام الناس کی ہدایت اور تلقین کے لیئے تجویز کی ہو۔ یہہ کلمہ ایسا صاف ہے کہ انسان کی قوت ایقان کو اس کلمہ کے قبول کرنے مین زیادہ زحمت نہین اوٹہانی پڑتی [جیسیکہ مسئلہ تثلیث یا اور بعید از عقل مذہبون مین وقت پیش آتی ہے (مترجم)] اور اوسکے سمجھنے مین کسی طرح کی عقلی مشکلات پیدا نہین ہوتین بلکہ اوسکا سمجھنا ایسے لوگون کی بہی قدرت مین ہے جو نہایت ادنی درجہ کی عقل رکہتے ہین۔ چونکہ اس کلمہ کے ساتہہ دینیات کے پیچیدہ اور دقیق مسائل شامل نہین ہین اسلیئے وہ لوگ بہی جنکو دینیات کی مصطلحات اور باریکیون کا علم نہو دوسرون کو یہ کلمہ سکہا سکتے ہین۔ کلمہ اسلام کے پہلے حصہ مین وہ عقیدہ بیان ہے جسکو تقریبًا کل بنی نوع انسان بدیہات سے سمجھتے ہین۔ دوسرے حصہ کی بنیاد اوس رشتہ اور تعلق پر کہی گئی ہے جو انسان کو خدا کے ساتہہ ہے اس حصہ کا مضمون بہی عام ہے یعنی دنیا کی تاریخ مین ایسے موقع آتے ہین کہ خدا نے اپنے انبیا علیہم پر وحی نازل کرکے انسان کو اپنا علم بخشا

مذہب اسلام کی یہ خصوصیت کہ عقل پر اوسکا دارمدار ہے اور یہہ کہ تبلیغ اسلام کو اس
خصوصیت کی وجہ سے کیا نفع پہونچتا ہے کہین ایسی خوبی سے بیان نہین ہے جیسے کہ پروفیسر
مونٹتے نے اوسکو بیان کیا ہے۔ یہہ پروفیسر لکہتا ہے کہ۔
"مذہب اسلام فی الواقع رشنیل اسٹک (یعنی عقلی) مذہب ہے خواہ اس لفظ کو (جو
فلسفۂ یورپ کی اصطلاح ہے) ازروی لغت خیال کیا جاوے اور خواہ اوسکے تاریخی معنون
پر نظر کیجاوے کہ مختلف وقتون مین اوسکے کیا معنی رہے ہین۔ رشنیل ازم کی یہ تعریف
کہ وہ ایک علم ہے جسمین مذہبی عقائد کا انحصار عقلی دلائل اور برہان پر ہو اسلام پر
بالکل صادق آتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پرجوش شخص تہے اور ان مین
ایمان اور یقین کی حرارت بہی موجود تہی بلکہ یہ آخر قابل تعریف خوبی اونکی امت مین بہی
پیدا ہے۔ اور یہہ سچ ہے کہ اُنہون نے جسقدر اصلاح کی اوسکو وحی کی صورت مین ظاہر
کیا۔ لیکن یہ وحی صرف بیان کا ایک طریقہ تہا اور پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
مذہب مین ایک ایسے مجموعہ عقائد کا پتہ چلتا ہے جسکی بنیاد عقلی معلومات پر رکہی گئی
ہے مسلمانون کے نزدیک اسلام سے عبارت ہے کہ خدا کو ایک مانا جاوے اور پیغمبر
کی رسالت کا اقرار ہو۔ لیکن ہمارے (یعنی عیسائیون) کے نزدیک جو بہت ٹہنڈے
دل سے مسلمانون کے مذہبی عقائد کی تحلیل و تجزی کرتے ہین اسلام سے مراد خدا اور
آیندہ زندگی کا یقین ہے۔ یہہ دو اصول (یعنی توحید اور رسالت کا یقین) جو مذہبی
عقائد کا بحد غایت اختصار ہین اور ہر مذہبی آدمی کے لیئے جنکا انحصار عقل کی راسخ
بنیاد پر ہے تعلیم قرآن کا لب لباب ہین۔ اس تعلیم کی سادگی اور صفائی فی الواقع
وہ زبردست قوتین ہین جو مذہب اور مذہب کی ترقی اشاعت مین برابر عمل کر رہی ہین
اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ بہت سے مسئلے اور اکثر توہمات باطلہ پیرپرستی سے لیکر
تعویذ گنڈون کے استعمال تک اسلام مین اسطرح پیدا ہوگئے ہین جیسے درخت کے بڑے

سے بڑے ہٹنے مین پیوند لگا دیا جاوے - اگرچہ پیغمبر خدا نے جن باتون کی خود تعلیم فرمائی اونکو ہر اعتبار سے ترقی ہوی لیکن قرآن پاک مسلمانون کا ہمیشہ ملجا و ماوا رہا ہے - اور یہہ وہ کتاب ہے جسمین مسئلہ توحید ایسی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال اور جبروت اور کمال تیقن کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب مین یہ مسئلہ اس سے بہتر طریقہ پر بیان نہین ہے - غرض اس حقیقی اصول توحید پر مسلمانون کی گرویدگی اور کلمۂ توحید کی سادگی اور دعیانِ اسلام کا اوسپر دل و جان سے یقین رکھنا وہ باتین ہین جن سے اشاعت مذہب مین مسلمانون کی کامیابی کا حال کھلتا ہے - غرض جو مذہب ایسا ٹہیک اور استوار ہو اور جس سے دینیات کے دقیق اور مشکل مسائل اسطرح چھانٹ دیئے گئے ہون کہ معمولی عقل رکھنے والے بھی اوسکو سمجھہ سکین تو ضرور ہے کہ انسان کے ایمان پر اثر کرنے کی اوسمین وہ زبردست قوت ہو جسکو ہم جانتے ہین کہ یہہ قوت اسلام مین موجود ہے"۔

جسوقت نومسلم یہہ سیدھا سادا مذہب قبول کر لیتا ہے تو پہر ارکانِ اسلام اوسکو سکہائے جاتے ہین - یعنی اول کلمۂ شہادت کا اقرار دوسرے پانچ وقت کی نماز پڑہنا تیسرے زکوٰۃ دینا چوتھے رمضان کے روزے رکھنے اور پانچوین حج کرنا۔

حج کو رکن اسلام قرار دینے پر اکثر یہ اعتراض ہوا ہے کہ پیغمبر خدا کی تعلیم توحید مین یہ رسم زمانہ بت پرستی کی ایک عجیب یادگار ہے - لیکن اس اعتراض کے وقت یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے حج کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت تھی جنکے مذہب حنیف کو آپ از سر نو جاری کرنے کے لیئے مبعوث ہوئے تھے[۵۲] - لیکن حج مین سب سے بڑھکر بات یہہ ہے اور یہین سے دعوت اسلام کی تاریخ مین اوسکی وقعت بہت

---

[۵۱] ایڈوارڈ مونتے "عیسائی مذہب کی اشاعت اور اوسکے مخالف مسلمان" صفحہ ۹۶-۱۰۸ پیرس سنہ ۱۸۹۰ع

[۵۲] قرآن سورہ (۲) آیت ۱۱۸-۱۲۶-

زیادہ ہو جاتی تہے کہ اوسکی وجہ سے ہر سال تمام قومون کے مسلمان دنیا کے ہر ایک حصہ
سے چلکر ایک جگہہ یعنی کعبہ معظمہ مین جمع ہوتے ہین اور یہہ وہ مقدس مقام ہے کہ جسوقت
یہ مسلمان اپنے اپنے وطن مین نماز کے لیئے کہڑے ہوتے تہے تو یہہ ہی متبرک جگہہ تہی
جسکی طرف اونکے مُنہہ ہوتے تہے۔ اعلی سے اعلیٰ مذہبی بانیٔ کی قدرت سے باہر تہا
کہ مسلمانون مین اخوت کا خیال پیدا کرنے کے لیئے اور یہ بتانے کے لیے کہ سب مسلمان
بہائیون کا شعار یکسان رہنا چاہیئے حج سے بہتر کوئی طریقہ ایجاد ہو سکتا۔ کعبہ وہ جگہہ
ہے کہ جہان زمانۂ حج مین مغربی ساحل افریقہ کا نیگرو مسلمان ملک چین کے مسلمان سے
ملتا ہے اور یورپ کا مہذب اور خلیق ترک اوس مسلمان بہائی کو پہچانتا ہے جو بحر ملایا کی
حد مشرق مین کسی جزیرہ کا وحشی باشندہ ہے۔ علاوہ اسکے عید الضحی کے دن (جسکو
ترکی اور مصر مین بیرام کہتے ہین) تمام دنیا مین جہان جہان مسلمان ہین اونکے دل دن خوش
قسمت مسلمان بہائیون ہی کے خیال سے خوش اور شادان ہوتے ہین جو آج حج سے فارغ ہو
کر مکہ معظمہ مین جمع ہونگے۔ حج کے بعد اکثر مسلمانون نے "راہ خدا مین کوشش کی" اور ہم لکہہ
چکے ہین کہ حاجیون نے دعوت اسلام کی ترقی مین کیا حصہ لیا۔

علاوہ حج کے زکوۃ کا دینا دوسرا رکن اسلام ہے جو مسلمانون کو ہمیشہ یاد دلاتا ہے کہ
"انما المومنون اخوۃ"[1] یہہ ایک ایسا مذہبی اصول ہے جسکی پابندی مسلمانون مین حد درجہ
کیجاتی ہے۔ اور جسکی وجہ سے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ نومسلم کے ساتہہ مہربانی اور سلوک
کا برتاو نہ کیا جاوے[2]۔ کوئی شخص کسی قوم اور رنگ کا ہو اور مسلمان ہونے سے پہلے
اوسکے حالات کچہہ ہی ہون اسلام قبول کرتے ہی وہ مسلمانون کی اخوت مین شامل کر لیا
جاتا ہے اور اوسکو برابر والون مین برابر والے کا سا درجہ ملتا ہے۔

---

[1] قرآن شریف سورۃ (۴۹) آیت ۱۰ [2] لیکن اگر کوئی کافر کسی مسلمان کا غلام ہو تو یہ کہ وہ اسلام قبول کرنیکی وجہ سے غلامی سے آزاد نہین ہو سکتا
جیسا کہ بعض یورپ کے مصنفون نے لکہا ہے کیونکہ شریعت اسلام مین کسی غلام کا مسلمان ہو جانا اوسکی حالت غلامی پر کوئی
اثر نہین پیدا کرتا۔ (دیکہو میکناٹن) اصول و نفائس محمدن لا صفحہ ۲۱۲ (مدراس ۱۸۶۲ع)

اسی طرح مسلمان کرنے اور مسلمان رکھنے کے لیے نہایت موثر طریقہ پانچ وقت کی نماز کا حکم ہے۔ موسیٰ تسک[1] نے خوب کہا ہے کہ "جس دین مین بہت سے ارکان کی پابندی کا حکم ہوا وسکو ایسے مذہب کے مقابلہ مین لوگ زیادہ عزیز رکھتے ہین جسمین یہ بات نہو۔ انسان جن باتون مین ہمیشہ مشغول رہتا ہے اونپر ہمیشہ ثابت قدم رہتا ہے"۔ مسلمان کا مذہب ہر وقت اوسکے ساتھ ہے اور پنجوقتہ نماز کی صورت مین وہ ایسے موثر اور پرعبرت طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی اور تماشائی دونون کے دل پر بغیر اثر پیدا کیے نہین رہتا۔ فرانس کے پروفیسر رینان نے لکھا ہے کہ "بغیر ایک دلی جوش اور کیفیت محسوس کیے مین کسی مسجد مین نہین گیا بلکہ اجازت ہو تو یہہ کہون کہ مین جب کبھی مسجد مین گیا تو اپنے مسلمان نہونے پر مجھکو ایک خاص افسوس ضرور ہوا"[2]۔ اگر رینان (جو پیرس کی یونیورسٹی کا مشہور و معروف پروفیسر ہوا ہے) یہ الفاظ کہہ سکا تو ہم اس بات کا سمجھنا مشکل نہین کہ افریقہ کے کافر جنکو اور ادنیٰ درجہ کی مہذب قومونکی طرح ہر چیز مین کوئی نہ کوئی اسرار پنہان معلوم ہوتا ہے جسوقت افریقہ مین کسی مسلمان تاجر کو ایک بن دیکھے خدا کی عبادت مین رکوع و سجود کے ساتھہ مصروف پاتے ہونگے تو اونکے دلپر کیا اثر ہوتا ہوگا۔ تعجب و حیرت کے بعد تحقیق کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اسلام کا وہ علم جو تحقیق کے بعد پیدا ہوتا ہے بعض صورتون مین ایسے لوگون کو مسلمان کر لیتا ہے جنکو اگر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے اسلام سکہانا چاہتا تو وہ مسلمان نہوتے۔ رمضان کے روزون کی نسبت صرف یہ کہنا کافی ہے کہ وہ (عیسائیون کے) اس اعتراض کا پورا جواب ہین کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو نفس پرستی اور عشرت کے سامان دکہا کر لوگون کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کارلائل کا قول ہے کہ "پیغمبر خدا (صلعم) کا مذہب آسان مذہب نہین ہے۔ اوسمین سخت روزے۔ نظافت اور پاکیزگی کے قواعد دشوار پیچیدہ مسائل۔ پانچ وقت کی نماز۔ شراب سے پرہیز موجود ہے

[1] "ویسپریٹ دے لوے" دوسرا باب [2] امیرنسٹ رینان "اسلام اور سائنس" صفحہ ۱۹ (پیرس سنہ ۱۸۸۳ع)

اسلام کو اس وجہ سے ترقی نہین ہوئی کہ وہ آسان مذہب تہا"

غرض ان احکام اور ارکان کا پابند ہو کر مگر نا۔ سقدر کہ وہ گران گذرین یا مذہب اونکی وجہہ سے تاریکی مین پڑ جاوے مذہب اسلام کا اصول مسلمانون کی زندگی اور شعار کو اپنا منظہر خارجی بناتا ہے اور اونکی روزانہ زندگی کا ایسا جزو ہو جاتا ہے کہ ہر ایک مسلمان دوسرون کے حق مین اپنے دین کا معلم بن جاتا ہے۔ اور یہہ بات ایسی ہے جو اکثر مذہبون کے معتقدون کو حاصل نہین۔ مسلمانون کا اصول مذہب ایسی مختصر عبارت اور سادی زبان مین بیان ہے کہ اوسکے سمجھنے کے لیے عقل پر بہت کم زور پڑتا ہے اور مذہب کے احکام ایسے ٹہیک ٹہیک اور صاف طور پر مقرر ہین کہ کسی کو تعمیل احکام مین شبہہ نہین پڑتا کہ ہمکو کیا کرنا چاہیے۔ اور جب مذہب کے یہہ فرائض ادا ہو جاتے ہین تو ہر مسلمان کے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ جو کچہہ خدا کے احکام تہے اونسے وہ ادا ہو گیا۔ غرض مذہب کا عقل پر انحصار اور ارکان مذہب کا ٹہیک ٹہیک مقرر ہونا وہ چیزین ہین جن سے اسلام کی اوس قوت کا پتہ لگتا ہے جو عوام الناس کے دل پر اپنا اثر پہونچاتی ہے۔ کوئے نن نے لکہا ہے کہ اگر تم لوگون کو بکثرت اپنے دین پر لانا چاہو تو حق بات کو پاک اور ستہری عبارت مین جو صاف نظر آوے اور جلد سمجہہ مین آوے بیان کرو۔[۱]

علاوہ ان امور کے اور بہت سے حالات ہین جو خاص خاص وقتون اور ملکون مین ایسے پیش آئے کہ وہ دعوت اسلام کی کامیابی اور ترقی کا باعث ہوے۔ ان اسباب ترقی مین سے ایک سبب یہ ہے کہ ملک افریقہ اور دیگر غیر مہذب ملکون مین مسلمان تاجرون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہوی۔ یہہ ملک ایسے ہین جہان کے باشندے غیر ملکون کے لوگون سے بدظن رہتے ہین۔ لیکن تاجرون کو یہ مشکل نہین اوٹہانی

[۱] کوئے نن۔ قومی مذہب اور تمام عالم کے مذاہب" صفحہ ۵۲۔ (لندن ۱۸۸۲ع)

پڑتی - کیونکہ سب جانتے ہین کہ انکا پیشہ ایسا نہین جس سے کسی کو ضرر پہونچے - علاوہ اسکے مسلمان تاجرون کو ان غیر مہذب لوگون سے بخوبی واقفیت ہوتی ہے اور کاروبار تجارت مین خود ان تاجرون کا ایسا اعتماد لوگون کو ہوتا ہے کہ جسوقت وہ افریقہ کی غیر مہذب قومون مین پہونچتے ہین تو سب لوگ اون سے اچھی طرح ملتے ہین اور وحشیون کے دل سے وہ رکاوٹ اوٹھہ جاتی ہے جو اجنبی لوگون کے سامنے اونکی طبیعت مین فطرتًا پیدا ہوتی ہے - غرض مسلمان تاجرون کو اُن دقتون اور دشواریون کا سامنا نہین ہوتا جو مشنری پیشہ پادریون کو اوٹھانی پڑتی ہین - ان ہشنریون کی نسبت ایسے ہی لوگون کو سوءظن نہین ہوتا جنکا دائرۂ علم وعقل محدود ہے اور جنکی سمجھہ مین نہین آتا کہ محض لوگون کو کسی مذہب کا پیرو بنانے کے لیے کوئی شخص دنیا کے سب دھندے چھوڑکر اسقدر دور و دراز سفر کی مصیبتین کس طرح اوٹھا سکتا ہے بلکہ یہ سوءظن مہذب قومون کے دنیاداروں کو بھی ہوتا ہے جو مشنری کی ایمانداری کو اکثر شبہہ کی نظر سے دیکھتے ہین -

لیکن ایسے ملکون مین جہان اسلام کو محکوم بنکر عاجزی ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہوئی بلکہ وہ حکمران قوم کا مذہب ہوا تو اوسکے حالات مختلف صورت مین نظر آئے - اور اس کتاب مین ہمنے ثابت کردیا ہے کہ اسلام نے غیر مذہب کے ایسے لوگون کی ساتھہ صلح کل کا طریقہ رکھا اور اونکو مذہبی آزادی دی جنھون نے اپنی حفاظت کے معاوضہ مین جزیہ ادا کیا - گو مسلمانون کی تاریخ کے صفحے اکثر ظلم کے ہنگامون سے خون آلودہ ہین لیکن بحیثیت مجموعی مسلمانون کی سلطنت مین غیر مذہب کے لوگون کو وہ مذہبی آزادی حاصل رہی جسکی نظیر یورپ مین بھی سوائی زمانہ حال کے کبھی موجود نہ تھی -

جبرًا مسلمان کرنے کی ممانعت خود قرآن شریف مین موجود ہے لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّینِ (سورۂ بقرۂ آیۃ ۲۵۷) اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۃ یونس - آیت ۹۹ - ۱۰۰) غرض
مسلمانون کی سلطنتون مین عیسائی قومون اور فرقون کا صدہا برس سے آباد رہنا ہے
اس بات کا صاف ثبوت ہے کہ اونکو مذہبی آزادی اور سلامتی حاصل رہی اور ظاہر ہوتا ہے
کہ وقتاً فوقتاً متعصب مسلمانون کی طرف سے جو ظلم عیسائیون کو اوٹھانے پڑے اونکا
باعث خاص خاص مقامی حالات ہوئے تھے نہ کہ مذہبی آزادی کے خلاف کوئی مقررہ صول
مسلمانون مین ایسا تھا جنکی وجہ سے یہہ ظلم ہوئے[ل]۔

ایسے دشوار وقتون مین البتہ مقامی حالات کی وجہ سے مجبور ہوکر غیر مذہب کے بہت
لوگ مسلمان ہوئے اور ایسے خاص خاص لوگونکی نظیرین پیش ہوسکتی ہین جنہون نے

[ل] مثلاً متوکل باللہ کے زمانہ سے پہلے جو بہت سے فرقہ مسلمانونکے پیدا ہوگئے تھے اونکے خلاف متوکل کے عہد مین جوش مخالفت پیدا ہوا اور سوای سنیون کے تمام فرقون پر ظلم ہوئے - یا مثلاً تیرہوین صدی عیسوی کے قریب اختتام ایران و ایشیائے کوچک اور ملکون مین مسلمانون نے عیسائیون سے اس بات کا انتقام لیا کہ قدیم مغل بادشاہون کے زمانہ مین جب عیسائیون [illegible] مسلمانون کی ہمیشہ توہین و تحقیر کی تھی [illegible] سلطنت مین عیسائیون پر سختیاں ہونیکا ذکر [illegible] عیسائیون کی [illegible] کی بدکاری و عیسائی حاکمون کے غرور اور خاصکر عیسائی [illegible] کے مناقشات [illegible] عیسائیون پر اختیارات عمل کرنا چاہتے تھے [illegible] صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین [illegible] عیسائیون پر مسلمانون کو اس بات کا شبہہ ہوا کہ یورپ کے عیسائیون کی [illegible] مددگار ہوتے ہین و [illegible] زمانہ حال مین [illegible] کی [illegible] پیدا ہوئی اور اوسکی وجہ سے یورپ کے عیسائیون مین مذہبی ہمدردی کا جوش پیدا ہوا [illegible] مسلمانون کی [illegible] کی حالت بہت [illegible] کردی [illegible] عیسائیون پر [illegible] مسلمان بادشاہون [illegible] ایسی سخت نہوتی [illegible] مذہبی آزادی دینے کے [illegible] مسلمان [illegible] اپنے خیالات ظاہر کئے ہین اور کہا ہے کہ اگرچہ [illegible] اکثر زبان چلائی اور ہاتھہ [illegible] تو اسلام [illegible] آزادی کا دینے والا [illegible] اونکے ایمان سے مطلق بحث نہ رکھنے والا ہو [illegible] سلطنت [illegible] ملکی مصلحت [illegible] اپنی [illegible] طریقہ سے اسلام پھیلانا چاہا ہو غیر مذہب [illegible] کسی بحث [illegible] مسلمانونکی طبیعت کا [illegible] آزادی کے اصول کو ہمیشہ اپنا دستور العمل کہا ہمکو یہین چاہیئے کہ محض [illegible] ظلمون و سختیون پر اپنی توجہ کو محدود کرلین جو کہین کہین پیش آئین کیونکہ اگر ہم غور و تجسس کی نظر سے دیکھینگے تو فوراً معلوم ہوجائیگا کہ صرف پولیٹیکل ضروریات یا محض کسی بادشاہ یا قوم کی خاص طبیعت و مزاج کی وجہ سے سختیان ہوئین [illegible] مذہب کو ایسے موقعون پر صرف حیلہ بنایا گیا مذہب کے احاطہ سے یہ ظلم بالکل خارج ہین [illegible]

خاص موقعون پر مجبوری اسلام قبول کرنا گوارا کیا لیکن جبر واکراہ سے غیر مذہب
کے لوگون کو مسلمان کرنے کا حکم قرآن یا شریعت مین کہین موجود نہین ہے۔ قرآن
شریف کی وہ آیات جنمین جبراً مسلمان کرنیکی ممانعت ہے اور جنمین صرف وعظ و نصیحت کو
اشاعت دین کا ذریعہ قرار دیا ہے اس کتاب کے پہلے باب مین نقل کی گئی ہین اور علمای
فقہ کے فیصلون مین بہی اسی اصول کی پابندی ہوی ہے۔ چنانچہ جسوقت موسی میمونایڈیز
یہودی نے سلاطین اسپین الموحدین کے متعصبانہ عہد مین بظاہر اسلام قبول کرلیا۔ اور پہر
مصر کو بہاگ کر وہان اپنے تئین یہودی بنایا تو اسپین کے ایک مفتی نے موسی پر فتوای کفر
جاری کیا اور چاہا کہ اوسکو شرع کے مطابق سخت سے سخت سزا ملے۔ لیکن جسوقت یہ مقدمہ
قاضی الفاضل[۵۱] کے اجلاس مین پیش ہوا تو اوسنے فیصلہ کیا کہ جو شخص بجبر مسلمان کیا گیا ہو
اوسکو مسلمان نہین کہہ سکتے[۵۲]۔ اسی اصول کی تائید مین ایران کے بادشاہ غازان (سنہ ۱۲۹۵-۱۳۰۴ء)
کو جسوقت معلوم ہوا کہ اوسکے آغاز عہد مین بدہ مذہب کے جو عالم بظاہر مسلمان ہوگئے تہے
اور اونکے مندر مسمار کردئے گئے تہے وہ ایران سے تبت کو واپس جانا چاہتے ہین
تو سلطان غازان نے اونکو تبت جانیکی اجازت دے دی تاکہ بدہ مذہب کے لوگون
مین پہونچکر وہ آزادی کے ساتہہ پہر اپنے قدیم مذہب کے پابند ہوجاوین[۵۳]۔ تاورنیر نے
اسی قسم کا ایک واقعہ صفہان کے چند یہودیون کا بیان کیا ہے جن پر حاکم صفہان نے
ایسے ظلم کئے کہ "یا تو بجبر یا چالاکی سے ان یہودیون کو اوسنے مسلمان کرلیا" لیکن بادشاہ یعنی
شاہ عباس ثانی نے (سنہ ۱۶۴۲-۱۶۶۷ء) یہ دیکہہ کر کہ ان یہودیون نے خوف یا زبردستی سے
اپنا مذہب ترک کیا ہے اونکو اجازت دے دی کہ وہ موسوی دین پہر اختیار کرین اور
امن و امان کے ساتہہ ملک مین آباد رہین[۵۴]۔ تاورنیر سے پہلے کا ایک سیاح[۵۵] جسنے سنہ ۱۴۷۵ء

---

[۵۱] قاضی الفاضل ابو علی عبدالرحمن (سنہ ۱۱۳۵-۱۲۰۰ء) قضات مین سب سے بڑا نامور شخص ہوا ہے۔ سلطان صلاح الدین کا وزیر تہا۔ دیکھو ابن خلکان دوسری جلد صفحہ ۱۱۱-۱۱۵۔ [۵۲] ابو الفرج (۲) صفحہ ۴۵۵ [۵۳] دہوسن چوتہی جلد صفحہ ۲۸۱ [۵۴] تاورنیر (۱) صفحہ ۱۶۰ [۵۵] راموسیو دوسری جلد صفحہ ۱۱۱۔

مین فارس کا سفر کیا لکھتا ہے کہ باوجود اسکے زمانہ کی ملک مین ہر طرف شورش تھی تبریز کے ایک مسلمان گورنر نے اسی قسم کے ایک ہنگامہ کو فرو کیا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک دن شہر تبریز کا ایک ارمنی سوداگر اپنی دوکان مین بیٹھا تھا کہ ایک حاجی[۵۱] اوسکے پاس آیا اور کہا کہ وہ عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول کرے۔ سوداگر نے اپنے مذہب پر ثابت قدم رہنے کا قصد ظاہر کیا اور پیچھا چھوڑانے کیلیے اوسکو کچھہ خیرات دینے لگا۔ حاجی نے کہا کہ مین خیرات نہین مانگتا بلکہ اوسکو مسلمان کرنے آیا ہون۔ سوداگر مسلمان ہونے سے انکار کرتا رہا یہانتک کہ حاجی کو سخت غصہ آیا اور قریب ایک شخص کھڑا تھا اوسکے ہاتھہ سے تلوار چھین کر اوسنے سوداگر کے سر پر کاری زخم پہونچایا اور بھاگ گیا۔ اور حاکم شہر کو جب اس واقعہ کی خبر لگی تو اوسکو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ قاتل کو تلاش کرکے گرفتار کرین۔ غرض قاتل گرفتار ہوکر حاضر کیا گیا اور شہر کے حاکم نے اپنے ہاتھہ سے خنجر مارکر اوسکو ہلاک کیا اور یہہ کہکر کہ "کیا محمد ؐ کے دین کی اشاعت اسی طریقہ سے ہوتی ہے" حکم دیا کہ قاتل کی نعش کو شہر کے باہر پھینک دیا جاوے تاکہ اوسکو کتے کھائین۔ جب رات ہوئی تو شہر والون نے جاکر نعش کو دفن کر دیا۔ اس توہین حکم پر حاکم تبریز کا غصہ اور بڑھا اور اوس نے شہر کو تین یا چار گھنٹہ تک سپاہ کے حوالے کر دیا۔ اسکے بعد لوگون پر جرمانہ کیئے اور مقتول عیسائی سوداگر کے بیٹے کو بلاکر نہایت مہربانی اور شفقت کے الفاظ سے اوسکو تشفی اور تسلی دی[۵۲]۔

حاکم بامر اللہ (سنہ ۹۹۶ - ۱۰۲۰ء) جیسے خبطی خلیفہ نے بھی جسکے ظلمون سے اکثر یہودی اور عیسائی اپنا مذہب چھوڑکر مسلمان ہو گئے تھے انکو پھر اپنا مذہب اختیار کرنے اور برباد عبادتخانون کو از سر نو تعمیر کرنیکی اجازت دے دی[۵۳]۔ چونکہ مشرقی ملکون کے عیسائیون کی طرف سے یورپ کے

---

[۵۱] اس قدیم سیاح نے آزہی کا لفظ لکھا ہی جس سے غالبا حاجی مراد ہوگی۔ [۵۲] میکلین صفحہ ۲۶۔ اس واقعہ سے ایک عیسائی ... [۵۳] (سنہ ۱۰۲۰ء) نے حکم دیا کہ فلسطین مین مسلمانون کے ہنگامون سے جو گرجا برباد ہو گئے تھے وہ پھر تعمیر کرا دیے جاوین۔ ان ہنگامون کا کوئی ... بنا یا گیا (دیکھو ... جلد ۲ صفحہ ۵۱۳ - ۵۱۴) ابو صالح نے لکھا ہی کہ مصر مین عیسائیون کی کثر خانقاہین اور گرجا جنکو ... مین بشاہ سنہ ۱۱۶۴ء مین کردون اور کردون کی فوجکشی کے وقت مسلمانون (صفحہ ۹۱ و ۹۶ و ۱۲ و ۱۲۰) نے برباد کیا تھا (صفحہ ۸۵ - ۸۶ و ۱۸۲ ... اور دیکھو مقریزی کا قول جو ضمیمہ مین صفحہ ۳۲۷ - ۳۲۸ پر نقل کیا گیا ہے) باجود خود شکستہ اور بوسیدہ ہو گئے ہے (صفحہ ۵ - ۸۶ اور ۱۰۲ و ۱۰۴) وہ دوبارہ تعمیر کیے گئے۔

عیسائی بالکل غافل تھے اور مشرق کے عیسائیون کے پاس اپنی حفاظت اور بچاؤ کا کوئی سامان نہ تہا اسلیئے مسلمان بادشاہون مین سے کوئی بڑا بادشاہ اگر چاہتا تو بہت آسانی سے اپنی عیسائی رعایا کو نیست و نابود کر دیتا یا اپنی سلطنت سے اونکو اس طرح نکال دیتا جس طرح اسپین کے عیسائیون نے مسلمانون کو اسپین سے نکال دیا یا جس طرح انگریزون نے چارسو برس تک اپنے ملک سے یہودیون کو جلاوطن کیا چنانچہ ۱۵۱۴ء مین سلطان سلیم اول اور ۱۶۴۶ء مین سلطان ابراہیم اپنے اون منصوبون کو عمل مین لاسکتے تھے جو انہون نے عیسائی رعایا کو غارت کرنے کے لیئے سوچے تھے۔ بلکہ سلطان سلیم نے تو اس غرض سے کہ سلطنت مین کل رعایا ایک ہی مذہب کی پابند ہو چالیس ہزار شیعون کو قتل کر ڈالا تہا لیکن مفتیون نے عیسائیون کے متعلق ان بادشاہون کو اس ظالمانہ قصد سے باز رکہا اور یہی مفتی اسلامی شریعت اور اسلامی طریق صلح کل کے بتانے اور سکہانے والے تھے۔[۵۱]

سترہوین صدی عیسوی[۵۲] کے شروع مین جرمنی مین اس اصول کو بہت پسند کیا جاتا تہا کہ جسکا ملک ہو اوسی کا دین ہو (یعنی رعایا کا مذہب بادشاہ کی مرضی پر موقوف ہونا چاہیئے) لیکن مسلمان بادشاہون مین سے کسی نے اس اصول کو اپنا دستور العمل نہین بنایا۔ گو ظاہر ہے کہ جس وقت کسی ملک مین مذہب اسلام کسی فرمانروا قوم کا مذہب ہوا تو اس بات نے نومسلمون کی تعداد مین ضرور ترقی پیدا کی۔ اور جن لوگون پر مذہب کو پوری قدرت حاصل نہ تھی شاید اونکو دنیا کا لالچ ہوا ہوا اور بجای نیک نیتی کے خود غرضی اور حب جاہ اونکے تبدیل مذہب کا موجب ہوا ہو چنانچہ پانچوین صدی عیسوی مین سینٹ آگستین نے خود عیسائیون کی نسبت یہ شکایت لکھی کہ لوگ اس خیال سے اکثر عیسائی ہو جاتے ہین کہ عیسائی ہونے سے اونکو دنیا کا فائدہ ہوگا۔ سینٹ آگستین نے لکہا ہے کہ "کسقدر لوگ ہین جو صرف دنیا کے لیئے مسیح علیہ السلام کو تلاش کرتے ہین۔ ایک ہے کہ اوسکا کوئی

---

۵۱ دے لاجونقیئر صفحہ ۲۰۳ و ۲۱۳ و ۲۱۲ و ۳۱۳ ۵۲ شار دیر یا "جنگ سی سالہ کی تاریخ" الوم (۲۱) صفحہ ۶۱۵ - ۶۱۵

صولیہ پریس ۱۸۷۸ء)

کام اٹکا ہوا ہے اور وہ پادریون کی مدد چاہتا ہے۔ دوسرا ہے جسکو کسی نے بردستی ستایا ہے اور وہ کلیسا مین پناہ لیتا ہے کوئی شخص اس لیئے آیا ہے کہ اوسکے معاملہ مین کسی بڑے آدمی سے جس تک اوسکی سائی نہین ہے سفارش کر دی جاوے۔ غرض ایسے ہی لوگ ہین جنکا کلیسا مین ہجوم رہتا ہے"[۵۱]

اسکے علاوہ عروج کے زمانہ مین سلطنت عرب کے جاہ وحشم نے وحشی اور غیر مہذب قومون پر جو اس شان وسطوت کو دیکھتے ہی تہین ایسا ہی سحر اور افسون کیا ہوگا جیسا کہ عیسائی مذہب نے شمالی یورپ کی وحشی قومون پر اثر کیا تہا جبکہ عیسوی مذہب ان وحشیون کو ہر جگہہ نظر آتا تہا اور وہ بہت ترقی یافتہ اور دقیق مذہب معلوم ہوتا تہا شاہانہ تحکم اور دبدبہ اوسمین پیدا تہا بادشاہون کے پہلو مین وہ تخت نشین تہا بلکہ بعض دفعہ ان بادشاہون کے تخت حکومت سے بہی اوسکا سر پر سلطنت بلند ہوتا تہا"[۵۲]

لیکن جن لوگون نے ایک مذہب چہوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کیا ہو خواہ وہ اوسمین اسلام ہو یا کوئی اور دین اون سب لوگون کی نسبت یہہ کہنا کہ بُری نیت اور بُری غرض سے اونہون نے تبدیل مذہب کیا درست نہین ہے اور نہ یہہ مناسب ہے کہ داعیان اسلام کی نیک زندگی اور عمدہ شعار اور مسلمانون کی نیکیون سے غیر مذہب کے لوگون پر جو سچا مذہبی اثر پہونچا اوسکو نظر انداز کیا جاوے۔ اگرچہ یورپ کی موجودہ عیسائی نسلون کو جنکے نزدیک اسلام ہر قسم کی (نعوذ باللہ) برائیون اور خباثتون کا برقع ہے یہہ بات عجیب معلوم ہوگی لیکن حقیقت یہہ ہے کہ قدیم زمانہ مین جن عیسائیون کو مسلمانون کی سوسائٹی مین رہنے کا اتفاق ہوا اونکے دل پر مسلمانون کی خوبیان نقش ہوگئین۔ اگر یورپ کے عیسائی سیاح اور اجنبی لوگ مسلمانون کی نیکیون اور خوبیون سے متاثر ہوئے تو بلاشبہہ اُن غیر مذہب

---

[۵۱] یوحنا کی انجیل پر رسالہ۔ صفحہ ۲ فقرہ ۱۰۔ [۵۲] میریوال "شمالی اقوام یورپ کا عیسائی مذہب قبول کرنا" صفحہ ۱۰۲ (لندن سنہ ۱۸۶۶ء)

کے لوگون مین بہی جو رات دن مسلمانون مین رہتے تہے اسلام قبول کرنے کا کچہہ نکچہہ شوق ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ تیرہوین صدی عیسوی کے قریب ختم فرقہ عیسائی دومانیکن کے ایک مشنری ریکولدوس نامی نے شام اور فلسطین کا سفر کرکے وہان اپنے مذہب کی اشاعت چاہی تو ذیل کی عبارت مین اوسنے مسلمانون کی تعریف لکہی "ہم یہ دیکہکر حیران رہ گئے کہ مسلمانون کے مذہب کفر (نعوذ باللہ) مین کس کمال درجہ کی نیکیان موجود ہین اب ہم مسلمانون کی نیک باتون اور کامون کو مختصر طور پر بیان کرتے ہین..... کون شخص ایسا ہوگا جو غور سے دیکہے اور اوسکو تعجب نہو کہ مسلمانون کو تحصیل علم کا کس درجہ شوق ہے کس دل وجان سے وہ خدا کی عبادت کرتے ہین۔ محتاجون کے ساتہہ کیسے فیاض ہین۔ خدا اور انبیا کے نام کی کیسی عظمت کرتے ہین۔ آثار مقدسہ کا اون مین کس قدر ادب کیا جاتا ہے۔ انکی باتون مین کس قدر متانت اور سنجیدگی ہے۔ اجنبی لوگونکے ساتہہ وہ کسقدر سلوک کرتے ہین اور مسلمان مسلمان کی ساتہہ کیسی لفت اور محبت رکہتا ہے"[۵۱]

اسی قسم کی تعریفین عیسائی سیاحون کی کتابون مین بہی بار بار بیان ہوئی ہین۔ مشہور سیاح سر جان مانڈویل نے لکہا ہے کہ "مسلمان نیک اور ایماندار ہین۔ وہ اپنے صحیفہ پاک یعنی قرآن کے نہایت پابند ہین جسکو خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اوتارا اور حضرت جبرئیل خدا کا حکم اکثر اون پر ظاہر کرتے تہے"[۵۲] صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین عیسائیون نے جو کتابین لکہین وہ بہی اسلامی خوبیون اور نیکیون کی تعریف سے مالامال ہین۔ اور یورپ مین جسوقت ترکون کی سلطنت قائم ہوئی تو شروع شروع مین اکثر عیسائیون نے ترکون کی تعریف و توصیف کا فرض ادا کیا جسکا حال ہمنے اس کتاب کے باب ششم مین لکہا ہے۔

جن اسباب سے اسلام کی اشاعت مین ترقی ہوئی وہ اوپر بیان کردیے گئے ہین۔ ان مین بعض سبب ایسے ہین جو ابہی تک اسلام کی ترقی کا موجب ہین لیکن ان اسباب کے

---

۵۱ لورن صفحہ ۱۳۱۔ ۵۲ مانڈویل صفحہ ۱۳۹۔

علاوہ آج کل دنیا مین اسلام کی ترقی اور اشاعت کے دو مستند ذریعے اور بھی ہین۔ پہلا ذریعہ تو یہ ہے کہ مسلمانون مین شعار اسلام کو زندہ کرنیکی تحریک شروع ہوی جسکی ابتدا گذشتہ صدی کے اخیر مین فرقۂ وہابیہ کے پیدا ہونے سے ہوئی۔ اگرچہ وہابیون کی ملکی قوت نجد کی حدود سے باہر جلد زائل ہو گئی لیکن مذہبی اعتبار سے اس فرقہ کا اثر افریقہ اور ہندوستان اور جزائر ملایا مین آجکے دن تک موجود ہے۔ اور اوسکی وجہ سے متعدد اسلامی تحریکین ایسی پیدا ہوتی رہی ہین جنکا اثر نہایت قوت کے ساتھہ کل اسلامی دنیا پر پہونچا۔ ہم اس کتاب مین لکھہ آئے ہین کہ موجودہ زمانہ مین جن اسلامی فرقون نے اشاعت دین مین خاص کوششین صرف کین اونکو اصلاح مذہب کی اس تحریک سے کس قدر قریب کا واسطہ رہا ہے۔ غرض اسلام کی حمیت اور مذہبی تعلیم و تربیت کا چرچا اور علم دین کا شوق اور ارکان مذہب کی جو پابندی اسطرح پیدا ہوئی اوسنے مسلمانون کے دلون مین اسلام کی ترقی اشاعت کے اوس شوق کو جو فطرتاً اونمین موجود ہے پھر زندہ کیا اور وہ ابتک زندہ ہے۔

اصلاح مذہب کی اس تحریک کے ساتھہ ساتھہ ایک اور تحریک مسلمانون مین پیدا ہوئی جو بالکل مختلف قسم کی ہے۔ اور ان دونون مین فرق یہہ ہے کہ تحریک اول یورپ کی تہذیب و تمدن کے خلاف ہے۔ اور دوسری تحریک موجودہ زمانہ کے مغربی خیالات کو پسند کرتی ہے اور اسلام کو انہی خیالات کے پیرایہ مین ظاہر کرنا چاہتی ہے جو مسلمان اس تحریک کے معاون ہین اونکا مقصد یہ ہے کہ مسلمانون کی تمام قومین متحد و متفق ہوجائین اور سلطان ٹرکی کو اپنا خلیفہ تسلیم کرین۔ اگرچہ اس تحریک کو وہ وقعت حاصل نہین ہے جو تحریک اول کو ہے لیکن اوسکے حامیون کا طرز خیال ایسا ہے جس سے اسلام کی اشاعت مین مدد ملتی ہے۔ اور اس شوق مین کہ اخوت المومنین کے اصول کو حقیقی اور مادی صورت مین کسی طرح دیکھہ لین اونکے مذہبی خیالات پر بہت عمدہ اثر پڑجاتا ہے اور یہ خیال کہ سب اہل اسلام ایک ہو جاوینگے اور تمام کلمہ گو قومون کا ایک ساشعار ہوگا ان مسلمانون کے

دلون کو تقویت بخشتا ہے اور اونکو ہمت ہوتی ہے کہ منکرین اسلام کے سامنے اپنے مذہب کے فضائل بیان کرین۔

اب رہی یہ بات کہ ان دونون اسلامی تحریکون کی وجہ سے اسلام کی اشاعت پر کیا اثر ہوگا تو اسکا حال صرف آیندہ زمانہ مین کھل سکتا ہے لیکن آج کل دعوت اسلام مین جو سرگرمی ان دو تحریکون سے ظاہر ہو رہی ہے وہ اسبات کا ثبوت ہے کہ اسلام (خدا نخواستہ) مردہ نہین ہے — اسلام کی روحانی قوت ملک اور سلطنت پر منحصر نہین ہے جیسا کہ اکثر لکھا گیا ہے[۱] — بلکہ ملکی قوت اور دنیوی ثروت کے نقصان نے اسلام کی خوبیان زیادہ نمایان کر دی ہین جو کسی مذہب کی اشاعت مین ترقی کا سب سے بہتر ذریعہ ہو سکتی ہین مسلمانون نے بد اقبالی سے عقل او بیتاسے کو سیکہ لیے ہین اوربجاے اسکے کہ دنیوی جاہ و ثروت کا نہ ہونا مذہب اسلام کے زوال کی دلیل ہو یہ امر غور کے قابل ہے کہ اُن ملکون مین جو عرصہ دراز سے عیسائیون کے تسلط مین ہین دعوت اسلام مین نہایت کوشش اور جستجو کی جاتی ہے — ہندوستان اور جزائر ملایا کے مسلمانون مین دعوت اسلام کا وہ جوش و خروش ہے کہ ٹرکی اور مراکو مین اوسکو تلاش کرنا فضول ہے۔

[۱] فریڈرک ڈینیسن موریس نے کسی موقع پر یہہ فقرہ کہا تھا کہ "ثابت ہوگیا ہے کہ اسلام صرف ایسے وقت ترقی کر سکتا ہے جبکہ وہ ملک گیری کے درپے ہو" — یہہ فقرہ ایک نہایت عامیانہ خیال کو ظاہر کرتا ہے جو اسلام کی نسبت (عیسائیون مین) بہت رائج ہے (دنیا کے مذاہب صفحہ ۲۸ مطبوعہ کیمبرج ۱۸۵۲ء)

تمت بالخیر

ضمیمۂ اول

جہاد

قطع نظر اور اعتراضون کے اگر صرف اس اعتراض پر نظر کیجاوے جو اسلام کی نسبت عموماً کیا جاتا ہی کہ یہ مذہب تلوار کے زور سے پہیلایا گیا اور سچا داعی اسلام وہی ہی جسکے ایک ہاتہہ مین تلوار ہو اور دوسرے مین قرآن اور وہ ان دونون مین سے ایک کی اطاعت قبول کرائے تو ظاہر ہے کہ دعوت اسلام کی کوئی تاریخ اوس وقت تک مکمل نہین تصور ہو سکتی جبتک کہ اوسکے ساتہہ جہاد کا ذکر نہ ہو جسکا ترجمہ بالعموم مذہبی لڑائی سے کیا گیا ہے۔ اسلام کی اشاعت کی نسبت اس قسم کے بیانات کا ناقص ہونا اون حالات سے جو اس وقت تک اس کتاب مین لکہے گئے ہین ثابت ہو گیا ہوگا۔ اب ہمکو یہ دیکہنا باقی ہی کہ کیا قرآن سے کسی مذہب کو جبراً تبدیل کرنے کا حکم ملا ہے۔ کیا قرآن کی تعلیم مسلمانون کو حکم دیتی ہے کہ وہ مسلح ہو کر اور لڑکر اپنا دین پہیلائین۔ یعنی مختصر یہہ کہ مذہب اسلام مشنری (تبلیغی) مذہب ہے یا نہین۔

قرآن مین کہین کوئی عبارت ایسی نہین ہے جو کسی طرح جبراً تبدیل مذہب کا حکم دیتی ہو برخلاف اسکے بہت سی آیتین ایسی موجود ہین جن سے اعیانِ مذہب کی کوششین وعظ ونصیحت کی حد تک محدود کر دی گئی ہین۔ علاوہ اسکے یہہ بہی دعوی کیا گیا ہی کہ قرآن کی کسی آیت سے نہین نکلتا کہ کافرون پر بغیر اسکے کہ خود کافر مسلمانون کو حملہ کرنے پر مجبور کرین حملہ کیا جاوے۔ پس اس وجہ سے آنحضرت کی جسقدر لڑائیان تہین وہ اقدامی نہ تہین بلکہ دفاعی تہین۔

یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ لفظ جہاد کے جو معنی غیر مومنین کے ساتھہ لڑائی کرنے کے عام طور پر لیے جاتے ہین اور رواج پا گئے ہین یہ قرآن شریف کے نازل ہونیکے بعد تراشے گئے ہین - اور یہہ کہ جن آیتون مین یہ لفظ یا اوسکے مشتقات آئے ہین اُنکے وہی معنی لینے چاہئین جو قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے لیے جاتے تھے - فعل مجرد جہد کے معنی ہین کوشش کرنا محنت کرنا مشقت کرنا - زور لگانا - توجہ کے ساتھہ کام کرنا - یا زیادہ مطالعہ کرنا محنت کے ساتھہ کام کرنا - غرض کسی قسم کے کام مین کوشش کرنیکو ظاہر کرتا ہے یہان تک کہ دودہ بلونے اور کہانا کہانے کے لیے بہی استعمال کیا جاتا ہے - باب افعال مین (اجہد) سخت قسم کہانے کے معنی مین بہی آتا ہے اور اگر کسی چیز کی نسبت بولا جائے تو اوسکے معنی بڑہنے اور پہیلنے کے ہوجاتے ہین - باب افتعال (اجتہد) کی صورت مین آکر اوسکے معنی ہوجاتے ہین "صحیح رای قائم کرنیکے لیے کوشش کرنا" - چنانچہ اوسکے مصدر اجتہاد کے معنی ہین "کسی مقنن یا فقیہ کا قانون یا فقہ کے کسی مسئلہ کی نسبت رای قائم کرنیکے لئے دماغی قوتون کو بدرجہ غایت کام مین لانا" اور لفظ جہاد کے معنی ہین "غیر مطبوع چیز کا مقابلہ کرنیکے لئے قوت کوشش سعی - یا لیاقت کو بدرجہ غایت کام مین لانا" پس جو حال جہاد کے مصدر اور مشتقات کا اوپر بیان کیا گیا اوس سے صاف ظاہر ہے کہ بذاتہ اوسمین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے لڑائی اور جنگ کے معنی لیے جاوین - بلکہ خاص خاص معنی جو وہ اختیار کرتا ہے وہ صرف مضمون اور فحوای کلام سے ظاہر ہوسکتے ہین -

ہم ذیل مین وہ تمام آیات نقل کرتے ہین جسمین لفظ جہاد یا اوسکے مشتقات آئے ہین اور آیات کو اوقات نزول کی ترتیب سے نقل کرتے ہین -

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝ (الفرقان - آیت ۵۳ - ۵۴)

ترجمہ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی سے ایک ڈر سنانے والا اٹھاتے۔ (اے پیغمبر) تم کافرون کا کہنا نہ مانو اور قرآن (کی دلائل) سے اونکا مقابلہ کرو۔

(ان دو آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ یہان وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے کوشش کرنی مراد ہے کیونکہ یہ آیتین مکہ مین نازل ہوئی تہین اور جہاد کے معنی یہان لڑائی یا جنگ کے لیتے جسقدر مہمل ہین اوسی قدر غیر واضح ہین۔)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ۔ (النحل - آیت ۴۰) (ترجمہ) اور انہون نے اللہ کی قسم کہائی اپنی سخت قسم۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (النحل - آیت ۱۰۶) (ترجمہ) جو شخص کفر پر مجبور کیا جاوے اگر اوسکا دل ایمان کیطرف سے مطمئن ہو اوس سے کچھہ مواخذہ نہین۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (النحل - آیت ۱۱۱) (ترجمہ) جو لوگ مبتلائے مصیبت رہے تہے گہربار چہوڑے پہر جہاد (کوشش) کیا تکلیفون پر صبر کیا (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار بیشک تمہارا پروردگار ان (سب امتحانون) کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(آیت ۱۰۸ مین اون مصیبتون کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانون کو ابتدا مین اٹھانی پڑین اور آیت ۱۱۱ مین حبشہ کی طرف مسلمانون کی ہجرت سے مراد ہے۔ ان مسلمانون کا جہاد وہ محنتین اور مشقتین تہین جو لوگون کے ظلم اور جلاوطنی کی وجہ سے اونکو اٹھانی پڑی تہین)

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (العنکبوت آیت ۵) (ترجمہ) اور جو محنت اٹھاتا ہے وہ اپنے ہی لیے محنت اٹھاتا ہے ورنہ خدا تو (دنیا جہان کے) سب لوگون سے بے نیاز ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (العنکبوت آیت ۷) (ترجمہ) اور ہمنے انسانون کو اپنے مان باپ کے ساتھہ اچھا برتاو کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر مان باپ تیرے درپے ہون کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھہراے جسکی تیرے پاس کوئی معقول دلیل نہین تو اُنکا کہنا نہ ماننا۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت آیت ۶۹) (ترجمہ) اور جن لوگون نے ہمارے کامون مین کوششین کین ہم بھی اونکو ضرور اپنے رستے دکھا دینگے اور کچھہ شک نہین کہ اللہ انکا ساتھی ہے جو نیک کام کرتے ہین۔

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔ (لقمن آیت ۱۴) (ترجمہ) اگر تیرے ماباپ تجھہ کو اس پر مجبور کرین کہ تو ہمارے ساتھہ (کسی) کو شریک بنائے جسکی تیرے پاس کوئی دلیل نہین ہے تو اُنکا کہنا نہ مانو۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (فاطر۔ آیت ۴۰۔)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (الانعام۔ ۱۰۹)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (البقرۃ آیت ۲۱۵) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور اُنہون نے اللہ کی (راہ) مین ہجرتین بھی کین اور جہاد (کوششین بھی کیے یہہ ہی ہین جو خدا کی آس لگائے بیٹھے ہین اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط (التوبہ آیت ۷۳۔) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور اُنہون نے ہجرتین کین اور اللہ کے رستے مین اپنی جان

ومال سے جہاد (کوشش) کئے اور جن لوگون نے مہاجرین کو جگہہ دی اور اونکی مدد کی یہہ ہین لوگ ایک کے وارث ایک۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ

(التوبہ آیت ۷۵-۷۶) (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور اونہون نے ہجرت کی اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) بہی کئے اور جن لوگون نے مہاجرین کو جگہہ دی اور مدد کی یہہ ہی پکے مسلمان ہین اور اونکے لئے معافی ہے اور عزت کی روزی۔ اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور اونہون نے ہجرت کی اور تمہارے ساتہہ ہوکر جہاد کئے تو وہ تم ہی مین داخل ہین۔

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ○ محمد آیت ۲۷ (ترجمہ) بیشک جن لوگون کو راہ راست صاف طور پر معلوم ہوی اور پہر بہی وہ اپنے الٹے پاؤن پہر گئے شیطان نے اونکو بتے دیا اور انکی رسیان دراز کردین۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ○

(محمد آیت ۳۱) (ترجمہ) کیا وہ لوگ جنکے دلون مین (نفاق کا) روگ ہے اس خیال مین ہین کہ خدا اونکی دلی عداوتون کو کبہی ظاہر نہ کریگا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ○

(محمد آیت ۳۳) (ترجمہ) اور تمکو ہم ضرور آزما کر رہینگے تا کہ تم مین جو جہاد کرنیوالے اور صبر کرنیوالے ہین انکو ہم معلوم کرلین اور تا کہ تمہارے اصلی حالات کو جانچ لین۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ○ (محمد آیت ۳۲)

(ترجمہ) بیشک جن لوگون پر دین کا رستہ صاف ظاہر ہو گیا اور ظاہر ہوے اسکے بعد اُنہون نے انکار کیا اور اللہ کے رستے سے لوگون کو روکا اور رسول کی مخالفت کی خدا کو یہ لوگ کسی طرح کا نقصان پہونچا سکین گے نہین بلکہ ان ہی کے عملونکو اکارت کردیگا

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○ آل عمران - آیت ۱۴۲) (ترجمہ) کیا تم اس خیال مین ہو کہ تم جنت مین جا داخل ہو گے حالانکہ ابھی تک اللہ نے نہ تو یہ جانچا ہے کہ تم مین سے کون جہاد (کوشش) کرنے والے ہین اور نہ جانچا کہ کون ثابت قدم ہین -

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الصف - آیت ۱۱) (ترجمہ) خدا اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مال اور اپنی جانین لڑا دو (کوشش کرو) بہتر تمہارے لیے یہ تم سمجھو -

لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ (النساء - آیت ۹۵) (ترجمہ) مسلمانون مین سے بیٹھ رہنے والے سوای ناکارون کے اور اللہ کی راہ مین اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد (کوشش) کرنے والے برابر نہین ہین بزرگی دی ہے اللہ نے اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر مرتبہ مین اور ہر ایک سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے اور بزرگی دی ہے اللہ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر اجر عظیم دینے سے -

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (النور - آیت ۵۲)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ (الحج - آیت ۷۶-۷۷)

(ترجمہ) مسلمانون رکوع کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہونچو - اور اللہ کی راہ مین کوشش کرو جیسا کہ اوسمین کوشش کرنے کا حق ہے - اوسنے تمکو انتخاب فرمایا اور دین مین تم پر کسی طرح کی سختی نہین کی دین تمہارے باپ ابرھیم کا -

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ آیت ۷۴)

(ترجمہ) اے پیغمبر کافرون اور منافقون سے جہاد کرو اور اونپر سختی کرو -

(چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے کبھی لڑے نہین اسلیئے جاہد کے معنی جنگ کرنیکے نہین لیے جاسکتے - آنحضرت نے جس حکم پر اپنا عمل کیا وہ اس آیت سے نکلتا ہے -

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ (الاحزاب آیت ۴۷) (ترجمہ) اور اے پیغمبر کافرون اور منافقون کا کہا نہ مانو اور اونکی ایذا دہی کی (کچھہ) پروا نہ کرو اور خدا پر بہروسا رکھو اور خدا کارساز بس ہے" پس مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافرون اور منافقون کے ساتھہ وعظ و نصیحت سے کوشش کرو اور اونکے ساتھہ سختی کرو یعنی اون سے نرم نہ ہوجاؤ اور اون کے دہوکے مین نہ آجاؤ -[۱]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ

[۱] مولوی چراغ علی صفحہ ۱۸۶ -

تؤمنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل ○ (الممتحنہ۔ آیت ۱) (ترجمہ) مسلمانو اگر تم ہماری راہ مین جہاد (کوشش) کرنے اور ہماری ضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے اپنے وطن چھوڑکر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ کہ لگو انکی طرف دوستی (کے نامہ وپیام) دوڑانے حالانکہ تمہارے پاس جو (خدا کی طرف سے دین) حق آیا ہے وہ اوس سے انکار کر ہی چکے ہین۔ وہ تو صرف اتنی بات پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو رسول کو اور تمکو (گھرون سے) نکال رہے ہین اور تم چپکے چپکے انکی طرف دوستی کے پیغام دوڑا رہے ہو اور جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو ہم خوب جانتے ہین اور جو تم مین سے ایسا کریگا تو وہ سیدہے رستے سے بہٹک گیا۔

انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصدقون ○ (الحجرات آیت ۱۵) ترجمہ ایس سچے مسلمان تو وہ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے پھر (کسی طرح کا) شک (وشبہہ) نہ کیا اور اللہ کے رستے مین اپنے مال اور اپنی جان سے کوشش کی حقیقت مین یہی سچے مسلمان ہین۔

ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ واللہ خبیر بما تعملون ○ (التوبہ آیت ۱۶) (ترجمہ) کیا تمنے ایسا سمجھہ رکھا ہے کہ چھوٹ جاؤگے اور ابھی اللہ نے ان لوگون کو اچھی طرح دیکھا تک نہین جو تم مین سے جہاد (کوشش) کرتے ہین اور اللہ اور اوسکے رسول اور مسلمانون کو چھوڑکر کسی کو اپنا دوست نہین بناتے اور جو کچھ بھی تم لوگ کر رہے ہو اللہ کو اوسکی سب خبر ہے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (التوبہ آیت ۱۹) ترجمہ) کیا تم لوگون نے حاجیون کے پانی پلانے اور حرمت والی مسجد کے آباد کرنے کو اُس شخص (کی خدمتون) جیسا سمجھہ لیا جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) کرتا ہے اللہ کے نزدیک تو یہ (دونون ایک دوسرے کے) برابر نہین اور اللہ ظالم لوگونکو راہ راست نہین دکھایا کرتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۲۰) (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور (دین کے لئے) انھون نے ہجرت کی اور اپنی جان ومال سے اللہ کے رستے مین جہاد (کوششین) کئے۔ یہہ لوگ اللہ کے ہان درجے مین کہین بڑہکر ہین اور یہہ ہی ہین جو منزل مقصود کو پہونچنے والے ہین۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (التوبہ۔ آیت ۲۴) (ترجمہ) سمجھادو کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیبیان اور تمھارے کنبہ دار اور مال جو تمنے کمائے ہین اور سوداگری جسکے مندہ پڑنیکا تمکو اندیشہ ہو اور مکانات جن مین رہنے کو تمھارا جی چاہتا ہے (اگر یہہ چیزین) اللہ اور اوسکے رسول اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) کرنے سے تمکو زیادہ عزیز ہون تو ذرا صبر کرو یہانتک کہ جو کچھہ خدا کو کرنا ہے وہ تمھارے سامنے لاموجود کرے اور اللہ

اُن لوگون کو جو اوسکے حکم سے سرتابی کرین ہدایت نہین دیا کرتا۔

انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (التوبہ آیت ۴۱) (ترجمہ) ہلکے اور بوجہل نکل کہڑے ہوا کرو اور اپنی جان اور مال سے خدا کی راہ مین جہاد (کوشش) کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○ (التوبہ آیت ۴۴) (ترجمہ) جو لوگ خدا کا اور آخرت کا یقین رکھتے ہین وہ تجسے اسبات کی رخصت مانگتے نہین کر اپنی جان و مال سے شریک جہاد نہون اور اللہ پرہیزگارون کو خوب جانتا ہے۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ (التوبہ آیت ۸۱) (ترجمہ) جو پیچہے چہوڑ دیے گئے وہ رسول خدا کے خلاف (رائے) اپنے گہرون مین بیٹہہ رہنے سے بہت خوش ہوے اور راہ خدا مین اپنی جان و مال سے جہاد (کوشش) کرنا انکو ناگوار ہوا اور لوگون کو بہی سمجہانے لگے کہ ایسی گرمی مین (گہر سے) نہ نکلنا۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ○ (سورۃ التوبہ) (ترجمہ) اور جبکہ اُتاری جاتی ہے کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد (کوشش) کرو اوسکے رسول کے ساتہہ تو اجازت مانگتے ہین تجہہ سے وسعت والے اُن مین سے اور کہتے ہین کہ چہوڑ دے ہمکو تاکہ ہم رہین بیٹہہ بیٹہہ رہنے والون کے ساتہہ۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (التوبہ۔ آیت ۸۹) (ترجمہ) لیکن رسول

سے اور اون لوگون نے جو ایمان لائے ہین اوسکے ساتہہ جہاد (کوشش) کی اپنے مالون اور اپنی جانون سے اور یہہ لوگ ہین کہ اونہین کے لیئے ہین نیکیان اور یہ لوگ وہی ہین فلاح پانے والے۔

(یہ اوپر کی نو آیتین جو سورۃ التوبہ سے نقل کی گئین ہین ہجرت کے نوین سال کے بعد نازل ہوی تہین جبکہ اہل مکہ نے صلحنامہ حدیبیہ کے خلاف عمل کیا تہا اور بنو خزاعہ پر جو آنحضرت سے مصالحت رکہتے تہے حملہ کیا تہا۔ اوسوقت یہ آیت نازل ہوی تہی۔

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانهم وهموا باخراج الرسول وهم بدؤکم اول مرة اتخشونهم فالله احق ان تخشوه ان کنتم مؤمنین ○ (التوبہ۔ آیت ۱۳) (ترجمہ) کیا تم نہ لڑوگے ایسی قوم سے کہ انہون نے ابتدا کی تم سے (عہد توڑنے کی) پہلے پہل۔ کیا تم اونسے ڈرتے ہو پہر اللہ زیادہ احق ہے کہ اوس سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔" لیکن اہل مکہ نے جلدی مصالحت کرلی تو اس لڑائی کی حکم کی تعمیل غیر ضروری ہوگئی جو چار ماہ حرام کے گذرنے کے بعد ہوسکتی تہی۔ غرض اس صورت مین جہاد سے مطلب یہہ ہوسکتا تہا (اگرچہ اوسکے اصلی معنون سے اسبات کو کچہہ تعلق نہین) کہ جو لوگ آنحضرت سے مصالحت رکہتے تہے جب اونکو گزند پہونچا تو دوستون کے ساتہہ ہوکر لڑنا چاہیے تہا۔ پس اس بات سے ہم سمجہہ سکتے ہین کہ زمانہ مابعد مین جہاد کے معنی کافرون سے جنگ کرنے کے کیونکر ہوگئے۔

یایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون ○ (مائدہ۔ آیت ۳۹) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈہونڈو اوسکی طرف وسیلہ اور کوشش کرو اوسکی راہ مین تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ویقول الذین امنوا اهؤلاء الذین اقسموا بالله جهد ایمانهم لا

اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ (مائدہ - آیت ۵۸)

(ترجمہ) اور کہین گے وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کیا یہ ہی ہین جنہون نے قسم کہائی تہی اللہ کی اپنی سخت قسمین کہ بیشک وہ تمہارے ساتہہ ہین نابود ہوگئے اونکے عمل پہر ہوگئے نقصان اوٹہانے والون مین۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۡ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ (مائدہ - آیت ۵۹) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی تم مین سے پہر جاوے اپنے دین سے تو جلد بلاویگا اللہ ایک قوم کو کہ دوست رکہتا ہے اونکو اور وہ دوست رکہتے ہین اوسکو متواضع ہین ایمان والون کے ساتہہ اور سخت گیر ہین کافرون کے ساتہہ کوشش کرینگے اللہ کی راہ مین اور نہ خوف کرینگے ملامت کرنیوالون کی ملامت سے یہہ ہے فضل اللہ کا دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ وسیع نعمت والا ہے جاننے والا۔

یہہ مسلمان شارع اور مفسرین کا طفیل ہے کہ جہاد کے معنی مذہبی جنگ کے ہوگئے جو کفار سے لڑی جاوے اور بغیر اوسکے وہ کبہہ ستائین اونپر حملہ کرنا جائز ہو۔ لیکن یہ اصول ایسا ہے جسکو قرآن نے ہرگز جائز نہین کہا ہے۔ اگر قرآن سے یہہ اصول کسی طرح نکل بہی سکتا ہے تو صرف اسطرح کہ مختلف آیتون کے ٹکڑے علیحدہ لے لئے جاوین اور بغیر فحوای کلام پر نظر کئے اور خاص حالات کو سمجہے کہ جن مین وہ آیتین نازل ہوئین اور جن سے اونکو تعلق تہا معنی کہے جاوین۔ لیکن پہر بہی اون سے یہ مراد نہین ہے کہ جنگ کرنے کے لیئے آنے والی نسلون کے حق مین بطور مذہبی نصیحتون کے ناطق حکم تصور ہون۔ لیکن گو کافرون کے ساتہہ بغیر اشتعال کے

لڑائی کرنے کو بعض شارع نے جائز سمجھا ہو لیکن زبردستی مسلمان کرنے کے متعلق
جہاں تک مجھہ کو تحقیق ہوا ہے کسی شارع نے اوسکو جائز نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ مفتوحین
کے اس حق پر زور دیا ہے کہ جزیہ ادا کرنے کے بعد وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکیں۔
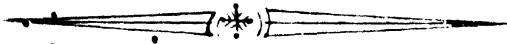
ضمیمہ دوم

عبد اللہ بن اسمعیل ہاشمی کا خط عبد المسیح بن اسحق کی نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی حمد اور رسول خدا کی نعت کے بعد مین اپنے خط کو جو تمہارے نام بھیجتا ہون تمہاری سلامتی اور تمپر رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہون اور مین اس امر مین اپنے آقا اور تمام پیغمبرون کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلتا ہون کیونکہ وہ لوگ جنکی شہادت ہمارے نزدیک مقبول ہے اور سچ بولنے والے اور حق بات کہنے والے اور ہمارے نبی علیہ السلام کی حدیثون کو ہمسے روایت کرنیوالے ہین انھون نے ہمسے ہمارے نبی علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے کہ یہ اونکی عادت تھی اور وہ (خدا اونپر رحمت نازل کرے) جب لوگون سے باتین کرتے تو اونکو خطاب کرکے اول اونکے لیے سلامتی اور اونپر رحمت نازل ہونے کی دعا کرتے تھے - اور اس دعا کے وقت اپنی امت کے لوگون اور ذمیون یعنی اور مسلمانون اور مشرکون مین کوئی فرق نہین کرتے تھے - اور فرماتے تھے کہ مین تمام آدمیون کی ہدایت کے لیے عمدہ اخلاق کے ساتھہ بھیجا گیا ہون - مین سنگدل اور بیرحم پیدا نہین ہوا اور وہ اس بات پر خدا کو گواہ کرتے تھے جو کہتا تھا کہ خدا ایمان والون پر مہربان اور رحیم ہے - اسطرح مجکو یاد ہے کہ ہمارے پیشوا خلفای راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی فضیلت اور شرافت اور عالی ہمتی اور خوش خلقی کے ساتھہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کرتے تھے اور اونمین کسی کے ساتھہ ذرا فرق نہین کرتے تھے نہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے - مین نے وہی بات اختیار کی اور اوسی طریقہ پر چلا

اور اوسی نیک عادت کو پسند کیا۔ اسی لیئے مین اپنے خط کو تمہاری سلامتی اور تمپر رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہون تاکہ جسکے پاس میرا خط پہونچے اوسکو کوئی بات ناگوار نہو۔

وہ چیز جسنے مجھے خط لکھنے پر مجبور کیا اور اس بات پر آمادہ کیا وہ تمہاری عزت اور دوستی ہے کیونکہ ہمارے آقا اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریب کے لوگون کی محبت دین و ایمان ہے۔ اسکے سوا اس خط لکھنے کا باعث یہہ ہے کہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتا ہون اور تمہاری خدمت اور خیرخواہی کا جو حق میرے ذمہ واجب ہے اوسکو ادا کرنا چاہتا ہون اور مین جانتا ہون کہ تم ہمارے ساتھہ محبت اور دوستی اور مہربانی کا اظہار کرتے رہے ہو اور مین دیکھتا ہون کہ میرے آقا اور میرے چچا کے بیٹے امیرالمومنین (خدا اونکی مدد کرے) تمہاری تعظیم کرتے ہین اور تمکو اپنا مقرب اور معتبر سمجھتے ہین اور تمہاری نسبت عمدہ رای رکھتے ہین۔ اس لئے مین نے مناسب سمجھا کہ مین تمہارے لیے وہی بات پسند کرون جو مین اپنے لیئے اور اپنے گھر والون اور بال بچون کے لئے پسند کرتا ہون اور تمہارے ساتھہ خالص خیرخواہی سے پیش آؤن اور اس مذہب کو تمہارے سامنے پیش کرون جسپر ہم چلتے ہین اور جسکو خدا نے ہمارے لئے اور اپنی تمام مخلوق کے لیے پسند کیا ہے اور اسپر آخرت مین ثواب دینے اور عذاب سے بچانے کا وعدہ کیا ہے۔...... اس لیئے مین نے تمہارے لیے وہی چاہا جو اپنے لیے چاہتا ہون اور تمہارے اخلاق اور علمی لیاقت اور شائستگی اور شرافت اور اپنے ہم مذہبون مین ممتاز ہونے کو دیکھکر مجھے ترس آیا کہ تم اپنے اس مذہب عیسوی پر قائم رہو مین نے دل مین کہا کہ مین اپنے دوست کے سامنے نرم گوئی اور خوشگوئی کے ساتھہ اوس چیز کو پیش کرون جو خدا نے مہربانی سے ہمکو عنایت کی ہے اور خدا کے اس حکم کی پیروی کرون کہ وَلَا تُجَادِلُوٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا

بِالَّتِی هِیَ اَحْسَنُ (سورہ عنکبوت ۴۵)۔ یعنی اے مسلمانو اہل کتاب کے ساتھ مباحثہ نکیا کرو مگر اسی طرح پر کہ وہ نہایت ہی عمدہ اور شایستہ ہو۔ پس مین تم سے عمدہ کلام اور نرم الفاظ مین مباحثہ کرتا ہون شاید کہ تم ہوشیار ہو اور حق کی طرف مائل ہو اور خدا تعالی کے اوس کلام کی طرف رجوع کرو جسکو مین تمہارے سامنے پڑہتا ہون اور جسکو خدا نے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیا اور سردار بنی آدم محمد علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل کیا ہے۔ مین اس بات مین ناامید نہین ہون بلکہ تمہاری نسبت خدا سے امید کرتا ہون جو اپنی مرضی سے جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہے اور مین دعا کرتا ہون کہ خدا مجھکو اس کام کا سبب اور وسیلہ بنادے اور مین دیکھتا ہون کہ خدا تعالی اپنے مقدس کلام مین فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (سورہ آل عمران۔ ۱۷) یعنی دین تو خدا کے نزدیک بس اسلام ہی ہے۔ پھر اپنے قول کی تاکید مین فرماتا ہے۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (سورۃ آل عمران۔ ۷۹) یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش مین ہو تو اوسکا وہ دین ہرگز مقبول نہوگا اور آخرت مین وہ زیانکارون مین ہوگا۔ پھر خدا نے بطور امر قاطع کے تاکید کے ساتھ فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (سورۃ آل عمران۔ آیت ۹۷) (ترجمہ) یعنی اے مسلمانون اللہ سے ڈرو جیسا اوس سے ڈرنیکا حق ہے اور مرتے دم تک اسی دین اسلام پر ثابت قدم رہنا۔

اور تم (خدا تمکو کفر کی جہالت سے بچائے اور تمہارے دل کو نور ایمان سے منور کرے) جانتے ہو کہ مین عمر کی بہت سی منزلین طی کر چکا ہون اور مین نے تمام مذہبون پر عبور کیا ہے اور اونکو آزمایا ہے اور اُن تمام مذہب والون مین خاصکر تم عیسائیون کی بہت سی کتابین مطالعہ کی ہین۔ مین نے عہد عتیق اور عہد جدید کے

پڑھنے مین جنکو خدا نے موسے اور عیسے اور دیگر انبیاے علیہم السلام پر نازل کیا محنت
اوٹھائی ہے ’’ اسکے بعد ہاشمی عہد عتیق اور عہد جدید کی خاص خاص کتابون کے نام
لکھتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ مختلف عیسوی فرقون کے عقائد مذہبی اوسنے کس
طرح معلوم کیئے ’’ مین بہت سے اہبون سے ملا ہون جو شدت زہد اور کثرت علم مین مشہور ہین
اور بہت سی خانقاہون اور گرجاؤن اور معبدون مین گیا ہون اور ان سات لمبی نمازون
مین شریک ہوا ہون جنکو صلواۃ الاوقات کہتے ہین ۔ . . . . اور مین نے
اوس عجیب محنت کو اور رکوع کرنے اور زمین پر چہرہ اور پیشانی رکھکر سجدہ کرنے کو اور
نماز ختم ہونے تک سینہ پر ہاتھہ باندہنے کو خاص کر اتوارون اور جمعون اور تہوارون
کی راتون کو دیکھا ہے جن مین وہ تمام رات جاگتے اور کہڑے ہو کر تسبیح اور تقدیس اور
تہلیل مین مشغول رہتے ہین اور اسیطرح تمام دن کہڑے ہو کر نماز پڑہتے ہین اور نماز ون
مین باپ اور بیٹے اور روح القدس کا بار بار ذکر کرتے ہین اور اعتکاف کے دنون مین
جنکو وہ ایام البواعیث کہتے ہین ننگے سر بالون کے بچہونے اور راکہہ کے ڈہیر پر کہڑے
ہوتے اور زار زار روتے اور آنکھون سے پے درپے آنسو بہاتے اور نہایت درد
کے ساتھہ چلاتے ہین ۔ مین نے اونکی قربانی کو بہی دیکھا ہے کہ وہ اوسکو کس احتیاط
سے ادا کرتے ہین اور قربانی کی روٹیان کتنی صاف ہوتی ہین اور جب قربانی کو اوس مقام
مین جو بیت المقدس کے نام سے مشہور ہے شراب کے بہرے ہوے پیالون کے ساتھہ
قربان گاہ پر چڑہاتے ہین تو کسقدر روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہین اور کیسی لمبی لمبی
دعائین پڑہتے ہین ۔ راہب جو اپنے چہہ روزون کے دنون مین جن مین چار بڑے
اور دو چہوٹے روزے ہین جو عبادت اور تفکر اپنے حجرون مین کرتے ہین اوسکو بہی
دیکھہ چکا ہون ۔ مین ان تمام موقعون پر موجود رہا ہون اور جو عیسائی ان موقعون پر تہے اونکو دیکھہ چکا ہون
اور ان سب باتون کو خوب جانتا اور پہچانتا ہون ۔ مین اون مطرانون اور اسقفون کو بہی دیکھہ چکا ہون جو بڑے

بڑے عالم اور عارف مشہور ہین۔ اور مذہب عیسوی مین سرتاپا غرق ہین اور دنیا سے
نہایت بے تعلقی اور نفرت ظاہر کرتے ہین۔ مین نے اونکے ساتھہ انصاف پسند اور
طالب حق ہوکر مناظرہ کیا ہی اور ایسے اور اونکے درمیان جھگڑے اور دشمنی اور زیادتی
اور خودپسندی اور تکبر کے ساتھہ مکابرہ کرنے کو دخل نہین دیا۔ مین نے اُنکو پوری
طرح آزادی دی کہ وہ اپنی دلیلین بیان کرین اور جو چاہین کہین نہ مین اونپر مواخذہ کرونگا۔
نہ کسی بات مین اونپر طعن اور ملامت کرونگا جیسا کہ ہمارے وہ اہل مذہب کرتے ہین
جو عام بازاری اور نادان اور احمق اور ساقط الاعتبار ہین۔ نہ اونکا کوئی اصلی مقصد ہے
جسپر یہہ پکڑ کر وہ تھم جائین اور نہ اونکو سمجھہ ہے جسپر وہ بھروسا کرین۔ نہ دین اور اخلاق ہی
جو اونکو بے ادبی سے روکے۔ اُنکا کام سراسر زبان درازی اور مکابرہ اور حکومت کی
قوت پر شیخی کرنا ہے۔ اور نہ اُنکے پاس علم ہے اور نہ کوئی حجت۔ جب مین اُن
عیسائیون سے مناظرہ کرتا تہا اور اونکی عقل اور اعتقاد اور علم کے ٹٹولنے کو اونسے کوئی
مسئلہ دریافت کرتا تہا۔ تو وہ اُس مسئلہ کو سچ سچ بیان کرتے تہے اور کسی بات مین جسپر مین
اُنسے مباحثہ کرتا یا سوال کرتا تہا جھوٹ نہین بولتے تہے۔ مین نے اونکے دل کا
حال بھی ویسا ہی پایا جیسا کہ اونکا ظاہری حال تہا۔ اب مین تمکو (خدا تمکو نیک ہدایت
دے) یہہ حال لکہتا ہون اور اُن باتونکی تفصیل کر رہا ہون جنکو مین نے مدت کے
مباحثون اور امتحانون کے بعد اچھی طرح معلوم کیا ہے تاکہ میرا مکتوب الیہ یہ گمان نکرے
کہ مین اُن باتون سے ناواقف ہون اور جان جاوے کہ مین نصاریٰ کے تمام حالات
سے کما حقہ آگاہ ہون۔

اب مین بسبب اوس واقفیت کے جو مجھکو تمہارے مذہب کی بنسبت حاصل ہے
اور بسبب زمانہ دراز کی محبت کے تمکو اُس مذہب کی طرف بلاتا ہون جسکو خدا نے میرے
لیے پسند کیا اور مین نے خود اوسکو اپنے لیے اختیار کیا اور مین تمہارے لیے جنت مین

پہونچنے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کا پورے طور پر ضامن ہوتا ہون
وہ مذہب یہ ہے کہ تم ایک یکتا اور بے نیاز خدا کی عبادت کرو نہ اوس سے
کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اوسکی کوئی بیوی ہے نہ اولاد ہے نہ اوسکا کوئی
ہمسر ہے یہ وہ صفت ہے جو خدا تعالے نے اپنی نسبت بیان کی ہے کیونکہ دنیا مین
کوئی اوسکو اوس سے زیادہ نہین جانتا۔ مین ایسے ایک خدا کی طرف تمکو بلاتا ہون
جسکی یہ صفت ہے اور مین اپنے خط مین خدا کی تعریف اس سے زیادہ نہین کرسکتا جو
خود اوسنے اپنی نسبت بیان کی ہے اوس کا نام اور ذکر اس سے بہت زیادہ بلند ہے
جو مشرکین بیان کرتے ہین۔ یہہ ہی طریقہ تمہارے باپ اور ہمارے باپ ابراہیم کا
تہا (اوں پر خدا کی رحمت ہو) اور وہ خالص مسلمان تہے۔

پہر مین تمکو (خدا تمکو ہر بلا سے محفوظ رکہے) اپنے آقا کی نبوت کے اقرار اور شہادت
کی طرف بلاتا ہون جو بنی آدم کے سردار اور خدا کے برگزیدہ اور خاتم الانبیا محمدؐ بن عبداللہ
ہین ...... جنکو خدا نے تمام دنیا کے لیے بشیر یعنی خوشخبری دینے والا اور نذیر
یعنی ڈرانیوالا پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ
(سورۂ توبہ ۳۳) یعنی وہ ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بہیجا
تاکہ اوسکو تمام دینون پر غالب کرے گو مشرکون کو برا ہی کیون نہ لگے۔ انہون نے
مشرق اور مغرب اور خشکی اور تری اور پہاڑون اور میدانون کے سب آدمیون کو رحمت
اور مہربانی اور اخلاق اور شیرین کلامی سے دعوت کی۔ اور تمام مخلوق نے اونکی دعوت
قبول کی اور اس بات پر گواہی دی کہ وہ خدا کے رسول ہین اونکے لیے جو نصیحت ماننے
کے لیے تیار ہین۔ اور تمام دنیا نے دل سے اونکی اطاعت کا اقرار کیا کیونکہ سب لوگ
اونکے قول کے سچا ہونے اور اونکی دلیل کے صحیح اور واضح ہونے کو جان چکے

تھے۔ وہ دلیل ہین اور حجت قاطع یہہ کتاب ہے جو خدا کی طرف سے اونپر نازل ہوی
اور جسکی مثل کوئی جن اور کوئی انسان نہین لا سکتا خدا فرماتا ہے قُل لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ
الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ
كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا۝ (سورۃ بنی اسرائیل - ۹۰) یعنی اے پیغمبر لوگون سے
کہدو کہ اگر آدمی و جنات جمع ہوکر اس بات پر آمادہ ہون کہ اس قرآن کی طرح کا اور کلام بنالائین
تاہم اس جیسا نہین لا سکتے اگرچہ ان مین سے ایک کی پشتی پر ایک کیون نہو۔ یہی
دلیل آنحضرت کے دعوے پر کافی ہے انہون نے ایک ہمیتا اور بے نیاز خدا کی عبادت
پر لوگون کو دعوت کی۔ لوگون نے اونکے دین مین داخل ہوکر بلا جبر و اکراہ کے نہایت
خوشی سے اونکی اطاعت قبول کی اور اُن لوگون پر جو اونکی نبوت اور رسالت سے انکار کرکے
اور اُنکے ساتھہ مقابلہ اور مکابرہ کو تیار تھے اونکے نام کی برکت سے غالب آئے اور خدا نے اونکو
ملکون پر مسلط کیا اور قومونکی گردنین اونکے سامنے جھکا دین مگر جن لوگون نے اونکی
بات کو سنا اور اونکے مذہب کو مانا اور اونکے دین پر گواہی دی تو اونکے جان و مال و عزت
محفوظ کی گئی اور وہ عاجز ہوکر جزیہ دینے سے بری ہوے ۔۔ (یہان الہاشمی اسلام
کے ارکان و فرائض بیان کرتا ہے مثلاً پانچ وقت کی روزانہ نماز۔ رمضان کے روزے
جہاد۔ قیامت کے دن مردون کا زندہ ہونا اور اونکا انصاف ہونا۔ بہشت کی خوشیان
اور دوزخ کی تکلیفین۔) اب تم تمکو سمجھا چکے۔ اگر تم ایمان لاے اور خدا کی نازل کی
ہوی کتاب کی جو آیتین تمکو سنائی گئی ہین اونکو تمنے قبول کر لیا تو ہماری نصیحت اور جو کچھہ
تمکو تحریر کیا ہے اوس سے فائدہ اوٹھاؤگے اور اگر تمنے نہین مانا اور کفر اور گمراہی اور
حق باتون کی مخالفت پر تم برابر قائم رہے تو تم تو ضرور اپنے کیے کی جزا پاؤنگے کیونکہ ہم کو
جو حکم دیا گیا تھا ہمنے اوسپر عمل کیا اور خدا نے چاہا تو وہی تمہارا انصاف کریگا۔ (اسکے
بعد الہاشمی متعدد مذہبی فرائض اور مسلمانون کے طریقون کو بیان کرتا ہے اور نتیجہ

نکالتا ہے کہ) بس مین نے خدا کا کلام تمکو سُنا دیا اور کلام سچا ہے - اوسکا کوئی وعدہ کبھی
خلاف نہین ہو سکتا نہ اوسکا کوئی قول جھوٹا ہو سکتا ہے جسکو مین اپنے خط مین اوپر لکھہ آیا
ہون اور جو کہ باوجود کم ہونے کے کافی ہے - اب تم کفر اور گمراہی اور بدبختی اور مصیبت
کی باتون کو ترک کرو اور تحریف کی باتون کو چھوڑ دو جن کو تم جانتے ہو اور جنکا تم انکار نہین
کر سکتے - اور وہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کا قائل ہونا اور صلیب کی پرستش کرنا ہے
جو نقصان ضرور دیگا اور فائدہ کچھہ نہین - مین تمہاری اس حالت کو دیکھہ کر شکر کرتا ہون
اور تمہاری علم اور فضیلت کی شان کو اس مذہب کی لغویت سے بالا سمجھتا ہون مین
دیکھتا ہون کہ خدا اپنے پاک کلام مین فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ
وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا
عَظِيْمًا ۝ (نساء - ۵۱) یعنی اسداس (جرم) کو معاف کرنے والا ہی نہین کہ اوسکے ساتھ
کسی کو شریک گردانا جائے - ہان اسکے سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کردے اور جس نے
کسی کو خدا کا شریک گردانا اوس نے (خدا پر) طوفان باندھا جو بہت بڑا گناہ (ہے)"-
اسیطرح ایک جگہہ خدا فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ
مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَاۤءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ
يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ
(مائدہ - ۷۶ - ۷۹) یعنی جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تو یہی مریم کے بیٹے مسیح ہین اور بس

یہہ لوگ بے شک کافر ہو گئے اور مسیح (تو یون) سمجہایا کرتے تہے کہ اے بنی اسرائیل
اللہ (ہی) کی عبادت کرو کہ وہ میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے - اسمین شک نہین کہ
جو اللہ کے ساتہہ کسی کو بہی شریک گردانے اللہ کی طرف سے بہشت اوسپر حرام ہو چکی اور
اوسکا ٹہکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالمون کا کوئی بہی مددگار نہین جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تو
یہہ ہی تین مین کا تیسرا ہے - یہہ لوگ بہی بے شک کافر ہو گئے حالانکہ خدای واحد کے سوا
کوئی معبود نہین اور جیسی جیسی باتین یہہ لوگ کہتے ہین اگر اوس سے باز نہین آئینگے تو جو لوگ اونمین
سے کفر کرتے رہین گے اون پر عذاب دردناک نازل ہو کر رہیگا - کیا یہ خدا کے آگے توبہ
اور استغفار نہین کرتے اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے - مریم کے بیٹے مسیح تو صرف
ایک رسول ہین اور بس - اُن سے پہلے بہی بہتیرے رسول ہو گذرے ہین اور اونکی والدہ
(خدا کی ایک) سچی (بندی) تہین - یہہ دونوان (مان بیٹے) کہانا کہاتے تہے دیکہو تو
سہی ہم کس طرح کہول کہول کر ان لوگون سے دلائل بیان کرتے ہین پہر دیکہو یہہ لوگ کدہر
اولٹے بہٹکے چلے جا رہے ہین" اب تم اس گمراہی کو اور اوس سخت تعصب کو جو تکلیف
مین ڈالنے والا ہے اور روزون کی سخت محنت کو اور دائمی شقاوت اور تکلیف سخت
کو جس مین تم ڈوبے ہوے ہو اور جس سے سوای جسمانی اور روحانی تکلیف کے کوئی
فائدہ نہین ہے، چہوڑ دو اور اس مضبوط دین مین داخل ہو جسکا رستہ آسان ہے جسکے عقیدے
سچے ہین - جسکے قانون عمدہ ہین اور جسکا رستہ کشادہ ہے اور جسکو خدا نے اپنے بندون
مین سے اپنے دوستون کے لیے پسند کیا اور تمام مذہبون کو چہوڑ کر مہربانی اور احسان
سے اسی مذہب کی طرف تمام مخلوق کو دعوت کی ہے تاکہ اونکو ہدایت ہو اور خدا کی نعمت
اون پر پوری ہو -

مین تمکو نصیحت کر چکا اور دوستی اور سچی محبت کا حق ادا کر چکا - کیونکہ مین چاہتا ہون
کہ تمکو اپنے ساتہہ شامل کرون اور مین اور تم دونون ایک خیال اور ایک مذہب پر ہون

مین دیکھتا ہون کہ خدا اپنے کلام محکم مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝ (بینہ - ۵ - ۸)

یعنی بیشک اہل کتاب اور مشرکین مین سے جو لوگ انکار کرتے رہے وہ (آخرکار) دوزخ کی آگ مین ہونگے اور اوسمین ہمیشہ رہین گے یہہ لوگ بدترین خلائق ہین - بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک عمل بھی کئے یہی لوگ بہترین خلائق ہین اُنکا بدلا اُنکے پروردگار کے ہان رہنے کے باغ (بہشت) ہین جنکے تلے نہرین بہہ رہین ہونگی اور وہ اُن مین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے - اللہ اونسے خوش اور وہ اوس سے خوش - یہہ اوسکے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے - دوسری جگہہ خدا فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (آل عمران - ۱۰۶) یعنی لوگون کے (فائدہ) کے لیے جسقدر اُمتین پیدا ہوئین اُن مین تم مسلمان سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور برُے کامون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو اونکے حق مین بہتر تھا (مگر) اون مین سے تھوڑے ایمان لائے اور اکثر نافرمان ہین " خدا تمکو زندہ اور سلامت رکھے مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ تم دوزخیون مین شامل ہو جو بدترین خلائق ہین اور اُمید رکھتا ہون کہ تم خدا کی ہدایت سے ایمان والون مین شامل ہو گے جن سے خدا خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہین اور وہی بہترین خلائق ہین - اور مین امید کرتا ہون کہ تم اوس امت مین شامل

ہوگئے جو اُن تمام امتون سے بہتر ہے جو کہ لوگون کے فائدہ کے لیے پیدا ہوئین
لیکن اگر تم انکار کرو اور جھگڑو اور تکرار اور نادانی اور کفر اور سرکشی مین مبتلا رہو جسمین کہ تم
ابھی تک مبتلا ہو اور ہماری بات کو نہ مانو اور ہماری نصیحت کو نہ شنو حالانکہ نہ تم سے ہم
اسکا انعام طلب کرتے ہین نہ شکریہ کے خواستگار ہین تو نہایت اطمینان سے اپنے مذہب
کی کیفیت لکھہ بھیجو جو تمہارے نزدیک صحیح ہو اور جسپر تمہارے نزدیک دلیل قائم ہو چکی ہو۔
دلیل لانے مین ذرا کمی نہ کرنا اور نہ اپنے اعتقاد کو چھپانا اور کچھہ خوف اور باک نہ کرنا مین صبر
کے ساتھہ تمہاری دلیل کو سنونگا اور جو حجت مجھپر قائم ہو اسکو مانونگا اور دل سے مانونگا ہین
نہ انکار کرونگا۔ نہ ہٹ دھرمی اور نہ کچھہ خوف کرونگا۔ یہ اسلیے کہا کہ جو کچھہ تم ہمارے سامنے پیش کروگے اور ہمکو
سناؤگے اسکا ہم اندازہ کرین اور جو معلومات ہمکو حاصل ہین اونمین شامل کرین پھر اسکے بعد تمکو اجازت
دین کہ تم دل کھولکر بیان کرو وہ ہمپر یہ دلیل نہ لاؤ کہ ہم خوف کی سبب سے رک گئے اور کافی طور پر حجت نہ لاسکے اور اس
بات کی ضرورت ہوئی کہ ہم اپنی زبان کو بند کرلین اور دل کھولکر اپنی دلائل نہ بیان کرین
اس لیے ہمنے تمکو دلائل بیان کرنے کے لیے پوری آزادی دی تاکہ تم ہماری طرف اس
بات کو منسوب نہ کرسکو کہ ہم مغرور ہین اور ہمپر حجت نہ لاسکو کہ ہم نے ہٹ دھرمی اور زیادتی
کی کیونکہ یہ بات ہماری شان کے خلاف ہے۔

خدا تمکو تمام آفات سے محفوظ رکھے اب تم جو چاہو دلیل لاؤ اور جس طرح چاہو بیان کرو
اور جو تمہارا جی چاہے کہو اور تم اپنے خیال مین جس بات کو سمجھو کہ اس سے مضبوط دلیل پیدا
ہوگی اسکو بھی کھولکر بیان کرو۔ اب تم وسیع طور پر امن و امان مین ہو اور خدا تمکو نیکی دے
جبکہ ہم نے اس قدر آزادی تمکو دی۔ اور تمہاری زبان اسقدر کھلوائی تو ہمارا یہہ حق بھی
تمپر لازم ہے کہ تم اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسے منصف حکم کو مقرر کرو جو فیصلہ مین
ناانصافی نہ کرے اور ہوای نفسانی کے غلبہ سے دور رہ کر ناحق کی طرف نہ جھکے۔ اور
وہ حکم عقل ہے جسپر خدا لیتا اور دیتا ہے۔ ہم نے تمسے کلام کرنے مین انصاف کا خیال

رکھا ہے اور تمکو نہایت وسیع طور پر آزادی دی ہے اب ہم عقل کے فیصلہ پر راضی ہین
خواہ وہ فیصلہ ہماری راے کے موافق ہو یا مخالف - کیونکہ مذہب مین کوئی جبر نہین ہے
اور ہمنے تمکو اپنے مذہب کی دعوت جبر سے نہین کی ہے بلکہ خوشی اور رغبت دلانے
کے طریق پر کی ہے اور جس مذہب پر تم ہو اوسکی خرابی جتادی ہے - اب تمپر سلام ہو اور
خدا کی رحمت اور اوسکی برکتین تمپر نازل ہون " (تمام شد[۵۱])

اسمین شک نہین کہ یہہ خط غیر مکمل حالت مین ہم تک پہونچا اور عیسائی نقل نویسون
نے اوس مین بہت کچھہ ردوبدل کردیا - بعض مسائل مذہبی کا ذکر جو عیسوی مذہب کے
ساتہہ خصوصیت رکھتے ہین مثلاً مسئلہ تثلیث کا رد اس خط مین بیان نہین ہے لیکن
عبد المسیح الکندی کے جواب مین رد تثلیث کے خلاف جو عبارتین دیکھنے مین آتی ہین اوسنے
صاف ظاہر ہے کہ ہاشمی کے خط سے وہ مضامین جو عیسائیون کو ناراض کرتے تہے
اڑا دیے گیٔے[۵۲]

[۵۱] مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم نے نہایت مہربانی فرماکر براہ راست عربی زبان سے اس خط کا
ترجمہ کردیا جسکو مین نے بجنسہ یہان نقل کیا ہے - مولوی صاحب موصوف کا مین نہایت مشکور ہون
انگریزی ترجمہ سے جو اصل کتاب مین ہے یہہ اردو کا ترجمہ بالکل مطابق ہے - (مترجم) [۵۲] اسیطرح
مشہور عیسائی الوار اور ایک یہودی کے درمیان جو عیسائی مذہب چہوڑکر یہودی ہوا تہا سخت
مذہبی مناظرہ ہوا اس مناظرہ مین جو خط و کتابت ہوی اوسکے ایڈیٹر نے پندرہوین خط مین لکہا ہے کہ
"اس نسخہ پر چودہ سطرین اسطرح مٹائی گئی ہین کہ ایک سطر بہی نہین پڑہی جاتی - مالک کتاب نے آگے کا صفحہ
بالکل اڑا دیا ہی تاکہ یہودی نے جو دیوانون کی طرح بڑ ہانکی ہے اسکو کوئی شخص نہ پڑہ سکے (مین توم ۱۲ صفحہ ۴۸۳)

ضمیمۂ سوم

مسلمانون اور غیر مذہب کے لوگونکے درمیان مناظرانہ تحریرین

اگرچہ مسلمانونکے ہان تبلیغ مذہب کیلیے کوئی مستقل انتظام یا سررشتہ نہین ہے اور نہ ایسی انجمنین موجود ہین جو مذہبی کتابین اور رسالے اشاعتِ دین کی غرض سے تقسیم کرین یا ایسے ہی اور طریقون سے اسلام کو پہیلائین لیکن مسلمانون کے ہان ایسی کتابونکی کمی نہین ہے جن مین غیر مذہب والون کے خلاف خاص کر یہودیون اور عیسائیون کے مقابلہ مین مذہب اسلام کی فضیلت کو دلیل اور حجت سے ثابت کیا ہو۔ ان کتابون کا مفصل حال لکہنا ہمارا مقصود نہین ہے بلکہ اونکی طرف صرف متوجہ کرنا ضروری ہے تاکہ دعوت اسلام کے متعلق لوگون کا یہہ عام خیال رفع ہوجاوے کہ جب کبہی اسلام کی اشاعت ہوی تو ہزارون آدمیون نے یک لخت مجبور ہوکر اسلام قبول کیا اور وہ دلی اعتقاد سے مسلمان نہین ہوے بلکہ غیر مذہب والون کو اعتقاد پیدا کرکے مسلمان کرنا داعیانِ اسلام کا مقصد ہی تہا اگرچہ کفار کے خلاف اسلامی مباحثون کی ابتدا قرآن شریف سے ہوتی ہے لیکن در اصل نوین صدی عیسوی سے مسلمانون کی مناظرانہ تحریرون کا ایک زبردست سلسلہ شروع ہوا جو ابتک جاری ہے۔ یہہ تحریرین اور کتابین عیسوی مذہب کے رد مین اسقدر لکہی گہی ہین کہ عیسائی مذہب کی طرف سے اسلام کے رد مین اتنی کتابین تحریر نہین ہوئین۔ اور بعض زبردست علمای اسلام نے مثلاً ابو یوسف ابن اسحاق الکندی (سنہ ۸۱۳-۸۷۳ع) مسعودی (سنہ وفات ۹۵۸ع)۔ ابن حزم (سنہ ۹۹۴-۱۰۶۴ع)۔ امام غزالیؒ (سنہ وفات ۱۱۱۱ع) نے ان کتابون کی تحریر کے لیئے قلم اُٹہایا۔ بعض عیسائیون نے بہی مسلمان ہوکر اسلام کی

حمایت اور اپنے مسلمان ہونے کے حالات اور وجوہات مین کتابین لکھین ۔ چنانچہ گیارھوین صدی عیسوی مین ابن جزلہ نے اور تیرھوین صدی عیسوی مین یوسف اللبنانی اور شیخ زیاد ابن یحیی اسنے اور پندرھوین صدی عیسوی مین عبداللہ ابن عبداللہ نے (جسکا حال ضمیمہ چہارم مین لکھا گیا ہے) اور سولھوین صدی عیسوی مین احمد ابن عبداللہ نے جو انگریز تہا اور انگلستان کے شہر کیمبرج مین پیدا ہوا تہا اسلام کی حمایت اور اپنے اسلام لانے کے حال مین کتابین لکھین ۔ یہہ سب لوگ مسلمان ہونے سے پہلے عیسائی مذہب رکھتے تھے ۔ چند یہودیون نے بہی اسلام قبول کرکے اسی قسم کی تحریرین لکھین لیکن اُنکی تعداد اُن مسلمانون کی کتابون سے کم ہے جو عیسائی مذہب چہوڑ کر مسلمان ہوے تھے ۔ ہندوستان مین بہی علاوہ اُن متعدد کتابون کے جو عیسوی مذہب کی ردّ مین لکھی گئین ہندوؤن کے مذہب کے خلاف مسلمانون نے بکثرت کتابین لکھی ہین ۔ لیکن یہہ بات مجہہ کو تحقیق نہین ہے کہ اور ملکون مین بہی جہان بُت پرست رہتے ہین مسلمانون نے اس قسم کی کتابین تحریر کین ۔

مفصلۂ ذیل کتابون سے مسلمانون کی مناظرانہ تحریرون کے متعلق بخوبی معلومات حاصل ہوسکتی ہے ۔

(۱) موریطستین شتنیدر کی کتاب ”پولیمیشے اند اپولوگیتشے لیترا تور اِن عرابیشر سپراخے زولشن مسلمین ۔ کرستین اند جودین“ (مطبوعہ لائپزگ ۱۸۷۷ء) ۔

(۲) اگنا تیوس گولدزہر کی کتاب ”اوبر محمدانیشے پولیمیک گیگن اہل الکتاب (ز ۔ د ۔ م ۔ گ ۔ جلد ۳۲ صفحہ ۳۴۱ ۱۸۷۸ء)

(۳) مارتین شرائزر کی کتاب ”زور گیشیختے دیر پولیمیک زوشن جودین اند محمدانیرن“ (ز ۔ د ۔ م ۔ گ ۔ جلد ۴۲ ۔ صفحہ ۵۹۱ ۔ ۱۸۸۸ء)

ضمیمہ چہارم

وہ لوگ جنہون نے بغیر داعیان اسلام کی ہدایت کے اسلام قبول کیا

اشاعت اسلام کے حالات اوسوقت تک مکمل تصور نہین ہو سکتے جبتک کہ ایسے لوگون کا ذکر نہ کیا جاوے جنہون نے بغیر واعظین اسلام سے واسطہ پڑے بلکہ بغیر کسی مسلمان کو دیکھے صرف اسلامی کتابین مطالعہ کرکے اسلام قبول کیا۔ ایسے لوگون کی تعداد کچھ کم نہین ہے لیکن اونکے مسلمان ہونے کے متعلق جو حالات تحقیق ہوتے ہین وہ کم ہین۔ اسطرح کی چند لوگون کا حال کسی قدر تفصیل سے یہان لکھا جاتا ہے۔ اگرچہ دعوت اسلام کی تاریخ سے اوسکو واسطہ نہین ہے مگر فی نفسہ وہ دلچسپ ہے۔

غالبًا سب سے پہلا شخص جو اسطرح مسلمان ہوا وہ ایک یونانی تھا جسکا نام تھیوڈس کلوس تھا اور وہ سینٹ آئسوڈور کی موت پر (۱۱۳۶ء) سیوایل کا آرچ بشپ مقرر ہوا تھا عیسائیون نے تھیوڈس کلوس کو اس وجہ سے ملحد قرار دیا کہ وہ مسیح (علیہ السلام) کو باپ اور روح القدس کے ساتھہ وحدت مین ایک خدا نہ مانتا تھا بلکہ انکو خدا کا متبنّٰی تسلیم کرتا تھا۔ چنانچہ کلیسا کی ایک مجلس نے تھیوڈس کلوس کو ملحد قرار دیا اور آرچ بشپ کے عہدے سے اوسکو برخاست کیا بلکہ قسیس کی سند بھی اوس سے چھین لی۔ پس وہ عربون کے پاس چلا گیا اور وہان مسلمان ہو گیا۔[1] یہ امر تحقیق نہین ہو سکا کہ مذہب اسلام کی نسبت جو واقفیت اول یورپ مین ملک اسپین سے پہیلی یا اسکے بعد صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین یورپ کے تعلقات بلاد اسلامیہ سے پیدا ہوے تو ان وقتون مین یورپ کے عیسائیون کو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت

---

[1] لوکاس پادری کی تاریخ دنیا۔ جلد ۴۔ صفحہ ۷۰ (مطبوعہ فرانکفرٹ ۱۶۰۸ء)

ہوی یا یہہ کہ زمانہ متوسطہ کے اکثر عیسائی فرقے جو ملحد سمجہے جاتے تہے انہون نے
مذہبی خیالات کی آزادی کے لیے احاطۂ اسلام مین شامل ہونا چاہا سلطنت روم کی
عیسائی رعایا یا صلیبیون کے ذکر کی جو مسلمان ہوے یہان ضرورت نہین کیونکہ انکا
ذکر ہم اس کتاب مین لکہہ چکے ہین۔

جن لوگون نے بغیر واعظون کی کوشش کے خود اسلام قبول کیا ادنمین سب سے
زیادہ عجیب اور مفصل حال ایک پادری کا ہے جو کتاب ہدیۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب
مین بیان ہے۔ اس کتاب کو اسی پادری نے مسلمان ہونے کے بعد عبداللہ ابن
عبداللہ اپنا نام رکہکر سنہ ۱۴۲۰ء مین عیسوی مذہب کے رد مین لکہا۔ کتاب کے دیباچہ
مین اوسنے اپنی سوانح عمری لکہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزیرہ میورقہ (میجورکیا)
مین دولتمند ماں باپ کے گہر مین پیدا ہوا۔ بچپن سے اوسکی تعلیم پادری بننے کے لیے ہوی
چہہ برس کی عمر سے اوسکو انجیل پڑہنے بٹہایا گیا اور اوسنے انجیل کے بہت حصے حفظ
یاد کر لیے۔ لغت اور منطق پڑہنے کے بعد وہ لارڈہ (لیرڈیا) کی یونیورسٹی کو جو ملک قطلونیہ
(کیٹلونیا) مین تہی روانہ کیا گیا۔ یہان چار برس تک اوسنے عیسوی دینیات کی تحصیل
مین کوشش کی۔ پہر لارڈہ سے وہ بلونیہ (بلونا) کی یونیورسٹی مین گیا جو اوسوقت شہرۂ
آفاق تہی۔ یہہ پادری لکہتا ہے کہ یہان مین ایک پادری کے گہر مین جا کر رہا جسکی لوگ بہت عزت
کرتے تہے اور اوسکا نام نکولس مارتیل تہا بلونیہ مین اس پادری کو اپنے علم وفضل زہد وپارسائی
کی وجہ سے جن مین وہ یگانۂ روزگار تہا بڑا رتبہ حاصل تہا۔ مذہب کے نہایت مشکل مسائل
اطراف ملک سے حل ہونے کے لیے ملکون کے بادشاہ اور لوگ مع بیش قیمت
تحائف کے اوسکے پاس بہیجتے تہے۔ . . . . . . اس پادری سے مین نے عیسائی
مذہب کا علم اصول پڑہا اور مدت تک اوسکی خدمت کی یہانتک کہ وہ مجہکو اپنے خاصان
خاص مین سے سمجہنے لگا۔ چونکہ مین نے نہایت دل سے اوسکی خدمتگزاری کی اس لیے

اوسنے اپنے تمام گھربار اور مال ومتاع کی کنجیان میرے حوالے کردین اوراس طرح دس برس مین فی اس پادری کی ملازمت اور تحصیل علم مین صرف کیئے اتفاقاً ایک روز وہ بیمار ہو گیا اور درسگاہ مین پڑہانے کے لیے نہ آیا۔ سب طالبعلم جو اوس سے سبق لیا کرتے تھے اوسکے انتظار مین بیٹھے بیٹھے مختلف مسائل علمی پر بحث مباحثہ کرنے لگے یہانتک کہ ان مباحثون مین خدا کے اوس کلام کا ذکر آیا جسکو خدا نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی القا فرمایا تھا کہ "میرے بعد ایک نبی آئیگا جسکا نام فارقلیط ہوگا" اس کلام پر دیر تک قیل وقال ہوتی رہی لیکن بغیر اسکے کہ کوئی بات فیصل ہوتی اور کوئی با معنی توجیہ لفظ فارقلیط کی ہوتی سب طالبعلم اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

جب مین اپنے اوستاد کے گھر واپس آیا تو اوسنے مجھہ سے پوچھا کہ "آج میری غیبت مین تمنے کس مضمون پر بحث کی؟" مین نے عرض کیا کہ لفظ فارقلیط پر بحث ہوئی لیکن ہم سب کسی ایک بات پر متفق نہ ہو سکے۔ کسی نے کچھہ رائے لگائی اور کسی نے کچھہ۔" اسکے بعد مین نے وہ تمام رائین بیان کین جو مختلف طلبا نے فارقلیط کے نام کی نسبت ظاہر کی تھین۔ پادری نے پوچھا کہ "خاص تمنے اس مسئلہ کو کیونکر حل کیا؟" مین نے عرض کیا کہ "فلان فلان مفسر نے انجیل کی تفسیر مین جو کچھہ لکھا ہے وہی مین نے بیان کیا تھا۔" مارتیل یہہ سنکر بولا "حق بات کے قریب تم پہونچ گئے تھے لیکن پہر بہی بہت دور تھے۔ فلان طالبعلم نے یہہ غلطی کی اور فلان طالبعلم سچی بات کے لگ بہگ پہونچ گیا تھا لیکن جو حقیقی معنی ہین اوس تک کوئی نہ پونہچا۔ کیونکہ اس مقدس نام کے معنی اون علما کے سوا کوئی شخص نہین جان سکتا جنکا علم راسخ ہے اور درجہ کمال کو پہونچ گیا ہے معلوم ہوا کہ تمہارا پایہ علمی ابہی بہت کم ہے۔"

یہہ باتین سنکر مین پادری کے قدمون پر گر پڑا اور اوسکے پاؤن کو بوسہ دے کر مین نے التجا کی کہ "اے میرے آقا مین ایک دور دراز ملک سے آپ کے پاس آیا ہون۔ دس

برس سے آپ کی خدمت مین حاضر ہون اور مین نے وہ علمی فوائد آپکی ذات سے حاصل کیے
ہین جو بیان سے باہر ہین - اب آپ اس اسم مبارک (فارقلیط) کے معنی بتا کر مجھہ پر اپنے
احسانات کا خاتمہ کر دیجیے " بوڑھا پادری یہہ سُنکر رونے لگا اور کہا کہ " بیشک تو نے میری
بہت خدمت کی ہے اسلیے تیری خاطر مجھکو عزیز ہے - فی الواقع اس اسم شریف کے معنی
پر علم حاصل کرنے مین بڑا فائدہ ہے - لیکن مجھکو خوف ہے کہ اگر اوسکے معنی مین نے تجھپر
ظاہر کیے تو عیسائی تجھے مار ڈالین گے "
یہہ سُنکر مین نے کہا " قسم ہے مجھکو خدا کی اور قسم ہے انجیل اور اوسکے لانیوالے
کی کہ بلا آپکی اجازت مین اس راز کو کسی پر فاش نہ کرونگا - پادری نے کہا " اے فرزند جب تو
پہلے پہل میرے پاس آیا تھا تو مین نے تجھہ سے پوچھا تھا کہ تیرا وطن کہان ہے - کیونکہ
مین جاننا چاہتا تھا کہ وہ مسلمانون کے ملک کے پاس ہے یا دور - اور یہہ کہ تیرے ملک
کے لوگ مسلمانون سے لڑنے جاتے ہین یا مسلمان اونسے لڑنے آتے ہین - غرض
مین نے یہہ تحقیق کرنا چاہا تھا کہ اسلام کے ساتھہ تجھہ کو کس درجہ کی نفرت ہے - پس اب
اے عزیز معلوم کر کہ فارقلیط پیغمبر اسلام کے اسماء مبارک مین سے ایک نام ہے اور
یہہ وہی پیغمبر ہین جن پر وہ چوتھی کتاب نازل ہوئی جسکا وعدہ دانیال نبی کی زبانی خدا نے
کیا تھا - یقینی پیغمبر اسلام کا دین سچا دین ہے اور اوسکا مذہب دشنیون سے بھرا ہوا ہے جسکا
ذکر انجیل مین ہے -
یہہ سنکر مین نے پوچھا کہ " اگر ایسا ہے تو پھر عیسائی مذہب کی نسبت آپکی کیا رائے ہے؟
پادری نے جواب دیا " اے عزیز - اگر عیسائی مسیح علیہ السلام کے دین پر قائم رہتے
تو خدا کا دین اون پا رہتا کیونکہ مسیح علیہ السلام کا دین مثل دیگر انبیاء کے دین کے منجاب
اللہ ہے "
مین نے پوچھا " تو اب اسکا کیا علاج ہے؟ "

پادری نے کہا "اے عزیز اسلام قبول کرے۔

مین نے دریافت کیا "تو کیا جو شخص اسلام قبول کرتا ہے وہ مستحق نجات ہے"

پادری نے جواب دیا "ہان اوسکو دنیا اور آخرت مین نجات ملتی ہے"۔

پھر مین نے عرض کیا کہ "اے آقا۔ ہر عاقل اپنے لیے وہی چیز پسند کرتا ہے جسکو وہ سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ جب اسلام کی فضیلت کو آپ تسلیم کرتے ہین تو خود کیون مسلمان نہین ہو جاتے؟"

پادری نے کہا کہ "اے عزیز۔ مذہب اسلام کی فضیلت اور خوبیان اور پیغمبر اسلام کے درجات خدا نے مجھپر عالم ضعیفی مین ظاہر کیے۔ اب مین ایک پیر نحیف ہون لیکن اس کہنے سے میری یہ مراد نہین ہے کہ یہ عذر قابل پذیرائی ہے بلکہ برخلاف اسکے خدا کی حجت مجھہ پر قائم ہے۔ اگر تمہاری سی عمر مین خدا کی طرف سے مجھہ کو یہہ علم حاصل ہوتا تو مین سب چیزون کو چھوڑکر اسلام کے سچے دین کو قبول کرتا لیکن دنیا کی محبت تمام گناہون کی جڑ ہے۔ تمکو معلوم ہے کہ عیسائیون مین مجھہ کو کیا درجہ حاصل ہے اور وہ میری کیسی عزت اور توقیر کرتے ہین۔ اب انکو اگر ذرا بھی معلوم ہو کہ میرا میلان خاطر اسلام کی طرف ہے تو وہ سب ملکر مجھہ کو فوراً قتل کر ڈالینگے۔ اگر فرض کرو کہ مین اونکی دار و گیر سے کسی طرح بچکر مسلمانون کے ملک مین بخیریت پہونچ بھی گیا تو پھر کیا نتیجہ ہے۔ اگر مین نے مسلمانون سے کہا کہ مین مسلمان ہوکر تم مین آ ملنا چاہتا ہون تو وہ مجھہ سے کہینگے کہ سچے دین کو قبول کرکے تم اپنے اوپر احسان کروگے کیونکہ پھر خدا کے مواخذہ سے بچ جاوگے لیکن تمہارے مسلمان ہونے سے ہمکو کیا نفع ہے۔ جب یہ جواب ملیگا تو سوائے اسکے کیا ہوگا کہ مین ستر برس کا بڈھا مفلس مسلمانون کی زبان سے ناواقف فاقہ کشی سے مرنے کے لیے اون مین پڑا رہون اور اونکو خبر تک نہ ہو کہ اس حال سے پہلے مجھہ کو کیا درجہ و مرتبہ حاصل تھا پس مین خدا کا شکر کرتا ہون اور خدا کو گواہ کرتا ہون کہ مین حضرت عیسی علیہ السلام کے

دین پر اور اوس وحی پر جو اونپر نازل ہوئی ثابت قدم ہون "

مین نے کہا "تو کیا میرے حق مین اب آپ کی نصیحت یہہ ہے کہ مین مسلمانون کے ملک مین جاؤن اور اونکا مذہب اختیار کرون -؟"

پادری نے کہا "ہان - اگر تم عقلمند ہو اور نجات کی خواہش رکھتے ہو تو فوراً جاؤ اور مسلمان ہو کر دنیا اور آخرت کی نعمتین حاصل کرو - لیکن یاد رہے کہ اسوقت تک ہماری ان باتون کی کسی کو اطلاع نہین ہے اور آیندہ بطور راز کے نہایت احتیاط سے انکو اپنے دل مین پوشیدہ رکھو - کیونکہ اگر ان باتون کا ایک شمہ بھی کسی پر ظاہر ہو گیا تو تم فوراً مار ڈالے جاؤگے اور مین تمھارے لیے کچھہ نہین کر سکونگا - اگر یہ راز تمنے کسی پر ظاہر کیا تو پھر مجھہ پر الزام لگانے سے تمکو کچھہ نفع نہ ہوگا - کیونکہ جو کچھہ مین تمھارے خلاف کہونگا اوسکو عیسائی سچ سمجھینگے اور جو کچھہ تم میرے خلاف کہوگے اوسکا کوئی یقین نہین کریگا "

مین نے کہا "خدا مجھکو اس خیال تک سے محفوظ رکھے کہ مین اس راز کو فاش کرون "

غرض اپنے اوستاد کے حسب منشا مین نے وعدہ و اقرار کیا اور سامان سفر مہیا کر کے اوستاد سے رخصت ہوا - چلتے وقت اوسنے میرے حق مین دعا کی اور زاد راہ کے لیے مجھہ کو پچاس دینار دیے -

اول مین نے شہر میورقہ کا جو میرا وطن تھا رخ کیا اور وہان چھہ مہینے تک قیام کیا - پھر میورقہ سے سوار ہو کر جزیرہ سسلی کو گیا - یہان پانچ مہینے تک مین اس انتظار مین ٹھہرا رہا کہ کوئی جہاز بلاد اسلامیہ کو جاتا ہوا ملے - اتفاقاً ایک جہاز جو تونس کو جاتا تھا سسلی کے بندرگاہ مین آیا اور مین اوسپر سوار ہوا - جزیرہ سسلی سے شام کے دھندلکے مین جہاز نے لنگر اوٹھایا اور دوسرے دن بندرگاہ تونس مین دوپہر کے وقت پہونچ گیا - جب مین جہاز سے اوترکر تونس کے محصول خانہ مین آیا تو چند عیسائی سپاہی میرا حال سنکر میرے پاس آئے اور مجھہ کو اپنے گھر لے گیے - بعض عیسائی سوداگر بھی جو تونس مین

رہتے تھے اونکے ہمراہ تھے۔ چار مہینے تک مین ان عیسائیون مین خوش وخرم رہا اور انہون نے اس زمانہ مین میری بہت خاطر و مدارات کی۔

جب چار مہینے اس طرح گذر لیے تو مین نے ان عیسائیون سے پوچھنا شروع کیا کہ سلطان تونس کے دربار مین کوئی شخص ایسا بھی ہے جو عیسائیون کی زبان جانتا ہو اسوقت یہان کا سلطان سلطان ابو العباس احمد تھا۔ غرض لوگون نے مجھے بتایا کہ درباریون مین یوسف طبیب ایسا شخص ہے جو عیسائیون کی زبان جانتا ہے۔ اور وہ سلطان کا طبیب اور مقرب اور ملازمین خاص مین سے ہے۔

یہ سنکر مین بہت خوش ہوا اور پتا پوچھکر یوسف طبیب کے مکان پر پہونچا۔ جب اوس سے میری ملاقات ہوی تو مین نے اپنے حالات بیان کیے اور کہا کہ اسلام قبول کرنے کی تمنا میرے یہان آنے کا باعث ہوی ہے۔ یوسف یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا تا صکر اسوجہ سے کہ یہ امر خیر اوسکے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا۔ یوسف فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور مجھے ساتھ لیکر سلطان کے محل مین آیا اور بادشاہ سے میرا حال کہکر اجازت چاہی کہ مجھکو حضوری کی عزت ملے۔ سلطان نے یہ درخواست منظور کی اور مین سلطان کے حضور مین پیش ہوا۔

سلطان نے اول میری عمر پوچھی۔ مین نے عرض کیا کہ میری عمر پینتیس برس کی ہے اسکے بعد پڑھنے پڑھانے کا حال پوچھا اور مین نے جو کچھہ حال تھا عرض کیا۔ سلطان نے سب حال سنکر کہا کہ "تم نے بہت اچھا کیا کہ یہان چلے آئے۔ اب مسلمان ہو جاؤ اور خدا کی تم پر رحمت ہو"

مین نے یوسف طبیب سے جو اس وقت میرا ترجمان تھا کہا کہ سلطان کی خدمت مین میری طرف سے عرض کیا جاوے کہ جو شخص اپنا مذہب چھوڑتا ہی اوسکو اکثر لوگ سخت وسست ضرور کہتے ہین اور اوسکی نسبت بری باتین مشہور کرتے ہین۔ اس لیے مین

سلطان سے اجازت چاہتا ہون کہ عیسائی سوداگرون اور سپاہیون کو دربار مین بلا کر میری نسبت اون سے پوچھا جاوے تاکہ سلطان کو معلوم ہو کہ میرے ہم مذہبون کا میری نسبت کیا خیال ہے اسکے بعد مین مسلمان ہو جاؤنگا۔

سلطان نے ترجمان کے ذریعہ سے جواب دیا کہ "تمہاری یہ درخواست بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہ عبد اللہ ابن سلام نے مسلمان ہونے کے وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی" اسکے بعد سلطان نے عیسائی سپاہیون کو اور بعض عیسائی سوداگرون کو بلایا اور اپنی نشستگاہ کے قریب ہی ایک کمرہ مین مجھکو بٹھایا۔ پھر سلطان نے عیسائیون سے پوچھا کہ فلان فلان جہاز سے جو پادری ہمارے ملک مین اُترا تھا اور ابتک مقیم ہے اوسکی نسبت تمہاری کیا رای ہے۔ عیسائیون نے کہا کہ ہمارے علم دین کا وہ بہت بڑا عالم ہے اور ہمارے علماء کہتے ہین کہ علمی فضائل اور پارسائی مین یا اس وقت اوسکا کوئی ہمسر نہین۔

سلطان نے پھر عیسائیون سے پوچھا کہ "اگر یہ پادری مسلمان ہو جاوے تو تم اوسکی نسبت کیا خیال کروگے"

اُنھون نے جواب دیا "معاذ اللہ وہ کبھی ایسا نہین کرسکتا"

جب سلطان نے اسطرح میری نسبت عیسائیون سے رای پوچھ لی تو مجھکو بلایا اور سب عیسائیون کے سامنے مین نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ عیسائیون نے یہ ماجرا دیکھتے ہی ہاتھ اوٹھا کر اپنے چہرون پر صلیب کا نشان بنایا اور کہا کہ اوسنے شادی کرنے کے شوق مین یہ حرکت کی ہے کیونکہ ہمارے ہان پادری شادی نہین کرسکتے پھر سب عیسائی بہت رنجیدہ خاطر ہو کر دربار سے چلے گیے[1]

مسلمان ہونے کے بعد سلطان ابو العباس احمد (سنہ ۱۳۷۰ سنہ ۱۳۹۴ع) کی طرف سے چار دینار روز اس شخص کے لیے مقرر ہوے اور کچھ عرصہ کے بعد محصول خانہ اوسکے

[1] تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب صفحہ ۵-۸ (مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ھ)

سپرد کر دیا گیا۔ اس شخص کا مزار تونس مین ابتک موجود ہے اور لوگ اوسکی زیارت کو جاتے ہین اور بہت تعظیم کرتے ہین[۵۱]

اس کتاب مین ہم یہ لکہہ چکے ہین کہ ریفورمیشن یعنی پروٹسٹنٹ مذہب عیسوی کی رائج ہونیکے زمانہ مین ہنگری اور اور جگہہ کے پروٹسٹنٹ عیسائی رومن کیتہولک عیسائیونکی مقابلہ مین ترکونکی حکومت کو پسند کرتی تہی اور اکثر صورتین ایسی پیش آتی رہین کہ یہ پروٹسٹنٹ فرقہ کی عیسائی ترکون کی قلمرو مین چلے آتے تاکہ فرائض مذہب کے ادا کرنے اور مذہبی خیالات کی سلامتی کے لیئے اونکو بخوبی آزادی ملے کیونکہ یورپ کے عیسوی ملکون مین ان عیسائیون کو یہ مذہبی آزادی اور سلامتی نصیب نہ تہی۔ ان عیسائیون کے بعض فرقون مین بہت سے عقائد اور اصول اسلام کے مطابق تہے اور بہت کم غیر مطابق تہے اسلیئے کچہہ تعجب نہین کہ سولہوین صدی عیسوی مین اکثر سوشینین فرقہ کے عیسائی مسلمان ہوگیئے[۵۲]۔

ترکون کی تاریخ مین بعض بڑے بڑے لوگون کا ذکر ہے جو سلطنت عثمانیہ کے ممتاز عہدون اور بڑے کامون پر مقرر تہے جنکا مذہب پہلے عیسائی تہا اور جو یورپ کی مختلف قومون کے آدمی تہے لیکن ان بڑے لوگون کے مذہب کی نسبت سوای اسکے کچہہ نہین تحقیق ہوسکا کہ کسی زمانہ مین وہ عیسائی تھے اور پہر مسلمان ہوگیے۔ یہ مجہہ کو دریافت نہین ہوسکا کہ ان لوگون مین کوئی شخص ایسا بہی تہا جسنے فقط اس ضرورت سے کہ مسلمان ہوکر مسلمانون مین آباد ہوا اپنا وطن چہوڑا ہو۔ اب رہے وہ متعدد عیسائی جنہون نے شمالی افریقہ کے قزاقون کی تعداد کو مسلمان ہوکر بڑہایا توان لوگون مین غالبًا ایک شخص بہی ایسا نہ ہوگا جسنے دلی یقین و ایمان سے عیسائی مذہب چہوڑکر اسلام قبول کیا ہو۔ کیونکہ جس خونریزی اور قزاقی کی زندگی یہ لوگ بسر کرتے تہے وہ سوای بہاگے ہوے قیدیون اور ہر قسم کے بدمعاشون کے جو سولہوین صدی سے اٹہارہوین صدی عیسوی تک

---

[۵۱] تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب صفحہ ۶۹-۸۰-۸۱ [۵۲] ہونگر ہسٹوریا اورینٹالس صفحہ ۳۶۳ (مطبوعہ زیورچ سنہ ۱۶۶۰ع)

شمالی ساحل افریقہ پر آکر آباد ہوتے رہے اور کسی کے لیے کچھ دل آویزی رکھتی تھی[۱] اٹھارہوین صدی عیسوی کے خاتمہ کے قریب جبکہ آزاد خیال لوگونکی تصانیف نے خاص کر فرانس کے ملک سے شروع ہوکر عیسائی مذہب کے قدیم عقائد کو ضعیف کر دیا اور آزاد خیال گروہ مین بعض مصنفین کے قلم سے ایسی کتابین شائع ہوئین جن مین عیسائی مذہب کی تحقیر و تذلیل کے لیے مسلمانون کے دین کی تعریف کی گئی تو بہت سے یوروپین جن مین فرانس کے بعض پادری بھی شامل تھے اپنا وطن چھوڑ کر مسلمان ہونے کے لیے ٹرکی مین آن بسے۔

ان عیسائیون کے مسلمان ہونے کی خبر یورپ مین مشکل سے پہونچی ہوگی اور اس سے بھی کم اطلاع اسبات کی ہوئی ہوگی کہ ان نومسلمون مین سے کسی نے اپنے مسلمان ہونے کی سرگذشت بھی لکھی ہے۔ جیسا کہ موجودہ صدی کے شروع مین فرانس کے ایک فوجی افسر نے جسکا عیسائی نام اسمعیل تھا اور اسلامی نام ابراہیم منصور ہوا اپنے اسلام لانے کا حال لکھا ہے۔ زمانہ طالبعلمی مین جسوقت اسمعیل پیرس کے شہر مین تھا تو اوسنے ترکی زبان کو پڑھنا لکھنا اور بولنا سیکھا تھا۔ اسلیے وطن چھوڑنے سے پہلے ہی مسلمان کے مذہب کا کسی قدر علم اوسکو حاصل ہوگیا تھا۔

زمانہ حال مین یورپ کے کئی عیسائی اسی طریقہ سے مسلمان ہوئے جنکے حالات کسی قدر تحقیق ہوئے ہین۔ مثلاً ان مین ایک صاحب مسٹر شومان ہنووار کے باشندے ہین جنھون نے ۱۸۸۸ء مین شیخ الاسلام قسطنطنیہ سے خط و کتابت کرنے کے بعد اسلام قبول کیا۔ شیخ الاسلام نے جو خط قسطنطنیہ سے شومان کے نام لکھا وہ اول قسطنطنیہ کے اخبارون مین چھپا اور پھر اوسکا فرانسیسی اور انگریزی زبان مین ترجمہ ہوا۔ ہم بھی اوسکا یہان ترجمہ لکھتے ہین۔ چونکہ آجکل یہ کوشش کیجاتی ہے کہ عیسوی دنیا کے سامنے اسلام کو جس قدر دلکش پیرایہ مین بیان کرنا ممکن ہو بیان کیا جاوے اور انگلستان اور امریکہ کے ملکون کو

---

[۱] ٹامس سالوپ کے حالات ''مولفہ ڈاکٹر رچرڈ براون صفحہ ۱۲-۱۳ و ۳۲-۳۳ (لندن ۱۸۹۰ء)

ایک دن مسلمان کرلینا اکثر مسلمانون کی دعا کا مضمون رہنے لگا ہے اسلیئے شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا خط اس لحاظ سے بہت قابل وقعت ہے کہ اوسمین اسلام کے بہت بڑے پیشوائے مذہب کے قلم سے اسلام کے اصول اسطرح بیان ہوے ہین کہ عیسائیون کے دلون پر نہایت عمدہ اثر پہونچا یئنگے۔ اسلیئے یہ خط دعوت اسلام کی تاریخ مین بہت وقعت رکھتا ہے اور ہم اوسکا ترجمہ یہان لکھتے ہین۔

جناب من۔ آپ کا خط جسمین آپ نے اسلام قبول کرنے کی درخواست کی ہے پہونچا اور ہمکو بہت مسرت ہوئی۔ جو خیالات آپنے اس خط مین ظاہر کیئے ہین وہ ہماری راے مین بہت تعریف کے قابل ہین لیکن اسکے ساتھہ ہی ہم آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہین کہ آپ کا مسلمان ہونا ہماری مرضی پر موقوف نہین ہے۔ کیونکہ اسلام مین خدا اور خدا کے بندون کے درمیان مثل پادریون کے کوئی ثالث نہین ہے۔ ہمارا فرض فقط یہہ ہے کہ مذہب کے حقائق لوگون کو سکہائین پس اسلام قبول کرنے کے لیے اسلام مین کسی باضابطہ مذہبی کارروائی کی ضرورت نہین ہے اور نہ کسی کی منظوری کی ضرورت ہے کہ بغیر اوسکے کوئی شخص مسلمان نہو سکے۔ فقط یہہ بات کافی ہے کہ انسان اسلام کا یقین کرے اور اپنے یقین کا اعلان کرے۔

فی الحقیقت اسلام کی بنیاد یہہ ہے کہ خدا کو ایک مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین کرے۔ یعنی دل سے اسپر ایمان رکہے اور الفاظ مین اسکا اقرار کرے جیسے کہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ ہین۔ جو شخص اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہوجاتا ہے بغیر اسکے کہ وہ کسی کی منظوری حاصل کرے۔ اگر آپ جیسا کہ آپ نے اپنے خط مین لکہا ہے اس کلمہ کا اقرار کرتے ہین یعنی آپ اقرار کرتے ہین کہ صرف ایک خدا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین تو آپ مسلمان ہین۔ اور ہماری منظوری کی آپ کو کچہہ ضرورت نہین۔ ہم آپ کو اپنی طرف سے نہایت خوشی

اور فخر کے ساتھہ مبارکباد دیتے ہین کہ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہوی اور ہم اس دنیا مین
اور آخرت مین گواہی دینگے کہ آپ ہمارے بھائی ہین مسلمان سب آپس مین بھائی ہوتے ہین
یہہ تو مذہب کی تعریف ہوی - اب ہمکو اوسکی تصریح کرنی چاہیے - انسان جو دیگر
حیوانات سے عقل رکھنے کی وجہ سے بہتر ہے نیستی سے ہستی مین اسلیے لایا گیا ہے
کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرے - یہ عبادت دو جملون مین بیان ہوسکتی ہے -
ایک یہ کہ خدا کے احکام کی تعظیم کرے اور دوسرے یہہ کہ اوسکی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی
کرے - یہ دوہری عبادت تمام مذہبون مین موجود ہے - اب رہا اوسپر عمل - جسقدر
مذہب ہین وہ اپنے آئین قوانین اوقات اور مقامات کے لحاظ سے اور مذہبی رسوم کی کمی و
بیشی کے لحاظ سے مختلف ہین - لیکن انسان کی عقل کافی نہین ہے کہ وہ کوئی عمدہ طریقہ
عبادت کا جو خدا کی شان کے لائق ہو ہمکو بتا سکے - پس خدا نے اپنی رحمت سے خاص
خاص بندون کو نبوت عطا کرکے اور فرشتون کے ذریعہ سے اونپر وحی نازل کرکے
اور اسطرح اونپر سچا مذہب ظاہر کرکے اپنے بندون کو نعمتون سے مالامال کردیا -
(اسکے بعد خط مین قرآن اور انبیاء اور قیامت اور دیگر عقائد کا بیان ہے اور پھر نماز
زکوۃ وغیرہ کا ذکر ہے)
کوئی گنہگار جو خدا کی جناب مین خود توبہ کرتا ہے اوسکے گناہ معاف ہوجاتے ہین
صرف اوسکے ہمسایون کے حقوق ایسے ہین جو اس معافی سے مستثنی ہین - کیونکہ خدا کا وہ
بندہ جسکو اس دنیا مین انصاف نہین ملتا قیامت کے دن خدا سے انصاف کا طالب ہوتا ہے
اور خدا جو منصف ہے ظالم کو مجبور کریگا کہ مظلوم کی تلافی کرے - جو لوگ راہ خدا مین
شہید ہوے ہین وہ بھی اس قاعدہ سے مستثنی نہین ہین - پس اس جوابدہی سے بری ہونے
کا یہہ ہی طریقہ ہے کہ اپنے ہمسایہ سے جسکی تمنے حق تلفی کی ہے بریت حاصل کرو -
بہرحال تمام صورتون مین کسی مذہبی پیشوا کے دخل کی ضرورت نہین ہے -

بلاشبہہ یہ سب باتین ان لوگون کو عجیب معلوم ہونگی جنکو پادریون کی مذہبی
حکومت کا پابند ہوکر رہنا پڑا ہے - عیسائیون کا یہ حال ہے کہ جب اونکے ہان بچہ
پیدا ہوتا ہے تو اوسکو سوسائٹی مین شامل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پادری
اوسکو اصطباغ دے - جب وہ بڑا ہوکر جوان ہوتا ہے تو اوسکی شادی کے لیے بھی پادری
درکار ہے - اگر وہ عبادت کرنی چاہتا ہے تو گرجا مین جانے اور پادری کو تلاش کرنے
کی اوسکو ضرورت پڑتی ہے - اگر اپنے گناہون سے توبہ کرنی چاہتا ہے تو بھی کسی
پادری کے سامنے اوسکو اپنے گناہون کا اقرار کرکے معافی مانگنی ہوتی ہے - اور آخر
مین جب وہ مرتا ہے تو بھی پادری ہی کی ضرورت پڑتی ہے کہ اوسکے مردہ کو وہ دفن کرے
مسلمانون کے ہان عیسائیون کی طرح پادری نہین ہین اور ان مجبوریون کو ہمارے
مذہب مین جگہہ نہین ملی ہے - بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے - اوسکا باپ یا گھر مین جو بڈھا و بڑا ہو
اوسکا نام رکھتا ہے - جب نکاح کی ضرورت ہوتی ہے تو مرد اور عورت یا اونکے وکیل
دو گواہون کے سامنے معاہدہ کرتے ہین - جن فریقین نے معاہدہ کیا ہے اُنہی
کو اس معاہدہ سے تعلق ہوتا ہے دوسرے اوسمین نہ دخل دے سکتے ہین نہ شریک
ہو سکتے ہین -
مسلمان تنہا جسجگہہ چاہے عبادت کرسکتا ہے اور گناہون کی معافی کے لیے
وہ براہ راست خدا کے سامنے توبہ کرتا ہے - وہ اپنے گناہون کا اقرار دوسرون کے
سامنے نہین کرتا اور نہ اوسکو ایسا کرنا چاہیے - مرنے کے بعد شہر کے مسلمانون
کا فرض ہے کہ اوسکو تابوت مین رکھکر دفن کردین - ہر ایک مسلمان یہ کام کرسکتا ہے
اور کسی مذہبی پیشوا کے موجود ہونے کی اوسکو ضرورت نہین -
مختصر یہہ کہ تمام دینی کامون مین خدا اور اوسکے بندون مین کسی ثالث کی ضرورت
نہین - یہہ ضروری ہے کہ خدا کے احکام کو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ

سے نازل ہوے اونکو ہر مسلمان جانے اور اونپر عمل کرے۔

صرف بعض مذہبی رسوم جیسے کہ جمعہ کی نماز اور بیرام (عید الضحی) ہین اونکا انتظام خلیفہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کیونکہ مذہبی رسوم کا انتظام خلیفہ کے مقدس فرائض مین سے ہے۔ خلیفہ کے احکام کی تعمیل نہایت بڑا مذہبی فرض ہے۔ ہمارا کام صرف یہہ ہے کہ خلیفہ کی طرف سے جن مذہبی معاملات کو اوسنے ہمارے سپرد کیا ہے اُن کا انتظام کرین۔

ایک چیز جسپر ہر مسلمان کو سب سے زیادہ خیال کرنا چاہیے وہ خصائل نیک کا پیدا کرنا ہے۔ برائیان جیسے غرور تکبر۔ انانیت۔ اور سختی ہین وہ مسلمان کو شایان نہین۔ بڑونکی تعظیم کرنی اور ضعیفون پر رحم کرنا ہمارے مذہب کے احکام مین ہین"۔ [۱]

اس خط کی تاریخ یعنی سنہ ۱۸۸۸ء سے چند سال پہلے ایک انگریز سالیسٹر نے جسکا نام مسٹر ولیم ہنری کیولیم ہے قرآن پڑھکر اور اسلامی دینیات کی کتابین مطالعہ کرکے اسلام قبول کیا مسٹر کیولیم کو اول دفعہ اسلام قبول کرنے کی طرف سنہ ۱۸۸۴ء مین خیال ہوا جبکہ وہ مراکو مین سفر کررہے تھے جہان انکو مسلمانون کا ظاہری خلوص اور ہمدردی دیکھکر اور شرابخواری و اور برائیون سے جو انگلستان کے بڑے شہرون مین بُری طرح دکھائی دیتی ہین مسلمانونکو پاک دیکھکر حیرت ہوی۔ انہون نے لیورپول کے شہر مین اسلامی مشن جاری کیا اور پانچ برس کی محنت کے بعد (۳۰) انگریزون کو مسلمان کر دیا۔ اسکے بعد مشن کے لیے زیادہ کوشش کی گئی لکچر دیے گیے کتابین شائع ہوئین ایک رسالہ جاری کیا گیا اور واعظ مقرر کیے گیے جنہون نے بازارون مین اسلام پر وعظ کہا۔ مسٹر کیولیم کے مسلمان ہونے کے دس برس بعد انگریزی نومسلمون کی تعداد ۱۳۷ ہوگئی۔ انگلستان کے اس اسلامی مشن نے مسلمانون کے ملکون مین خاصکر ہندوستان مین بڑا جوش پیدا کر دیا جہان انگریز مسلمانون کی نسبت ہر بات فوراً اخبارون مین چھاپی گئی

[۱] اخبار انڈیپنڈنٹ۔ مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۸۸۸ء۔ نیویارک۔

گئی اور چھاپی جاتی ہے سنہ ۱۸۹۱ء مین مسٹر کوئیلیم کو سلطان روم نے ملاقات کیلیے قسطنطنیہ مین بلایا اور اس سے تین برس بعد سلطان نے ایک مسلمان سوداگر کو اپنی طرف سے خطاب دینے کیلیے جسنے مغربی ساحل افریقہ کے شہر لاگوس مین مسجد تعمیر کی تھی مسٹر کوئیلیم کو لاگوس روانہ کیا۔

امریکہ مین ایک اور شخص محمد رسل ویب مسلمان ہوے جنہون نے اسلامی کتابین پڑھکر خود اسلام قبول کیا اور سنہ ۱۸۹۳ء مین ایک اسلامی مشن امریکہ مین قائم کیا[51] محمد رسل ویب کی ابتدائی تعلیم عیسوی فرقہ پریسبیٹیرین کے عقائد کے مطابق ہوئی تھی۔ لیکن اُنہون نے جلد عیسائی مذہب چھوڑ دیا اور میٹیریلیسٹ (مادی المذہب) ہو گئے اسکے بعد اُنکو مشرقی مذاہب کی تحقیق کا شوق ہوا اور اسلام کی طرف خاص طور پر میلان خاطر ہوا۔ بمبی کے ایک صاحب بدرالدین عبداللہ قور سے انہون نے خط و کتابت شروع کی۔ اس زمانہ مین مسٹر ویب جزیرہ منیلا مین امریکہ کی طرف سے کونسل تھے۔ یہان دو برس کی خط و کتابت کے بعد جدہ کے ایک دولتمند سوداگر حاجی عبداللہ عرب سے اونکی ملاقات ہوئی جنہون نے امریکہ مین اسلامی مشن قائم کرنے کے لیے ایک کثیر رقم دینے کا وعدہ مسٹر ویب سے کیا۔ اسکے بعد مسٹر ویب ہندوستان مین آئے اور یہان کے بعض بڑے بڑے شہرون مین جہان مسلمان کثرت سے رہتے ہین لکچر دیکر نیویارک کو روانہ ہوے جہان انہون نے اسلامی مشن جاری کیا اور ایک اخبار "مسلم ورلڈ" جاری کر کے اسلام کی تلقین شروع کی[52]

انگلستان اور امریکہ کی یہہ دو اسلامی تحریکین زمانہ حال کی کوششین ہین جو اشاعت اسلام مین کی گئی ہین۔ یہہ تحریکین اس باعث سے زیادہ قابل توجہ ہین کہ موجودہ مہذب دنیا کے لیے بھی قابل قبول بننے کا اسلام مین کیسا مادہ موجود ہے۔ انگلستان اور امریکہ مین جو اسلامی

[51] یہ پہلا ہی موقع نہ تھا کہ امریکہ مین اسلامی مشن قائم ہوا ہو کیونکہ ۱۸۷۵ء مین فرقہ متھوڈسٹ کا ایک عیسائی پادری جسکا نام نارمن تھا عیسائی مشنری کی حیثیت سے قسطنطنیہ گیا تھا۔ لیکن وہان پہونچکر وہ مسلمان ہو گیا اور امریکہ واپس آکر اوسنے اسلام پر وعظ کرنا شروع کیا (گارسن دے تاسی "ہندوستان کی زبان اور علم ادب" صفحہ ۹ مطبوعہ پیرس ۱۸۷۶ء) [52] لکچر مصنفہ مسٹر ویب مطبوعہ بدرالدین عبداللہ قور۔ (بمبئی سنہ ۱۸۹۲ء)

مشن جاری ہوے ہین اونکے چلانے والے علمای اسلام کے ذخیرے تصانیف سے نہایت درجہ ناواقف ہین اور اونکو اسلام کا جسقدر علم ہے وہ آجکل کے مصنفون کی کتابون سے ہے جو اسلام کو عقل کے مطابق دکہلاتے ہین اور دیگر مذاہب کے مقابلہ مین ایسے مذہب کی حمایت کرتے ہین - ان انگریز مسلمانون نے عبادات مین اکثر طریقے پروٹسٹنٹ مذہب عیسوی کے اختیار کر لیے ہین جیسے مناجات کو گانا - انگریزی زبان مین نماز پڑہنی وغیرہ وغیرہ - غرض اسطرح ان دو اسلامی مشنون مین اسلام پر ایسے طریقہ سے عمل ہوتا ہے جو سب سے نرالا ہے - مگر یہ بات بہی اس مذہب کی ایک خاص زبردست قوت کا ثبوت ہے یعنی وہ قوت جس سے اسلام اپنے تئین مختلف حالتون اور خصلتون کے لوگون کی قبول کے لیے مناسب مزاج بنا لیتا ہے -

اشتہار
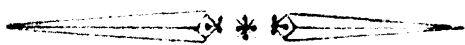
نہایت ضروری التماس

ناظرین کتاب سے درخواست ہے کہ جو غلطیاں اس کتاب کے چھپنے مین ہوگئی ہین اُنکو کتاب پڑھنے سے پہلے ذیل کے صحت نامہ سے تکلیف فرماکر درست کرلین تاکہ ترجمہ کے پڑھنے اور سمجھنے مین دقت نہو۔ اول تو کسی ترجمہ کا پڑھنا ہمارے ناظرین کو یونہین شاق گذرتا ہے پھر اُسمین فقرون کی پیچیدگی کے ساتھہ جب کتابت کی غلطیان بھی شامل ہون تو کیا ٹھکانا ہے۔

غلطیان رہجانے کے دو بڑے سبب ہین۔ اول غیر زبان کے نامون کی کثرت ہے۔ تمام نامون پر مترجم نے خط کھینچ دیے تھے اور اس مین احتیاط بھی بہت کی تھی لیکن کاپیون مین یہہ بے عنوانی ہوی کہ کہین یہہ خط چھوٹا ہوگیا اور پورے نام کو نہ ڈھک سکا اور کہین ایسا بڑا کہ ادھر ادھر کے چھوٹے چھوٹے لفظ بھی اُسکے نیچے آگئے اور نام ایک پہیلی بن گیا۔ دوسرا سبب یہہ ہے کہ انگریزی کتابون مین جب مصنف کسی غیر شخص کی عبارت کو اپنی عبارت کے ساتھہ شامل کرکے نقل کرتے ہین تو تمیز کرنے کے لیے نقل کی ہوی عبارت کے شروع اور آخر مین دو علامتین لکھہ دیتے ہین اور وہ علامتین یہہ ہین

"........"

ہمارے ہان چونکہ ان علامتون کے کچھہ معنی نہین سمجھے جاتے اس لیے کاتب اونکو غیر ضروری یا بدنما سمجھکر کہین ایسی ہی گنجایش دیکھتے ہین تو لکھہ دیتے ہین ورنہ اکثر تو یہہ بلا تامل ہی دی جاتی ہے۔ اس کتاب کے چھپنے مین ان علامتون کے بارے مین اہل مطبع نے نہایت احتیاط کی ہے لیکن پھر بھی اکثر جگہہ یہہ علامتین چھوٹ گئی ہین جو بالخصوص اس ترجمہ مین کہین نہین چھوٹنی چاہیے تھین۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۷	اشاعت کی حال	اشاعت کا حال	۲۴	۳	خزرج اراوس	خزرج اوراوس
۸	۱۰	نگیراٹ	نیگراٹ	"	۱۵	نتیجے پیداہوسے	نتیجہ پیدا ہوے
۱۹	۱۶	فرانس	فرانسس			جہان آپ	آپ
۲۰	۵	فیاضی کے	فیاضی کے ساتھ	"	۲۱	مقررہ وقت پر	مقررہ وقت
باب اول صفحہ ۲	۱۰	جانتے تھے	جانتی تھی	۲۶	۱۹	بہیجتاہون	بہیجتاہون“
"	۱۹	لبونی	لیونی	"	۲۱	یر	پر
"	۲۱	میلے	ملایا	۳۱	نوٹ سطر ۴	لاسے آئے	لے آئے
۳	نوٹ سطر ۱	کلو	رکلو	۳۴	۹-۱۰	......	نوین دسوین سطرکو
۶	۱۱	جابر کے ظلم کے اور	جابر کے ظلم اور				ملاہوا پڑھیے
۹	۲۱	سکس	سیکسن	۳۸	۱۹	لکھتاہوکہ آنحضرت	لکھتا ہے کہ ”آنحضرت
۱۰	۴	بروشمن	پروشن	۳۹	۳	ہوگئے۔	ہوگئے“
"	نوٹ سطر ۱	سکسن	سیکسن	"	۴	آنحضرت	”آنحضرت
۱۱	۴	حالات زندگی مین	حالات زندگی پر	۴۱	۱۳	مسلمان کرناہی	مسلمان کرناہی
۱۲	۱۷	کلمہ	کلمے	۴۶	نوٹ سطر ۲	سکنطن	سکنطن
۱۳	۵	پریشانی طبیعت	پریشان طبیعت	۴۸	۶	واقع	واقعے
۱۴	۲	ابتدائے مانہ	ابتدا زمانہ	۴۹	۱۹	(سنہ ۶ ہجری	(سنہ ۶ ہجری)
۱۵	۲۰	چھوڑونگا۔	چھوڑونگا“	۵۵	۱۶	بحال ہوتے	بحال ہوتی۔
۱۶	۱۱	روزانویت اسطرح	روزا اس طرح	"	نوٹ سطر ۱	اگناز گولد۔	اگناز گولدزیہر
۲۳	۸	ممدہوسے	ممد ہوئی	۵۶	۶	اعلی	عالی
۴	۱۰	آئے	برپا ہوئی	"	۱۵	تھی	تھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۴	سب زیادہ	سب سے زیادہ	۸۴	نوٹ سطر ۲	نسبت کہتے	نسبت یہہ کہتے
〃	۸	بنا تہا	بنایا تہا	۸۵	۱۵	اکلیلینزیاسٹیزم	اکلینزیاسٹیسزم
۵۹	۱	شمال افریقہ	شمالی افریقہ	۸۶	نوٹ سطر ۱	بیزانتنے گسیختن	بیزانتنے گشیختن
۶۱	نوٹ سطر ۲	سینڈیول	سینڈ ہی یول	۸۷	۱۷	ریتینلسٹک	ریشنل اسٹک
۶۳	۷	پہونچتے عجم	پہونچتے ہی عجم	۹۰	۵	بہی نہ ہوجاتا	بہی بند ہوجاتا
〃	۱۳	بنی قصاعہ	بنی قضاعہ	۹۱	۱۹	متعصب بلا	متعصب ملّا
۶۴	۷	امت مین ہونے	امت مین شامل ہونے	۹۴	۳	موجود ہین	موجود تھے
۶۶	۱۲	بہت عیسائی	بہت لوگ عیسائی	۹۶	۱۷	بیچ ڈالین گے	بیچ ڈالین گے،،
۶۷	۶	(سنہ ۴۵۱ ع	(سنہ ۴۵۱ ع)	〃	نوٹ سطر ۱	آسمانی	اسمانی
〃	۱۶	مونوتہیلزم	مونوتہیلتیزم	۹۹	۱۰	یرذان نجت	یزدان نجت
۷۱	۱۷	کم استطاعت پر	کم استطاعت لوگونپر	〃	نوٹ سطر ۵	فرانس کی ایک شخص	فارس کی ایک شخص
۷۳	۴	چوپٹ کہلے	چوپٹ کہلا	۱۰۱	۸	اودودیل	اودوآمن دیل
۷۷	۲	یاکوئی اور ہے	یاکوئی اور ہے،،	〃	۱۰	لوی	لوئی
۷۸	۶	مسلمانون فوجی	مسلمانونکی فوجی	۱۰۲	۱۱	اددود	اودو
۸۰	۹	بغض	بعض	۱۰۳	۳	جنکوٹمیلرز کہتے	جنکو نائٹ ٹمپلرز کہتے
۸۱	۵	(سنہ ۸۵-۷۷۵ ع	(سنہ ۸۵-۷۷۵ ع)			تہے وہ	تھے اور وہ
۸۲	نوٹ سطر ۴	سارسیس	سار اسین	۱۰۵	۱۲	ختم نہ ہوگی ہے	ختم نہ ہوگی ہے،،
۸۳	۱	اسطوری	نسطوری	〃	نوٹ سطر ۱	ریچارڈاول	رچرڈ اول
〃	۳	سانہہ ہزار	ساٹھہ ہزار	۱۰۶	۲	اموری دلاردش	اموری دے لاردش
۸۴	۳	کہ..ان ملکون	کہ ۵۵ ان ملکون	〃	۱۵	مانڈویل	ماندویل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	نوٹ سطر ۱	(سوای مصر اور عرب	(سوای مصر اور عرب	۱۲۷	۱۴	ماسپرہ	ماسووہ
		کے یہان	کے) جہان	۱۲۸	۱۲	قائم کرناتھا	قائم کرتاتھا
״	״	آباد ہین تم کو	آباد ہین ہمکو	۱۳۱	۱۳	توجیہ کرنا ہے	توجیہ کرتا ہے
۱۰۹	۳	زیادہ کین ہے	زیادہ کین ہے"	۱۳۲	۴	اسکی	اوسکے
״	۱۰	سے ہمکو	سے وہ ہمکو	۱۳۴	۱۰	صدمہ پہونچا ہے	صدمہ پہونچے
״	۱۱	پالیئین	پالیسیئن	״	״	سہولیت	سہولت
״	نوٹ سطر ۲	ایلیاکے پریلیون	ایلیاکے پریلیتون	۱۳۵	۱۳	آزادی دلنے	آزادی ملنے
۱۱۰	۳	جسکی	جنکی	۱۳۷	۱۴	دندلون	واندلون
״	۱۲	تاور نیز	تاور نیز	״	۱۲	تجارت	تجارت جو
۱۱	۱۴	نہ رہنے	نہ رہے تھے	״	۱۳	غرض	وہ غرض
״	۱۵	ہوگئی	ہوگئی تھی	۱۳۸	۳	موری طانیہ	موریتانیہ
״	نوٹ سطر ۱	کستیہیمستر	کستھی تھیز	״	״	سطرن	مطران
۱۱۵	۱۳	کلیسدون	کیلسیدون	۱۳۹	۳	نمدیا	نومدیا
۱۱۶	نوٹ سطر ۲	امین	امن	۱۴۳	۶	شلعی	شلع
״	״ سطر ۵	پاک مذہب	پاک مذہب	״	۷	انہون	انہون نے
۱۱۸	۷	قسیسون نے	قسیسون نے	۱۴۹	۸	فتح لووقت	فتح کے وقت
״	۱۰	دین است	دین ہے	״	نوٹ سطر ۱	بودہ ستن	بودستن
۱۲۰	۱۸	چوہتروان	چوہتروان	״	نوٹ سطر ۲	الوگنوسن	الوگنوسن
۱۲۱	نوٹ سطر ۱	کلیسیدون	کیلسیدون	۱۵۱	۴	سبطہ اصطباغی کا فرون	سبطہ اصطباغی کا فرون
۲۷	۱۱	اول	اول	״	۱۵	خیولین کے عدو	خیوان کے عدو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۱۹	بڑہانے سے	بڑہانے والے	۱۶۸	نوٹ سطر ۱	سے لیکن	سنہ ۵۵ لیکن
۱۵۲	۶	آسے نہین	آسئے نہین	۱۷۰	نوٹ سطر ۱	معاملہ تمکو	معاملہ مین تمکو
//	۱۵	اوز گل	اور گل	//	نوٹ سطر ۵	جو جسکا	جسکا
۱۵۴	نوٹ سطر ۲	پایا جاتا ہے	پایا جاتا ہے"	۱۷۱	۲ سطر	ہین نہین	ہین نہین
//	۲ سطر ۶	اعتقاد و یقین	اعتقاد و یقین	۱۷۲	۶	ہالیبرگ	ہاسبرگ
۱۵۶	۱۵	تلاش کرتے	تلاش کرتے تھے	۱۷۴	۱۱	کہ ایمان کسی	کہ یہان کسی
			(نعوذ باللہ)"	//	۱۲	مین لایا جاتا"	مین نہین لایا جاتا"
//	نوٹ سطر ۱	الوکیوس	الوکنوس	//	۱۶	سیح مذہب	مسیحی مذہب
۱۵۷	۹	عیسائیونکی	عیسائیون	۱۷۵	۲	اخلاق کے یہہ	اخلاق کی ساتھہ یہہ
۱۵۸	۱۲	اسلام کو	اسلام کی	//	۱۸	چھوڑا ہے	چھوڑا ہے"
۱۵۹	۴	بہی	ہی	۱۷۶	۱	یہہ طریقہ ایسے	یہہ طریقے ایسے
//	۵	مطرن	مطران	//	۲	کلیسیای یونان	کلیسائے یونان
۱۶۱	۴	تقریبا	تقریباً	//	۱۴	آئی تہی	آتی تہی
//	نوٹ سطر ۲	سنہ ۱۴۲۱-۱۴۵۱ء	سنہ ۱۴۲۱-۱۴۵۱ء	//	۱۶	عام اور شریف	عالم اور شریف
//	۵ سطر ۵	سنہ ۱۴۵۱-۱۴۸۱ء	سنہ ۱۴۵۱-۱۴۸۱ء	۱۷۷	۱۱	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ
۱۶۲	۱۹	لطریق	بطریق	//	۱۲	مصنف لکہا ہی کہ جو	مصنف نی لکہا ہے
۱۶۳	۹	کلیسا ے یونان	کلیسائے یونان				کہ جو
۱۶۵	۱۰	جنکو	جسکو	//	۱۶	بہی	ہی
۱۶۷	۱۲	ان لڑکے ساتھہ	ان لڑکونکے ساتھہ	//	نوٹ سطر ۳	دور دورہ ہے	"دور دورہ ہے"
۱۶۸	نوٹ سطر ۱	سنہ ۵ لیکن	سنہ ۵۵ لیکن	۱۷۸	۴	پالیسیس	پالیسیئن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۹	۱۰	کلیسا یونان	کلیسۂ یونان
۱۸۰	۱۵	نسبت کہتی تہے	نسبت گمان کہتی تہے
۱۸۲	۷	کالون مذہب	کالون کے مذہب
۱۸۳	۹	قبول کیا	اسلام قبول کیا
"	۱۵	دستبے ہین	دیتے ہین
"	۱۶	انجیل	انجیل کا
۱۸۴	۵	ہمارے دل-	تمہارے دل-
		ہمارے دل-	تمہارے دل-
۱۸۵	۱۱	چہڑ کتے-	جہڑ کتے''
۱۸۶	نوٹ سطر ۱	تربونا کے مقام کے	تربونا مقام کے
"	" سطر ۵	سقفت	اُسقف
۱۸۸	۳	فرض ہے ۱؎	فرض ہے۔'' ۱؎
۱۸۹	۱۲	'' انہون نے	'' اُنہون نے
"	۱۶	بیکار آدمی''	''بیکار آدمی''
۱۹۰	۱۱	کیا یہہ	''کیا یہہ
"	نوٹ سطر ۳	جنی ترک	جتنی ترک
۱۹۲	۱۳	کی جاتی- توبہی	کی جاتی توبہی
"	نوٹ سطر ۲	۱؎ ترکونکی	۱؎ ''ترکونکی
"	" سطر ۹	مشرلنگ مکس ول	شٹرلنگ مکس ول
"	" سطر ۸	نمیبلز	نیبلنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۳	نوٹ سطر ۲	۱؎ ان بدقسمت	'' ان بدقسمت
۱۹۴	۱۷	سمجہے جاتے ہین	سمجہے جاتے ہین''
"	نوٹ سطر ۱	سب کے عیسائی''	سب کے عیسائی
"	" سطر ۳	کے حالات	کی حالت
۱۹۴	" سطر ۵	خیریت سے گذرا	خیریت سے گذرا''
۱۹۵	۴	''پہلی قسم	''پہلی قسم
۱۹۶	۷	اور یہ توپل	اور یہ نوپل
"	نوٹ سطر ۱	۵؎ جب بوڑہے	۵؎ ''جب بوڑہے
"	" سطر ۳	کیے گئے تہے-	کیے گئے تہے''
۱۹۷	۲	بحر اور یاتک	بحیرۂ ایڈریاٹک
"	۴	یلاسپک	یلاسچک
"	۱۴	کاستریوت	کاستریوت
"	۲۰	مجسٹریت	مجسٹریٹ
۱۹۸	۱۲	سکتیبار	سکیپتار
"	نوٹ سطر ۲	لیکن البانیا	''لیکن البانیا
۱۹۹	۱۷	پروگیگاندا	پروپیگاندا
"	نوٹ سطر ۲	اداکیے ہین	ادا کیے ہین''
"	" سطر ۳	نیرپدی	میرڈی
"	" سطر ۵	ہمیرپدی	میرڈی
۲۰۰	نوٹ سطر ۱	کراُسنے	کرۂ اوس نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۱	۱۷	چڑیلن	چڑیلون	۲۳۳	۱۹	تبلیغ مذہب کے	تبلیغ مذہب کا
۲۰۲	۶	ہزارمن	ہزارون	۲۳۵	۱۰	آپنے مذہب	اپنے مذہب
۲۰۳	۳	عقلاً	عقلاً	۲۳۸	۲	قبرغیر	قرغیز
؍؍	۱۵	عہد سے ملنے سے	عہد سے ملتے تھے	۲۴۱	۱۴	تیسری چیز	دوسری چیز
		نوعہدہ دار لواری	نوعہدہ دار نوکری	۲۴۲	۲	اس عیسائی	عیسائی
۲۰۴	۱	اہل ونیس اور عیسوی	اہل ونیس اور دیگر عیسوی	؍؍	۱۰	مغلون	اکثر مغلون
۲۰۵	۱۱	مانگتے	مانگنے	۲۴۴	۱۶	انہوان	اُنہون نے
؍؍	نوٹ سطر ۲	۵۲ اور ان	۵۲" اور ان	؍؍	نوٹ سطر ۱	کرنل لیول	کرنل یول
؍؍	؍؍ سطر ۴	کرین	کرین"	۲۴۶	۱۸	ہوچلی تہی	ہوچلی تھی
۲۱۲	۱۷	" اُن	"" ان	۲۴۷	نوٹ سطر ۲	لکھا	حال لکھا
۲۱۴	۱۲	سٹفین	اسٹیفن	۲۵۰	۱۸	کرسکیں	کرسکین
۲۱۶	نوٹ سطر ۲	پریزن	پریزن	؍؍	۲۰	ہم	ہم نے
۲۱۷	۱۷	اور یوبھی	اور یوبھی	۲۵۱	۱۳	نیز	تیز
۲۱۸	۹	موقوف ہوگئی	موقوف ہوگئین	۲۵۸	۶	مطرانی	مطران
۲۱۹	نوٹ سطر ۱	انکیوزیشن	انکیوزیشن	۲۶۰	۱۸	جاؤ ہمکو شوق	جاؤ ہمکو شوق
۲۲۱	؍؍ سطر ۱	لہ فرقہ بگوبائل	لہ فرقہ بگوبائل	۲۶۲	۱۵	سہل انکاری	سہل انگاری
؍؍	؍؍ سطر ۶	مسلمان ہے	مسلمان ہے "	۲۶۳	۸	طرایقہ	طریقے
۲۲۹	۱۲	نوشنک	نوستک	؍؍	۱۲	قوم فن	قوم فن
۲۳۰	۳	سجات دیے تھی	نجات دیتی تھی۔	۲۶۶	۶	پہیر ستے لہ	"پہیر ستے لہ"
؍؍	۱۵	تباہی قومی	قومی تباہی	۲۷۱	۲	اورحاکمون	بادشاہون اورحاکمون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۱	۷	ہوتے مین	ہوتے ہین
۲۷۵	۸	جاتے تھے لہ	جاتے تھے لہ"
"	نوٹ سطر۲	مسلمان	"مسلمان
۲۷۷	۳	گوڑگاوین	گوڑگانوہ
"	نوٹ سطر۲	قبول کرلیا۔	قبول کرلیا۔"
۲۸۱	۶	گراںگانور	گراںگانور
۲۸۱	نوٹ سطر۲	مین یہ بات	"مین یہ بات
"	نوٹ سطر۳	نتیجہ ہے	نتیجہ ہے۔"
"	نوٹ سطر۶	ہوا ہو۔	ہوا ہو۔"
۲۸۲	۱۸	ہوائی مرادی	ہوائی مرادی
۲۸۳	۱۷	ایمان	اسلام
"	نوٹ سطر۱	اگر	"اگر
"	نوٹ سطر۳	پر	پَر
۲۸۴	۱۰	مغربی۔ حل	مغربی ساحل
۲۸۶	۴	سنہ ۱۳۹۰-۱۳۴۷ع	سنہ ۱۳۴۷-۱۳۹۰ع
"	۱۴	شیخ باباجب	شیخ باباجب
۲۸۷	۵	خواجہ کمیز	خواجہ کشمیر
"	۸	سید عمر اوردس	سید عمر مدوس
		ہاشیبان	ہاشیبان
"	نوٹ سطر۲	جب	"جب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۷	نوٹ سطر۶	رکھتے۔	رکھے۔"
۲۹۱	۱	اس لہ	اس مسئلہ
"	۱۱	گونبئی	گنبئی
۲۹۴	۷	جبٹ مل	جبٹ مل نے
"	۱۷	صوبون کو	صوبون کے
"	نوٹ سطر۲	گورگاشہر	گورگاشہر
۳۰۱	۱۲	جبمین	جنمین
۳۰۲	۱۰	خاندیش	خاندیس
"	۳	پرس ہٹرین	پرس بیٹرین
"	نوٹ سطر۹	تہا۔	تہا۔"
۳۰۵	۱۴	ہندوکی	ہندوون کی
۳۰۶	۱۲	مسلمانون	مسلمانون
۳۰۷	۵	مسلمان کے طریقہ پر	مسلمانونکو طریقہ پر
۳۰۸	۱۴	...ڑی	"کوڑہی
"	۱۷	نسلاً بعد نسلاً	نسلاً بعد نسل
۳۰۹	۱	جوران	جوران
۳۱۰	۳	بلبل شاہ	بلبل شاہ
"	۴	معلمین	مطمئن
"	۱۱	(سنہ ۱۳۱۳ع سنہ ۱۲۱۶ع	(سنہ ۱۳۰۹ع سنہ ۱۲۱۷ع)
۳۱۳	۸	کہ صوبہ کاراجان	کہ صوبہ کاراجان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۴	۴	کہ چین	کہ "چین	۳۵۶	۹	ارض سوملی مین	ارض سومالی تک
"	۱۳	قومی مذہب	"قومی مذہب	"	۱۷	تو یا تبستی	ہتو یا تبستی
"	نوٹ سطر ۱	لہ بجری	لہ "ز بحری	۳۵۸	۷	سنگھم	سنگم
۳۱۵	۲	ترکستان	"ترکستان	"	۱۲	ناگرتیا	ناگریتیا
۳۱۷	نوٹ سطر ۶	مسٹر والفرڈ بلنٹ	مسٹر ولفرڈ بلنٹ	۳۶۱	۱۵	سرار دون فرانسسکو	سرارد ون فرانسسکو
۳۱۸	۱۲	ابن ماتہ یعنی	ابن ماتہ (یعنی	"		دالمیدیا	دالمیدیا
"	۱۷	علی الاشہاد	علی رؤس الاشہاد	۳۶۲	۱۸	گرو	گروہ
۳۳۰	۲	جیسے	جیسا	۳۶۳	۱۸	اسکے بعد سال	اسکے بعد چند سال
۳۳۲	۱۹	زنگبریا	زنگیبریا	۳۶۴	۱۷	مین گے لہ	ملینگے لہ "
۳۳۳	۳	فرت	فرت رفتہ	۳۶۵	۳	سواہے	تو سواے
۳۳۵	۳	لکہتی	لکہنی	۳۶۷	۷	دولوگالا	وولوگالا
۳۴۰	۴	ہسپانیہ کی ٹاک	ہسپانیہ کی بہی ٹاک	"	نوٹ سطر ۱	اگرچہ	"اگرچہ
"	۸	ابن تومروت	ابن تومرت	"	نوٹ سطر ۳	ہنری سالٹ	ہنری سالٹ ۔
۳۴۱	نوٹ سطر ۵	مسرت ہوی	مسرت ہوی "			حبشہ کا سفر"	"حبشہ کا سفر"
۳۴۲	۸	سنگام	سنگم	۳۶۸	۱۱	چونکہ سمالیون کا ملک	چونکہ سوالیون کا ملک
۳۴۴	۳	لہ شیخ عثمان دانفودیو بڑا	لہ شیخ عثمان الفودیو بڑا	"	۱۵	اول کے شہر	۔ اول کے شہر
"	۷	برا سمجہایا	برا بتایا	۳۶۹	۲	شیخ ابراہیم الزبیر	شیخ ابراہیم البوزربی
۳۵۰	۹	فتہ تورود کا رہنے والا	فتہ تورد کا رہنے والا			کے شہر مین	ہر کے شہر مین
۳۵۰	۲۰	بہادر	بہادر	۳۷۳	۹	دار فروادی	دار فر۔ وادی
۳۵۵	۔	جبن	جبس	۳۷۵	نوٹ سطر ۱	ایک افریقی خیالات	ایک افریقی کے خیالات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۸	سطر ۱۰	(صفحہ ۲۰۶ -	(صفحہ ۲۰۶ -
		۲۰۷ لکھتے ہین	۲۰۷ لکھتے ہین
″	سطر ۱۱	تصانیف سے حصہ	تصانیف کے حصہ
۳۷۹	۶	جسکو جوجو کا گہر	جسکو جوجو کا گہر
۳۸۰	۴	حال لکھا	شروع شروع مین
			حال لکھا
۳۸۸	۱۶	اس	اب اس
″	نوٹ سطر ۹	مارسدن مشرقی ہند	مارسدن نے مشرقی ہند
۳۸۹	۵	جزیرہ جاوا	جزیرۂ جاوا
۳۹۴	۱۳	رحم کرین ہے	رحم کرین ہے"
۳۹۶	۱۹	لوگونکی وہ نیکنامی	لوگونکی ساتہہ وہ نیکنامی
۳۹۷	۵	حالات ہوتے ہین	حالات ہوئے یا نہین ہوتی ہین
″	۷	مناقض	تناقض
″	۹	آثار قدیم	آثار قدیمہ
۳۹۹	نوٹ سطر ۱	بردموند سے	بردموند نے
۴۰۰	۸	اینی	اینی
۴۰۲	۱۰	رون حمت	رون حمرت
″	″	رون باکو	رون باکو
″	۱۹	رون باکو	رون باکو
۴۰۹	نوٹ سطر ۱	ملکا کی جزیرہ ترناتی تیدور	ملکا کی جزیرۂ ترناتی تیدور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۹	نوٹ سطر ۲	ترناتی کا سلطان	ترناتی کا سلطان
″	سطر ۷	ہاسمی یا نوتر اسلوانو	ہاسیمیلیانو تراسلوانو
۴۱۰	۲	فرماندہ مگیلان	فرماندہ مگیلان
″	۴	اوسکی	اور اوسکی
″	نوٹ سطر ۱	لکہتا ہے کہ تیدور	لکہتا ہے کہ "تیدور
۴۱۳	۹	ہے۔	ہے"
″	نوٹ ۱۲	ہونیکے بہی	ہونیکے بعد بہی
۴۱۴	۵	ظاہر کرتے ہین ہے	ظاہر کرتے ہین ہے"
۴۱۵	۱	شمالی مشرقی	شمال مشرقی
۴۱۶	۱	اس تحریک کی اشاعت	اس تحریک اشاعت
″	۶	واعظ	مسلمان واعظ
″	۱۹	دوان وس پریرا	دوان روس پریرا
″	″	شہر ملاکا گورنر	شہر ملاکا کا گورنر
۴۱۷	۹	زیادہ غلو ہے ہے	زیادہ غلو ہے ہے"
″	۱۳	نالوکا والی	نالوکا والی ریاست
″	نوٹ سطر ۲	ایستیزان تیوم	ایستیزان تیوم
″	سطر ۵	ٹرینی	ٹری نٹی
۴۱۹	سطر ۳	نہ گذری	نہ گذرلی
۴۲۳	۱۰	قاعدہ تہا	قاعدہ تہا کہ
۴۲۴	۴	خود مختاری اسلامی	خود مختار اسلامی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۴	نوٹ سطر ۱	سنہ عیسوی مذہب	سنہ عیسوی مذہب	۴۴۶	نوٹ سطر ۱	سخت نہوتی	سخت نہوتی"
״	״ سطر ۵	ملحدہ	علحدہ	״	״ سطر ۱۸	خارج تھے۔	خارج تھے"
۴۲۵	۱۸	باتجان کا مسلمان	باتجان کے مسلمان	۴۴۷	۱۴	تاورنیہ	تاورنیئر
		بادشاہوں	بادشاہون	״	۱۹	آباد رہین ہے	آباد رہین ہے"
۴۲۶	نوٹ سطر ۱	ساحل کے باشندے	"ساحل کے باشندے	۴۴۸	۸	اور حاکم شہر	حاکم شہر
״	״ سطر ۵	جزیرہ گیبی	"جزیرہ گیبی	״	نوٹ سطر ۱	متعصب لوگوں	متعصب لوگوں نے برباد کیا
״	״ سطر ۱۱	جسکی	جنکی			دیکھو صفحہ (۴۴۹)	کیا تھا (صفحہ ۸۵ ۸۶
״	״ سطر ۱۲	مجہے	مجھسے				۱۸۲ اور دیکھو مقریزی
״	״ سطر ۱۲	بہت اعلی ہے	بہت اعلی ہے"				کا قول جو ضمیمہ مین صفحہ
۴۲۷	۱	جزیرہ اوی	جزیرہ آوی				۴۲۷ سے ۴۲۸ پر نقل
״	۲	اوی	آوی				کیا گیا ہی) یا جو خود
״	۴	جزیرہ ادی	جزیرہ آوی				شکستہ اور بوسیدہ
״	۶	اس زمانہ کے کچھ بعد	اس زمانہ سے کچھ پہلے				ہوگئے تھے (صفحہ
۴۳۰	نوٹ سطر ۱	سنہ کانفرنس	سنہ ۱۰۵۰ء کانفرنس				۷۸ اور ۱۰۳ او ۱۰۴) و
۴۳۹	۹	محمد الرسول اللہ	محمد رسول اللہ				دوبارہ تعمیر کیے گئے
۴۴۰	۵	اصلاح ہے	اصطلاح ہے	۴۵۰	۴	ہجوم رہتا ہے	ہجوم رہتا ہے"
۴۴۳	۱۰	پروفیسر ہوا ہے	پروفیسر ہوا ہے)	۴۵۱	۲	دوماعگین	دومانیگن
۴۴۶	نوٹ سطر ۲	عیسائیوں کی سبات	عیسائیوں سے اس بات	״	۱۵	ظاہر کرتے تھے	ظاہر کرتے تھے"
״	״ سطر ۴	مصنف آشمانی	مصنف آسمانی	۴۵۵	۱۰	کسی مذہب کو	کسی کے مذہب کو
״	״ سطر ۶	معتمدان کے منفصات	معتمدون کے مناقشات	۴۶۰	۴	اکاوت	اکارت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۶	۱۵	اور بغیر اوسکے دیکھیہ	اور بغیر اسکے کہ دیکھیہ
۴۷۳	۴	ابیہون	زاہیون
"	۵	ملبی	لہبی
۴۷۴	۲۰	اطاعت اقرار	اطاعت کا اقرار
۴۷۸	۲۱	حکم	حَکَم
۴۸۱	۱۷	امام غزالی سنہ وفات ۱۱۱۱ء	امام غزالی (سنہ وفات سنہ ۱۱۱۱ء)
۴۸۲	۸	سشر انثر	سشرا نثر
۴۸۳	۵	ہوگیا ہے	ہوگئے ہیں (اسکے آگے سے پیدا ہوئے یعنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			فقرہ جدا شروع ہونا چاہیے
"	"	اور یہہ امر	یہہ امر
۴۸۶	۱۴	زبان	زبانی
"	۱۶	انجیل مین ہے	انجیل مین ہے
۴۸۹	۸	پتہ	پتا
۴۹۱	۴	رومن کیٹھولک	رومن کیتھولک
"	۱۰	سوسین	سوسی نیئین
۴۹۲	نوٹ سطر ا	ٹامس ہیلوی	ٹامس ہیلو
۴۹۴	۸	کمی	کی کمی

تمت